انوار المصابیح
شرح

مشکوۃ المصابیح

شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج ماخوذ از

هداية الرواة

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی رحمہ اللہ

جلد چہارم

انوار المصابیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

ترجمہ و تشریح

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی

تحقیق و تخریج ماخوذ از

هداية الرواة

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

اردو قالب تخریج	تکمیل ترجمہ	عنوانات
حافظ ندیم ظہیر	پروفیسر عدیل الرحمن	عمر فاروق قدوسی

مکتبہ قدوسیہ

اهتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

اشاعت ـــــ ٢٠١٤ء

مکتبہ قدوسیہ

قدوسیہ اسلامک پریس

رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان

Tel: +92-42-37351124,37230585
maktaba_quddusia@yahoo.com

فہرست مضامین

کِتَابُ الصَّیْدِ وَالذَّبَائِحِ

شکار کرنے اور جانوروں کے ذبح کرنے کا بیان

بَابُ ذِکْرِ الْکَلْبِ

کتوں کا بیان

بَابُ مَا یَحِلُّ اَکْلُهٗ وَمَا یَحْرُمُ

حلال وحرام جانوروں کا بیان

بَابُ الْعَقِیْقَةِ

عقیقہ کا بیان

کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

کھانے کا بیان

بَابُ الضِّيَافَةِ

مہمان نوازی کا بیان

بَابٌ فِیْ اَكْلِ الْمُضْطَرِّ

مضطر اور مجبور کے کھانے کا بیان

بَابُ الْاَشْرِبَةِ ...... پینے کی چیزوں کا بیان

بَابُ الْاِسْتِیْذَانِ

اجازت طلب کرنے کا بیان

بَابُ الْمُصَافَحَةِ وَالْمُعَانَقَةِ

مصافحہ اور معانقہ

بَابُ الْقِیَامِ

قیام یعنی کھڑے ہونے کا بیان

بَابُ الْجُلُوْسِ وَالنَّوْمِ وَالْمَشْيِ

بیٹھنے، سونے، چلنے پھرنے کے آداب

بَابُ الْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

چھینکنے اور جمائی کے آداب

بَابُ الضِّحْكِ

ہنسی کے آداب کا بیان

بَابُ الْاَسَامِی

نام رکھنے کے آداب کا بیان

بَابُ الْبَیَانِ وَالشِّعْرِ

فصاحت و بلاغت اور شعرا کا بیان

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِیْبَةِ وَالشَّتْمِ

زبان کو غیبت اور گالی سے بچانا چاہیے

بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ
توکل اور صبر کا بیان

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ
دکھاوے اور سنانے کا بیان

بَابُ الْبُكَآءِ وَالْخَوْفِ
رونے اور ڈرنے کا بیان

❀❀❀❀

بَابُ الْجِزْيَةِ

جزیہ کا بیان

دارالاسلام میں کافر ذمی کے جان و مال کی حفاظت کے سلسلے میں مسلمان بادشاہ سالانہ ٹیکس لیتا ہے اس کو جزیہ کہا جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جزیہ رقبہ یعنی جانی اور مالی حفاظت کا ٹیکس اور جزیہ عرض یعنی زمین کی پیداوار کی مال گزاری مسلمانوں سے زکوٰۃ اور عشر لیا جاتا ہے اور غیر مسلموں سے جزیہ اور خراج لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا حتی **یعطوا الجزیة** یعنی یہود و نصاریٰ جزیہ ادا کر دیں تو ان کے جان و مال کی حفاظت ہوگی۔ اس سلسلے میں نیچے کی حدیثوں کو پڑھئے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

محرمات ابدیہ سے نکاح غیر مسلموں کے لیے بھی حرام ہوگا

٤٠٣٥ - عَنْ بَجَالَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْاَحْنَفِ فَاَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ اَنْ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ هَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ بُرَيْدَةَ اِذَا اَمَّرَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ فِيْ بَابِ الْكِتَابِ اِلَى الْكُفَّارِ

۴۰۳۵۔ حضرت بجالہ رحمہ اللہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ میں جزء بن معاویہ کا جو احنف کے چچا تھے منشی تھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ان کے انتقال سے ایک برس پہلی اس مضمون کا خط آیا مجوسیوں اور آتش پرستوں میں اگر کسی نے محرمات ابدیہ سے نکاح کر رکھا ہے تو اس کے درمیان میں جدائی کرا دو کیونکہ اسلام نے ذی محرم سے نکاح کرنے کو حرام ٹھہرایا ہے، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیا کرتے تھے یہاں تک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے۔ (بخاری)

توضیح: قرآن مجید میں اہل کتاب سے جزیہ لینے کا صراحتاً ثبوت ہے لیکن آتش پرستوں سے صراحتاً ثبوت نہیں ملتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیا تو حضرت عبدالرحمٰن نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا یہ حکم اسلامی ریاستوں میں نافذ فرما دیا کہ کافروں اور مجوسیوں سے بھی اہل کتاب کی طرح جزیہ لینا چاہیے۔

٤٠٣٥ - صحيح بخاری كتاب الجزية والموادعة باب الجزية والموادعة مع اهل الذمة ٣١٥٦ .

اَلْفَصْلُ الثَّانِی ......دوسری فصل

٤٠٣٦۔ عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اَمَرَهٗ اَنْ يَاْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ يَعْنِيْ مُحْتَلِمٍ دِيْنَارًا اَوْعَدْلَهٗ مِنَ الْمُعَافِرِيِّ ثِيَابٌ تَكُوْنُ بِالْيَمَنِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۳۶۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو یعنی معاذ کو ملک یمن کا امیر اور گورنر بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان سے یہ فرمایا: یمنی ہر بالغ ذمیوں سے جزیہ میں سالانہ ایک اشرفی لیا کرو یا اس کے برابر معافری کپڑے لے لیا کرو۔(ابوداؤد)

٤٠٣٧۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَصْلُحُ قِبْلَتَانِ فِيْ اَرْضٍ وَاحِدَةٍ وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ جِزْيَةٌ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۳۷۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو مذہب والے ایک ہی ملک میں مساویانہ طریقے سے بادشاہت نہیں کرسکتے اور مسلمان کے ذمہ جزیہ نہیں ہے۔(احمد‘ترمذی‘ابوداؤد)

توضیح: ایک ملک میں دو دین برابری کے ساتھ نہیں رہ سکتے بلکہ ایک دین غالب ہوگا اور دوسرا مغلوب۔ جیسے دارالاسلام میں اسلام غالب ہوتا ہے اور دارالکفر میں کفر۔

٤٠٣٨۔ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلٰى اُكَيْدِرِ دُوْمَةَ فَاَخَذُوْهُ فَاَتَوْابِهٖ فَحَقَنَ لَهٗ دَمَهٗ وَصَالَحَهٗ عَلَى الْجِزْيَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۳۸۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر دومہ کے پاس یعنی دومہ شہر کے بادشاہ اکیدر کے پاس بھیجا تو وہ اس کو گرفتار کر کے لے آئے۔ آپ نے اس کے خون کو معاف کردیا اور جزیہ پر صلح کرلی۔(ابوداؤد)

توضیح: دومہ ملک شام کے ایک شہر کا نام ہے جو تبوک کے قریب ہے اور اکیدر بادشاہ کا نام ہے جو عیسائی تھا رسول اللہ ﷺ نے جزیہ پر صلح کرلی اور اس کے خون کو معاف کردیا۔

٤٠٣٩۔ وَعَنْ حَرْبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنْ جَدِّهٖ اَبِيْ اُمِّهٖ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّمَا الْعُشُوْرُ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عُشُوْرٌ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۳۹۔حضرت حرب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے نانا سے اور وہ ان کے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عشر یہود و نصاریٰ پر ہے، مسلمانوں پر نہیں ہے۔(احمد‘ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث میں عشر سے مراد مال تجارت میں سے دسواں حصہ لینا مراد ہے یعنی یہود و نصاریٰ کے مال تجارت میں سے دسواں حصہ مسلمان بادشاہ بیت المال کے لیے لے گا اور مسلمانوں پر مال تجارت میں دسواں حصہ نہیں بلکہ اس میں زکوٰۃ ہے جب کہ نصاب

٤٠٣٦۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارۃ باب فی اخذ الجزیۃ ٣٠٢٨۔ ترمذی ٦٢٣۔

٤٠٣٧۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ١/ ٢٢٣۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارۃ باب فی الذی یسلم ٣٠٥٣۔ ترمذی کتاب الزکاۃ باب ما جاء لیس علی المسلمین جزیۃ ٦٣٣۔ یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔

٤٠٣٨۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارۃ باب فی اخذ الجزیۃ ٣٠٣٧۔

٤٠٣٩۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٣/ ٤٧٤‘ ٥/ ٤١٠۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارۃ باب تعشیر اھل الذمۃ ٣٠٤٨۔ سفیان ثوری مدلس ہیں اور رجل من بکر بن وائل مجہول ہے۔

کو پہنچ جائے اور حولان حول ہو جائے یعنی کہ جب ایک سال گزر جائے۔

٤٠٤٠ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷛ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا نَمُرُّ بِقَوْمٍ فَلاَ هُمْ يُضَيِّفُوْنَنَا وَلاَ يُؤَدُّوْنَ مَالَنَا عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ وَلاَ نَحْنُ نَاخُذُ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((اِنْ اَبَوْا اَلاَّ اَنْ تَاْخُذُوْا كُرْهًا فَخُذُوْا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۴۰۴۰۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارا گذر ایسے لوگوں پر ہوتا ہے جو ہماری مہمانی نہیں کرتے اور نہ ہمارے حق کو ادا کرتے ہیں اور نہ ہم ان سے کوئی چیز لے سکتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ تمہارے حق کو خوشی سے نہیں دیتے تو تم ان سے زبردستی سے لے سکتے ہو۔ (ترمذی)

توضیح: ہم جزیہ خیرات وغیرہ لینے کے لیے ذمیوں کے پاس جاتے ہیں تو نہ وہ حق ضیافت ہی ادا کرتے ہیں اور نہ خوشی سے جزیہ اور خیرات ہی دیتے ہیں آپ نے فرمایا ایسی صورت میں تم اپنا حق زبردستی وصول کر سکتے ہو۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

جزیہ کی مقدار

٤٠٤١ - عَنْ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ضَرَبَ الْجِزْيَةَ عَلٰى اَهْلِ الذَّهَبِ اَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَعَلٰى اَهْلِ الْوَرَقِ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا مَعَ ذَالِكَ اَرْزَاقُ الْمُسْلِمِيْنَ وَضِيَافَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

۴۰۴۱۔ حضرت اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سونے والوں پر سالانہ چار اشرفی جزیہ کا مقرر کیا اور چاندی والوں پر چالیس درہم اور اس کے ساتھ ہی ساتھ تین دن تک مسلمان تحصیلداروں کو مہمانی کھانا کھلائیں۔ (موطا امام مالک)

بَابُ الصُّلْحِ ...... صلح کا بیان

صلح کے معنی ملاپ کے ہیں یعنی اختلاف اور نا اتفاقی اور لڑائی جھگڑے کے وقت صلح اور ملاپ کرا دینا بہت بڑی انسانیت اور شرافت ہے اور ہر ایک اعتبار سے اس کو سب ہی اچھا سمجھتے ہیں لیکن اسلام میں اس کی بڑی اہمیت ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ☆ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ☆﴾ (سورہ حجرات)

''اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو' پھر اگر ان دونوں میں سے ایک دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم سب اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ اگر لوٹ آئے تو انصاف کے ساتھ دونوں میں صلح کرا دو اور عدل کرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ یاد رکھو مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دونوں بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

٤٠٤٠ - صحيح - سنن الترمذی كتاب السير باب ما يحل من اموال اهل الذمة ١٥٨٩ .

٤٠٤١ - اسناده صحيح - موطا امام مالك كتاب الزكاة باب جزية اهل الكتاب ١/ ٢٧٩ ح ٦٢٣ .

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں لڑنے لگیں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ان میں صلح کرا دیں کیونکہ وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں اور بھائی چارگی کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو لڑائی جھگڑے سے بچایا جائے کیونکہ اگر ایک مسلمان کو تکلیف پہنچی تو اپنے کو تکلیف پہنچی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سارے مسلمان محبت و رحم دلی اور میل جول میں ایک جسم کی طرح ہیں، جب کسی آدمی کو تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف سے تڑپ اٹھتا ہے، لہٰذا صلح اور ملاپ یہ ہمدردی اور اخوت کا بہترین ذریعہ ہے۔

میاں بیوی میں نا اتفاقی کی صورت میں صلح کرا دینا بہتر ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ☆ وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ☆﴾ (سورۃ نساء)

''اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کریں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں۔ صلح بہت بہتر چیز ہے۔ طمع ہر نفس میں حاضر کر دی گئی ہے اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیز گاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے۔ تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں اس طرح عدل کرو گو تم اس کی کتنی ہی آرزو کرو پس بالکل ایک ہی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھر لٹکتی ہوئی نہ چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح کرو اور احتیاط کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحم والا ہے اور اگر میاں بیوی جدا جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اللہ تعالیٰ وسعت اور حکمت والا ہے''۔

لوگوں میں اصلاح کرنے والوں کے دنیا میں اور آخرت میں بھی۔ بڑے بڑے درجے ہیں دنیا میں لوگ مصلح کو اپنا بڑا اور حاکم یا پنچ سمجھتے ہیں، اور اس کی آؤ بھگت عزت و تعظیم کرتے ہیں اور آخرت میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا جیسا کہ فرمایا۔

﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ☆﴾ (نساء)

''ان کے اکثر مصلحتی مشورے بخیر ہیں ہاں بھلائی اس شخص کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اس کو یقیناً ہم بہت بڑا ثواب دیں گے''۔

وصیت میں ردوبدل جائز نہیں ہے لیکن خلاف شرع وصیت کو بدل کر شریعت کے مطابق اصلاح کرنا درست ہے اور اس طرح کی اصلاح میں ثواب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (بقرہ)

''جو شخص وصیت کرنے والے کے ایک طرف مائل ہو جانے یا گناہ کی وصیت کر دینے سے ڈرے اور اس میں اصلاح کرا دے تو اس پر گناہ نہیں ہے یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اور صلح کرا دینے کا ثواب نماز و روزہ سے بھی زیادہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کا درجہ نماز و روزہ اور صدقہ خیرات کرنے سے بھی زیادہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور ضرور ارشاد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: اصلاح ذات

البین. (ابوداؤد) آپس میں صلح اور ملاپ کرادینا اور آپس کی نااتفاقی اور جھوٹ دین وایمان کو مونڈنے والی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں روزانہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرنا ضروری ہے۔ **یعدل بین الاثنین صدقة** (بخاری) دو آدمیوں کے درمیان انصاف اور صلح کرادینے سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ اور فرمایا **افضل الصدقة اصلاح بین الاثنین**۔ (طبرانی) لوگوں میں صلح کرادینا سب سے بڑا صدقہ ہے اور فرمایا **تصلح بین الناس فانها صدقة یحب الله موضعها** .(طبرانی و ترغیب) لوگوں میں صلح کرادینا ایسا صدقہ ہے جو خدا کو پسند ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **من اصلح بین الناس اصلح الله امره و اعطاه بکل کلمه تکلم بها عتق رقبة و رجع مغفورا له ما تقدم من ذنبه**. جو لوگوں میں صلح کرادے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام کو سنوار دے گا اور ہر کلمہ کے بدلے میں ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب اس کو عطا فرمائے گا اور اس کے اگلے گناہوں کو معاف کردے گا۔

مذکورہ بالا حدیثوں اور آیتوں سے صلح کی فضیلت اور اہمیت ثابت ہوگئی اور یہ صلح مسلمانوں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دوسری قوموں سے بھی بوقت ضرورت صلح کرنے کرانے کا حکم ہے رسول اللہ ﷺ نے مشرکین اور یہود ونصاریٰ سے صلح کی تھی۔ قرآن مجید میں ہے **و ان جنحوا للسلم فاجنح لها** (انفال۔۶۱) اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی صلح کے بازوؤں کو پھیلا دیجئے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

حدیبیہ کا قصہ

٤٠٤٢۔ عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ رضی اللہ عنہ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي بِضْعِ عَشَرَ مِائَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا اَتَى ذَاالْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَ اَشْعَرَ وَاَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَسَارَحَتَّى اِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِيْ يُهْبِطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَاخَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَسْئَلُوْنِيْ خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حَرَمٰتِ اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا)) ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِاَقْصَى الْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَآءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يَلْبَثْهُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَحُوْهُ وَشُكِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ

٤٠٤٢۔ مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ والے سال میں ایک ہزار سے زیادہ صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کے لیے تشریف لے چلے ذوالحلیفہ مقام پر پہنچ کر قربانی کے جانوروں کے گلے میں علامت کے طور پر ہار ڈالا اور اشعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا پھر وہاں سے تشریف لے چلے جب اس ثنیہ پر پہنچے جس پر سے مکہ والوں کے پاس اترا جاتا ہے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے حل حل کہہ کر اسے اٹھانا چاہا لیکن وہ نہیں اٹھتی تھی تو لوگوں نے کہا کہ قصوا اونٹنی اڑ گئی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے اڑنے کی عادت نہیں ہے لیکن اس کو اسے روک دیا ہے اس نے جس نے ہاتھی کو روکا تھا' پھر آپ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر مکہ والے مجھ سے کسی ایسی بات کا مطالبہ کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کی عزت کی چیزوں کی تعظیم ہوگی اور اسی میں اس کا احترام محفوظ رہے گا تو میں ان کی بات منظور کرلوں گا اور مان لوں گا یہ فرما کر آپ نے اس کو ڈانٹا اور جھڑکا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر آپ اس راستے سے مڑ گئے اور حدیبیہ مقام کے ایک گڑھے کے کنارے اتر پڑے، جہاں تھوڑا سا پانی تھا، جس میں سے لوگ تھوڑا تھوڑا پانی لینے لگے۔ اتنے میں

٤٠٤٢۔ صحیح بخاری کتاب کتاب الحج باب من اشعر وقلابذی الحلیفة ثم اخرم ١٦٩٤ .

كِنَانَتِهِ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَازَالَ يَجِيْشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوْا عَنْهُ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَالِكَ اِذْ جَآءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ الْخُزَاعِيُّ فِيْ نَفَرٍ مِنْ خُزَاعَةَ ثُمَّ اَتَاهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ اِذْ جَآءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اكْتُبْ هٰذَا مَاقَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَاصَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَالاَ قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنْ كَذَّ بْتُمُوْنِيْ اُكْتُبْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلٰى اَنْ لاَ يَاتِيَكَ مِنَّا رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَهٗ عَلَيْنَافَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَصْحَابِهٖ قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا ثُمَّ جَآءَ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا جَآءَ كُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهٰجِرَاتٍ اَلْاٰ يَةَ فَنَهَا هُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَرُدُّ وْهُنَّ وَاَمَرَ هُمْ اَنْ يَرُدُّوْهُمُ الصَّدَاقَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَجَآئَهٗ اَبُوْ بَصِيْرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ فَاَرْسَلُوْا فِيْ طَلَبِهٖ رَجُلَيْنِ فَدَ فَعَهٗ اِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَابِهٖ حَتّٰى اِذَ ابَلَغَاذَ االْحُلَيْفَةِ نَزَلُوْا يَاكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ فَقَالَ اَبُوْ بَصِيْرٍ لِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَ رٰى سَفْيَكَ هٰذَا يَا فُلَانُ جَيِّدً اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْهِ فَاَمْكَنَهٗ مِنْهُ فَضَرَبَهٗ حَتّٰى بَرَدَوَفَرَّ الْاٰخَرُ حَتّٰى اَتَى الْمَدِيْنَةَ فَدَ خَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ رَاٰى هٰذَا ذُعْرًا فَقَالَ قُتِلَ وَاللّٰهِ صَاحِبِيْ وَاِنِّيْ الْمَقْتُوْلُ فَجَآءَ اَبُوْ بَصِيْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَيْلُ اُمِّهٖ

لوگوں نے اس کا سارا پانی کھینچ کر اور لے کر ختم کر دیا۔ لوگوں نے پیاس کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ترکش میں سے یعنی تیردان میں سے ایک تیر نکالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس تیر کو اس گڑھے میں گاڑ دیں۔ تیر کے گاڑتے ہی اس میں سے پانی جو لوگوں کو سیراب کرنے کا ذریعہ تھا جوش مارنے لگا۔ لوگ کثرت سے اس پانی کو لیتے رہے یہاں تک کہ سیراب ہو کر لوگ اپنے خیموں اور ڈیروں کو واپس ہونے لگے۔ بہر حال لوگ اس حال میں تھے کہ اتنے میں بدیل بن ورقہ خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے بہت سے آدمیوں کو لیے ہوئے وہاں پہنچ گیا اور یہ لوگ مکہ والوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ تھے تو اس نے کہا میں کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو حدیبیہ کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں جہاں پانی کا چشمہ ہے وہ وہیں پر ٹھہرے ہوئے ہیں ان کے ساتھ کافی راشن ہے یعنی کھانے پینے کا سامان ہے اور ان کے ساتھ بچے والی اونٹنیاں ہیں اور دیگر دودھ دینے والے جانور بھی ہیں یعنی پانی کے چشمے پر ان کا قبضہ بھی ہے اور دودھ دینے والے بہت سے جانور ہیں جس سے وہ دودھ پیتے رہیں گے۔ غرض خورونوش وغیرہ کا کافی سامان ہے اور تعداد بھی ان کی زیادہ ہے وہ آپ سے جنگ کرنے کے لیے تلے ہوئے ہیں اور بیت اللہ شریف تک آپ کے پہنچ جانے سے روکنے کے لیے آمادہ ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنگ کرنے کے لیے نہیں آیا ہوں ہم تو عمرے کے لیے آئے ہوئے ہیں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ عروہ بن مسعود بھی آ گیا اور دوسرے لوگ بھی آ گئے راوی اس واقعے کو بیان کرتے یہاں تک پہنچا کہ اس نے بتایا کہ اتنے میں سہیل بن عمرو بھی آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لو صلح نامہ لکھ کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس صلح پر فیصلہ کیا ہے۔ سہیل نے کہا کہ ہم آپ کو خدا کا رسول نہیں جانتے اگر ہم آپ کو خدا کا رسول جانتے تو نہ بیت اللہ سے روکتے اور نہ جنگ کرتے۔ آپ اپنا نام صرف محمد بن عبداللہ لکھئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا سچا رسول ہوں اگر چہ تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو۔ منشی سے آپ نے فرمایا: تم محمد بن عبداللہ ہی لکھو چنانچہ لفظ لکھا گیا۔ سہیل نے کہا میری طرف سے صلح نامے میں یہ بھی لکھا جائے کہ آئندہ سے اگر کوئی ہم میں سے مسلمان ہو کر تمہارے پاس چلا جائے تو اس آدمی کو ہماری طرف لوٹانا ضروری ہوگا۔ جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: تم کھڑے ہو

مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ اَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذَالِكَ عَرَفَ اَنَّهُ سَيَرُدُّهُ اِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى اَتٰى سَيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَانْفَلَتَ اَبُوْ جَنْدَلِ بْنِ اَبِىْ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِاَبِىْ بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلَّا لَحِقَ بِاَبِىْ بَصِيْرٍ حَتّٰى اِجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللّٰهِ مَايَسْتَمِعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ اِلَى الشَّامِ اِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَا فَقَتَلُوْهُمْ وَاَخَذُوْا اَمْوَالَهُمْ فَاَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُنَاشِدُهُ وَالرَّحِمَ لَمَّا اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ فَمَنْ اَتَاهُ فَهُوَ اٰمِنٌ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

جاؤ اور قربانی کے جانوروں کو ذبح کر ڈالو سر منڈا کر حلال ہو جاؤ صلح ہو جانے کے بعد مکہ سے بہت سی عورتیں مسلمان ہو ہو کر مدینے آئیں مکہ والوں نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا تو آپ نے واپسی کرنے سے انکار کر دیا انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ یاایھا الذین امنوا اذا جاءکم المومنات مہاجرات (الایہ) تو اس آیت پر عمل کرتے ہوئے ان عورتوں کو واپس کرنے سے روک لیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان مسلمان عورتوں کو دوبارہ مکے کی طرف واپس کرنے سے منع کر دیا۔ البتہ حکم دیا کہ ان کے مہروں کو واپس کر دو پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے مدینہ منورہ پہنچ جانے کے بعد ابوبصیر نامی جو قریش میں سے تھے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گئے تو قریش نے دو آدمیوں کو واپس لانے کے لیے بھیجا ان دونوں نے کہا اس معاہدے کی رو سے جو ہمارے اور آپ کے درمیان ہوا ہے اس آدمی کو واپس کر دیجئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے کہنے کے مطابق اس آدمی کو ان کے حوالے کر دیا۔ وہ اس کو لے کر مدینے سے نکلے اور ذوالحلیفہ مقام پر پہنچے وہاں ناشتہ وغیرہ کرنے کے لیے اپنی اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور ناشتہ دان میں سے چھوہاروں اور کھجوروں کو کھانا شروع کیا اس ناشتے کے درمیان میں ابوبصیر نے ان دونوں آدمیوں سے ایک آدمی سے کہا کہ اے فلاں شخص خدا کی قسم تمہاری یہ تلوار مجھے بہت اچھی معلوم ہو رہی ہے تو اس نے وہ تلوار میان سے نکال کر اس کو دے دی اور کہا کہ خدا کی قسم یہ تلوار بہت اچھی ہے بار ہا میں اس سے تجربہ کر چکا ہوں تو ابوبصیر نے اس تلوار کو اپنے قبضے میں کر کے اس آدمی کو مار ڈالا یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر دوسرا آدمی خوف سے بھاگ کر پھر مدینہ منورہ پہنچا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ خوفزدہ ہے اس نے کہا کہ اگر میں نہ بھاگتا تو میں بھی مار ڈالا جاتا۔ اتنے میں پیچھے پیچھے ابوبصیر بھی پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص لڑائی بھڑکانے والا ہے، اگر وہاں کوئی ہوتا اور مدد کرتا تو جنگ شروع ہو جاتی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے قول و قرار کو پورا کر دیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے نجات بخشی۔ نبی ﷺ نے وعدے کے مطابق پھر واپس کرنا چاہا اور اس نے سمجھ لیا کہ آپ پھر مجھے واپس کر دیں گے تو مدینے سے نکل آیا یہاں تک کہ سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔ راوی نے یہ بھی بیان کیا کہ ابوجندل بن ابی سہیل مکے والوں کے قید خانے میں سے نکل کر ابوبصیر کے ساتھ مل گئے اور مکہ میں جو بھی مسلمان ہوتا وہ ساحل بحر پر آ کر ابوبصیر کے جتھے میں شامل ہو جاتا اسی طرح کرتے کرتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت پہنچ گئی اور جمع ہو گئی اس راستے پر مکے کا کوئی قافلہ آتا جاتا ملتا اور ان کو چھیڑتا تو یہ سب لوگ مل کر اس کا مقابلہ کرتے اور جنگ کرتے جنگ میں کامیابی کے بعد غنیمت حاصل کر لیتے آخر قریش تنگ آ گئے اور نبی اکرم کو پیغام بھیجا کہ ہم اس معاہدے کو توڑتے ہیں جس کی رو سے آپ ہمارے آدمی کو واپس کرتے ہیں آپ کسی آدمی کو واپس نہ کیجئے بلکہ اسے مدینہ ہی رہنے دیجئے اور ہم اللہ کا واسطہ اور رشتے وناطے کا واسطہ دے کر یہ کہتے ہیں کہ جو بھی مکہ سے مدینہ چلا گیا ہے اس کو آئندہ ہرگز ہرگز واپس نہ کیجئے۔ (بخاری)

صلح کی شرائط

٤٠٤٣ ۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ

۴۰۴۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین مکہ سے حدیبیہ کے دن ان تین باتوں پر صلح کی تھی۔ مکہ سے جو

اَشْيَاءَ عَلٰى اَنَّ مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهٗ اِلَيْهِمْ وَمَنْ اَتَا هُمْ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى اَنْ يَّدْ خُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيْمُ بِهَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَلَا يَدْ خُلَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَالسَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهٖ ...... فَجَآءَ اَبُوْ جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِيْ قُيُوْدِهٖ فَرَدَّهٗ اِلَيْهِمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

مشرکین میں سے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ چلا جائے تو اس کو دوبارہ مکہ بھیج دیں۔(۱) اور مسلمانوں میں سے نعوذ باللہ جو مسلمان مرتد ہو کر مدینہ سے مکہ چلا آئے تو مشرکین مکہ ان کو دوبارہ مدینہ منورہ واپس نہیں کریں گے۔(۲) اور اس سال مکے میں عمرہ کے لیے داخل نہیں ہو سکتے۔ آئندہ سال داخل ہو سکتے ہیں اور عمرہ بھی کر سکتے ہیں اور عمرے کے سلسلے میں مکے میں صرف تین روز تک قیام کر سکتے ہیں اور جب آئندہ سال آئیں تو برہنہ تیر کمان اور تلوار نہ لائیں بلکہ ان کو میانوں اور تھیلیوں میں چھپائے ہوئے لائیں۔ یہ صلح ہو رہی تھی کہ ابوجندل مسلمان صحابی بیڑیوں میں لڑکھراتے ہوئے حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور ان کا باپ سہیل صلح نامہ لکھوا رہا تھا اپنے بیٹے کو اس حال میں دیکھ کر کہا کہ سب سے پہلے ابوجندل کو مشرکین کے حوالے کر دو تب صلح ہوگی ورنہ نہیں۔ وقتی مصلحت کو مدنظر رکھ کر مجبوراً آپ ﷺ نے ان کو واپس کر دیا۔(بخاری، مسلم)

٤٠٤٤۔ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ قُرَيْشًا صَالَحُوْا النَّبِيَّ ﷺ فَاشْتَرَطُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ مَنْ جَآءَ نَا مِنْكُمْ لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكُمْ وَمَنْ جَآءَ كُمْ مِنَّا رَدَدْتُمُوْهُ عَلَيْنَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَكْتُبُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا اِلَيْهِمْ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَمَنْ جَآءَ نَا مِنْهُمْ سَيَجْعَلُ لَهٗ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے صلح کرتے ہوئے یہ شرط کرائی تھی کہ تم مسلمانوں میں سے جس کو ہم پا جائیں گے ہم اس کو پھر دوبارہ واپس نہیں کریں گے اور ہم میں سے جو مسلمان ہو کر تمہارے یہاں چلا جائے گا تمہیں ہمارے پاس واپس کرنا پڑے گا یہ سن کر مسلمانوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا یہ لکھیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہم میں سے جو مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور ہی کر دے گا اور ان میں سے جو مسلمان ہو کر ہمارے پاس آ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی خلاصی کی صورت نکال دے گا اور تم آزاد ہو جاؤ گے۔(مسلم)

عورتوں سے بیعت

٤٠٤٥۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ فِيْ بَيْعَةِ النِّسَآءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ فَمَنْ اَقَرَّتْ بِهٰذَ الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهٖ وَاللّٰهِ مَامَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَاَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو عورتیں مکہ سے صلح ہونے کے بعد مسلمان ہو کر مدینے میں داخل ہوتیں اور چلی آتیں تو رسول اللہ ﷺ ان کی جانچ پڑتال کرتے اور تحقیق کر لیتے کہ یہ کس نیت سے آئی ہیں تحقیق کے بعد جب یقین ہو جاتا کہ صرف اللہ و رسول کی خاطر آئی ہیں تو ان سے بیعت لے لیتے اور شرعی قول و قرار کر لیتے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے یَاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَاجَآءَ كَ الْمُؤْمِنٰتُ

٤٠٤٣۔ صحیح بخاری کتاب الصلح باب کیف مکتب هذا ما صالح فلان ٢٦٩٨۔ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب صلح الحدیبیة فی الحدیبیة ١٧٨٣، ٤٨٣٤.

٤٠٤٤۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر باب صلح الحدیبیة فی الحدیبیة ١٧٨٤.

٤٠٤٥۔ صحیح بخاری کتاب الشروط باب ما یجوز من الشروط فی الاسلام ٢٧١٣۔ مسلم کتاب الامارة باب کیفیة بیعة النساء ١٨٦٦، ٤٨٣٤.

يُبَايِعْنَكَ (الایہ) کہ اے نبی! جو مومنہ عورتیں تمہارے پاس بیعت کرنے کے لیے آئیں اور یہ شرط اور قول وقرار کو پورا کریں (اور نہ یہ شرک کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کریں گی) تو ان سے بیعت کرلو۔ رسول اللہ ﷺ زبانی قول و قرار ان سے لے لیتے لیکن ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاتے جس طرح مردوں سے ہاتھ ملاتے تھے۔ (بخاری، مسلم) کیونکہ اجنبی عورتوں کا ہاتھ چھونا نبی اور غیر نبی بھی کے لیے ناجائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

دس سالہ امن معاہدہ

٤٠٤٦۔ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ رضی اللہ عنہما اَنَّهُمُ اصْطَلَحُوْا عَلٰی وَضْعِ الْحَرْبِ عَشَرَ سِنِيْنَ يَاْمَنُ فِيْهِنَّ النَّاسُ وَعَلٰی اَنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَكْفُوْفَةً وَاَنَّهُ لَا اِسْلَالَ وَلَا اِغْلَالَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۴۰۴۶۔ حضرت مسور اور مروان رضی اللہ عنہما نے یہ بیان کیا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین کی دفعات میں سے یہ دفعہ بھی لگائی تھی کہ دس سال تک ہمارے اور تمہارے درمیان میں جنگ بند رہے گی کہ لوگ اس دس سالہ پلان کے تحت امن سے رہیں اور تلواروں کو میانوں میں ڈالے رکھیں اور اپنے سینے سے کینہ کپٹ کو نکال دیں، اپنے اپنے دل کو صاف رکھیں اور مکر وفریب اور دھوکہ دہی سے کام نہ لیں اور نہ پوشیدہ طور پر نقصان پہنچانے کے ارادے سے ایک دوسرے پر حملہ کریں۔ (ابوداؤد)

معاہد یا ذمی سے زیادتی کرنا

٤٠٤٧۔ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اٰبَائِهِمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِانْتَقَصَهٗ اَوْكَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۴۰۴۷۔ حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ بہت سے صحابہ کرام کے صاحبزادوں سے بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنے آباء واجداد سے سن کر یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی معاہد یعنی ذمی یا مستامن پر ظلم وزیادتی کرے اور عہد شکنی کرے یا اس کے حق کو کم کردے یا اس کی طاقت سے زیادہ اس کو تکلیف دے یا بغیر اس کی رضامندی کے کوئی چیز اس سے لے لے تو میں قیامت کے روز اس کی طرف سے مخاصمت کروں گا اور لڑ جھگڑ کر اس کا حق دلاؤں گا۔ (ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ نامحرم عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے

٤٠٤٨۔ وَعَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ بَايَعْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْنَا تَعْنِیْ صَافِحْنَا

۴۰۴۸۔ حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا اپنا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عورتوں میں بیعت کی تھی آپ ہم سے قول وقرار لیتے جاتے اور ہمیں تلقین کرتے جاتے کہ جہاں تک تم طاقت رکھو یعنی جب ہم یہ قول کرتے کہ چوری نہیں کریں گی تو آپ ازراہ شفقت یہ فرماتے کہ جہاں

٤٠٤٦۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی صلح العدو۔ ٢٧٦٦۔

٤٠٤٧۔ اسناد حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة فی تعشیر اهل الذمة ٣٠٥٢۔ الصحیحه ٤٤٥۔

٤٠٤٨۔ اسناده صحیح۔ سنن الترمذی کتاب السیر باب ما جاء فی بیعة النساء ١٥٩٧۔ نسائی ٤١٨٦۔ ابن ماجه ٢٨٧٤۔ موطا الامام مالک ٢/ ٩٨٢ح ١٩٠٨۔

قَالَ اِنَّمَا قَوْلِیْ لِمِائَۃِ امْرَأَۃٍ کَقَوْلِیْ لِامْرَأَۃٍ وَّاحِدَۃٍ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ)

تک تم سے ہو سکے وغیرہ۔ ہم نے کہا اللہ و رسول ہمارے اوپر زیادہ مہربان ہیں ہماری جانوں سے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم سے بیعت لے لیجئے، یعنی مصافحہ کیجئے، ہاتھ سے ہاتھ ملایئے۔ تو آپ نے فرمایا: میرا زبانی کہنا ایک عورت کے لیے اور سو عورتوں کے لیے برابر ہے۔ ہاتھ سے ہاتھ ملانا اجنبی عورتوں سے مناسب نہیں ہے۔ (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٤٠٤٩۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ ذِی الْقَعْدَۃِ فَاَبٰی اَھْلُ مَکَّۃَ اَنْ یَّدَعُوْہُ یَدْخُلُ مَکَّۃَ حَتّٰی قَاضَاھُمْ عَلٰی اَنْ یَّدْخُلَ یَعْنِیْ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ یُقِیْمُ بِھَاثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَلَمَّا کَتَبُوْا الْکِتٰبَ کَتَبُوْ اھٰذَا مَاقَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالُوْا لَا نُقِرُّبِھَا فَلَوْ نَعْلَمُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَامَنَعْنَاکَ وَلٰکِنْ اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ فَقَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اُمْحُ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ لَا وَاللّٰہِ لَااَمْحُوْکَ اَبَدًا اَفَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَیْسَ یُحْسِنُ یَکْتُبُ فَکَتَبَ ھٰذَا مَاقَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ لَا یَدْخُلُ مَکَّۃَ بِالسِّلَاحِ اِلَّا السَّیْفَ فِی الْقِرَبِ اَنْ لَّا یَخْرُجَ مِنَ اَھْلِھَا بِاَحَدٍ اِنْ اَرَادَ اَنْ یَّتْبَعَہٗ وَاَنْ لَّا یَمْنَعَ مِنْ اَصْحَابِہٖ اَحَدًا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّقِیْمَ بِھَا فَلَمَّا دَخَلَھَا وَمَضَی الْاَجَلُ اَتَوْا عَلِیًّا فَقَالُوْ اقُلْ لِصَاحِبِکَ اُخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَی الْاَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

٤٠٤٩۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالقعدہ مہینے میں عمرے کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے لیکن مشرکین مکہ نے مکے میں داخل ہونے سے روک دیا اور ان باتوں پر صلح کی کہ آئندہ سال آپ عمرہ کریں اور صرف تین دن تک قیام کر سکتے ہیں جب صلح نامہ لکھنے لگے تو لکھنے وقت یہ لکھا کہ ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ یعنی محمد جو اللہ کا رسول ہے ان باتوں پر صلح کی ہے تو مشرکین نے کہا کہ ہم تمہارے رسول اللہ ہونے کا اقرار و تسلیم نہیں کرتے ہیں، اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم نہ روکتے اور نہ جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوتے اس لیے لفظ محمد کے بعد لفظ رسول اللہ نہیں لکھا جا سکتا۔ تم محمد بن عبداللہ ہو تو یہی لکھو کہ ھذا ما قاضی محمد بن عبداللہ آپ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں آپ نے منشی سے یعنی حضرت علیؓ سے فرمایا جو اس وقت صلح نامے کی کتابت کر رہے تھے کہ لفظ رسول اللہ کو مٹا دو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کے اسم شریف کو لکھنے کے بعد لفظ رسول اللہ ﷺ کو نہیں مٹا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کو تو لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا آپ نے ان کے ہاتھ سے قلم لے لیا اور ھذا ما قاضی علیہ محمد بن عبداللہ لکھ دیا یعنی محمد اللہ کے رسول نے اس بات پر صلح کر لی۔ ا۔ کہ آئندہ سال مکے میں ہتھیاروں کو میانوں میں رکھ کر داخل ہوں گے۔ ۲۔ مکہ میں داخل ہونے کے بعد اگر کوئی شخص ان کے ساتھ جانے کا ارادہ کرے تو اس کو ساتھ نہیں لے جائیں گے اور اگر ان کے ساتھیوں میں سے کوئی مکے میں رہنے کا ارادہ کرے تو اس کو نہیں روکیں گے جب یہ سال ختم ہوا اور دوسرا سال آیا تو صلح کے مطابق آپ مکہ تشریف لائیں تو تین روز تک مکے میں قیام پذیر رہے جب تیسرا دن ختم ہونے کے قریب آیا تو مشرکین نے حضرت علیؓ سے کہا کہ تم اپنے ساتھی سے کہو کہ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ تیسرا دن ختم ہو رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ حسب صلح تیسرے دن مدینہ منورہ بخوشی واپس تشریف لے آئے۔ (بخاری و مسلم) یہ آپ کا لکھنا معجزے کے طور پر تھا۔

٤٠٤٩۔ صحیح بخاری کتاب الصلح بنب کیف ھذا صالح فلان ٢٦٩٩۔ مسلم کتاب الجھاد باب صلح الحیدبیة ١٧٨٣ .

بَابُ اِخْرَاجِ الْیَهُوْدِ مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ

یہود کو جزیرۂ عرب سے جلاوطن کر دینے کا بیان

قاموس وغیرہ میں لکھا ہے کہ جزیرہ اس خشک حصے کو کہتے ہیں جس کے چاروں طرف دریا سمندر اور پانی ہی پانی ہو اور بیچ میں خشک حصہ ہو جہاں آبادی ممکن ہو عرب کے تین طرف سمندر ہے تو گویا ایک جزیرہ نما ہو گیا۔ عرب کے حصے کو بحر ہند۔ بحر شام اور دجلہ وفرات یا عدن سے شام تک اور جدہ سے عراق تک سب گھرا ہوا ہے اس حصے میں بہت سی قومیں آباد ہیں یہود و نصاریٰ بھی آباد تھے چونکہ اکثر ان کی طبیعتوں میں فساد اور تخریب کا مادہ ہے باوجود صلح کے بھی عہد شکنی کر دیتے ہیں تو امن پیدا کرنے کے لیے ایسے مفسدوں کو جلاوطن کرنا اور وہاں سے نکال دینا ہی مناسب ہے۔ نیچے حدیثوں میں اس کا بیان آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

یہود کو حجاز سے نکال دیا گیا

٤٠٥٠۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰی یَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰی جِئْنَا بَیْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ یَهُوْدَ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُجْلِیَکُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْکُمْ بِمَالِهٖ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۴۰۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر ہم لوگوں سے فرمایا: تم لوگ میرے ساتھ ساتھ یہودیوں کے پاس چلو ہم آپ کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے مدرسے میں پہنچے رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا: اے یہود کی جماعت! اگر تم لوگ مسلمان ہو جاؤ تو بہت بہتر ہے تمہارے جان مال کی سلامتی ہے اور اگر تم اپنے اسی مذہب پر قائم رہنا چاہتے ہو تو تمہیں اختیار ہے یہ زمین خدا رسول کی ہے جس کو چاہے دے۔ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ تم لوگوں کو زمین حجاز سے دوسرے دیار عرب کی طرف منتقل کر دوں، لہٰذا جو تم میں سے اپنے مال میں سے کسی چیز کو بیچنا چاہے تو بیچ کر یہاں سے چلا جائے۔ (بخاری ومسلم)

٤٠٥١۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَامَ عُمَرُ خَطِیْبًا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ عَامَلَ یَهُوْدَ خَیْبَرَ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّکُمْ عَلٰی

۴۰۵۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے خلافت کے زمانے میں تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور تقریر میں فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے یہ معاملہ کیا تھا کہ خیبر کی زمین

٤٠٥٠۔ صحیح بخاری کتاب الجزیة والموادعة باب اخراج الیهود من جزیرة العرب ٣١٦٧۔ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب احلاء الیهود من الحجاز ١٧٦٥، ٤٥٩١۔

٤٠٥١۔ صحیح بخاری کتاب الشروط باب اذا اشترط فی المزارعة ٢٧٣٠۔

مَاأَقَرَّكُمُ اللّٰهُ وَقَدْ رَأَيْتُ اِجْلاَ ءَ هُمْ فَلَمَّا اَجْمَعَ حُمَمُ عَلٰى ذَالِكَ اَتَاهُ اَحَدُبَنِىْ اَبِى الْحُقِيْقِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُخْرِجُنَا وَقَدْ اَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ وَعَامَلَنَا عَلَى الْاَمْوَالِ فَقَالَ عُمَرُ ظَنَنْتَ اِنِّىْ نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ بِكَ اِذَااُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ هٰذِهِ كَانَتْ هُزَيْلَةً مِنْ اَبِى الْقَاسِمِ فَقَالَ كَذَبْتَ يَاعَدُوَّاللّٰهِ فَاَجْلاَ هُمْ عُمَرُوَاَعْطَا هُمْ قِيْمَةَ مَاكَانَ لَهُمْ مِنَ التَّمَرِمَالاً وَاِبِلاً وَعَرُ وْضًا مِنْ اَقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذَالِكَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ

مزارعت کے طور پر اس شرط پر دے دی تھی کہ وہی کاشت کریں اور اس کی پیداوار میں سے آدھا مسلمانوں کو دیں اور آدھا خود لیں اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا تم کو اس معاملے پر برقرار رکھے گا تو ہم بھی تو تم کو اس معاملے پر برقرار رکھیں گے کہ اب وہ مزارعت کا معاملہ ایک مقررہ میعاد تک اور اب ختم ہو گیا ہے، اب تم کو یہاں سے منتقل کر دینے کا میں نے ارادہ کر لیا ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس ارادے کے پختگی کا ارادہ ظاہر فرمایا تو قبیلہ ابی الحقیق کا ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین! آپ ہم کو یہاں سے جلاوطن کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو یہاں ٹھہرایا ہے اور مزارعت کا ہم سے معاملہ کیا ہے حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ کے لیے یہ معاملہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ معاملہ ایک وقت محدود کے لیے تھا اب اس کی مدت ختم ہو چکی ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہؐ کے اس فرمان کو بھول گیا ہوں؟ کہ آپ نے پیش گوئی کے طور پر تم لوگوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ تمہارا کیا حال ہوگا کہ آئندہ جب تم خیبر سے نکالے جاؤ گے اور تم اونٹنیوں پر سوار ہو کر یہاں سے جاؤ گے اور تمہاری اونٹنیاں تمہیں لے کر راتوں رات نہایت تیزی سے دوڑتی ہوئی لے جائیں گی تو ابوالحقیق کے آدمی نے کہا کہ ابوالقاسم کی یہ بات مذاق کے طور پر تھی سچ مچ نہیں تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو بہرحال حضرت عمرؓ نے ان کو جلاوطن کر دیا اور ان کے پھل وغیرہ کی قیمت دے کر رخصت کر دیا اور ان کے سوار ہونے کے لیے اونٹوں کو اور اس کے پالان کو اور دیگر رسی وغیرہ ضرورت کی چیزوں کو بھی دے دیا ہو۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ کی وصیت

٤٠٥٢۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْصٰى بِثَلٰثَةٍ قَالَ ((اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَاكُنْتُ اَجِيْزُهُمْ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْقَالَ فَاُنْسِيْتُهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۵۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رحلت فرمانے سے کچھ دن پہلے ان تین باتوں کی وصیت فرمائی مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا۔ (۲) بادشاہوں کے قاصدوں اور نمائندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا جیسا کہ میں کیا کرتا تھا۔ (۳) اور تیسری بات سے آپ نے سکوت فرمایا یا یہ کہ میں بھول گیا۔ (بخاری و مسلم)

٤٠٥٣۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَاُ خْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ حَتّٰى لَا اَدَعَ فِيْهَا اِلَّا

۴۰۵۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ تم لوگ میرے بعد یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا سوائے مسلمانوں کے اور کوئی نہ رہنے پائے اگر میں زندہ رہا اور خدا نے چاہا تو یہود و نصاریٰ کو

٤٠٥٢۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب هل يستشفع الى الذمة ٣٠٥٣۔ مسلم كتاب الوصية باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصى فيه ١٦٣٧، ٤٢٣٢.

٤٠٥٣۔ صحيح مسلم كتاب الجهاد والسير باب اخراج اليهود والنصارىٰ ١٧٦٧، ٤٥٩٤.

مُسْلِمًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ ((لَئِنْ عِشْتُ اِنْ شَآءَ اللّٰهِ لَاُ خْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ))

جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

لَيْسَ فِيْهِ اِلَّا حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا يَكُوْنُ قِبْلَتَانِ وَقَدْ مَرَّ فِيْ بَابِ الْجِزْيَةِ

اس فصل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وہی حدیث تھی جس کا ہم جزیہ کے بیان میں بیان کر چکے ہیں، یعنی ایک زمین میں دو قبلے والوں کا رہنا مناسب نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

٤٠٥٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى اَهْلِ خَيْبَرَ اَرَادَ اَنْ يُّخْرِجَ الْيَهُوْدَ مِنْهَا وَكَانَتِ الْاَرْضُ لَمَّا ظُهِرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَسَاَلَ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّتْرُكَهُمْ عَلٰى اَنْ يَّكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نُقِرُّكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَاُقِرُّوْا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِيْ اِمَارَتِهٖ اِلٰى تَيْمَآءَ وَاَرِيْحَآءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۵۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے یہود و نصاریٰ کو زمین حجاز سے یعنی جزیرہ عرب سے جلاوطن کر دیا اور یہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ جو خیبر والوں پر فتح یاب ہوئے تھے تو اسی وقت یہودیوں کو خیبر سے نکال دینے کا ارادہ کر لیا تھا اور تم لوگوں کو بھی یہ معلوم ہے وہ اگر یہ شرط منظور کر لیں کہ وہ کھیتی باڑی کا کام کر دیا کریں گے اور پیداوار میں آدھا آدھا کر کے تم کو دیں اور خود لیں۔ اور آپ نے فرمایا: جب تک ہم چاہیں گے اس معاملے کو برقرار رکھیں گے اور جب چاہیں گے توڑ دیں گے لہٰذا اس معاہدے کی مدت ختم ہو چکی ہے اس لیے تم کو تیماء اور اریحاء کی طرف جلاوطن کرنے کا حکم دے رہا ہوں۔ (بخاری، مسلم)

❁❁❁❁

٤٠٥٤۔ صحيح بخاری كتاب الخمس باب من كان من بعض المؤلفة قلوبهم ٣١٥٢۔ مسلم كتاب المساقاة والمعاملة بجزء من التمر والزراع ١٥٥١، ٣٩٦٧.

بَابُ الْفَیْءِ

مال فیئے کا بیان

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ غنیمت وہ مال ہے جو کفار پر چڑھائی وحملہ کرنے کے بعد حاصل ہوا ہو اور فیئے وہ مال ہے جو بغیر لڑے بھڑے ہاتھ آ جائے مثلاً ان سے صلح کر کے کچھ مال بطور تاوان وصول کیا جائے یا وہ مال جس کا کوئی وارث نہ ہو یا جزیہ یا خراج وغیرہ کا مال ہو۔

امام شافعیؒ اور دیگر علمائے سلف وخلف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے لیکن بعض علماء غنیمت کا اطلاق ''فیئے'' پر اور ''فیٔ'' کا غنیمت پر کرتے ہیں اسی لیے حضرت قتادہؒ کا وہ قول ہے کہ اس آیت سے سورہ حشر کی یہ آیت ما افاء اللہ الخ منسوخ ہو گئی ہے اور اسی طرح مال غنیمت کے پانچ حصوں میں سے چار حصے تو مجاہدین کو ملیں گے اور ایک حصہ تو ان کو ملے گا جن کا ذکر اسی آیت میں آیا ہے ''یعنی رسول قرابت دار یتیم۔ مساکین اور مسافر لوگ'' لیکن یہ قول قابل قبول نہیں کیونکہ یہ آیت جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی ہے اور وہ آیت بنونضیر کے بارے میں اتری ہے۔

اور علمائے سیر ومغازی (تاریخ دانوں) میں سے کسی کو بھی اس آیت کے بارے میں اختلاف نہیں ہے کہ قصہ بنونضیر جنگ بدر کے بعد کا ہے اور نہ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہے لیکن جو لوگ غنیمت اور فیٔ میں فرق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ آیت تو فیئے کے بارے میں اتری ہے اور یہ غنیمت کے بارے میں۔

اور کچھ فیئے اور غنیمت کے معاملے کو امام کی رائے پر موقوف رکھتے ہیں کہ جیسی اس کی مرضی ہو ویسا کرے اس طرح ان دونوں آیات یعنی حشر اور آیت تخمیس میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

سورۂ حشر میں فیئے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کو نازل فرمایا ہے۔

﴿وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ☆ مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾

''ان کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ لگایا ہے جس پر نہ تم نے اپنے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس کے اوپر چاہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو مال بستیوں والوں کا اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ ہی کا ہے اور رسول کا، قرابت داروں کا، یتیموں، مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال بھی نہ رہ جائے۔ تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، البتہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے''۔

مال فے کافروں کے اس مال کو کہتے ہیں جو ان سے لڑے بھڑے بغیر ان کے قبضے میں آ جائے، جیسے بنونضیر کا یہ مال تھا جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے گھوڑے یا اونٹ اس پر نہیں دوڑائے تھے، یعنی ان کفار سے آمنے سامنے کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی اور نہ

کوئی مقابلہ ہوا تھا بلکہ ان کے دل خدا نے اپنے رسول کی ہیبت سے بھر دیے اور وہ اپنے قلعے خالی کر کے قبضے میں آ گئے اسے فے کہتے ہیں۔ اور یہ مال حضور کا ہو گیا آپ جس طرح چاہیں اس میں تصرف کریں پس آپ نے نیکی اور صلاح کے کاموں میں اسے خرچ کیا کرتے، جس کا بیان اس کے بعد والی اور دوسری آیت میں ہے۔ پس فرماتا ہے کہ بنونضیر کا جو مال بطور فے کے اپنے رسول کو اللہ تعالیٰ نے دلوایا ہے، جس پر مسلمانوں نے اپنے اونٹ گھوڑے دوڑائے نہ تھے بلکہ صرف خدا نے اپنے فضل سے اپنے رسول کو اس پر غلبہ دیا تھا اور خدا پر یہ کیا مشکل ہے؟ وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے نہ اس پر کسی کا غلبہ اور نہ اسے کوئی روکنے والا بلکہ سب پر غالب ہے سب اس کے تابع فرمان۔ پھر فرمایا: جو شہر اس طرح فتح کیے جاتے ہیں ان کے مال کا یہی حکم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے قبضے میں کریں گے پھر انہیں دیں گے جن کا بیان اس آیت میں ہے اور اس کے بعد والی آیت میں ہے۔ یہ ہے فے کے مال کا مصرف اور اس کے خرچ کا حکم، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ بنونضیر کے مال بطور فے خاص رسول اللہ ﷺ کے ہو گئے تھے آپ اس میں سے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا خرچ دیتے تھے اور جو بچ رہتا اسے آلات جنگ اور سامان حرب میں خرچ کرتے۔ (سنن و سنہ وغیرہ) اس فصل میں مال فے کا بیان ہے اس کی پوری تفصیل حدیث، فقہ اور تفسیر کی کتابوں میں ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

رسول اللہ ﷺ کے سال بھر کے خرچ کا انتظام

٤٠٥٥۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدْثَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهٗ فِیْ هٰذَا الْفَیْءِ بِشَیْءٍ لَمْ یُعْطِهٖ اَحَدًا غَیْرَهٗ ثُمَّ قَرَاَ مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ قَدِیْرٌ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یُنْفِقُ عَلٰی اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ یَاْخُذُ مَابَقِیَ فَیَجْعَلُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۴۰۵۵۔ حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس مال فے میں اپنے رسول کے لیے ایک خاص حصہ مقرر کیا ہے جو دوسرے اور کسی کو نہیں دیا ہے، پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی وما افاء اللہ علی رسولہ سے لفظ قدیر تک کہ یہ مال رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص ہو گیا اسی مال میں سے آپ بال بچوں کو سال بھر کا خرچہ دے دیتے تھے باقی بچا ہوا مال اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح : یہ حدیث صاحب مشکوۃ نے بہت مختصر طریقے سے نقل فرمائی ہے۔ بخاری اور مسلم میں نہایت تفصیل طریقے سے لکھی گئی ہے ہم اس کا صرف ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں۔

حضرت مالک بن اوس سے مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے دن چڑھے بلایا میں گھر گیا تو دیکھا کہ آپ ایک چوکی پر جس پر کوئی کپڑا وغیرہ نہ تھا بیٹھے ہوئے ہیں مجھے دیکھ کر فرمایا تمہاری قوم کے چند لوگ آئے ہیں میں نے انہیں کچھ دیا ہے تم اسے لے کر ان میں تقسیم کر دو میں آپ کا چوکیدار یرفا آیا اور کہا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم تشریف لائے ہیں کیا انہیں اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں آنے دو۔ چنانچہ یہ حضرات

٤٠٥٥۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب فرض الخمس ٣٠٩٤۔ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب حکم الفئی ١٧٥٧، ٤٥٧٠.

تشریف لائے یرفا پھر آیا اور کہا امیر المومنین حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ اجازت طلب کر رہے ہیں آپ نے فرمایا اجازت ہے یہ دونوں حضرات بھی تشریف لائے حضرت عباسؓ نے کہا اے امیر المومنین میرا اور ان کا فیصلہ کیجئے یعنی حضرت علیؓ کا تو پہلے جو چاروں بزرگ آئے تھے ان میں سے بھی بعض نے کہا۔ ہاں امیر المومنین ان دونوں بزرگوں کے درمیان فیصلہ کر دیجئے اور انہیں راحت پہنچائیے۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ ان چاروں بزرگوں کو ان دونوں حضرات نے ہی اپنے سے پہلے یہاں بھیجا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا ٹھہرو۔ پھر ان چاروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہیں اس خدا کی قسم جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارا ورثہ بانٹا نہیں جاتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے ان چاروں نے اس کا اقرار کیا پھر ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی طرح قسم دے کر ان سے بھی یہی سوال کیا اور انھوں نے بھی اقرار کیا پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے لیے ایک خاص حصہ کیا تھا جو اور کسی کے لیے نہ تھا پھر آپ نے یہی آیت و ما افاء الله الخ پڑھی اور فرمایا: بنو نصیر کے مال اللہ تعالیٰ نے بطور فئی کے اپنے رسول کو دیے تھے خدا کی قسم نہ تو میں نے تم پر اس میں کسی کو ترجیح دی اور نہ خود ہی اسے سب کا سب لے لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا اور اپنی اہل کا سال بھر کا خرچ اس میں سے لے لیتے تھے اور باقی مثل بیت المال کے کر دیتے تھے۔ پھر ان چاروں بزرگوں کو اسی طرح قسم دے کر دونوں سے قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں یہ معلوم ہے اور انہوں نے بھی ہاں کہی۔ پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ والی بنے اور تم دونوں خلیفہ رسولؐ کے پاس آئے اے عباسؓ! تم تو اپنی قرابت داری جتا کر اپنے چچازاد بھائی کے مال میں سے اپنا ورثہ طلب کرتے تھے اور یہ یعنی حضرت علیؓ اپنا حق جتا کر اپنی بیوی یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ان کے والد کے مال میں سے ورثہ طلب کرتے تھے جس کے جواب میں تم دونوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہمارا ورثہ نہیں بانٹا جاتا ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یقیناً درست گو نیک کار رشد وہدایت والے اور تابع حق تھے چنانچہ اس مال کی ولایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی۔ آپ کے فوت ہو جانے کے بعد آپ کا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ میں بنا اور وہ مال میری ولایت میں رہا پھر آپ دونوں کے دونوں ایک صلاح سے میرے پاس آئے اور مجھ سے اسے مانگا جس کے جواب میں میں نے کہا کہ اگر تم اس شرط سے اس مال کو اپنے قبضے میں کرو کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے خرچ کرتے تھے تم بھی کرتے رہو گے تو میں تمہیں سونپ دیتا ہوں تم نے اس بات کو قبول کیا اور خدا کو بیچ میں دے کر تم نے اس مال کی ولایت لی پھر تم جواب آئے تو اس کے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہو۔ قسم خدا کی قیامت تک اس کے سوا اس کا میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر تم اپنے وعدے کے مطابق اس مال کی نگرانی اور اس کا صرف نہیں کر سکتے تو تم اسے پھر لوٹا دو تا کہ میں آپ سے اسی طرح خرچ کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور جس طرح خلافت صدیقی میں اور آج تک ہوتا رہا۔

مسند احمد میں ہے کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کھجوروں کے درخت وغیرہ دے دیا کرتے تھے یہاں تک کہ قریظہ اور بنو نضیر کے اموال آپ کے قبضے میں آئے تو اب آپ نے ان لوگوں کو ان کے دیئے ہوئے مال واپس دینے شروع کیے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے گھر والوں نے آپ کی خدمت میں بھیجا کہ ہمارا دیا ہوا بھی سب یا جتنا چاہیں ہمیں واپس کر دیں میں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلایا آپ نے وہ سب واپس کرنے کو فرمایا لیکن آپ یہ سب ام ایمنؓ کو اپنی طرف سے دے انہیں جب معلوم ہوا کہ یہ سب میرے قبضے سے نکل جائے گا تو انہوں نے آ کر میری گردن میں کپڑا ڈال دیا اور مجھ سے فرمانے لگیں خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت تجھے یہ نہیں دیں گے، آپ تو مجھے وہ سب کچھ دے چکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ام ایمن تم نہ گھبراؤ ہم تمہیں دے دیں گے لیکن وہ اب بھی خوش نہ ہوئیں

اور وہی فرماتی رہیں آپ نے پھر فرمایا لو ہم تمہیں اتنا اتنا اور دیں گے یہاں تک کہ جتنا انہیں دے رکھا تھا اس سے جب تقریباً دس گنا زیادہ دینے کا وعدہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تب آپ راضی ہو کر خاموش ہو گئیں اور ہمارا مال ہمیں مل گیا یہ فئے کا مال جن پانچ جگہوں میں صرف ہوگا یہی جگہیں غنیمت کے مال کے صرف کرنے کی بھی ہیں اور سورہ انفال میں ان کی پوری تشریح ہے۔

پھر آگے آیت میں مال فئ کے مستحقین کو بیان فرمایا:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ☆ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ☆ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ☆﴾

"(فئ کا مال) ان مہاجرین مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا مندی کے طلبگار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی راست باز لوگ ہیں اور ان کے لیے جنہوں نے اس گھر میں یعنی مدینہ میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے وہ اپنے دلوں میں کوئی دغدغہ نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں۔ گو خود کتنی سخت حاجت ہو بات یہ ہے کہ یہ جو بھی اپنے نفس کی حرص سے بچپن وہی کامیاب اور بامراد ہیں۔ اور ان کے لیے جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمانداروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال۔ اے ہمارے رب بیشک تو شفقت مہربانی کرنے والا ہے"۔

ان آیتوں میں مال فئ کے مستحقین کا یہ بیان ہے کہ اس کے مستحقین غریب مہاجر ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو رضا مند کرنے کے لیے اپنی قوم کو ناراض کر لیا۔ یہاں تک کہ انہیں اپنا وطن عزیز اور اپنے ہاتھ کا مشکلوں سے جمع کیا ہوا مال وغیرہ سب چھوڑ چھاڑ کر چل دینا پڑا اللہ تعالیٰ کے دین کی اور اس کے رسول مدد میں برابر مشغول ہیں خدا کے فضل وخوشنودی کے متلاشی ہیں یہی سچے لوگ ہیں جنہوں نے اپنا فعل اپنے قول کے مطابق کر دکھایا اسی طرح سے مہاجرین کے سچے ہمدردانہ انصار کے لیے بھی ہے۔ جن کے اندر وہی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ جو ان آیتوں میں بیان کی گئی ہیں۔ اور حدیثوں میں پوری تشریح بھی ہے۔

٤٠٥٦۔ وَعَنْهُ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلٰى

٤٠٥٦۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنونضیر کا مال اس مال فے میں سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عنایت فرمایا جس پر مسلمانوں کے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ یعنی بغیر لڑائی بھڑائی کے حاصل ہو گیا تھا تو یہ مال خصوصیت سے

٤٠٥٦۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب المجن ومن تیرس بترس صاحبه ٢٩٠٤۔ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب حکم الفیء ١٧٥٧، ٥٨٥.

اَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ ثُمَّ يَجْعَلُ مَابَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

رسول اللہ ﷺ کا ہوگیا اسی میں سے سال بھر اپنے بچوں کو خرچ دیتے تھے اور جو مال بچ جاتا وہ بیت المال میں داخل کر کے سامان حرب خرید لیے جاتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

مال فے کی تقسیم

۴۰۵۷۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَااَتَاهُ الْفَيْءُ قَسَمَهٗ فِيْ يَوْمِهٖ فَاَعْطَى الْاٰهِلَ حَظَّيْنِ وَاَعْطَى الْاَعْزَبَ حَظًّا فَدُعِيْتُ فَاَعْطَانِيْ حَظَّيْنِ وَكَانَ لِيْ اَهْلٌ ثُمَّ دُعِيَ بَعْدِيْ عَمَّارُبْنُ يَاسِرٍ فَاُعْطِيَ حَظًّا وَاحِدًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۵۷۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جس وقت مال فے آجاتا اسی دن اس کو تقسیم فرمادیتے۔ بیوی بچے والوں کو دو حصہ دیتے تھے۔ اور مجرد آدمی کو جس کے بیوی بچے نہیں ہوتے تھے اس کو ایک حصہ دیتے تھے میں بھی بلایا گیا تو مجھے دو حصے دیے گئے کیونکہ میرے بال بچے تھے میرے بعد عمار بلائے گئے انہیں ایک ہی حصہ دیا گیا۔ (ابوداؤد)

۴۰۵۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلَ مَاجَآءَهٗ شَيْءٌ بَدَاَ بِالْمُحَرَّرِيْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ جب مال فے آتا تو سب سے پہلے آزاد شدہ غلام باندیوں کو دیتے۔ (ابوداؤد)

۴۰۵۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ بِظَبْيَةٍ فِيْهَا خَرَزٌ فَقَسَمَهَا لِلْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ اَبِيْ يَقْسِمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک تھیلہ لایا گیا جس میں نگینے تھے تو آپ نے ان نگینوں کو آزاد عورت اور باندی کو بانٹ دیا اور میرے والد ابوبکر اپنی خلافت کے زمانے میں بھی مال فے کو غلام اور آزاد میں تقسیم کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

۴۰۶۰۔ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمًا الْفَيْءَ فَقَالَ مَا اَنَا اَحَقُّ بِهٰذَا الْفَيْءِ مِنْكُمْ وَمَا اَحَدٌ مِنَّا بِاَحَقَّ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا اَنَا عَلٰى مَنَازِلِنَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَسْمِ رَسُوْلِهٖ ﷺ فَالرَّجُلُ وَقِدَمُهٗ وَالرَّجُلُ وَبَلَاؤُهٗ وَالرَّجُلُ وَعِيَالُهٗ وَالرَّجُلُ وَحَاجَتُهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۶۰۔ حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک روز فے کا ذکر کر فرمایا: ہم میں سے اس مال فے کا زیادہ مستحق ہے اور نہ ایک دوسرے سے زیادہ مستحق بلکہ قرآن مجید کی رو سے رسول اللہ ﷺ کی تقسیم کے مطابق ہمارے درجے اور مرتبے ہیں، پس آدمی اور اس کا سب سے پہلے اسلام لانا اور آدمی اور اس کی بہادری اور شجاعت اور آدمی اور اس کے بال بچوں کا خرچ۔ (ابوداؤد)

۴۰۵۷۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب فی قسم الفئی ۲۹۵۳ .

۴۰۵۸۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب فی قسم الفئی۔ ۲۹۵۱ .

۴۰۵۹۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب فی قسم الفئی۔ ۲۹۵۲ .

۴۰۶۰۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب فیما یلزم الامام من امر الرعیة ۲۹۵۰۔ محمد بن اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

توضیح: یعنی جو سب سے پہلے مسلمان ہوا ہے اس کے قدیم مسلمان ہونے کا لحاظ کیا جائے گا۔ اور جو اسلامی اشاعت میں زیادہ شجاعت اور بہادری سے حصہ لیا ہے اور محنت مشقت کی ہے اس کا لحاظ رکھا جائے گا اور جس کے بیوی اور بال و بچے ہیں تو اس کا خرچ اس کے اخراجات کے مطابق خیال رکھا جائے گا اور جس کو زیادہ سے زیادہ ضرورت و حاجت ہے اس کی بھی رعایت کی گئی ہے، یعنی حصہ تو سبھی کا ہے لیکن بقدر خرچ حصے میں کمی بیشی کا امکان ہے۔ اور یہ قرآن مجید کی آیتوں سے مستنبط ہوتا ہے **للفقراء المهاجرين** الخ اور آیت **والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار** وغیرہ سے بھی اخذ کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عملی طریقے سے دے کر کے بقدر حاجت وضرورت کے سمجھا دیا ہے، مثلاً: ایک شخص تنہا ہے تو اس کو اسی کے خرچ کے مطابق ملے گا اور ایک شخص ہے کہ اس کے پاس بیوی بھی ہے تو ان کے خرچ کے مطابق ملے گا اور جس کی بیوی بھی ہے اور بچے بھی تو میاں بیوی اور بچوں کے اخراجات کے مطابق ملے گا اور جس کے گھرانے میں، مثلاً: دس آدمی کھانے پینے والے ہیں تو ان کو انہیں کے خرچ کے مطابق ملے گا اور جس کے گھر میں بیس افراد ہیں تو اس کو اس کے خرچ کے مطابق ملے گا اور جس نے اسلامی کاموں میں زیادہ ہمت افزائی سے کام لیا ہے اس کی بھی ہمت افزائی کی جائے گی اور جس نے اول میں اسلام قبول کر کے مصیبتیں اور پریشانیاں برداشت کی ہیں تو ان کا بھی خاص طور سے خیال رکھا جائے گا۔

٤٠٦١ - وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَرَاَءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ حَتّٰى بَلَغَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ فَقَالَ هٰذِهٖ لِهٰؤُلَآءِ ثُمَّ قَرَءَ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ حَتّٰى بَلَغَ وَابْنِ السَّبِيْلِ ثُمَّ قَالَ هٰذِهٖ لِهٰؤُلَآءِ ثُمَّ قَرَاَءَ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى حَتّٰى بَلَغَ لِلْفُقَرَآءِ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِيْنَ جَآءَ وْامِنْ بَعْدِ هِمْ ثُمَّ قَالَ هٰذِهِ اسْتَوْعَبَتِ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً فَلَئِنْ عِشْتُ فَلَيَاْتِيَنَّ الرَّاعِيَ وَهُوَ بِسَرْوِ حِمْيَرَ يُصِيْبُهٗ مِنْهَا لَمْ يَعْرَقْ فِيْهَا جَبِيْنُهٗ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

۴۰۶۱۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ انما الصدقات للفقراء والمهاجرين سے عليم حكيم تک تلاوت فرما کر کہا زکوٰۃ انہیں لوگوں کے لیے ہے پھر دوسری آیت واعلموا انما غنتم من شئی فان الله خمسه سے لفظ ابن السبیل تک قراءت کر کے فرمایا: غنیمت انہیں لوگوں کے لیے ہے پھر آیت کریمہ ما افاء الله علی رسوله من اهل القری سے للفرقراء تک والذين جاوا من بعدهم تک قرائت فرما کر فرمایا: یہ مال فے ان سب مسلمانوں کو ملے گا تو اس آیت کریمہ نے سب کو شامل کر لیا ہے اگر میں زندہ رہا تو اونٹوں اور بکریوں کے چرواہے کو بھی حصہ ملے گا جو بسر حمیر جگہوں میں ہوگا تو یہ مال اس کے لیے بھی ہے جس کے پیشانی پر پسینہ تک نہیں آیا۔ (شرح السنہ)

توضیح: اس روایت کی پہلی پوری آیت یہ ہے۔

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ (توبة)

''صدقہ (زکوٰۃ) فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہے اور عاملین ''تحصیل داروں'' کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو اسلام کی طرف مائل ہوں اور گردن یعنی غلام وقیدی آزاد کرانے میں اور قرض داروں میں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے''۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ زکوٰۃ محتاجوں کو دی جائے خواہ بھیک مانگنے والے ہوں یا نہ ہوں۔ اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

٤٠٦١۔ اسناده صحيح۔ شرح السنة ١١/ ١٣٨ ح ٢٧٤٠.

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾

(۱) ''اس زکوٰۃ وصدقات کے وہ لوگ مستحق ہیں جو محتاج ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں دینی کاموں میں رکے ہوئے ہیں زمین پر چل پھر کر روزی نہیں کما سکتے اور نہ چمٹ کر سوال کرتے ہیں اور اس بے نیازی کو دیکھ کر ناواقف لوگ ان کو مالدار سمجھتے ہیں حالانکہ وہ مالدار نہیں ہیں۔ تو فقیر وہ ہوا جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو وہ حاجت مند محتاج ہی ہے''۔

(۲) مسکین وہ ہے جس کے پاس تھوڑا ہو مگر گزران کے لائق نہ ہو۔ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو مانگتا ہوا آئے اور ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں لے کر ٹل جائے۔ سچ مچ مسکین وہ ہے جو نہ تو اپنی حاجت کو پوری کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور نہ اپنی کمزور حالت بیان کر کے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا ہو ایسا مسکین زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے۔

(۳) عاملین۔ وہ تحصیلدار لوگ جن کو مسلمان بادشاہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مقرر کرے وہ لوگوں کے پاس جا کر بادشاہ کے حکم کے مطابق زکوٰۃ وصول کرتے ہیں ان کو زکوٰۃ کے مال سے تنخواہ دے سکتے ہیں اور یہ تنخواہ میں زکوٰۃ کا مال لے سکتے ہیں۔

(۴) مولفہ قلوب: وہ لوگ ہیں جو اسلام کی طرف مائل ہوں ان کی چند قسمیں ہیں۔

ل۔ وہ جو مسلمان ابھی تو نہیں ہوئے لیکن ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دیتے رہیں تاکہ وہ کھلم کھلا مسلمان ہو جائیں۔

ب۔ وہ لوگ جو مسلمان تو ہو گئے ہیں لیکن اسلام میں کمزور ہیں ان کو زکوٰۃ خیرات دیتے رہیں تاکہ اسلام پر جمے رہ کر پکے مسلمان ہو جائیں۔

(۵) زکوٰۃ کا غلام آزاد کرنے اور قیدیوں کو قید خانے سے چھڑانے میں خرچ کر سکتے ہیں یعنی زکوٰۃ کے مال سے غلام خرید کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں آزاد کر دینا اور قیدیوں کو چھڑا دینا چاہیے اس کی بہت بڑی فضیلت آئی ہے۔

(۶) قرضدار یعنی جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو ایسے قرض دار کو زکوٰۃ دینی چاہیے اسی طرح کوئی شخص دو قوموں یا شخصوں کے درمیان صلح اور امن قائم رکھنے کے لیے قرض لے کر کام کرے تو اسے جائز ہے۔

(۷) فی سبیل اللہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد اور جہاد کے کاموں میں۔

(۸) مسافر: جو سفر کی حالت میں تنگ دست ہو گیا اگرچہ گھر کا مالدار بھی ہو لیکن جلد منگوا نہیں سکتا تو بقدر ضرورت وہ لے سکتا ہے۔

انہیں مصارف ثمانیہ کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر میں ارشارہ فرمایا ہے اور اس روایت کی دوسری آیت کریمہ یہ ہے جو سورۂ توبہ میں ہے۔

﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ﴾

''جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور راہ چلتے مسافروں کا''۔

یعنی اس مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور آپ کے قرابت داروں اور رشتہ داروں کا ہے اور یتیموں، مسکینوں، مسافروں کا ہے اور باقی چار حصے مجاہدین کے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حصوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ پھر تیسری آیت جو سورۂ حشر کی ہے وہ پوری آیت یہ ہے:

﴿وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ☆ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ☆ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ ☆ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ☆ وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

''ان کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ لگایا ہے جس پر نہ تو تم نے اپنے گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول (ﷺ) کو جس پر چاہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو مال بستیوں والوں کا اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول (ﷺ) کے ہاتھ لگائے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور رسول کا۔ اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال بھی نہ رہ جائے تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو۔ اور جس سے روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو البتہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔ (فے کا مال) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیے گئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں اور ان کے لیے جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ میں) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنا لی ہے اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی دغدغہ نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔ بات یہ ہے کہ جو بھی اپنے نفس کی حرص سے بچیں وہی کامیاب اور بامراد ہیں اور ان کے لیے جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال۔ اے ہمارے رب! بیشک تو شفقت و الا مہربانی کرنے والا ہے''۔

رسول رحمت ﷺ کی ''جاگیر''

٤٠٦٢۔ وَعَنْهُ ﷺ قَالَ كَانَ فِيْمَا احْتَجَّ بِهٖ عُمَرُ اَنْ قَالَ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثُ صَفَايَا بَنُو النَّضِيْرِ وَخَيْبَرُ وَفَدَكُ فَاَمَّا بَنُو النَّضِيْرِ فَكَانَتْ حُبُسًا لِنَوَائِبِهٖ وَاَمَّا فَدَكُ فَكَانَتْ حُبُسًا لِاَبْنَاءِ السَّبِيْلِ وَاَمَّا خَيْبَرُ فَجَزَّاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۴۰۶۲۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے یہ تین صفایا تھے (۱) بنونضیر (۲) خیبر (۳) فدک تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان تینوں صفایا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے حجت پکڑی کہ بنو نضیر کی زمین وغیرہ کی آمدنی رسول اللہ ﷺ کے آمدہ مہمانوں اور سامان حرب ہتھیار گھوڑے وغیرہ کے خریدنے میں صرف ہوتی تھی اور خیبر کی

٤٠٦٢۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب فی صفایا رسول اللہ من الاموال ٢٩٦٧۔

ثَلٰثَةَ اَجْزَاءٍ جُزْئَيْنِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَجُزْءٌ نَفَقَةٌ لِاَهْلِهٖ فَمَا فَضَلَ عَنْ نَفَقَةِ اَهْلِهٖ جَعَلَهٗ بَيْنَ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

آمدنی کو رسول اللہ ﷺ نے تین حصوں پر منقسم فرما دیا تھا دو حصہ عام مسلمانوں پر صرف کرتے تھے اور ایک حصہ اپنے بال بچوں اور بیویوں پر خرچ کر دیتے تھے اور اس سے جو بچ جاتا تو وہ مہاجرین ضرورت مندوں پر خرچ کر دیتے تھے۔ (ابوداؤد)

توضیح: صفایا صفیہ کی جمع ہے صفیہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کو امام مال غنیمت میں سے چھانٹ کر اپنے لیے مخصوص کرے اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھا آپ کے بعد کسی امام کو جائز نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ صفایا کی آمدنیوں کو خدا کے حکم کے مطابق سامان حرب وغیرہ کے خریدنے اور مسافروں وغیرہ کی امداد کرنے و محتاجوں کی رعایت کرنے میں اور اپنے اہل و عیال کے نان نفقے میں صرف کر دیا کرتے تھے اور یہ سب آپ کے حصے میں آنے کی وجہ سے وقف اللہ فرما دیا تھا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا ما ترکناہ صدقة ہے یعنی آنحضرت ﷺ کا سب ترکہ صدقہ ہے یہ وراثت میں تقسیم نہیں ہوگا رسول اللہ ﷺ کے رحلت فرما جانے کے بعد آپ کے وارث ورودار ہو گئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بحیثیت چچا ہونے کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بحیثیت لڑکی ہونے کے جن کی وکالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حدیث لا نورث ما ترکنا صدقة کے مطابق تقسیم نہیں کیا پھر یہ لوگ چلے گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو یہ دونوں حضرات نے نوع فاروقی عدالت میں تقسیم ترکہ کے بارے میں مقدمہ پیش کر دیا تو حضرت عمرؓ نے نہایت مدلل طریقے سے ان دونوں بزرگوں کو سمجھایا اور ترکہ تقسیم نہ کرنے کی حجت اس طرح سے پکڑی کہ ان سب املاک کی آمدنی رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں اس طرح خرچ کرتے تھے اگر تم بھی اسی طرح خرچ کرو تو اس وقف شدہ مال کے مسئول ہو سکتے ہو ورنہ نہیں۔

سیرۃ النبیؐ جلد اول میں ہے کہ خیبر کی زمین دو برابر حصوں میں تقسیم کی گئی نصف بیت المال مہمانی اور سفارت وغیرہ کے مصارف کے لیے خاص کر لیا گیا باقی نصف مجاہدین پر جو اس غزوہ میں شریک تھے مساوی حصوں میں تقسیم کیا گیا کل فوج کی تعداد چودہ سو تھی دو سو سوار تھے سواروں کو گھوڑوں کے مصارف کے لیے پیدل سے دوگنا ملتا تھا اس بنا پر یہ تعداد اٹھارہ سو کے برابر تھی اس حساب سے کل جائداد کے اٹھارہ سو حصے کیے گئے اور ہر مجاہد کے حصے میں ایک حصہ آیا جناب سرور کائنات ﷺ کو بھی عام مجاہدین کے برابر ایک ہی حصہ ملا لرسول اللہ ﷺ مثل سھم.....اور آنحضرت ﷺ کا بھی عام لوگوں کی طرح ایک حصہ تھا۔

اصح السیر میں لکھا ہے کہ اہل فدک کو جب خیبر کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے صلح کر لی کیونکہ یہاں کوئی فوج باقاعدہ لڑنے کے لیے نہیں آئی تھی اس لیے سارا معاملہ آپ ہی کے سپرد رہا فدک کا معاملہ نصف اراضی پر تصفیہ ہوا تھا یعنی نصف زمین فدک اہل فدک کو اور نصف زمین رسول اللہ ﷺ کو ملے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہودیوں کو حجاز سے جلاوطنی کا ارادہ کیا تو اہل خیبر کو زمینوں کی قیمت نہیں دی لیکن فدک والوں کو آدھی زمین کی قیمت دے دی۔ بہر حال خیبر اور فدک اور اموال بنو نضیر وغیرہ کو مجاہدین اسلام کے درمیان تقسیم کر دیا۔

ابوداؤد میں بشر بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیبر کی سب زمینوں کو چھتیس سہام پر تقسیم کیا اور ایک ایک سہم میں سو سو حصہ مقرر کیا پھر اس میں سے نصف یعنی اٹھارہ سہام کو علیحدہ کر دیا یعنی تقسیم نہیں کیا بلکہ محفوظ رہا کہ وہ وفود اور نوائب یا دوسری ملکی اور قومی ضروریات پر خرچ کیا جائے باقی اٹھارہ سہام کو تقسیم کیا۔ ابن شعاب کہتے ہیں کہ صرف اصحاب حدیبیہ پر تقسیم کیا اور ان میں سے جو حاضر و غائب تھے سب کو دیا اور بہت ہی خوش اسلوبی سے سب پر تقسیم کیا۔

اصحاب سیر تصریح کرتے ہیں کہ اصحاب حدیبیہ میں سے صرف جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ خیبر نہ آئے تھے لیکن ان کو حصہ دیا گیا۔

جونصف علیحدہ کیا گیا اور تقسیم نہ کیا گیا اس میں الکتیبہ۔ الوطیح۔ السلالم اور اس کی ملحقہ زمین تھی اور جو حصہ تقسیم ہوا اس میں الشق اور النطاۃ اور ان کی ملحقہ زمین تھی۔

اب اس کی تفصیل کہ جو اٹھارہ سہام ہوئے ان کی تقسیم کیونکر ہوئی اس میں روایتیں مختلف ہیں اور صحیح یہ ہے کہ چودہ سو آدمی تھے چودہ سہام ان کے ہوئے کیونکہ ایک سہم سو حصے کا تھا اور دو سو گھوڑے تھے ہر گھوڑے کو دو حصے ملے اس لیے چار سہام گھوڑوں کے ہوئے اس طرح اٹھارہ پورے ہوئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فدک اور خیبر و نضیر کی زمینوں کو تقسیم نہیں کیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقف کرنے کی وجہ سے آپ کی ملکیت سے نکل گئی تھی۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ترکہ لینے کے لیے آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نحن معاشر الانبیاء لا نرث و لا نورث ما ترکناه فهو صدقة ترجمہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم پیغمبر لوگ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے''۔ فقیروں اور مسکینوں کا حق ہے'' اسی حدیث سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے استدلال کر کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ نہیں دلایا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو صرف انتظام کرنے کے لیے یہ جائیداد سپرد کر دی تھی انہوں نے تقسیم کرنا چاہا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منظور نہیں کیا کیونکہ یہ جائیداد ان کی ملک نہ تھی بلکہ اس کی نگرانی ان کے ذمہ سپرد کی گئی تھی تا کہ اس کی آمدنی انہیں کاموں میں خرچ کریں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے۔

جب حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو یہ حدیث معلوم تھی تو پھر ان دونوں حضرات اسی کے تقسیم کرنے پر کیوں مصر رہے۔ تو ان کے کہنے کا یہ مطلب تھا کہ توریث اور نگرانی کی حیثیت سے تقسیم ہو جائے اور ہر شخص اس کی آمدنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے مطابق خرچ کرے گو اس طرح کر دینے میں کوئی حرج نہیں تھا لیکن آیندہ چل کر لوگ اس کو تقسیم ورثہ ہی پر محمول کر لیتے، اس لیے تقسیم نہیں کیا۔

بہر حال حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم وغیرہ حدیث مذکور سن کر خاموش ہو گئے بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت اقتدار کے زمانے میں بھی تقسیم نہیں کیا نہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما۔ خدا ان سے راضی ہوگا وہ خدا سے راضی ہو گئے اور وہ خدا کو پیارے ہو گئے لیکن اس کے باوجود بھی شیخین یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو اور حضرت عثمانؓ پر سب و شتم کرتے ہیں اور باقی تمام صحابہ کرامؓ پر بھی تبرہ بازی کرتے ہیں اور نعوذ باللہ اب اس کو تو وہ جز و ایمان سمجھنے لگے ہیں یہ خلفائے راشدین اور دیگر انصار و مہاجرین کی فضیلت قرآن مجید اور احادیث اجماع و قیاس سے ثابت ہے کہ اگر ہم ان سب کو لکھیں تو یہ مضمون ایک ضخیم کتاب کی شکل میں بن جائے گا۔ اس کے لیے اگر آپ توجہ فرمائیں تو ازالۃ الخفاء اور منہاج السنہ وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زمینیں واپس کرنے کا فیصلہ

٤٠٦٣۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ اِنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ جَمَعَ بَنِي مَرْوَانَ حِيْنَ اسْتُخْلِفَ

۴۰۶۳۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ بنا دیے گئے تو تخت خلافت پر بیٹھتے ہی مروان کے لڑکوں کو جمع کر کے

٤٠٦٣۔ ضعيف۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج باب صفایا رسول الله من الاموال ۲۹۷۲۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ لَهٗ فَدَكُ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُوْدُ مِنْهَا عَلٰى صَغِيْرِ بَنِىْ هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا اَيِّمَهُمْ وَاَنَّ فَاطِمَةَ سَاَلَتْهُ اَنْ يَّجْعَلَهَا لَهَا فَاَبٰى فَكَانَتْ كَذَالِكَ فِىْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وُلِّىَ اَبُوْ بَكْرٍ عَمِلَ فِيْهَا بِمَ عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ حَيَاتِهٖ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ فَلَمَّا اَنْ وُلِّىَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَمِلَ فِيْهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ ثُمَّ اَقْطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ فَرَاَيْتُ اَمْرًا مَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةَ لَيْسَ لِىْ بِحَقٍّ وَاِنِّىْ اُشْهِدُ كُمْ اَنِّىْ رَدَدْتُهَا عَلٰى مَا كَانَتْ يَعْنِىْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

فرمایا: فدک کی زمین صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھی اور اسی زمین کی آمدنی میں سے آپ بنوہاشم اور دیگر قرض داروں پر خرچ کرتے اور ان کے رانڈ و بیوہ و یتیم کا نکاح بھی کر دیتے اور فقیر و محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس میں سے آپ سے کچھ مطالبہ کیا تھا تو آپ نے نہیں دیا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اس زمین کی آمدنی قرض داروں، یتیموں اور مسکینوں وغیرہ پر خرچ ہوا کرتی تھی یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے کوچ فرما گئے، پھر یہ سب زمین یکے بعد دیگرے خلفائے راشدین کے قبضے میں آئی اور ان لوگوں نے بھی منہاج پر چل کر وہی کام کیا جو ان حضرات نے کیا تھا، پھر وہ زمین مروان کے قبضے میں آئی، پھر مروان کے وارثین اس کو وراثت کے طور پر مالک بن بیٹھے اور اس کی تقسیم کر کے اپنے اپنے حصہ میں لے لیا۔ مروان کے انتقال کے بعد اب عمر بن عبدالعزیز کے قبضے میں زمین آ گئی ہے تو جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کو اپنی زندگی میں نہیں دیا تو اس میں ہمارا تمہارا کوئی حق نہیں ہے کہ ہم تم اس پر قبضہ رکھیں میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان سب زمینوں کو اسی وقت پر چھوڑتا ہوں جس حالت پر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے چھوڑی تھی یعنی وہ وقف للہ ہی رہے گی اور الوقف لایملک کے قاعدے کے مطابق اس کا کوئی مالک نہیں رہے گا۔ (ابوداود)

توضیح: یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن العاص بن امیہ بن عبدشمس کا نہایت غائت درجے کا عدل وانصاف کا نمونہ ہے کیوں نہ ہو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خون ان کے رگ و ریشے میں شامل تھا کیونکہ ماں کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رشتہ مل جاتا ہے زہد و تقویٰ صداقت و دیانت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عدل وانصاف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرم و حیا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زہد و ریاضت میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہم مثل تھے یہ اپنے زمانے کے نہایت عابد، زاہد و مجدد ملت اور نہایت مصنف اور رعایا پرور خلیفہ تھے۔ ان کے کارنامے رہتی دنیا تک باقی رہیں گے اگر ہم سب پہلو پر طائرانہ ہی نظر ڈالیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔

عربی، فارسی، اردو میں اور دیگر زبانوں میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی سوانح عمری لکھی ہوئی ہے جس میں نہایت ہی بسط و تفصیل کے ساتھ ان کی قومی اور ملی خدمتیں درج ہیں ان میں سے صرف ایک خاص پہلو کی طرف ہم اشارہ کر رہے ہیں جس سے اور باتوں کی طرف بھی رہنمائی ہو سکتی ہے وہ خلافت راشدہ کا احیا اور منہاج نبوت کے نقش قدم پر چلنا ظلم اور بے انصافی کو ختم کرنا اور انصاف کو عدل گستری کی ترویج دنیا کتاب تابعین کے ص: ۳۲۸ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حالات میں یہ لکھا ہے کہ ان مراحل سے فراغت کے بعد امور خلافت کی طرف متوجہ ہوئے۔ خلافت کے باب میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا نقطہ نظر گزشتہ خلفاء سے بالکل مختلف تھا ان کے پیش نظر نظام خلافت میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کرنا تھا، وہ سلطنت کی ظاہری ترقیوں، یعنی فتوحات اور محاصل اور عمارتوں میں اضافہ کرنا نہیں چاہیے تھا بلکہ اموی حکومت کو خلافت راشدہ میں بدل دینا چاہتے تھے یہ اقدام ایسا اہم اور خطرناک تھا جس میں ہر طرف سے سلطنتوں کے طوفان کا مقابلہ تھا لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تمام خطرات سے بے پرواہ ہو کر نہایت جرأت سے انقلاب برپا کر دیا۔

غصب کردہ مال وجائیداد کی واپسی

اسی سلسلے میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ نازک کام رعایا کی املاک کی واپسی تھی جس پر اموی خاندان نے قبضہ کر کے اپنی جاگیر بنالیا تھا اس میں سارے خاندان کی مخالفت کا سامان تھا۔ لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سب سے پہلے یہی کار خیر کیا اور سب سے اول اپنی ذات اور اپنے خاندان سے شروع کیا جس وقت آپ نے اس کا ارادہ ظاہر فرمایا اس وقت بعض ہوا خواہوں نے دبی زبان سے عرض کیا کہ اگر آپ جاگیریں واپس کر دیں گے تو اپنی اولاد کے لیے کیا انتظام کریں گے فرمایا ان کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اس عزم راسخ کے بعد خاندان والوں کو جمع کر کے فرمایا۔

''بنی مروان تم کو شرف و دولت کا بہت بڑا حصہ ملا میرا خیال ہے کہ امت مسلمہ کا نصف یا دو تہائی مال تمہارے قبضے میں ہے، یہ لوگ اشارہ سمجھ گئے اور جواب میں کہا خدا کی قسم! جب تک ہمارے سر تن سے جدا نہ ہوں گے اس وقت تک یہ نہیں ہوسکتا، خدا کی قسم نہ ہم اپنے آباء واجداد کو کافر بنا سکتے ہیں'' حضرت عمر بن عبدالعزیز اپنے اسلاف کے افعال حرام سمجھتے تھے اور نہ ہی اپنی اولاد کو مفلس بنائیں گے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا'' خدا کی قسم! اگر اس حق میں تم میری مدد نہ کرو گے تو میں لوگوں کو ذلیل اور رسوا کر ڈالوں گا' میرے پاس سے چلے جاؤ۔''

اس کے بعد عام مسلمانوں کو مسجد میں جمع کر کے تقریر کی۔

''ان لوگوں (بنی امیہ) نے ہم کو عطا کیا ہے اور جاگیریں دی ہیں، خدا کی قسم! نہ انہیں ان کو دینے کا حق تھا اور نہ ہمیں ان کے لینے کا۔ اب میں ان سب کو ان کے اصلی حقداروں کو واپس کرتا ہوں اور اپنی ذات اور اپنے خاندان سے شروع کرتا ہوں''۔

یہ کہہ کر اسناد شاہی کا خریطہ منگوایا' مزاحم سب کو پڑھ کر سناتے جاتے تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ان کو لے کر قینچی سے کاٹتے جاتے تھے صبح سے لے کر ظہر کی نماز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

اسی طرح اپنی اور اپنے پورے خاندان کی جاگیریں واپس کرادیں اور اپنے پاس ایک نگینہ تک نہ باقی رہنے دیا، ان کی بیوی فاطمہ کو ان کے باپ عبدالملک نے ایک قیمتی پتھر دیا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بیوی سے کہا یا اس کو بیت المال میں داخل کر دو یا مجھے چھوڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ اطاعت شعار بیوی نے وہ جوہر بیت المال میں داخل کر دیا۔

سب سے اہم معاملہ فدک کا تھا جو مدتوں سے خلفاء اور اہل بیت کے درمیان متنازعہ فیہ چلا آتا تھا اور اب حضرت عمر بن عبدالعزیز کے قبضے میں تھا اور اسی پر ان کی اور ان کے اہل وعیال کے معاش کا دارومدار تھا اس کے متعلق انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے طرز عمل کی تحقیقات کر کے آل مروان سے کہا کہ فدک رسول اللہ ﷺ کا خاصہ تھا جس کی آمدنی آپ اپنی اور بنو ہاشم کی ضروریات میں صرف فرماتے تھے خود فاطمہ نے اس کو آپ سے مانگا تھا لیکن آپ نے دینے سے انکار فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک اسی پر عمل ہوتا رہا۔ آخر میں مروان نے اس کو جاگیر میں لے لیا اور وراثتاً میرے قبضے میں آیا لیکن جو چیز رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کو نہیں دی اس پر میرا کوئی حق نہیں ہے اس لیے میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ فدک کی جو صورت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھی میں اس کو اسی حالت پر لوٹاتا ہوں۔ (ابوداؤد کتاب الخراج والامارۃ فی صفایا رسول اللہ ﷺ و طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبدالعزیز)

اپنی اور اپنے خاندان کی جاگیروں کو واپس کرانے کے بعد عام غصب شدہ مالوں کی طرف متوجہ ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر اس وقت تک ظالمانہ طریقوں سے جس قدر غصب کردہ مال وجائیداد تھی سب ایک ایک کر کے واپس کرادی اور معاویہ اور یزید

کے وارثوں سے لے کران کے اصلی مالکوں کے حوالے کی۔ (ابن سعد ج ۵ ص ۲۵۲)

شام کے علاوہ سارے ممالک محروسہ کے عمال کے پاس غصب شدہ مال کی واپسی کے متعلق تاکیدی احکام بھیجے عراق میں اس کثرت سے مال واپس کیا گیا کہ صوبہ کی حکومت کا خزانہ خالی ہوگیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو وہاں کے اخراجات کے لیے دمشق سے روپیہ بھیجنا پڑا۔ (ابن سعد ج:۵)

مال کی واپسی کے لیے ہر طرح کی آسانیوں کا لحاظ رکھا گیا ملکیت کے ثبوت کے لیے کوئی بڑی شہادت کی ضرورت نہ تھی بلکہ معمولی شہادت پر مل جاتا تھا۔ (ابن سعد ج:۵)

جو لوگ مر چکے تھے ان کے ورثہ کو واپس کیا جاتا تھا اور یہ سلسلہ عمر بن عبدالعزیز کی وفات تک قائم رہا۔

اہل خاندان کی برہمی

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے نہ صرف علاقے اور جاگیریں چھین کر بنوامیہ کو تہی دست کر دیا بلکہ ان کے سارے امتیازات مٹا کر ان کی نخوت اور غرور کو خاک میں ملا دیا، اس لیے خاندان میں ان کے خلاف سخت برہمی پھیل گئی اور انہوں نے ان کو ہر طریقے سے عادلانہ طریقے سے ہٹانے کی کوشش کی عمرو بن ولید نے نہایت غضب آلود خط لکھا۔

''تم نے گزشتہ خلفاء پر عیب لگایا ہے اور ان کی اور ان کی اولاد کی دشمنی میں ان کے خلاف روش اختیار کی ہے۔ تم نے قریش کی دولت اور ان کی میراث ظلم و جور سے بیت المال میں داخل کر کے قطع رحم کیا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خدا سے ڈرو اور اس کا خیال کرو کہ تم نے زیادتی کی ہے تم منبر پر ابھی اچھی طرح بیٹھے بھی نہ تھے کہ اپنے خاندان والوں کو جور و ظلم کا نشانہ بنا لیا اس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی خصوصیات کے ساتھ مختص فرمایا تم اپنی اس حکومت میں جس کو تم نے اپنے لیے آزمائش اور مصیبت کہتے ہو خدا سے بہت دور ہو گئے اس۔ لیے اپنی بعض خواہشوں کو روکو اور اس کا یقین رکھو کہ تم ایک جبار کی نگاہ کے سامنے اور اس کے قبضے میں ہو اور اس حالت میں چھوڑے نہیں جا سکتے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بھی اس کا بہت سخت جواب دیا۔ (یہ خط اور جواب دونوں سیرت عمر بن عبدالعزیز میں موجود ہے)

آل مروان نے ہشام کو اپنا وکیل بنا کر ان کے پاس بھیجا اس نے ان کی جانب سے کہا کہ آل مروان کہتے ہیں کہ اپنے امور میں جن کا تعلق آپ سے ہے اپنی رائے سے جو چاہے کیجئے۔ لیکن گزشتہ خلفاء جو کچھ کر گئے ہیں اس کو اسی حالت پر رہنے دیجئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں پوچھا اگر ایک معاملہ کے متعلق تمہارے پاس دو دستاویزیں ہوں ایک امیر معاویہ کی اور دوسری عبدالملک کی۔ تو تم کسے قبول کرو گے ہشام نے کہا۔ جو قدیم ہو گی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا تو میں نے کتاب اللہ کو قدیم دستاویز پایا، اسی لیے میں ہر اس چیز میں جو میرے اختیار میں ہے، خواہ میرے زمانے کی ہو یا گزشتہ زمانے سے متعلق ہو اسی کے مطابق عمل کروں گا۔

یہ سن کر سعید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین جو چیز آپ کی ولایت میں ہے اس میں آپ حق و انصاف کے ساتھ اپنی رائے سے فیصلہ کیجیے لیکن گزشتہ خلفاء اور ان کی بھلائیوں اور برائیوں کو ان کے حال پر رہنے دیجیے اسی قدر آپ کے لیے کافی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان سے کہا میں خدا کی قسم! دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر ایک شخص چھوٹے اور بڑے لڑکوں کو چھوڑ کر مرے اس کے بعد بڑے لڑکے اپنی قوت سے قبضہ کر کے کھا جائیں اور چھوٹے تمہارے پاس مدد کے لیے آئیں تو تم کیا کرو گے۔

سعید بن خالد نے کہا ان کے حقوق واپس دلاؤں گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا یہی تو میں بھی کر رہا ہوں مجھ سے پہلے خلفاء نے ان لوگوں کو اپنی قوت سے دبا لیا ان کے ماتحتوں نے

بھی ان کی تقلید کی اب جب میں خلیفہ ہوا تو یہ کمزور لوگ میرے پاس آئے اس لیے میرے لیے اس کے سوا چارہ کار کیا ہے کہ طاقتور سے کمزور کا اور اعلیٰ سے ادنیٰ تر لوگوں کا حق دلاؤں۔ (میرت عمر بن عبدالعزیزؒ)

ایک مرتبہ تمام آل مروان آپ کے دروازے پر جمع ہوئے اور آپ کے صاحبزادے عبدالملک سے کہا کہ یا تو ہم لوگوں کو اندر جانے کی اجازت دلواؤ یا اپنے باپ کو جا کر یہ پیام پہنچا دو کہ ان سے پہلے جو خلفاء تھے وہ ہم کو لیتے دیتے تھے ہمارے مراتب کا لحاظ رکھتے تھے اور تمہارے باپ نے ہم کو بالکل محروم کر دیا عبدالملک نے جا کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو یہ پیام سنا دیا انہوں نے کہا کہ جا کر ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو عذاب قیامت سے ڈرتا ہوں۔ (سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ)

خود آپ کے گھر والوں کو آپ سے شکایت ہوگئی۔

اوزاعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے گھر والوں کے خرچے بند کر دیے تو عتبہ بن سعد نے آپ سے شکایت کی کہ امیر المومنین! آپ پر ہم لوگوں کا حق قربت ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے ذاتی مال میں تمہارے لیے گنجائش نہیں ہے اور اس مال (بیت المال) میں تمہارا اس سے زیادہ حق نہیں ہے۔ جتنا برک غماد کے آخری حدود کے رہنے والے کا۔ اللہ کی قسم! اگر ساری دنیا تم لوگوں کے رائے کی ہو جائے تو ان پر خدا کا غضب نازل ہو۔

اس طرح کے اور بہت سے واقعات ہیں مگر ان میں سے کوئی شے عمر بن عبدالعزیز کو قیام عدل سے نہ روک سکی۔

ظالم عہدہ داروں کا تدارک

مال منصوبہ کی واپسی کے بعد دوسری اہم اصلاح عمال کے ظلم و جور کا تدارک تھا جس کے وہ خوگر ہو رہے تھے اگرچہ آپ کے مشورے سے سلیمان ہی کے زمانے میں بڑی حد تک اس کا تدارک ہو چکا تھا، پھر بھی کچھ آثار باقی رہ گئے تھے اموی حکومت میں سب سے زیادہ جفا کار حجاج کے خاندان والے اور اس کے عہدہ دار تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حجاج کے پورے خاندان والوں کو یمن کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہاں کے عامل کو لکھا کہ میں تمہارے پاس آل عقیل کو بھیج رہا ہوں جو عرب میں بدترین خاندان ہے اس کو اپنی حکومت میں منتشر کر دو جو لوگ حجاج کے ہم قبیلہ یا اس کی ماتحتی میں کام کر چکے تھے ان کو ہر قسم کے ملکی حقوق سے محروم کر دیا۔

مظالم کا انسداد

اموی دور میں بدگمانی اور سوئے ظن پر دارو گیر اور سزا عام تھی، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اسے بالکل بند کرا دیا۔ موصل میں چوری اور نقب زنی کی وارداتیں بکثرت ہوتی تھیں۔ یہاں کے والی یحییٰ غسانی نے لکھا کہ جب تک لوگوں کو شبہ پر پکڑا نہ جائے گا اور سزا نہ دی جائے گی اس وقت تک یہ وارداتیں بند نہ ہوں گی۔ آپ نے لکھا کہ صرف شرعی ثبوت پر مواخذہ کرو اگر حق ان کی اصلاح نہیں کر سکتا تو خدا ان کی اصلاح نہ کرے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۳۸)

اسی طرح سے جراح بن عبداللہ حکمی والی خراسان نے لکھا کہ اہل خراسان کی روش نہایت خراب ہے۔ ان کو کوڑے اور تلوار کے علاوہ اور کوئی شے درست نہیں کر سکتی اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں تو اجازت عطا فرمائیں آپ نے جواب میں لکھا تھا کہ تمہارا خط پہنچا اور تمہارا یہ لکھنا کہ اہل خراسان کو کوڑے اور تلوار کے علاوہ کوئی شے درست نہیں کر سکتی بالکل غلط ہے ان کو عدل و حق درست کر سکتا ہے اسی کو عام کرو۔

کوئی عامل کسی رعایا کے مال کو کم قیمت پر نہیں خرید سکتا تھا، اس کے انسداد کے لیے عدی بن ارطاۃ والی فارس کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے عمال پھلوں کا تخمینہ کر کے عام نرخ سے کم قیمت پر لگا کر اس کو خریدتے ہیں اور کردوں کے قبیلے مسافروں سے ... وصول کرتے ہیں اگر یہ معلوم ہو گیا کہ یہ تمہارے ایماء سے ہوتا ہے یا یہ تم پسند کرتے ہو تو میں تم کو مہلت نہ دوں گا۔ بشر بن صفوان عبداللہ بن

عجلان اور خالد بن سالم کو اس تحقیقات کے لیے بھیج رہا ہوں اگر وہ اس خبر کو صحیح پائیں گے تو پھلوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر دیں گے اس کے علاوہ جن جن باتوں کی مجھے اطلاع ملی ہے سب کی تحقیقات کریں گے تم ان لوگوں سے کوئی مزاحمت نہ کرنا۔ (ابن سعد ج،۵)

وقتاً فوقتاً عمال کو قیام عدل اور انسداد مظالم کے احکام بھیجتے رہتے تھے، چنانچہ ایک گشتی فرمان تمام امراء کے نام بھیجا کہ لوگ برے عمال کی وجہ سے جنہوں نے برے دستور قائم کئے اور کبھی انصاف نرمی اور احسان کا ارادہ نہیں کیا احکام الٰہی میں سخت مصیبت سختی اور جور وظلم میں مبتلا ہو گئے۔ (یعقوبی ج،اص:۳۶۳)

ایک والی عبدالحمید کو پہلا خط یہ لکھا کہ وسوسہ شیطانی اور حکومت کے مظالم کے بعد انسان کی بقا نہیں ہو سکتی، اس لیے جب تم کو میرا خط ملے اسی وقت ہر حقدار کو اس کا حق ادا کرو۔ (ابن سعد ج ۵ ص:۲۷۱)

جس قدر ناجائز ٹیکس تھے سب موقوف کر دیے۔ ان کے علاوہ اور ظالمانہ طریقوں کو سختی کے ساتھ روکا۔

بیت المال کی آمدنی کی اصلاح

اموی دور میں بیت المال کے اندر مداخل اور مخارج دونوں کے اندر بڑی بدعنوانیاں تھیں جائز اور ناجائز آمدنی میں کوئی تفریق نہیں تھی ہر جگہ کی ناجائز آمدنیوں سے خزانہ بھرا جاتا تھا، پھر اسی بے عنوانی سے اسے خرچ کیا جاتا تھا بیت المال جو ایک قومی امانت ہے ذاتی خزانہ بن گیا تھا اور اس کا بڑا حصہ خلفاء کے ذاتی مصارف میں خرچ ہوتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دونوں بدعنوانیوں کا تدارک کیا۔

اکثر ہی خاندان کے تمام مخصوص وظیفے بند کر دیے خلافت کے شکوہ و تجمل کے مصارف بالکل اڑا دیے ان کی تخت نشینی کے بعد جب شاہی اصطبل کے داروغہ نے سواریوں کے اخراجات طلب کئے تو آپ نے حکم دیا کہ انہیں بیچ کر ان کی قیمت بیت المال میں داخل کر دی جائے میرا خچر میرے لیے کافی ہے۔

بیت المال کی آمدنی بڑھانے کے لیے حجاج نومسلموں سے بھی جزیہ لیتا تھا آپ نے حکم جاری کر دیا کہ جو لوگ مسلمان ہو جائیں ان کا جزیہ ساقط کر دیا جائے اس حکم پر اتنے آدمی مسلمان ہوئے کہ جزیہ کی آمدنی گھٹ گئی۔

حیان بن شریح نے شکایت لکھ بھیجی کہ اس کثرت کے ساتھ لوگ مسلمان ہوئے ہیں کہ مجھے قرض لے کر مسلمانوں کو وظیفے دینے پڑے۔ آپ نے ان کو نہایت سخت خط لکھا کہ جزیہ بہر حال موقوف کرو رسول اللہ ﷺ ہادی برحق بنا کر بھیجے گئے تھے محصل خراج بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ (مقریزی ج ۲ ص:۱۲۵)

اس بارے میں آپ نے اتنی سختی برتی کہ فرمان عام جاری کر دیا کہ اگر جزیہ ترازو میں رکھا جا چکا ہو اور اسی حالت میں ذمی اسلام قبول کر لے یا آغاز سال سے ایک دن پہلے جبکہ پورے سال کا جزیہ عائد ہو جاتا ہے اسلام لے آئے تو بھی جزیہ نہ لیا جائے۔ (ابن سعد ج ۵ ص:۲۶۲)

خراج کی اصلاح کے متعلق عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو یہ فرمان لکھا۔

زمین کا معاینہ کرو بنجر زمین کا بار آباد زمین پر اور آباد زمین کا بنجر پر مت ڈالو۔ بنجر زمینوں کا معائنہ کرو اگر اس میں صلاحیت ہو تو بقدر گنجائش خراج لو اور ان کی اصلاح کرو کہ وہ آباد ہو جائے جن آباد زمینوں میں پیداوار نہیں ہوتی ان سے خراج نہ لو اور جو زمین قحط زدہ ہو جائیں ان کے مالکوں سے نہایت نرمی سے خراج وصول کرو خراج میں صرف وزن سبعہ لو جن میں سونا نہ ہو۔ ٹکسال اور چاندی پگھلانے والوں سے نوروز اور مہرجان کے ہدیے عرائض نویسی اور شادی کا ٹیکس گھروں کا ٹیکس اور نکاحانہ نہ لو جو ذمی مسلمان ہو جائیں ان پر خراج نہیں۔

غرض انہوں نے بیت المال میں ہر قسم کی ناجائز آمدنیاں بند کر دیں۔

حفاظت کا انتظام

اس کی حفاظت کا نہایت سخت انتظام کیا گیا ایک مرتبہ یمن کے بیت المال سے ایک دینار کم ہو گیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہاں کے افسر خزانہ کو لکھا کہ میں تمہاری امانت کو متہم نہیں کرتا لیکن تمہاری لاپرواہی کا جرم قرار دیتا ہوں اور مسلمانوں کی طرف سے ان کے مال کا مدعی ہوں تم پر فرض ہے کہ تم شرعی قسم کھاؤ۔

یزید بن مہلب بن ابی صفرہ والی خراسان کو خیانت کے جرم میں معزول کر کے قید کر دیا گیا۔

ابوبکر بن حزم نے سلیمان کے آخری عہد میں کاغذ قلم دوات اور روشنائی دفتری اخراجات کے اضافہ کے لیے لکھا تھا ابھی اس کا کوئی انتظام نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ ہو گئے انہوں نے ابوبکر کو لکھا کہ وہ دن یاد کرو جب تم اندھیری رات میں بغیر روشنی کے کیچڑ میں اپنے گھر سے مسجد نبوی جاتے تھے اور آج بخدا! تمہاری حالت اس سے کہیں بہتر ہے قلم باریک کر لو اور سطریں قریب قریب لکھا کرو اپنی ضروریات میں کفایت شعاری سے کام لو میں مسلمانوں کے خزانہ سے ایسی رقم صرف کرنا پسند نہیں کرتا جس سے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچے دوسرے علماء کو بھی یہی ہدایت لکھی کہ کوئی عالم بڑے کاغذ پر جلی قلم سے نہ لکھے خود آپ کے فرامین ایک بالشت سے زیادہ نہیں ہوتے تھے۔ (ابن سعد ج ۵)

بیت المال کی آمدنیوں اور مصارف کی علیحدہ علیحدہ مدیں قائم کیں صدقہ کی علیحدہ خمس کی علیحدہ مال غنیمت کی علیحدہ گذشتہ خلفاء خمس کے مقررہ مصارف کی پابندی نہیں کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے خمس کو اس کے صحیح مصارف میں لگایا۔ (ابن سعد ج، ۵)

بیت المال کے مصارف

بیت المال کو پھر مسلمانوں کی مشترکہ امانت بنا دیا اس کا کل روپیہ اس کی ضروریات کے لیے وقف کر دیا اس کی آمدنی کا بڑا حصہ خالص رعایا کے مفاد کے کاموں میں خرچ کیا جاتا تھا ملک میں جتنے اپاہج تھے سب کے نام درج رجسٹر تھے ان سب کو وظیفہ ملتا تھا جو عمال اس میں ذرا بھی غفلت یا ترمیم کرتے تھے ان کو تنبیہ کی جاتی تھی۔ دمشق کے بیت المال سے ایک اپاہج کے وظیفے کے تقرر کے سلسلے میں میمون بن مہران نے کہا ان لوگوں کے ساتھ سلوک تو کیا جا سکتا ہے لیکن ان کو صحیح و تندرست آدمی کے برابر وظیفہ نہیں دیا جا سکتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو نہایت غضب آلود خط لکھا۔ (طبقات ابن سعد)

کئی کو نقد کے بجائے جنس ملتی تھی چنانچہ بعض جماعتوں کو فی کس ساڑھے چار اروب کے حساب سے غلہ ملتا تھا قرض داروں کے قرض کی ادائی کے لیے بھی ایک مد تھی۔ شیر خوار بچوں کے وظائف مقرر تھے ایک عام لنگر خانہ تھا جس سے فقراء و مساکین کو کھانا ملتا تھا عام مستحقین کو صدقات و خیرات تقسیم ہوتی تھی ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک شخص کو تقسیم مال کے لیے رقعہ بھیجا اس نے عذر کیا کہ آپ مجھے ایک ایسی جگہ بھیج رہے ہیں جہاں میں کسی کو نہیں پہچانتا ان میں امیر و غریب سب ہیں تمہارے سامنے جو شخص ہاتھ پھیلائے اسے دے دو اس کے علاوہ اور سینکڑوں قسم کے مفید مصارف تھے اس فیاضانہ داد و دہش کا بیت المال پر بہت اثر پڑتا تھا بعض عمال نے اس کی طرف توجہ دلائی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ جب تک ہے دیتے چلے جاؤ جب خالی ہو جائے تو کوڑا کرکٹ ہی بھر دو۔

ذمیوں کے حقوق

کسی حکومت کے عدل و انصاف اور ظلم و جور کا صحیح معیار دوسری اقوام اور دوسرے مذاہب کے ساتھ اس کا سلوک اور طرز عمل ہے اس معیار سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا دور سراپا عدل تھا انہوں نے جس طرح ذمیوں کے حقوق کی حفاظت کی اور ان کے ساتھ جیسی نرمی برتی اس کی مثال عہد فاروقی کے علاوہ اور کسی دور میں نہیں مل سکتی مسلمانوں کی طرح ان کی جان اور ان کے مال کی حفاظت کی اور ان کے

مذہب میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کی جزیہ کے وصولی میں نرمی اور آسانیاں پیدا کیں ان کا اندازہ ذمیوں کے ساتھ ان کے طرز عمل اور ان کے احکام سے ہوگا جو عمال کو بھیجتے رہتے تھے۔

عدی بن ارطاط کو لکھا کہ ذمیوں کے ساتھ نرمی کرو ان میں جو بوڑھا ہوا اور نادار ہو جائے اس کی کفالت کرو اور اگر اس کا کوئی رشتہ دار ہو تو اس کی کفالت کا حکم دو جس طرح تمہارا کوئی غلام بوڑھا ہو جائے تو اسے آزاد کرنا پڑے گا یا مرتے دم تک اس کی کفالت کرنی پڑے گی۔

ذمی کے خون کی قیمت مسلمان کے خون کے برابر قرار دی ایک بار حیرہ کے ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے وہاں کے عامل کو لکھا کہ قاتل کو مقتول کے ورثہ کے حوالے کر دو وہ چاہیں قتل کر دیں اور چاہیں تو معاف کر دیں چنانچہ قاتل حوالے کیا گیا اور ذمیوں نے اسے قتل کر دیا۔

کوئی مسلمان ان کے مال پر دست درازی نہیں کر سکتا جو کرتا تھا اسے سزا ملتی تھی ایک مرتبہ ایک مسلمان ربیعہ شعوذی نے ایک سرکاری ضرورت میں ایک نبطی گھوڑا بے کار میں پکڑ لیا اور اس پر سواری کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسے چالیس کوڑے لگوائے۔

مال مغصوبہ کی واپسی کے وقت شاہی خاندان سے ذمیوں کی زمین واپس دلائیں اس سلسلے میں ایک ذمی نے دعویٰ دائر کیا کہ عباس بن ولید نے میری زمین پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عباس سے فرمایا تم اس کا کیا جواب دیتے ہو انہوں نے کہا۔ ولید نے مجھے جاگیر میں دیا ہے اور میرے پاس اس کی سند موجود ہے ذمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے کہا میں آپ سے کتاب اللہ کے موافق فیصلہ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا خدا کی کتاب ولید کی سند پر مقدم ہے اور ذمی کو زمین واپس دلا دی۔

ان کے مذہبی حقوق کو جو گذشتہ خلفاء کے زمانے میں مٹ گئے تھے از سر نو قائم کیا۔ دمشق میں ایک گرجا عرصہ سے ایک مسلمان کی جاگیر میں آ گیا تھا عیسائیوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس اس کا دعویٰ کیا آپ نے واپس دلا دیا ایک مسلمان نے ایک گرجے کی نسبت دعویٰ کیا کہ وہ اس کی جاگیر میں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: اگر عیسائیوں کے معاہدے میں ہے تو اب تم اس کو نہیں پا سکتے ہو۔

جزیہ کی وصولی میں بڑی آسانیاں پیدا کر دیں اور اس سلسلے میں جتنی بے عنوانیاں پیدا ہو گئیں تھیں سب بند کر دیں حجاج ابن اشعث کی حمایت کے الزام میں عراق کے ذمیوں کے جزیہ کی مقدار بڑھا دی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس کو گھٹا دیا۔

آپ کے زمانے میں ذمیوں کے ساتھ اتنی نرمی برتی گئی کہ اس سے عام لوگوں کو نقصانات اٹھانے پڑے آپ کے زمانے میں غلے کا نرخ گراں ہو گیا ایک شخص نے آپ سے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا: پہلے ذمیوں کو جزیہ کی وصولی میں ناقابل برداشت تکلیفیں دیتے تھے اس لیے وہ جس نرخ پر بھی ہو سکتا تھا غلہ فروخت کر دیا کرتے تھے اور میں ہر شخص کو اسی قدر تکلیف دیتا ہوں جس کا وہ متحمل ہو سکے اس لیے ہر شخص جس طرح چاہتا ہے فروخت کرتا ہے شاہی خاندان کے ارکان اور ذمیوں کے درمیان مساوات برتتے تھے۔

ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک نے ایک عیسائی پر مقدمہ دائر کیا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دونوں کو برابر کھڑا کیا ہشام نے غرور و تمکنت میں عیسائی سے سخت کلامی کی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان کو ڈانٹا اور سزا دینے کی دھمکی دی۔

محاصل میں اضافہ

یہ حیرت انگیز امر ہے کہ ناجائز آمدنیوں کے سدباب میں اس اہتمام اور ان کثیر مصارف کے باوجود بیت المال پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا بلکہ بعض بعض ملکوں کے محاصل میں حیرت انگیز اضافہ ہو گیا چنانچہ عراق کی آمدنی حجاج کے زمانے میں ظالمانہ دور سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ خدا حجاج پر لعنت کرے اس کو نہ دین کا سلیقہ تھا نہ دنیا کا۔

حجاج نے باوجود اپنے ظالمانہ طریقوں کے عراق سے صرف دو کروڑ اسی لاکھ درہم وصول کیے اس نے کاشتکاروں کو بیس لاکھ درہم کی زمین کی آبادی کے لیے بطور قرض دیے تو ایک کروڑ سات لاکھ کا اضافہ ہوا باوجود اس ویرانی کے جب عراق میرے قبضے میں آیا تو میں نے بارہ کروڑ چالیس لاکھ درہم وصول کئے اور اگر زندہ رہا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے سے بھی زیادہ وصول کروں گا۔ (فتوح البلدان ذکر سواء)

رعایا کی خوش حالی

مظالم کے انسداد ناجائز ٹیکسوں کی منسوخی ذمیوں کے ساتھ مراعات اور عام داد و دہش کی وجہ سے ملک نہایت فارغ البال اور رعایا آسودہ حال تھی۔ ملک کے طول و عرض میں افلاس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہ گیا تھا۔

مہاجرین یزید کا بیان ہے کہ ہم لوگ صدقہ تقسیم کرتے تھے ایک سال کے بعد دوسرے سال وہ لوگ جو پہلے صدقہ لیتے تھے خود دوسروں کو صدقہ دینے لگتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے صرف ڈھائی سال حکومت کی اس مختصر مدت میں یہ حالت ہوگئی تھی کہ لوگ ان کے عمال کے پاس فقراء میں تقسیم کرنے کے لیے صدقہ کا مال لے کر آتے تھے لیکن کوئی صاحب حاجت نہ ملتا تھا اور وہ مال واپس لے جانا پڑتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سب کو اس قدر مالا مال کر دیا تھا کہ کوئی بھی شخص حاجت مند باقی نہ رہ گیا تھا۔ (فتح الباری ج ص ۴۵۱)

آپ کے زمانے میں رعایا کی خوش حالی اس درجہ کو پہنچ گئی تھی کہ دولت کے نشے میں کبر ونخوت میں اس سے مبتلا ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا چنانچہ عدی بن ارطاط نے آپ کو لکھا کہ اہل بصرہ اس قدر خوش حال ہو گئے ہیں کہ مجھے خوف ہے کہ وہ فخر و غرور نہ کرنے لگیں آپ نے جواب دیا کہ خدا نے جب اہل جنت کو جنت میں داخل کیا تو ان کے لیے یہ پسند کیا کہ وہ الحمد للہ کہیں اس لیے تم بھی لوگوں کو حکم دو کہ وہ الحمد للہ کہیں۔ اور خدا کا شکر بجالائیں۔

رفاہ عام کے کام

آپ نے جس قدر اصلاحیں کیں وہ سب درحقیقت رفاہ عام ہی کے کام ہیں لیکن ان کے علاوہ مروجہ اصطلاح میں بھی آپ نے بہت رفاہ عام کئے سارے ممالک محروسہ میں نہایت ہی کثرت سے سرائیں بنوائیں۔ خراسان کے عامل کو لکھا کہ وہاں کے تمام راستوں میں سرائیں تعمیر کرائی جائیں۔ سمرقند کے والی سلیمان بن ابی السری کے پاس حکم بھیجا کہ وہاں کے شہروں میں سرائیں تعمیر کراؤ جو مسلمان ادھر سے گزریں ایک شبانہ یوم ان کی مہمان نوازی کرو ان کی سواریوں کی حفاظت کرو جو مسافر مریض ہو اس کو دو دن اور دو رات مقیم رکھو اگر کسی کے پاس گھر تک پہنچنے کا سامان نہ ہو تو ان کو وطن تک پہنچانے کا سامان کر دو۔ ایک عام لنگر خانہ قائم کیا جس میں فقراء و مساکین کو کھانا ملتا تھا۔ اور بہت سے واقعات ہیں جن کو دیگر سیر کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے۔

❁❁❁❁

کِتَابُ الصَّیۡدِ وَالذَّبَائِحِ

شکار کرنے اور جانوروں کے ذبح کرنے کا بیان

حرم مکہ شریف اور احرام کی حالت میں شکار کرنا جائز نہیں ہے۔ ان کے علاوہ اور جگہوں میں مباح ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَیَبۡلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَیۡءٍ مِّنَ الصَّیۡدِ تَنَالُهٗۤ اَیۡدِیۡكُمۡ وَ رِمَاحُكُمۡ لِیَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ یَّخَافُهٗ بِالۡغَیۡبِ فَمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ☆ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡتُلُوا الصَّیۡدَ وَ اَنۡتُمۡ حُرُمٌ وَ مَنۡ قَتَلَهٗ مِنۡكُمۡ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحۡكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ هَدۡیًۢا بٰلِغَ الۡكَعۡبَةِ اَوۡ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیۡنَ اَوۡ عَدۡلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوۡقَ وَبَالَ اَمۡرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَ مَنۡ عَادَ فَیَنۡتَقِمُ اللّٰهُ مِنۡهُ وَ اللّٰهُ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ☆﴾

''اے ایمان والو! وحشی شکار کو قتل نہ کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں خواہ وہ پاداش چوپایوں میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دے دیا جائے اور وہ خواہ اس کے برابر روزے رکھ لیے جائیں تاکہ اپنے کیے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف کر دیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کرے گا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیں گے۔''

اس آیت کریمہ سے شکار کرنے کی اجازت ثابت ہوتی ہے البتہ حالت احرام میں ممانعت ہے اگر کوئی کرے گا تو اس کو اس کا جرمانہ اور تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ اُحِلَّتۡ لَكُمۡ بَهِیۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡكُمۡ غَیۡرَ مُحِلِّی الصَّیۡدِ وَ اَنۡتُمۡ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰهَ یَحۡكُمُ مَا یُرِیۡدُ ☆ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهۡرَ الۡحَرَامَ وَ لَا الۡهَدۡیَ وَ لَا الۡقَلَآئِدَ وَ لَاۤ آٰمِّیۡنَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَ رِضۡوَانًا وَ اِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا وَ لَا یَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡكُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی وَ لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ☆﴾

(سورہ المائدہ ع ۵)

''اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان پورے کیا کرو تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کیے جاتے ہیں جز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیے جائیں مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا یقیناً جو خدا چاہے حکم کرتا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی بے حرمتی نہ کرو نہ ادب والے مہینوں کی نہ حرم میں قربان ہونے والے جانوروں کی اور نہ ان پلنے والے جانوروں کی جو کعبہ کی طرف جا رہے ہوں۔ اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصہ سے اپنے رب کے فضل اور اس کی رضا

جوئی کی نیت سے جا رہے ہوں۔ ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو جن لوگوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ' نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو۔ گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے''۔

ایک جگہ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ☆﴾ (سورة مائدة)

''تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا کچھ حلال کیا گیا ہے؟ تو کہہ دے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں اور جن حاصل کرنے والے' شکار کھیلنے والے جانوروں کو تم نے سدھار کھا ہے کہ تم انہیں تھوڑا بہت سکھاؤ جس کی تعلیم خدا نے تمہیں دے رکھی ہے پس وہ شکار کو پکڑے تمہارے لیے روک رکھیں تم اسے کھالو۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام سمجھ لیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے''۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کریمہ کے تحت یہ لکھا ہوا ہے کہ آپ سے لوگ یہ دریافت کرتے ہیں کہ لوگوں کے لیے کیا حلال ہے تو آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ تمام پاکیزہ چیزیں تم پر حلال ہیں۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ قبیلہ طائی کے دو شخصوں نے حضرت عدی بن حاتم اور زید بن مہلل نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ مردہ جانور تو حرام ہو چکا اب حلال کیا ہے؟ اس پر یہ آیت اتری۔

اور تمہارے لیے شکاری جانوروں کے ذریعہ کھیلا ہوا شکار بھی حلال کیا جاتا ہے۔ مثلاً سدھے کتے اور شکرے وغیرہ کے ذریعہ شکاری کرے۔ تو حلال ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سدھے کتے' باز' چیتے' شکرے' وغیرہ ہر مردہ پرند جو شکار کرنے کی تعلیم دیا جا سکتا ہو اور بھی بہت سے بزرگوں سے یہی مروی ہے کہ پھاڑنے والے جانوروں اور ایسے ہی پرندوں میں سے جو بھی تعلیم حاصل کرلے ان کے ذریعہ شکار کھیلنا حلال ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے باز کے کئے ہوئے شکار کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا جس جانور کو وہ تیرے لیے روک رکھے تو اسے کھالے۔

اس آیت کریمہ کے اترنے کی وجہ ابن ابی حاتم میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ قتل کئے جانے لگے تو لوگوں نے آکر آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! جس امت کے قتل کا آپ نے حکم دیا ہے ان سے ہمارے لیے کیا فائدہ حلال ہے آپ خاموش ہو رہے اس پر یہ آیت اتری پس آپ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے کتے کو شکار کے پیچھے چھوڑے اور بسم اللہ بھی کہے پھر وہ شکار پکڑے اور روک رکھے تو جب تک وہ نہ کھائے یہ کھالے۔

صحیحین کی یہ حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنے سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑتا ہوں تو آپ نے فرمایا: جس جانور کو پکڑ رکھے تو اسے کھالے اگرچہ کتے نے اسے مار بھی ڈالا ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے ساتھ شکار کرنے میں اور کتا نہ ملا ہو اس لیے کہ تم نے اپنے کتے کو خدا کا نام لے کر چھوڑا ہے دوسرے کو بسم اللہ پڑھ کر نہیں چھوڑا۔ میں نے کہا میں

نو کدار لکڑی سے شکار کھیلتا ہوں فرمایا وہ اگر اپنی تیزی کی طرف سے زخمی کرے تو کھالے اور اگر اپنی چوڑائی کی طرف سے لگا ہو تو نہ کھاؤ کیونکہ وہ لٹھ مارا ہوا ہے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب تو اپنے کتے کو چھوڑے تو اللہ کا نام ذکر کرلیا کر پھر اگر وہ شکار تیرے لیے پکڑ رکھے اور تیرے پہنچ جانے پر شکار زندہ مل جائے تو تو اسے ذبح کر ڈال اور اگر کتے ہی نے اس کو مار ڈالا ہو اور اس میں سے کھایا نہ ہو تو اسے بھی کھا سکتا ہے اس لیے کہ کتے کا اسے شکار کرلینا ہی اس کا ذبیحہ ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر اس نے کھالیا ہو تو پھر تو اسے نہ کھا مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں اس نے اپنے کھانے کے لیے شکار نہ کیا ہو؟

ابوداؤد میں ہے حضرت عمرو شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی ابوثعلبہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ حضورؐ میرے پاس شکاری کتے سدھائے ہوئے ہیں ان کے شکار کی نسبت کیا فتویٰ ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو جانور وہ تیرے لئے پکڑیں وہ تجھ پر حلال ہے۔ اس نے کہا جب بھی اور ذبح نہ کرسکوں تو بھی اور اگرچہ کتے نے کھایا ہو تو بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں گو کھالیا ہو انہوں نے دوسرا سوال کیا کہ میں اپنے تیر کمان سے جو شکار کروں اس کا کیا فتویٰ ہے؟ فرمایا اسے بھی تو کھا سکتا ہے پوچھا اگر زندہ ملے اور اسے بھی ذبح کرسکوں تو بھی اور تیر لگتے ہی مر جائے تو بھی۔ فرمایا بلکہ گو وہ تجھے نظر نہ پڑے اور ڈھونڈھے سے مل جائے تو بھی بشرطیکہ اس میں کسی دوسرے شخص کے تیر کا نشان نہ ہو۔

ابوداؤد کی دوسری حدیث میں ہے جب تو نے اپنے کتے کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چھوڑا ہو تو تو اس کے شکار کو کھا سکتا ہے گو اس نے اس میں سے کھا بھی لیا ہو اور تیرا ہاتھ جس شکار کو تیرے لیے لایا ہو اسے بھی تو کھا سکتا ہے۔

خلاصہ

یہ ہے کہ قرآن مجید کی ان آیتوں سے اور مندرجہ ذیل حدیثوں سے اور اجماع و قیاس سے شکار کرنے کی اجازت ہے حلال جانوروں کا بالاتفاق شکار کرنا مباح ہے اور حرام موذی تکلیف دہ جانوروں کا بھی شکار کرنا یعنی مار ڈالنا درست ہے البتہ کسی جانور کو لہو و لعب کے طور پر بعض اماموں کے نزدیک جائز نہیں۔

ذبائح اس حلال جانور کو کہتے ہیں جس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس کے گلے پر چھری پھیری جائے۔ اور نحر اونٹ کے سینے میں نیزہ بھونک کر مار ڈالنے کو کہتے ہیں۔ اونٹ کے لیے نحر ہے اور بقیہ جانوروں کے لیے ذبح ہے اور یہ ذبح حلق کی جگہ ہے' نحر سینے کی جگہ ہے لیکن جن جانوروں کا نحر درست ہے ان کا ذبح کرنا بھی درست ہے۔

بخاری شریف میں ہے والذبح قطع الاوداج یعنی گردن کی رگوں کے کاٹ دینے کو ذبح کہتے ہیں۔ اگر ذبح کرتے وقت گردن دھڑ سے یعنی جسم سے بالکل جدا ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اذا قطع الراس فلا باس یعنی اگر ذبح کرتے وقت سر الگ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (بخاری)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تذبحوا بقرۃ یعنی گائے کو ذبح کرو جو حلال جانور بغیر شرعی ذبح کے مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے۔ اسی کو میتہ کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ

لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ☆﴾ (مائدہ)

''تم پر مردار حرام کیا گیا اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو خدا کے سوا دوسرے کے نام پر مشہور کیا گیا ہو اور جو گلا گھونٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچائی سے گر کر مرا ہو اور جو کسی ٹکر سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو پرستش گاہوں پر پڑھا گیا ہو تم پر حرام کیا جاتا ہے قرعہ کے تیروں کے ذریعہ تقسیم کرنا یہ سب بدترین گناہ ہیں آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے' خبردار تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہا کرنا آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر میں رضامند ہو گیا یعنی جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور بہت مہربان ہے''۔

اور ذبح کے بہت سے آداب ہیں جن کا بیان مسائل کی کتابوں میں ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٤٠٦٤۔ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا اَرْسَلْتَ کَلْبَکَ فَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ فَاِنْ اَمْسَکَ عَلَیْکَ فَاَدْرَکْتَہٗ حَیًّا فَاذْبَحْہُ وَاِنْ اَدْرَکْتَہٗ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ یَاکُلْ مِنْہُ فَکُلْہُ وَاِنْ اَکَلَ فَلَا تَاکُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَکَ عَلٰی نَفْسِہٖ فَاِنْ وَجَدْتَ مَعَ کَلْبِکَ کَلْبًا غَیْرَہٗ وَقَدْ قَتَلَ فَلَا تَاکُلْہُ فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ اَیُّھُمَا قَتَلَ وَاِذَا رَمَیْتَ بِسَھْمِکَ فَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ فَاِنْ غَابَ عَنْکَ یَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِیْہِ اِلَّا اَثَرَ سَھْمِکَ فَکُلْ اِنْ شِئْتَ وَاِنْ وَجَدْتَہٗ غَرِیْقًا فِی الْمَآءِ فَلَا تَاکُلْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۴۰۶۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکار کے بارے میں میں نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: جب تم اپنے شکاری کتے کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر شکار پر چھوڑو اور اس نے اس شکار کو پکڑ کر تمہارے لیے روک لیا ہے تو اگر تم اس کو زندہ پاؤ تو اس کو ذبح کر لو اور اگر تم نے اس کو پایا کہ اس نے مار ڈالا ہے مگر اس میں کچھ کھایا نہیں ہے تو تم اس کو کھا سکتے ہو اور اگر اس شکاری کتے نے شکار کو پکڑ کر کھا لیا ہے تو مت کھاؤ کیونکہ اس نے اپنے لیے پکڑا ہے تمہارے لیے نہیں۔ اسی طرح سے شکار کرنے میں دوسرے کا کتا شریک ہو گیا جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا تھا تو اگر اس کو پکڑ کر روک لیا اور مار ڈالا تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ تمہیں یہ نہیں معلوم ہے کہ کس کتے نے اس کو پکڑا ہے۔ شک کی وجہ سے اس کو چھوڑ دو اور جب تم بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر تیر پھینکو اور وہ شکاری جانور دو ایک روز تم سے غائب رہا پھر بعد میں وہ جانور مل گیا تو اس میں تمہارے تیر کے نشان کے علاوہ اور کوئی نشان نہیں ہے تو تم اس کو اگر چاہو تو کھا لو۔ اور اگر شکاری جانور کو پانی میں ڈوبا ہوا پاؤ تو مت کھاؤ کیونکہ وہ ڈوب کر مرا ہے۔ (بخاری' مسلم)

٤٠٦٥۔ وَعَنْہُ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نُرْسِلُ الْکِلَابَ الْمُعَلَّمَۃَ قَالَ ((کُلْ مَا اَمْسَکْنَ

۴۰۶۵۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا ہم تعلیم یافتہ کتوں کو شکار پر چھوڑتے ہیں کیا اس کا

٤٠٦٤۔ صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الماء الذی یغسل ... الانسان ١٧٥۔ مسلم کتاب الصید والذبائح باب الصید بالکلاب المعلمۃ ١٩٢٩' ٤٩٨١۔

٤٠٦٥۔ صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب ما اصاب المعراض بعرضہ ٥٤٧٧۔ مسلم کتاب الصید والذبائح باب الصید بالکلاب المعلمۃ ١٩٢٩' ٤٩٨٢۔

عَلَيْكَ)) قُلْتُ ((وَاِنْ قَتَلْنَ)) قَالَ وَاِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ اِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ ((كُلْ مَاخَرَقَ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَهٗ فَاِنَّهٗ وَقِيْذٌ فَلاَ تَاكُلْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کھانا ہمارے لیے حلال ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: جو جانور تمہارے لیے روک لیے اور کھائے نہیں تو تم اس کو کھا سکتے ہو۔ میں نے عرض کیا اگرچہ وہ مارڈالے؟ آپ نے فرمایا اگرچہ وہ مارڈالے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم بن پیکان کے تیروں سے شکار کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر وہ زخمی کردے اور گوشت پھاڑ دے تو کھا سکتے ہو اور اگر چوڑان کی طرف سے لگا ہے تو مت کھاؤ کیونکہ وہ چوٹ سے مرا ہے وہ وقیذ میں داخل ہے اسے مت کھاؤ۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: معراض اس تیر کو کہتے ہیں جس پر پیکان نہیں لگا ہوا ہوتا ہے۔ لمبا چوڑا ہوتا ہے تو اگر نوک کی طرف سے لگ جائے اور گھس جائے اور پھاڑ ڈالے تو وہ شکار حلال ہے۔ اور اگر چوڑان کی طرف سے لگا ہے تو وہ لکڑی سے مارنے کے حکم میں ہے جس کو وقیذ کہتے ہیں وہ ناجائز ہے قرآن مجید میں موقوذہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی کسی جانور کو لکڑی سے مار مار کر ہلاک کر دینے کے ہیں۔ جس کا کھانا حرام ہے۔

٤٠٦٦۔ وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ ﷜ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَفَنَاكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ وَبِاَرْضِ صَيْدٍ اُصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِي الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلَحُ لِيْ قَالَ ((اَمَّا مَاذَكَرْتَ مِنْ اٰنِيَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَاِنْ وَجَدْتُّمْ غَيْرَ هَا فَلاَ تَاكُلُوْافِيْهَا وَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْ هَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكٰوتَهٗ فَكُلْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۶۶۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ! ہم اہل کتاب کے یہاں آتے جاتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا پی سکتے ہیں اور ہم اپنی تیر و کمان سے شکار کرتے ہیں تو تیر کا کیا ہوا شکار ہمارے لیے حلال ہے یا نہیں؟ اور میں اس کتے کے ذریعہ سے بھی شکار کر لیتا ہوں جو تعلیم یافتہ نہیں ہوتا اور تعلیم یافتہ کتے سے بھی شکار کرتا ہوں تو ان میں سے میرے لیے کیا جائز ہے کیا ناجائز ہے؟ آپ نے فرمایا جو تم نے اہل کتاب کے برتنوں کے بارے میں ذکر کیا ہے تو اگر وہاں اہل کتاب کے علاوہ اور برتن پاتے ہو تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی برتن نہیں پاتے تو ایسی مجبوری کی حالت میں اہل کتاب کے برتنوں کو دھو ڈالو اور پاک صاف کر کے اس میں کھا سکتے ہو۔ اور تیر و کمان کے شکار کے بارے میں جو تم نے بتایا ہے تو اگر تیر چھوڑتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہا تھا تو وہ شکار کھا سکتے ہو اور جو تم نے تعلیم یافتہ کتے کے بارے میں ذکر کیا ہے تو اگر اس کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا تھا تو تم اسے بھی کھا سکتے ہو اور جو غیر تعلیم یافتہ کتے سے شکار کیا ہے تو اگر اس کو زندہ پا لو تو ذبح کر کے کھا سکتے ہو اور اگر اس کو زندہ نہیں پایا اور ذبح کرنے کا موقعہ نہیں ملا اتنے میں وہ مر گیا تو اسے تم نہیں کھا سکتے ہو۔ (بخاری، مسلم)

٤٠٦٧۔ وَعَنْهُ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَغَابَ عَنْكَ فَاَدْرَكْتَهٗ

۴۰۶۷۔ حضرت ثعلبہ خشنی ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنا تیر شکار پر پھینکو اور تمہارا یہ تیر تم سے غائب ہو گیا پھر بعد میں اگر وہ

٤٠٦٦۔ صحيح بخارى كتاب الذبائح والصيد باب مارصاب المعراض بعرضه ٥٤٧٨۔ مسلم كتاب الصيد والذبائح باب اذا غاب عنه الصيد ثم وجده ١٩٣٠، ٤٩٨٣۔

٤٠٦٧۔ صحيح مسلم كتاب الصيد والذبائح باب اذا غاب عنه الصيد ثم وجدة ١٩٣١، ٤٩٨٥۔

فَكُلْ مَالَمْ يُنْتِنْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

شکار شدہ جانور پالو تو اس کو کھا سکتے ہو بشرطیکہ اس میں کوئی بدبو پیدا نہ ہوئی ہو اور نہ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ہوا ہو۔ (مسلم)

٤٠٦٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((فِي الَّذِيْ يُدْرِكُ صَيْدَهٗ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَكُلْهُ مَالَمْ يُنْتِنْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۶۸۔ حضرت ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شکار کے بارے میں جو شکار کرنے کے تین دن بعد ملے تو اگر وہ شکار سڑا نہیں ہے تو اس کو کھایا جا سکتا ہے۔ (مسلم)

٤٠٦٩۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هُنَا اَقْوَامًا حَدِيْثٌ عَهْدُ هُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُوْنَنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِيْ اَيَذْ كُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اَمْ لَا قَالَ ((اذْكُرُوْا اَنْتُمْ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۴۰۶۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! یہاں تو نومسلم لوگ ہیں ان کا زمانہ شرک سے بہت قریب تھا یعنی ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں اور یہ لوگ گوشت فروخت کرنے کے لیے ہم لوگوں کے پاس گوشت لاتے ہیں ہمیں یہ معلوم نہیں کہ جس جانور کا یہ گوشت لائیں ہیں اس جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہا تھا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا تم بسم اللہ کر کے کھا لیا کرو۔ (بخاری)

توضیح: کیونکہ بظاہر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا ہے۔

٤٠٧٠۔ وَعَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ هَلْ خَصَّكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَيْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا بِشَيْءٍ لَمْ يُعَمِّمْ بِهِ النَّاسَ اِلَّا مَا فِيْ قِرَابِ سَيْفِيْ هٰذَا فَاَخْرَجَ صَحِيْفَةً فِيْهَا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۷۰۔ حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کوئی خاص چیز ایسی بتائی ہے جو آپ ہی کے لیے مخصوص ہو اور ہم لوگوں کے لیے وہ مخصوص نہ ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: کوئی خاص چیز ایسی نہیں جو صرف ہمارے لیے مخصوص ہو اور عوام کے واسطے مخصوص نہ ہو، البتہ جو میری اس تلوار کی میان میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کی میان میں چند مسائل کا پرچہ لکھ کر تلوار کے میان میں رکھ چھوڑا تھا اس پرچے کو نکال کر پڑھ کر سنایا جس کا مضمون یہ ہے کہ جو غیر اللہ کے نام پر کوئی جانور ذبح کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور جو زمین کے نشان کو مٹا دے اس پر بھی خدا کی لعنت ہے اور جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے تو خدا بھی اس پر لعنت کرے اور جو کسی بدعتی کو پناہ و جگہ دے اس پر بھی خدا کی لعنت ہے۔ (مسلم)

توضیح: بظاہر مذکورہ باتیں خاندان رسالت کے لیے مخصوص تھیں لیکن حقیقتاً ان کے لیے مخصوص نہیں تھی بلکہ یہ حکم سب کے لیے ہے۔ البتہ ان چیزوں کی زیادہ تاکید کی تھی۔ اس لیے یہ سمجھا کہ یہ چیز غالباً ہم لوگوں کے لیے مخصوص ہے۔ (۱) غیر اللہ کے نام پر جانور کو ذبح کرنا سب کے لیے حرام ہے اور ایسا کرنے والا ملعون ہے کیونکہ وہ وما اهل به لغير الله میں داخل ہے۔ (۲) اور زمین کے نشان مٹانے سے مطلب یہ ہے کہ دو شخصوں کی زمین ملی جلی ہے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی زمین جدا کرنے کے لیے درمیان میں کوئی نشان رکھ دیا جیسے پتھر

٤٠٦٨۔ صحيح مسلم كتاب الصيد والذبائح باب اذا غاب عنه الصيد ثم وجدة ١٩٣١ '٤٩٨٦ .

٤٠٦٩۔ صحيح بخاری كتاب البيوع باب من لم ير الوساوس ونحوها من الشبهات ٢٠٥٧ .

٤٠٧٠۔ صحيح مسلم كتاب الاضاحى باب تحريم الذبائح لغير الله تعالىٰ ولعن فاعله ١٩٧٨ '٥١٢٤ .

وغیرہ یا منڈیر بنا دی جس سے دونوں زمینوں کی سرحدیں اور منتہیٰ آسانی سے معلوم ہو جاتی تھیں۔ ان نشانیوں کے مٹانے سے یہ پتہ نہیں چلے گا کہ کس زمین کہاں تک ہے۔ تو مٹانے والے کی نیت خراب ہے کہ اس کی زمین کا نشان مٹا کر اپنی زمین میں شامل کر لے تو وہ شخص بھی ملعون ہے۔ (۳) جو شخص اپنے ماں باپ کو برا بھلا کہے اور لعن طعن کرے اس پر بھی خدا کی لعنت ہے۔ (۴) اور جو شخص بدعتی کو پناہ دے اس پر بھی خدا کی لعنت ہے۔

جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، وہ حلال ہے

٤٠٧١۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ لَاقُوا لْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ ((مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُ عَنْهُ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحُبْشِ)) وَاَصَبْنَا نَهْبَ اِبِلٍ وَ غَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَ بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَاِذَا اَغْلَبَكُمْ مِنْهَا شَیْءٌ فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۷۱۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کل ہم کافر دشمنوں سے ملنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ ممکن ہے وہاں جانور ذبح کرنے کی ضرورت پیش آ جائے تو کیا ہم بانس کی پھچیوں سے ذبح کر لیں؟ آپؐ نے فرمایا جو چیز خون کو بہا دے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا گیا ہو اسے کھا سکتے ہو بشرطیکہ دانت اور ناخون سے نہ کاٹا گیا ہو دانت ہڈی ہے اور ناخون حبشیوں کی چھری ہے یہ دونوں چیزیں ذبح کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ پھر ہمیں غنیمت کے اونٹوں میں سے اونٹ ملے اور بکریاں ملیں تو ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا تو ایک شخص نے اس پر تیر مار کر روک لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اونٹ جنگلی جانوروں کی طرح بدکنے اور بھاگنے والے ہیں کہ جانور پالتو جانور جنگلی جانوروں کی طرح بدک جائے اور قابو سے نکل جائے اور وہ تم پر غالب آ جائے تو تم اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔ یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر تیر مارو وہ ہمارے واسطے حلال ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

پتھر سے ذبح کیا

٤٠٧٢۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا ...... فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَسَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۴۰۷۲۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بکریاں سلع پہاڑی پر چر رہی تھیں کہ ان کی لونڈی نے دیکھا کہ ان بکریوں میں سے ایک بکری مرنے لگی تو دھاردار پتھر توڑ کر ذبح کر دیا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دے دیا۔ (بخاری)

ذبیحہ کو تکلیف دہ طریقے سے ذبح نہ کیا جائے

٤٠٧٣۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ

۴۰۷۳۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنے کو ضروری ٹھہرایا ہے حتی کہ اگر تم کسی کو مارو تو بھلائی کے ساتھ مارو۔ اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو اپنی

٤٠٧١۔ صحيح بخاری كتاب الشركة باب قسمة الغنم ٢٤٨٨۔ مسلم كتاب الاضاحی باب جواز الذبائح بكل ما انهر الدم ١٩٦٨، ٥٠٩٢۔

٤٠٧٢۔ صحيح بخاری كتاب الوكالة باب اذا ابصر الراعی او الوكيل شاة تموت ٢٣٠٤۔

٤٠٧٣۔ صحيح بخاری كتاب الصيد والذبائح باب الامر باحسان الذبح والقتل ١٩٥٥، ٥٠٥٥۔

وَاِذَاذَ بَحْتُمْ فَاَحْسِنُو الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُ كُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

چھری کو تیز کر لیا کرو اور ذبیحہ کو آرام دو، یعنی جلدی سے ان کی جان نکل جائے۔ (مسلم)

جاندار کو اذیت پہنچانے کے لیے نشانہ مت لگاؤ

٤٠٧٤۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى اَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ اَوْ غَيْرُ هَا لِلْقَتْلِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۷۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو مارنے کے لیے نشانہ بنائے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی کسی جانور کو باندھ کر پھر اس کو تیروں یا پتھروں یا گولیوں سے اس طرح مارنا کہ دیر تک تڑپ کر اس کی جان نکلے۔ بعض لوگ اپنا نشانہ درست کرنے کے لیے ایسا کرتے تھے۔

٤٠٧٥۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۷۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو مارنے کے لیے نشانہ بنائے۔ (بخاری ومسلم)

٤٠٧٦۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوحُ غَرَضًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کسی جاندار چیز کو نشانہ نہ بناؤ۔ (مسلم)

توضیح: یعنی بعض لوگ کسی جاندار چیز کو جیسے اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ، دنبہ اور بھینس وغیرہ باندھ کر اپنا نشانہ درست کرتے ہیں یہ بے رحمی ہے اس لیے منع فرمایا۔

چہرے کا احترام کیا جائے

٤٠٧٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِى الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِى الْوَجْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۷۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے میں داغنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی کسی مسلمان کو احتراماً چہرے پر مارنا نہیں چاہیے۔ بعض روایتوں میں فرمایا ہے کہ چہرے پر مت مارو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی ایک خاص صفت پر پیدا کیا ہے اور چہرے میں داغنے سے چہرہ بدشکل معلوم ہوگا جو مثلہ کے حکم میں ہو جائے گا۔

جانور کے چہرے پر بھی داغ نہ لگایا جائے

٤٠٧٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ

۴۰۷۸۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے

٤٠٧٤۔ صحيح بخارى كتاب الذبائح والصيد باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة ٥٥١٤۔ مسلم كتاب الصيد والذبائح باب النهى عن صبر البهائم ١٩٥٦'٥٠٥٧۔

٤٠٧٥۔ صحيح بخارى كتاب الذبائح والصيد باب ما يكره من المثلة والمبصورة المجثمة ٥٥١٥۔ مسلم كتاب الصيد والذبائح باب النهى عن صبر البهائم ١٩٥٨'٥٠٦١۔

٤٠٧٦۔ صحيح مسلم كتاب الصيد والذبائح باب النهى عن صبر البهائم ١٩٥٧'٥٠٥٩۔

٤٠٧٧۔ صحيح مسلم كتاب اللباس والزينة باب النهى عن ضرب الحيوان فى وجهه ٢١١٦'٥٥٥٠۔

٤٠٧٨۔ صحيح مسلم كتاب اللباس والزينة باب النهى عن ضرب الحيوان ٢١١٦'٥٥٥٢۔

وَقَدْ وُسِمَ فِیْ وَجْهِهٖ قَالَ ((لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِیْ وَسَمَهٗ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

جب گدھا گزرا جس کے چہرے کو داغ دیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے داغنے والے پر لعنت کرے۔ (مسلم)

توضیح: بلاضرورت چہرے پر داغنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی خاص بیماری ہو جس کا علاج سوائے داغنے کے اور کچھ نہ ہو تو یہ جائز ہے اور چہرے کے علاوہ اور جسم پر بوقت ضرورت علاج کے طور پر داغنا جائز ہے خود حضرت معاذؓ کو خاص تکلیف کی وجہ سے آپ نے داغ دیا تھا۔

رسول کریم ﷺ خود صدقے کے اونٹوں کو داغ رہے تھے

٤٠٧٩ـ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَدَوْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ لِیُحَنِّکَهٗ فَوَافَیْتُهٗ فِیْ یَدِهِ الْمِیْسَمُ یَسِمُ اِبِلَ الصَّدَقَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۴۰۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز میرے بھائی عبداللہ بن ابی طلحہ پیدا ہوئے تھے اسی دن صبح سویرے ان کو لے کر تحنیک کرانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو اس حالت میں پایا کہ آپ کے ہاتھ میں داغنے کا ایک آلہ تھا جس سے صدقے کے اونٹوں کو داغ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: تحنیک کے معنی چھوارے اور کھجور کو چبا کر اس کے میٹھے تھوک کو نومولود بچے کے منہ میں تبرک کے طور پر ڈال دینا۔

دوسری روایت میں اس طرح سے آیا ہے کہ جب ام سلیم کو بچہ پیدا ہوا تو اس کو آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا آپ نے ایک کھجور چبا کر اس کے منہ میں رکھ دیا۔

کرمانی نے کہا کہ بچہ پیدا ہونے کے وقت کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبانا مستحب ہے اور یہ بھی بہتر ہے کہ چبانے والا کوئی نیک اور صالح آدمی ہو اور چباتے وقت بچے کے لیے دعا کرے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بچے کو نیک لوگوں کے پاس لے جانا مستحب ہے اور جس دن پیدا ہو اسی دن نام رکھ دینا بھی درست ہے اور نام نیک اور صالح لوگوں سے رکھوانا بہتر ہے۔ اس حدیث میں میسم کا لفظ ہے یعنی داغنے کا آلہ معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت جانوروں کو داغنا درست ہے۔

٤٠٨٠ـ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ فِیْ مِرْبَدٍ فَرَاَیْتُهٗ یَسِمُ شَاءً حَسِبْتُهٗ قَالَ فِیْ اٰذَانِهَا. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۴۰۸۰۔ حضرت ہشام بن زید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ جانوروں کے باندھنے کی جگہ میں تھے میں نے دیکھا کہ آپ جانوروں کے کان میں داغ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

ذبیحہ حلال ہونے کے لیے تکبیر کی شرط

٤٠٨١ـ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ

۴۰۸۱۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ

٤٠٧٩ـ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب وسم الامام ابل الصدقة بیده ١٥٠٢ـ مسلم کتاب اللباس والزینة باب جواز وسم الحیوان ٢١١٩، ٥٥٥٤.

٤٠٨٠ـ صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب الوسم والعلم فی الصورة ٥٥٤٢ـ مسلم کتاب اللباس والزینة باب جواز وسم الحیوان ـ ٢١١٩، ٥٥٥٦.

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اَحَدُنَا اَصَابَ صَيْدًا وَلَيْسَ مَعَهُ سِكِّيْنٌ اَيَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ اَوْشِقَّةِ الْعَصَا فَقَالَ ((اَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ

یا رسول اللہ! ہم لوگ شکار کرتے ہیں اور بعض مرتبہ ذبح کرنے کے لیے چھری پاس نہیں ہوتی ہے تو آپ یہ بتائیے کہ اگر کوئی تیز پتھر یا لکڑی کے ٹکڑے یا بانس کی کھپچی سے ذبح کر لے تو وہ جانور حلال ہو گا یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: جس چیز سے بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر خون بہا دو۔ خواہ چھری ہو یا تیز پتھر ہو یا بانس کی کھپچی ہو۔ (ابوداؤد' نسائی)

٤٠٨٢۔ وَعَنْ اَبِى الْعُشَرَاءِ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَا تَكُوْنُ الزَّكٰوةُ اِلَّا فِى الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ فَقَالَ ((لَوْ طَعَنْتَ فِىْ فَخِذِ هَا لَاَجْزَأَ عَنْكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ هٰذَازَكٰوةُ الْمُتَرَدِّيْ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا فِى الضَّرُوْرَةِ

۴۰۸۲۔ حضرت ابوالعشراء رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے نقل کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ذبح اور حلق سینے میں ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر تم چھری وغیرہ کو جانور کے ران میں بھونک دو تو بھی کافی ہو جائے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی)

توضیح: ذبح کرنے کی اصل جگہ حلق ہے اور نحر کے لیے سینہ ہے جیسا کہ دوسری حدیثوں سے پتا چلتا ہے۔ لیکن اگر ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو ذبح کی نیت سے چھری یا نیزہ وغیرہ جہاں پر بھی جسم میں مار دیا جائے اور اس سے خون نکل جائے تو وہ جانور کھانا حلال ہے جیسے اگر کوئی جانور منہ کے بل کسی کوئیں میں گر پڑے اور وہ پھنس جائے اور اس کا نکالنا مشکل ہو اور اندیشہ ہے کہ اگر دم وغیرہ پکڑ کر کھینچا جائے تو مر جائے گا تو ایسی مجبوری کی حالت میں اگر ران یا پٹھے میں چھری بھونک دی جائے اور خون نکل جائے تو یہ ذبح کے حکم میں ہو جائے گا۔ یا یہ کہ کوئی پالتو جانور جنگلی جانور کی طرح بدک گیا تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اگر چھری ماری جائے اور جہاں بھی کہیں لگ جائے تو وہ ذبح کے حکم میں ہو گا۔

٤٠٨٣۔ وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَا عَلَّمْتَ مِنْ كَلْبٍ اَوْ بَازٍ ثُمَّ اَرْسَلْتَهٗ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكَ عَلَيْكَ)) قُلْتُ وَاِنْ قَتَلَ قَالَ ((اِذَاقَتَلَهٗ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَمْسَكَهٗ عَلَيْكُمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۸۳۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کتے یا باز وغیرہ کو تعلیم دے کر شکار کرنے کا طریقہ سکھا دیا ہے تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس کو شکار پر چھوڑا ہے تو جس جانور کو وہ شکار کر کے تمہارے لیے روک لے اس کا کھانا تمہارے لیے درست ہے میں نے عرض کیا اگر چہ وہ مار ڈالے؟ آپ نے فرمایا جب اس شکاری کتے نے اس جانور کو مار ڈالا اور اس میں سے کچھ کھایا نہیں ہے بلکہ تمہارے لیے روک رکھا ہے تو وہ تمہارے لیے حلال ہے تم اسے کھا سکتے ہو۔ (ابوداؤد)

٤٠٨١۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الاضاحى باب فى الذبيحه بالمروة ٢٨٢٤۔ نسائى كتاب الصيد والذبائح باب الصيد اد ائنن ٤٣٠٩۔ مری بن قطری مجہول ہے۔

٤٠٨٢۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الاضاحى باب ما جاء فى ذبيحة المتردية ٢٨٢٥۔ ترمذى كتاب الاطعمة باب ما جاء فى الزكاة فى الحلق والليلة ١٤٨١۔ نسائى كتاب الضحايا باب ذكر المتردية فى البشر۔ ٤٤١٣۔ ابن ماجه كتاب الذبائح باب ذكاة النار من البهائم ٣١٨٤۔ ابوالعشراء اور اس کا والد دونوں مجہول ہیں۔ دارمى كتاب الاضاحى باب ذبيحة المتردى فى البشر ٢/ ١١٣ ح ١٩٧٢.

٤٠٨٣۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الاضاحى باب فى الصيد ٢٨٥١ مجالد بن سعید ضعیف

٤٠٨٤۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرْمِى الصَّيْدَ فَاَجِدُ فِيْهِ مِنَ الْغَدِ سَهْمِى قَالَ ((اِذَا عَلِمْتَ اَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهٗ وَلَمْ تَرَفِيْهِ اَثَرَ سَبُعٍ فَكُلْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۸۴۔حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں شکار پر تیراندازی کرتا ہوں بعض مرتبہ دو ایک روز کے بعد وہ شکار مجھے ملتا ہے تو میں اسے کھا سکتا ہوں یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا جب تم اپنے تیر کو جانور میں پھنسا ہوا ہے پہچانتے ہو کہ تمہارے ہی تیر نے اس کو مارا ہے اور اس میں کسی درندے کا نشان نہیں ہے تو تم اس شکار کے گوشت کو کھا سکتے ہو وہ تمہارا ہی شکار کیا ہوا ہے۔(ابوداؤد)

٤٠٨٥۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نُهِيْنَا عَنْ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوْسِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۴۰۸۵۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ہم مسلمانوں کو مجوسیوں کے کتے کے شکار کو کھانے سے منع کیا گیا ہے۔(ترمذی) توضیح کیونکہ اس پر شرعی طور پر بسم اللہ اللہ اکبر نہیں کہا گیا ہے تو گویا مجوس کا ذبح کیا ہوا ہے اس لیے ناجائز ہے۔

ضرورت کے وقت غیر مسلموں کے برتنوں میں کھانا

٤٠٨٦۔ وَعَنْ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَهْلُ سَفَرٍ نَمُرُّ بَالْيَهُوْدِ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسِ فَلاَ نَجِدُ غَيْرَ اٰنِيَتِهِمْ قَالَ ((فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوْهَا بِالْمَآءِ ثُمَّ كُلُوْا فِيْهَا وَاشْرَبُوْا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۴۰۸۶۔حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم لوگ سفر میں جاتے ہیں اور یہود و نصاریٰ اور مجوس کے پاس سے گزرتے ہیں اور سوائے انکے برتن کے اور کوئی برتن نہیں پاتے (تو کیا ان کے برتنوں میں ہم کھا پی سکتے ہیں یا نہیں؟) آپؐ نے فرمایا: اگر ان کے برتن کے علاوہ اور کوئی برتن تم نہیں پاتے تو اس کو دھولو، پھر اس میں کھا پی سکتے ہو۔(ترمذی)

٤٠٨٧۔ وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ طَعَامِ النَّصٰرٰى وَفِىْ رِوَايَةٍ سَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ ((اِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا اَتَحَرَّجُ مِنْهُ)) فَقَالَ لاَ يَتَخَلَّجَنَّ فِىْ صَدْرِكَ شَىْءٌ ضَارَعْتَ فِيْهِ النَّصْرَانِيَّةَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۸۷۔حضرت قبیصہ بن ہلب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عیسائیوں کے کھانے کی بابت دریافت کیا یعنی ان کے یہاں کا پکا ہوا کھانا میں کھا سکتا ہوں یا نہیں؟ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ بعض کھانے ایسے ہیں جس سے میں بچنا چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا تمہارے دل میں کوئی خدشہ اور وسوسہ و شک و شبہ اس بات کا نہ گزرے جس چیز میں تو عیسائیوں سے مشابہ ہو جائے۔(ابوداؤد و ترمذی)

توضیح: وہ کھانا حرام ہے یا مکروہ؟ بلکہ وہ حلال اور پاکیزہ ہے گویا وہ کھانا نصاریٰ کا تیار کیا ہوا ہو یا ان کے کھانے کے مشابہ

٤٠٨٤۔ اسناده صحيح۔ سنن الترمذى كتاب الصيد باب ما جاء فى الرجل يرمى الصيد فيغب عنه ١٤٦٨۔ ابوداؤد ٢٨٤٩.

٤٠٨٥۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذى كتاب الصيد باب ما جاء فى صيد كلب المجوس ١٤٦٦۔ ابن ماجه ٣٢٠٩۔ حجاج بن ارطاۃ اور شریک القاضی دونوں ضعیف و مدلس ہیں۔

٤٠٨٦۔ صحيح۔ سنن الترمذى كتاب الصيد باب ما جاء فى ما يؤكل من صبد الكلب ١٤٦٤ .

٤٠٨٧۔ حسن۔ سنن ابى داؤد كتاب الاطعمة باب فى كراهية التقذر للطعام ٣٧٨٤۔ ترمذى كتاب السير باب ما جاء فى طعام المشركين ١٥٦٥ .

معلوم ہو کھانے پینے کی چیزوں میں کسی قوم کی مشابہت ضرر نہیں کرتی بشرطیکہ تشبیہ کی نیت نہ ہو اسی طرح لباس وغیرہ کا بھی حکم ہے۔ بعض نے یوں معنیٰ کیے ہیں کہ تو دل میں خدشد پیدا کر کے نصاریٰ کے مشابہ مت بن، یعنی جیسی سختی نصاریٰ کے پادریوں نے دین میں پیدا کر دیں ہیں تو ان سختیوں کو چھوڑ دے کیونکہ تو مسلمان ہے اور اسلام کا دین نہایت ہی سیدھا سادھا ہے اور آسان بھی ہے اس میں سختی اور دشواری کا نام نہیں۔ لا رھبانیة فی الاسلام. اسلام میں ایسی درویشی نہیں ہے جو نصاریٰ نے اختیار کی تھی'' کہ تمام دنیا کے جائز مشاغل اور لذات کو چھوڑ کر ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ جانا اور سخت سے سخت ریاضتیں کرنا، مثلاً: خود کو خصی کر ڈالنا' یا گلے میں زنجیر ڈالنا' جسم پر بھلوت ملنا' اور لا کہ لگانا ایک حالت پر کھڑے رہنا اور الٹے لٹکے رہنا وغیرہ اس طرح کی درویشی نصاریٰ ہندوستان کے جوگیوں اور فقیروں سے سیکھی تھی ہمارے پیغمبر رسول خدا ﷺ نے صاف فرما دیا کہ اسلام میں اس طرح کی درویشی درست نہیں اور اگر یہ لوگ غور وفکر سے کام لیتے تو سمجھ لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام لذتیں ہمارے لیے پیدا کی ہیں اگر ہم قدرت کے باوجود جائز طریقوں سے حاصل کر کے اعتدال کے ساتھ ان سے لطف اندوز نہ ہوں تو ہم بدنصیب اور بدبخت ہیں البتہ اس قدر صحیح ہے کہ شریعت اور عقل سلیم کی پابندی ضرور ہے اور اصل درویشی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس حال میں بھی رکھے اس پر راضی اور خوش وشکر گزار رہے اور اگر وہ ہماری کوشش بر آور کر کے راحت وآرام عنایت فرما دیتا ہے تو اس کا شکر ادا کریں اور ہمارا دل اپنے رب کی حمد وسپاس سے لبریز ہو جائے اور اگر سعی لاحاصل رہے تو پھر مشیت ایزدی پر انشراح قلب کے ساتھ راضی رہے اور تکلیفوں اور ناکامیوں پر صبر کرے اور یہ سمجھے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور وہ بہرحال اپنے بندوں کا بھی خواہ ہے۔

٤٠٨٨۔ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْلِ الْمُجَثَّمَةِ وَهِیَ الَّتِیْ تُصْبَرُ بِالنَّبْلِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۴۰۸۸۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجثمہ کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مجثمہ وہ جانور ہے جس کو نشانہ درست کرنے کے لیے باندھا جائے۔ (ترمذی)

کون سے شکار کھائے جا سکتے ہیں؟

٤٠٨٩۔ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَعَنِ الْخَلِيْسَةِ وَاَنْ تُوْطَاَ الْحَبَالٰی حَتّٰی يَضَعْنَ مَافِیْ بُطُوْنِهِنَّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰی وَسُئِلَ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ فَقَالَ اَنْ يُّنْصَبَ الطَّيْرُ اَوِ الشَّیْءُ فَيُرْمٰی وَسُئِلَ عَنِ الْخَلِيْسَةِ فَقَالَ الذِّئْبُ اَوِالسَّبُعُ يُدْرِكُهُ الرَّجُلُ فَيَاْخُذُ مِنْهُ فَتَمُوْتُ فِیْ يَدِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّزَكِّيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۴۰۸۹۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن ہر چیز پھاڑنے والے اور پنجے سے پکڑنے والے پرندوں اور پالتو گدھوں کے گوشت اور جثمہ اور خلیسہ سے منع فرمایا اور حاملہ باندیوں سے جب کہ ان کا حمل دوسروں سے ہو وطی کرنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ بچہ جن دے۔ محمد بن یحییٰ نے کہا کہ مجثمہ کے بابت ابوعاصم سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ کسی پرندے یا جانور کو باندھ کر روک لیا جائے جس پر نشانہ درست کرنے کے لیے تیر اندازی کی جائے۔ اور خلیسہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ کیا چیز ہے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ خلیسہ وہ جانور ہے جسے بھیڑیا یا درندے نے پکڑ لیا اور چیر پھاڑ ڈالا پھر کسی آدمی نے اس جانور کو لے لیا اور ذبح کرنے سے پہلے ہی وہ جانور اس کے ہاتھ میں مر جائے۔ (ترمذی)

٤٠٨٨۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی کراھیة اکل المصبورة ١٤٧٣ .

٤٠٨٩۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی کراھیة اکل المصورة ١٤٧٤۔ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

توضیح: یعنی ہر قسم کے درندے چیر پھاڑنے والے جیسے شیر' چیتا' بھیڑیا' ریچھ' بندر اور سور وغیرہ حرام جانور ہیں اسی طرح سے پنجوں سے پکڑ کر کھانے والے جانور جیسے چیل' کوا' باز' شکرہ وغیرہ بھی حرام ہیں اور پالتو گدھا بھی حرام جانوروں میں شامل ہے، البتہ جنگلی گدھا حلال ہے جسے نیل گائے کہتے ہیں اور قیدیوں میں سے جو حاملہ باندیاں کسی کو غنیمت میں سے ملیں۔ وضع حمل سے پہلے ان سے وطی کرنا جائز نہیں۔

٤٠٩٠۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ شَرِيْطَةِ الشَّيْطٰنِ زَادَ بْنُ عِيْسٰى هِيَ الذَّبِيْحَةُ يُقْطَعُ مِنْهَا الْجِلْدُ وَلَا تُفْرَى، الْاَ وْدَاجُ ثُمَّ تُتْرَكُ حَتّٰى تَمُوْتَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۴۰۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شریط شیطانی سے منع فرمایا ہے۔ ابن عیسیٰ راوی نے اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ شریط شیطان وہ جانور ہے جس کو ذبح کیا جائے کہ صرف چمڑا کٹ گیا ہو اور گردن کی رگیں نہ کٹی ہوں پھر اس کو اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے کہ مر جائے تو اس جانور کو شریط شیطان کہتے ہیں۔ (ابوداؤد)

توضیح: شریط نشتر کو کہتے ہیں تو شیطانی نشتر سے مطلب یہ ہے کہ گلے پر چھری پھیر دی جائے اور رگیں نہ کاٹی جائیں اور وہ جانور تڑپ تڑپ کر مر جائے۔ جاہلیت کے زمانے میں بعض لوگ ایسا کرتے تھے شیطان کے بھڑکانے کی وجہ سے اسی لیے ایسے ذبیحہ کو شیطان کا ذبیحہ کہا جاتا ہے۔

حلال جانور کے پیٹ کا بچہ

٤٠٩١۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((ذَكٰوةُ الْجَنِيْنِ ذَكٰوةُ اُمِّهٖ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ

۴۰۹۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی حلال جانور کے ماں کا ذبح ہونا پیٹ کے بچے کا ذبح ہونا ہے۔ (ابوداؤد' داری وترمذی)

٤٠٩٢۔ وَلِلتِّرْمِذِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ

۴۰۹۲۔ ترمذی نے بھی ابی سعید سے روایت کی ہے۔

توضیح: جنین اس بچے کو کہتے ہیں جو پیٹ میں ہو ابھی پیدا نہ ہوا ہو تو اگر کسی حاملہ گائے بکری اونٹنی وغیرہ ذبح کی جائے اور اس کے پیٹ میں سے زندہ یا مردہ بچہ نکل آئے تو ماں کے ذبح ہونے سے وہ بچہ بھی ذبح کے حکم میں ہو جاتا ہے تو اگر کوئی کھانا چاہے تو اسے بھی کھا سکتا ہے۔

٤٠٩٣۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَنْحَرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ فَنَجِدُ فِیْ بَطْنِهَا الْجَنِيْنَ اَنُلْقِيْهِ اَمْ نَاْكُلُهٗ قَالَ ((كُلُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَاِنَّ ذَكٰوةَ اُمِّهٖ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ

۴۰۹۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم اونٹنی کو نحر کرتے ہیں اور گائے بکری کو ذبح کرتے ہیں تو اس کے پیٹ میں بچہ پاتے ہیں تو آیا ہم اس کو پھینک دیں یا کھالیں؟ تو آپ نے فرمایا اگر طبیعت چاہے تو کھالو چونکہ ماں کے ذبح ہونے کی وجہ سے بچہ بھی ذبح کے حکم میں ہو گیا۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

٤٠٩٠۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الاضاحی باب فی المبالغة فی الذبح۔ ٢٨٢٦۔ عمرو بن عبداللہ ضعیف ہے۔

٤٠٩١۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الاضاحی فی المبالغة فی الذبح ٢٨٢٨۔ دارمی كتاب الاضاحی باب فی ذكاة الجنين ٢/ ٨٤ ح ١٩٨٥ .

٤٠٩٢۔ صحيح۔ سنن الترمذی كتاب الاطعمة باب ذكاة الجنين ١٤٧٦ .

٤٠٩٣۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الاضاحی باب ما جاء فی ذكاة الجنين ٢٨٢٧۔ ابن ماجه كتاب الذبائح باب ذكاة الجنين ذكاة امة ٣١٩٩۔ شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

توضیح: اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے اگر زندہ بچہ ملا ہے تو اسے ذبح کر لینا چاہیے اور اگر مرا ہوا ہے تو اسے نہیں کھانا چاہیے۔ کیونکہ احتمال ہے کہ ماں کے ذبح ہونے سے پہلے بچے کا دم گھٹ گیا ہو جس سے وہ مر گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

جانوروں کو بلاوجہ ہلاک کرنا منع ہے

٤٠٩٤۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا ...... سَاَلَهُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهِ)) قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ ((اَنْ يَّذْبَحَهَا فَيَاْكُلَهَا وَلَا يَقْطَعَ رَاْسَهَا فَيَرْمِيْ بِهَا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

۴۰۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی چڑیا کو یا اس سے بڑے جانور کو بغیر اس کے حق کے مار ڈالا ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے روز اس کے قتل کرنے کے بارے میں پوچھے گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اس کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کو ذبح کرو اور کھالو ایسا نہیں چاہیے کہ اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا جسے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ (احمد، نسائی و دارمی)

زندہ جانوروں کے کٹے ہوئے اعضا حرام

٤٠٩٥۔ وَعَنْ اَبِيْ وَاقِدِناللَّيْثِيْ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَجُبُّوْنَ اَسْنِمَةَ الْاِبِلِ وَيَقْطَعُوْنَ اَلْيَاتِ الْغَنَمِ فَقَالَ ((مَا يُقْطَعُ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ وَلَا تُؤْكَلُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۹۵۔ حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس وقت مدینے کے لوگ اونٹوں کے کوہانوں کو کاٹ لیا کرتے تھے اور دنبوں کی چکیوں کو بھی تراش لیتے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا جو عضو زندہ جانوروں میں سے کاٹ لیا جائے تو وہ میتہ (یعنی مردہ) کے حکم میں ہے۔ اس کو کھایا نہیں جائے گا کیونکہ وہ حرام ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٤٠٩٦۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْعٰى لِقْحَةً بِشِعْبٍ مِّنْ شِعَابِ اُحُدٍ فَرَاٰى بِهَا الْمَوْتَ فَلَمْ يَجِدْ مَا يَنْحَرُهَا بِهٖ فَاَخَذَ وَتِدًافَوَجَاءَ بِهٖ فِيْ لَبَّتِهَا حَتّٰى اَهْرَاقَ دَمَهَا ثُمَّ اَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَمَالِكٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فَذَكَّاهَا بِشِظَاظٍ

۴۰۹۶۔ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی حارثہ کے ایک آدمی سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ وہ احد پہاڑ کے دروں میں سے کسی درہ میں اونٹوں کو چرا رہے تھے تو ان میں سے ایک اونٹنی کو مرتے ہوئے دیکھا کہ مر رہی ہے اور نحر کرنے کے لیے کوئی چیز اس وقت وہاں نہیں ملی تو ایک میخ لے کر اس کے سینے میں بھونک دیا یہاں تک کہ اس میں سے خون بہا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اس کی خبر دی آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد و مالک) اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے ایک تیز نوکیلی لکڑی سے ذبح کیا۔

٤٠٩٤۔ حسن۔ مسند احمد ٢/ ١٦٦ سنن النسائی کتاب الضحایا باب قتل من قتل عصفورا بغیر حقها ٤٤٥٠۔ دارمی کتاب الاضاحی باب من قتل شیئا من الدواب عبثا ٢/ ٨٤ ح ١٩٨٤.

٤٠٩٥۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی باب فی صید قطع منه قطعة ٢٨٥٨۔ ترمذی کتاب الاطعمة باب ما قطع من الحی فهو میت ١٤٨٠.

٤٠٩٦۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی باب فی الذبیحة بالمروة ٢٨٢٣۔ موطا الامام مالك کتاب الذبائح باب ما یجوز من الزکاة فی حال الضرورة ٢/ ٤٨٩ ح ١٠٧٦.

٤٠٩٧ـ وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْبَحْرِ اِلَّا وَقَدْ ذَكَّاهَا اللّٰهُ لِبَنِيْ اٰدَمَ))۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ

۴۰۹۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دریا میں جتنے جانور ہیں سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کے لیے ذبح کر دیا ہے۔ (دارقطنی)

توضیح: یعنی دریائی ہو یا سمندری سب جانور ذبح شدہ ہے جیسے مچھلی وغیرہ ان کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خواہ آپ مر جائیں خواہ شکار کر کے مارے۔

٤٠٩٧ـ اسناده ضعيف جداً۔ سنن الدارقطنی ٤/ ٢٦٧ـ حمزه بن عمرو النصيبي متروك و متهم راوی ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الْكَلْبِ

کتوں کا بیان

یعنی کتوں کا پالنا اور گھر میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح کن کتوں کا مارنا جائز ہے اور کس کا نہیں؟

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

کتے کو رکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ......

٤٠٩٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْضَارٍ نُقِصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۹۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کتے کو پالا تو روزانہ اس کی نیکیوں میں سے دو قیراط نیکی کم ہوتی رہے گی مگر جانوروں کی حفاظت کے لیے یا کھیتی باڑی کی نگرانی کے لیے کتے کو پالنا اور رکھنا درست اور جائز ہے۔ اس نیت سے رکھنے میں نہ تو ثواب میں کمی ہوگی اور نہ رحمت کے فرشتوں کے آنے میں کوئی رکاوٹ ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

٤٠٩٩۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْصَيْدٍ اَوْزَرْعٍ اِنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کتے کو پالا وہ روزانہ اس کے نیک عملوں کے ثواب میں ایک قیراط ثواب کی کمی ہوگی مگر جانوروں کی حفاظت یا شکار کرنے کے لیے یا کھیتی باڑی کی نگرانی کے لیے کتوں کا پالنا کوئی مذموم نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: قیراط نصف وانگ یعنی تین رتی کو کہتے ہیں یہاں مراد ایک مقدار ہے جس کا اندازہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور پہاڑ کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مکے والوں کی بکریوں کو قراریط یعنی پہاڑوں پر چرایا کرتا تھا، جیسا کہ آپ نے فرمایا جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کو ایک پہاڑ احد کے برابر ثواب ملے گا اور اگر جنازے کے ساتھ قبر تک گیا اور مٹی بھی دے دیا تو دو احد پہاڑ کے برابر ثواب پائے گا۔

اس حدیث میں یہ فرمایا جو بغیر ضرورت کے کتے کو پالے گا اور اپنے گھر میں رکھے گا تو اس کے نیکیوں میں سے دو قیراط برابر نیکی کی کمی ہوتی جائے گی۔

اس حدیث میں ایک قیراط کا لفظ ہے تو اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ جو کتا بہت ہی زیادہ شریر اور موذی اور تکلیف دہ ہوگا اس سے دو

٤٠٩٨۔ صحيح بخاری كتاب الذبائح والصيد باب من اقتنى كلباً ليس يكلب صيدا و ما شية ٥٤٨٠۔ مسلم كتاب المساقاة باب الامر بقتل الكلاب ١٥٧٤/ ٤٠٢٣ .

٤٠٩٩۔ صحيح بخاری كتاب الحرث والمزارعة باب اقتنا الكلب للحرث ٢٣٢٢۔ مسلم كتاب المساقاة باب الامر بقتل الكلاب ١٥٧٥' ٤٥٣١ .

قیراط، یعنی دو پہاڑ کے برابر ثواب کم ہوگا اور جو کم موذی اور پریشان کن ہوگا اس سے ایک ہی قیراط ثواب کم ہوگا۔

لیکن کھیتی باڑی یا باغ باغیچے وغیرہ کی حفاظت اور نگہداشت کے لیے یا جانوروں کی نگرانی کے لیے جنگلی جانوروں کے شکار کے لیئے کتوں کو پالتا اور رکھتا ہے تو جائز اور درست ہے، جیسا کہ اسی حدیث میں بوضاحت آیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کالا کتا مار دیا جائے

٤١٠٠۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى اَنَّ الْمَرْاَةَ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَنَقْتُلُهٗ ثُمَّ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ ((عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ الْبَهِيْمِ ذِى النُّقْطَتَيْنِ فَاِنَّهٗ شَيْطَانٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۱۰۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا جہاں کہیں کتے ہم پاتے تھے فوراً مار ڈالتے تھے حتیٰ کہ اگر کوئی عورت جنگل یا گاؤں سے آئی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو اس کو بھی ہم مار ڈالتے۔ پھر آپ نے عام طور پر کتوں کو مارنے سے منع فرمادیا، البتہ یہ فرمایا: تم کالے بھجنگ کتے کو جس کے آنکھوں کے سامنے دو سفید نقطے ہوں تو اس کو مار ڈالا کرو کیونکہ وہ شیطان اور زیادہ موذی ہے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ پاک جگہ ہے اور وحی کے اترنے کا مقام اور فرشتوں کے نزول کا مرکز ہے اور کتا رحمت کے فرشتوں کے دخول سے مانع ہے اسی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے مدینہ میں عام کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا اور عورتوں کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ جنگلی عورتیں کتا ضرور پالتی تھیں اور ان کو اپنی حفاظت کے لیے کتوں کی حاجت پڑتی تھی۔ واللہ اعلم

٤١٠١۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ كَلْبَ غَنَمٍ اَوْ مَاشِيَةٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۱۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا مگر شکاری کتوں یا بکریوں اور جانوروں کی حفاظت کے لیے پالے گئے ہوں تو اس کو مارنے کی اجازت نہیں۔ (بخاری ومسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

٤١٠٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لَوْ لَا اَنَّ الْكِلَابَ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِهَا كُلِّهَا فَاقْتُلُوْا مِنْهَا كُلَّ اَسْوَدَ بَهِيْمٍ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ ((وَمَا مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ يَرْتَبِطُوْنَ كَلْبًا اِلَّا نُقِصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ اِلَّا

۴۱۰۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر امتوں میں سے یا مخلوق الٰہی کی جماعت میں سے کتوں کی جماعت نہ ہوتی تو میں سب کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دے دیتا تم صرف کالے کتے کو مار ڈالا کرو۔ (ابوداؤد، دارمی، ترمذی ونسائی) اور ایک روایت میں اتنا زیادہ بیان کیا گیا ہے کہ جو گھر والے کتے کو رکھیں گے تو روزانہ ان کے ثواب میں سے ایک قیراط ثواب کم ہوتا رہے گا مگر شکار کرنے یا کھیتی کی

٤١٠٠۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب الامر بقتل الكلاب ١٥٧٢، ٤٠٢٠۔

٤١٠١۔ صحيح بخارى كتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباء فى شراب احدكم ٣٣٢٣۔ مسلم كتاب المساقاة باب الامر بقتل الكلاب ١٥٧١، ٤٠١٩۔

٤١٠٢۔ صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الاضاحى باب فى اتخاذ الكلب للصيد وغيره ٢٨٤٥۔ ترمذى كتاب الاحكام والفوائد باب ما جاء فى امسك كلباً ما ينقص من اجره ١٤٨٩۔ نسائى كتاب الصيد والذبائح باب صفة الكلاب التى ام يقتلها ٤٢٨٥۔ دارمى كتاب الصيد باب قتل الكلاب ٢/ ٩٠ ح ٢٠١٣۔

كَلْبَ صَيْدٍ اَوْكَلْبَ حَرْثٍ اَوْ كَلْبَ غَنَمٍ)) حفاظت یا جانوروں کی حفاظت کے لیے پالنا درست ہے۔

جانوروں میں لڑائی کی ممانعت

٤١٠٣۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

۴۱۰۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے درمیان میں لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

توضیح: یعنی بھیڑ' بکری' بھینس اور بیل وغیرہ میں کشتی کرانے سے منع فرمایا اسی حکم میں مرغ بازی، تیتر بازی اور بٹیر بازی سب داخل ہے۔

❁❁❁❁

٤١٠٣۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد ٢٥٦٢۔ ترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی کراهیة التحریش بین البهائم ١٧٠٨۔ ابو یحیٰی القتات ضعیف ہے۔

بَابُ مَايَحِلُّ اَكْلُهٗ وَمَا يَحْرُمُ

حلال وحرام جانوروں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

حرام درندے

(٤١٠٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم ((كُلُّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَاَكْلُهٗ حَرَامٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر قسم کے پھاڑنے والے درندوں کا کھانا حرام ہے۔ (مسلم)

(٤١٠٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۰۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے درندوں اور پنجوں سے پکڑنے والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

پالتو گدھوں کا گوشت حرام

(٤١٠٦) وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۰۶) حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھے کے گوشت کے کھانے کو حرام فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

(٤١٠٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَاَذِنَ فِیْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۰۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقعہ پر آپ نے پالتو گدھے کے گوشت کے کھانے سے منع فرمایا ہے اور گھوڑے کے گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا گھوڑا گائے بکری اونٹ کی طرح حلال ہے۔ (بخاری ومسلم)

(٤١٠٨) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ رَاٰى حِمَارًا

(۴۱۰۸) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے جنگلی گدھے کو دیکھا

٤١٠٤۔ صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل کل ذی ناب من السباع ١٩٣٣۔٤٩٩٢.

٤١٠٥۔ صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل ذی ناب من السباع ١٩٣٤۔٤٩٩٤.

٤١٠٦۔ صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب لحوم الحمر الانسية ٥٥٢٧۔ صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل لحم الحمر الانسية ١٩٣٦۔٥٠٠٧.

٤١٠٧۔ صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب لحوم الحمر الانسية ٥٥٢٤۔ مسلم کتاب الصید والذبائح باب فی اکل لحوم الخیل ١٩٤١۔٥٠٢٢.

٤١٠٨۔ صحیح بخاری کتاب جزاء الصید باب اذا صاد الحلال فاهدی للمحرم الصید اکله ١٨٢١۔ مسلم کتاب الحج باب تحریم الصید للمحرم ١١٩٦۔٢٨٥٨.

وَحْشِيًّا فَعَقَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ؟)) قَالَ مَعَنَا رِجْلُهُ فَاَخَذَهَا فَاَكَلَهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اور اس کو شکار کیا جب نبی کریم ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس اس کا گوشت ہے؟ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں' اس کا پاؤں ہے' تو آپ نے اس کو لے لیا اور کھایا۔ (بخاری ومسلم)

خرگوش حلال

(٤١٠٩) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَاطَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۰۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ''مرظہران'' جگہ میں ایک خرگوش کو شکار کرنے کے لیے بھڑکایا تو میں نے اس کو پکڑ لیا پھر اس کو ابوطلحہ کے پاس لایا انہوں نے ذبح کر دیا پھر اس کے پٹھا یا ران کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا آپ نے اسے قبول فرما لیا۔ (بخاری ومسلم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرگوش حلال ہے۔

(٤١١٠) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلضَّبُّ لَسْتُ اٰكُلُهُ وَلَا اُحَرِّمُهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۱۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گوہ'' کو نہ میں کھاتا ہوں اور نہ میں اس کو حرام کہتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

رسول کریم کا گوہ نہ کھانا

(٤١١١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ فَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدٌ اَحَرَامٌ الضَّبُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُ نِيْ اَعَافُهُ)) قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَاَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ اِلَيَّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت خالدؓ کی بھی خالہ تھیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بھی خالہ تھیں تو حضرت میمونہؓ کے پاس گوہ بھنی ہوئی رکھی تھی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھانے کے لیے پیش کیا جب کھانے کے لیے آپؐ نے ہاتھ بڑھایا تو آپ کو بتایا گیا کہ یہ گوہ کا گوشت ہے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ اس گوہ سے ہٹا لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ گوہ حرام ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حرام تو نہیں ہے لیکن ہمارے یہاں اس کے کھانے کا دستور نہیں ہے مجھے اس سے گھن آتی ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو کھینچ کر اپنے سامنے رکھ لیا اور کھانے لگا۔ اور رسول اللہ ﷺ مجھے دیکھتے رہے۔ (بخاری ومسلم)

٤١٠٩۔ صحيح بخاری كتاب الهبة باب قبول هدية الصيد ١٨٢١۔ مسلم كتاب الصيد والذبائح باب اباحة الارنب۔ ١٩٠٣۔٢٨٥٨.

٤١١٠۔ صحيح بخاری كتاب الذبائح والصيد باب الضب ٥٥٣٦۔ مسلم كتاب الصيد والذبائح باب اباحة الضب ١٩٤٣۔٥٠٢٨.

٤١١١۔ صحيح بخاری كتاب الذبائح والصيد باب الضب ٥٥٣٧۔ مسلم كتاب الذبائح والصيد باب اباحة الضب ١٩٤٦۔٥٠٣٠.

(٤١١٢) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَاکُلُ لَحْمَ الدُّجَاجِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۱۱۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری ومسلم)

(٤١١٣) وَعَنِ ابْنِ اَوْفٰی رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبْعَ غَزَوَاتٍ كُنَّا نَاكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۱۱۳) حضرت ابن اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات لڑائیوں میں شریک رہا اور ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھایا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

سمندر کا مردار حلال ہے

(٤١١٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ جَیْشَ الْخَبَطِ وَاُمِّرَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِیْدًا فَاَلْقَی الْبَحْرُ حُوْتًا مَیِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهٗ یُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَاَخَذَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهٖ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهٗ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرْنَا لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((كُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ وَاَطْعِمُوْنَا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ)) قَالَ فَاَرْسَلْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْهُ فَاَكَلَهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۱۱۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جیش الخبط کے غزوے میں میں شریک تھا اور اس غزوے میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہم پر امیر بنا دیے گئے تھے تو راشن کے ختم ہونے کی وجہ سے ہم لوگ سخت بھوکے ہو گئے۔ سمندر نے ایک مری ہوئی مچھلی کنارے پھینک دی کہ اتنی بڑی مچھلی ہم لوگوں نے نہیں دیکھی تھی' اسی مچھلی کو عنبر کہا جاتا ہے ہم آدھے مہینے تک وہی مچھلی کھاتے رہے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ہڈی لی اور اس کو کھڑا کر دیا تو اونٹ کا سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جب ہم مدینہ منورہ واپس آئے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا' آپؐ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کی روزی کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے نکال دیا ہے اور اگر تمہارے پاس ہو تو ہم کو بھی کھلاؤ پس جو ہمارے پاس تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیا آپ نے اسے کھایا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام عامر تھا اور امین الامت لقب تھا قریش خاندان سے تعلق کے بعد قریش کے ظلم وستم سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے پھر وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے' یہ بہت بڑے بہادر اور جرنیل تھے اکثر غزوات میں شریک رہے اور بہت سی لڑائیاں ان کی سپہ سالاری میں ہوئی ہیں ان کے مناقب میں سیرۃ صحابہ مہاجرین کے حصہ اول میں یہ لکھا ہے کہ مشرکین قریش نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہ دیا اور مبارزت طلبی کر کے جنگ کی دعوت دی چنانچہ غزوہ بدر اس سلسلے کی پہلی کڑی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شجاعت وجانبازی کے ساتھ اس جنگ میں سرگرم پیکار ہوئے ان کے والد عبداللہ بھی اس وقت تک زندہ تھے اور کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے انہوں نے تاک تاک کر خود اپنے لخت جگر کو نشانہ بنانا چاہا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر تک طرح دیتے رہے لیکن جب دیکھا کہ وہ باز نہیں آئے تو آخر جوش توحید نسبتی تعلق پر غالب آگیا اور ایک ہی ہاتھ میں ان کا کام

٤١١٢۔ صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب لحم الدجاج ٥٥١٧۔ مسلم کتاب الایمان باب ندب من حلف یمینا فرأی غیرھا خیرا منھا ١٩٤٩۔٤٢٦٠.

٤١١٣۔ صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب اکل الجراد ٥٤٩٥۔ مسلم کتاب الصید والذبائح باب اباحة الجراد ١٩٥٢۔٥٠٤٥.

٤١١٤۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ سیف البحر ٤٣٦٢۔ مسلم کتاب الصید والذبائح باب اباحة مقیات البحر ١٩٣٥۔٤٩٩٨.

تمام کر دیا درحقیقت یہ والہانہ جوش اور مذہبی وارفتگی کی نہایت سچی مثال تھی جس میں ماں باپ بھائی، بہن غرض تمام رشتہ دار بالکل اجنبی دشمن کی طرح نظر آتے ہیں چنانچہ قرآن مجید نے اس انقطاع الی اللہ کی ان الفاظ میں داد دی۔

''تم نہ پاؤ گے اس قوم کو جو خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائی کہ وہ خدا اور اس کے مخالفین سے محبت رکھتے ہوں گو ان کے باپ بیٹے' بھائی یا ان کے کنبہ ہی کیوں نہ ہوں یہی وہ مسلمان ہیں جن کے دلوں کے اندر خدا نے ایمان نقش کر دیا اور اپنے فیضِ غیبی سے ان کی مدد کی ہے۔''

غزوہ احد میں آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور زرہ کی دو کڑیاں جسم میں پیوست ہو گئیں تھیں جس سے سخت تکلیف تھی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دانت سے پکڑ کر کھینچا اور ان کڑیوں کے نکلتے نکلتے اپنے دو دانت شہید کر دیے لیکن رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری میں دانت کیا جان بھی نثار ہو جاتی تو کوئی پرواہ نہیں تھی۔

غزوہ خندق اور بنو قریظہ کی سرکوبی میں بھی سرگرم پیکار تھے پھر ۶ ھ میں جب قبیلہ ثعلبہ اور انماء نے قحط زدہ ہو کر اطراف مدینہ میں غارت گری شروع کی تو بارگاہ رسالت سے ان کی سرکوبی کے لیے مقرر ہوئے چنانچہ انہوں نے ربیع الثانی کے مہینے میں چالیس آدمیوں کے ساتھ ڈاکوں کے مرکزی مقام ذی القصہ پر چھاپہ مار کر ان کو پہاڑوں میں منتشر کر دیا اور ایک شخص کو گرفتار کر کے لائے جس نے مدینہ منورہ پہنچ کر بطیب خاطر اسلام قبول کیا۔

اسی سال بیعت رضوان میں شریک ہوئے بلکہ مقام حدیبیہ میں قریش مکہ سے جو عہد نامہ طے پایا اس پر ان کی شہادت بھی تھی پھر سات ۷ ھ میں خیبر پر لشکر کشی میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب ہوئے اور اس کی فتح میں شجاعت اور بہادری سے حصہ لیا ان مہمات سے فارغ ہونے کے بعد سرور کائنات ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک جمعیۃ کے ساتھ ذات السلاسل کی طرف روانہ فرمایا وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لیے انہوں نے دربار رسالت سے کمک طلب کی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی زیر امارت دو سو جنگی بہادر روانہ فرمائے اور امدادی فوج کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ شامل تھے۔

غرض جب یہ فوج حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی فوج سے مل گئی تو قدرۃً امامت وسپہ سالاری عام کی بحث پیدا ہو گئی ظاہر ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی جلالت شان وعلو مرتبت کے مقابلہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس شرف گرامی کا استحقاق نہ تھا تاہم ان کے ضد اور اصرار سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اطاعت کا طوق خود اپنے گلے میں ڈال لیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ حملہ کر کے غنیم کو زیروزبر کر دیا۔

رجب ۸ ھ میں ایک دوسری مہم خود حضرت ابوعبیدہ کی زیر قیادت ساحلی علاقہ کی طرف روانہ کی گئی تاکہ قریشی قافلوں کی نقل وحرکت کا پتہ چلائیں اور سامان رسد میں صرف کھجوریں ساتھ کر دی گئیں یہاں تک کہ جب یہ سرمایہ ختم ہونے لگا تو چند دنوں تک صرف ایک ایک کھجور پر قناعت کرنا پڑی۔ لیکن خدائے پاک نے بہت جلد یہ مصیبت دور کر دی اور سمندر کے کنارے ایک ایسی عظیم الشان عنبر مچھلی مل گئی کہ مجاہدین نے عرصہ تک اس پر گزر اوقات کی۔ اور کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔

اسی سال مکہ فتح ہوا پھر حنین وطائف کی جنگیں پیش آئیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان تمام معرکوں میں جانبازی کے ساتھ پیش پیش رہے اور ان کے دیگر حالات ان کی سوانح حیات میں اچھی طرح ملاحظہ فرمائیے۔ www.KitaboSunnat.com

بہر حال امیر الامت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس جیش الخبط میں حاضر رہے اور خبط کے معنی درخت سے پتے جھاڑنے کے ہیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مجاہدین اسلام کو لے کر باہر نکلے راستے میں کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں تو بھوک کی وجہ سے تمام لوگ درختوں کے پتے جھاڑ

جھاڑ کر کھانے لگے اس لیے اس لشکر کا نام جیش خبط پڑ گیا۔

اللہ تعالیٰ روزی رساں ہے اور اس نے یہ فرمایا ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ خلاصی کی صورت نکال دیتا ہے اور اس کو اس طرح سے روزی دیتا ہے کہ وہ گمان بھی نہیں کر سکتا ہے۔ اس لشکر جیش الخبط کے کھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے لحما طریا یعنی مچھلی کا گوشت عنایت فرمایا۔ یہ مچھلی بہت بڑی مچھلی تھی جسے عنبر کہا جاتا ہے اس کی بڑائی کا اندازہ اس سے کیجیے کہ لشکر جیش الخبط میں باختلاف روایات ایک مہینے تک کھایا اور بچا ہوا حصہ اپنے متعلقین کے لیے مدینہ منورہ لائے جن میں سے رسول اللہ ﷺ کو بھی حصہ دیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس مچھلی کے دو کانٹوں کو کھڑا کرایا اور ایک شخص کو حکم دیا کہ اونٹ پر سوار ہو کر اس مچھلی کے کانٹے کے نیچے سے گزرے تو یہ اونٹ سوار اس کانٹے کے پھاٹک سے گزر گیا اور اس کا سر کانٹے کی ہڈی میں نہیں لگ سکا۔

اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ اس مچھلی کے آنکھ میں سے کئی مشک چربی نکلی اور جب آنکھ کا گڑھا خالی ہو گیا تو کئی آدمی اس آنکھ کے گڑھے میں بیٹھ گئے اور چھپ گئے' تو اندازہ لگائیے کہ کتنی بڑی مچھلی ہو گی کہ اتنا بڑا لشکر اس مچھلی کے گوشت سے تقریباً ایک ماہ تک کھایا اور اس کے کانٹے کو کھڑا کر کے دروازہ بنایا گیا۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ دور سے دیکھنے سے ایک پہاڑ کا ٹیلہ معلوم ہوتا تھا۔ حقیقت یہی ہے یہ روزی کا سامان اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین اسلام کے لیے مہیا فرما دیا تھا۔ عنبر ایک خوشبو کا نام بھی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ایک دریائی جانور کی لید ہے یہ بہت خوشبودار ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک چشمے کا نام ہے۔ بہر حال یہاں ایک دریائی مچھلی ہے اسی روایت میں ایک مہینے تک کھانے کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں پندرہ دن تک ہے تو اس میں کوئی تعارض نہیں ہے کسی نے اس میں سے ایک مہینے تک کھایا اور کسی نے اٹھارہ دن اور کسی نے پندرہ دن کھایا ہر ایک نے اپنے اپنے علم کے اعتبار سے بیان کر دیا ہے۔

اگر کھانے والی چیز میں مکھی گر جائے؟

(٤١١٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَآءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهٗ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَآءً وَّفِي الْاٰخِرِ دَآءً)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۱۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر پڑے جس میں کھانے پینے کی کوئی چیز ہو تو مکھی کو اس میں غوطہ دے کر اسے نکال کر پھینک دینا چاہیے کیونکہ مکھی کے دو پروں میں سے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے پر میں بیماری ہے اور زہر بھی ہے' وہ گرتے وقت پہلے زہر والا پر گراتی ہے اور شفا والا پر اوپر رکھتی ہیں تو جب تم دونوں کو ڈبا دو گے تو شفا والا پر بھی ڈوب جائے گا۔ جس سے زہر جاتا رہے گا۔ (بخاری)

گھی میں چوہا گر جائے؟

(٤١١٦) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اَنَّ فَارَةً وَقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۱۱۶) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ گھی میں ایک چوہا گر کر مر گیا تو رسول اللہ ﷺ اسے کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ چوہے کو اس کے گرد و پیش سے گھی کو نکال کر پھینک دو اور باقی گھی کو کھا لو۔ (بخاری)

٤١١٥۔ صحيح بخاري كتاب الطب باب اذا وقع الذباب في الاناء ٥٧٨٢ .

٤١١٦۔ صحيح بخاري كتاب الذبائح والصيد باب اذا وقعت الفارة في السمن الجامد ٥٥٣٨ .

توضیح: علماء نے بیان کیا ہے کہ اگر گھی جما ہوا ہے تو یہی حکم ہے اور اگر پگھلا ہوا ہے تو سب ناپاک ہو جاتا ہے اسے کھانے کے کام میں نہیں لانا چاہیے بلکہ اسے چراغ جلانے میں یا چمڑے اور کشتیوں میں ملنے کے کام میں لانا چاہیے۔

سانپ اگر نظر آئے؟

(٤١١٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((اُقْتُلُوْا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوْاذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَبَيْنَا اَنَا اُطَارِدُ حَيَّةً اَقْتُلُهَا. نَادَانِيْ اَبُوْلُبَابَةَ لَا تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فَقَالَ اِنَّهٗ نَهٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهُنَّ الْعَوَامِرُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۱۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سانپوں کو جہاں کہیں پاؤ مار ڈالو بالخصوص اس سانپ کو جس کی پیٹھ میں دو لکیریں اور دو سیاہ دھاریاں ہو۔ اور دم بریدہ سانپ کو یعنی جس کی دم چھوٹی ہو۔ یہ دونوں قسم کے سانپ بڑے زہریلے ہوتے ہیں' آنکھ کی بینائی اچک لیتے ہیں۔ یعنی اس کے دیکھنے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے اور عورتوں کے حمل کو گرا دیتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی حاملہ عورت اسے دیکھ لے تو اس کے خوف اور ڈر سے حمل گر جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک سانپ کو مارنے کے لیے میں نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا یعنی اس کو مارنے کے لیے دوڑا۔ تو ابولبابہ نے مجھے زور سے پکار کر کہا کہ مت مارو۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سانپوں کے مارنے کا حکم دیا ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کے بعد آپ نے منع فرما دیا ہے ان سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں رہتے ہیں اور آباد ہوتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

(٤١١٨) وَعَنْ اَبِی السَّائِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ اِذْ سَمِعْنَا تَحْتَ سَرِيْرِهٖ حَرَكَةً فَنَظَرْنَا فَاِذَا فِيْهِ حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِاَقْتُلَهَا وَاَبُوْ سَعِيْدٍ يُصَلِّيْ فَاَشَارَ اِلَيَّ اَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَشَارَ اِلٰى بَيْتٍ فِي الدَّارِفَقَالَ اَتَرٰى هٰذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كَانَ فِيْهِ فَتًى مِنَّا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذٰلِكَ الْفَتٰى يَسْتَاْذِنُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِاَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَاْذَنَهٗ يَوْمًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَاِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ فَاَخَذَ

(۴۱۱۸) حضرت ابوسائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے تخت کے نیچے حرکت سنی دیکھا تو سانپ تھا میں اس کو مارنے کے لیے فورا کھڑا ہو گیا اس وقت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے اشارہ سے کہا بیٹھ جاؤ' میں بیٹھ گیا جب وہ نماز پڑھ چکے تو انہوں نے گھر کے ایک حجرہ کی طرف اشارہ کر کے کہا: کیا تم نے اس حجرہ کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا اس حجرہ میں ہمارے خاندان کا ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی پھر میں اور وہ نوجوان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خندق میں شریک تھے۔ نوجوان دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر گھر چلا آتا تھا (اور رات کو گھر رہتا تھا صبح کو پھر آجاتا تھا) حسب معمول ایک روز اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لے جایا کرو اس لیے کہ

٤١١٧۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول الله تعالىٰ وبث فيها من كل دابة ٣٢٩٧۔ مسلم کتاب السلام باب قتل الحيات وغيرها ٢٢٣٣۔٥٨٢٥ .

٤١١٨۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب قتل الحيات وغيرها ٢٢٣٦۔٥٨٤٠ .

الرَّجُلُ سِلَاحَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَإِذَا ...... امْرَأَتُهُ بَيْنَ قَائِمَةٌ فَأَهْوٰى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا بِهِ وَأَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَهُ اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتّٰى تَنْظُرَ مَا الَّذِيْ أَخْرَجَنِيْ فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيْمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَأَهْوٰى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرٰى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا اَلْحَيَّةُ أَمِ الْفَتٰى قَالَ فَجِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ وَقُلْنَا أُدْعُ اللّٰهَ يُحْيِيْهِ لَنَا فَقَالَ ((اسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِهٰذِهِ الْبُيُوْتِ عَوَامِرَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَحَرِّجُوْا عَلَيْهَا ثَلٰثًا فَإِنْ ذَهَبَ وَإِلَّا فَاقْتُلُوْهُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ وَقَالَ لَهُمُ اذْهَبُوْا فَادْفِنُوْا صَاحِبَكُمْ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ ((إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوْا فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُ شَيْئًا فَأْذِنُوْهُ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مجھ کو بنوقریظہ کا تم پر اندیشہ ہے (یعنی بنوقریظہ کے یہودی جو اس جنگ میں قریش کے ساتھ ہو کر لڑنے آئے تھے) اس نوجوان نے ہتھیار لے لیا اور گھر کی طرف روانہ ہوا' جب وہ گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی دروازوں کے درمیان کھڑی ہے اس نے شرم وغیرت سے متاثر ہو کر (کہ اس کی بیوی باہر کیوں کھڑی ہے) اس کی طرف نیزہ لے کر بڑھا تا کہ اس کو بھونک دے' اس کی بیوی نے کہا اپنے نیزے کو روک لو اور اتنی تیزی نہ دکھاؤ اور گھر میں جا کر دیکھ لو تا کہ تجھ کو معلوم ہو کہ کس چیز نے مجھ کو گھر سے باہر نکالا ہے۔ نوجوان گھر میں داخل ہوا تو اس نے ایک بڑے سانپ کو دیکھا جو بستر پر لپٹا ہوا بیٹھا ہے نوجوان نے اس پر نیزہ سے حملہ کیا اور سانپ کو تیرہ میں پرولیا پھر گھر سے باہر نکلا اور نیزہ کو صحن میں گاڑ دیا۔ سانپ اس نیزہ پر تڑپا اور پھر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان میں سے کون پہلے مرا۔ یعنی سانپ پہلے مرا یا نوجوان' یعنی دونوں ساتھ مرے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سارا واقعہ بیان کیا اور پھر آپ سے استدعا کی کہ آپؐ دعا کیجیے کہ اس نوجوان کو خدا ہمارے لیے زندہ کر دے آپؐ نے فرمایا: اپنے دوست کے لیے مغفرت چاہو' پھر فرمایا ان گھروں میں کچھ رہنے سہنے والی مخلوق بھی ہیں (یعنی خواہ جن مومن ہو یا کافر) اور وہ سانپوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پس جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو (یعنی سانپ کی صورت میں) تو ان سے تین مرتبہ تحریج کے لیے کہو یعنی تمہاری وجہ سے ہم کو تنگی اور پریشانی ہے کہ تم یہاں سے کہیں اور جگہ چلے جاؤ' اگر وہ چلا جائے تو خیر' ورنہ پھر اس کو مار ڈالو اس لیے کہ وہ کافر ہے۔ اس کے بعد آپ نے انصار کو حکم دیا کہ جاؤ اپنے دوست کو دفن کر دو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا کہ مدینہ میں جنوں کی ایک جماعت ہے جو مسلمان ہو گئی ہے پس جب تم ان میں سے کسی کو (سانپ کی شکل میں) دیکھو تو اس کو تین دن کی اجازت دے دو اور تین دن کے بعد وہ دکھائی دیں تو' ان کو مار ڈالو اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔ (مسلم)

گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم

(٤١١٩) وَعَنْ أُمِّ شَرِيْكٍ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۱۹) حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کے مار ڈالنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ بھڑکا تا تھا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے آگ میں ڈالا تھا تو ہر قسم کے جانور اس آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہے

٤١١٩۔ صحيح بخاري كتاب الانبياء باب قول الله تعالىٰ واتخذوا ابراهيم خليلا ٣٣٥٩۔ مسلم كتاب السلام باب استحباب قتل الوزغ ٢٢٣٧۔٥٨٤٢.

تھے لیکن گرگٹ اس آگ کو پھونک کر ادر بھڑکا تا تھا اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا بڑا دشمن اور موذی اور ضرر رساں ہے اور اس کو مار ہی ڈالنا چاہیے۔

(٤١٢٠) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۲۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے مار ڈالنے کا حکم صادر فرمایا اور اس کو ایذا رساں بتایا۔ (مسلم)

توضیح: یعنی جہاں کہیں بھی تم گرگٹ کو دیکھو اسے مارنے کی کوشش کرو۔ پہلی چوٹ میں یا دوسری یا تیسری میں۔

(٤١٢١) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِىْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِى الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ وَفِى الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے گرگٹ کو پہلی چوٹ پر مار ڈالا تو اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور جس نے دوسری چوٹ میں ماری ہے اس کو اس سے کم اور جس نے تیسری چوٹ میں ماری ہے اس کو اس سے بھی کم۔ (مسلم)

توضیح: یعنی جہاں کہیں بھی تم گرگٹ کو دیکھو اسے مارنے کی کوشش کرو۔ پہلی چوٹ میں یا دوسری یا تیسری میں۔

چیونٹیوں کو مارنے کی ممانعت

(٤١٢٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاۤءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِّنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے زمانے کے نبیوں میں سے کسی نبی کو چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے ان چیونٹیوں کی بلوں کو جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ جلا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ آپ کو صرف ایک چونٹی نے کاٹا تھا تمام ان چیونٹیوں کو کیوں جلا دیا جو منجملہ دیگر مخلوق کے یہ بھی ایک مخلوق تھی اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح خواں تھیں۔ (بخاری۔ مسلم)

توضیح: بعض روایات سے پتہ چلتا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ کہا تھا کہ خدایا تیرا عذاب سزا دینا تو مجرموں کے ساتھ اچھوں کو سزا دینا بظاہر عقل کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعے میں ان پر تہدید فرمائی کہ جب آپ نے تمام چیونٹیوں کے چھتے کو کیوں جلا دیا تھا۔ جس میں انڈے بچے اور غیر مجرم چونٹیاں تھیں اور وہ اللہ کی تسبیح خواں بھی تھیں سب کو کیوں جلوا دیا جو جواب آپ اس کا دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے اس کا ہوگا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ ...... دوسری فصل

پگھلے ہوئے گھی میں اگر چوہا گر جائے؟

(٤١٢٣) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۴۱۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٤١٢٠۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب قتل الوزغ ٢٢٤٠۔ ٥٨٤٧۔

٤١٢١۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب قتل الوزغ ٢٢٤٠۔ ٥٨٤٧۔

٤١٢٢۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ١٠٣۔ ٣٠١٩۔ مسلم کتاب السلام باب النہی عن قتل النمل ...

٤١٢٣۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٢/ ٢٣٢۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمۃ باب فی لفارۃ تقع فی ... ٣٣١٤،٣٢...

الفاظ ... ساتھ شاذ ہے لہٰذا یہ روایت ضعیف نیز امام زہری مدلس بھی ہیں اور سماع ثابت نہیں ہے۔

اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا وَقَعَتِ الْفَارَةُ فِي السَّمْنِ فَاِنْ كَانَ جَامِدًا فَاَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَاِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوْهُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

فرمایا: جب چوہا گھی میں گر جائے تو اگر گھی جما ہوا ہو تو اس چوہے کو اور اس کے اردگرد کو پھینک دو یعنی اتنے گھی کے حصے کو مت استعمال کرو جہاں تک چوہے کا اثر ہو اور اگر گھی پگھلا ہوا ہے تو اسے مت کھاؤ۔ (احمد نیز داری نے اس حدیث کو ابن عباس سے روایت کیا ہے۔)

(٤١٢٤) وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

(۴۱۲۴) نیز داری نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(٤١٢٥) وَعَنْ سَفِيْنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَحْمَ الْحُبَارٰى. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۱۲۵) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حباری پرندے کا گوشت کھایا۔ (ابوداؤد)

(٤١٢٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَاَلْبَانِهَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ نَهٰى عَنْ رُكُوْبِ الْجَلَّالَةِ.

(۴۱۲۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جلالہ جانور کے گوشت کھانے اور اس کے دودھ کے پینے اور اس پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

توضیح: جلالہ وہ حلال جانور ہے جس کا دودھ گھی گوشت سب حلال ہے جیسے گائے' بکری۔ اونٹ بھینس وغیرہ لیکن اس کو پائخانہ یعنی نجاست کھانے کی عادت ہوگئی ہے تو ایسے جانور کا گوشت اور دودھ وغیرہ مکروہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے مرغی کا گوشت کھایا ہے حالانکہ اسے بھی عموماً نجاست کھانے کی عادت ہوتی ہے لیکن ممکن ہے کہ وہ گھر پلی ہوئی مرغی ہو جس کو ایسی گندی چیزوں کے کھانے سے بچالیا گیا ہو۔ واللہ اعلم

(٤١٢٧) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۱۲۷) حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گوہ کے گوشت کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد) یہ ممانعت تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے جیسے کہ آیندہ چل کر معلوم ہو جائے گا اور پہلے بھی آچکا ہے۔

بلی کے کھانے اور اس کی خرید وفروخت کی ممانعت

(٤١٢٨) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ اَكْلِ الْهِرَّةِ وَاَكْلِ ثَمَنِهَا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۴۱۲۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بلی کے کھانے سے اور اس کی قیمت کے کھانے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

اس لیے کہ صحیح سنن الدارمی کتاب الاطعمة باب الفارة نقع فی السمن ۲/ ۱۰۹ ج۲۰۸۹، ۲۰۹۲.

اده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب فی اکل لحم الحبار ۳۷۹۷ ۔ ترمذی ۱۸۲۸۔ بریۃ بن عمر بن

(٤١١٩) وَعَنْ أُنَس ابی داؤد کتاب الاطعمة باب النهی عن اکل الحلالة والبانها ۳۷۸۵، ۳۷۸۷، ۳۷۱۹۔ ترمذی

ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الما جاء فی اکل لحوم الجلالة والبانها۔ ۱۸۲۴.

اِبْرَاهِيْمَ مُتَّفَقٌ عَ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب فی اکل العنب ۳۷۹۶.

سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب النهی عن اکل السباع ۳۸۰۰۔ ترمذی کتاب البیوع باب ما جاء فی

توضیح ب والسنور ۱۲۸۰۔ ابن ماجه۔ ۳۲۵۰.

٤١١٩۔ صحیح رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابوداؤد (۳٤٨٠) میں اسی سند کے ساتھ روایت کو صحیح کہا ہے الحمد للہ الراجح یہی ہے کہ یہ روایت

استحباب قتل الو

(٤١٢٩) وَعَنْه رضی اللہ عنہ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِىْ يَوْمَ خَيْبَرَ الْحُمُرَ الْاِنْسِيَّةَ وَلُحُوْمَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِىْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلَّ ذِىْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۴۱۲۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن پالتو گدھے اور خچر کے گوشت سے اور ہر قسم کے پھاڑنے والے درندے اور پنجے سے پکڑنے والے درندے کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔(ترمذی)

(٤١٣٠) وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِىُّ.

(۴۱۳۰) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کے اور خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔(ابوداؤد۔نسائی)

کسی غیر مسلم کا مال ناحق کھانا حرام ہے

(٤١٣١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ فَاَتَتِ الْيَهُوْدُ فَشَكَوْا اَنَّ النَّاسَ قَدْ اَسْرَعُوْا اِلٰى حَضَائِرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَا لَا يَحِلُّ اَمْوَالُ الْمُعَاهِدِيْنَ اِلَّا بِحَقِّهَا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۱۳۱) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں شریک رہا تو یہودیوں نے آکر آپ سے یہ شکایت کی کہ آپ کے آدمیوں نے ہماری کھجوروں کے باغوں میں داخل ہو کر اس کے پھلوں کو جلدی جلدی توڑ لیا ہے اور ہم آپ کے عہد میں داخل ہو گئے ہیں یعنی آپ کی ماتحتی قبول کر لی ہے اور ہم سے آپ سے معاہدہ ہو چکا ہے۔تو آپؐ نے فرمایا کسی معاہد اور ذمی کا مال لینا حلال نہیں ہے مگر اس کے حق کے ساتھ یعنی جزیہ اور اخراج لینا جائز ہے۔(ابوداؤد)

دو قسم کے حلال مردار اور خون

(٤١٣٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ اَلْمَيْتَتَانِ الْحُوْتُ وَالْجَرَادُ وَالدَّمَانِ الْكَبِدُ وَالطِّحَالُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِىُّ.

(۴۱۳۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو میتہ اور دو قسم کے خون ہمارے لیے حلال کر دیے گئے ہیں۔دو میتہ سے مچھلی اور ٹڈی اور دو خون سے کلیجی اور تلی مراد ہے۔(احمد، ابن ماجہ، دارقطنی)

(٤١٣٣) وَعَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اَلْقَاهُ الْبَحْرُ وَجَزَرَ عَنْهُ الْمَآءُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ وَطَفَا فَلَا تَاْكُلُوْهُ))

(۴۱۳۳) حضرت ابو زبیر رحمہ اللہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس چیز کو دریا پھینک دے اور اس کا پانی اس سے ہٹ جائے یعنی پانی خشک ہو گیا ہو تو اس کو کھا سکتے ہیں یعنی

٤١٢٩۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الاطعمة باب فی کراهية کل ذی ناب وذی مخلب ١٤٧٨ .

٤١٣٠۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب فی اکل لحوم الخیل ٣٧٩٠۔ نسائی کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل لحوم الخیل ٤٣٣٦، ٤٣٣٧۔ ابن ماجه ٣١٩٨۔ صالح بن یحییٰ لین الحدیث اور اس کا باپ مستور ہے۔

٤١٣١۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب النهی عن اکل السباع ٣٨٠٦۔ صالح بن یحییٰ لین الحدیث ہے۔

٤١٣٢۔ مسند احمد ٢/ ٩٧۔ دارقطنی ٤/ ٢٧١۔ سنن ابن ماجه کتاب الاطعمة باب الکبد والطحال ٣٢١٨، ٣٣١٤۔ دارقطنی ٤/ ٢٧١۔٢٧٢ کتاب الصید والذبائح والاطعمة ٢٥٨ .

٤١٣٣۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب فی اکل الطافی من السمك۔ ٣٨١٥۔ ابن ماجه کتاب الصید باب الطافی من صید البحر۔ ابوالزبیر مدلس ہیں اور عن سے بیان کرتے ہیں۔

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ مُحْيِ السُّنَّةِ الْاَكْثَرُوْنَ عَلٰى اَنَّهُ مَوْقُوْفٌ عَلٰى جَابِرٍ .

مچھلی وغیرہ اور جو چیز دریا میں مرجائے اور پھول کر اوپر آجائے تو اسے مت کھاؤ۔ (ابوداؤد۔ابن ماجہ) یہ روایت موقوف ہے اور ضعیف بھی ہے اور صحیح حدیث کے معارض بھی ہے جیسا کہ عنبر والی گزر چکی ہے۔

(٤١٣٤) وَعَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ ((اَكْثَرُ جُنُوْدِ اللّٰهِ لَا اٰكُلُهُ وَلَا اُحَرِّمُهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ مُحْيِ السُّنَّةِ ضَعِيْفٌ .

(۴۱۳۴) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹڈی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: خدا کی ایک بہت بڑی فوج ہے یعنی ایک بڑی مخلوق ہے نہ میں اس کو کھاتا ہی ہوں اور نہ اس کو حرام ہی کہتا ہوں۔ (ابوداؤد) امام محی السنہ نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

مرغ کو برا بھلا مت کہو

(٤١٣٥) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ سَبِّ الدِّيْكِ وَقَالَ اِنَّهُ يُؤْذِنُ لِلصَّلٰوةِ - فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ .

(۴۱۳۵) حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ کو گالی دینے اور برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ وہ نماز کی اطلاع دیتا ہے۔ (شرح السنہ)

(٤١٣٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَاِنَّهُ يُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

(۴۱۳۶) حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرغ کو گالی مت دو اور نہ برا بھلا کہو کیونکہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔ (ابوداؤد)

(٤١٣٧) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ قَالَ اَبُوْ لَيْلٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا ظَهَرَتِ الْحَيَّةُ فِي الْمَسْكَنِ فَقُوْلُوْا لَهَا اِنَّا نَسْاَلُكَ بِعَهْدِ نُوْحٍ وَبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ اَنْ لَا تُؤْذِيَنَا فَاِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوْهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ .

(۴۱۳۷) حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابولیلیٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کے مکان میں کوئی سانپ ظاہر ہو تو اس سے یہ کہو انا نسالك بعهد نوح وبعهد سليمان بن داؤد ان لاتوذينا کہ ہم حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد کے ذریعہ تم سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ تم ہم کو تکلیف نہ دو اگر اس کے بعد پھر ظاہر ہو مار ڈالو۔ (ترمذی۔ابوداؤد)

توضیح: حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی میں سوار ہونے لگے تھے تو سانپوں سے اور دیگر حیوانات سے عہد لیا تھا کہ کسی انسان کو نہ ستانا۔ واللہ اعلم

بدلہ لینے کے ڈر سے سانپ کو نہ مارنے کی ممانعت

(٤١٣٨) وَعَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما

(۴۱۳۸) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں ان

٤١٣٤ - ضعيف - سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب فی اکل الجراد - ٣٨١٣ - ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٤١٣٥ - شرح السنة ١٢/ ١٩٩ ، ٣٢٧٠ .

٤١٣٦ - اسناده صحيح - سنن ابی داؤد كتاب الادب ما جاء فی الديك والبهائم ٥١٠١ .

٤١٣٧ - اسناده ضعيف - سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی قتل الحيات ٥٢٦٠ - ترمذی كتاب الاحكام باب ما جاء فی قتل الحيات ١٤٨٥ - محمد بن لیلیٰ ضعیف ہے۔

٤١٣٨ - صحيح سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی قتل الحيات ٥٢٥٠ - شرح السنة ١٢/ ١٩٥ ح ٣٢٦٠ .

قَالَ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا رَفَعَ الْحَدِيْثَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ مَنْ تَرَكَهُنَّ خَشْيَةَ ثَائِرٍ فَلَيْسَ مِنَّا۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

کا خیال یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے کہ آپ سانپوں کے مار ڈالنے کا حکم دیتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ جو شخص سانپ کو اس ڈر سے مارنا چھوڑ دے کہ دوسرا اس کا بدلہ لے گا تو وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے (کیونکہ مسلمان کا ایسا عقیدہ نہیں ہے)

(٤١٣٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَاسَالَمْنَاهُمْ مُنْذُ حَارَبْنَا هُمْ وَمَنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنْهُمْ خِيفَةً فَلَيْسَ مِنَّا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۱۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سانپوں کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ جب سے ہم نے ان سے جنگ کی ہے تب سے ہماری اوران کی صلح نہیں ہوئی ہے تو جو شخص سانپ کے مارنے کو اس خیال سے چھوڑ دے تو اس کا جوڑا اس سے بدلہ لے لے گا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے (ابوداوَد) یعنی سانپوں اور انسانوں کی دشمنی روز ازل سے چلی آ رہی ہے کہ سانپ نے شیطان کی امداد کی ہے جس سے اس نے آدم علیہ السلام کو دھوکہ دیا۔

(٤١٤٠) وعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْتُلُوْا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَارَهُنَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنِّسَائِيُّ.

(۴۱۴۰) حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سانپوں کو مارو جوان سے بدلہ لینے سے ڈرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ابوداوَد۔ نسائی) مگر گھر میں رہنے والے سانپوں کا استثناء ہے۔

(٤١٤١) وَعَنِ الْعَبَّاسِ رضی اللہ عنہ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُرِيْدُ اَنْ نَكْنُسَ زَمْزَمَ فَاِنَّ فِيْهَا مِنْ هٰذِهِ الْجِنَّانِ يَعْنِيْ الْحَيَّاتِ الصِّغَارِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِهِنَّ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۱۴۱) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم چاہ زمزم کو صاف کرنا چاہتے ہیں مگر اس میں چھوٹے چھوٹے بہت سے سانپ ہیں تو کیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مار ڈالنے کا حکم دیا۔ (ابوداوَد) کیونکہ سانپوں کے مارے بغیر چارہ زمزم کا صاف کرنا ممکن نہیں تھا۔ اور یہ عوام میں سے بھی نہیں تھے۔

(٤١٤٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ اقْتُلُوْا لْحَيَّاتِ كُلَّهَا اِلَّا الْجَانَّ الْاَبْيَضَ الَّذِيْ كَاَنَّهٗ قَضِيْبُ فِضَّةٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۱۴۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر قسم کے سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا ہے مگر چھوٹے سفید سانپ کو جو چاندی کی چھڑی کی طرح ہوتا ہے' اسے مت مارو کیونکہ وہ نقصان نہیں پہنچاتا۔ (ابوداوَد)

(٤١٤٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ

(۴۱۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے برتن میں مکھی گر پڑے تو اسے غوطہ دے کر نکال کر

٤١٣٩۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قتل الحیات ٥٢٤٨ .

٤١٤٠۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قتل الحیات ٥٢٩٤۔ نسائی کتاب الجهاد باب من خان غازیاً فی اهله۔ ٣١٩٥.

٤١٤١۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قتل الحیات ٥٢٥١۔ مروان بن معاویہ مدلس ہیں نیز روایت میں انقطاع بھی ہے۔

٤١٤٢۔ اسناده صحیح (موقوف) سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قتل الحیات ٥٢٦١ .

٤١٤٣۔ اسناد حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب فی الذباب سقع فی الطعام۔ ٣٨٤٤ .

فَامْقُلُوْهُ فَإِنَّ فِیْ أَحَدِ جَنَا حَیْهِ دَآءً وَفِی الْآخِرِ شِفَآءً فَإِنَّهُ یَتَّقِیْ بِجَنَاحِهِ الَّذِیْ فِیْهِ الدَّآءُ فَلْیَغْمِسْهُ کُلَّهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

پھینک دو۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسری پر میں شفاء ہے' وہ بیماری والے پر کے ذریعہ سے شفاء والے پر کو بچالیتی ہے تو تم دونوں کو غوطہ دے دو۔ (ابوداؤد)

(٤١٤٤) وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِی الطَّعَامِ فَامْقُلُوْهُ فَإِنَّ فِیْ أَحَدِ جَنَاحَیْهِ سَمًّا وَفِی الْآخِرِ شِفَآءً فَإِنَّهُ یُقَدِّمُ السَّمَّ وَیُؤَخِّرُ الشِّفَآءَ)) رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۴۱۴۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کھانے میں مکھی گر پڑے تو اسے ڈبودو کیونکہ اس کے ایک بازو میں زہر ہے اور دوسرے میں شفاء ہے وہ زہر والے بازو کو پہلے گراتی ہے اور شفاء کے بازو کو پیچھے رکھتی ہے۔ (شرح السنہ)

(٤١٤٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ النَّمْلَةِ وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِیُّ.

(۴۱۴۵) حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار قسم کے جانوروں کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱) چیونٹی (۲) شہد کی مکھی (۳) ہدہد (۴) صرد۔ یعنی کلچڑی۔ (ابوداؤد۔ دارمی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٤١٤٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ یَأْکُلُوْنَ أَشْیَآءَ وَیَتْرُکُوْنَ أَشْیَآءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللّٰهُ نَبِیَّهُ وَأَنْزَلَ کِتَابَهُ وَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَکَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِیْمَا أُوْحِیَ إِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً أَوْدَمًا﴾ الْآیَةَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

(۴۱۴۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے والے بہت سی چیزوں کو کھاتے تھے اور بہت سی چیزوں کو گھن کے طور پر چھوڑ دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا اور اپنی کتاب نازل فرمائی اور حلال کو حلال ظاہر فرمایا اور حرام کو حرام بتایا پس جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا وہ حلال اور جس کو حرام بتایا وہ حرام ہے اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے سکوت فرمایا وہ معاف ہے' پھر آپؐ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿قُلْ لَّآ أَجِدُ فِیْ مَآ أُوْحِیَ إِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ إِلَّآ أَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً أَوْدَمًا مَّسْفُوْحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَإِنَّهٗ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝﴾ ''آپ کہہ دیجیے کہ جو احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں کتنی کھانے والے کے لیے کوئی شئی ماکول میں نے اس کے علاوہ حرام نہیں پایا۔ مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ سب بالکل ناپاک ہیں یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کر دیا گیا ہو پھر جو شخص بے تاب ہو جائے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو واقعی آپ کا رب غفور رحیم ہے۔ (سورہ انعام) (ابوداؤد)

٤١٤٤۔ صحیح۔ سنن ابن ماجه۔ ٣٥٠٤۔ نسائی ٤٢٦٧۔ شرح السنة ١١/ ٢٦١ ح ٢٨١٥.

٤١٤٥۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب فی قتل الذر ٥٢٦٧۔ دارمی کتاب الاضاحی باب النهی عن قتل الضفارع ٢/ ٨٨'٨٩ ح٢٠٠٥.

٤١٤٦۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب سالم یذکر تحریمة۔ ٣٨٠٠.

(٤١٤٧) وَعَنْ زَاهِرِ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ اِنِّیْ لَاُوْقِدُ تَحْتَ الْقُدُوْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ اِذْ نَادٰی مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۱۴۷) حضرت زاہر اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں گدھے کا گوشت پکانے کے لیے ہانڈی کے نیچے لکڑی جلا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے یہ آواز دی کہ رسول اللہ ﷺ نے گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔ (بخاری شریف)

(٤١٤٨) وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهُ الْجِنُّ ثَلٰثَةُ اَصْنَافٍ صِنْفٌ لَّهُمْ اَجْنِحَةٌ يَّطِيْرُوْنَ فِی الْهَوَاءِ وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَكِلَابٌ وَصِنْفٌ يَّحُلُّوْنَ وَيَظْعَنُوْنَ۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۴۱۴۸) حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے مرفوعا بیان کیا ہے کہ ''جن'' کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) ایک تو وہ ہیں جن کے پر و بازو ہوتے ہیں اور وہ ہواؤں میں اڑتے رہتے ہیں۔ (۲) اور دوسرے سانپ ہیں اور کتے یعنی سانپ اور کتے کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ (۳) اور تیسری قسم کے وہ ہیں جو اترتے چڑھتے اور کوچ کرتے رہتے ہیں۔ (شرح السنہ)

توضیح: اور قرآن مجید میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت جگہوں پر جنوں کا تذکرہ کیا ہے اور خاص کر سورہ جن اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر نازل فرما کر یہ بتا دیا ہے کہ جن بھی روئے زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور جنوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام بھی قبول کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ بہت سے حالات کلام الٰہی میں مذکور ہیں۔

❁❁❁❁

٤١٤٧۔ صحيح بخاری كتاب المغازی باب غزوة الحديبية ٤١٧٣ .

٤١٤٨۔ صحيح۔ شرح السنة ١٢/ ١٩٥۔ مشكل الآثار للطحاوی ٤/ ٩٥ .

بَابُ الْعَقِيْقَةِ

عقیقہ کا بیان

عقیقہ کے لغوی معنی نافرمانی کرنے کے ہیں اور چیڑنے پھاڑنے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے شرعی اصطلاح میں عقیقہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نوزائیدہ بچے یا بچی کی طرف سے خدا کے شکریہ میں ذبح کیا جاتا ہے۔ لڑکے کی جانب سے دو جانور خواہ بکری ہوں یا دونوں بکرے ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

عقیقہ کا حکم

(٤١٤٩) عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرِ الضَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مِنَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاهْرِ يْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ اَذًى)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۱۴۹) حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ بچے کے پیدا ہونے کے بعد عقیقہ کرنا سنت ہے اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس کے سر کے میل کچیل کو دور کرو۔ یعنی سر کے بال کو مونڈھ دو۔ (بخاری)

بچے کو گھٹی دینا

(٤١٥٠) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چھوٹے بچے لائے جاتے اور آپ ان کے لیے برکت کی دعا کرتے اور آپ ان کی تحنیك کرتے۔ (مسلم) تحنیك کے معنیٰ کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر بچے کے تالو میں لگا دینا ہے کوئی نیک آدمی کرے تو اچھا ہے۔

(٤١٥١) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ ثُمَّ حَنَّكَهٗ ثُمَّ دَعَالَهٗ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ فَكَانَ

(۴۱۵۱) حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے میں حاملہ ہوئیں جب ہجرت کر کے مدینہ آئیں تو مقام قبا میں میرا بچہ پیدا ہوا میں اس بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں لائی آپ نے اس بچے کو اپنی گود میں رکھا دیا۔ پھر آپ نے کھجور منگوائی تو اس کو چبا کر لعاب دہن کو اس بچے کے تالو میں لگا دیا اور برکت کی دعا کی۔ ہجرت کرنے

٤١٤٩۔ صحيح بخارى كتاب العقيقة باب اماطة الاذى عن الصبى العقيقة ٥٤٧١، ٥٤٧٢.

٤١٥٠۔ صحيح مسلم كتاب الطهارة باب حكم بول الطفل الرضع وكيفية غسلة۔ ٢٨٦۔ ٦٦٢.

٤١٥١۔ صحيح بخارى كتاب مناقب الانصار باب هجرة النبى واصحابه ابى المدينة ٣٩٠٩۔ مسلم كتاب الادب باب استحبا تحنيك المولود۔ ٢١٤٦۔ ٥٦١٧.

اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

کے بعد مدینہ منورہ کی سرزمین پر حالت اسلام میں یہی پہلا بچہ پیدا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: قبا ایک جگہ ہے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ آنحضرت ﷺ پہلی مرتبہ ہجرت کرنے کے بعد یہیں اترے تھے اور پندرہ دن تک یہیں ٹھہرے رہے اور اسی جگہ مسجد کی بنیاد بھی رکھی اس کو مسجد قبا کہتے ہیں مہاجرین میں سب سے پہلے جو لڑکا پیدا ہوا وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

(٤١٥٢) عَنْ اُمِّ كُرْزٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَقِرُّوْا الطَّيْرَ عَلٰى مَكِنَاتِهَا قَالَتْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَوْ اِنَاثًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَلِلنَّسَائِیِّ مِنْ قَوْلِهٖ يَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ .

(۴۱۵۲) حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ تم پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں ٹھہرائے رکھو اور یہ بھی میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کی طرف سے عقیقہ میں دو بکری ذبح کی جائے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری خواہ نر ہو یا مادہ۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

توضیح: مکنات کے معنی گھونسلے کے ہیں یعنی جاہلیت کے زمانے میں نیک یا بدفال لینے سمجھتے اور اگر بائیں طرف سے اڑ جائے تو برا سمجھتے آپ نے اس سے منع فرما دیا۔

بچہ رہن رکھا ہوتا ہے

(٤١٥٣) وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْغُلَامُ مُرْتَهِنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَاْسُهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنِّسَائِیُّ لٰكِنَّ فِیْ رِوَايَتِهِمَا رَهِيْنَةٌ بَدَلَ مُرْتَهِنٌ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ وَ اَبِیْ دَاوٗدَ وَيُدَمّٰى مَكَانَ وَيُسَمّٰى وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ يُسَمّٰى اَصَحُّ .

(۴۱۵۳) حضرت حسن حضرت سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے میں رہن رکھا ہوا ہے۔ ساتویں روز اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا یا جائے۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

توضیح: عقیقہ کرنا سنت ہے اس کے بہت فائدے ہیں۔ (۱) عقیقہ کرنے سے بچے کی اچھی صحت اور تندرستی رہتی ہے۔ اور نہ کرنے سے اس کی صحت روک لی جاتی ہے۔ (۲) خدانخواستہ اگر بچہ بچپن میں مر گیا اور اس کی طرف سے عقیقہ کر دیا گیا ہو تو وہ والدین کے

٤١٥٢۔ سنن ابی داؤد كتاب الاضاحی باب فی العقيقة ٢٨٣٥۔ ترمذی كتاب الاضاحی باب الاذان فی اذن المودود ١٥١٦۔ نسائی كتاب العقيقة باب كم يعق عن الجارية۔ ٤٢٢٣ .

٤١٥٣۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٥/ ١٢'٨٠٧۔ سنن ابی داؤد كتاب الاضاحی باب فی العقيقة ٢٠٣٨۔ ترمذی كتاب الاضاحی باب من العقيقة ١٥٢٢۔ نسائی كتاب العقيقة باب متى يعق ٤٢٢٥ .

حق میں سفارش کرے گا اور اگر اس کا عقیقہ نہیں کیا گیا ہے تو وہ سفارش سے روک لیا جائے گا۔ (۳) عقیقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری بھی ہو جاتی ہے اور نہ کرنے سے ناشکری ظاہر ہو جاتی ہے۔

(٤١٥٤) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ ((يَا فَاطِمَةُ احْلِقِيْ رَاْسَهُ وَتَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً)) فَوَزَنَّاهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَاِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ.

(۴۱۵۴) حضرت محمد بن علی بن حسین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں بکری ذبح کی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ فاطمہ تم اس بچے کے سر کے بال کو مونڈ دو اور ان بالوں کے برابر چاندی تول کر اس کا صدقہ کر دو ہم نے ان بالوں کا وزن کیا تو ایک درہم یا ایک درہم سے کچھ کم وزن نکلا۔ (ترمذی)

توضیح: یہ حدیث ضعیف ہے۔ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکری کا ذبح کرنا سنت ہے اور بالوں کو چاندی سے وزن کر دینا چاندی کو صدقہ خیرات کر دینا بھی مستحب ہے۔

(٤١٥٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَعِنْدَ النَّسَائِيِّ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ.

(۴۱۵۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین کی طرف سے عقیقہ میں ایک ایک مینڈھا ذبح کیا تھا۔ (ابوداود۔ نسائی) اور نسائی کی روایت میں ہے کہ دو دو مینڈھے ذبح کیے تھے۔

(٤١٥٦) وَعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ ((لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْعُقُوْقَ كَاَنَّهُ كَرِهَ الْاِسْمَ وَقَالَ مَنْ وُلِدَ لَهُ فَاَحَبَّ اَنْ يُّنْسِكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنِّسَائِيُّ.

(۴۱۵۶) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عقوق کو پسند نہیں کرتا گویا آپ نے اس لفظ کو اچھا نہیں سمجھا۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ جس کے یہاں کوئی اولاد ہو تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ لڑکے کی طرف سے دو بکری اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے۔ (ابوداود۔ نسائی)

توضیح: لفظ عقوق کے معنیٰ ماں باپ کی نافرمانی کرنے کے ہیں یعنی سرکشی کرنا۔ اسی واسطے عاق اس لڑکے کو کہتے ہیں کہ ماں باپ سے نافرمانی کر کے الگ ہو جائے چونکہ عقیقہ اور عقوق کا مادہ ایک ہے اس لیے آپ نے یہ نام برا جانا۔

بہتر یہ ہے کہ اس کو نسیکہ یا ذبیحہ کہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عقیقہ کرنا اچھا نہیں جیسے بعض لوگوں نے سمجھا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت ﷺ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی طرف سے کیوں عقیقہ کرتے اور تمام صحابہ کرام اور سلف صالحین سے عقیقہ اور ولیمہ دونوں منقول

٤١٥٤۔ سنن الترمذی کتاب الاضاحی باب العقیقة بشاة ١٥١٩.

٤١٥٥۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی باب فی العقیقة ٢٨٤١۔ نسائی کتاب العقیقة باب کم یعق عن الجاریة۔ ٤٢٢٤.

٤١٥٦۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی باب فی العقیقة ٢٨٤٢۔ نسائی کتاب العقیقة ٤٢١٧.

ہیں اور کسی نے ان کو مکروہ نہیں جانا بلکہ واجب یا سنت سمجھا۔ نہایہ میں ہے کہ عقیقہ ان بالوں کو بھی کہتے ہیں جو بچہ کے سر پر ہوتے ہیں کیونکہ وہ مونڈے اور کاٹے جاتے ہیں۔

بچے کے کان میں اذان کہنا

(٤١٥٧) وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَذَّنَ فِی الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوةِ۔ رَاوَهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ.

(۴۱۵۷) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کے بعد ان کے کان میں اذان دی تھی۔ (ترمذی)

توضیح: مستحب یہ ہے کہ بچے کے پیدا ہونے کے بعد اس کے داہنے کان میں اذان کے کلمات کہے جائیں اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہے جائیں تاکہ روز ازل کی یاد دہائی ہو جائے اور کہا جاتا ہے کہ اس طرح کرنے سے بچے کو ام الصبیان کی بیماری نہیں ہوتی ہے۔ جامع الصغیر میں اسی طرح لکھا ہے اور علامہ نووی نے کتاب الروضہ میں یہ لکھا ہے کہ لڑکے کے کان میں اس آیت کریمہ کا پڑھ دینا مستحب ہے۔ اِنِّیْ اعیذ ھا بک وذریتھا من الشیطن الرجیم

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

جاہلیت کی ایک رسم

(٤١٥٨) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِی الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَاْسَهٗ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَاْسَهٗ وَنَلْطَخُهٗ بِزَعْفَرَانٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَزَادَ رَزِيْنٌ وَنُسَمِّيْهِ.

(۴۱۵۸) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں جب ہم لوگوں کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا تو بکری ذبح کر کے اس کے خون کو بچے کے سر پر پوت دیتے تھے جب اسلام آیا تو ہم ساتویں روز بکری ذبح کرتے اور بچے کا سر مونڈ دیتے اور اس کے سر پر زعفران لگا دیتے اور اس کا نام بھی رکھتے تھے۔ (ابوداؤد۔ رزین)

ضروری تنبیہ: عقیقہ کی بعض رسموں کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ بدعت سے لوگ بچیں اور سنت پر عمل کریں ہم نے اسلامی تعلیم کے ساتویں حصے میں لکھا ہے۔

۱۔ بعض جگہ یہ رواج ہے کہ جب نائی بچے کا سر مونڈھنے کے لیے سر پر استرہ وغیرہ رکھتا ہے تو اس وقت عقیقے کا جانور ذبح کیا جاتا ہے اور ایسا کرنے کو ضروری سمجھا جاتا ہے اور اس طرح کرنے کا ثبوت شریعت سے نہیں ہے بلکہ ایک لغو حرکت ہے۔

۲۔ بعض جگہ عقیقے کے دن رشتے اور برادری کے لوگ جمع ہوتے ہیں بلکہ باقاعدہ دعوت دے کر بلایا جاتا ہے اور سر مونڈنے کے بعد پیالے میں یا سوپ میں کچھ نقد وغیرہ ڈالتے ہیں اور یہ نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور یہ فرض کے طور پر ادا کیا جاتا ہے یہ بھی ایک رسم بد ہے۔

٤١٥٧۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی الصبی يولد فيؤذن فی اذنه ٥١٠٥۔ ترمذی كتاب الاضاحی باب الاذان فی اذن المولود۔ ١٥١٤۔ عاصم بن عبید اللہ ضعیف ہے۔

٤١٥٨۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الاضاحی باب فی العقيقة ٢٨٤٣۔ حاكم ٤/ ٢٣٨.

۳۔ بعض جگہ یہ رواج ہے کہ عقیقے کی سری نائی اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ ضروری نہیں چاہے دو یا نہ دو' یہ اپنی مرضی پر موقوف ہے رسم ورواج پر دینا جائز نہیں۔

۴۔ بعض لوگ عقیقے کی ہڈیوں کو توڑنا برا سمجھتے ہیں اور اس سے شگون بد مراد لیتے ہیں یہ شگون مشرکانہ ہے۔

۵۔ بعض جگہ بچے کے دانت نکلنے کے وقت چنے کی گھونگھدیاں تقسیم کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں یہ بھی رسم بد ہے۔

۶۔ بعض جگہ دودھ چھڑان کے وقت بہت سی غلط رسمیں ادا کی جاتی ہیں۔

۷۔ بعض جگہ سال گرہ کی رسم ادا کی جاتی ہے اور اس موقع پر دعوت وغیرہ دی جاتی ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور مختلف مقامات میں مختلف رسمیں خلاف شرع ادا کی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ رسم بد سے بچائے اور شریعت کے موافق کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

کھانے کا بیان

انسانی اور حیوانی زندگی کا دارومدار بظاہر کھانے پینے پر موقوف ہے۔ یہ دونوں چیزیں خدا کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے اگر اس نعمت کی قدردانی اور شکرگزاری کی جائے گی تو زیادہ سے زیادہ نعمتوں کے مستحق ہوں گے جیسا کہ فرمایا لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم شکرگزاری کرو گے تو زیادہ دیں گے۔ اور ناشکری کفران نعمت ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿کلوا واشربوا ولا تسرفوا﴾ کھاؤ پیو اور فضول خرچی مت کرو شریعت کے مطابق کھانا پینا بھی عادت میں داخل ہے اس کے بھی بہت سے آداب ہیں جن کا لحاظ رکھنا شریف انسان کے لیے نہایت ہی ضروری ہے۔

ذیل میں ہم اپنی کتاب اسلامی آداب سے کھانے پینے کے چند آداب کو نقل کرتے ہیں اگر وہ کتاب آپ کے پاس موجود ہو تو اس کی پوری تفصیل دیکھ لیجیے۔

کھانے کے آداب میں سے سب سے پہلا یہ ادب ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھو کر کلی کرو۔ پھر نہایت خاکساری کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ جاؤ اور بسم اللہ کر کے دائیں ہاتھ سے کھانا شروع کرو اور لقمہ خوب چبا چبا کر کھاؤ تاوقتیکہ پہلا لقمہ کھا نہ لو دوسرا لقمہ منہ میں مت ڈالو اور لقمہ اتنا بڑا مت لو کہ چبانا مشکل ہو جائے بلکہ درمیانہ لقمہ لو اور کھاتے وقت بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک کر مت کھاؤ اگر ایک ہی برتن سے دو تین آدمی کھاتے ہیں تو تم اپنے سامنے سے لقمہ اٹھا کر کھاؤ دوسرے کے سامنے سے لقمہ مت اٹھاؤ۔

اور اگر کھجور اور انگور وغیرہ کو کئی آدمی مل کر کھائیں تو تم ایک ایک دانہ اٹھا کر کھاؤ اور کھاتے وقت ادھر ادھر کی فضول باتیں مت کرو نہایت صبر و سکون سے کھاؤ اور کھانے میں کوئی عیب نہ لگاؤ یعنی یوں نہ کہو کہ یہ کھانا اچھا نہیں ہے یا خراب ہے۔ اگر کھانا تمہارے مزاج کے مطابق نہیں ہے تو مت کھاؤ اور اگر تمہارے مزاج کے موافق ہے تو خدا کا شکر ادا کر کے کھا لو اور کھانا کھانے کے دوران میں بار بار الحمد للہ کہتے رہو اور کسی گندی چیز کا نام مت لو اور دوسرے کے لقمہ کی طرف مت دیکھو۔

اور کھانا کھانے والے کے پاس نہ تھوکو اور نہ ناک صاف کرو۔ اور اگر ایسی ضرورت پڑ جائے تو دوسری طرف منہ پھیر لو اگر کھاتے وقت چھینک آ جائے تو منہ پر کپڑا رکھ کر دوسری طرف چھینکو اگر کسی کے سامنے چھینکو گے تو کھانے میں چھینٹیں پڑیں گی جس سے تم کو اور دوسرے کو گھن آئے گی اور کھانا اتنا زیادہ مت کھاؤ کہ جس سے چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو جائے بلکہ ضرورت سے کم کھاؤ اگر کھاتے وقت لقمہ گر جائے تو صاف کر کے کھا لو اور برتن کو صاف کر لیا کرو۔ اور کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لیا کرو اور ہاتھوں کو پانی سے صاف دھو ڈالو۔

اور اگر پانی پینا ہو تو پانی پیتے وقت بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے تین سانسوں میں پیو اور پانی میں پھونک مت مارو اگر تنکا وغیرہ ہو تو ہاتھ سے نکال دو چاندی سونے کے برتنوں میں مت کھاؤ اور پانی بیٹھ کر پیو۔ بلاضرورت کھڑے کھڑے پانی مت پیو اور کسی کو پانی دو تو داہنی طرف والوں کو دو اور مشک سے منہ لگا کر پانی مت پیو کھانا کھاتے وقت اور پانی پیتے وقت مت ہنسو اور اگر کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ بھول جاؤ اور درمیان میں یاد آ جائے تو بسم اللہ اولہ واخرہ پڑھ لیا کرو۔ ان سب کی دلیلیں مندرجہ ذیل حدیثوں میں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

کھانے کے آداب

(٤١٥٩) عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ يَدِیْ تَطِيْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۵۹) حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں نوجوان لڑکا تھا آپ ؐ کے ساتھ کھانا بیٹھ کر کھاتا تھا تو کھانے کی رکابی میں میرا ہاتھ چاروں طرف پھرتا تھا' یعنی کبھی میں اپنی طرف سے اور کبھی آپ کی طرف اور کبھی دائیں اور بائیں سے کھاتا تھا تو یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ پڑھ کے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے لقمہ اٹھاؤ۔ (بخاری و مسلم)۔

بسم اللہ پڑھ کر کھایا جائے

(٤١٦٠) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۶۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کھانا بغیر بسم اللہ کہے ہوئے کھایا جاتا ہے شیطان اسی کھانے کو حلال کر لیتا ہے یعنی وہ بھی ساتھ کھانے لگتا ہے۔ (مسلم)

اللہ کے نام کی برکت

(٤١٦١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لَامَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعِشَآءَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۶۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی اپنے گھر میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داخل ہوتا ہے اور کھانے کے وقت میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاتا ہے تو شیطان اپنے ماننے والوں سے کہتا ہے کہ آج رات کو کوئی جگہ تمہیں رات گزارنے کی نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داخل ہوا ہے اب اس کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتے اور نہ تمہیں کھانا ملے گا کیونکہ اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لے کر کھانا کھایا ہے۔ اور جب کوئی گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ آج تم نے رات گزارنے کی جگہ پالی ہے اور جب کھانے کے وقت میں اس نے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا تو شیطان کہتا ہے کہ آج رات تم کو جگہ بھی مل گئی اور کھانا بھی مل گیا ہے۔ (مسلم)

داہنے ہاتھ سے کھایا جائے

(٤١٦٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۴۱۶۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٤١٥٩۔ صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب التسمیة علی الطعام والاکل بالیمین ٥٣٧٦۔ مسلم کتاب الاشربة باب آداب الطام والشراب ٢٠٢٢.

٤١٦٠۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب آداب الطعام والشراب ٢٠١٧'٥٢٥٩.

٤١٦١۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب آداب الطعام والشراب ٢٠١٨'٥٢٦٢.

٤١٦٢۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب آداب الطعام والشراب ٢٠٢٠'٥٢٥٦.

اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے کا ارادہ کرے تو اسے دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے اور جب پانی پئے تو دائیں ہاتھ سے پینا چاہیے۔ (مسلم)

(٤١٦٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۶۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے اور نہ بائیں ہاتھ سے پانی پئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ (مسلم)

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا

(٤١٦٤) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ بِثَلٰثَةِ اَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّمْسَحَهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۶۴) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا کھایا کرتے تھے اور صاف کرنے سے پہلے ہاتھ کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ (مسلم)

(٤١٦٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيَّةِ الْبَرَكَةُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۶۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلیوں اور طشتری کے چاٹنے کا حکم دے دیا ہے یعنی ان کو اچھی طرح صاف کرلیا کرو اور یہ فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ کس میں برکت ہے۔ (مسلم)

توضیح: الصحفہ یہاں جمع کے معنی میں مستعمل ہے جس سے عام رکابی یا پیالی اور دوسرے کھانے کی طشتری وغیرہ مراد ہے۔ یہاں سے یہ بات ظاہر ہے سنت ہے رکابی یا پیالی یا طشتری کا چاٹنا اور اسی طرح سے انگلیوں کا اچھی طرح سے چاٹنا بھی سنت ہے۔ اور ایسا بھی نہ ہو کہ انگلیاں مبالغہ کے ساتھ منہ میں ڈالی جائیں یہ بے ادبی ہے۔

(٤١٦٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۶۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی اپنے ہاتھ کو نہ رومال سے صاف کرے اور نہ پانی سے دھوئے یہاں تک کہ اس کو یا تو خود چاٹ لے یا کسی سے چٹوا لے۔ (چٹوانے کا معاملہ میاں بیوی کے درمیان ہوسکتا ہے) (بخاری و مسلم)

(٤١٦٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدِكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَانِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ

(۴۱۶۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا: شیطان تمہارے ہر کام کے وقت تمہارے پاس حاضر ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی آ موجود ہوتا ہے تو کھاتے کھاتے اگر کسی کا لقمہ زمین پر گر پڑے تو مٹی وغیرہ سے صاف کر کے اسے

٤١٦٣۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب آداب الطعام الشراب ٢٠٢٠، ٥٢٦٧.

٤١٦٤۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب استحباب لعق الاصابع والقصعة ٢٠٣٢، ٥٢٩٦.

٤١٦٥۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب استحباب لعق الاصابع والعقصعة ٢٠٣٣، ٥٣٠٠.

٤١٦٦۔ صحيح بخاری كتاب الاطعمة باب لعق الاصابع ٥٤٥٦۔ مسلم كتاب الاشربة باب استحباب لعق الاصابع والقصعة ٢٠٣١، ٥٢٩٤، ٥٢٩٥.

٤١٦٧۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب استحباب لعق الاصابع والقصعة ٢٠٣٣، ٥٣٠٣.

مَاکَانَ بِهَا مِنْ اَذًى ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَإِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَايَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ تَكُوْنُ الْبَرَكَةُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

دوبارہ کھالینا چاہیے شیطان کے لیے اس کو وہاں نہ چھوڑے جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ اس کو نہیں معلوم کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔(مسلم)

نبی کریم ﷺ کیسے کھاتے تھے؟

(٤١٦٨) وَعَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا آكُلُ مُتَّكِئًا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۱۶۸) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تکیہ لگا کر نہیں کھایا کرتا۔(بخاری) یعنی نہ زمین پر ایک ہاتھ ٹیک کر کھاتا ہوں اور نہ کسی تکیے وغیرہ کے سہارے پر کھاتا ہوں کیونکہ ایسا کرنا تکبر کی علامت ہے۔

(٤١٦٩) وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا اَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا فِيْ سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَلَهُ مُرَقَّقٌ قِيْلَ لِقَتَادَةَ عَلٰى مَا يَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۱۶۹) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ کبھی خوان پر کھانا کھایا اور نہ سکرجہ پر اور نہ آپ کے لیے کبھی پتلی چپاتی یا روٹی پکائی گئی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کس چیز پر کھایا کرتے تھے فرمایا سفر پر۔(بخاری)

توضیح: خوان کے معنیٰ چوکی یا میز کے ہیں یعنی نبی ﷺ نے کبھی میز یا بینچ یا چوکی وغیرہ پر کھانا نہیں کھایا ہے کیونکہ اس قسم کی چیزوں پر بیٹھ کر کھانا متکبرین کی عادت ہے۔تواضع اور خاکساری یہی ہے کہ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھایا جائے اور کبھی خوان یا خوان مطلق دستر خوان کو کہتے ہیں لیکن یہاں میز۔بینچ۔چوکی مراد ہے۔یعنی ایسی چیزیں سامنے ہوں اور کرسی وغیرہ پر بیٹھ کر کھایا جائے تاکہ زیادہ جھکنا نہ پڑے یہ نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہے۔

اور نہ کبھی آپ نے سکرجہ پر کھانا کھایا ہے۔سکرجہ چھوٹی طشتری یا چھوٹی چینی وغیرہ کی پیالی کو کہتے ہیں۔جس میں چٹنی' اچار یا مربہ اور جوارش وغیرہ اس غرض سے رکھتے ہیں کہ کھانے کے ساتھ ساتھ مزہ اور چٹخارہ لینے کی غرض سے اس کو بھی کھاتے جاتے ہیں تاکہ کھانا زیادہ کھایا جائے اور زیادہ بھوک لگے۔

اور بعض لوگوں نے سکرجہ سے چھوٹی طشتری یا چھوٹی پیالی مراد لی ہے یعنی کبھی چھوٹی طشتری یا پیالی میں آپؐ نے کھانا نہیں کھایا ہے کیونکہ چھوٹے برتن میں کھانا کھانا بخیلوں کی عادت ونشانی ہے جیسے چھوٹے برتن میں کھانا کھاتے ہیں تو اس برتن میں دوسرے کو شریک نہیں کرسکتے۔حالانکہ سنت کا طریقہ یہی ہے کہ بڑے برتن یعنی طباق وغیرہ میں کھانا رکھا جائے اور بہت سے مسلمان ایک ساتھ بیٹھ کر سب کھانا کھائیں۔اس میں بڑی برکت ہے اور آپس میں اتحاد واتفاق کی بھی بہت بڑی مصلحت ہے۔موجودہ زمانے میں ہر ایک کے سامنے علیحدہ علیحدہ طشتری پیالی وغیرہ رکھی جاتی ہے اس میں صرف اکیلا آدمی کھاتا ہے اور دوسرے کو شریک نہیں کرتا' یا یہ کہ چھوٹی طشتری میں آچار چٹنی وغیرہ رکھ کے کھائے تاکہ زیادہ کھائے یا ہاضمے کی کوئی چیز ہو جس سے کھانا جلدی ہضم ہو اور بھوک بڑھے۔جو لوگ بھوک بڑھانے کی غرض سے اس قسم کی چورنوں اور چٹنیوں اور مربوں کو استعمال کرتے ہیں وہ شریعت کے خلاف کرتے ہیں۔اور اس سے معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے جس سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔واللہ اعلم

٤١٦٨۔ صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب الاکل متکئا ٥٣٩٨' ٥٣٩٩۔

٤١٦٩۔ صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب الخبز المرقق والاکل علی الخوان والسفرة ٥٣٨٦۔

آنحضرت ﷺ نے جو باتیں ہم کو بتلائیں اور سکھائیں ہیں ان میں دین اور دنیا دونوں کا فائدہ ہے بشرطیکہ وہ غور وفکر کرے اور حماقت کا علاج تو افلاطون کے پاس بھی نہیں ہے۔

کھانے کی بھوک دواؤں سے بڑھانا اسی طرح باہ کو مقویات باہ سے بے ضرورت بڑھانا دونوں ہی نادانوں اور بیوقوفوں کے کام ہیں جب تک فطری طور سے خوب بھوک نہ لگے ہم کو کھانے ہی کی کیا ضرورت ہے اور جب تک شدت باہ سے ہم بے تاب نہ ہو جائیں ہم کو عورت کے پاس جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ اگر بھوک کم ہو جائے یا باہ نہ رہے تو خوش ہو اور حق تعالیٰ کا شکر بجالائے کہ خدا نے اس کو حیوانیت سے ہٹا کر ملکوتیت کے قریب کر دیا۔ یہ انتہائی کم عقلی ہے کہ پھر حیوانیت کا زور چاہے یہ ساری خرابیاں ان لوگوں کے لیے پیدا ہوتی ہیں جن کو سوائے لذت جسمانی اور شہوانی کے دوسرا کوئی شغل نہیں ہے جس میں وہ اپنی زندگی بسر کریں اگر لذائذ کو جان سے واقف ہوئے تو کس اس لذائذ جسمانی بڑھانے کی فکر نہ کرتے۔ اور ان کے کم ہو جانے پر رنج کجا خوشی کرتے۔

اور نہ کبھی آپ کے لیے پتلی اور چپاتی روٹی پکائی گئی کیونکہ موٹی موٹی زیادہ مفید ہے بنسبت پتلی روٹی کے۔

سفرہ عموماً چمڑے کے دسترخوان کو کہتے ہیں جو مسافر آدمی اپنے سفر میں عموماً رکھتا ہے یعنی آپ میز اور بنچ پر تو کھانا نہیں کھاتے تھے۔ البتہ چمڑے اور کھجوروں کے دسترخوان پر کھانا کھایا کرتے تھے اور یہی سنت ہے۔

ہمارے آقا ﷺ کا زہد

(٤١٧٠) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا اَعْلَمُ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلاَ رَاٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهٖ قَطُّ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۱۷۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے نبی ﷺ چپاتی روٹی نہیں دیکھی تھی' کھانا تو کجا۔ اور نہ کبھی بعینہ بھنی ہوئی بکری دیکھی۔ (بخاری) سمیط اس بکری کو کہتے ہیں جس کو چمڑا اور بالوں سمیت بھن لیا جائے اور تنور وغیرہ میں رکھ کر پکا لیا جائے ایسے بکری کے گوشت کو بڑے لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں چونکہ یہ زیادہ لذیذ گوشت ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ایسی بکری بھی نہیں دیکھی کھانا تو درکنار۔

(٤١٧١) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَارَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَقَالَ مَارَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْخَلًا مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهٗ وَنَنْفُخُهٗ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۱۷۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مبعوث ہونے کے بعد سے دفات تک میدہ نہیں دیکھا تھا اور نہ چھلنی دیکھی۔ کہا گیا ان سے پھر بے چھنا ہوا جو آپ کیسے کھاتے تھے؟ کہا ہم اس کو پیس ڈالتے اور اس پر پھونک مارتے تو جتنا اڑتا تھا اڑ جاتا پھر باقی کو روٹی بنا کر کھا لیتے۔ اور جو بچ جاتا تھا اس کا ہم ثرید بنا کر کھا لیتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: آنحضرت ﷺ نبوت کے پانے سے پہلے دو مرتبہ ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے تشریف لے گئے تھے تو راستے میں بحیرا راہب سے ملاقات بھی ہوئی تھی اور اس کی ضیافت کھائی اور لوگ اس وقت وہاں چھلنی میں چھنی ہوئی روٹی کھائی تھی لیکن نبوت کے ظہور کے بعد تنگی معاش کی بنا پر نہ کھائی ہو۔

٤١٧٠۔ صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب الخبز المرفق۔ ٥٣٨٥ .

٤١٧١۔ صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب ما كان النبي واصحابه ياكلون۔ ٥٤١٣

(٤١٧٢) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَاعَابَ النَّبِیُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۴۱۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں لگایا اگر طبیعت چاہتی تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔(بخاری ومسلم)

مومن اور کافر کے کھانے کا فرق

(٤١٧٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ وَكَانَ يَاْكُلُ قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِیْ مِعًا وَاحِدٍ وَاِنَّ الْكَافِرَ يَاْكُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

(۴۱۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص بہت کھایا کرتا تھا وہ مسلمان ہو گیا تو بہت کم کھانے لگا چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مومن آدمی ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔(بخاری)

(٤١٧٤-٥) وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى وَابْنِ عُمَرَ الْمُسْنَدَ مِنْهُ فَقَطْ

(۴۱۷۴-۵) مسلم نے ابوموسیٰ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صرف رسول اللہ کا فرمان نقل کیا ہے۔

(٤١٧٦) وَفِیْ اُخْرٰى لَهٗ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَافَهٗ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَهٗ حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ اِنَّهٗ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ بِاُخْرٰى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِیْ مِعًا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ۔))

(۴۱۷۶) اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک کافر رسول اللہ ﷺ کا مہمان بنا آپؐ نے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا' بکری کا دودھ نکالا گیا تو حکم دیا کہ اس بکری۔ کا دودھ اس کافر مہمان کو پلا دو چنانچہ وہ سارا دودھ پی گیا۔ پھر اس سے پوچھا گیا اور چاہیے اس نے کہا ہاں۔ پھر دوسری بکری کا دودھ نکالا گیا اور اس کو بھی پی لیا پھر پوچھا گیا اور چاہئے اس نے کہا ہاں پھر تیسری بکری کا دودھ نکال کر پلا دیا گیا وہ بھی پی گیا اسی طرح وہ ہل من مزید کہتا گیا یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا پھر دوسرے دن صبح کو مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے بکری کا دودھ نکالنے کا حکم دیا دودھ نکالا گیا اس نے اس دودھ کو پی لیا پھر دوسری بکری کے دودھ نکالنے کا حکم دیا دوسری بکری بھی دوہی گئی۔ اور وہ دودھ پینے کے لیے اس کو دیا گیا تو پورا نہ پی سکا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن آدمی ایک انتڑی میں پیتا ہے اور کافر آدمی سات انتڑیوں میں پیتا ہے۔

توضیح: کہا جاتا ہے کہ انسان کے پیٹ میں سات انتڑیاں ہوتی ہیں۔ خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔ نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ یہ بطور تمثیل کے فرمایا۔ کیونکہ مومن کو دنیا کی رغبت نہیں ہوتی ہے اور کافر کو دنیا کی حرص ہوتی ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مومن کم خوراک ہوتا ہے اور کافر بہت کھانے والا۔

٤١٧٢۔ صحيح بخاری كتاب الاطعمة باب ما عاب النبیؐ طعام ٥٤٠٩۔ مسلم كتاب الاشربة باب لا يعيب الطعام ٢٠٦٤' ٥٣٨٠.

٤١٧٣۔ صحيح بخاری كتاب الاطعمة باب المومن ياكل فی معی واحد ٥٣٩٣.

٥-٤١٧٤۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب المومن ياكل فی مع واحد ٢٠٦١' ٥٣٧٥.

٤١٧٦۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب لا يعيب الطعام ٢٠٦٣' ٥٣٧٩.

بعضوں نے کہا مومن کو کم کھانے کی رغبت دلانا مقصود ہے کیونکہ بہت کھانے سے دل کی سختی اور شہوت اور خواہش کی کثرت ہوتی ہے۔ بعضوں نے کہا کہ المومن الکافر میں لام عہد کا ہے اور ایک خاص شخص مراد ہے جو آنحضرت ﷺ کے عہد میں مشرف باسلام ہوا تھا جب وہ کافر تھا تو سات بکریوں کا دودھ پی گیا پھر جب مسلمان ہوا تو ایک بکری کے دودھ میں سیر ہو گیا۔

بعض نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ مومن صرف ایک کمائی یعنی حلال میں سے کھاتا ہے اور کافر کے لیے سات کمائیاں ہیں ایک حلال اور چھ حرام جیسے سودخوری، رشوت خوری، جعل سازی، ظلم وتعدی، چوری خیانت، ڈاکہ زنی وغیرہ وغیرہ۔

(٤١٧٧) وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِيْ الثَّلٰثَةِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَةِ كَافِيْ الْاَرْبَعَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۱۷۷) حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدی کا کھانا تین آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی قناعت سے کھائیں تو ایسا ہو سکتا ہے اور اس کھانے میں برکت ہو سکتی ہے۔ اور بعض لوگوں نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ ایک آدی کا پیٹ بھر کھانا دو آدی کو کفایت کرتا ہے۔ اور دو آدمیوں کا پیٹ بھر کھانا چار آدمیوں کو کفایت کرتا ہے، یعنی صبر وشکر سے کھانے سے کفایت ہو جاتی ہے۔

(٤١٧٨) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِيْ الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِيْ الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِيْ الثَّمَانِيَةَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۴۱۷۸) حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو آدی کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور دو آدمیوں کو کھانا چار آدمیوں کے لیے اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

(٤١٧٩) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَلتَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۱۷۹) حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ تلبینہ دل کے بیمار کو راحت بخشتا ہے اور رنج وغم کو دور کر دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: تلبینہ ایک قسم کا کھانا ہے جو آٹا اور دودھ سے حریرہ کی طرح بنایا جاتا ہے اس میں شہد بھی ڈال دیتے ہیں اور دودھ کی طرح سفید ہوتا ہے۔ جیسے فیرنی وغیرہ۔

حضور ﷺ کا کھانا پینا

(٤١٨٠) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ

(۴۱۸۰) حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے کھانا تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی، میں بھی آپ کے ساتھ گیا اس نے جو کی روٹی اور شوربا آپ کے سامنے پیش کیا جس میں خشک گوشت تھا اور کدو تو

٤١٧٧۔ صحيح بخارى كتاب الاطعمة باب طعام الواحد يكفى الاثنين ٥٣٩٢۔ مسلم كتاب الاشربة باب فضيلة المواساة فى الطعام القليل ٢٠٨٥، ٥٣٦٧ .

٤١٧٨۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب فضيلة المواساة فى الطعام القليل ٢٠٥٩، ٥٣٦٨ .

٤١٧٩۔ صحيح بخارى كتاب الاطعمة باب التلبينة ٥٤١٧۔ مسلم كتاب السلام باب التلبينة بحمه لفؤاد المريض ٢٢١٦، ٥٧٦٩ .

٤١٨٠۔ صحيح بخارى كتاب البيوع باب الخياط ٢٠٨ ـ مسلم كتاب الاشربة باب جواز اكل المرق ٢٤٠١، ٥٣٢٥ .

فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالِی الْقَصْعَۃِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ بَعْدَ یَوْمَئِذٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے کنارے سے کدو کو تلاش کر کر کے کھاتے تھے تو اسی دن سے مجھے کدو بہت مرغوب ہوگئی۔ (بخاری۔ مسلم)

(٤١٨١) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ ﷺ مَنْ کَتِفِ شَاۃٍ فِیْ یَدِہٖ فَدُعِیَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاَلْقَاھَا وَالسِّکِّیْنَ الَّتِیْ یَحْتَزُّ بِھَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(۴۱۸۱) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ بکری کے شانے کو چھری سے کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے کہ اذان ہوگئی اور آپ نماز کی طرف بلائے گئے آپ نے اس چھری کو رکھ دیا جس سے کاٹ رہے تھے پھر کھڑے ہو گئے۔ نماز پڑھی دوبارہ وضو نہیں کیا۔ (بخاری۔ مسلم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(٤١٨٢) وَعَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

(۴۱۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میٹھی چیز اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

(٤١٨٣) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَاَلَ اَھْلَہُ الْاُدُمَ فَقَالُوْا مَا عِنْدَ نَا اِلَّا خَلٌّ فَدَعَابِہٖ فَجَعَلَ یَاْکُلُ بِہٖ وَیَقُوْلُ نِعْمَ الْاِدَامُ ((نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

(۴۱۸۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن کے بارے میں دریافت کیا تو گھر والوں نے کہا سالن تو نہیں ہے البتہ سرکہ ہے آپ نے سرکہ منگوایا اور اس سے کھانا شروع کیا اور فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے۔ (مسلم)

توضیح: سرکہ ایک مشہور چیز ہے جو مختلف چیزوں سے بنایا جاتا ہے گنے کے رس کا بھی ہوتا ہے جامن کا سرکہ انگور کا سرکہ کھجور کا سرکہ وغیرہ بہت مشہور ہے۔

طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سرکہ نہایت مجفف اور سریع النفوذ ہے دواؤں کی قوت کو اعضاء میں پہنچاتا ہے اور گاڑھے خلطوں کا قاطع ہے اور لمطف بھی ہے اس میں گلاب اور روغن گل ملا کر کپڑا اس پر رکھنا دردسر حار والوں کو مفید اور سونگھنا بھی نزلہ حار اور دردسر گرم کو سود مند اور مقوی دماغ ہے اور اس کا بھپارہ پانی اور شکر ملا کے گلے اور حلق کے ورم کو جلا کر دور کرتا ہے قطور اس کا گرم گوش کا قاتل اور درد کا مسکن اور اس کی مسوڑھوں سے خون نکلنے کی دافع اور غرغرہ خناق کے لیے مفید اور اس کا کھانا غذا کو ہضم کرتا۔ بھوک کو بڑھاتا اور جامن کا سرکہ طحال کو بہت فائدہ کرتا ہے رسول اللہ ﷺ کا حکیمانہ فرمان نعم الادام الاخل رب کو شامل ہے۔

(٤١٨٤) وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَلْکَمْاَۃُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُھَا شِفَآءٌ لِّلْعَیْنِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ مِنَ الْمَنِّ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُوْسٰی علیہ السلام۔

(۴۱۸۴) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھنبی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے باعث شفا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کے ایک روایت میں ہے کہ یہ کماۃ اس من سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔

٤١٨١۔ صحیح بخاری کتاب الوضوء باب من لم یتوضا من لحم الشاۃ والسویق ٢٠٨۔ مسلم کتاب الحیض باب نسخ الوضوء مما مست النار ٣٥٥، ٧٩٣۔

٤١٨٢۔ صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الحلوی والعسل ٥٤٢١۔

٤١٨٣۔ صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب فضیلۃ الخل والتادم بہ ٢٠٥٢، ٥٣٥٢۔

٤١٨٤۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب المن شفاء العین ٥٧٠٨۔ مسلم کتاب الاشربۃ باب فضل الکماۃ ومداواۃ العین بھا ٢٠٤٩، ٥٣٤٢، ٥٣٤٦۔

(٤١٨٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۸۵) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تازی کھجور کو ککڑی کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی کھجور اور ککڑی دونوں ساتھ ساتھ کھاتے تھے اور ایک روایت میں فرمایا ہے کہ کھجور گرم ہے اور ککڑی سرد ہے باہم دونوں کے ملانے سے اعتدال پیدا ہو جاتا ہے جو مفید اور نفع بخش ہے۔

(٤١٨٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِيْ الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ اَطْيَبُ فَقِيْلَ اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا رَعَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۸۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مرظہران مقام میں تھے کہ ہم لوگ پیلو کے درخت کے پھلوں کو توڑنے لگے یہ دیکھ کر کہ آپؐ نے فرمایا: تم کالے کالے پھلوں کو توڑو کیونکہ وہ زیادہ لذیذ اور عمدہ ہوتا ہے آپ سے کہا گیا کیا آپ نے بکری چرائی ہے آپ نے فرمایا ہاں سب نبیوں نے بکری چرائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: پیلو ایک جنگلی درخت ہے جس کی مسواک بہت اچھی ہوتی ہے اس میں چھوٹے چھوٹے پھل بھی آتے ہیں بکریوں کے چرانے والے اس کے پھل کو اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہیں اس کا پھل پک کر سیاہ ہو جاتا ہے اور بہت ذائقہ دار ہوتا ہے اسی لیے آپ نے فرمایا کہ کالے پھل کو توڑو۔ کیونکہ اس درخت کے پھل سے چرواہے ہی زیادہ واقف ہوتے ہیں اسی لیے آپ سے پوچھا گیا کیا آپ نے بکری چرائی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں تمام نبیوں نے بکری چرائی ہے ترقی ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ہوتی رہتی ہے۔ جس نبی نے شروع میں بکری چرائی بعد میں اس کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کا چرواہا اور محافظ و مصلح بنایا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے برسوں حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو اجرت پر چرایا ہے اور اس میں حکمت یہ تھی موسیٰ علیہ السلام حلال غذا کھائیں اور عمل صالح کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے تنہائی اور خلوت کو حاصل کریں تاکہ لوگوں سے دوری ہو اور نہ زیادہ قربت خدا سے ہو۔ اور رعایا پروری اور غریبوں اور کمزوروں پر شفقت سیکھیں۔

(٤١٨٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ يَأْكُلُ مِنْهُ اَكْلًا ذَرِيْعًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۸۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اکڑوں بیٹھ کر کھجور کھاتے ہوئے میں نے دیکھا یعنی اکڑوں بیٹھ کر کھجوروں کو جلدی جلدی کھا رہے تھے۔ (مسلم)

(٤١٨٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۸۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دو کھجوروں کو ایک ساتھ اٹھا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت لے لی جائے۔ (بخاری و مسلم)

٤١٨٥۔ صحيح بخارى كتاب الاطعمة باب القثاء بالرطب ٥٤٤٠۔ مسلم كتاب الاشربة باب اكل القثاء بالرطب ٢٠٤٣، ٥٣٣٠.

٤١٨٦۔ صحيح بخارى كتاب الاطعمة باب الكباث وهو ورق الاراك ٥٤٤٣۔ مسلم كتاب الاشربة باب فضيلة الاسود من الكباث ٢٠٥٠، ٥٣٩٤.

٤١٨٧۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب استحباب تواضع الاكل وصفة قعوده ٢٠٤٤.

٤١٨٨۔ صحيح بخارى كتاب الشركة باب القران فى التمر بين الشركاء حتى يستاذن ٢٤٨٩۔ مسلم كتاب الاشربة باب نهى الاكل مع جماعة من قران تمرتين ٢٠٤٥، ٥٣٥٠.

توضیح: یعنی چند ساتھیوں کی مشترکہ کھجوریں ایک جگہ ہیں اور سب کھانے کے لیے ساتھ بیٹھ گئے اگر کوئی دو دو کھجوروں کو ایک ساتھ اٹھا اٹھا کر کھائے اور کوئی ایک ایک تو ایسی صورت میں کسی کا پیٹ جلدی بھرے گا کسی کا نہیں بھرے گا جس نے ایک ایک کھجور کھائی ہے اس کا نقصان ہوگا اسی لیے منع ہے اور اگر ساتھیوں کی اجازت ہو تو کائی مضائقہ نہیں ہے۔

(٤١٨٩) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((لَا یَجُوْعُ اَھْلُ بَیْتٍ عِنْدَ ھُمْ التَّمْرُ)) وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ یَا عَائِشَۃُ بَیْتٌ لَا تَمَرَ فِیْهِ جِیَاعٌ اَھْلُهٗ قَالَھَا مَرَّتَیْنِ اَوْثَلٰثًا۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

(۴۱۸۹) حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں کھجور ہو اس گھر والے بھوکے نہیں رہیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! جس گھر میں کھجور نہ ہو تو اس گھر والے بھوکے رہیں گے اس کو آپ ﷺ نے دو تین دفعہ فرمایا۔ (مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان صرف انہیں لوگوں کے لیے ہے جن کی خوراک عموماً کھجور ہی ہوتی ہے۔

(٤١٩٠) وَعَنْ سَعِیْدٍ ﷛ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمْرَاتٍ عَجْوَۃٍ لَمْ یَضُرَّہٗ ذٰلِكَ الْیَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۴۱۹۰) حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جس نے صبح کو سب سے پہلے عجوہ کھجور کے سات دانے کھا لیے تو اس دن اس کو نہ زہر نقصان دے گا نہ جادو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: نہایہ میں ہے کہ مدینے میں ایک کھجور ہے صیحانی کھجور سے بڑی ہوتی ہے اس کو عجوہ کہتے ہیں اس کے درخت کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لگایا تھا تو جس نے صبح کو ناشتے میں سات کھجور عجوہ کو کھالے گا تو نہ اس پر زہر کا اثر ہوگا اور نہ ہی جادو کا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے۔ اور آپؐ کے دست مبارک کی برکت ہے۔

(٤١٩١) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ فِیْ عَجْوَۃِ الْعَالِیَۃِ شِفَآءً وَّاِنَّھَا تِرْیَاقٌ اَوَّلَ الْبُكْرَۃِ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

(۴۱۹۱) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ کی عجوہ عالیہ کی کھجور باعث شفا ہے اور صبح سویرے کھانے میں تریاق ہے کہ زہر اثر نہیں ہوتا۔ (مسلم)

توضیح: عالیہ مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے جو مسجد قبا کے پاس ہے اس کے گردونواح کو عالیہ بولتے ہیں کیونکہ وہ جگہ بہ نسبت اور جگہوں کے اونچی ہے اور اس کے مدمقابل کو سافلہ کہتے ہیں اور ادنیٰ عالیہ مدینے سے تین کوس پر ہے اور اعلیٰ آٹھ کوس پر ہے اس اطراف میں کھجوروں کے بہت سے باغات ہیں اور یہ علاقہ اوروں کی بہ نسبت سرسبز و شاداب ہے۔

(٤١٩٢) وَعَنْھَا قَالَتْ كَانَ یَاتِیْ عَلَیْنَا الشَّھْرُ مَا تُوْقِدُ فِیْهِ نَارًا اِنَّمَا ھُوَا التَّمْرُ وَالْمَآءُ اِلَّا اَنْ یُّؤْتٰی بِاللُّحَیْمِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

(۴۱۹۲) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ ہم پر ایک مہینہ گزر جاتا اور گھر میں آگ نہیں جلتی تھی صرف پانی اور کھجور پر گزارا ہوتا تھا یا کوئی تحفے کے طور پر گوشت وغیرہ بھجوا دیتا۔ (بخاری و مسلم)

٤١٨٩۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب فی ادخال التمر ونحوہ من الاقوات للعیال ٢٠٤٦، ٥٣٣٦، ٥٣٣٧ .

٤١٩٠۔ صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب العجوة ٥٤٤٥۔ مسلم کتاب الاشربة باب فضل تمر المدینة ٢٠٤٧، ٥٣٣٩ .

٤١٩١۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب فضل تمر المدینة ٢٠٤٨، ٥٣٤١ .

٤١٩٢۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی واصحابه ٦٤٥٨۔ مسلم کتاب الزھد والرقائق ٢٩٧٢، ٧٤٤٩ .

(٤١٩٣) وَعَنْهَا قَالَتْ مَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ يَوْمَيْنِ مِنْ خُبْزِبُرٍّ اِلَّا وَاحِدُهُمَا تَمْرٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے گھرانے والے دو دن بھی گیہوں کی روٹی سے آسودہ نہیں ہوئے مگر ان دونوں میں سے ایک دن کھجور ضرور ہوتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

(٤١٩٤) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ کے انتقال کے وقت تک ہم لوگ کھجور اور پانی سے بھی آسودہ نہ ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اور اسودین۔ دو سیاہ چیز کو کہتے ہیں یہاں مراد پانی اور کھجور ہے۔ اور تغلیب کے طور پر اسودین استعمال کیا گیا ہے۔ جیسے والدین۔ قمرین وغیرہ۔

(٤١٩٥) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اَلَسْتُمْ فِيْ طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بَطْنَهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۹۵) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تم لوگ اس زمانے میں جس طرح چاہتے ہو کھاتے پیتے ہو اور کسی قسم کی تنگی نہیں ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ ردی کھجور اتنی نہیں پاتے تھے کہ اس سے پیٹ بھر سکیں اور اچھی طرح آسودہ ہو سکیں۔ (مسلم)

حضور ﷺ کو لہسن پسند نہیں تھا

(٤١٩٦) وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ اَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهٖ اِلَيَّ وَاِنَّهٗ بَعَثَ اِلَيَّ يَوْمًا بِقَصْعَةٍ لَمْ يَاْكُلْ مِنْهَا لِاَنَّ فِيْهَا ثُوْمًا فَسَاَلْتُهٗ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ ((لَا وَلٰكِنْ اَكْرَهُهٗ مِنْ اَجْلِ رِيْحِهٖ)) قَالَ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ مَاكَرِهْتَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۱۹۶) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو اس میں سے کھا لیتے اور بچا ہوا کھانا میرے پاس بھیج دیتے تھے تو ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ پیالے میں کھانا رکھ کر میں نے آپ ﷺ کے پاس بھیجا مگر آپ ﷺ نے کھایا یا نہیں اسی پیالے میں کھانا واپس کر دیا کیونکہ اس کھانے میں لہسن پڑا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ لہسن حرام ہے آپ نے فرمایا حرام تو نہیں ہے لیکن اس کی بو مجھ کو پسند نہیں ہے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو چیز آپ پسند نہیں کرتے میں بھی پسند نہیں کرتا۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث کے راوی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں جن کا نام خالد ہے۔ بخار خاندان سے ان کا تعلق ہے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی ان منتخب بزرگان مدینہ میں سے ہیں جنہوں نے عقبہ کی گھاٹی میں جا کر آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی تھی۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ مکہ سے دولت ایمان لے کر پلٹے تو ان کی فیاض طبعی نے گوارہ نہ کیا کہ اس نعمت کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھیں چنانچہ اپنے اہل و عیال اعزہ و اقارب اور دوست و احباب کو ایمان کی تلقین کی اور اپنی بیوی کو حلقۂ توحید میں داخل کیا۔

٤١٩٣۔ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب كيف كان عيش النبی واصحابه ٦٤٥٥۔ مسلم كتاب الزهد والرقائق ٢٩٧١،٧٤٤٨.

٤١٩٤۔ صحيح بخاری كتاب الاطعمة باب من اكل حتى شبع ٦٤٥٥۔ مسلم كتاب الزهد والرقائق ٢٩٧٥،٧٤٥٥.

٤١٩٥۔ صحيح مسلم كتاب الزهد والرقائق ٢٩٧٧،٧٤٥٩.

٤١٩٦۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب اباحة اكل الثوم ٢٠٥٣،٥٣٥٦.

خدا نے اہل مدینہ کے قبول دعوت سے اسلام کو ایک باامن جگہ عطا کر دیا اور مسلمان مہاجرین مکہ اور اطراف سے آ کر مدینہ میں پناہ گزیں ہوئے لیکن جو وجود مقدس قریش کی ستم گاریوں کا حقیقی نشانہ تھا وہ اب تک ستم گاروں کے حلقہ میں تھا۔ آخر ماہ ربیع الاول میں نبوت کے تیرہویں سال وہ بھی عازم مدینہ ہوا۔ اہل مدینہ بڑی بے تابی سے آنحضرت ﷺ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے انصار کا ایک گروہ جس میں حضرت ابوایوب بھی تھے روزانہ حرہ تک جو مدینہ سے تین چار میل ہے صبح اٹھ کر جاتا تھا اور دوپہر تک حضور کا انتظار کر کے نامراد واپس آ جاتا تھا ایک روز اسی طرح یہ لوگ بے نیل و مرام واپس ہو رہے تھے کہ ایک یہودی نے دور سے آنحضرت ﷺ کو قرینہ سے پہچان کر انصار کو تشریف آوری کا مژدہ سنایا۔ انصار جن میں بنو بخار سب سے پیش پیش تھے ہتھیار سج سج کر خیر مقدم کے لیے آگے بڑھے۔

مدینہ سے متصل ہی قباء نام ایک آبادی تھی آنحضرت ﷺ کچھ دنوں تک قباء میں رونق افروز رہے اس کے بعد مدینہ کا عزم فرمایا۔ اللہ اکبر مدینہ کی تاریخ میں یہ ایک عجیب دن تھا بنو بخار اور تمام انصار ہتھیاروں سے آراستہ دور دور تک صف بستہ تھے رؤسا اپنے اپنے محلوں میں قرینے سے ایستادہ تھے پردہ نشین خواتین گھر سے باہر نکل آئیں تھیں مدینہ کے حبشی غلام جوش مسرت میں اپنے اپنے فوجی کرتب دکھا رہے تھے۔ خاندان بنو بخار کی لڑکیاں دف بجا بجا کر فطلع البدر علینا کا ترانہ خیر مقدم گا رہی تھیں۔ غرض اس شان شکوہ سے آنحضرت ﷺ کا شہر میں داخلہ ہوا کہ دواع کی گھاٹیاں مسرت کے ترانوں سے گونج اٹھیں اور مدینہ کے روزنہائے دیوار نے اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھا کہ جو اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اب ہر شخص منتظر تھا کہ دیکھیں میزبان دو عالم کی مہمانی کا شرف کس کو حاصل ہوتا ہے؟ جدھر سے آپ کا گزر ہوتا لوگ اھلا وسھلا مرحبا کہتے ہوئے آگے بڑھتے اور عرض کرتے کہ حضورؐ یہ گھر حاضر ہے لیکن کارکنا قضا و قدر نے اس شرف کے لیے جس کو تاکا تھا وہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا کاشانہ تھا۔

آنحضرت ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ((خلوا سبیلها فانها مامورة.)) ''یعنی اونٹنی کو آزاد چھوڑ دو وہ خدا کی جانب سے کود منزل تلاش کر لے گی۔'' امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس وقت آنحضرت ﷺ پر وحی کی حالت طاری تھی اور آپ اپنے قیام کی تجویز میں حکم الٰہی کے منتظر تھے آخر ندائے وحی نے تسکین کا سرمایہ بہم پہنچایا اور ناقہ قصواء نے خانہ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے سامنے سفر کی منزل ختم کی۔ حضرت ابوایوبؓ سامنے آئے اور درخواست کی کہ میرا گھر قریب ہے۔ اجازت دیجیے اسباب اتارلوں اور امیدواروں کا ہجوم ابھی باقی تھا اور لوگوں کا اصرار اجازت سے مانع تھا آخر لوگوں نے قرعہ ڈالا حضرت ابوایوبؓ کو اس فخر لازوال کے حصول سے جو مسرت ہوئی ہوگی اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تقریبا ٦ مہینے تک فروکش رہے اس عرصہ میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے نہایت عقیدت مندانہ جوش کے ساتھ آپ کی میزبانی کی ان کے مکان کے اوپر نیچے دو حصے تھے انہوں نے اوپر کا حصہ آنحضرت ﷺ کے لیے مخصوص کیا لیکن آپ نے اپنی اور اپنے زائرین کی آسانی کی خاطر نیچے کا حصہ پسند فرمایا۔

ایک مرتبہ اتفاق سے کھوئے پر پانی کا جو گھڑا تھا ٹوٹ گیا چھت معمولی تھی ڈر تھا کہ پانی نیچے ٹپکے گا اور آنحضرت ﷺ کو تکلیف ہوگی گھر میں میاں بیوی کو اوڑھنے کے لیے ایک ہی لحاف تھا۔ دونوں نے لحاف پانی پر ڈال دیا تا کہ پانی جذب ہو کر رہ جائے بایں ہمہ یہ تکلیف ان میزبانوں کے لیے کوئی تکلیف نہیں تھی کہ اسلام کی خاطر بڑی بڑی اور شدید تکلیفوں کے تحمل کا وہ عزم کر چکے تھے تاہم یہ خیال کہ وہ اوپر اور خود حامل وحی نیچے ہیں۔ ایسا سوہان روح تھا جس نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اور ام ایوب رضی اللہ عنہا کو ایک دفعہ شب بھر بیدار رکھا اور دونوں میاں بیوی نے اس سوء ادب کے خوف سے چھت کے کونوں میں بیٹھ کر رات بسر کی صبح کو حضرت ابوایوبؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور رات کا واقعہ عرض کیا اور درخواست کی حضور ﷺ اوپر اقامت فرمائیں اور جاں نثار نیچے رہیں گے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے درخواست منظور فرمالی اور بالا خانے پر تشریف لے گئے۔

آنحضرت ﷺ جب تک ان کے مکان میں تشریف فرما رہے عموماً انصار یا خود حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روزانہ کھانا بھیجا کرتے تھے کھانے سے جو کچھ بچ جاتا۔ آپ حضرت ابوایوبؓ کے پاس بھیج دیتے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی انگلیوں کے نشان دیکھتے اور جس طرف سے آنحضرت ﷺ نے نوش فرمایا ہوتا' وہیں انگلی رکھتے اور کھاتے۔ ایک دفعہ کھانا واپس آیا تو معلوم ہوا کہ حضورؐ نے تناول نہیں فرمایا مضطربانہ خدمت اقدس میں پہنچے اور نہ کھانے کا سبب دریافت کیا ارشاد ہوا کہ کھانے میں لہسن تھا اور میں لہسن پسند نہیں کرتا حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا انی اکرہ ما تکرہ جو آپ کو ناپسند ہو یا رسول اللہ ﷺ میں بھی اس کو پسند کروں گا۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مجموعہ اخلاق میں تین چیزیں سب سے نمایاں تھیں۔ حب رسولؐ۔ جوش ایمان۔ اور حق گوئی۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت ابوایوبؓ کو جو محبت تھی اور حضرت رسالت مآبؐ کے ساتھ جو ادب ملحوظ رکھتے تھے۔ میزبانی کے ذکر میں وہ نمایاں واقعات گزر چکے ہیں۔

وفات نبوی ﷺ کے بعد جاں نثاروں کے لیے روضہ اقدسؐ کے سوا اور کیا شئے وجہ تسلی ہو سکتی تھی؟ ایک دفعہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ روضہ اطہر پر تشریف رکھتے تھے اور اپنا چہرہ ضریح اقدس سے مس کر رہے تھے اس زمانے میں مروان مدینے کا گورنر تھا وہ آ گیا اس کو یہ فعل بظاہر خلاف سنت نظر آیا لیکن حضرت ابوایوبؓ سے زیادہ مروان واقف رموز نہ تھا اصل اعتراض کو سمجھ کر آپ نے فرمایا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اینٹ اور پتھر کے پاس نہیں۔

جوش ایمان کا تماشا آپ اوپر دیکھ چکے ہیں غزوات نبوی میں سے کسی بھی غزوہ سے وہ غیر حاضر نہیں رہے ہیں اسی کی عمر میں مصر کی راہ سے بحر روم کو عبور کر کے قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف تھے اور وہیں آپ کا مدفن ہے۔

حق گوئی کا یہ عالم تھا کہ حکومت و امارت کا شان و دبدبہ بھی اس سے باز نہیں رکھتا تھا ایک دفعہ مصر کے گورنر عقبہ بن عامر جہنی نے جو خود صحابی تھے کسی سبب سے مغرب کی نماز میں دیر کر دی حضرت ابوایوبؓ نے اٹھ کر پوچھا ھٰذا الصلوٰۃ یا عقبۃ؟ عقبہ یہ کیسی نماز ہے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کہ کام کی وجہ سے دیر ہو گئی آپ نے کہا تم صاحب رسول اللہ ہو تمہارے اس فعل سے لوگوں کو گمان ہو گا کہ شاید آنحضرت ﷺ اسی وقت نماز پڑھتے تھے حالانکہ آنحضرت ﷺ نے مغرب کے وقت تعجیل کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے کسی جنگ میں چار قیدیوں کو ہاتھ پاؤں بندھوا کر قتل کرا دیا حضرت ابوایوبؓ انصاری کو خبر ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اس قسم کے وحشیانہ قتل سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے اور میں اس طرح مرغ کا بھی مارنا پسند نہیں کرتا۔

غزوہ روم کے زمانے میں جہاز میں بہت سے قیدی افسر تقسیمات کی نگرانی میں تھے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ ایک عورت بھی ہے جو زار زار رو رہی ہے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے سبب پوچھا لوگوں نے کہا کہ اس کا بچہ اس سے چھین کر الگ کر دیا گیا ہے حضرت ابوایوبؓ نے لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر عورت کے ہاتھ میں دے دیا۔ افسر نے اس کی شکایت کی امیر نے باز پرس کی تو بولے رسول اللہ ﷺ نے اس طریقہ ستم کی ممانعت فرمائی ہے اور بس۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی حریت ضمیر کا یہ فطری تقاضا تھا کہ جو بات اسلام کے خلاف دیکھیں اس پر لوگوں کو متنبہ کریں چنانچہ جب وہ شام اور مصر تشریف لے گئے اور وہاں پائخانے قبلہ رد بنے ہوئے تھے تو بار بار کہا کہ کیا کہوں پاخانے قبلہ رو بنے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ

نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حیا کا یہ حال تھا کہ کنویں پر نہاتے تو چاروں طرف کپڑا تان لیتے تھے۔

(سیر انصار)

اور باقی ان کے دلچسپ حالات سیر الصحابہ میں ملاحظہ فرمایئے۔

(٤١٩٧) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْبَصَلًا فَلْيَعْتَزِ لْنَا اَوْقَالَ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا اَوْلِيَقْعُدْ فِیْ بَيْتِهٖ)) وَاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَقَالَ قَرِّبُوْهَا اِلٰى بَعْضِ اَصْحَابِهٖ وَقَالَ ((كُلْ فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَا تُنَاجِیْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۱۹۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کچا لہسن کھا کر آئے تو وہ ہم سے کنارہ کش رہے اور ہماری مسجدوں میں نہ آئے بلکہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ہانڈی لائی گئی جس میں سبزیاں تھیں یعنی لہسن پیاز وغیرہ اس میں سے آپ نے ایک بو محسوس کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو میرے بعض دوستوں کے قریب کر دو وہ کھا لیں کیونکہ میں ایسے لوگوں سے ہم کلام ہوتا ہوں جن سے یہ ہم کلام نہیں ہوتے' فرشتوں سے' تو اگر میں پیاز لہسن وغیرہ کھالوں تو فرشتوں کو تکلیف پہنچے گی۔ (بخاری و مسلم)

(٤١٩٨) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۱۹۸) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے غلے کو اور کھانے کی چیز کو ناپ لیا کرو اس میں تم کو برکت دی جائے گی۔ (بخاری)

توضیح: یعنی کھانے کی چیز غلے کو خریدنے اور بیچنے اور معاملات کے وقت میں ناپ تول لیا کرو اس میں اللہ تعالیٰ برکت دے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا جائے یا اپنے کھانے کے لیے پکایا جائے اس کے ناپ تول کی ضرورت نہیں۔

کھانے کے بعد حضور کیا دعا فرماتے تھے؟

(٤١٩٩) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهٗ قَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۱۹۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھا کر فارغ ہو جاتے اور دسترخوان اٹھا لیا جاتا تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.)) "سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت تعریف ہے۔ اے رب! پھر بھی وہ تیرے لیے کافی نہیں ہے اور نہ چھوڑی گئی اور نہ اس سے بے پرواہی کی گئی۔" (بخاری)

(٤٢٠٠) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاْكُلَ

(۴۲۰۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش رہتا ہے جو ایک لقمہ کھانا کھاتا اس پر الحمد للہ

٤١٩٧ـ صحیح بخاری کتاب الاذان باب ما جاء فی الثوم النبی والبصل والکراث ٨٥٥ـ مسلم کتاب الزھد باب نھی من اکل ثوما او بصلا او کراثاً ٥٦٤ .

٤١٩٨ـ صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما یستحب من الکیل ٢١٢٨ .

٤٢٠٠ـ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب استحباب حمد اللہ تعالیٰ بعد الاکل والشرب ٢٧٣٤ . ٤١٩٩ـ صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب ما یقول اذا فرغ من طعامه ٥٤٥٨ .

الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهٗ عَلَيْهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَيْ عَائِشَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا فِيْ بَابِ فَضْلِ الْفُقَرَآءِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .

کہتا ہے اور ایک گھونٹ پانی پیتا ہے اس پر الحمد للہ کہتا ہے۔ (مسلم) فقراء کی فضیلت کے باب میں اور آگے ہم ان شاء اللہ عائشہؓ اور ابو ہریرہؓ کی وہ دونوں حدیثیں بیان کریں گے جس کے اندر یہ ذکر ہے کہ آل محمدؐ نے سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ دنیا سے کوچ کر گئے۔

توضیح: ہم حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی اس حدیث کو آئندہ چل کر لکھیں گے جس کے شروع میں یہ الفاظ ہیں: ماشبع اٰل محمد ﷺ وخرج النبی ﷺ من الدنیا فی باب فضل الفقراء ان شاء اللّٰه .

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

بسم اللہ کہنے سے ہر کام میں برکت ہوتی ہے

(٤٢٠١) عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ ؓ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُرِّبَ طَعَامٌ فَلَمْ اَرَطَعَامًا كَانَ اَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْهُ اَوَّلَ مَا اَكَلْنَا وَلَا اَقَلَّ بَرَكَةً اٰخِرِهٖ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ هٰذَا قَالَ ((اِنَّا ذَكَرْنَا اِسْمَ اللّٰهِ حِيْنَ اَكَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ اَكَلَ وَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ فَاَكَلَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ)) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ .

(۴۲۰۱) حضرت ابو ایوب ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو اس کھانے میں اتنی زیادہ برکت ہوئی کہ اتنی برکت ہم نے کسی کھانے میں نہیں دیکھی۔ یعنی کھانے کے شروع میں بہت برکت دیکھی اور کھانے کے آخر میں بے برکتی دیکھی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جب ہم نے کھانا شروع کیا تھا یعنی اللہ کا نام لے کر پھر بعد میں کچھ ایسے لوگ شریک ہو گئے جنہوں نے بغیر بسم اللہ کہے کھانا شروع کر دیا تو ان کے ساتھ شیطان کھانے لگا اس وجہ سے بے برکتی ہو گئی۔ (شرح السنہ)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کہہ کے کھانے میں بڑی برکت ہوتی ہے۔

(٤٢٠٢) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَنَسِيَ اَنْ يَّذْكُرَ اللّٰهَ عَلٰى طَعَامِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ .

(۴۲۰۲) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کھانے کے درمیان اسے جب یاد آ جائے تو اسے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ کہہ لینا چاہیے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(٤٢٠٣) وَعَنْ اُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَاْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا

(۴۲۰۳) حضرت امیہ بن مخشی ؓ نے کہا کہ ایک شخص نے کھانے کے شروع میں بسم اللہ نہیں کہا جب ایک لقمہ باقی رہ گیا تب اسے یاد آیا تو اس

٤٢٠١۔ اسناده ضعيف۔ شرح السنة ١١/ ٢٧٥ ح ٢٨٢٤ وشمائل ترمذی ١٨٧ حبیب بن اوس مجہول الحال اور ابن لہیعہ مدلس ہے۔

٤٢٠٢۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب التسمية على الطعام۔ ٣٧٦٨۔ ترمذی كتاب الاطعمة باب ما جاء فی التسمية على الطعام۔ ١٨٥٨ .

٤٢٠٣۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب التسمية على الطعام ٣٧٦٨۔ مثنیٰ بن عبدالرحمٰن الخزاعی مجہول الحال راوی ہے۔

لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰی فِیْهِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ فَضَحِكَ النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ مَازَالَ الشَّیْطَانُ یَاْكُلُ مَعَهٗ فَلَمَّا ذَكَرَاسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَآءَ مَا فِیْ بَطْنِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

نے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ کہا تو رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ ہنس پڑے اور یہ فرمایا کہ جب بغیر بسم اللہ کہے کھا رہا تھا تو شیطان بھی اس کے ساتھ کھا رہا تھا جب بسم اللہ یاد کرنا اور اس نے بسم اللہ کہا تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا اس کو قے کر کے نکال دیا۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی بسم اللہ والا کھانا شیطان کو ہضم نہیں ہوا۔

کھانے کے اختتام پر اللہ کا ذکر کرنا

(٤٢٠٤) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَ فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۰۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تھے تو یہ دعاء پڑھتے تھے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ.)) (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

(٤٢٠٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۴۲۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانا کھا کر شکر یہ ادا کرنے والا صابر روزے دار کی طرح ہے۔ (ترمذی)

(٤٢٠٦) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ سِنَانَ بْنِ سَنَّةَ عَنْ اَبِیْهِ.

(۴۲۰۶) اور اس حدیث کو ابن ماجہ اور داری نے سنان بن سنہ سے اس نے اپنے والد سے بیان کیا ہے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لئن شكرتم لازيدنكم﴾ ''اگر اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کرو گے تو تم کو زیادہ سے زیادہ نعمتیں عطا کریں گے۔'' شکرگزاری کا کھانے کے وقت میں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ بسم اللہ کر کے یعنی اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرنا چاہیے۔ اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہنا اور ہر ہر لقمے پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا یہ شکر کا اعلیٰ درجہ ہے روزہ رکھنے والا اور روزے میں خواہشات نفس کو باز رکھنے والا خدا کو بڑا پیارا ہے یہ سب خوبیاں کھانا کھا کر الحمد للہ کہنے سے حاصل ہو جاتیں ہیں۔

(٤٢٠٧) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَكَلَ اَوْ شَرِبَ قَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۲۰۷) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے اور پانی پیتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا.)) تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے کھلایا اور سیراب کیا اور اس کے نگلنے کے لائق کر دیا اور اس کے نکلنے کے لیے راستہ بنا دیا۔ (ابوداؤد)

٤٢٠٤۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب ما یقول الرجل اذا طعم ٣٨٥٠۔ ابن ماجه کتاب الاطعمة باب ما یقول اذا فرغ من الطعام ٣٢٨٣۔ ترمذی کتاب الدعوات ما یقول اذا فرغ من الطعام ٣٤٥٦۔ شمائل ترمذی ١٩٠۔ اسماعیل بن ریاح اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں۔

٤٢٠٥۔ حسن۔ سنن ابن ماجه کتاب الصیام باب فیمن قال الطاعم الشکر کالصالم الصابر ١٧٦٤۔ دارمی کتاب الاطعمة باب الشکر علی الطعام ٢/ ١٣٠ ح ٢٠٢٤.

٤٢٠٦۔ اسناده صحیح ۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب ما یقول الرجل اذا طعم۔ ٣٨٥١.

٤٢٠٧۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب ما یقول الرجل اذا طعم۔ ٣٨٥١.

(٤٢٠٨) وَعَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرٰةِ اِنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۲۰۸) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے توریت شریف میں پڑھا ہے کہ کھانے کے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنے یعنی ہاتھ منہ دھو لینے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

(٤٢٠٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ مِنَ الْخَلَآءِ فَقُدِّمَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوْا اَلَا نَأْتِيْكَ بِوُضُوْءٍ قَالَ اِنَّمَا ((اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَى الصَّلٰوةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۲۰۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے قضائے حاجت کر کے باہر تشریف لائے تو آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا لوگوں نے کہا کہ کیا ہم وضو کا پانی نہ لائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوں تو وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(٤٢١٠) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

(۴۲۱۰) ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق وارجلكم الى الكعبين﴾ یعنی جب تم نماز پڑھنے کے ارادے سے کھڑے ہو تو وضو کر لو۔'' اور بیت الخلاء سے باہر نکلنے کے وقت کھانے کے لیے وضو شرعی کرنے کا حکم وجوبی نہیں ہے اگر آپ اس وقت کر لیتے تو لوگ یہی سمجھتے کہ کھانے سے پہلے شرعی وضو ضروری ہے اس لیے آپ نے اس وقت وضوء کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

برتن کے کنارے سے کھانا

(٤٢١١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اُتِيَ بِقَصْعَةٍ مِنْ ثَرِيْدٍ فَقَالَ ((كُلُوْا مِنْ جَوَانِبِهَا وَلَا تَاْكُلُوْا مِنْ وَسْطِهَا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِيْ وَسْطِهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَقَالَ ((اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَاْكُلْ مِنْ اَعْلَى الصَّحْفَةِ وَلٰكِنْ يَاْكُلُ مِنْ اَسْفَلِهَا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ اَعْلَاهَا.))

(۴۲۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثرید کا پیالہ لا کر رکھا گیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اس کے کنارے کنارے سے کھاؤ اور درمیان میں سے مت کھاؤ کیونکہ درمیان میں برکت خداوندی اترتی ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ داری) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جب تم کھانے کا ارادہ کرو تو برتن کے اوپر سے مت کھاؤ بلکہ نیچے سے کھاؤ کیونکہ اوپر برکت نازل ہوتی ہے۔

٤٢٠٨ـ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب فی غسل اليد قبل الطعام۔ ٣٧٦١۔ ترمذی كتاب الاطعمة باب ما جاء فی الوضوء قبل الطعام وبعده ١٨٤٦ ـ قیس بن ربیع ضعیف راوی ہے۔

٤٢٠٩ـ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب فی غسل اليدين عند الطعام۔ ٣٧٦٠۔ ترمذی كتاب الاطعمة باب فی ترك الوضوء قبل الطعام۔ ١٨٤٧ ـ نسائی كتاب الطهارة باب الوضوء لكل صلاة ١٣٢ .

٤٢١٠ ـ صحيح۔ سنن ابن ماجه كتاب .... ٣٢٦١ .

٤٢١١ ـ حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب ما جاء فی الاكل من اعلى الصحفة ٣٧٧٢۔ ترمذی كتاب الاطعمة باب ما جاء فی كراهية الاكل من وسط الطعام۔ ١٨٠٥ ـ ابن ماجه كتاب الاطعمة باب النهی عن الاكل من ذروة الثريد ٣٢٧٧۔ دارمی كتاب الاطعمة باب النهی عن الاكل وسط الثريد ٢/ ١٣٧ ح ٢٠٤٦ .

توضیح: کھانے کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اپنے سامنے سے کھانا چاہیے' برتن کے درمیان والے حصے میں سے یا دوسرے کے سامنے سے اٹھا کر کھانا ادب کے خلاف ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ برتن کے بیچ کا حصہ برکت کے اترنے کی جگہ ہے اور ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں کہ روٹی کو توڑ کر شوربے میں ملا کر بھگو لیا جائے یا پکا لیا جائے اور اسے مالیدہ جیسا بنا لیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کی انکساری

(٤٢١٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَارُاِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۲۱۲) حضرت عبداللہ عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تکیہ لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اور نہ آپ کے پیچھے دو آدمی کو چلتے ہوئے دیکھا گیا بلکہ از راہ خاکساری آپ پیچھے پیچھے چلتے تھے اور دوسروں کو اپنے آگے چلنے کا حکم دیتے تھے کیونکہ آپ راعی اور نگراں ہوتے تھے اور راعی عموماً پیچھے پیچھے ہی چلتا ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٢١٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ وَهُوَا فِي الْمَسْجِدِ فَاَكَلَ وَاَكَلْنَا مَعَهٗ وَلَمْ نَزِدْ عَلٰى اَنْ مَسَحْنَا اَيْدِيَنَا بِالْحَصْبَاءِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۱۳) حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپؐ کے سامنے روٹی اور گوشت لایا گیا آپ نے کھایا ہم لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ کھایا پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور ہم نے بھی نماز پڑھی ہم نے اپنے ہاتھوں کو کنکریوں میں پونچھ لیا اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا۔ یعنی نہیں دھویا۔ (ابن ماجہ) اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کے بعد پانی سے ہاتھ دھونا ضروری نہیں اگر رومال وغیرہ میں پونچھ لے تو کافی ہے۔

(٤٢١٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے گوشت لایا گیا اس میں سے آپ نے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا لیا اور دانتوں سے نوچ نوچ کر کھانا شروع کیا اور دست کا گوشت آپ کو پسند تھا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

(٤٢١٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ فَاِنَّهٗ مِنْ صُنْعِ الْاَعَاجِمِ وَانْهَسُوْهُ فَاِنَّهٗ اَهْنَأُ وَاَمْرَأُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَا لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ.

(۴۲۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھری سے گوشت کاٹ کر مت کھاؤ کیونکہ یہ عجمیوں کی عادت ہے تم دانتوں سے نوچ نوچ کر کھاؤ کیونکہ دانت سے چبا چبا کر گوشت کھانے میں زیادہ ذائقہ بھی محسوس ہوتا ہے اور جلدی ہضم بھی ہوتا ہے۔ (ابوداؤد۔ بیہقی)

٤٢١٢۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب ما جاء فی الاكل متكئاً ٣٧٧٠.

٤٢١٣۔ اسناده صحيح۔ سنن ابن ماجه كتاب الاطعمة باب الاكل فی المسجد ٣٣٠٠.

٤٢١٤۔ حسن۔ سنن الترمذی كتاب الاطعمة باب ما جاء فی ای اللحم كان احب الی رسول الله ١٨٣٧۔ ابن ماجه كتاب الاطعمة باب اطالب اللحم ٣٣٠٧.

٤٢١٥۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب فی كل اللحم ٣٧٧٨۔ شعب الايمان ٥٨٩٨۔ ابومعشر نجیح ضعیف ہے۔

(٤٢١٦) وَعَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ ؓ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَلَنَا دَوَالٍ مُعَلَّقَةٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ وَعَلِيٌّ مَعَهُ يَأْكُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ ((مَهْ يَاعَلِيُّ فَإِنَّكَ فَاقَةٌ)) قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَشَعِيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا عَلِيُّ ((مِنْ هٰذَا فَأَصِبْ فَإِنَّهُ أَوْفَقُ لَكَ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۱۶) حضرت ام منذر ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت علی ؓ بھی تھے تو ہمارے یہاں کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس لٹکے ہوئے کھجور کے کو کھانا شروع کیا اور حضرت علی ؓ بھی کھانے لگے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم مت کھاؤ کیونکہ تم بیماری سے ابھی اٹھے ہو اور بیماری کی کمزوری ابھی باقی ہے اس وقت کھجور کا کھانا تمہارے لیے مناسب نہیں ہے۔ تو ہم نے ایک ہانڈی میں جو اور چقندر ڈال کر تیار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی! تم یہ کھاؤ یہ تمہارے لیے مناسب ہے۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

کھانے کا برتن اچھی طرح صاف کیا جائے

(٤٢١٧) وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

(۴۲۱۷) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کھرچن پسند تھی۔ (ترمذی۔ بیہقی)

توضیح: بعض لوگ کھرچن کو از راہ تکبر پھینک دیتے ہیں اور اس کے کھانے کو اچھا نہیں سمجھتے لیکن رسول اللہ ﷺ کو یہ چیز مرغوب تھی۔

(٤٢١٨) وَعَنْ نُبَيْشَةَ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَكَلَ فِيْ قَصْعَةٍ فَلَحِسَهَا اِسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۴۲۱۸) نبیشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی کسی پیالے یا برتن میں کھائے اور اس کو چاٹ کر صاف کر دے تو وہ برتن اس کے لیے دعائے استغفار کرتا ہے۔ (احمد' ابن ماجہ' دارمی)

(٤٢١٩) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ بَاتَ وَفِيْ يَدِهٖ غَمَرٌ لَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۱۹) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بغیر ہاتھ دھوئے رات کو سو گیا اس کے ہاتھ میں کھانے کی چکنائی وغیرہ لگی ہوئی ہو اور رات کو کسی جانور یا چوہا۔ بلی وغیرہ نے تکلیف پہنچائی تو وہ اپنے آپ کو لعنت ملامت کرے۔ (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ)

٤٢١٦۔ حسن۔ مسند احمد ٦/ ٣٦٤۔ سنن الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الحمية ٢٠٣٧۔ ابن ماجه کتاب الطب باب الحمية ٣٤٤٢.

٤٢١٧۔ صحيح۔ مسند احمد ٣/ ٢٢٠۔ شمائل الترمذی ١٨٣۔ شعب الايمان ٥٩٢٤۔ حاكم ٤/ ١١٦.

٤٢١٨۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ٥/ ٧٦۔ سنن الترمذی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی اللقمة تسقط ١٨٠٤۔ ابن ماجه كتاب الاطعمة باب تنقية الصفحة ٣٢٧١۔ دارمی کتاب الاطعمة باب لعق الصحفة ٢/ ١٣١ ح ٢٠٢٧.

٤٢١٩۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب فی غسل البد من الطعام ٣٨٥٢۔ ترمذی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی کراهية البيوتة وفی يده ريح غمر ١٨٦٠۔ ابن ماجه کتاب الاطعمة باب من بان وفيد يده ريح غمر ٣٢٩٧.

رسول کریم ﷺ کی چند پسندیدہ غذائیں

(٤٢٢٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الثَّرِيْدَ مِنَ الْخُبْزِ وَالثَّرِيْدَ مِنَ الْحَيْسِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۲۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کھانوں میں سے ثرید کھانا پسند تھا اور حلووں میں سے کھجور کا حلوہ آپ کو زیادہ مرغوب تھا۔(ابوداؤد)

(٤٢٢١) وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ نِالْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُوْا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

(۴۲۲۱) حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیتون کھایا کرو اور اس کا تیل بھی استعمال کرو کیونکہ یہ برکت والے درخت سے پیدا ہوتا ہے۔(ترمذی'ابن ماجہ'دارمی)

توضیح: زیتون ایک مشہور درخت کا پھل ہے جو عرب ممالک میں کثرت سے پیدا ہوتا ہے قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے بلکہ قسم کھائی ہے کہ ﴿والتين والزيتون﴾''قسم ہے انجیر اور زیتون کی'' اور سورہ نور میں لفظ ﴿من شجرة مباركة زيتونة﴾ ''بابرکت درخت زیتون کے تیل سے وہ چراغ جلایا جاتا ہے زیتون کے درخت کو اللہ تعالیٰ نے برکت والا درخت بتایا ہے اسی لفظ سے زیتون کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

(٤٢٢٢) وَعَنْ اُمِّ هَانِئٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((اَعِنْدَكِ شَيْءٌ)) قُلْتُ لَا اِلَّا خُبْزٌ يَابِسٌ وَخَلٌّ فَقَالَ ((هَاتِيْ مَا اَقْفَرَ بَيْتٌ مِنْ اُدُمٍ فِيْهِ خَلٌّ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(۴۲۲۲) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا صرف سوکھی روٹی اور سرکہ ہے اور کچھ نہیں' یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں سرکہ ہے وہ گھر سالن سے خالی نہیں ہے بلکہ سرکہ ہی سالن کے لیے کافی ہے۔(ترمذی)

(٤٢٢٣) وَعَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً فَقَالَ هٰذِهٖ اِدَامُ هٰذِهٖ وَاَكَلَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۲۲۳) حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور کا ایک دانہ رکھ لیا اور یہ فرمایا کہ اس کا یہ سالن ہے' تو کھا لیا۔(ابوداؤد)

(٤٢٢٤) وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا اَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُنِيْ فَوَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيَّ

(۴۲۲۴) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا تھا نبی ﷺ بیمار پرسی کے لیے میرے پاس تشریف لائے تو آپ نے اپنا ہاتھ

(٤٢٢٠) ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب فی اكل الثريد ٣٧٨٣۔ رجل من اہل البصرہ مجہول ہے۔

٤٢٢١۔ حسن۔ سنن الترمذی كتاب الاطعمة باب ما جاء فی اكل الزيت ١٨٥١' ١٨٥٢۔ ابن ماجه كتاب الاطعمة باب الزيت ٣٣١٩۔ دارمی كتاب الاطعمة باب فضل الزيب ٢/ ١٣٩ ح ٢٠٥٢.

٤٢٢٢۔ حسن۔ سنن الترمذی كتاب الاطعمة باب ما جاء فی الخل ١٨٤١.

٤٢٢٣۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الايمان والنذور باب الرجل بحلف ان يتادم ٣٢٥٩' ٣٨٣٠۔ یحیٰ بن العلاء متروک راوی ہے۔

٤٢٢٤۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب ثمرة العجوة ٣٨٧٥۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ مجاہد نے سیدنا سعد سے نہیں سنا۔

حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَهَا عَلٰی فُؤَادِیْ وَقَالَ ((اِنَّكَ رَجُلٌ مَفْؤُدٌ وَائْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلَدَةَ اَخَاثَقِیْفٍ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ یَتَطَبَّبُ فَلْیَاْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِیْنَةِ فَلْیَجَاْهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِیَلُدَّكَ بِهِنَّ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

میرے سینے پر رکھا یہاں تک کہ میں نے آپ کے ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔ پھر فرمایا کہ تمہارے دل میں کچھ تکلیف ہے تم حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ' وہ طبیب آدمی ہے وہ مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں اور گٹھلی سمیت ان کو کوٹ ڈالے تو ان کو تیرے منہ میں ڈال دے یعنی تم کو کھلا دے۔ (ابوداؤد)

(٤٢٢٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یَاْكُلُ الْبِطِّیْخَ بِالرُّطَبِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَزَادَ اَبُوْدَاوُدَ وَیَقُوْلُ یُكْسَرُ حَرُّ هٰذَا اَوْ بَرْدُهٰذَا بِحَرِّهٰذَا وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

(۴۲۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ خربوزے کو تازہ کھجوروں کے ساتھ کھایا کرتے تھے۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ یہ خربوزہ کھجور کی گرمی کو توڑ دیتا ہے۔ (ترمذی)

(٤٢٢٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِتَمْرٍ عَتِیْقٍ فَجَعَلَ یُفَتِّشُهٗ وَیُخْرِجُ السُّوْسَ مِنْهُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۲۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پرانی کھجور لائی گئی جس میں کیڑے پڑ گئے تھے تو کھجور کے دانے کو چیر کر کیڑے کو نکال نکال کر پھینک دیتے تھے۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر پھلوں میں کیڑے پڑ جائیں تو ان کیڑوں کو باہر پھینک دے کیونکہ وہ کیڑا مانند مکھی اور بھڑ اور پسوں کے ہے لہٰذا وہ کیڑا کھانا حرام ہے۔ لیکن جن پھلوں میں کیڑا پڑ گیا ہے وہ پھل ناپاک نہیں ہوا۔

(٤٢٢٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِجُبْنَةٍ فِیْ تَبُوْكَ فَدَعَا بِالسِّكِّیْنِ فَسَمّٰی وَقَطَعَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۲۲۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس غزوہ تبوک میں پنیر کا ایک ٹکڑا لایا گیا آپ نے چھری منگوائی اور بسم اللہ کر کے اس کو کاٹا۔ (ابوداؤد) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خربوزہ' تربوز اور کوئی پھل اور پنیر وغیرہ کو بسم للہ کہہ کے کاٹنا چاہیے۔

(٤٢٢٨) وَعَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ السَّمْنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَاءِ فَقَالَ ((اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِیْثُ غَرِیْبٌ وَمَوْقُوْفٌ عَلَی الْاَصَحِّ.

(۴۲۲۸) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گھی یا پنیر یا گورخر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا وہ حلال ہے اور جس کو حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے۔ (ابن ماجہ، ترمذی) لہٰذا گھی بھی حلال ہے پنیر بھی حلال ہے اور گورخر بھی۔ گورخر یعنی جنگلی گدھا۔

٤٢٢٥۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب فی الجمع بین لو بین فی الاکل ٣٨٣٦۔ ترمذی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی اکل البطیخ بالرطب ١٨٤٣.

٤٢٢٦۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب فی تفتیش التمر المسوس عند الاکل ٣٨٣٢.

٤٢٢٧۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب اکل الجبن ٣٨١٩.

٤٢٢٨۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی لبس الفراء ١٧٢٦۔ ابن ماجه کتاب الاطعمة اکل ٣٣٦٧.

(٤٢٢٩) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَدِدْتُّ اَنَّ عِنْدِیْ خُبْزَةً بَيْضَآءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَآءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ وَلَبَنٍ)) فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهٗ فَجَآءَ بِهٖ فَقَالَ ((اَیِّ شَیْءٍ كَانَ هٰذَا)) قَالَ فِیْ عُكَّةِ ضَبٍّ قَالَ ((اَرْفَعْهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ.

(۴۲۲۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید گیہوں کی روٹی، گھی اور دودھ سے چھوڑی ہوئی کھانے کی طبیعت چاہتی ہے۔ قوم میں سے ایک صاحب کھڑا ہو گئے اور تیار کر کے لے آئے آپؐ نے فرمایا یہ گھی کس برتن میں تھا اس نے کہا گوہ کے چمڑے کے کپی میں۔ آپؐ نے فرمایا تو اٹھا کر لے جاؤ۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ) اٹھانے کا اس لیے حکم دیا کہ گوہ سے آپ کو گھن آتی تھی اور اس کے چمڑے میں گھی تھا تو بطور کراہت طبعی کے واپس کر دیا۔

(٤٢٣٠) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْلِ الثُّوْمِ اِلَّا مَطْبُوْخًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۲۳۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچے لہسن کے کھانے سے منع فرمایا مگر پکایا ہوا۔ یعنی پکا ہوا لہسن کھانا جائز ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(٤٢٣١) وَعَنْ اَبِیْ زِيَادٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَتْ عَائِشَةُ عَنِ الْبَصَلِ فَقَالَتْ اِنَّ اٰخِرَ طَعَامٍ اَكَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامٌ فِيْهِ بَصَلٌ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۲۳۱) حضرت ابوزیاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری کھانا جس کو آپ نے کھایا تھا اس میں پیاز پڑی ہوئی تھی۔ (ابوداؤد) یعنی اس کھانے میں پیاز پکی ہوئی تھی جس میں بدبو نہیں تھی، کچی میں بدبو ہوتی ہے۔

(٤٢٣٢) وَعَنِ ابْنَیْ بُسْرٍ السُّلَمِيَّيْنِ قَالَا دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا اَوْتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۲۳۲) حضرت بسر رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹوں سے جن کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عطیہ رضی اللہ عنہ تھا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے، ہم نے مکھن اور کھجور کو تحفے کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ کو یہ دونوں چیزیں بہت مرغوب اور پسندیدہ تھیں۔ (ابوداؤد)

اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہو تو اپنے سامنے سے کھایا جائے

(٤٢٣٣) وَعَنْ عِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُتِيْنَا بِجَفْنَةٍ كَثِيْرَةِ الثَّرِيْدِ وَالْوَذْرِ فَخَبَطْتُ بِيَدِیْ فِیْ نَوَاحِيْهَا وَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ

(۴۲۳۳) حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگوں کے سامنے پیالہ رکھا گیا جس میں ثرید کھانا تھا۔ اور گوشت کی بوٹیاں تھیں۔ میرا ہاتھ پیالے کے کنارے کنارے پھرتا تھا۔ یعنی پیالے کے کنارے سے

٤٢٢٩۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب الجمع بين لوتين من الطعام ٣٨١٨۔ ابن ماجه كتاب الاطعمة باب الخز المبلق بالسمن ٣٣٤١۔ ایوب ابن خوط متروک راوی ہے۔

٤٢٣٠۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب اكل الثوم ٣٨٢٨۔ ترمذی كتاب الاطعمة باب ما جاء فی الرخصة فی الثوم مطبوخاً ١٨٠٨.

٤٢٣١۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب فی اكل الثوم ٣٨٣٩۔ ابوزیاد خیار بن سلمہ مجہول ہے۔

٤٢٣٢۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب فی الجمع بين لوتين فی الاكل۔ ٣٨٣٧.

٤٢٣٣۔ ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب الاطعمة باب ما جاء فی التسمية فی الطعام ١٨٤٨۔ العلاء بن فضل ضعیف ہے۔

بَيْنِ يَدَيْهِ فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى يَدِي الْيُمْنٰى ثُمَّ قَالَ ((يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ طَعَامٌ وَاحِدٌ)) ثُمَّ أُتِيْنَا بِطَبَقٍ فِيْهِ اَلْوَانُ التَّمْرِ فَجَعَلْتُ اٰكُلُ مِنْ بَيْنَ يَدَيَّ وَجَالَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الطَّبَقِ فَقَالَ ((يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَاحِدٍ)) ثُمَّ أُتِيْنَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِبَلَلِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَاْسَهُ وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ هٰذَا الْوُضُوْءُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

بوٹی تلاش تلاش کر کے کھاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ اپنے سامنے سے کھاتے تھے تو آپؐ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرے دائیں ہاتھ کو پکڑ لیا اور مجھ سے فرمایا: عکراش! ایک ہی جگہ سے کھاؤ کیونکہ کھانا ایک ہے۔ پھر ہمارے پاس ایک طباق لایا گیا جس میں مختلف قسم کی کھجوریں تھیں۔ یعنی کچھ اچھی اور کچھ خراب، کچھ کچی اور کچھ پکی تھیں میں اپنے سامنے سے کھاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک طباق میں چاروں طرف پھرتا تھا۔ یعنی طباق میں سے چن چن کر کھاتے تھے۔ مجھ سے کہا عکراش! تم جہاں سے چاہو کھاؤ کیونکہ مختلف قسم کی کھجوریں ہیں۔ پھر ہمارے سامنے پانی لا کر رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کی تراوٹ کو چہرے اور بازو پر پونچھ لیا اور مجھ سے فرمایا کہ عکراش یہی وضو ہے اس کھانے کا جس کو آگ نے پکایا ہے۔ یعنی ہاتھ منہ دھو لینا۔ (ترمذی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے تو اپنے آگے سے کھانا چاہیے اور اگر ایک ہی دستر خوان پر مختلف قسم کے کھانے رکھے ہوں تو حسب پسند کھا سکتے ہیں۔

(٤٢٣٤) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَخَذَ أَهْلَهُ الْوَعْكُ أَمَرَ بِالْحَسَاءِ فَصُنِعَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَحَسَوْا مِنْهُ وَكَانَ يَقُوْلُ ((إِنَّهُ لَيَرْتُوْا فُؤَادَ الْحَزِيْنِ وَيَسْرُوْا عَنْ فُؤَادِ السَّقِيْمِ كَمَا تَسْرُوْا إِحْدٰى يكُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَجْهِهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(۴۲۳۴) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھرانے میں جب کسی کو بخار آ جاتا تو آپ حریرہ پکانے کا حکم دیتے جب حریرہ تیار کر لیا جاتا تو آپ اسے پینے کا حکم صادر فرماتے وہ لوگ پی لیتے آپ فرماتے تھے کہ یہ حریرہ رنجیدہ دل کو قوت بخشتا ہے اور بیمار کے دل سے رنج و غم کو دور کر دیتا ہے جس طرح تم لوگ میل کچیل کو پانی سے دھو کر چہرے کو صاف کر لیتی ہو۔ (ترمذی)

(٤٢٣٥) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيْهَا شِفَاءٌ مِّنَ السَّمِّ وَالْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُ هَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۴۲۳۵) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عجوہ کھجور جنت سے ہے اور اس میں زہر سے شفاء ہے اور کھمبی من سے ہے اور آنکھوں کے لیے باعث شفاء ہے۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

رسول کریم ﷺ کی مہمان نوازی

(٤٢٣٦) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ قَالَ

(۴۲۳۶) حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ میں ایک رات

٤٢٣٤ـ صحيح ـ سنن الترمذي كتاب الطب باب ما جاء في ما يطعم المريض ٢٠٣٩.

٤٢٣٥ـ حسن ـ سنن الترمذي كتاب الطب باب ما جاء في الكماة والعجوة ٢٠٦٦، ٢٠٦٨.

٤٢٣٦ـ اسناده صحيح ـ شمائل ترمذي ١٦٠.

ضِفْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَاَمَرَ بِجَنْبٍ فَشُوِيَ ثُمَّ اَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّلِيْ بِهَا مِنْهُ فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَاَلْقَى الشَّفْرَةَ فَقَالَ مَالَهٗ تَرِبَتْ يَدَاهُ قَالَ وَكَانَ شَارِبُهٗ وَفَاءً فَقَالَ لِيْ اَقُصُّهٗ لَكَ عَلٰى سِوَاكٍ اَوْقُصَّهٗ عَلٰى سِوَاكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے بکری کے پہلو کے گوشت کو بھوننے کا حکم دیا۔یعنی مہمان نوازی کے سلسلے میں بکری ذبح کی گئی تو اس کے گوشت کو آپ نے بھنوایا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے چھری لی اور اسی میں سے کاٹ کاٹ کر مجھے دیتے جاتے تھے میں کھاتا جا رہا تھا اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اطلاع دی آپ نے چھری رکھ دی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے کیا ہوگا اس کا ہاتھ خاک آلود ہو کر کھانے کے وقت میں آ گیا۔حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی مونچھ بہت بڑھ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مسواک پر رکھ کر میری مونچھ کے بالوں کو کاٹ دیا۔(ترمذی)

کھانے سے پہلے بسم اللہ ضروری ہے

(٤٢٣٧) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ اَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعُ يَدَهٗ وَاِنَّا حَضَرْنَا مَعَهٗ مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَاَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ كَاَنَّمَا يُدْفَعُ فَاَخَذَ بِيَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّايُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ جَاءَ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدِهَا)) زَادَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ وَاَكَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۲۳۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو ہم کھانے پر ہاتھ نہیں رکھتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک کو رکھ دیتے۔یعنی جب تک آپ شروع نہیں کرتے ہم بھی شروع نہیں کرتے ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم آپ کے پاس کھانے میں حاضر تھے تو ایک لڑکی بھاگتی دوڑتی ہوئی آئی اور دستر خوان پر بیٹھ گئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے اس کو ڈھکیل دیا ہے یعنی بھوک سے بے چین اور بے قرار تھی کھانا دیکھ کر دوڑی ہوئی آئی اور کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا پھر ایک دیہاتی آدمی دوڑا ہوا آیا اور اس نے بھی کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو آپؐ نے اس کے ہاتھ کو بھی پکڑ لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لڑکی بھی بغیر بسم اللہ کہے کھانا چاہتی تھی اور یہ گنوار بھی اور شیطان بھی ان کے ساتھ کھانا حلال کرنا چاہتا تھا تو میں نے ان سب کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے اور شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے کیونکہ جو کھانا بغیر بسم اللہ کے کھایا جاتا ہے شیطان بھی اس کو کھاتا ہے پھر آپ نے بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیا اور آسودہ ہو کر کھایا۔(مسلم)

(٤٢٣٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَادَاَنْ يَشْتَرِيَ غُلَامًا فَاَلْقٰى بَيْنَ يَدَيْهِ تَمْرًا فَاَكَلَ الْغُلَامُ فَاَكْثَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ كَثْرَةَ الْاَكْلِ شُوْمٌ وَاَمَرَ بِرَدِّهٖ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۴۲۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غلام خریدنے کا ارادہ فرمایا تو امتحان کے طور پر اس کے سامنے کھجوریں رکھ دیں تو غلام بہت ساری کھجوریں کھا گیا یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زیادہ کھانا نحوست اور بے برکتی کا سبب ہے اور اس غلام کو واپس کرنے کا حکم دے دیا۔(بیہقی)

٤٢٣٧۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب آداب الطعام والشراب ٣٠١٧.

٤٢٣٨۔ اسناده ضعیف جداً شعب الایمان ٥٦٦١ الکامل لابن عدی ١/٢٤٤ اس میں ابو اسحاق ابراہیم بن ہراسہ کذاب متہم ہے۔

(٤٢٣٩) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((سَيِّدُ إِدَامِكُمُ الْمِلْحُ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۳۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سالنوں کا سردار نمک ہے۔ (ابن ماجہ)

کھانا اطمینان اور سکون سے کھایا جائے

(٤٢٤٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ.))

(۴۲۴۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کھانا تمہارے سامنے رکھا جائے تو جوتا اتار دو تاکہ تمہارے پیروں کو آرام ملے۔ (دارمی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھاتے وقت جوتا اتار دینا چاہیے۔

(٤٢٤١) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِثَرِيْدٍ أَمَرَتْ بِهِ فَغُطِّيَ حَتّٰى تَذْهَبَ فَوْرَةُ دُخَانِهِ وَتَقُوْلُ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ هُوَ أَعْظَمُ الْبَرَكَةِ. رَوَاهُمَا الدَّارِمِيُّ.

(۴۲۴۱) اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ثرید کھانا ان کے پاس لا کر رکھا جاتا تو اس کے ڈھانک دینے کا حکم دیتیں، وہ کھانا ڈھکا رہتا یہاں تک کہ اس کی بھاپ نکل جاتی اور گرمی دور ہو جاتی اور یہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ کھانے میں سے گرمی کا نکل جانا بڑی برکت کا باعث ہے۔ (دارمی) یعنی ٹھنڈا کھانا باعث خیر و برکت ہے اور گرم کھانا باعث تکلیف اور زحمت ہے۔ جامع صغیر میں یہ حدیث ہے کہ ابرد الطعام فان الحار لا برکة فیہ یعنی کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھاؤ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔ اور بیہقی کی روایت میں ہے نہیٰ عن طعام الحار حتیٰ برد گرم کھانے سے منع فرمایا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو جائے۔

(٤٢٤٢) وَعَنْ نُبَيْشَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ أَكَلَ فِيْ قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا تَقُوْلُ لَهُ الْقَصْعَةُ أَعْتَقَكَ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ كَمَا أَعْتَقْتَنِيْ مِنَ الشَّيْطٰنِ)) رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

(۴۲۴۲) حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی پیالے میں کھائے پھر اس کو چاٹ کر صاف کر دے تو پیالہ اس کے حق میں دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو جہنم سے آزاد کر دے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے آزاد کر دیا۔ (رزین) اور ایک حدیث میں ہے کہ وہ پیالہ اس کے حق میں دعاء استغفار کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو پیالے کو اور انگلی کو چاٹ لیتا ہے تو وہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو دنیا اور آخرت میں شکم سیر رکھے اور آسودہ کر دے۔

❀❀❀❀

٤٢٣٩۔ اسناده ضعيف جدا۔ سنن الدارمی کتاب الاطعمة باب فی خلع النعال عند الاکل ٢/ ١٠٨ ح٢٠٨٦۔ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم متروک ہے۔

٤٢٤٠۔ اسناده ضعيف۔ سنن الدارمی کتاب الاطعمة باب النهی عن اکل الطعام الحار ٢/ ١٠٠ ح ٢٠٥٣۔ قرہ بن عبدالرحمن معافری منکر الحدیث راوی ہے۔

٤٢٤١۔ سند نامعلوم ہے۔

بَابُ الضِّيَافَةِ

مہمان نوازی کا بیان

ہم نے اسلامی تعلیم کے نویں حصے میں مہمانوں کی خدمت گزاری کے سلسلے میں یہ لکھا ہے آپ یہ جانتے ہیں کہ ہر انسان کسی نہ کسی وقت کسی شخص کا مہمان ضرور ہوتا ہے اس لیے اگر آپ اپنے مہمانوں کی عزت و احترام اور خدمت کریں گے' تو جب آپ ان کے یہاں جائیں گے تو وہ بھی آپ کی خدمت کریں گے دنیا کا عام دستور یہی ہے لیکن مسلمانوں میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ اس کی صفات عالیہ کی تکمیل اور مکارم اخلاق کی بلندی کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ مہمان کی عزت و احترام کے ساتھ خاطر تواضع کی جائے مہمان کی خدمت اتنی اہم ہے کہ اس کو ایمان کا جزء بتایا گیا ہے۔

خود انبیاء علیہم السلام اپنے مہمانوں کی بڑی عزت اور قدر کرتے تھے چنانچہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا بیان قرآن مجید میں کئی جگہ پر آیا ہے ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هل اتاك حديث ضيف ابراهيم المكرمين اذ دخلوا عليه فقالوا سلاما قال سلام قوم منكرون فراغ الى اهله فجاء بعجل سمين فقربه اليهم قال الا تاكلون فاوجس منهم خيفة قالوا لا تخف وبشروه بغلام عليم﴾ (الذاریات)

اے ہمارے نبی! کیا آپ کے پاس ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے کہ جب یہ لوگ ان کے پاس آئے تو سب سے پہلے سلام کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے سلام کا جواب دیا اور اپنے دل میں سوچنے لگے کہ یہ اجنبی لوگ ہیں کبھی ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہے' پھر جلدی سے اپنے گھر جا کر موٹے تازے بچھڑے کا گوشت بھنوا کر مہمان کے سامنے رکھا (ان مہمانوں نے کھانے میں تامل کیا) تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ آپ لوگ کیوں نہیں کھاتے اس پر بھی ان مہمانوں نے نہ کھایا تب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے جی میں ڈرے (ان کی یہ حالت دیکھ کر) مہمانوں نے کہا کہ آپ کسی قسم کا اندیشہ نہ کیجیے (ہم لوگ فرشتے ہیں کھاتے پیتے نہیں ہیں) ہم آپ کو ایک ہوشیار ذی علم فرزند کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔'' چنانچہ انہوں نے ذی علم لڑکے کی خوشخبری دی۔

یہ مہمان فرشتے تھے جو انسانی شکل میں آئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں انسان سمجھ کر ضیافت کا حق ادا فرمایا اس واقعہ سے مہمان اور میزبان کے آداب کو سمجھ لو۔

۱۔ مہمان اور میزبان میں کلام کی ابتداء باہمی سلام سے ہونی چاہیے جیسا کہ ان مہمانوں (فرشتوں) نے کیا تھا کہ آتے ہی پہلے السلام علیکم کہا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السلام قبل الکلام یعنی گفتگو سے پہلے سلام ہونا چاہیے۔ (ترمذی)

۲۔ مہمان کو اچھی جگہ ٹھہرائے اور فوراً اس کے کھانے پینے کا اچھا انتظام کرنا چاہیے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کے بعد فوراً کھانے کا سامان مہیا کیا اور سب سے بہتر کھانا گوشت بھنا ہوا پیش کیا۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور قیامت کو سچا مانتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا جائز حق (حق مہمانی) عزت کے ساتھ ادا کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جائز کیا ہے؟ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور مہمانوں کی مہمانی تین دن تک ہے اس کے بعد مہمان کا حق نہیں بلکہ صدقہ ہوگا۔ (بخاری)

۳۔ مہمانوں کے کھانے پینے کا سامان پوشیدہ طور پر ان کی نگاہ سے بچا کر کرنا چاہیے کیونکہ اگر ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے لیے کچھ کیا جا رہا ہے تو وہ شاید از راہ تکلف اس سے روکیں حضرت ابراہیم علیہ السلام چپکے سے کھانے پینے کا انتظام کرنے چلے گئے تھے۔ فراغ کے یہی معنی ہیں کہ چپکے سے مہمانوں سے جدا ہو کر گھر چلے آئے۔

۴۔ مہمانوں کی نشست و برخاست کے لیے اہل وعیال سے علیحدہ ہونا چاہیے تاکہ دونوں کو تکلیف نہ ہو فراغ الی اھلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو مہمان خانہ میں بٹھا دیا جو اہل وعیال سے الگ تھا۔

۵۔ کسی بہانے سے تھوڑی دیر کے لیے مہمانوں سے الگ ہو جانا چاہیے تاکہ ان کو آرام کرنے یا دوسری ضروریات کے لیے فارغ ہونے میں تکلیف نہ ہو' اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانے پینے کا سامان تیار کرنے کے لیے ان سے الگ ہو گئے تھے جو فراغ الی اھلہ سے معلوم ہوتا ہے۔

۶۔ کھانا مہمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے ان کو کھانے کا حکم نہیں دینا چاہیے بلکہ عاجزی کے ساتھ عرض کرنا چاہیے کہ آپ لوگ کیوں نہیں کھاتے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا۔

۷۔ مہمانوں کے کھانے سے مسرور اور نہ کھانے سے مفہوم ہونا چاہیے کیونکہ جو لوگ بخیل ہوتے ہیں وہ کھانا مہمانوں کے سامنے پیش تو کر دیتے ہیں مگر ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مہمان نہ کھائے یا کم کھائے تاکہ وہ کھانا ان کے اہل وعیال کے کام آئے' چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بخیل نہ تھے اسی لیے جب ان لوگوں نے کھانے سے انکار کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ناپسند کیا اور ان کے دل میں یہ خطرہ اور ان لوگوں کی مہمان نوازی کی۔

درحقیقت یہ فرشتے خدا کی رحمت بن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے ہوئے تھے اور ان لوگوں کی مہمان نوازی کی۔

۸۔ نہ کھانے کی صورت میں مہمانوں کو عمدہ الفاظ میں معقول عذر کر دینا چاہیے تاکہ میزبان کی دل شکنی نہ ہو' اس لیے فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہم لوگ فرشتے ہیں ہم کھاتے پیتے نہیں ہیں ہمارے کھانے پینے سے آپ خوفزدہ یا رنجیدہ نہ ہوں۔

۹۔ معقول غذا کے بعد میزبان اپنے مہمان کو کھانے پر مجبور نہ کرے بلکہ اس کے معقول غذا قبول کر کے خاموش ہو جائے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا کہ فرشتوں کے عذر کے بعد آپ نے ان سے کھانے پر اصرار نہیں کیا۔

۱۰۔ کھانے پینے اور دیگر ضروریات سے فراغت کے بعد جب اطمینان ہو جائے تو مہمان کے قدم رنجہ اور تکلیف گوارہ کرنے کی وجہ دریافت کی جائے کہ کیسے اور کس کام کے لیے آنا ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں سے فرمایا کہ: ﴿فما خطبکم ایھا المرسلون﴾ ''آپ لوگ کس مقصد کے لیے تشریف لائے ہیں۔''

۱۱۔ مہمانوں کی دلجوئی کے لیے خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرنی چاہیے اگر رات میں عشا کے بعد گفتگو کا موقع ہو تو اس وقت بھی ان سے گفتگو کر سکتے ہیں یہ سمر میں داخل نہیں ہے اور بے کار بات چیت کر کے دماغ کو پریشان نہیں کرنا چاہیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس مکالمہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بقدر ضرورت مقصدی گفتگو فرمائی بے جا باتوں میں ان کو نہیں الجھایا۔

۱۲۔ مہمانوں کی تکریم جزو ایمان ہے اگر کوئی شخص ان سے اہانت آمیز برتاؤ کرے تو میزبان پر فرض ہے کہ مہمان کی جانب سے مدافعت کرے کیونکہ اس سے خود میزبان کی توہین ہوتی ہے اس لیے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے جب ان شریف مہمانوں کے ساتھ توہین کا برتاؤ کرنا چاہا تو حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو روکا اور فرمایا: ((ان ھؤلاء ضیفی فلا تفضحون واتقوا اللہ ولا تخزون.)) ''یہ میرے معزز مہمان ہیں ان کے بارے میں مجھ کو فضیحت نہ کرو اور خدا سے ڈرو اور مجھ کو رسوا نہ کرو۔''

۳۔ مہمان کو بلاضرورت کسی کے یہاں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہیے کیونکہ ان سے میزبان کو تکلیف ہوگی اور اس پر بار پڑے گا۔

مندرجہ حدیثوں میں مہمان کی ضیافت وخدمت کا بیان پڑھیے اور عمل کرنے کی کوشش کیجیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

بندۂ مومن کے اوصاف

(٤٢٤٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ وَفِیْ رِوَايَةٍ بَدَلَ الْجَارِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۲۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے' اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے اچھی اور بھلی بات کہنی چاہیے ورنہ خاموش رہنا چاہیے اور جو اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہے اسے صلہ رحمی کرنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

مہمان کا اکرام

(٤٢٤٤) وَعَنْ اَبِیْ شُرَيْحِ الْكَعْبِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّثْوِیَ عِنْدَهٗ حَتّٰی يُحْرِجَهٗ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۲۴۴) حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور مہمان کا جائزہ ایک دن اور ایک رات ہے اور مہمانی تین دن کی ہے اس کے بعد مہمان جو کھائے گا وہ صدقہ ہوگا اور مہمان کو تین دن سے زیادہ میزبان کے یہاں ٹھہرنا حلال نہیں ہے کہ اس کو تنگی میں ڈال دے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: مہمان نوازی ایمان کا جزء ہے' جب مہمان آجائے تو پہلے دن عمدہ سے عمدہ کھانا کھلانا چاہیے جو کہ امکان میں ہو اور اس کے بعد جو روزانہ اس کے یہاں کھانے کا دستور ہے وہ کھلائے نہایہ میں لکھا ہے کہ تین روز مہمانی کرنے کا حق ہے پہلے دن میں با تکلف کھانا کھلائے جو ہو سکے۔ اور دوسرے تیسرے روز جو کچھ ماحضر ہو پیش کر دے تکلف کی ضرورت نہیں ہے جائزہ کے معنی بخشش لطف ومہربانی کے ہیں تو یہاں جہاں سے بہترین کھانا کھلانا مراد ہے۔ اور مہمان کا تین تین روز تک میزبان کے یہاں ٹھہرنے کا حق ہے۔ تین دن سے زیادہ اگر ٹھہرے تو اپنے پیسے سے کھائے اور اگر میزبان اپنی خوشی سے تین دن سے زیادہ کھلا دے تو صدقہ خیرات کرنے کا ثواب ملے گا۔

٤٢٤٣۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر ٦٠١٨۔ مسلم کتاب الایمان باب الحث علی باکرام الجار والضعیف۔ ١٧٤'٤٧.

٤٢٤٤۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یوذ جاء ٦٠١٩۔ مسلم کتاب اللقطہ باب الضیافہ ونحوھا ١٧٦'٤٨.

(٤٢٤٥) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَايَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰى فَقَالَ لَنَا ((اِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَاَمَرُوْالَكُمْ بِمَا يَنْبَغِيْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْمِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ لَهُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۲۴۵) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہم کو باہر بھیجتے ہیں تو ایسے لوگوں کے یہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوتا ہے جو ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے ہیں تو ایسی صورت میں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا جب تم وہاں جاؤ اور جو میز بان تمہارے مناسب کوئی چیز پیش کرے تو اس کو قبول کرلو اور اگر وہ خوشی خوشی سے مہمان نوازی نہیں کرتا ہے تو تم مہمان کا حق ان سے وصول کر سکتے ہو۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: یعنی اگر تم بھوک کی وجہ سے بے قرار ہو گئے ہو اور وہاں کوئی چیز تمہیں نہیں دستیاب ہو رہی ہے تو اپنے مہمان کے حق کو اس سے جبر یہ وصول کر سکتے ہو۔ یا یہ کہ اگر تم جزیہ خراج وغیرہ لینے کے لیے سرکاری طور پر وہاں گئے ہو تو جہاں ان پر صدقہ جزیہ وغیرہ دینا ضروری ہے وہاں محصل وغیرہ کو کھانا کھلانا بھی ضروری ہے اور اس حالت میں اگر بخوشی نہ دیں تو تم جزیہ وصول کرلو۔

ایک انصاری صحابی کا رسول ﷺ کی میز بانی کرنا

(٤٢٤٦) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْلَيْلَةٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ ((مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ)) قَالَا الْجُوْعُ قَالَ ((وَاَنَا وَالَّذِيْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِي الَّذِيْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا)) فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰى رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَآءِ اِذَا جَآءَ الْاَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَااَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّيْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَجَآءَ هُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ)) فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ

(۴۲۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن یا ایک رات کو رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو راستے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا تم اس وقت اپنے گھروں سے کیوں نکل پڑے کس چیز نے تم کو اس وقت گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ بھوک نے۔ یعنی کئی روز سے گھر میں فاقہ کرتے کرتے تنگ آ چکے تھے اور بھوک سے بے قرار ہو چکے تھے تو بھوک نے ہم کو باہر نکلنے پر مجبور کر دیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے جس چیز نے تم دونوں کو گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے اسی نے مجھ کو بھی نکالا ہے یعنی اسی بھوک نے تم میرے ساتھ کھڑے ہو اور چلو چنانچہ سب لوگ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ایک انصاری کے یہاں پہنچ گئے اس وقت وہ انصاری صحابی گھر پر موجود نہیں تھے۔ ان کی بیوی نے ان مہمانوں کو دیکھ کر اھلا وسھلا مرحبا کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ فلاں شخص یعنی تمہارے خاوند کہاں ہیں تو اس نے کہا کہ میٹھا پانی لینے کے لیے گئے ہیں اتنے میں وہ انصاری صحابی آ گئے۔ اپنے گھر رسول اللہ ﷺ اور شیخین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر

٤٢٤٥۔ صحیح بخاری کتاب المظالم باب قصاص المظلوم اذ وجد مال ظالمة ٢٤٦١۔ مسلم کتاب اللقطة باب الضیافة ونحوها۔ ١٧٢٧، ٤٥١٦.

٤٢٤٦۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب جواز استباعة غیره الی دار ٢٠٣٨، ٥٣١٣.

ذَالِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْ بَابِ الْوَلِيْمَةِ.

بہت خوش ہو گئے اور خوشی میں کہا کہ آج مجھ سے زیادہ اچھا کوئی مہمان والا نہیں ہوگا یہ کہہ کر اپنے باغ میں گیا اور کھجور کا خوشہ لے آیا جس میں کچی پکی کھجوریں تھیں اس نے کہا آپ حضرات اس میں سے حسب خواہش تازی تازی کھجوریں کھائیں اس نے ان مہمانوں کو کھلانے کے لیے کسی جانور کے ذبح کرنے کے لیے چھری لی یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دودھ دینے والے جانور کومت ذبح کرنا اس نے ایک بکری ذبح کی' اس کا گوشت پکایا گیا ان معزز مہمانوں نے گوشت روٹی کھائی اور تازی کھجوریں بھی کھائیں اور ٹھنڈا اور میٹھا پانی بھی پیا' جب یہ شکم سیر اور سیراب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت کے روز ان نعمتوں کے بابت تم سے ضرور سوال ہوگا اور باز پرس ہوگی کہ بھوک نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا پھر تم نے آسودہ ہو کر اور نعمتوں کو کھا کر گھر جا رہے ہو۔ (مسلم)

توضیح: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُo حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَo كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَo ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَo كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِo لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَo ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِo ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِo﴾

''زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے نہیں نہیں تم معلوم کر لو گے اور ابھی تمہیں علم ہو جائے گا یوں ہی اگر تم یقینی طور پر جان لیتے بیشک تم جہنم دیکھ لو گے اور تم اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔''

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے پڑھ کر سنائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ ہم سے کس نعمت پر سوال ہوگا کھجوریں کھا رہے ہیں اور پانی پی رہے ہیں۔ تلواریں گردنوں میں لٹک رہی ہیں اور دشمن سر پر کھڑا ہے آپؐ نے فرمایا گھبراؤ نہیں۔ عنقریب نعمتیں آجائیں گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور نہائے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ہم نے کہا حضور ﷺ اس وقت تو آپؐ خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں پھر لوگ تونگری کا ذکر کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں خوف خدا ہو اس کے لیے تونگری کوئی بری چیز نہیں اور یاد رکھو متقی شخص کے لیے صحت تونگری سے بھی اچھی ہے اور خوش نفسی بھی خدا کی نعمت ہے۔ (مسند احمد)

ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث مذکور ہے اور ترمذی شریف میں ہے نعمتوں کے سوال میں قیامت والے دن سب سے پہلے یہ کہا جائے گا کہ ہم نے تجھے صحت نہیں دی تھی اور ٹھنڈے پانی سے تجھے آسودہ نہیں کیا کرتے تھے۔

ابن حاتم رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ اس آیت ثم لتسئلن الخ کو سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ حضور ﷺ ہم تو جو کی روٹی اور وہ بھی آدھا پیٹ کھا رہے ہیں۔ تو خدا کی جانب سے وحی آئی کہ کیا تم پاؤں بچانے کے لیے جوتیاں نہیں پہنتے اور کیا تم ٹھنڈے پانی نہیں پیتے یہی قابل پرستش نعمتیں ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ امن اور صحت سے سوال ہوگا شہد پینے سے' لذتیں حاصل کرنے سے' صبح شام کے کھانے سے' گھی شہد اور میدے کی روٹی وغیرہ سے' غرض ان تمام نعمتوں کے بارے میں خدا کے ہاں سوال ہوگا اور ہر ایک نعمتوں کا جواب

توضیح: یعنی برائی کا بدلہ برائی سے نہ دو بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دو۔ یہی حسن خلق ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

بدی رابدی سہل باشد جزاء
اگر مردی احسن الی من اساء

سلام تین بار کہا جائے

(٤٢٤٩) وَعَنْ اَنَسٍ ﷛ اَوْغَيْرِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَاذَنَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَ سَعْدٌ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَلَمْ يُسْمِعِ النَّبِيَّ ﷺ حَتّٰى سَلَّمَ ثَلَاثًا وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلٰثًا وَلَمْ يُسْمِعْهُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَاتَّبَعَهٗ سَعْدٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَاسَلَّمْتَ تَسْلِيْمَةً اِلَّا هِيَ بِاُذُنِيْ وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَيْكَ وَلَمْ اُسْمِعْكَ اَحْبَبْتُ اَنْ اَسْتَكْثِرَ مِنْ سَلَامِكَ وَمِنَ الْبَرَكَةِ ثُمَّ دَخَلُوْا الْبَيْتَ فَقَرَّبَ لَهٗ زَبِيْبًا فَاَكَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۴۲۴۹) حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ ﷛ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرمایا حضرت سعد ﷛ نے سن کر آہستہ سے آپ کے سلام کا جواب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ سے دیا اور زور سے کہہ کر نبی ﷺ کو نہیں سنایا تو آپ نے دوبارہ پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو حضرت سعدؓ نے پھر آہستہ سے جواب دیا جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں سنا پھر سہ بارہ آپ نے سلام کیا تو حضرت سعد ﷛ نے ایسا جواب دیا کہ جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں سنا تو رسول اللہ ﷺ واپس ہونے لگے تب حضرت سعد ﷛ دوڑتے ہوئے پیچھے سے آکر ملے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کے ہر سلام کا جواب میں نے دیا ہے لیکن زور سے جواب نہیں دیا تاکہ آپ بار بار سلام کریں تاکہ کثرت سلام سے برکت حاصل ہو۔ پھر نبی ﷺ گھر میں تشریف لے گئے انہوں نے آپ کے کھانے کے لیے کشمش لاکر رکھ دیا نبی ﷺ نے کشمش کھائی اس سے فارغ ہو کر یہ کہا کہ نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے واسطے دعائیں کیں اور روزے داروں نے افطار کیا۔ (شرح السنہ)

(٤٢٥٠) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْاِيْمَانِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِيْ اٰخِيَّتِهٖ يَجُوْلُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى اٰخِيَّتِهٖ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُوْا ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى الْاِيْمَانِ فَاَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَاءَ وَاَوْلُوْا مَعْرُوْفَكُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ)) وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

(۴۲۵۰) حضرت ابوسعید ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن اور ایمان کی مثال گھوڑے کی طرح ہے جو رسیوں سے اپنے کھونٹے میں بندھا ہوا ہے جو کھونٹے میں چاروں طرف گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ مومن آدمی سے بھول چوک ہو جاتی ہے پھر توبہ استغفار کر کے ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے تم پرہیزگار لوگوں کو اپنا کھانا کھلاؤ اور ایمان دار لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کرو۔ (بیہقی۔ حلیہ)

٤٢٤۔ صحیح۔ مسند احمد ۳/ ۱۳۸۔ شرح السنة ۱۲/ ۲۸۲، ۲۸۳ ح ۳۳۲۰.
٤٢٥۔ شعب الایمان ١٠٩٦٤۔ حلیة الاولیاء لابی نعیم ۸/ ۱۷۹۔ ابوسلیمان اللیثی مجہول الحال ہے۔

توضیح: یعنی برائی کا بدلہ برائی سے نہ دو بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دو۔ یہی حسن خلق ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

بدی رابدی سہل باشد جزاء
اگر مردی احسن الی من اساء

سلام تین بار کہا جائے

(٤٢٤٩) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ اَوْغَيْرِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَاذَنَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَ سَعْدٌ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَلَمْ يُسْمِعِ النَّبِيَّ ﷺ حَتّٰى سَلَّمَ ثَلَاثًا وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلٰثًا وَلَمْ يُسْمِعْهُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَاتَّبَعَهٗ سَعْدٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَاسَلَّمْتَ تَسْلِيْمَةً اِلَّا هِيَ بِاُذُنِيْ وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَيْكَ وَلَمْ اُسْمِعْكَ اَحْبَبْتُ اَنْ اَسْتَكْثِرَ مِنْ سَلَامِكَ وَمِنَ الْبَرَكَةِ ثُمَّ دَخَلُوْا الْبَيْتَ فَقَرَّبَ لَهٗ زَبِيْبًا فَاَكَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۴۲۴۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سن کر آہستہ سے آپ کے سلام کا جواب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ سے دیا اور زور سے کہہ کر نبی ﷺ کو نہیں سنایا تو آپ نے دوبارہ پھر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو حضرت سعدؓ نے پھر آہستہ سے جواب دیا جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں سنا پھر سہ بارہ آپ نے سلام کیا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا کہ جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں سنا تو رسول اللہ ﷺ واپس ہونے لگے تب حضرت سعد رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے پیچھے سے آکر ملے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپ کے ہر سلام کا جواب میں نے دیا ہے لیکن زور سے جواب نہیں دیا تاکہ آپ بار بار سلام کریں تاکہ کثرت سلام سے برکت حاصل ہو۔ پھر نبی ﷺ گھر میں تشریف لے گئے انہوں نے آپ کے کھانے کے لیے کشمش لاکر رکھ دیا نبی ﷺ نے کشمش کھائی اس سے فارغ ہو کر یہ کہا کہ نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے واسطے دعائیں کیں اور روزے داروں نے افطار کیا۔ (شرح السنہ)

(٤٢٥٠) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْاِيْمَانِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِيْ اٰخِيَّتِهٖ يَجُوْلُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى اٰخِيَّتِهٖ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُوْا ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى الْاِيْمَانِ فَاَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَاءَ وَاَوْلُوْا مَعْرُوْفَكُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ)) وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

(۴۲۵۰) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن اور ایمان کی مثال گھوڑے کی طرح ہے جو رسیوں سے اپنے کھونٹے میں بندھا ہوا ہے جو کھونٹے میں چاروں طرف گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ مومن آدمی سے بھول چوک ہو جاتی ہے پھر توبہ استغفار کر کے ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے تم پرہیزگار لوگوں کو اپنا کھانا کھلاؤ اور ایمان دار لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کرو۔ (بیہقی۔ حلیہ)

٤٢٤٩۔ صحيح۔ مسند احمد ٣/ ١٣٨۔ شرح السنة ١٢/ ٢٨٢، ٢٨٣ ح ٣٣٢٠.

٤٢٥٠۔ شعب الايمان ١٠٩٦٤۔ حلية الاولياء لابی نعيم ٨/ ١٧٩۔ ابوسلیمان اللیثی مجہول الحال ہے۔

توضیح: اُخیتہ وہ رسی یا لکڑی جس کو جھکا کر اس کے دونوں کنارے زمین میں گاڑ دیتے ہیں وہ کنڈے کی طرح ہو جاتی ہے جانور کو اسی سے باندھ دیتے ہیں۔ مومن کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے جو کنڈے میں بندھا ہو کبھی اس سے نزدیک ہو جاتا ہے کبھی دور مگر اس سے بالکل جدا نہیں ہو سکتا اسی طرح مومن کو کبھی قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے کبھی گناہوں کی وجہ سے بعد ہو جاتا ہے مگر اصل ایمان سے جدا نہیں ہوتا بلکہ قائم رہتا ہے۔

کھانے میں برکت

(٤٢٥١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ يَحْمِلُهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّآءُ فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجَدُوْا الضُّحٰى اُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ وَقَدْ ثُرِّدَ فِيْهَا فَالْتَفُّوْا عَلَيْهَا فَلَمَّا كَثُرُوْا جَثٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ مَاهٰذِهِ الْجِلْسَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِيْ عَبْدًا كَرِيْمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا عَنِيْدًا ثُمَّ قَالَ كُلُوْا مِنْ جَوَانِبِهَا وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا يُبَارِكْ فِيْهَا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۲۵۱) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک بہت بڑا پیالہ تھا جسے چار آدمی اٹھاتے تھے اس کو غراء کہا جاتا تھا یعنی ایک بہت بڑا برتن تھا جس میں کھانا جب بھر لیا جاتا تو چار آدمی اٹھاتے تھے جب چاشت کا وقت ہوتا اور چاشت کی نماز سے لوگ فارغ ہو جاتے تو ثرید سے بھرا ہوا وہ برتن لایا جاتا پس لوگ اس پر جھک پڑتے یعنی کنارے کنارے لوگ بیٹھ کر کھانا شروع کرتے جب لوگ زیادہ ہو جاتے تو نبی کریم ﷺ گھٹنے کے بل بیٹھ جاتے یعنی جگہ کے تنگ ہونے کی وجہ سے گھٹنے پر بیٹھ جاتے۔ ایک گنوار آدمی نے یہ دیکھ کر کہا یہ بیٹھنا کیسا ہے یعنی اس طرح بیٹھنا آپ کے لائق نہیں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے خاکسار غلام بنایا ہے سرکش اور متکبر نہیں بنایا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پیالے کے کنارے کنارے سے کھاؤ اور بیچ میں سے مت کھاؤ اس میں برکت دی جائے گی۔ (ابوداؤد)

(٤٢٥٢) وَعَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَاْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ ((فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ؟)) قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ((فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيْهِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۲۵۲) حضرت وحشی بن حرب اپنے باپ دادا سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور آسودہ نہیں ہوتے' آپ نے فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو؟ ہم نے عرض کیا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تم سب ایک جگہ جمع ہو کر کھاؤ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ اس میں تم کو برکت دی جائے گی۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٤٢٥٣) عَنْ اَبِيْ عَسِيْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلًا فَمَرَّبِيْ فَدَعَانِيْ فَخَرَجْتُ

(۴۲۵۳) حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات کو گھر سے باہر نکلے تو میرے پاس سے گزرے مجھے آپ نے بلایا میں

٤٢٥١۔ اسناده صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الاطعمة باب ما جاء فى الاكل من اعلى الصحفة ٣٧٧٣.
٤٢٥٢۔ حسن۔ سنن ابى داؤد ٣٧٦٤۔ ابن ماجه۔ ٣٢٨٦.
٤٢٥٣۔ حسن۔ مسند احمد ٥/ ٨١۔ شعب الايمان ٤٦٠.

اِلَیْهِ ثُمَّ مَرَّ بِاَبِیْ بَکْرٍ فَدَعَاهُ فَخَرَجَ اِلَیْهِ ثُمَّ مَرَّ بِعُمَرَ فَدَعَاهُ فَخَرَجَ اِلَیْهِ فَانْطَلَقَ حَتّٰی دَخَلَ حَائِطًا لِبَعْضِ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لِصَاحِبِ الْحَائِطِ اَطْعِمْنَا بُسْرًا فَجَآءَ بِعِذْقٍ فَوَضَعَهُ فَاَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ بَارِدٍ فَشَرِبَ فَقَالَ ((لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِیْمِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ)) قَالَ فَاَخَذَ عُمَرُ الْعِذْقَ فَضَرَبَ بِهِ الْاَرْضَ حَتّٰی تَنَاثَرَ الْبُسْرُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا لَمَسْئُوْلُوْنَ عَنْ هٰذَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ ((نَعَمْ اِلَّا مِنْ ثَلٰثٍ خِرْقَةٍ کَفَّ بِهَا الرَّجُلُ عَوْرَتَهُ اَوْکِسْرَةٍ سَدَّبِهَا جُوْعَتَهُ اَوْجُحْرٍیَتَدَخَّلُ فِیْهِ مِنَ الْحَرِّ وَالْقَرِّ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاَیْمَانِ.

نکل کر باہر آیا اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس راستے سے گزرے ان کو بھی بلایا وہ بھی آپ کے پاس آ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے ان کو بلایا وہ بھی آ گئے' پھر آپؐ وہاں سے چل کر ایک انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے آپ نے باغ والے سے فرمایا کہ آج تم ہم کو کھجور کھلاؤ' وہ کھجوروں کا خوشہ لے آیا آپ کے سامنے رکھ دیا آپ اور آپ کے ساتھی کھانے لگے پھر آپؐ نے ٹھنڈا پانی طلب فرمایا ٹھنڈا پانی پی کر آپ نے فرمایا: قیامت کے روز ان نعمتوں کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خوشے کو لے کر زمین پر مار دیا۔ یہاں تک کہ کھجوریں جھڑ گئیں اور ادھر ادھر بکھر گئیں۔ پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس معمولی نعمت کے بارے میں قیامت کے دن ہم لوگوں سے پوچھا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں' مگر ان تین چیزوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا ایک تو کپڑے کا ٹکڑا یعنی چیتھڑا جس سے آدمی اپنی شرمگاہ کو ڈھانک لے' یا روٹی کا ٹکڑہ جسے بھوکا آدمی کھا کر اپنا پیٹ بھر لے' یا سوراخ یعنی جھونپڑا جس میں آدمی سردی اور گرمی سے اپنے کو بچا سکے۔ (احمد بیہقی فی شعب الایمان)

مل بیٹھ کر کھانے کے آداب

(٤٢٥٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا یَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰی تُرْفَعُ الْمَائِدَةُ وَلَا یَرْفَعُ یَدَهُ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰی یَفْرَغَ الْقَوْمُ وَلْیُعْذِرْ فَاِنَّ ذَالِكَ یُخْجِلُ الْجَلِیْسَ فَیَقْبِضُ یَدَهُ وَعَسٰی اَنْ یَکُوْنَ لَهُ فِی الطَّعَامِ حَاجَةٌ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاَیْمَانِ.

(۴۲۵۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دستر خوان بچھا دیا جائے تو کوئی نہ اٹھے یہاں تک کہ کھانا کھا کر دستر خوان اٹھایا جائے اور کوئی شخص کھانے سے اپنا ہاتھ نہ اٹھائے اگرچہ آسودہ ہو گیا ہو یہاں تک کہ سب لوگ کھا کر فارغ ہو جائیں۔ یا وہ معذرت کر دے یعنی اگر کھڑا ہونے کا ارادہ کر رہا ہو تو کوئی خاص عذر پیش کر دے کیونکہ جب کھانے والے کا ساتھی کھڑا ہو جائے گا تو کھانے والے کو شرمندہ کرے گا اور وہ بغیر آسودہ ہوئے ہاتھ روک لے گا۔ ممکن ہے اسے ابھی کھانے کی خواہش ہو اور ساتھی کے ساتھ روک لینے کی وجہ سے یہ بھی کھانا چھوڑ دے اور بھوکا رہے گا۔ (ابن ماجہ' بیہقی)

(٤٢٥٥) وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَکَلَ مَعَ قَوْمٍ کَانَ

(۴۲۵۵) حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کے ساتھ کھاتے تھے تو آخر تک آپ کھاتے

٤٢٥٤۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابن ماجه کتاب الاطعمة باب الاکل علی الخوان والسفرة۔ ٣٢٩٥۔ شعب الایمان ٥٨٦٤۔ عبدالاعلیٰ بن اعین ضعیف ہے۔

٤٢٥٥۔ ضعیف۔ شعب الایمان ٦٠٣٧' ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے نیز عبدالرحمٰن بن بیاح الہردی غیر معروف راوی ہے۔

اٰخِرُهُمْ اَكْلًا۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا. رہتے تھے یہاں تک کہ سب فارغ ہو جائے۔ (بیہقی) یہ اسی لیے کہ دوسرا کھانے والا اشرمندہ نہ ہو۔

بھوک اور جھوٹ کو اکٹھا نہ کیا جائے

(٤٢٥٦) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ ﷞ قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِطَعَامٍ فَعُرِضَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا لَا نَشْتَهِيْهِ فَقَالَ ((لَا تَجْتَمِعْنَ جُوْعًا وَكِذْبًا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۵۶) حضرت اسماء بنت یزید ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھانا لایا گیا اور ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں بھوک تو ہے نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ بھوک اور جھوٹ دونوں کو اکٹھا مت جمع کرو۔ (ابن ماجہ)

توضیح: بعض لوگ ایسے موقع پر تکلف کے طور پر کہہ دیتے ہیں کہ ہم کو بھوک اور خواہش نہیں ہے حالانکہ ان کو بھوک بھی لگی رہتی ہے اور جھوٹ بھی بولتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کہا یعنی اگر بھوک ہے تو کھالیا کرو اور جھوٹ مت بولو۔

اجتماعیت میں برکت ہوتی ہے

(٤٢٥٧) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُوْا جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۵۷) حضرت عمر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب مل کر اکٹھا جمع ہو کر کھایا کرو الگ الگ بیٹھ کر مت کھاؤ کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ)

(٤٢٥٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهٖ اِلٰى بَابِ الدَّارِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۵۸) حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہمان جب واپس جانے لگے تو سنت یہ ہے کہ میزبان اپنے مہمان کے ساتھ اپنے گھر کے دروازے تک پہنچا کر واپس ہو۔ (ابن ماجہ)

(٤٢٥٩) وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ فِيْ اِسْنَادِهٖ ضُعْفٌ.

(۴۲۵۹) اور امام بیہقی نے اس حدیث کو شعب الایمان میں ابو ہریرہ اور ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

توضیح: یعنی سنت یہی ہے کہ کم از کم اپنے گھر کے دروازے تک پہنچا کر واپس ہو، مگر یہ روایت ضعیف ہے بعض روایتوں سے دور تک جانے کا ثبوت ملتا ہے یہ حسن خلق میں داخل ہے۔

(٤٢٦٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷠ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْخَيْرُ اَسْرَعُ اِلَى الْبَيْتِ الَّذِيْ يُؤْكَلُ فِيْهِ مِنَ الشَّفْرَةِ اِلٰى سَنَامِ الْبَعِيْرِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۶۰) حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں کھانا کھایا جاتا ہے اس گھر میں بھلائی یعنی روزی بہت تیز دوڑ کر آتی ہے جیسے چھری جو اونٹ کی کوہان میں چلائی جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

٤٢٥٦۔ اسناده حسن۔ سنن ابن ماجه كتاب الاطعمة باب عرض الطعام۔ ٣٢٩٨.

٤٢٥٧۔ ضعيف جدا۔ سنن ابن اجه كتاب الاطعمة باب الاجتماع على الطعام۔ ٣٢٨٧۔ عمرو بن دینار قہرمان آل زبیر ضعیف ہے۔

٤٢٥٩۔ اسناده ضعيف جدا۔ سنن ابن ماجه كتاب الاطعمة باب الضيافة ٣٣٥٨۔ علی بن عروہ متروک ہے۔

٤٢٦٠۔ اسناده ضعيف جدا۔ سنن ابن ماجه كتاب الاطعمة باب الضيافة ٣٣٥٧۔ جبارہ بن مفلس متهم بالكذب راوی ہے اور نہشل بن سعید متروک ہے۔

بَابٌ فِيْ اَكْلِ الْمُضْطَرِّ

مضطر اور مجبور کے کھانے کا بیان

اس عنوان کے ماتحت پہلی اور تیسری فصل نہیں ہے صرف دوسری فصل ہے۔ حرام چیز بعض مرتبہ مجبوری کی وجہ سے مباح ہو جاتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿حرمت علیکم المیتہ .... غفور رحیم﴾ (سورہ مائدہ) ''تم پر مردار حرام کیا گیا اور خون اور خنزیر کا گوشت اور خدا کے سوا دوسرے کے نام پر مشہور کیا گیا ہو اور جو گلا گھونٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچے سے گر کر مر گیا ہو اور جو کسی ٹکر سے مرا ہو اور جسے درندوں نے مار کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو پرستش گاہوں پر چڑھایا گیا ہو تم پر حرام کیا جاتا ہے قرعہ کے تیروں کے ذریعہ تقسیم کرنا' یہ سب بدترین گناہ ہیں آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے۔ خبردار تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا۔ اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر میں رضامند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک سے بے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کر دینے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔''

خلاصہ: مطلب یہ ہے کہ اضطراری حالت میں جب کہ کوئی حلال چیز نہ ملے اور جان کے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو جان کی حفاظت کے لیے مذکورہ محرمات کا استعمال کرنا کوئی حرج نہیں۔ مندرجہ ذیل حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الْاَوَّلِ

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٤٢٦١) عَنِ الْفُجَيْعِ الْعَامِرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَايَحِلُّ لَنَا مِنَ الْمَيْتَةِ؟ قَالَ مَاطَعَامُكُمْ قُلْنَا نَغْتَبِقُ وَنَصْطَبِحُ قَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ فَسَّرَهُ لِيْ عُقْبَةُ قَدَحٌ غُدْوَةً وَقَدَحٌ عَشِيَّةً قَالَ ذَاكَ وَاَبِي الْجُوْعِ فَاَحَلَّ لَهُمُ الْمَيْتَةَ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۲۶۱) حضرت فُجیع عامری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے لیے مردار کس وقت حلال ہو گا؟ آپ نے فرمایا: تمہارا کھانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! صبح شام دودھ کا ایک پیالہ مل جاتا ہے نہ اس سے شکم سیری ہوتی ہے نہ اس سے بھوک ہی مرتی ہے۔ آپؐ نے ایسی حالت میں مردار کے کھانے کی رخصت عطا فرما دی۔ (ابوداود)

توضیح: مسند احمد میں ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم ایسی جگہ رہتے ہیں اور ہمیں فقر و فاقہ کی نوبت آ جاتی ہے تو ہمارے لیے مردار کھانا کب جائز ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب صبح و شام نہ ملے اور نہ کوئی سبزی ملے تو تمہیں اختیار ہے۔ اس حدیث کی سند میں ارسال بھی ہے۔

٤٢٦١۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب فی المضطر الی المیتة ٣٨١٧۔ وہب بن عقبہ مجہول راوی ہے۔

ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت حسنؒ کے پاس حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی کتاب تھی جسے میں ان کے سامنے پڑھتا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ صبح شام نہ ملنا اضطرار ہے۔ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ حرام کھانا کب حلال ہو جاتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جب تک کہ تو اپنے بچوں کو دودھ سے شکم سیر نہ کر سکے اور جب تک ان کا سامان نہ آ جائے۔ایک اعرابی نے حضور سے حلال حرام کا سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ کل پاکیزہ چیزیں حلال اور کل خبیث چیزیں حرام ہیں ہاں جب کہ ان کی طرف محتاج ہو جائے تو انہیں کھا سکتا ہے جب تک کہ تو ان سے غنی نہ ہو جائے۔اس نے پھر دریافت کیا وہ محتاجی کونسی ہے جس میں میرے لیے وہ حرام چیز حلال ہو اور وہ غنی ہونا کون سا ہے جس سے مجھے اس سے رک جانا چاہیے۔فرمایا جبکہ تو صرف رات کو اپنے بال بچوں کو دودھ سے آسودہ کر سکتا ہو تو حرام چیز سے پرہیز کر سورہ بقرہ میں ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ یعنی جو شخص بے قرار کیا جائے سوائے باغی اور حد سے گزرنے والے کے پس اس پر کوئی گناہ نہیں اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

مردار کب کھایا جا سکتا ہے؟

(٤٢٦٢) وَعَنْ اَبِیْ وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَكُوْنُ بِاَرْضٍ فَتُصِيْبُنَا بِهَا الْمَخْمَصَةُ فَمَتٰى يَحِلُّ لَنَا الْمَيْتَةُ قَالَ ((مَالَمْ تَصْطَبِحُوْا اَوْتَحْتَفِئُوْا بِهَا بَقْلًا فَشَانُكُمْ بِهَا مَعْنَاهُ اِذَالَمْ تَجِدُوْا صَبُوْحًا اَوْغَبُوْقًا وَلَمْ تَجِدُوْ بَقْلَةً تَاْكُلُوْنَهَا حَلَّتْ لَكُمُ الْمَيْتَةُ)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .

(۴۲۶۲) حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم ایسی جگہ ہوتے ہیں جہاں کھانے کی کوئی چیز نہیں ملتی ہے اور ہم کو بھوک لگتی ہے تو ہمارے واسطے مردار کھانا کب حلال ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک تمہیں صبح و شام کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ملے اور نہ کوئی گھاس اور سبزی ملے تو تم جانو اور تمہارا کام! یعنی ایسی حالت میں مردار کا استعمال کرنا تمہارے واسطے مباح ہے۔(دارمی)

❁❁❁❁

٤٢٦٢۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الدارمی کتاب الاضاحی باب اکل المنبة للمضطر ٢/ ٨٨ح ٢٠٠٢۔انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ حسان بن علیہ نے سیدنا ابو واقعد اللیثی سے نہیں سنا۔

بَابُ الْاَشْرِبَةِ

پینے کی چیزوں کا بیان

انسان اور حیوان کی حیات کے لیے جس طرح کھانا ضروری ہے اسی طرح پینا بھی ضروری ہے بلکہ پینا کھانے سے زیادہ ضروری ہے جس طرح کھانے کے بہت سے آداب ہیں اسی طرح پینے کے بھی بہت سے آداب ہیں۔ مذکورہ حدیثوں میں پینے وغیرہ کے آداب کو بیان کیا گیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

پانی پینے کے آداب

(٤٢٦٣) عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وزَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ وَيَقُوْلُ ((اِنَّهٗ اَرْوٰى وَاَبْرَءُ وَاَمْرَءُ.))

(۴۲۶۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے اور یہ فرماتے تھے سانس لے لے کر اطمینان سے پانی پینے سے زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور وہ جسم کو طاقت اور قوت بخشتا ہے اور خوش ذائقہ مزیدار اور رچتا پچتا اور خوشگوار ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(٤٢٦٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۲۶۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم) کیونکہ ایسی صورت میں کیڑے مکوڑے کا پیٹ میں چلے جانے کا خطرہ ہے ممکن ہے جس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے کسی پیالے یا گلاس میں پانی علیحدہ نکال کر دیکھ کر پینا چاہیے۔

(٤٢٦٥) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِالْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اِخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَاخْتِنَاثُهَا اَنْ يُّقْلَبَ رَأْسُهَا ثُمَّ يُشْرَبُ مِنْهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۲۶۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ کو موڑ کر مشک سے پانی پینے کو منع فرمایا ہے۔ (بخاری، مسلم)

٤٢٦٣۔ صحيح بخاری كتاب الاشربة باب الشرب بنفيين او ثلاثه ٥٦٣١۔ مسلم كتاب الاشربة باب كراهة التنفس فی نفس الاناء ٢٠٢٨، ٥٢٨٧.

٤٢٦٤۔ صحيح بخاری كتاب الاشربة باب الشرب من فم السقاء ٥٦٢٩.

٤٢٦٥۔ صحيح بخاری كتاب الاشربة باب اختناث الاسقية ٥٦٢٠۔ مسلم كتاب الاشربة باب آداب الطعام والشراب واحكامها ٢٠٢٣، ٥٢٧٢.

بیٹھ کر پیا جائے

(٤٢٦٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۲۶۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔(مسلم)

(٤٢٦٧) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدٌمِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَقِيْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۲۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھڑے ہو کر اگر کسی نے بھول کر پی لیا تو اسے قے کر دینا چاہیے۔(مسلم) یہ ممانعت تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے۔

(٤٢٦٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِدَلْوٍ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۲۶۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آب زمزم کا ایک ڈول لایا آپ نے کھڑے ہو کر پی لیا۔(بخاری و مسلم) آب زمزم کا کھڑے ہو کر پینا عموم سے مستثنیٰ ہے یا کھڑے ہو کر پینا تبرک کے طور پر یا بیٹھنے کی جگہ نہ پا کر یا لوگوں کے بھیڑ کی وجہ سے یا کیچڑ کے سبب سے یا بیان جواز کے لیے اس طرح آپ نے کیا ہو۔

کھڑے ہو کر پانی پینے کا جواز

(٤٢٦٩) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِيْ رَحْبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ ثُمَّ اُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَاْسَهٗ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَاِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۲۶۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی اور لوگوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے کوفہ کے چبوترے پر بیٹھ گئے لوگوں کے باہمی فیصلے کرتے رہے یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا' پھر پانی لایا گیا وضو سے پہلے پیاس کی وجہ سے پانی پی لیا پھر ہاتھ منہ دھویا اور سر پر مسح کیا اور پاؤں کو دھویا پھر بچے ہوئے وضو کے پانی کو کھڑے ہو کر پی لیا اور پی کر یہ فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو اچھا نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے کیا۔(بخاری) اگر کوئی وضو کے پانی کو کھڑے ہو کر پینا چاہیے تو جائز ہے یہ بھی عموماً نفی سے مستثنیٰ ہے۔

(٤٢٧٠) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَهٗ فَسَلَّمَ فَرَدَّا الرَّجُلُ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِيْ حَائِطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِيْ

(۴۲۷۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے گھر تشریف لائے آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا وہ انصاری اپنے باغ میں پانی کو ادھر ادھر گھما رہا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر

٤٢٦٦۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب كراهية الشرب قائما ٢٠٢٤'٥٢٧٥ .

٤٢٦٧۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب كراهية الشرب قائما ٢٠٢٦'٥٢٧١ .

٤٢٦٨۔ صحيح بخاري كتاب الحج باب ما جاء في زمزم ١٦٣٧۔ مسلم كتاب الاشربة باب في الشرب من زمزم قائما ٢٠٢٧'٥٢٨٣ .

٤٢٦٩۔ صحيح بخاري كتاب الاشربة باب الشرب قائما۔ ٥٦١٦ .

٤٢٧٠۔ صحيح بخاري كتاب الاشربة باب شرب اللبن بالماء ٥٦١٣ .

شَنَّةٍ وَّاِلَّا كَرَعْنَا)) فَقَالَ عِنْدِیْ مَآءٌ بَاتَ فِیْ شَنٍّ فَانْطَلَقَ اِلَى الْعَرِیْشِ فَسَكَبَ فِیْ قَدَحٍ مَآءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَیْهِ مِنْ دَاجِنٍ فَشَرِبَ النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ اَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِیْ جَآءَ مَعَهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

تمہارے پاس باسی پانی ٹھنڈا ہو تو لاؤ ورنہ ہم اس نہر کے پانی کو منہ لگا کر پی لیں گے۔ اس نے کہا میرے پاس باسی پانی ہے وہ اپنی جھونپڑی پر لے گیا اور ایک پیالے میں باسی پانی لے آیا تو گھر کی پلی ہوئی بکری کا دودھ دودھ کر اس میں ڈال دیا نبی کریم ﷺ نے اسے پی لیا دوبارہ وہ لایا اس آدمی نے پیا۔ (بخاری)

سونے چاندی کے برتن اور ریشم کی حرمت

(٤٢٧١) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ اِنَّ الَّذِیْ یَاْكُلُ وَیَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ.

(۴۲۷۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ ہلائے گا اور ایک روایت میں ہے جو چاندی کے برتن میں کھاتا اور پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے۔ (مسلم)

(٤٢٧٢) وَعَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((لَا تَلْبَسُوا الْحَرِیْرَ وَلَا الدِّیْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِیْ صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَهِیَ لَكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۲۷۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ ریشم مت پہنو اور نہ دیباج پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھاؤ پیو یہ برتن کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

داہنی طرف والے سے ابتدا کی جائے

(٤٢٧٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَاةٌ دَاجِنٌ وَشِیْبَ لَبَنُهَا بِمَآءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِیْ فِیْ دَارِ اَنَسٍ فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَلٰی یَسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَعَنْ یَمِیْنِهٖ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِ اَبَا بَكْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِیَّ الَّذِیْ عَلٰی یَمِیْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَلْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَلْاَیْمَنُوْنَ اَلَا یَمِنُوْنَ اَلَا فَیَمِّنُوْا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۲۷۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے گھر کی پلی ہوئی بکری کا دودھ دوہا گیا اور انہیں کے گھر کے کنویں سے پانی لے کر ملا دیا گیا اور پیالے میں آپ کو دیا گیا آپؐ نے پی لیا آپ کے بائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور داہنے جانب ایک گنوار تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ یہ بچا ہوا پانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دیجیے آپؐ نے گنوار کو دے دیا جو داہنے جانب بیٹھا تھا اور آپ نے فرمایا کہ داہنے جانب والا زیادہ مستحق ہے اور یہ حکم دیا کہ جب تم کوئی چیز کسی کو دو تو سب سے پہلے داہنے طرف والوں کو دو۔ (بخاری و مسلم)

٤٢٧١۔ صحیح بخاری کتاب الاشربة باب آنیة الفضة ٥٦٢٤۔ مسلم کتاب اللباس والزینة باب تحرم استعمال اوانی الذهب والفضة ٢٠٦٥، ٥٣٨٥.

٤٢٧٢۔ صحیح بخاری کتاب الاطعمة باب الاكل فی اناء مفضض ٥٤٢٦۔ مسلم کتاب اللباس والزینة باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة علی الرجال النساء ٢٠٦٧، ٥٣٩٤.

٤٢٧٣۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب من استقی ٢٣٥١۔ مسلم کتاب الاشربة باب استحباب ادارة الماء واللبن ونحوهما عن عین المبتدی ٢٠٣٠.

(٤٢٧٤) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ ((يَا غُلَامُ أَتَأْذَنُ أَنْ أُعْطِيَهُ الْأَشْيَاخَ)) فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأُوْثِرَ بِفَضْلٍ مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَحَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ سَنَذْكُرُهُ فِي بَابِ الْمُعْجِزَاتِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

(۴۲۷۴) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کا پیالہ لایا گیا اس میں سے آپ نے پی لیا آپ کے داہنے جانب ایک نوجوان لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں جانب بڈھے لوگ بیٹھے تھے' آپ نے لڑکے سے کہا کہ اگر اجازت دو تو اس بچے ہوئے پانی کو ان بڈھوں کو دے دوں اس نے کہا کہ آپ کے بچے ہوئے تبرک کو دوسرے کو دینے کی اجازت دیتا اور نہ ان بڈھوں کو ترجیح دیتا ہوں تو آپ نے اسی لڑکے کو دیا کیونکہ وہی مستحق تھا۔ (بخاری و مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

کھڑے ہو کر کھانے پینے کا جواز

(٤٢٧٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَمْشِي وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔

(۴۲۷۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم چلتے چلتے کھا پی لیتے تھے اور کھڑے کھڑے بھی۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی) یعنی بوقت ضرورت چلتے چلاتے کھانا پینا سفر وغیرہ میں جائز ہے۔

(٤٢٧٦) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(۴۲۷۶) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ اور دادا سے نقل کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے اور بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے دیکھا۔ (ترمذی)

برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے کی ممانعت

(٤٢٧٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

(۴۲۷۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

(٤٢٧٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

(۴۲۷۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٤٢٧٤۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب من استسقى ٢٣٥١۔ مسلم کتاب الاشربة باب استحباب ادارة الماء واللبن ونحوهما عن عين المبتدى ٢٠٣٠۔

٤٢٧٥۔ اسناده صحيح۔ سنن الترمذی کتاب الاشربة باب ما جاء فی النهی عن الشرب قائما ١٨٨٠۔ ابن ماجه کتاب الاطعمة باب الاكل قائما۔ ٣٣٠١۔ دارمی کتاب الاشربة باب الشرب قائما ٢/ ١٦٢ ح ٢١٢٥۔

٤٢٧٦۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی کتاب الاشربة باب ما جاء فی الرخصة فی الشرب قائما۔ ١٨٨٣۔

٤٢٧٧۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاشربة باب فی النفخ فی الشراب والتنفس فيه۔ ٣٧٢٨۔

٤٢٧٨۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی کتاب الاشربة باب ما جاء فی التنفس فی الاناء ١٨٨٥۔ یزید بن سنان الجزری ضعیف اور اس کا استاد مجہول ہے۔

((لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدً اکَشُرْبِ الْبَعِيْرِوَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاَحْمَدُوْا اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

فرمایا: تم اونٹ کی طرح ایک ہی میں بار مت پانی پیو بلکہ دو تین سانس میں پیو اور پیتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو اور کھاتے وقت بھی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ جب تم برتن کو ہٹاؤ۔ (ترمذی)

(٤٢٧٩) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ فَقَالَ رَجُلٌ اَلْقُذَاةَ اَرَاهَا فِي الْاِنَاءِ قَالَ ((اَهْرِقْهَا)) قَالَ فَاِنِّيْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَفْسٍ وَاحِدٍ قَالَ ((فَاَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِيْكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(۴۲۷۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اگر پانی میں خس و خاشاک اور کوڑا کرکٹ یا تنکا پڑا ہوا ہو تو؟ آپ نے فرمایا اسے ہاتھ سے نکال کر پھینک دو۔ اس نے کہا کہ میں ایک سانس میں آسودہ نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا کہ سانس لیتے وقت منہ سے پیالے کو الگ کر دو پھر سانس لو۔ (ترمذی)

(٤٢٨٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ وَاَنْ يُّنْفَخُ فِي الشَّرَابِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

(۴۲۸۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کی شگاف یعنی سوراخ میں سے پانی پینے کو منع فرمایا ہے اور پانی میں پھونک مارنے سے بھی۔ (ابوداؤد)

(٤٢٨١) وَعَنْ كَبْشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَشَرِبَ مِنْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهٗ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ .

(۴۲۸۱) حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اور ٹنگی ہوئی مشک میں سے کھڑے کھڑے پانی پی لیا بس نے مشک کے منہ کو کاٹ لیا اور تبرک کے طور پر رکھ دیا کیونکہ اس میں آپ کا دہان مبارک لگ گیا تھا۔ (ترمذی)

(٤٢٨٢) وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْبَارِدَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ مَارُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُرْسَلًا .

(۴۲۸۲) امام زہری رحمہ اللہ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا میٹھا پانی بہت پسند تھا۔ (ترمذی)

کھانا کھاتے وقت دعا کی جائے

(٤٢٨٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۴۲۸۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

٤٢٧٩۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الاشربة باب ما جاء فی کراهية النفخ فی الشراب ١٨٨٧۔ دارمی کتاب الاشربة باب من شرب بنفس واحد۔ ٢/ ١١٩ح ٢١٢٧ .

٤٢٨٠۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاشربة باب فی الشرب من ثلمة القدح ٣٧٢٢۔ الصحیحة ٣٨٨ .

٤٢٨١۔ اسناده صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الاشربة باب ما جاء فی الرخصة فی اختنات الاسقیة ١٨٩٢۔ ابن ماجه کتاب الاشربة باب الشرب قائما ٣٤٢٣ .

٤٢٨٢۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الاشربة باب ما جاء ان الشراب کان احب الی رسول الله ١٨٩٥ .

٤٢٨٣۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الاشربة باب ما یقول اذا شرب اللبن ٣٧٣٠۔ ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا اکل طعاماً ٣٤٥٥۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَاِذَا سُقِيَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ فَاِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَّا اللَّبَنَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

فرمایا: جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اسے یہ کہنا چاہیے کہ اے اللہ! تو اس کھانے میں برکت دے اور اس سے بہتر کھانا کھلا اور جب دودھ پیے تو دعا پڑھنی چاہیے کہ اے اللہ! تو اس دودھ میں برکت دے اور زیادہ عطا فرما۔ (ابوداوٗد)

(٤٢٨٤) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْتَعْذَبُ لَهُ الْمَاءُ مِنَ السُّقْيَا قِيْلَ هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ يَوْمَانِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۲۸۴) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ سقیا چشمے سے رسول اللہ ﷺ کے لیے میٹھا پانی لایا جاتا تھا اور سقیا اور مدینہ کے درمیان میں دو منزل کا فاصلہ تھا۔ (ابوداوٗد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال بہت بڑا گناہ ہے

(٤٢٨٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ شَرِبَ فِيْ اِنَاءِ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ اَوْاِنَاءٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارَجَهَنَّمَ)) رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ.

(۴۲۸۵) حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چاندی سونے کے برتن میں کھائے گا تو اس کے پیٹ میں جہنم کی آگ ہلائی جائے گی یعنی ڈالی جائے گی۔

توضیح: اس حدیث سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ سونے اور چاندی کا برتن استعمال کرنا قطعا درست نہیں ہے کیونکہ ایسے برتنوں کے استعمال کرنے والے بڑے متکبر ہوتے ہیں یہاں تک کہنے والے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں بڑا ہی متکبر ہے۔

❁❁❁❁

٤٢٨٤۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الاشربة باب فی الكاء الانية۔ ٣٧٣٥.

٤٢٨٥۔ صحيح۔ سنن الدارقطنی ١/ ٤٠ وقال "اسناده حسن"

بَابُ النَّقِيعِ وَالْاَنْبِذَةِ

نقیع اور نبیذ کا بیان

نقیع کے معنی بھگونے کے ہیں یعنی انگور یا کھجور اور کشمش وغیرہ بغیر پکائے پانی میں بھگو دیں۔ تا کہ اس کی شیرینی پانی میں حل کر کے شربت بن جائے یہ نہایت لذیذ اور مفید ہوتا ہے۔

نبیذ کے معنی بھی انہیں چیزوں کو پانی میں ڈال کر بھگونے کے ہیں لیکن اس کو کچھ زیادہ دنوں تک پانی میں رکھا جاتا ہے اگر اس میں نشہ نہ پیدا ہو تو جائز ہے اور اگر نشہ پیدا ہو جائے تو ناجائز ہے جن ممالک میں انگور یا کھجور وغیرہ کی پیداوار ہے وہاں کے لوگ اس کو کثرت سے بناتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی اس کا زیادہ رواج تھا۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٤٢٨٦) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِقَدَحِ هٰذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسْلَ وَالنَّبِيْذُ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۲۸۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس پیالے میں رسول اللہ ﷺ کو شہد اور نبیذ اور پانی اور دودھ پلایا تھا۔ (مسلم)

(٤٢٨٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سِقَاءٍ يُوْكَأُ اَعْلَاهُ وَلَهٗ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهٗ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهٗ عِشَاءً وَنَنْبِذُهٗ عِشَاءً فَيَشْرَبُهٗ غُدْوَةً۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۲۸۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا کرتے تھے اس کے اوپر کا منہ بند کر دیا جاتا تھا اور اس کا ایک دہانہ نیچے بھی ہوتا تھا صبح کو نبیذ بناتے تو شام کو آپ پی لیتے اور شام کو نبیذ بناتے تو صبح کو آپ پی لیتے۔ (مسلم)

(٤٢٨٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْبَذُ لَهٗ اَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهٗ اِذَا اَصْبَحَ يَوْمَهٗ ذَالِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِيْ تَجِيْءُ وَالْغَدْوَةَ اللَّيْلَةَ الْاُخْرٰى وَالْغَدَ اِلَى الْعَصْرِ فَاِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ وَاَمَرَ بِهٖ فَصُبَّ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۲۸۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ابتدائے شب میں نبیذ بناتے تھے اور صبح اس کو پی لیتے تھے اور اس کے بعد آنے والی رات کو بھی پیتے تھے یکے بعد دیگرے بچی بچائی نبیذ صبح شام کو پی لیتے تھے جب تک کہ اس میں نشہ نہ پیدا ہوتا اور اگر بچ جاتا تو کسی خادم کو پلا دیتے ورنہ پھینک دیتے۔ (مسلم)

(٤٢٨٩) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُوْلِ

(۴۲۸۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے

٤٢٨٦۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب اباحة النبيذ الذى ممم نبذ ولم بصير مسكرا ٢٠٠٨ .

٤٢٨٧۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب اباحة النبيذ الذى مم نبد ولم يعمر مسكرا ٢٠٠٥ .

٤٢٨٨۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب اباحة النبيذ الذى لم نبذ ولم يعمر مسكرا ٢٠٠٤ .

٤٢٨٩۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب النهى عن الانتباذ فى المرفت ١٩٩٩ .

اللّٰهِ ﷺ فِیْ سِقَاءٍ فَاِذَا لَمْ یَجِدُوْ سِقَآءً اُنْبِذُلَهٗ فِیْ تَوْرٍمِنْ حِجَارَةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مشک میں نبیذ بنائی جاتی تھی اگر مشک نہ ملتی تو پتھر کے برتن میں نبیذ بناتے تھے۔(مسلم)

(٤٢٩٠) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِیْرِ وَاَمَرَ اَنْ یُنْبَذَ فِیْ اَسْقِیَةِ الْاَدَمِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۲۹۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن اور سبز مرتبان اور کریدی ہوئی لکڑیوں کے برتن اور روغن دار برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور حکم دیا ہے کہ چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنایا کرو تاکہ جلدی نشہ نہ آئے۔(مسلم)

لیکن بعد میں یہ روایت منسوخ ہوگئی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

(٤٢٩١) وَعَنْ بُرَیْدَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَهَیْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ فَاِنَّ الظُّرُوْفَ لَا یُحِلُّ شَیْئًا وَّلَا یُحَرِّمُهٗ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ ((نَهَیْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ اِلَّا فِیْ ظُرُوْفِ الْاَدَمِ فَاشْرَبُوْا فِیْ كُلِّ وِعَاءٍ غَیْرَ اَنْ لَّا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۲۹۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے چند برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا تو برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں بناتے، ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز حرام ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چمڑے کے علاوہ ہر برتن میں نبیذ بنانے سے منع کر دیا تھا اب ہر برتن میں بنا کر پی سکتے ہو مگر نشہ آور چیز مت پیو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

(٤٢٩٢) عَنْ اَبِیْ مَالِكِنِ الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((لَیَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِی الْخَمْرَ یُسَمُّوْنَهَا بِغَیْرِ اِسْمِهَا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۲۹۲) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے انہوں نے سنا کہ آئندہ چل کر میری امت کے لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام دوسرا رکھ لیں گے۔(ابوداؤد۔ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(٤٢٩٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ الْاَخْضَرِ قُلْتُ اَنَشْرَبُ فِی الْاَبْیَضِ قَالَ لَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۲۹۳) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز مٹکے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ ہم نے کہا سفید مٹکے میں بنی ہوئی پئیں یا نہیں؟ فرمایا کہ نہیں۔(بخاری)

یہ حکم پہلے کا ہے اب منسوخ ہے بعض روایتوں میں اور دوسرے برتنوں میں نبیذ بنانے کا حکم ملتا ہے۔

٤٢٩٠۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب النهی عن الانتباذ فی المرفت والدباء ١٩٩٧ .

٤٢٩١۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب النهی عن الانتباذ فی المرفت والدباء ٩٧٧ .

٤٢٩٢۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاشربة باب فی الدارمی ٣٦٨٨۔ ابن ماجه کتاب الفتن باب العقوبات ٤٠٢٠ .

٤٢٩٣۔ صحیح بخاری کتاب الاشربة باب ترخیص النبی فی الاوعیة والظروف ٥٥٩٦ .

بَابُ تَغْطِیَةِ الْاَوَانِیْ وَغَیْرِهَا

برتنوں وغیرہ کے ڈھانکنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

سونے سے پہلے؟

(٤٢٩٤_٥_٦_٧_٨) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوْا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يُفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَاَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضُوْا عَلَيْهِ شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ ((خَمِّرُوْا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكُوْا الْاَسْقِيَةَ وَاَجِيْفُوْا الْاَبْوَابَ وَاكْفِتُوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَاِنَّ لِلْجِنِّ اِنْتِشَارًا وَخَطْفَةً وَاَطْفِئُوْا الْمَصَابِيْحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَيْتِ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ ((غَطُّوْا الْاِنَاءَ وَاَوْكُوْا السِّقَاءَ وَاَغْلِقُوْا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِئُوْا السِّرَاجَ فَاِنَّ

(٤٢٩٤_٥_٦_٧_٨) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات کا وقت ہو جائے تو شام کے وقت میں اپنے بچوں کو روک لو اور گلی کوچوں اور بازاروں میں مت پھرنے دو۔ کیونکہ اس وقت شیاطین یعنی جن۔ بھوت وغیرہ گلی کوچوں میں پھرنے کے لیے پھیل جاتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں کوئی نہ کوئی جن بھوت وغیرہ تکلیف نہ پہنچائے' ان کا زور زیادہ تر آفتاب کے غروب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا ہے تو ان شیاطین کا زور ختم ہو جاتا ہے تو ان کے زور کے ختم ہو جانے کے بعد بچوں کو چھوڑ دو پھر وہ جا سکتے ہیں' اور سونے سے پہلے اپنے گھر کے دروازوں کو بند کر لیا کرو اور اس پر اللہ کا نام لے لیا کرو یعنی بسم اللہ کر کے دروازہ بند کرو کیونکہ شیطان اس دروازے کو نہیں کھول سکتا جسے بسم اللہ کر کے بند کیا گیا ہو۔ اور اپنے مشک اور مشکیزے کے منہ کو باندھ دیا کرو اور اس پر اللہ کا نام لو یعنی بسم اللہ کر کے مشک اور مشکیزے کے منہ کو باندھو تاکہ پانی ضائع نہ ہو اور کوئی تکلیف دہ چیز اس میں جا بھی نہ سکے اور اپنے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو یعنی دیگچی' گھڑا یا اور کوئی برتن جن میں کھانے پینے کی کوئی چیز ہو' ڈھانک دیا کرو اور اس پر بھی اللہ کا نام لو۔ اور اگر کوئی چیز ڈھانکنے کے لیے نہ ملے تو تم اس پر لکڑی وغیرہ کا تنکا ہی رکھ دیا کرو'

٤٢٩٤_٥_٦_٧_٨۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس وجنوده ٣٢٨٠۔ مسلم کتاب الاشربة باب الامر بتغطية الاناء وايكاء السقاء ٢٠١٢ ' ٥٢٥٠۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب اذا وقع الذباب ی شراب احدکم ٣٣١٦۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب الامر بتخطبة الأناء وايكاء السقاء ٢٠١٢ '٥٢٦٤۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب الامر بتخطبة الاناء وايكاء السقاء ٢٠١٣ '٥٢٥٣۔ صحیح مسلم کتاب الاشربة باب الامر بتخطبة الاناء ايكاء والسقاء ٢٠١٤ '٥٢٥٥.

الشَّيْطٰنَ لَا يَحِلُّ سِقَآءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ اٰنَاءً فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا اَنْ يَعْرِضَ عَلٰى اِنَائِهٖ عُوْدًا وَيَذْكُرُوْا سْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ ((لَا تُرْسِلُوْا فَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ ((غَطُّوْا لْاِنَاءَ وَاَوْكُوا السِّقَآءَ فَاِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَآءٌ لَا يَمُرُّ بِاِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَآءٌ اَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ اِلَّا نَزَلَ فِيْهِ مِنْ ذَالِكَ الْوَبَاءِ.))

اور سوتے وقت اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو کیونکہ سونے کی حالت میں روشنی کی ضرورت نہیں ہے اور تیل وغیرہ فضول جلے گا۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ تم لوگ اپنے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور مشکیزے کے منہ کو باندھ دیا کرو اور دروازوں کو بند کر دیا کرو اور شام کے وقت میں اپنے بچوں کو روک لیا کرو کیونکہ شام کے وقت جن بھوت وغیرہ اپنے مسکنوں کو چھوڑ کر ادھر ادھر پھیل جاتے ہیں اور اچک لیتے ہیں یعنی پھیل کر کے کوئی چھوٹا بچہ وغیرہ راستے میں مل جائے تو تکلیف وغیرہ پہنچانے کے درپہ ہو جاتے ہیں اس وجہ سے تم اس وقت بچوں کو باہر نہ چھوڑو اور سوتے وقت اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو کیونکہ بعض دفعہ شیطان چوہے وغیرہ کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور چراغ کی بتی کو اٹھا لیتا ہے اور چھپر میں گھسیڑ دیتا ہے جس سے گھر میں آگ لگ جاتی ہے اس لیے سارے گھر والے جل جائیں گے اس لیے بجھا دینا چاہیے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ غروب آفتاب کے وقت میں اپنے جانوروں اور بچوں کو باہر مت جانے دو یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر جائے کیونکہ غروب آفتاب کے وقت شیاطین باہر نکلتے ہیں اور انسانوں کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تم برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور مشکیزے کو باندھ دیا کرو کیونکہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہوتی ہے کہ جس میں وبا اترتی ہے اور جس رات میں بلا اترنے والی ہوتی ہے۔ اور کوئی رکاوٹ یعنی سرپوش وغیرہ نہ ہو تو وہ بلا اس کھانے پینے کی چیز میں اتر آتی ہے اور جب انسان کھانے میں مشغول ہو جاتا ہے تو بلا بھی کھا لیتا ہے جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔

کھانے پینے کی چیز ڈھانپ دی جائے

(٤٢٩٩) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ جَاءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَلَا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُوْدًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۲۹۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوحمید نے کہا کہ ایک انصاری صحابی مقام نقیع سے نبی کریم ﷺ کے پاس برتن میں دودھ لائے آپ ﷺ نے فرمایا اس برتن کو کھلا ہوا کیوں لائے ڈھک کر کیوں نہیں لائے اگر ڈھانکنے کو کچھ نہ پاتے تو ایک لکڑی ہی رکھ لیتے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کھانے پینے کی چیز کو جب برتن میں رکھ کر لایا جائے تو ڈھک کر لانا چاہیے۔

(٤٣٠٠) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۳۰۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ نہ چھوڑو جس سے جلنے کا اندیشہ ہو۔ (بخاری و مسلم) یعنی سوتے وقت چراغ وغیرہ بجھا دو اور اگر چولہے وغیرہ میں آگ ہو تو اس کو بجھا دینا چاہیے۔

٤٢٩٩۔ صحیح بخاری کتاب الاشربة باب شرب اللبن ٥٦٠٥، ٥٦٠٦۔ مسلم کتاب الاشربة باب فی شرب النبیذ وتخمیر الناء ٢٠١١، ٥٢٤٥۔

٤٣٠٠۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب لا تترك النار فی البیت عند النوم ٦٢٩٣۔ مسلم کتاب الاشربة باب الامر بتخطبة الناء وایکاء السقاء ٢٠١٥، ٥٢٥٧۔

(٤٣٠١) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ احْتَرَقَ بَیْتٌ بِالْمَدِیْنَةِ عَلٰی اَهْلِهٖ مِنَ اللَّیْلِ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهٖ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِیَ عَدُوٌّلَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۳۰۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کے ایک مکان میں آگ لگ گئی اور گھر والے گھر میں تھے اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا' یہ سن کر آپؐ نے فرمایا کہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سونے کا ارادہ کرو تو آگ کو بجھادیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

(٤٣٠٢) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ ((اِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِیْقَ الْحُمُرِ مِنَ اللَّیْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَاِنَّهُنَّ یَرَیْنِ تَرَوْنَ وَاَقِلُّوْا الْخُرُوْجَ اِذَا هَدَأَتِ الْاَرْجُلُ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَبُثُّ مِنْ خَلْقِهٖ فِیْ لَیْلَةٍ مَایَشَآءُ وَاَجِیْفُوْا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اِسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَفْتَحُ بَابًا اِذَا اُجِفَتْ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَغُطُّوْا الْجِرَارَ اَكْفِئُوْا الْاٰنِیَةَ وَاَوْكُوْا الْقِرَبَ)) رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ .

(۴۳۰۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جب تم رات کو کتوں کے بھونکنے کی اور گدھوں کے چلانے کی آواز سنو تو شیطان مردود سے پناہ مانگو یعنی تم اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو' یہ کتے اور گدھے ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جس کو تم نہیں دیکھ پاتے' یعنی شیطان وغیرہ کو دیکھ کر بھونکتے ہیں اور رات کے وقت جب چلنے کی آواز تھم جائے یعنی پاؤں کی آہٹ نہ آئے تو باہر مت نکلو کیونکہ اللہ تعالیٰ رات میں اپنے مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے بھیج دیتا ہے مگر بسم اللہ کہہ کر گھر کے دروازوں کو بند کر دو۔ کیونکہ شیطان ان دروازوں کو نہیں کھول سکتا جو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بند کر دیا گیا ہو اور پانی وغیرہ کے مٹکوں اور مشکیزوں اور گھڑوں کو ڈھک دیا کرو اور مشکوں کے منہ کو باندھ دیا کرو۔ (شرح سنہ)

(٤٣٠٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ جَآءَتْ فَارَةٌ تَجُرُّ الْفَتِیْلَةَ فَاَلْقَتْهَا بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی الْخُمْرَةِ الَّتِیْ كَانَ قَاعِدًا عَلَیْهَا فَاَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ ((اِذَانِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدُلُّ مِثْلُ هٰذِهٖ فَیُحْرِقَكُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ .

(۴۳۰۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک چوہیا نے چراغ کی جلتی ہوئی بتی کو کھینچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس چٹائی پر ڈال دیا جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک درہم کے برابر چٹائی جل گئی یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ سوتے وقت اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان اس قسم کے موذی جانوروں کو ایسے کاموں پر ابھارتا ہے جس سے تمہارے مکانوں کو جلا دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

❁❁❁❁

٤٣٠١۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب لا تترك النار فی البیت عند النوم ٦٢٩٤۔ مسلم کتاب الاشربة باب الامر بتخطبة الاناء وایکاء والسقاء ٢٠١٦'٥٢٨٥ .

٤٣٠٢۔ شرح السنة ١١/ ٣٩٢ ح ٣٠٦٠۔ ابوداؤد ٥١٠٣'٥١٠٤ .

٤٣٠٣۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی اطفاء النار باللیل ٥٢٤٧

کِتَابُ اللِّبَاسِ

لباس کا بیان

ہم نے اسلامی تعلیم کے نویں حصے میں اسلامی لباس کے آداب کے سلسلے میں یہ لکھا ہے انسان کے لیے ستر پوشی نہایت ہی ضروری ہے' حیوان اور انسان میں لباس ہی سے فرق ظاہر ہوتا ہے یہ لباس مرد کو گرمی سے بچاتا ہے اور برہنگی سے بھی محفوظ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ستر پوشی ہی کے لیے پیدا کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یا بنی اٰدم .... ذالك خیر﴾ (اعراف)

''اے آدم کے بیٹو! ہم نے تم پر پوشاک اتاری ہے جو تمہارا ستر ڈھانکے اور یہ زینت کا سامان اور پرہیز گاری کا لباس یہ بہتر ہے۔''

اس ستر پوشی کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں رکھی ہے جیسا کہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے واقعہ سے پتہ چلتا ہے دونوں کو جنت کے بہترین جوڑے پہننے کو ملے تھے یہ پہنتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے وہ لباس ان کے بدن سے اتر گئے تو درخت کے پتوں سے اپنی اپنی شرم گاہوں کو چھپالیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فلما ذاقا .... الجنة﴾ (اعراف)

''پس جب ان دونوں نے درخت کو چکھا ان کے ستر ان پر کھل گئے تو اپنے اوپر درخت کے پتوں کو جوڑنے لگے۔''

یہ برہنگی جس طرح فطرت کے خلاف ہے اسی طرح عقل اور شریعت کے خلاف ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ایاکم والتعری فان معکم من لایفارقکم الا عند الغائط وحین لفضی الرجل الیٰ اھلہٖ فاستحیوھم واکرموھم .)) (ترمذی)

''ننگے مت رہو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ لوگ رہتے ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے مگر قضائے حاجت کے وقت یا اپنی بیویوں کے پاس جاتے وقت' تم ان سے حیاء کرو اور ان کی عزت کرو۔''

یوں تو تمام بدن کو چھپانا مناسب ہے لیکن مردوں کے لیے سے لے کر گھٹنے تک اور عورتوں کے لیے سر کے بالوں سے ٹخنوں تک چھپانا فرض ہے' ان حصوں کا کھلا رکھنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ اور سب کپڑوں میں سفید کپڑے زیادہ اچھے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((البسوا من ثابکم البیاض فانھا خیر تیابکم وکفنوا فیھا موتاکم .)) (ابوداؤد)

''سفید کپڑے پہنو' کیونکہ سب کپڑوں میں سفید کپڑے اچھے ہوتے ہیں اور ان ہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو دفن کرو۔''

زیادہ سرخ کپڑا مردوں کے لیے جائز نہیں ہے عورتوں کے لیے مباح ہے اور سیاہ اور سبز عورتوں اور مردوں کیلیے یکساں جائز ہے۔ مردوں کے لیے ریشم اور سونا استعمال کرنا حرام ہے اور عورتوں کے لیے دونوں حلال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کو دائیں ہاتھ میں اور سونے کو بائیں ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (احمد۔ ابوداؤد)

سادگی ہر چیز میں اچھی ہے کھانے میں پینے میں اور لباس میں بھی۔ رسول اللہ ﷺ کا لباس ہمیشہ ہی سادہ رہتا تھا موٹا کرتہ۔ سوتی

چادر اور موٹی لنگی زیب تن فرمایا کرتے تھے اور گاہے بگاہے پیوند لگا ہوا بھی پہن لیتے تھے' کپڑے میں کوئی تکلف نہیں تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو مکان سے باہر تشریف لے گئے تو آپؐ کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رومی جبہ زیب تن فرما رکھا تھا جس کی آستین تنگ تھی۔ (شمائل ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اخرجت الینا عائشۃ رضی اللہ عنہا کساء ملبدا او ازارا غلیظا فقالت قبض روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھٰذین .))

(شمائل ترمذی)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹی لنگی نکال کر ہمیں دکھلایا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ان دو کپڑوں میں نکلی تھی۔''

یعنی انتقال کے وقت آپ ایک پیوند لگی ہوئی چادر یا پیوند لگے ہوئے کمبل کو اور ایک موٹی لنگی پہنے ہوئے تھے۔

معلوم ہوا کہ آپ کو موٹا اور معمولی کپڑا زیادہ پسند تھا کیونکہ اس میں خاکساری اور تواضع ہے قیمتی اور بھڑک دار لباس پہننے سے نفس میں تکبر و غرور اور خود بینی کے جذبات آ جاتے ہیں ایک روایت میں کہ آپ کے پاس ایک پیوند لگی ہوئی چادر تھی آپ اسی کو پہنتے اور فرماتے کہ میں غلام ہوں اور غلاموں جیسا لباس پہنتا ہوں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب کپڑوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتہ پسند تھا۔

(شمائل ترمذی)

زیادہ پسند ہونے کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ کرتے سے بدن اچھی طرح ڈھک جاتا ہے اور اس میں زیادہ خاکساری اور انکساری بھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی آستین پہنچے تک تھی۔ (شمائل ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدھی آستین کا کرتہ پہننا سنت کے خلاف ہے۔

پائجامہ پردہ پوشی کے لیے بہترین لباس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت پسند فرمایا ہے اور خریدا بھی ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پائجامہ خریدا ہے اور بظاہر پہننے کے لیے خریدا ہے اور دوسری روایتوں سے پائجامہ کا ثبوت بھی ملتا ہے اور صحابہ کرام آپ کی اجازت سے پائجامہ پہنتے تھے۔ (زاد المعاد)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پائجامہ پہنتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ سفر میں حضر میں اور رات میں اور دن میں مجھے بدن کے ڈھانکنے کا حکم دیا گیا ہے اور پائجامہ سے زیادہ پردہ پوش میں نے کسی چیز کو نہیں پایا۔

شیخ السلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ منتقی میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں:

((قلنا یا رسول اللہ ان اھل الکتاب یتسرولون ولا یاتزرون فقال رسول اللہ تسرولوا واتزروا وخالفوا اھل الکتاب .)) (احمد)

''ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہود اور نصاریٰ پائجامہ پہنتے ہیں اور لنگی نہیں باندھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پائجامہ پہنو۔ لنگی باندھو اور اہل کتاب کے خلاف کرو۔''

لنگی

ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ پائجامہ پہننا بھی مسنون ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر لنگی ہی باندھا کرتے تھے آپ کی لنگی چار

ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ چوڑی ہوتی تھی اور پنڈلی تک ہوتی تھی۔

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں چل رہا تھا تو ایک شخص کو اپنے پیچھے سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ لنگی کو اوپر اٹھا لو کیونکہ اس سے کپڑا زیادہ صاف ستھرا رہے گا۔ زمین پر گھسٹ کر خراب نہ ہو گا اور تکبر سے بھی محفوظ رہو گے میں پیچھے مڑا تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ مجھ سے ہی فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک معمولی چادر ہے اس کی کیا حفاظت کی جائے اور اس میں تکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تم میری تابعداری کرو، تو میں نے دیکھا کہ آپ کی لنگی آدھی پنڈلی تک تھی۔ (شمائل ترمذی)

چادر

رسول اللہ ﷺ چادر اوڑھتے بھی تھے اور نماز بھی اسی پر پڑھتے تھے، اور علما نے کہا ہے کہ آپ کی چادر چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ چوڑی ہوتی تھی۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ زاد المعاد جلد اول میں فرماتے ہیں علامہ واقدی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کی چادر چھ ہاتھ لمبی اور سوا تین ہاتھ چوڑی تھی اور آپ کی لنگی سوا چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو چادروں میں یمنی چادر بہت پسند تھی۔ (کتاب اللباس)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ جوڑا تہبند اور چادر پہنے ہوئے دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ کے جسم مبارک پر سیاہ رنگ کے بالوں کی چادر تھی۔

(شمائل ترمذی)

پگڑی اور ٹوپی

سر چھپانے کے لیے پگڑی اور ٹوپی کا استعمال عرب میں خصوصی طور پر رائج تھا آنحضرت ﷺ بھی پگڑی باندھتے تھے اور صحابہ کرام کو بھی تاکیدی حکم صادر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں طبرانی کے حوالے سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اعتموا تزدادوا حلما .)) ''عمامہ باندھا کرو حلم اور بردباری کو اس سے زیادہ بڑھا لو گے۔''

حافظ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری میں ابو نعیم کے حوال سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یوم غدیر خم عمامہ باندھ کر فرمایا:

((هذا فاعتموا فان العمائم سيماء الاسلام وهى الحاجز بين الاسلمين والمشركين .))

''اسی طرح عمامہ باندھا کرو اس لیے کہ عمامہ اسلام کا نشان اور شعار ہے اور مسلمان و مشرک کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔'' (ابو نعیم)

آپ ﷺ کے عمامہ کے مقدار کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ملی ہے بعض لوگ سات ہاتھ اور بعض لوگ بارہ ہاتھ کا بتاتے ہیں اور آپ کا شملہ چار بالشت کا ہوتا جس کو پس پشت لٹکائے رہتے۔ فتح مکہ کے روز جب آپ شہر میں داخل ہوئے تھے تو آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا، یعنی آپ سیاہ عمامہ باندھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عمامہ باندھتے تو دونوں مونڈھوں کے درمیان یعنی پچھلی جانب شملہ ڈال لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

اور آپ نے فرمایا کہ:

((فرق بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس .)) (ترمذی)

''مسلمان اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والی چیز یہ ہے کہ ٹوپیوں پر عمامہ باندھا جائے۔''

یعنی آپ نے فرمایا کہ پہلے ٹوپی اوڑھ کر پھر عمامہ باندھا جائے۔ مشرکین بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے ہیں۔

بہر حال عمامہ کے بارے میں بہت سے حدیثیں ہیں۔ نمونے کے طور پر ہم نے چند حدیثیں بیان کر دی ہیں جن سے یہ معلوم ہو گیا کہ عمامہ باندھنا سنت ہے اور اسلام کا شعار بھی ہے لیکن موجودہ زمانے کے مسلمانوں نے عموماً اس کو چھوڑ دیا ہے اور سکھوں نے اپنا شعار بنا لیا ہے۔ ٹوپی پہننا بھی سنت ہے حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی ٹوپیاں گول اور سر پر چمٹی رہتی تھی۔ (ترمذی)

رومی جبہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستینوں کا رومی جبہ پہنا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں قضائے حاجت کے لیے گئے پھر جب واپس تشریف لائے تو میں پانی لے کر پہنچا آپ نے وضو کیا اس وقت آپ ایک رومی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ (بخاری)

اچکن اور شیروانی

حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے مسور سے کہا کہ بیٹا مجھ کو خبر ملی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی اچکنیں آئی ہیں آپ تقسیم کر رہے ہیں چلو ہم بھی آپ کے پاس چلیں شاید ہم لوگوں کو بھی کوئی اچکن اور شیروانی مل جائے' ہم باپ بیٹے مل کر گئے دیکھا تو آپ گھر میں ہیں۔ والد نے مجھ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے نام سے بلا لو میں نے اس کو برا سمجھا اور والد سے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے لیے بلانے والا نہیں۔ انہوں نے کہا بیٹا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرور نہیں ہیں میں نے آپ کو بلایا آپ ایک دیباج کی اچکن جس میں سنہری گھنڈی اور تکمے لگے ہوئے تھے کندھے یا ہاتھ پر ڈالے ہوئے تشریف لائے اور فرمانے لگے! مخرمہ میں نے یہ اچکن تیرے لیے چھپا رکھی تھی پھر وہ ان کو دے دی تو مخرمہ خوش ہو گئے۔ (بخاری)

اچھا لباس اور زیب و زینت

شریعت کے دائرے میں اچھا لباس پہننا اور زیب و زینت کرنا بھی درست ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((خذوا زينتكم عند كل مسجد .))

''عبادت کے وقت زینت کی چیزوں کو پہنو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ان الله يحب ان يرىٰ اثر نعمه علىٰ عبده .)) (ترمذی)

''اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جو نعمتیں اس نے اپنے بندوں کو دے رکھیں ہیں ان کا اثر اس پر دکھائی دے۔''

یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو اچھی حیثیت عطا فرمائی ہے تو اچھا لباس استعمال کرنا چاہیے اور باوجود وسعت کے بخیلی کے طور پر خراب لباس استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرنا ہے۔ اور جو شخص خاکساری اور تواضع کے طور پر سادہ اور معمولی لباس استعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت فرمائے گا۔ (ابو داؤد)

ایک شخص نے عرض کیا مجھے اس امر کی خواہش رہتی ہے کہ میرے کپڑے عمدہ ہوں' سر میں تیل لگا ہوا ہو' جوتی بھی اچھی ہو' اسی طرح اس نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ کہا کہ مجھے خواہش رہتی ہے میرا کوڑا بھی اچھا ہو' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر یہ فرمایا:

((ان الله جميل ويحب الجمال .)) (مسلم)

''اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ تکبر ہے کہ میں عمدہ لباس پہنوں؟ آپ ؐ نے فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے اور خدائے تعالیٰ بھی اس خوبصورتی کو بہت پسند کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

باریک لباس

لباس ستر پوشی کے لیے ہے اور ایسا باریک لباس پہننا جس سے بدن کا اندرونی حصہ صاف نظر آ جائے تو ناجائز ہے کیونکہ اس سے لباس کا مقصد حاصل نہیں ہوتا' ایسا باریک لباس مرد وعورت دونوں کے لیے حرام ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی تھیں ایک مرتبہ باریک لباس پہن کر حاضر ہوئیں اس طرح سے کہ جسم آثار نظر آ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر پھیر لی اور فرمایا:

اسماء ان المراۃ اذا بلغت المحیض لم یصلح ان یریٰ منها الا هذا واشار الیٰ وجهه کفیه.))

''اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو درست نہیں ہے کہ اس کے جسم میں سے کوئی حصہ دیکھا جائے بجز اس کے اور اس کے یہ کہہ کر آپ نے چہرے اور ہتھیلی کی طرف اشارہ فرمایا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((صنفان من اهل النار لم ارهما قوم معهم سیاط کاذناب البقر یضربون بها الناس ونساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات روسهن کاسنمة البخت المائلة لایدخلن الجنة ولا یجدون ریحها وان ریحها لیوجد من مسیرة کذا کذا.)) (مسلم)

''دو قسم کے دوزخی لوگ ہیں جن کو ابھی میں نے دیکھا نہیں' ایک وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو ظلماً ماریں گے' یعنی حاکم وغیرہ ظالم ہوں گے چنانچہ موجودہ زمانے میں ایسے لوگ حکمراں ہیں اور دوسرے وہ عورتیں جو ظاہر میں کپڑے پہنے ہوں گی اور حقیقت میں وہ ننگی ہوں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور فریفتہ کرنے والی بھی ہوں گی اور خود بھی ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی اور ان کی طرف رغبت کریں گی اور ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ایک جانب جھکے ہوں گے وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے پائی جائے گی۔'' (مسلم)

یعنی وہ باریک کپڑے پہنے ہوں گی جس سے ان کا بدن جھلکے گا اور وہ ظاہر میں ملبوس ہیں مگر حقیقت میں عاری ہیں۔ چنانچہ اس زمانے میں اس قسم کی عورتیں موجود ہیں۔ یا چہرے کے علاوہ بھی کچھ بدن ڈھانکتی ہیں اور کھلا رکھتی ہیں۔ ان اعضاء کو کھول کر لوگوں کو للچاتی اور فریفتہ کرتی ہیں۔

علامہ نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ بدن کے کچھ حصہ کو پوشیدہ کریں گی اور کچھ کو ظاہر کریں گی اور رنڈیوں کی چال اور ناز و انداز سے چلیں گی جس سے لوگوں کو فریفتہ کریں گی۔

اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جس میں باریک کپڑا پہننے کی سخت ممانعت ہے جو ترغیب اور منتقی وغیرہ میں منقول ہیں اگر کوئی موٹا کپڑا نیچے پہنے ہو تو اوپر سے ایک کپڑا پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ اور عورتوں کو چست کپڑا پہننا جائز نہیں ہے جس سے بدن کا حصہ نمایاں معلوم ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے مت پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔ (المبسوط کتاب الاستحسان)

عورتوں کو مستورات کہتے ہیں اور مستورات کے معنی ہیں چھپی ہوئی چیزیں' یعنی سوائے چہرہ اور ہتھیلی کے عورت کے لیے سارا جسم

چھپانا ضروری ہے یہاں تک کہ سر اور دونوں ہاتھوں کو اور پیر تک سارا جسم کپڑے سے ڈھانکے رہیں۔ بازوؤں کا کھلا رکھنا بے پردگی میں داخل ہے۔ صحابیہ عورتیں پورے ہاتھ کی آستین رکھتی تھیں اور انگلیوں کے درمیان بٹن لگاتی تھیں۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ہندہ اپنی آستینوں کی گھنڈیاں اپنی انگلیوں کے درمیان رکھتی تھیں۔

حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن باریک اوڑھنی اوڑھے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس باریک وڑھنی کو پھاڑ کر پھینک دیا اور دوسری گف اور موٹی اوڑھنی اوڑھنے کو دی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

عورتوں کے لیے زیورات کا استعمال بھی جائز ہے مگر خاوندوں کو دکھانے کے لیے نہ کہ غیروں کے دکھانے کے لیے جو عورتیں اپنی زینت وسنگار غیر مردوں کو دکھاتی پھرتی ہیں وہ ملعونہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مثل الرافلة فی الزینة فی غیر اهلها کمثل ظلمة یوم القیٰمة لانور لها .)) (ترمذی)

''غیروں کے سامنے زینت کے ساتھ ناز وانداز سے چلنے والی عورت ایسی ہے جیسے قیامت کے روز کی تاریکی کہ اس میں روشنی نہیں ہے۔''

لباس جب پرانا ہو جائے اور پھٹ جائے تو پیوند لگا کر اور مرمت کر کے استعمال کرنا سنت ہے اور تواضع وخاکساری کی نشانی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((یا عائشة ان اردت اللحوق بی فلیکفك من الدنیا کزاد الراکب وایاك ومجالسة الاغنیاء ولا تستخلقی ثوبا حتی ترقیه .)) (ترمذی)

''اے عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے صرف اس قدر سامان تمہیں کافی ہو جانا چاہیے جس قدر کہ مسافر سوار کو ہو جاتا ہے اور مالداروں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے بچتی رہو اور جب تمہارے کپڑے پرانے ہو جائیں تو پیوند لگا لیا کرو۔ اور آپ نے فرمایا جو پرانا کپڑا اتار کر کسی غریب حاجت مند کو دے دے گا تو وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد خدا کی پناہ اور حفاظت میں رہے گا۔'' (احمد۔ ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو جو اس کپڑے کا نام ہوتا نام لیتے یعنی کرتہ' چادر' عمامہ وغیرہ اور پہنتے وقت بسم اللہ کر کے ان دعاؤں کو پڑھتے:

((الحمد لله الذی کسانی ما اواری به عورتی واتجمل به فی حیوتی .)) (ترمذی)

''سب تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی ہے جس سے میں نے اپنی شرمگاہ چھپالی اور اس سے میں اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔''

((اللهم لك الحمد انت کسوتنیه اسئلك خیره وخیر ما صنع له واعوذبك من شره وشر ما صنع له .))

(ابو داود)

''اے اللہ! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے تو نے مجھے کپڑا پہنایا میں اس کپڑے کی بھلائی تجھ سے مانگتا ہوں اور اس بھلائی کا طالب ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اور اس کپڑے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔''

کپڑا پہنتے وقت داہنے طرف سے پہننا چاہیے اور اتارتے وقت بائیں جانب سے اتارنا چاہیے (ابن ماجہ) ضرورت کے وقت چاندی کی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننا مسنون ہے نگینہ میں نام یا کوئی ضروری چیز کا لکھنا بھی سنت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ لکھا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ وہ جوتہ پہنتے تھے موجودہ زمانے کی چپل کی طرح تھا جس کے دو تسمے تھے۔ (بخاری) اور آپ نے فرمایا جب جوتہ پہنو تو پہلے داہنے پیر میں پہنو اور جب نکالو تو پہلے بائیں پیر سے نکالو۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کہیں بیٹھو تو جوتی نکال کر بیٹھو اور اپنے پاس رکھ لو۔ (ابوداؤد) چمڑے کے موزوں کا پہننا اور اس پر مسح کرنا بھی ثابت ہے رسول اللہ ﷺ موزہ پہنتے اور اس پر مسح کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

جوتوں اور موزوں کو پہننے سے پہلے جھاڑ لینا چاہیے تاکہ گرد وغبار سے بھی صاف ہو جائے اور اگر کوئی تکلیف دہ چیز ہو تو نکل جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ جنگل میں ایک موزہ پہنا دوسرا موزہ پہننے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ ایک کوا آ کر کے دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا اوپر لے جا کر گرا دیا اس موزے میں سانپ گھسا ہوا تھا موزے کے گرنے سے سانپ نکل کر بھاگ گیا۔ آنحضور ﷺ نے اس پر خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ لوگو! موزہ پہنتے وقت موزہ جھاڑ کر پہنا کرو۔ (طبرانی)

اسی طرح سے سوتے وقت بستر بھی جھاڑ لینا چاہیے اور اگر کپڑا صندوق میں سے نکال کر پہننا ہو یا الگنی وغیرہ سے اتار کر پہننا ہو تو اسے خوب جھاڑ کر پہننا چاہیے' بالوں میں تیل لگانا کنگھی کرنا مستحب ہے اور پراگندہ رکھنا مکروہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نظافت اور صفائی وستھرائی کی طرف بڑی رغبت دلائی ہے آپ بالوں میں کنگھی کرتے تھے اور تیل بھی استعمال فرماتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یکثر دھن راسہ وتسریح لحیتہ ویکثر القناع کان ثوبہ ثوب ذیات .)) (شرح سنہ مشکوۃ)

''رسول اللہ ﷺ سر مبارک پر کثرت سے تیل لگاتے اور داڑھی میں کنگھی کرتے اور سر پر کپڑا یا رومال وغیرہ رکھتے گویا آپ کے سر کا کپڑا تیلی کا کپڑا ہو جاتا۔''

یعنی سر پر تیل لگانے کے بعد کپڑا رکھ لیتے تاکہ عمامہ وغیرہ میں تیل نہ لگے وہ کپڑا تیل سے اس طرح چکنا ہو جاتا جیسے تیلی کا کپڑا چکنا ہو جاتا ہے اور آپ گاہے بگاہے کنگھی کرتے تھے روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

سر کے بالوں کو منڈوانا اور کترانا درست ہے بالوں کا کانوں تک رکھنا مسنون ہے۔ داڑھی منڈانا حرام ہے اور مونچھوں کا کٹانا اور پست کرنا ضروری ہے (بخاری ومسلم) ناخون تراشنا اور بغل اور زیر ناف کے بال صاف کرنا مسنون ہے (نسائی) اور سفید بالوں میں خضاب لگانا بھی مستحب ہے لیکن زیادہ سیاہ خضاب نہ ہو بالکل کالا خضاب لگانا منع ہے۔ سفید بالوں کا اکھاڑنا حرام ہے۔ (الحدیث)

نوٹ:...... داڑھی مونچھ کے احکام کے متعلق اسلامی صورت نامی ایک کتاب لکھی ہے مکمل معلومات کے لیے اس کتاب کا مطالعہ کریں ان سب کا مدلل بیان مندرجہ ذیل حدیثوں میں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

رسول کریم ﷺ کا لباس

(٤٣٠٤) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَلْبِسَهَا الْحِبَرَةَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۴۳۰۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سب کپڑوں سے زیادہ پسندیدہ کپڑا حبرہ تھا جسے آپ پہننے کے لیے پسند فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

٤٣٠٤۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب البر والصبر ٥٨١٣۔ مسلم کتاب اللباس باب فضل لباس الحبہ ٥٤٤٠'٢٠٧٩ .

توضیح: حبرہ دھاری دار چادر کو کہتے ہیں خواہ دھاری سرخ ہو۔ یا سبز ہو کہا جاتا ہے کہ جنتیوں کا یہ لباس ہے۔ یا میل خوراہونے کی حیثیت سے۔

(٤٣٠٥) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۳۰۵) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تنگ آستین والا روی جبہ پہنتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(٤٣٠٦) وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِيْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ هٰذَيْنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۳۰۶) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمارے سامنے پیش کیا اور یہ فرمایا کہ انہیں دونوں کپڑوں میں رسول اللہ ﷺ کی روح نکلی ہے۔ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ کا بچھونا

(٤٣٠٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنَامُ عَلَيْهِ اَدَمًا حَشْوُهُ لِيْفٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۳۰۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس بچھونے پر رسول اللہ ﷺ سوتے تھے وہ چمڑے کا تھا جس کے اندر بجائے روئی کے کھجور کا چھلکا بھرا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم)

آپ ﷺ کا تکیہ

(٤٣٠٨) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ وِسَادُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ يَتَّكِئُ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهُ لِيْفٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۳۰۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا تکیہ جس کے سہارے سے آپ بیٹھتے تھے چمڑے کا تھا جس کا بھراؤ کھجور کا چھلکا تھا۔ (بخاری و مسلم)

(٤٣٠٩) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِنَا فِيْ حَرِّ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِاَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۳۰۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ اپنے گھر میں دوپہر کو بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی کہنے والے نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں کہ آپ اپنے سر اور منہ کو چادر سے ڈھانکے ہوئے ہیں یعنی سخت گرمی کی وجہ سے سر ڈھانکے ہوئے ہیں اور منہ کو اس لیے چھپائے ہوئے ہیں تا کہ کوئی مشرک پہچان نہ لے۔ (بخاری)

٤٣٠٥۔ صحيح بخاری كتاب الصلاة باب الصلاة فی الجبه الشامية ٣٦٣۔ مسلم كتاب الطهارة باب المسح على الخفين ٦٢٩'٢٧٤.

٤٣٠٦۔ صحيح بخاری كتاب فرض الخمس باب ما ذكر من الاكسية والخصائص ٥٨١٨۔ مسلم كتاب اللباس باب التواضع فی اللباس ٥٤٤٢'٢٠٨٠.

٤٣٠٧۔ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب كيف كان عيش النبیؐ ٦٤٥٦۔ مسلم كتاب اللباس باب التواضع فی اللباس ٥٤٤٧'٢٠٨٢.

٤٣٠٨۔ صحيح مسلم كتاب اللباس باب التواضع فی اللباس ٥٤٤٦'٢٠٨٢.

٤٣٠٩۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب التقنع ٥٨٠٧.

غیر ضروری بستروں کی کراہت

(٤٣١٠) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهٗ ((فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَاَتِهٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۳۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بچھونہ مرد کے لیے ہے اور دوسرا بچھونہ اس کی بیوی کے لیے ہے اور تیسرا مہمان کے لیے ہے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے۔ (مسلم) کیونکہ وہ چوتھا ضرورت سے زیادہ ہے اور محل مفاخرت ہے اسی لیے مذموم ہے۔

رحمت الٰہی سے محروم بدنصیب

(٤٣١١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۳۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جو از راہ تکبر ٹخنے کے نیچے اپنے کپڑے کو لٹکا کر گھسیٹتا ہوا چلے گا۔ (بخاری و مسلم)

ٹخنوں سے نیچے کپڑا ہونا ایک سنگین گناہ

(٤٣١٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۳۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے کپڑے کو ٹخنے کے نیچے لٹکا کر چلا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔ (بخاری و مسلم)

(٤٣١٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِی الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۳۱۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنی لنگی کو ٹخنے کے نیچے لٹکا کر از راہ تکبر گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا تو اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ قیامت تک وہ زمین میں دھنستا رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

(٤٣١٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۳۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں ٹخنوں کے نیچے لنگی پائجامہ وغیرہ لٹکا کر چلنا دوزخ میں جانے کا سبب ہے۔ (بخاری)

(٤٣١٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ اَوْ يَمْشِیَ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ وَاَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ اَوْ يَحْتَبِیَ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۳۱۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک ہی جوتی پہن کر چلے یا اس طرح کپڑا اوڑھے کہ بدن میں چمٹ جائے کہ اگر نکالا جائے تو برہنہ ہو جائے، یا گوٹ مار کر ایک ہی کپڑے میں بیٹھے تو اس کی شرم گاہ کھلی ہوئی ہو۔ (مسلم)

٤٣١٠۔ صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب اکراھۃ ما زار علی الحاجۃ ٢٠٨٤، ٥٤٥٢.

٤٣١١۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب من جرثوبہ ٥٧٨٨۔ مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب۔ ٢٠٨٧، ٥٤٦٣.

٤٣١٢۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب من جر ازارہ ٥٧٨٤۔ مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب۔ ٢٠٨٥، ٥٤٥٧.

٤٣١٣۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ٥٤۔ ٢٤٨٤.

٤٣١٤۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب ما اسفل من الکعبین ٥٨٨٧.

٤٣١٥۔ صحیح مسلم کتاب اللباس النھی عن اشتمال الصماء ٢٠٩٩، ٥٤٩٩.

توضیح: اشتمال صماء: یہ ہے کہ آدمی ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹ لے کر کہ کسی طرف سے کھلا نہ رہے ہاتھ اور پیر سب بند ہو جائیں کوئی حصہ کپڑے سے باہر نہ رہے گویا اس کو اس پتھر سے مشابہت دی جس کو صخرہ صما کہتے ہیں یعنی وہ پتھر جس میں کوئی سوراخ یا شگاف نہ ہو سب طرف سے سخت اور یکساں ہو۔

ریشمی لباس کی حرمت مردوں کے لیے

(٩۔٨۔٧۔٤٣١٦) وَعَنْ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہم عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۹۔۸۔۷۔۴۳۱۶) حضرت عمر اور حضرت انس اور حضرت ابن زبیر اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم یہ سب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں ریشم نہیں پہن سکتا۔ (بخاری و مسلم)

(٤٣٢٠) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۳۲۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے یعنی آخرت میں ریشم سے محروم رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

(٤٣٢١) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَشْرِبَ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَاَنْ نَاْكُلَ فِيْهَا وَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۳۲۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی سونے کے برتنوں میں کھانے پینے سے اور ریشم اور دیباج کے پہننے سے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(٤٣٢٢) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَبَعَثَ بِهَا اِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ ((اِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ بِهَا اِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْكَ لِتَشِقَّهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۳۲۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ریشم کا جوڑا ہدیہ میں بھیجا گیا آپ نے اس کو میرے پاس بھجوا دیا میں نے اسے پہن لیا آپؐ نے مجھے اسے پہنا ہوا دیکھا تو میں آپ کے چہرے میں غصے کے آثار کو پہچان لیا آپ نے فرمایا میں نے اس کو تمہیں پہننے کے لیے تمہارے پاس نہیں بھیجا ہے بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ اسے پھاڑ کر اپنے گھر کے عورتوں میں تقسیم کر دو۔ (بخاری و مسلم)

٩۔٨۔٧۔٤٣١٦۔ صحيح بخارى كتاب اللباس باب لبس الحرير للرجال ٥٨٢٨۔ مسلم كتاب اللباس باب تحريم استعمال اناء الذهب ٢٠٦٩، ٥٤٠٩۔ صحيح بخارى كتاب اللباس باب لبس الحرير للرجال ٥٨٣٢۔ مسلم كتاب اللباس باب تحريم استعمال اناء الزهب ٢٠٧٣، ٥٤٢٥۔ صحيح بخارى كتاب اللباس باب لبس الحرير للرجال ٥٨٣٣، مسلم كتاب اللباس باب تحريم استعمال اناء الذهب ٢٠٦٩، ٥٤١٠۔ صحيح مسلم كتاب اللباس باب ...... ٢٠٧٤، ٥٤٢٦.

٤٣٢٠۔ صحيح بخارى كتاب اللباس باب لبس الحرير ٥٨٣٥۔ مسلم كتاب اللباس باب تحريم استعمال اناء الذهب ٢٠٦٨، ٥٤٠١.

٤٣٢١۔ صحيح بخارى كتاب اللباس باب افتراش الحرير ٥٨٣٧۔ مسلم كتاب اللباس باب تحريم استعمال اناء الذهب ٢٠٦٧، ٥٣٩٤.

٤٣٢٢۔ صحيح بخارى كتاب الهبة باب هدية ما يكره لبسها ٢٦١٤۔ مسلم كتاب اللباس باب تحريم استعمال اناء الذهب ٢٠٧١، ٥٤٢٠.

(٤٣٢٣) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۳۲۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے، پہننے سے منع فرمایا ہے مگر دو انگشت کے برابر (بخاری و مسلم)

(٤٣٢٤) وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّهٗ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اِصْبَعَيْنِ اَوْثَلٰثٍ اَوْاَرْبَعٍ ۔

(۴۳۲۴) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں خطبہ دیا اور اس میں یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے پہننے سے منع فرمایا مگر بقدر دو یا تین یا چار انگشت کے۔

(٤٣٢٥) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا اَخْرَجَتْ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِيْبَاجٍ وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوْفَيْنِ بِالدِّيْبَاجِ وَقَالَتْ هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَلْبَسُهَا وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى نَسْتَشْفِیْ بِهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

(۴۳۲۵) حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے کسروانی طیالسی جبہ نکالا جس میں ریشم کے ٹکڑے لگے تھے اور اس کے گریبانوں میں بھی ریشم ٹکا ہوا تھا اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ تھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو میں نے اس کو لے لیا نبی ﷺ اس کو پہنا کرتے تھے اور ہم بیماروں کے شفایابی کے لیے دھولیا کرتے تھے۔ یعنی اس جبے کو پانی میں دھل کر بیماروں کو پلائے اور ان پر چھڑک دیتے تھے۔ (مسلم)

ریشم والے لباس کی مشروط اجازت

(٤٣٢٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِیْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّهُمَا شَكَوَا الْقَمْلَ فَرَخَّصَ لَهُمَا فِیْ قُمُصِ الْحَرِيْرِ ۔

(۴۳۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم کے پہننے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی کیونکہ ان کے کپڑوں میں جوئیں پڑ گئیں تھیں جس سے بدن میں خارش ہوگئی تھی۔ ریشم کے پہننے سے نہ جوئیں پڑتی ہیں نہ تو خارش ہوتی ہے اور یہ حضرات جہاد میں تھے تو اس مصلحت سے عارضی طور پر آپ نے رخصت فرمادی تھی۔ (بخاری و مسلم)

(٤٣٢٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیَّ ثَوْبَيْنِ

(۴۳۲۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو کسم کے رنگے ہوئے' کپڑے پہنے دیکھ کر فرمایا کہ یہ

٤٣٢٣۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب لبس الحرير للرجال ٥٨٢٩۔ مسلم كتاب اللباس باب استعمال اناء الذهب ٢٠٦٩'٥٤١١ .

٤٣٢٤۔ صحيح مسلم كتاب اللباس باب تحريم استعمال اناء الذهب ٢٠٦٩'٥٤٠٤ .

٤٣٢٥۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب ما يوخص للرجال من الحرير ٥٨٣٩۔ مسلم كتاب اللباس باب اباحة لبس الحرير ٢٠٧٦'٥٤٣١'٥٤٣٣ .

٤٣٢٦۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب ما يوخص للرجال من الحرير ٥٨٣٩۔ مسلم كتاب اللباس باب النهی عن لبس الرجل الثوب ٢٠٧٧ .

٤٣٢٧۔ صحيح مسلم كتاب اللباس باب النهی عن البس الرجل الثوب ٢٠٧٧ .

مُعَصْفَرَیْنَ فَقَالَ ((اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ ثِیَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهُمَا)) وَفِیْ رِوَایَةٍ قُلْتُ اَغْسِلُهُمَا قَالَ بَلْ اَحْرِقْهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَسَنَذْكُرُ حَدِیْثَ عَائِشَةَ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ فِیْ بَابِ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ ﷺ.

کافروں کا لباس ہے اس کو نہ پہنو میں نے عرض کیا کہ اس کو دھو ڈالوں آپ نے فرمایا بلکہ جلا دو۔ (مسلم)

توضیح: آنحضرت ﷺ نے جلانے کا حکم مبالغۃً کہا ہے مردوں کے لیے حرام و مکروہ ہے لیکن عورتوں کے لیے جائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

رسول کریم ﷺ کا لباس

(۴۳۲۸) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَمِیْصَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۳۲۸) حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام کپڑوں میں قمیص بہت پسند تھی۔ (ترمذی، ابوداود)

(۴۳۲۹) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ ؓ قَالَتْ كَانَ كُمُّ قَمِیْصِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الرُّسْغِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

(۴۳۲۹) حضرت اسماء بنت یزید ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کرتے کی آستین کلائی تک تھی۔ (ترمذی، ابوداود)

(۴۳۳۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا لَبِسَ قَمِیْصًا بَدَأَ بِمَیَامِنِهٖ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۴۳۳۰) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کرتہ پہنتے تھے تو داہنے طرف سے شروع کرتے، یعنی سب سے پہلے داہنا ہاتھ کرتے کی آستین میں ڈالتے تھے۔ (ترمذی، ابوداود)

(۴۳۳۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((اِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْهِ لَا جُنَاحَ عَلَیْهِ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْكَعْبَیْنِ مَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِی النَّارِ)) قَالَ

(۴۳۳۱) حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے نیچے یعنی ٹخنوں کے نیچے لٹکانا دوزخ میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔ اور اس کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ

۴۳۲۸۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس ما جاء فی القمیص ۴۰۲۵۔ ترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی القمیص ۱۷۶۳۔

۴۳۲۹۔ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی المقص ۱۷۶۵۔

تنبیہ: علامہ البانی ؒ نے اس روایت کو شہر بن حوشب کی وجہ سے ضعیف کہا ہے جبکہ شہر بن حوشب جمہور کے نزدیک حسن الحدیث راوی ہے لہٰذا راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت حسن درجے کی ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۳۳۰۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی القمص ۱۷۶۶۔

۴۳۳۱۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی قدر موضع الازار ۴۰۹۳۔ ابن ماجہ کتاب اللباس باب موضع الازار ۳۵۷۳۔

ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ((وَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ .

قیامت کے دن نظر رحمت سے اس شخص کو نہیں دیکھے گا' جو از راہ تکبر ٹخنے کے نیچے اپنی لنگی لٹکائے گا۔ (ابوداوٗد'ابن ماجہ)

(٤٣٣٢) وَعَنْ سَالِمٍ ﷜ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَلْاِسْبَالُ فِى الْاِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(۴۳۳۲) حضرت سالم اپنے والد عبداللہ بن عمر سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسبال یعنی کپڑے کی درازی لنگی میں اور کرتے میں اور پگڑی میں ہے جو شخص تکبر کی نیت سے کپڑے کو حد اعتدال سے زیادہ نیچے لٹکا کر چلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ (ابوداوٗد'نسائی'ابن ماجہ)

(٤٣٣٣) وَعَنْ اَبِىْ كَبْشَةَ ﷜ قَالَ كَانَ كِمَامُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بُطْحًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ.

(۴۳۳۳) حضرت ابوکبشہ ﷜ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کی ٹوپیاں سر سے چمٹی ہوئی ہوتی تھیں۔ (ترمذی) اور بعض لوگوں نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب کی گول ٹوپیاں سر پر چپٹی ہوئی تھیں لگی ہوئی ہوتی تھیں نہ کی اٹھی ہوئی۔

عورتوں کے ازار کی لمبائی

(٤٣٣٤) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ ذَكَرَ الْاِزَارَ فَالْمَرْاَةُ تُرْخِىْ شِبْرًا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا تَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيْدُ عَلَيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنِّسَائِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ .

(۴۳۳۴) حضرت ام سلمہ ﷝ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ازار کا ذکر فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ عورت اپنے ازار کو کہاں تک لٹکا سکتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا آدھی پنڈلی سے ایک بالشت نیچے تک۔ میں نے عرض کیا اس سے کھل جانے کا احتمال ہے تو آپ نے فرمایا اور ایک بالشت اور اس سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ (مالک'ابوداوٗد'ابن ماجہ)

(٤٣٣٥) وَفِىْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِىِّ وَالنِّسَائِىُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَتْ اِذًا تَنْكَشِفُ اَقْدَامُهُنَّ قَالَ فَيُرْخِيْنَ ذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ .

(۴۳۳۵) ترمذی اور نسائی میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ اس وقت ان کے پاؤں ننگے ہو جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا ایک ہاتھ سے زیادہ نہ لٹکائیں۔

(٤٣٣٦) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ فِىْ رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعُوْهُ

(۴۳۳۶) حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر

٤٣٣٢۔ اسناده صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب اللباس باب ما جاء فى اسبال الازار ٤٠٨٥۔ نسائى كتاب الزينة باب اسال الازار ٥٣٣٦۔ ابن ماجه كتاب اللباس باب طول القميص ٣٥٧٦ .

٤٣٣٣۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذى كتاب اللباس باب كيف كان كمام الصحابة ١٧٨٢ ۔ابوسعید عبداللہ بن بسر ضعیف ہے۔

٤٣٣٤۔ اسناده صحيح۔ موطا امام مالك كتاب اللباس باب ما جاء فى اسبال المراة ثوبها ٢/ ٩١٠۔ سنن ابى داؤد كتاب اللباس باب فى قدر الذيل ٤١١٧۔ نسائى كتاب الزينة باب ذبول النساء ٥٣٣٩۔ ابن ماجه كتاب اللباس باب ذيل المرأة ٣٥٨٠ .

٤٣٣٥۔ صحيح۔ سنن الترمذى كتاب اللباس باب ما جاء فى جر ذيول النساء ١٧٣١۔ نسائى كتاب الزينة باب ذيول النساء ٥٣٣٨ .

٤٣٣٦۔ اسناده صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب اللباس باب فى حل الازار۔ ٤٠٨٢ .

وَإِنَّهُ لَمُطْلَقُ الْاَزْرَارِ فَاَدْخَلْتُ يَدِىْ فِىْ جَيْبِ قَمِيْصِهٖ فَمَسَسْتُ الْخَاتِمَ- رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ہوا ان لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اس وقت آپ کرتے کی بٹن کھولے تشریف فرما تھے۔ میں نے آپؐ کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور مہر نبوت پر بھی ہاتھ پھیرا۔ (ابوداؤد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کرتے ہیں بٹن لگانا چاہیے اور کبھی کبھار بٹن کھل جائے تو کوئی حرج نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو سفید کپڑا پسند تھا

(٤٣٣٧) وَعَنْ سَمُرَةَ ؓ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ ((اِلْبَسُوْا الثِّيَابَ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَالنَّسَائِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۳۳۷) حضرت سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سفید کپڑا پہنا کرو، کیونکہ وہ بہت عمدہ اور پسندیدہ ہے اور سفید ہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

(٤٣٣٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ- رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(۴۳۳۸) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان میں شملہ ڈال لیتے۔ (ترمذی)

(٤٣٣٩) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؓ قَالَ عَمَّمَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَىَّ وَمِنْ خَلْفِىْ- رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۳۳۹) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر عمامہ بندھوایا اور اس کا شملہ میرے سامنے اور میرے پیچھے دونوں طرف لٹکا دیا۔ یعنی دونوں طرف دونوں سروں کا شملہ چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد)

(٤٣٤٠) وَعَنْ رُكَانَةَ ؓ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ ((فَرْقُ مَابَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَائِمِ.

(۴۳۴۰) حضرت رکانہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے یعنی مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ وہ پگڑی بغیر ٹوپی کے باندھتے ہیں اور ہم مسلمان پگڑی کو ٹوپی کے اوپر باندھتے ہیں۔ (ترمذی)

(٤٣٤١) وَعَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ ؓ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ ((اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِىْ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا)) رَوَاهُ

(۴۳۴۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں عورتوں کے لیے سونا اور ریشم حلال کر دیا گیا ہے اور مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔ (ترمذی، نسائی)

٤٣٣٧- صحيح- مسند احمد ٥/ ١٣- سنن الترمذى كتاب الادب باب ما جاء فى لبس البياض ٢٨١٠- نسائى كتاب الجنائز باب اى الكفن خير ١٨٩٧- ابن ماجه كتاب اللباس باب البياض من الثياب ٣٥٦٧.

٤٣٣٨- حسن- سنن الترمذى كتاب اللباس باب فى سدل العمامة بين الكتفير ١٧٣٦.

٤٣٣٩- اسناده ضعيف- سنن ابى داؤد كتاب اللباس باب فى العمائم ٤٠٧٩- شیخ اہل المدینہ مجہول ہے۔

٤٣٤٠- اسناده ضعيف- سنن ابى داؤد ٤٠٧٨- ترمذى كتاب اللباس باب فى العمائم على القلانس ١٧٧٤- ابوالحسن اور ابوجعفر دونوں مجہول ہیں۔

٤٣٤١- حسن- سنن الترمذى كتاب اللباس باب ما جاء فى الحرير ١٧٢٠- نسائى كتاب الزينة باب تحريم الذهب على الرجال ٥١٥١.

التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ .

نیا کپڑا پہننے کی دعا

(٤٣٤٢) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ عِمَامَةً اَوْقَمِيْصًا اَوْرِدَاءً ثُمَّ يَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ اَسَاَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَاصُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَاصُنِعَ لَهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ .

(۴۳۴۲) حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا کپڑا پہننے کا ارادہ کرتے تو سب سے پہلے اس کپڑے کا نام رکھتے اگر پگڑی ہے تو پگڑی اور اگر کرتہ ہے تو کرتہ چادر ہے تو چادر اس کے بعد یہ دعا پڑھتے: ((اللّٰهم لك الحمد كما كسوتنيه اسالك خير، وخير ما صنع له واعوذبك من شره وشرما صنع له .)) اے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے تو نے مجھ کو پہنایا مانگتا ہوں میں اس کی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی جس کے لیے وہ بنایا گیا ہے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جس کے لیے وہ بنایا گیا ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

(٤٣٤٣) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ اَبُوْدَاوٗدَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ .))

(۴۳۴۳) حضرت معاذ بن انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کھانا کھا کر یہ دعا پڑھے تو اس کے اگلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ((الحمد لله الذى اطعمنى هذا الطعام ورزقنيه من غير حول منى ولا قوة .)) "سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھ کو یہ کھانا کھلایا اور مجھ کو یہ روزی نصیب کی بغیر میری کسی طاقت اور قوت کے۔" اور ابوداؤد میں اتنا زیادہ ہے کہ جو شخص کپڑا پہنے تو وہ دعا پڑھے: ((الحمد لله الذى كسانى هذا ورزقنيه من غير حول ولا قوة .)) تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

رسول کریم ﷺ کی ام المومنین کو وصیت

(٤٣٤٤) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عَائِشَةُ اِنْ اَرَدْتِ اللُّحُوْقَ بِيْ فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَاِيَّاكِ وَمَجَالِسَةَ الْاَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِيْ ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيْهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ

(۴۳۴۴) حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تو مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیا کی چیزوں میں سے اسی قدر کافی ہو جانا چاہیے جتنا سوار اپنے ساتھ توشہ رکھتا ہے۔ اور تم اپنے آپ کو مالداروں کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور نشست و برخاست سے بچاتی رہو اور جب تمہارا کپڑا پرانا ہو جائے تو اس میں پیوند لگا لیا کرو یعنی پرانے پن کی وجہ سے اس کو پھینکو نہیں بلکہ پیوند لگا کر اسے استعمال کرو۔ (ترمذی)

٤٣٤٢۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ۱' ٤٠٢٠۔ ترمذی کتاب اللباس باب ما یقول اذا لبس ثوبا ١٧٦٧ .

٤٣٤٣۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ۱' ٤٠٢٣۔ ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا فرغ من الطعام ٣٤٥٨ .

٤٣٤٤۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی ترقیع الثوب ١٧٨٠۔ صالح بن حسان متروک ہے۔

اِسْمٰعِیلَ صَالِحُ بْنُ حَسَّان مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ .

(٤٣٤٥) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ اَنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ اَنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

(۴۳۴۵) حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں کیا تم سنتے نہیں یعنی میری بات سنو کہ پرانا کپڑا پہننا اور زینت چھوڑ دینا یعنی لباس کی سادگی ایمان میں داخل ہے اس لفظ کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ (ابوداوٗد) مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو لباس میں عورتوں کی طرح زیادہ تکلف کرکے بناؤ سنگار کرنا۔ مناسب نہیں ہے بلکہ تواضع اور خاکساری کا لباس ہمیشہ پہنتے رہنا چاہیے اور اگر کبھی کبھار کپڑا اپھٹ جائے تو پیوند لگا کر پہننے میں عار نہیں کرنا چاہیے۔

(٤٣٤٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ ابْنُ مَاجَةَ .

(۴۳۴۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا میں شہرت کا کپڑا پہنے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔ (ترمذی، احمد، ابوداوٗد، ابن ماجہ)

توضیح: یعنی جو شخص غرور اور اظہار تکبر کی نیت سے ایسا کپڑا پہنے جس سے لوگوں میں مشہور ہو جائے اور بڑا سمجھا جائے، تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔ یعنی ذلیل کرے گا۔ لہٰذا لباس میں بھی تواضع و خاکساری لازم ہے۔ یا یہ کہ جو شخص عالم فاضل درویش عابد زاہد نہیں ہے اور لوگوں میں اپنی عزت کرانے کے لیے عابدوں اور زاہدوں اور درویشوں کا کا لباس پہنتا ہے۔ تو قیامت کے روز ذلیل ہوگا اور وہاں اس کا بہروپیا پن نہیں چلے گا۔

(٤٣٤٧) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ .

(۴۳۴۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے تو وہ اسی قوم میں سے ہے۔ (احمد، ابوداوٗد)

توضیح: ہم نے اسلامی صورت میں اسی حدیث کے تحت یہ لکھا ہے کہ ظاہری تشبہ جس قوم کے ساتھ بھی کی جائے ابرار واخیار کے ساتھ کی جائے یا اشرار و فجار کے ساتھ کی جائے۔ خیر میں یا شر میں معاشرت میں یا تہذیب و تمدن میں انجام یہ ہے کہ تشبہ اپنا وجود چھوڑ کر اس تام کے وجود میں مدغم ہو جاتا ہے، جس کے ساتھ اس نے تشبہ کی تھی پس حدیث مذکور نے یہ ثابت کر دیا کہ تشبہ بالغیر جس طرح سے اور تکوینی طور پر محوفنا کا ذریعہ ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے شرعی طور پر بھی وہ فناء شرائع کا ایک موثر طریقہ ہے اور یہ بات کافی طور پر معلوم ہو گئی ہے کہ ہر چیز خواہ کونی ہو یا شرعی اپنی ہستی یا خودی باقی رکھنے کے لیے ترک تشبہ کے اصول کی محتاج ہے ورنہ درصورت تشبہ اس کی وہ ہستی باقی نہیں رہ سکتی جواب تک تھی بلکہ متشبہ بہ کی ہستی میں صورۃ، سیرۃ، حکما مدغم ہو جائے گی چنانچہ علمائے امت اسی حدیث کی تنقیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی جن سانپ کی صورت میں ہو تو اس کے قتل کر دینے میں کوئی ڈر نہیں کرنا چاہیے۔

٤٣٤٥۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ۱، ٤١٦١۔ شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

٤٣٤٦۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ٢/ ١٣٩۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة ٤٠٢٩۔ ابن ماجه کتاب اللباس باب من لبس شهرة ٣٦٠٦ .

٤٣٤٧۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ٢/ ٥٠۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة ٤٠٣١ .

جو شخص ہیئت کے علاوہ دوسری ہیئت میں قتل کر دیا گیا تو اس کا خون ضائع ہے جس کا قصاص نہیں کیونکہ سانپ اور بچھو کو شریعت نے حرم میں بھی پناہ نہیں دی اور جبکہ جن نے اس غیر معصوم الدم مخلوق سے تشبہ کیا تو انہیں میں سے ہو گیا پس اس پر سانپ بچھو کے احکام جاری کر دیے جائیں گے اس حدیث کو سامنے رکھ کر صحابہ وتابعین اور تمام سلف نے ہر قسم کے متشبہانہ اور تبدیل معاشرت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور اسی حدیث سے استدلال کرتے رہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان کو ایک دن ایک ولیمہ میں بلایا گیا آپ ﷺ نے جا کر دیکھا کہ اس تقریب میں کچھ عجمی رسمیں ادا کی گئیں ہیں تو واپس ہو گئے اور فرمایا کہ من تشبه بقوم فهو منهم (الاقتضاء الصراط المستقیم) اور امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ گدی کے بال کا منڈانا کیسا ہے تو فرمایا کہ یہ مجوسیوں کا فعل ہے ومن تشبه بقوم فهو منهم اسی حدیث کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے تھے فلما تشبه رجل بقوم الا کان منهم بہت کم دیکھا گیا ہے کہ کسی شخص نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی ہو اور اسی قوم میں سے نہ ہو گیا اور اسی حدیث کے ماتحت داڑھی منڈانے والے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ((خالفوا المشركين وفروا اللحى واحفوا الشوارب.)) مشرکین کی مخالفت کرو کیونکہ وہ داڑھی منڈاتے ہیں اور مونچھ کو بڑھاتے ہیں تم داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھ کو کٹاؤ۔

اور اس حدیث کے تحت حطاب بن مول مخزومی نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی تھی۔ جس کو ابن حبان نے اپنی کتاب روضة العقلاء میں نقل کیا ہے۔ تشبه باهل العقل لتكن منهم وتضع للشرف تدركه فتشبهو داناؤں کی مشابہت کر تو انہیں میں سے ہو جائے گا اور بناوٹ سے بھی اگر شرف کی طرف جھکے گا تو شرف حاصل کرے گا۔"

فتشبهوا ان لم تكونوا مثلهم
ان التشبه بالكرام فلاح

"اے لوگو! کریموں اور شریفوں سے تشبہ اختیار کرو اگر چہ تم ان جیسے نہیں کیونکہ کرام کے ساتھ مشابہت ہی کامیابی ہے۔"

اس کی بہت سی مثالیں ہیں، چند نظیریں بطور نمونہ کے پیش کی جاتی ہیں سنیے ملا علی قاری صاحب مرقاۃ شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے جادوگروں کا ایمان لانا بلاشبہ خدا کے حکم ومشیت سے متعلق ہے کیونکہ ہدایت اور گمراہی اسی کے ہاتھ میں ہے مگر عالم اسباب میں جس چیز نے ان کے قلوب میں استعداد پیدا کرائی وہ ان کا ظاہری تشبہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لباس سے انہوں نے کیا تھا اور ویسا ہی جبہ اور دستار وغیرہ پہن کر میدان مقابلہ میں آئے گویا اپنے ظاہر کو تو انہوں نے پہلے ہی حضرت موسیٰ کے تابع بنا لیا تھا اور ظاہرا ان میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میں بعد اور منافرت باقی نہ رہی تھی، آخر کار باطن بھی تابع ہو گیا اور منافرت قلبی اٹھ گئی جو ایمان کا ذریعہ بن گئی۔ پھر کہتے ہیں کہ فرعون کے دربار میں ایک مسخرہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقلیں اتارا کرتا تھا ان جیسا لباس پہن کر دار المحل جا کر ان جیسا عصا ہاتھ میں لے کر ان جیسی آواز بنا کر فرعون اور فرعونیوں کو ہنسایا کرتا تھا جب سارے فرعونی ہلاک ہو گئے اور اس کو بچا لیا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں شکوہ کیا کہ اسے کیوں بچا لیا گیا حالانکہ سب سے زیادہ ایذا مجھ کو اس کے تمسخر سے پہنچی تھی، تو جواب دیا گیا کہ بے شک یہ تمسخر سے ایذا دیا کرتا تھا اور اس کا قلب کفر ہی پر تھا لیکن یہ تیرے لباس جیسا لباس پہنتا تھا تیری طرز تکلم جیسا تکلم اختیار کرتا تھا اور تیری تمام اداؤں سے اس نے ظاہری مشابہت پیدا کر لی تھی پس ایک حبیب سے بعید تھا کہ دشمن کو حبیب کی شکل ولباس میں عذاب دے اس لیے اگر اس نے دنیا میں ظاہری طور پر تیری صورت سے تشبہ کیا تو صرف دنیا میں ظاہری طور پر ہی اسے نجات مل گئی کہ غرق بحر سے بچا لیا گیا ہاں اس کا قلب کفر سے لبریز ہے۔

اوراب آپ اسی امت میں دیکھ لیجیے (ابوداؤد اور مشکوٰۃ وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابومحذورہؓ کا ایمان بھی اسی اثر اندازی کا رہین منت ہے۔

جنگ حنین سے واپس آتا ہوا لشکر اسلامی راستے میں کسی پڑاؤ پر فروکش ہوگیا۔ گاؤں کے لڑکے اسلامی لشکر کو دیکھنے کے لیے ہجوم در ہجوم آ گئے لشکر میں جب اذان ہوئی تو تمام لڑکے استہزاء سے نقلیں اتارنے لگے' آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ ان لڑکوں کو پکڑ لاؤ چنانچہ کچھ لڑکے حاضر کیے گئے پوچھا گیا کہ کون نقل اتارتا تھا سب نے ابومحذورہ کی طرف اشارہ کیا سب لڑکے رہا کر دئے گئے اور ابومحذورہ کو ان کی نیک نصیبی نے روک لیا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو اور اذان کہو اذان کی نقل اتارو۔ یہ کھڑے ہوئے اور آپ جیسے اذان کی تلقین فرمانے گئے وہ بے تکلف زبان سے ادا کرتے رہے یہاں تک کہ اسی زبان سے توحید و رسالت کی شہادت بھی ادا کی جس کی وجہ سے تمام عرب میں ایک طلاطم بپا تھا' سبحان اللہ کہ اس ظاہری حرکت لسانی نے ابومحذورہ کے قلب کو محروم نہ چھوڑا بلکہ وہی حقیقی توحید و رسالت کی شہادت جو زبان سے بے تکلف ادا کرائی گئی بالآخر سواد قلب میں پہنچ کر ہی رہی اور پھر آپ دیکھتے ہیں کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ آج جلالت آسمان کا ایک درخشندہ ستارے ہیں۔

(٤٣٤٨) وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهَبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَفِىْ رَوَايَةٍ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ الْكِرَامَةِ وَمَنْ تَزَوَّجَ لِلّٰهِ تَوَّجَهُ اللّٰهُ تَاجَ الْمَلْكِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۳۴۸) حضرت سوید بن وہب رضی اللہ عنہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے روایت کرتے ہیں کہ اور وہ اپنے والد محترم صحابی سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص زیب و زینت کے لباس کو چھوڑ دے حالانکہ وہ اس کے پہننے کی طاقت و قدرت رکھتا ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ازراہ تواضع و خاکساری زینت کے لباس کو چھوڑ دے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو عزت و بزرگی کا لباس پہنائے گا' اور جو شخص اللہ ہی کے لیے نکاح کرتا ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو بادشاہت کا تاج پہنائے گا۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے نکاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تاج شاہی اس کے سر پر رکھے گا۔

(٤٣٤٩) وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْهُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ حَدِيْثَ اللِّبَاسِ.

(۴۳۴۹) اور ترمذی نے اس سے اور اس نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے لباس کی حدیث میں بیان کیا ہے۔

نعمت کا اظہار اللہ تعالیٰ کو پسند ہے

(٤٣٥٠) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۴۳۵۰) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کو بہت پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمت کے اثر کو اپنے بندوں پر دیکھا جائے۔ (ترمذی)

٤٣٤٨۔ حسن۔ الصحيحه ٧١٨۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب من كظم غيظا ٤٧٧٨ .

٤٣٤٩۔ حسن۔ سنن الترمذى كتاب صفة القيامة باب ٣٩' ٢٤٨١ .

٤٣٥٠۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذى كتاب الادب باب ما جاء ان الله يحب ان يرى اثر نعمته على عبده ٢٨١٩ .

توضیح: نعمت خداوندی کا اظہار کرنا اور اصل شکر گزاری ہے اور یہ زبان سے ہاتھ سے اور دیگر جسمانی اعضاء سے اور نشست برخواست سے اور لباس سے اور دیگر فرض معاشرت سے ہوتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی نعمت کا شمار کرنے کے بعد فرمایا واما بنعمۃ ربک فحدث کہ اے نبی ﷺ تم اپنے رب کی نعمتوں کو خوب ظاہر کرو۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے ترجمہ کے تحت میں لکھا ہے یعنی جس طرح تمہاری فقیری کو ہم نے تونگری سے بدل دیا تم بھی ہماری ان نعمتوں کو بیان کرتے رہو اسی لیے حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں میں یہ بھی تھا: ((واجعلنا شاكرين لنعمتك شنين بها عليك قابليها واتمها علينا.)) یعنی خدایا ہمیں اپنی نعمتوں کو شکر گزاری کرنے والا ان کی وجہ سے تیری ثنا بیان کرتے والا ان کا اقرار کرنے والا کردے اور ان نعمتوں کو ہمیشہ بھرپور کردے۔

حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ نعمتوں کی شکر گزاری میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کا بیان ابومسند احمد کی حدیث میں ہے کہ جس نے تھوڑے پر شکر نہ کیا' اس نے زیادہ پر بھی شکر نہیں کیا لوگوں کی شکر گزاری جس نے نہ کی اس نے خدا کی بھی نہیں کی نعمتوں کا بیان بھی شکر ہے اور ان کا بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین نے کہا یارسول اللہ! انصار سارا کا سارا اجر لے گئے فرمایا نہیں جب تک کہ تم ان کے لیے دعا کیا کرو اور ان کی تعریف کرتے رہو۔ (ابوداؤد میں ہے کہ اس نے خدا کی شکر گزاری نہیں کی جس نے لوگوں کی شکر گزاری نہ کی۔ (ابوداؤد) کی اور حدیث میں ہے کہ جسے کوئی نعمت ملی اور اس نے اسے بیان کیا تو وہ شکر گزار ہے اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی اور روایت میں ہے کہ جسے کوئی عطاء دی جائے اسے چاہیے کہ اگر ہو سکے تو بدلہ اتار دے اگر نہ ہو سکے تو اس کی ثناء بیان کرے جس نے ثناء کی وہ شکر گزار ہوا اور جس نے اس نعمت کا اظہار نہ کیا اس نے ناشکری کی۔ (ابوداؤد)

(٤٣٥١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرًا فَرَاٰى شَعِثًا تَفَرَّقَ شَعْرُهٗ فَقَالَ ((مَاكَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهٖ رَاْسَهٗ وَرَاٰى رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ مَاكَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يَغْسِلُ بِهٖ ثَوْبَهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ.

(۴۳۵۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال پراگندہ تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے سر کے بالوں کو درست کرے۔ اور آپ نے دیکھا ایک اور شخص کو جس کے جسم پر میلے کپڑے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑے کو دھوڈالے۔ (احمد۔ نسائی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سر اور داڑھی کے بالوں کی اصلاح کرنا اور صاف ستھرے کپڑے پہننا ایک اچھی عادت ہے لہٰذا بالوں میں تیل لگانا اور کنگھی کرنا مستحب ہے اور پراگندہ رکھنا مکروہ ہے رسول اللہ ﷺ نے نظافت اور صفائی اور ستھرائی کی طرف بہت ترغیب دلائی ہے آپ بالوں میں کنگھی کرتے تھے اور تیل بھی استعمال کرتے تھے۔

(٤٣٥٢) وَعَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ

(۴۳۵۲) حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میرے

٤٣٥١۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٣/ ٣٥٧۔ سنن ابی داؤد كتاب الزينة باب ذكر ما يستحب من لبس الثياب ٤٠٦٢۔ نسائی كتاب الزينة باب تسكين الشعر ٥٢٣٨۔

٤٣٥٢۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٣/ ٤٧٣۔ سنن النسائی كتاب الزينة باب ذكر ما يستحب من لبس الثياب ٥٢٩٦۔ شرح السنة ١٢/ ٤٧، ٤٨ ح ٣١١٨۔

فَقَالَ لِیْ ((اَلَکَ مَالٌ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((مِنْ اَیِّ الْمَالِ)) قُلْتُ مِنْ کُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰہُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ ((قَالَ فَاِذَا آتَاکَ اللّٰہُ مَالًا فَالْیُرٰی اَثَرُ نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَکَرَامَتِہٖ)) رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ۔

بدن پر معمولی کپڑے تھے آپؐ نے دیکھ کر مجھ سے فرمایا کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں "ہے" آپؐ نے فرمایا: کس قسم کا مال ہے؟ میں نے عرض کیا ہر قسم کا مال مجھے اللہ نے دے رکھا ہے اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری، گھوڑے اور غلام وغیرہ سبھی قسم کی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دے رکھا ہے تو اس کی نعمت کا اثر تیرے اوپر دکھائی دینا چاہیے اور اس کی مہربانی بھی۔ (نسائی اور شرح سنہ)

توضیح: شریعت کے دائرے میں رہ کر اچھا لباس پہننا اور زیب و زینت کرنا بھی درست ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خذوا زینتکم عند کل مسجد﴾ عبادت کے وقت زینت کی چیزوں کو پہنو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علیٰ عبدہ .)) (ترمذی) اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جو نعمتیں اس نے اپنے بندے کو دے رکھی ہیں ان کا اثر ان پر دکھائی دے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو اچھی حیثیت عطا فرمائی ہے تو اسے اچھا لباس استعمال کرنا چاہیے اور باوجود وسعت کے بخیلی کی وجہ سے خراب لباس استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کرنا ہے اور جو شخص خاکساری اور تواضع کے طور پر سادہ اور معمولی لباس استعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت فرماتا ہے۔ (ابوداود) ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے اس امر کی خواہش رہتی ہے کہ میرے کپڑے عمدہ ہوں اور سر میں تیل لگا ہوا ہو۔ جوتی بھی اچھی ہو اسی طرح اور بہت سی چیزوں کا اس نے ذکر کیا یہاں تک کہا کہ مجھے خواہش رہتی ہے میرا کوڑا بھی اچھا ہو۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا: ((ان اللہ جمیل یحب الجمال .)) (مسلم) اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ تکبر ہے کہ میں عمدہ لباس پہنوں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے اور خدا اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

خالص سرخ رنگ کی ممانعت

(٤٣٥٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَعَلَیْہِ ثَوْبَانِ اَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

(۴۳۵۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کا گزر ہوا اور اس پر دو سرخ کپڑے تھے یعنی دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے نبی کریم ﷺ کے سامنے سے گزرا، اس نے آپ کو سلام کیا آپؐ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (ترمذی)

توضیح: جواب نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے سرخ لباس پہن رکھا تھا جو مردوں کے لیے منع ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر خلاف شرع کوئی لباس پہنے ہوئے ہو تو اس کے سلام کا جواب نہیں دینا چاہیے۔

(٤٣٥٤) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((لَا اَرْکَبُ الْاُرْجُوَانَ وَلَا اَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ وَلَا اَلْبَسُ الْقَمِیْصَ الْمُکَفَّفَ

(۴۳۵۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ارغوانی رنگ کی زین پوش پر سوار نہیں ہوتا اور کسم کا رنگا ہوا کپڑا میں نہیں پہنتا، اور ریشمی سنجاب کا کرتہ میں نہیں پہنتا اور آپ ﷺ نے فرمایا

٤٣٥٣۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الحمرۃ ٤٠٦٩۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی کراھیۃ لبس المعصفر ٢٨٠٧۔ ابو یحییٰ لین راوی ہے۔

٤٣٥٤۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب من کرھہ ٤٠٤٨۔

بِالْحَرِيْرِ وَقَالَ اَلَا فَطِيْبُ الرِّجَالِ رِيْحٌ لَا لَوْنَ لَهٗ وَطِيْبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا رِيْحَ لَهٗ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

خبردار ہو جاؤ مردوں کے لیے وہ خوشبو مباح ہے جس میں کوئی رنگ نہ ہو یعنی صرف خوشبو خوشبو ہو اور عورتوں کے لیے رنگ دار خوشبو جائز ہے جس مین خوشبو نہ ہو۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی ریشمی زین پوش پر میں سوار نہیں ہوتا کیونکہ وہ ریشم ہے' اسی طرح سے کسم کا رنگا ہوا کپڑا بھی مردوں کے لیے جائز نہیں ہے اور نہ ریشم کا کرتہ۔ اشارہ یہ ہے جب میں استعمال نہیں کرتا تو دوسروں کے لیے بھی جائز نہیں ہے۔ مردوں کو وہ خوشبو استعمال کرنا جائز ہے جس میں کوئی رنگ نہ ہو عورتوں کے لیے رنگ دار یعنی اس کا رنگ ظاہر ہو اور اس کا خوشبو محسوس نہ ہو۔

دس ممنوعہ امور

(٤٣٥٥) وَعَنْ اَبِيْ رَيْحَانَةَ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْاَةِ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَاَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِيْ اَسْفَلِ ثِيَابِهٖ حَرِيْرًا مِثْلَ الْاَعَاجِمِ اَوْ يَجْعَلَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ حَرِيْرًا مِثْلَ الْاَعَاجِمِ وَعَنِ النُّهْبٰى وَعَنْ رُكُوْبِ النُّمُوْرِ وَلُبُوْسِ الْخَاتَمِ اِلَّا لِذِيْ سُلْطَانٍ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۳۵۵) حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دس چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ (۱) دانتوں کے تیز کرنے سے۔ (۲) گودنا گودوانے سے۔ (۳) بالوں کے اکھیڑنے سے (۴) مرد کا مرد کے ساتھ سونے سے بغیر ازار اور کپڑے کے۔ (۵) عورتوں کا عورتوں کے ساتھ بغیر کپڑے اور ازار کے سونے سے۔ (۶) ریشم کا استر لگانے سے جیسا عجمی لوگ کرتے ہیں۔ (۷) بالوں پر ریشم کے لگانے سے۔ (۸) لوٹ مار کرنے سے۔ (۹) چیتے کی کھال پر سوار ہونے سے۔ (۱۰) انگوٹھی کے پہنانے۔ سے مگر حاکم اور بادشاہ کے لیے جائز ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: (۱)...... وشر: کے معنی دانتوں کو باریک کرنے کے ہیں۔ عرب کی بوڑھی عورتیں اپنے دانتوں کو ریت کر چھوٹا چھوٹا اور باریک کر لیتی تھیں تاکہ جوان عورتوں کی طرح معلوم ہوں اس مشابہت سے آپ نے منع فرمایا۔

(۲)...... وشم: کے معنی گودنے کے ہیں یعنی سوئی سے جسم کو چھید کر اس میں نیل یا سرمہ بھر دینا جس کی وجہ سے جسم کا اتنا حصہ ہمیشہ کے لیے کالا ہو جاتا ہے یہ شیطانی فعل ہے اور حرام ہے مردوں کے لیے بھی عورتوں کے لیے بھی۔

(۳)...... النتف: بالوں کو اکھیڑنے سے بعض لوگوں کے سر یا داڑھی میں جب سفید بال نکلنے لگتے ہیں تو چن چن کر اس کو اکھیڑ کر پھینک دیتے صرف کالا بال باقی رکھتے ہیں تاکہ ان کا بڑھاپا معلوم نہ ہو' یا یہ کہ بعض نوجوانوں کو داڑھی آنے لگتی ہے تو موچنے سے اکھیڑ دیتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ بچہ ہے۔ یہ بھی حرام ہے اور یہ فلیغیرن خلق اللّٰہ کے حکم میں داخل ہے اور یہ شیطانی فعل ہے۔

(۴)...... برہنہ بغیر لباس پہنے مرد کا مرد کے ساتھ سونا یہ قطعاً حرام ہے اسی طرح سے برہنہ عورت کا برہنہ عورت کے ساتھ لیٹنا حرام ہے۔

(۵)...... کرتہ یا دوسرا کپڑا سوتی ہو اس میں ریشم لگا کر پہننا یہ بھی حرام ہے' اور مونڈھوں پر ریشم چار انگشت لگانا جائز ہے اور اس سے زیادہ پہننا حرام ہے۔

(۶)...... نهبیٰ کے معنی لوٹ مار کرنے کے ہیں جو حرام ہے۔

(۷)...... چیتے کی کھال پر لیٹنا یہ بھی حرام ہے کیونکہ اس میں تکبر ہے۔

٤٣٥٥۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب من کرھه ٤٠٤٩۔ نسائی کتاب الزینة باب النصف ٥٠٩٤۔ ابن ماجه ٣٦٥٥۔ ابوعامر المعافری مجہول راوی ہے۔

(۸)...... بلاضرورت انگوٹھی پہننا بھی جائز نہیں ہے البتہ حاکم کے لیے منشی کے لیے مباح ہے جس کی دلیلیں نیچے آ رہی ہیں۔

(٤٣٥٦) وَعَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقِسِيِّ وَالْمَيَاثِرِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ وَقَالَ نَهٰی عَنِ الْمَيَاثِرِ الْاُرْجُوَانِ.

(۴۳۵۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا اور ریشم کے کپڑے سے بھی اور سرخ زین سے بھی۔ (ترمذی' ابوداوٗد' نسائی' ابن ماجہ)

(٤٣٥٧) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَرْكَبُوْا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۳۵۷) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ریشم کی زین پر اور چیتے کی کھال پر مت سوار ہوا کرو۔ (ابوداوٗد)

(٤٣٥٨) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰی عَنِ الْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۴۳۵۸) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سرخ زین پوش سے منع فرمایا ہے۔ (شرح السنہ)

رسول کریم ﷺ کے کچھ ملبوسات

(٤٣٥٩) وَعَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ ﷺ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ وَلَهٗ شَعْرٌ قَدْ عَلَاهُ الشَّيْبُ وَ شَيْبُهٗ اَحْمَرُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِاَبِیْ بِیْ دَاوٗدَ وَهُوَ ذُوْوَفْرَةٍ رِبِهَا رَدْعٌ مِنْ حِنَّاءٍ.

(۴۳۵۹) حضرت ابورمثہ تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ دو سبز کپڑوں میں تھے اور آپ ﷺ کے سر اور داڑھی کے بالوں میں کچھ سفید بال اور کچھ سرخ بال تھے۔ (ابوداوٗد' ترمذی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سبز رنگ کا کپڑا استعمال کرنا جائز ہے۔

(٤٣٦٠) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ شَاكِيًا فَخَرَجَ يَتَوَكَّاُ عَلٰی اُسَامَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبُ قِطْرٍ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰی بِهِمْ۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۴۳۶۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار تھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے سہارے سے باہر تشریف لائے آپ کے جسم مبارک پر قطر کا کپڑا تھا جس کو اوڑھ کر آپ نے نماز پڑھائی۔ (شرح السنہ)

توضیح: یہ قطری چادر سرخ دھاری کی تھی اور کھردری تھی۔ معلوم ہوا کہ سرخ دھاری کا کپڑا پہننا درست ہے۔

٤٣٥٦۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب اللباس باب من كرهه ٤٠٥١' ٤٠٥٠۔ ترمذی كتاب اللباس باب ما جاء فی كراهية خاتم الذهب ١٧٣٧۔ نسائی كتاب الزينة باب خاتم الذهب ٥١٧١' ٥١٦٨۔ ابن ماجه كتاب اللباس باب المباشر العمر ٣٦٥٤۔ صحيح مسلم ٢٠٧٨.

٤٣٥٧۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب اللباس باب جلود النعود ٤١٢٩.

٤٣٥٨۔ صحيح بخاری ٥٨٦٣' ٥٨٤٩۔ شرح السنة ١٢/ ٥٨۔ ابن ماجه ٣٥٨٩.

٤٣٥٩۔ سنن ابی داؤد كتاب اللباس باب فی الخضرة ٤٠٦٥۔ ترمذی كتاب الادب باب ما جاء فی الثوب الاخضر ٢٨١٣.

٤٣٦٠۔ اسناده صحيح۔ شرح السنة ١٢/ ٢٢ ح ٣٠٩٢۔ شمائل الترمذی ١٣٤

(٤٣٦١) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَوْبَانِ قِطْرِيَّانِ غَلِيْظَانِ وَكَانَ اِذَا قَعَدَ فَعَرِقَ ثَقُلَا عَلَيْهِ فَقَدِمَ بَزٌّ مِنَ الشَّامِ الْيَهُوْدِيِّ فَقُلْتُ لَوْ بَعَثْتَ اِلَيْهِ فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ اِلَى الْمَيْسَرَةِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَاتُرِيْدُ اِنَّمَا تُرِيْدُ اَنْ تَذْهَبَ بِمَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَذِبَ قَدْ عَلِمَ اَنِّيْ مِنْ اَتْقَاهُمْ وَاَدَّاهُمْ لِلْاَمَانَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ .

(۴۳۶۱) حضرت عائشہ ﷞ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مقام قطر کے دو موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے جو آپ زیادہ دیر تک بیٹھے رہتے اور پسینہ آتا وہ کپڑے زیادہ بھاری ہو جایا کرتے تھے انہیں دنوں میں ایک یہودی کے یہاں شام سے کپڑے آئے، میں نے عرض کیا کہ کسی کو بھیج کر دھاری دار دو کپڑے خرید لیجیے۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا اس نے آپ کا پیغام سنایا اس یہودی نے کہا کہ تمہارے ساتھی محمد ﷺ) ادھار خرید کر میرا مال ہڑپ کر لینا چاہتے ہیں۔ اس قاصد نے واپس آ کر سارا ماجرا بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے سن کر یہ فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ یہودی جانتا ہے کہ میں سب سے زیادہ متقی ہوں اور سب سے زیادہ امانتوں کا ادا کرنے والا ہوں۔ (ترمذی، نسائی)

(٤٣٦٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷛ قَالَ رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ مَصْبُوْغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدًا فَقَالَ مَاهٰذَا فَعَرَفْتُ مَاكَرِهَ فَانْطَلَقْتُ فَاَحْرَقْتُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ قُلْتُ اَحْرَقْتُهٗ قَالَ اَفَلَا كَسَوْتَهٗ بَعْضَ اَهْلِكَ فَاِنَّهٗ لَا بَاسَ بِهٖ لِلنِّسَآءِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ .

(۴۳۶۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میں رنگا ہوا گلابی کپڑا پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے میں آپ کی ناخوشی کو پہچان گیا گھر جا کر اس کو جلا دیا اور واپس آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنا کپڑا کیا کیا تو میں نے کہا اس کو جلا دیا، آپؐ نے فرمایا تم نے اپنے گھر کی عورتوں کو کیوں نہیں پہنا دیا، کیونکہ ان کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٣٦٣) وَعَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمِنًى يَخْطُبُ عَلٰى بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ اَحْمَرُ وَعَلِيٌّ اَمَامَهٗ يُعَبِّرُ عَنْهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ .

(۴۳۶۳) حضرت ہلال بن عامر ﷛ اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے مقام منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اس وقت آپ ﷺ خچر پر سوار تھے اور سرخ دھاریوں کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت علی ﷛ آپ کے آگے تھے اور آپ کے خطبے کو دوسرے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ (ابوداؤد)

(٤٣٦٤) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ صُنِعَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ بُرْدَةٌ سَوْدَآءُ فَلَبِسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ فِيْهَا وَجَدَرِيْحَ الصُّوْفِ فَقَدْ وضَعَهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ .

(۴۳۶۴) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک سیاہ رنگ کی چادر تیار کی گئی آپ اسے پہن لیتے اور جب اس میں پسینہ ہو جاتا تو اون کی بو پا کر اتار دیتے۔ (ابوداؤد) یعنی وہ کالے بالوں کی بنی ہوئی چادر ہوتی تھی پسینے سے بدبو پا کر اتار دیتے تھے کیونکہ بدبو سے آپ کو نفرت تھی۔

٤٣٦١۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب البیوع باب ما جاء فی الرخصة فی الشراء الی اجل ١٢١٣۔ نسائی کتاب البیوع باب البیع الی الاجل المعلوم ٤٦٣٢ .

٤٣٦٢۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الحمرة ٤٠٦٨ ۔اسماعیل بن عیاش مدلس اور شفعة مستور راوی ہے۔

٤٣٦٣۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الرخصة فی ذلك ٤٠٧٣ .

٤٣٦٤۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی السواد ٤٠٧٤ .

(٤٣٦٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ قَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلٰى قَدَمَيْهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

(۴۳۶۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس وقت آپ چادر کا گوٹ مارے بیٹھے ہوئے تھے جس کی جالیاں آپ کے دونوں قدموں پر پڑی ہوئی تھیں۔ (ابوداؤد)

(٤٣٦٦) وَعَنْ دِحْيَةَ بْنِ خَلِيْفَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبَاطِيِّ فَاَعْطَانِيْ مِنْهَا قُبْطِيَّةً فَقَالَ ((اَصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ فَاقْطَعْ اَحَدُهُمَا قَمِيْصًا وَاعْطِ الْاٰخَرَ اِمْرَاَتَكَ تَخْتَمِرْ بِهٖ)) فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ ((وَاْمُرْ اِمْرَاَتَكَ اَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهٗ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

(۴۳۶۶) حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مصری کپڑے کا سفید اور باریک تھان لایا گیا اس میں سے ایک تھان مجھے دیا مجھے دے کر فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کر ڈالو۔ ایک ٹکڑے کا تم کرتا بنالو اور دوسرے ٹکڑے کا تم اپنی بیوی کا دوپٹہ بنالو جب میں جانے لگا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو حکم دو وہ اس کے نیچے اور ایک کپڑا لگا لے تاکہ سر کے بال اور جسم کا کوئی حصہ نہ دکھائی دے۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت باریک کپڑا استعمال کر سکتی ہے بشرطیکہ اس کے نیچے کوئی موٹا کپڑا ہو جو بدن کو چھپائے ہوئے ہو اور بدن کا کوئی ظاہری حصہ کپڑے کے باہر نہ دکھائی دیتا ہو۔ ہم نے اسلامی خطبات کی دوسری جلد میں اسلامی لباس کے بیان میں باریک لباس کے عنوان کے ماتحت یہ لکھا ہے۔

لباس ستر پوشی کے لیے ہے اور ایسا باریک لباس پہننا جس سے بدن کا اندرونی حصہ صاف نظر آ جائے ناجائز ہے کیونکہ اس سے لباس کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ ایسا باریک لباس عورت و مرد کے لیے حرام ہے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما جو آنحضرت ﷺ کی سالی تھیں ایک مرتبہ آپ کے سامنے باریک لباس پہن کر حاضر ہوئیں اس حال میں کہ جسم اندر سے جھلک رہا تھا تو آنحضرت ﷺ نے فوراً نظر پھیر لی اور فرمایا: ((اسماء ان المراة اذا بلغت المحيض لم يصلح ان يرى منها الا هذا وهذا واشار الى وجهه وكفه .)) (ابوداؤد) اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو درست نہیں ہے کہ اس کے جسم میں سے کوئی حصہ دیکھا جائے بجز اس کے اور اس کے یہ فرما کر آپ نے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صنفان من اهل النار لم ارهما قوم معهم سياط كاذناب البقر يضربون بها الناس ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات روسهن كاسمة البخت المائلة لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها وان ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا .)) (مسلم) دو قسم کے دوزخی لوگ ہیں جن کو ابھی تک میں نے دیکھا نہیں ایک وہ لوگ جن کے ساتھ گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (ظلماً) کوڑے ماریں گے (یعنی حاکم وغیرہ ظالم ہوں گے چنانچہ موجودہ زمانے میں ایسے لوگ حکمران ہیں) اور دوسرے وہ عورتیں جو ظاہر میں کپڑے پہنے ہوں گی اور حقیقت میں وہ ننگی ہوں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور فریفتہ کرنے والی ہوں گی اور خود بھی ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ اور ان کی طرف رغبت کریں گی اور ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ایک جانب جھکے ہوں گے وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے پائی جائے گی۔''

یعنی وہ باریک کپڑے پہنے ہوں گے جس سے ان کا بدن جھلکے گا' گویا ظاہر میں ملبوس ہیں مگر حقیقت میں عریاں ہیں چنانچہ اس زمانہ

٤٣٦٥۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب اللباس باب في الهرب ٤٠٧٥۔ ابوخداش عبیدہ مجہول ہے۔

٤٣٦٦۔ حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب اللباس باب في لبس القبا في النساء ٤١١٦۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

میں اسی قسم کی عورتیں موجود ہیں' یا چہرے کے علاوہ بھی کچھ بدن ڈھانکتی ہیں اور کچھ کھلا رکھتی ہیں دوپٹہ کو پیٹھ پر ڈال کر سینہ گردن اور ہاتھوں کو مونڈھوں تک اور پیروں کو گھٹنے تک کھلا رکھتی ہیں اور ان اعضاء کو کھول کر لوگوں کو للچاتی ہیں اور فریفتہ کرتی ہیں۔

علامہ نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ بدن کے کچھ حصہ کو پوشیدہ کریں گی اور کچھ حصہ کو ظاہر کریں گی اور رنڈیوں کی چال اور ناز و انداز سے چلیں گی جس سے لوگوں کو فریفتہ کریں گی۔ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن میں باریک کپڑا پہننے کی ممانعت ہے جو ترغیب منتقی وغیرہ میں منقول اگر کوئی موٹا کپڑا ہو تو اوپر سے باریک کپڑا پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے اور عورتوں کو چست کپڑا پہننا حرام ہے جس سے بدن کا نمایاں حصہ معلوم ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے مت پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہو کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔ (المبسوط کتاب الاستحسان)

عورتوں کو مستورات کہتے ہیں اور مستورات کے معنی ہیں چھپی ہوئی چیزیں یعنی سوائے چہرہ اور ہتھیلی کے عورت کے لیے سارا جسم چھپانا ضروری ہے یہاں تک کہ سر اور دونوں ہاتھوں کو اور پیر تک سارا جسم کپڑے سے ڈھانکے رہیں اور بازوؤں کا کھلا رکھنا بے پردگی میں داخل ہے۔ صحابیہ عورتیں پورے ہاتھ کی آستینیں رکھتی تھیں اور انگلیوں کے درمیان بٹن لگاتی تھیں جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا اپنی آستینوں کی گھنڈیاں اپنی انگلیوں کے درمیان رکھتی تھیں۔

حضرت حفصہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہا باریک اوڑھنی اوڑھے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس باریک اوڑھنی کو پھاڑ کر پھینک دیا اور دوسری موٹی اوڑھنی اوڑھنے کو دی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

عورتوں کے زیورات کا استعمال بھی جائز ہے مگر خاوندوں کو دکھانے کے لیے نہ کہ غیروں کو دکھانے کے لیے ہوں جو عورتیں اپنی زینت و سنگار کو اجنبی مردوں کو دکھاتی ہیں وہ ملعون ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مثل الرافلة فی الزینة فی غیر اھلھا کمثل ظلمة یوم القیمة لانور لھا.)) (ترمذی) غیروں کے سامنے زینت کے ساتھ ناز و انداز سے چلنے والی عورت ایسی ہے جیسے قیامت کے روز کی تاریکی کہ اس میں روشنی نہیں ہے گویا اس کی روشنی سلب کر لی گئی ہے۔

(٤٣٦٧) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ عَلَیْهَا وَهِیَ تَخْتَمِرُ وَقَالَ لَیَّةً لَالَیَّتَیْنِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۳۶۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس داخل ہوئے اس حال میں کہ وہ اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سر پر ایک پیچ دے دو پیچ نہ دے۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کی مشابہت دو پیچ دے کر نہ دیں کیونکہ عورتوں کے لیے یہ ہے کہ سر پر اور گلے کے نیچے سینہ کو چھپا کر ایک پیچ کے ساتھ اوڑھیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

شلوار یا تہہ بند وغیرہ آدھی پنڈلی تک اونچا کیا جا سکتا ہے

(٤٣٦٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ

(۴۳۶۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٤٧٨٧۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب الاختصار ٤١١٥۔ حبیب بن ابی ثابت مدلس اور وہب مولی ابی احمد مجہول ہے۔
٤٣٦٨۔ صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب خیلاء ٢٠٨٦، ٥٤٦٢۔

اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ اِزَارِيْ اِسْتِرْخَآءٌ فَقَالَ ((يَا عَبْدَاللّٰهِ اِرْفَعْ اِزَارَكَ)) فَرَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَالَ ((زِدْ)) فَزِدْتُ فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِلٰى اَيْنَ فَقَالَ اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اس حال میں کہ میری لنگی نیچے لٹکی ہوئی تھی آپ نے فرمایا اے عبداللہ! تم اپنی لنگی کو اوپر اٹھالو۔ میں نے اوپر اٹھالیا پھر آپ نے فرمایا اور اٹھاؤ۔ میں نے اور اوپر اٹھائی۔ آپؐ اسی طرح فرماتے رہے اور میں اپنی لنگی اٹھاتا رہا یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا کہ لنگی کہاں تک اٹھائی جائے آپ نے فرمایا آدھی پنڈلی تک۔ (مسلم)

یعنی لنگی یا پائجامہ ہو آدھی پنڈلی تک رکھنا سنت ہے۔

(٤٣٦٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهٗ خُيَلَاءَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۳۶۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے کو ٹخنے کے نیچے لٹکائے گا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میری لنگی اکثر نیچے لٹک جایا کرتی ہے حالانکہ اکثر میں اس کی نگرانی کرتا رہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر سے لٹکانے والے ہیں۔ (بخاری)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر ارادے کے کبھی کبھار لٹک جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(٤٣٧٠) وَعَنْ عِكْرِمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَأْتَزِرُ فَيَضَعُ حَاشِيَةَ اِزَارِهٖ مِنْ مُقَدَّمِهٖ عَلٰى ظَهْرِ قَدَمِهٖ وَيَرْفَعُ مِنْ مُؤَخَّرِهٖ قُلْتُ لِمَ تَأْتَزِرُ هٰذِهِ الْاِزْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْتَزِرُهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۳۷۰) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کو اس طرح لنگی باندھتے ہوئے دیکھا کہ اس کے آگے کا حصہ قدموں پر پڑا ہوا تھا اور پچھلا حصہ اونچا اٹھا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ اس طرح لنگی کیوں باندھتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح سے لنگی باندھے ہوئے دیکھا تھا۔ (ابوداؤد)

(٤٣٧١) وَعَنْ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَيْكُمْ بِالْعَمَآئِمِ فَاِنَّهَا سِيْمَاءُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَاَرْخُوْهَا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۴۳۷۱) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پگڑی باندھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی نشانی ہے اور پگڑی کے کچھ حصہ کو یعنی شملہ کو اپنے پیٹھ کے پیچھے چھوڑ دیا کرو۔ (بیہقی)

توضیح: جنگ بدر میں پانچ ہزار فرشتے امداد کے لیے آئے تھے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور سروں پر پگڑی باندھے ہوئے تھے۔ پگڑی کا باندھنا فرشتوں بلکہ نبیوں کی سنت ہے۔ ہم نے اسلامی خطبات کی دوسری جلد میں اسلامی لباس کے ماتحت پگڑی اور ٹوپی کے بارے میں یہ لکھا ہے۔ سر چھپانے کے لیے ٹوپی اور پگڑی کا استعمال عرب میں خصوصی طور پر رائج تھا آنحضرت ﷺ بھی پگڑی باندھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی تاکیدی حکم صادر فرمایا کرتے تھے۔

٤٣٦٩۔ صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابة باب قول النبی لو کنت متخذا خليلا ٣٦٦٥.

٤٣٧٠۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب قدر موضع الازار ٤٠٩٦.

٤٣٧١۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٦٢٦٢۔ الضعيفه ٦٦٩۔ اس روایت میں کئی علتوں کے ساتھ ساتھ انقطاع بھی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں طبرانی کے حوالے سے یہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اعتموا تزدادوا حلما .)) ''عمامہ باندھا کرو حلم اور بردباری کو اس سے زیادہ پالو گے۔'' حافظ عینی نے عمدۃ القاری میں ابونعیم کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یوم غدیر خم میں عمامہ باندھ کر فرمایا: ((هٰكذا فاعتموا فان العمائم سيماء الاسلام وهى الحاجز بين المسلمين والمشركين .)) اسی طرح عمامہ باندھا کرو اس لیے کہ یہ عمامہ اسلام کا شعار ہے اور نشان ہے اور مسلمان و مشرک کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔''

آپ کے عمامہ کے مقدار کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں ملی ہے۔ بعض لوگ سات ہاتھ اور بعض لوگ بارہ ہاتھ کا بتاتے ہیں اور آپ کا شملہ چار بالشت کا ہوتا تھا جس کو آپ پس پشت لٹکائے رہتے تھے۔ فتح مکہ کے روز جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا یعنی آپ سیاہ عمامہ باندھا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عمامہ باندھتے تو دونوں مونڈھوں کے درمیان یعنی پچھلے جانب شملہ ڈال لیتے اور آپ نے فرمایا: ((فرق مابيننا وبين المشركين العمائم على القلانس .)) (ترمذی) مسلمان اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والی چیز یہ ہے کہ ٹوپیوں پر عمامہ باندھا جائے۔'' یعنی آپ نے فرمایا ہے کہ پہلے ٹوپی اوڑھ کر پھر عمامہ باندھا جائے۔ مشرکین بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے ہیں۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ باندھنا اسلام کا شعار ہے لیکن موجودہ زمانہ میں مسلمانوں نے عمامہ باندھنا چھوڑ دیا اور سکھوں نے اپنا لیا ٹوپی پہننا بھی سنت ہے حضرت ابو کبشہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی ٹوپیاں گول اور سر پر چمٹی رہتی تھیں۔

عورت کے چہرے اور ہاتھ کے علاوہ باقی جسم ستر ہے

(٤٣٧٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِىْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا اَسْمَاءُ اَنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَنْ يُّصْلِحَ اَنْ يُّرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۳۷۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئیں کہ ان کے بدن پر باریک کپڑے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر فرمایا کہ اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو سوائے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے اور اس کے بدن کے کسی حصے کا ظاہر ہونا مناسب نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے باریک کپڑا پہننا جس سے بدن نظر آئے بالکل حرام و ناجائز ہے اس کا کچھ بیان ہو چکا ہے۔

(٤٣٧٣) وَعَنْ اَبِىْ مَطَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا اِشْتَرٰى ثَوْبًا بِثَلٰثَةِ دَرَاهِمَ فَلَمَّا لَبِسَهٗ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ رَزَقَنِىْ مِنَ الرِّيَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِى النَّاسِ فَاُوَارِىْ بِهٖ عَوْرَتِىْ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ. رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(۴۳۷۳) حضرت ابو مطر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین درہم کا ایک کپڑا خریدا جب اس کو پہن لیا تو یہ دعاء پڑھی: ((الحمد لله الذى رزقنى من الرياش ما اتجمل به فى الناس فاوارى به عورتى .)) سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے ایسا کپڑا عنایت فرمایا کہ لوگوں کے سامنے میں اپنی زینت ظاہر کروں اور اپنے شرمگاہ کو چھپائے رکھوں۔ یہ پڑھ کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح دعاء پڑھتے ہوئے سنا۔ (احمد)

٤٣٧٢ ۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فيما تبدى المراة من زينتها ٤١٠٤ .

٤٣٧٣ ۔ ضعيف۔ مسند احمد ١/ ١٥٧ ۔ مختار بن نافع ضعیف اور ابومطر مجہول ہے۔

(٤٣٧٤) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ ثُمَّ عَمَدَ اِلَی الثَّوْبِ الَّذِیْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ كَانَ فِیْ كَنَفِ اللّٰهِ وَفِیْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِیْ سِتْرِ اللّٰهِ حَیًّا وَمَیِّتًا۔ رَوَاهُ الْحَمْدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

(۴۳۷۴) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہن کر یہ دعاء پڑھی:((الحمد لله الذی کسانی ما اواری به عورتی واتجمل به فی حیاته.)) سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے ایسا کپڑا نصیب فرمایا جس سے میں نے اپنی شرمگاہ کو چھپا لیا اور لوگوں کے سامنے میں نے اپنی زندگی میں زینت ظاہر کر دی' پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص نیا کپڑا پہن کر یہ کہے کہ میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس نے مجھے ایسا کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرمگاہ چھپا لیتا ہوں پھر زندگی میں اپنی زینت ظاہر کرتا ہوں پھر جو شخص نیا کپڑا پہن کر پھر اس کو صدقہ کر دے پھر وہ شخص اللہ کی نگرانی اور حفاظت میں اور پردہ پوش زندگی میں اور مرنے کے بعد۔ (ابن ماجہ' ترمذی)

عورتوں کے لیے باریک اوڑھنی جائز نہیں اگر بے پردگی کا اندیشہ ہو

(٤٣٧٥) وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَلٰی عَائِشَةَ وَعَلَیْهَا خِمَارٌ رَقِیْقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِیْفًا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ.

(۴۳۷۵) حضرت علقمہ بن ابی علقمہ اپنی ماں سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں نے کہا کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور ان کے اوپر باریک اوڑھنی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس باریک اوڑھنی کو پھاڑ ڈالا اور گاڑھی چادر ان کو اڑھائی۔ (مالک) یہ باریک اوڑھنی اس لیے پھاڑ دی کہ عورتوں کے لیے ناجائز تھی۔

(٤٣٧٦) وَعَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ بْنِ اَیْمَنَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ وَعَلَیْهَا دِرْعٌ قِطْرِیٌّ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَقَالَتْ اِرْفَعْ بَصَرَكَ اِلٰی جَارِیَتِیْ اُنْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّهَا تُزْهٰی اَنْ تَلْبَسَهٗ بِالْبَیْتِ وَقَدْ كَانَ لِیْ مِنْهَا دِرْعٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَا كَانَتْ امْرَاَةٌ تُقَیَّنُ بِالْمَدِیْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَیَّ تَسْتَعِیْرُهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۳۷۶) حضرت عبدالواحد بن ایمن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اس وقت ان کے جسم مبارک پر قطری یعنی مصری کپڑے کا کرتہ تھا جس کی قیمت پانچ درہم کی تھی (یعنی نہایت معمولی کرتہ تھا یہ دیکھ کر مجھے تعجب ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں تو انہوں نے فرمایا کہ تم نظر اٹھا کر میری لونڈی کو دیکھو تو وہ کرتے کو گھر کے اندر پہننے سے اس قدر ناراض ہوتی ہے اور غرور و تکبر کرتی ہے یعنی گھر کے اندر اس کرتے کے پہننے سے ناک بھوں چڑھاتی ہے' باہر پہن کر جانا تو درکنار۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کرتے میں سے ایک کرتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس

٤٣٧٤۔ ضعیف۔ مسند احمد ١/ ٤٤۔ سنن الترمذی کتاب الدعوات باب ١٠٨، ٣٥٦٠۔ ابن ماجه کتاب اللباس باب ما یقول الرجل اذا لبس ثوبا جدیدا ٣٥٥٧۔ ابوالعلاء مجہول ہے۔

٤٣٧٥۔ حسن۔ موطا الامام مالك ٢/ ٩١٣ ح ١٧٥٨ کتاب اللباس باب ما یکره للنساء من الثیاب۔ مرجانہ کی توثیق ابن حبان' ترمذی' حاکم اور ذہبی نے کر رکھی ہے۔

٤٣٧٦۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب الاستعمارة للعروس عند البناء ٢٦٢٨.

تھا جس کسی عورت کو بنا سجا کر دولہن بنا کر اس کے خاوند کے یہاں بھیجا جاتا تو اس عورت کے گھر والے کسی کو میرے پاس بھیج کر اس کرتے کو عاریتاً لے جاتے اور اس کو پہنا کر، اور خوب بنا سجا کر اس کے خاوند کے یہاں بھیج دیتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کپڑے کی تنگی بھی تھی اور سادگی بھی تھی اور اب بہت تکلف آ گیا ہے کہ ویسا کرتہ گھر کے اندر خادمہ اور لونڈیاں پہننا پسند نہیں کرتیں۔

ریشمی کپڑوں کی ممانعت

(٤٣٧٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا قَبَاءَ دِيْبَاجٍ أُهْدِيَ لَهٗ ثُمَّ اَوْشَكَ اَنْ نَزَعَهٗ فَاَرْسَلَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ فَقِيْلَ قَدْ اَوْشَكَ مَا انْتَزَعْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ نَهَانِيْ عَنْهُ جِبْرَئِيْلُ فَجَآءَ عُمَرُ يَبْكِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَرِهْتَ اَمْرًا وَاَعْطَيْتَنِيْهِ فَمَالِيْ فَقَالَ ((اِنِّيْ لَمْ اُعْطِكَهٗ تَلْبَسَهٗ اِنَّمَا اَعْطَيْتُكَهٗ تَبِيْعَهٗ)) فَبَاعَهٗ بِاَلْفَيْ دِرْهَمٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۳۷۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ایک ریشمی چوغہ پہنا جو آپ کے پاس تحفے میں بھیج دیا گیا تھا پھر جلدی سے آپ نے اس کو اتار دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا آپ ﷺ سے کہا گیا آپ نے اس چوغے کو کیوں جلدی سے اتار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ابھی ابھی اس کے پہننے سے منع فرمایا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایک چیز کو برا سمجھا یعنی ریشمی کپڑے کو پھر آپ ﷺ نے اس کو مجھے عنایت فرما دیا تاکہ میں اس کو پہنوں تو میرا کیا حال ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا ہے بلکہ بیچنے کے لیے دیا ہے کہ اس کو بیچ کر فائدہ اٹھاؤ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دو ہزار درہم میں بیچ دیا۔ (مسلم)

(٤٣٧٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ اِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيْرِ فَاَمَّا الْعَلَمُ وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَاْسَ بِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۳۷۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس خالص ریشم کے پہننے سے منع فرمایا ہے جس کا تانا بانا سب ریشم ہی کا ہوا اور جس میں تانا بانس سب خالص ریشم کا نہ ہو بلکہ دھاری ریشم ہی کی ہو اور وہ بھی چار انگشت سے کم ہو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٣٧٩) وَعَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ رحمہ اللہ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَعَلَيْهِ مُطَرَّفٌ مِنْ خَزٍّ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(۴۳۷۹) حضرت ابورجاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اس وقت اونی کرتہ پہنے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمت عطا فرمائے وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندوں پر دیکھا جائے۔ (احمد)

فضول خرچی اور تکبر سے بچنے کا حکم

(٤٣٨٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ مَاشِئْتَ

(۴۳۸۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو حلال چیز چاہو کھاؤ

٤٣٧٧۔ صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذھب ٢٠٧٠.

٤٣٧٨۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب الرخصة فی العلم وخیط الحریر ٤٠٥٥۔ شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

٤٣٧٩۔ صحیح۔ مسند احمد ٤/ ٤٣٨.

٤٣٨٠۔ اسنادہ صحیح۔ مصنف ابن ابی شیبہ ٨/ ٢١٧ و بخاری کتاب اللباس قبل حدیث ٥٧٨٣.

وَالْبَسْ مَاشِئْتَ مَا اَخْطَاتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ وَمَخِيْلَةٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِیْ تَرْجُمَةِ بَابٍ.

اور حلال چیز چاہو پہنو جب تک کہ اس میں یہ دو باتیں نہ ہوں فضول خرچی اور تکبر۔ (بخاری)

(٤٣٨١) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ﷺ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَالَمْ يُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَلَا مَخِيْلَةٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(۴۳۸۱) حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ وہ ان کے دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ اور پیو اور صدقہ خیرات کرو اور پہنو جب تک کہ اس میں فضول خرچی اور غرور تکبر نہ ہو۔ (احمد' نسائی' ابن ماجہ)

توضیح: یعنی ہر حلال اور مباح چیزیں کھانا پینا اور حلال پہننا درست ہے بشرطیکہ فضول خرچی نہ ہو اور غرور تکبر نہ ہو۔

(٤٣٨٢) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَحْسَنَ مَازُرْتُمُ اللّٰهَ فِیْ قُبُوْرِكُمْ وَمَسَاجِدِكُمْ الْبَيَاضُ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۴۳۸۲) حضرت ابودرداء ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے عمدہ وہ کپڑا جو تم پہن کر اپنی قبروں میں جاؤ اور مسجدوں میں نماز وغیرہ کے لیے جاؤ سفید کپڑا ہے۔ (ابن ماجہ)
یعنی سفید کپڑے میں مردوں کو کفن دینا سب سے بہتر ہے اور مسجدوں میں سفید کپڑا پہن کر عبادت کے لیے جانا سب سے بہتر ہے۔

❁❁❁❁

٤٣٨١۔ اسناده حسن۔ مسند احمد ٢/ ١٨١۔ سنن النسائی کتاب الزکاة باب الاختیال فی الصدقة ٢٥٦٠۔ ابن ماجه کتاب اللباس باب البس ما شئت ٣٦٠٥.

٤٣٨٢۔ اسناده ضعيف جدا۔ سنن ابن ماجه کتاب اللباس باب البياض من الثياب ٣٥٦٨۔ مروان بن سالم متروک راوی ہے۔

بَابُ الْخَاتَمِ

انگوٹھی کا بیان

ضرورت کے وقت چاندی کی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننا سنت ہے اور نگینہ میں اپنا نام بھی لکھانا مسنون ہے تاکہ انگوٹھی لگانے کے بعد یہ پہچانا جائے کہ فلاں شخص کی انگوٹھی ہے۔ اس کی پوری تفصیل نیچے آ رہی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی

(٤٣٨٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ اتَّخَذَ النَّبِیُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَجَعَلَهٗ فِیْ یَدِهِ الْیُمْنٰی ثُمَّ اَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ نُقِشَ فِیْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ((لَا یَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰی نَقْشِ خَاتَمِیْ هٰذَا)) وَكَانَ اِذَا لَبِسَهٗ جَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا یَلِیْ بَطْنَ كَفِّهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

(۴۳۸۳) حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس انگوٹھی کو دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہن لیا پھر اس کو پھینک چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں لفظ محمد رسول اللہ ﷺ لکھوایا گیا اور یہ ارشاد فرمایا میری انگوٹھی کی طرح اور کوئی شخص ایسی انگوٹھی نہ بنوائے جس میں لفظ محمد رسول ﷺ لکھا ہو اور جب انگوٹھی پہنتے تو اس کے نگینے کو ہتھیلی کی جانب رکھتے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: حضور ﷺ نے شروع میں سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی اس کے بعد مردوں کے لیے سونا حرام کر دیا گیا اس لیے آپ نے سونے کی انگوٹھی نکال دیا اس کے بعد آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کو حسب ضرورت استعمال کرتے تھے۔

سونے کی حرمت

(٤٣٨٤) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْقِسِّیِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِی الرُّكُوْعِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(۴۳۸۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ریشم کے اور رنگے ہوئے کپڑے کے پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

(٤٣٨٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰی خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِیْ یَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ وَطَرَحَهٗ فَقَالَ یَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰی

(۴۳۸۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ ﷺ نے اس انگوٹھی کو اس کے ہاتھ سے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ تم لوگ آگ کا انگارہ

٤٣٨٣۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب خاتم الفضة ٥٨٦٦۔ مسلم کتاب اللباس باب لبس النبی خاتماً من الورق ٥٤٧٧،٢٠٩٢.

٤٣٨٤۔ صحیح مسلم کتاب اللباس باب النهی عن لبس الرجل الثوب المعفر ٥٤٣٧،٢٠٧٨.

٤٣٨٥۔ صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم خاتم الذهب ٥٤٧٢،٢٠٩٠.

جَمْرَةٍ مِنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَاذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْخَا تَمَكَ اِنْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا جس کی انگوٹھی اتار کر آپ ﷺ نے پھینک دی تھی کہ اس انگوٹھی کو اٹھالو اور اسے فروخت کر کے فائدہ اٹھاؤ تو اس نے کہا کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہے خدا کی قسم میں اس کو نہیں لوں گا۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص سونے کی انگوٹھی پہنے ہوا ہے تو دوسرا شخص جس کو پھینکنے کی طاقت ہو پھینک دے بقول حدیث اذا رای احد منکم منکرا فلیغیرہ بیدہٖ یعنی جب شریعت کے خلاف کوئی کام دیکھو تو اس کو ہاتھوں سے مٹادو۔

مہر نبوت

(٤٣٨٦) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَرَادَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِيِّ فَقِيْلَ اِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ ثُمَّ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا حَلْقَةَ فِضَّةٍ نُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ كَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلٰثَةَ اَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُوْلٌ سَطْرٌ وَاللّٰهُ سَطْرٌ .

(۴۳۸۶) حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کسریٰ اور قیصر روم اور نجاشی بادشاہ کے پاس خط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ یہ لوگ اس خط کا اعتبار نہیں کرتے جس پر مہر لگی ہوئی نہ ہو، تو رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی مہر بنوائی جس میں لفظ "محمد رسول اللہ ﷺ" لکھا تھا۔ (مسلم) اور بخاری کی روایت میں اس طرح سے ہے کہ مہر کے اندر تین سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ پہلی سطر میں محمد ﷺ اور دوسری سطر میں رسول ﷺ اور تیسری سطر میں اللہ لکھا ہوا تھا۔

رسول کریم ﷺ کی انگوٹھی

(٤٣٨٧) وَعَنْهُ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ خَاتَمُهٗ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهٗ مِنْهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۴۳۸۷) حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ (مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کے پاس متعدد انگوٹھیاں تھیں بعض انگوٹھیوں کا نگینہ چاندی کا تھا اور بعض انگوٹھیوں کا نگینہ حبشی یعنی کالا تھا یا اس کا بنانے والا حبشی تھا۔ جو آپ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر ؓ کے ہاتھ میں تھی اور ان کے بعد حضرت عمر ؓ کے ہاتھ میں اور ان کے انتقال کے بعد حضرت عثمان ؓ کے ہاتھ میں آئی اور آخیر خلافت میں چاہ اریس میں گر پڑی جو بہت تلاش کے بعد بھی نہ ملی۔

(٤٣٨٨) وَعَنْهُ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِيْ يَمِيْنِهٖ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۳۸۸) حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی جس کا نگینہ حبشی تھا اور نگینہ ہتھیلی کے جانب کر رکھا تھا۔ (بخاری و مسلم)

(٤٣٨٩) وَعَنْهُ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلَى الْخِنْصَرِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرٰى۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۴۳۸۹) حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں ہوتی تھی۔ (مسلم)

٤٣٨٦۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب اتخاذ الخاتم باب هل يجعل نقش للخاتم ٥٨٧٥، ٥٨٧٨۔ مسلم کتاب اللباس باب فی اتخاذ النبی خاتماً ٢٠٩٢، ٥٤٨١ .

٤٣٨٧۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب فص الخاتم ٥٨٧٠ .

٤٣٨٨۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب خواتم الذهب ٥٨٦٥۔ مسلم کتاب اللباس باب فی خاتم الورق ٢٠٩٤، ٥٤٨٧ .

٤٣٨٩۔ صحیح مسلم کتاب اللباس باب فی لبس الخاتم ٢٠٩٥، ٥٤٨٩ .

توضیح: داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا سنت ہے اگر داہنے ہاتھ کی انگلی میں کوئی تکلیف ہو تو بائیں ہاتھ میں پہنی جا سکتی ہے۔

(٤٣٩٠) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِيْ اِصْبَعِيْ هٰذِهِ اَوْ هٰذِهِ قَالَ فَاَوْمٰى اِلَى الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِيْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۳۹۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے یعنی بیچ اور شہادت والی انگلی میں لہٰذا انگوٹھی چھنگلیا میں پہننا چاہیے۔(مسلم)

توضیح: مسلمان مردوں کے لیے انگوٹھی چھنگلیا میں پہننا بہتر ہے اور عورتوں کے لیے جائز ہے کہ جس انگلی میں چاہے پہنے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٤٣٩١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۴۳۹۱) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔(ابن ماجہ)

(٤٣٩٢) وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنِّسَائِيُّ عَنْ عَلِيٍّ.

(۴۳۹۲) اور ابوداؤد اور نسائی نے اس حدیث کو علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(٤٣٩٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَسَارِهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۳۹۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔(ابوداؤد)
یعنی افضل یہی ہے کہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی جائے اگر اس میں کچھ، تکلیف وغیرہ ہو تو بائیں ہاتھ میں بھی پہننا جائز ہے۔

(٤٣٩٤) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ فَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِيْ شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنِّسَائِيُّ.

(۴۳۹۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ میں ریشم لیا اور بائیں ہاتھ میں سونا لیا پھر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں یعنی ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔(احمد، ابوداؤد، نسائی)

(٤٣٩٥) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ رُكُوْبِ النُّمُوْرِ وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنِّسَائِيُّ.

(۴۳۹۵) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتے کے چمڑے پر سوار ہونے اور سونے کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر تھوڑا سا۔(ابوداؤد۔ نسائی) یعنی تھوڑا سا سونا جائز تھا بعد میں منسوخ ہو گیا، یا یہ کہ بوقت ضرورت سونے کی ناک بنوائی جائے یا سونے کا دانت تو جائز ہے۔

٤٣٩٠۔ صحيح مسلم كتاب اللباس باب النهى عن التختم فى الوسطى ٢٠٧٨، ٥٤٣٧.
٤٣٩١۔ سنن ابن ماجه كتاب اللباس باب التختم باليمين ٣٦٨٧.
٤٣٩٢۔ سنن ابى داؤد كتاب الخاتم باب ما جاء فى التختم ٤٢٢٦۔ نسائى كتاب الزينة باب موضع الخاتم من اليد ٥٢٠٦.
٤٣٩٣۔ شاذ۔ سن ابى داؤد كتاب الخاتم باب ما جاء فى التختم فى اليمين ٤٢٢٧۔ "يساره" کا لفظ شاذ ہے "يمينه" صحیح ہے۔
٤٣٩٤۔ صحيح۔ مسند احمد ١/ ٩٦۔ سنن ابى داؤد كتاب اللباس باب فى الحرير للنساء ٤٠٧٥۔ نسائى كتاب الزينة باب تحريم الذهب على الرجال ٨/ ١٦٠ ح ٥١٤٤.
٤٣٩٥۔ اسناده صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الخاتم باب ما جاء فى الذهب ٤٢٣٩۔ نسائى كتاب الزينة باب تحريم الذهب على الرجال ٥١٥٤.

پیتل اور لوہے کی انگوٹھی کی ممانعت

(٤٣٩٦) وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَيْهِ خَاتِمٌ مِنْ شَبَهٍ مَالِیْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَهٗ ثُمَّ جَآءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰی عَلَيْكَ حِلْيَةَ اَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُهٗ قَالَ ((مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ قَالَ مُحْيِی السُّنَّةِ وَقَدْ صَحَّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِی الصَّدَاقِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ ((اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ.))

(۴۳۹۶) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے حاضر ہوا تو یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھ میں بتوں کی بدبو پاتا ہوں' اس نے پیتل کی انگوٹھی پھینک دی پھر ایک اور شخص لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے آیا تو آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ کیا بات ہے میں تجھ کو دوزخیوں کا زیور پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں اس نے اس کو بھی پھینک دی' اس نے کہا یا رسول اللہ پھر میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں آپ نے فرمایا چاندی کی انگوٹھی بنوالو اور ایک مثقال سے زیادہ وزنی مت رکھو۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

محی السنہ نے کہا ہے کہ صحیح حدیث میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے یہ فرمایا تھا کہ تم جا کر کوئی چیز تلاش کر لے آؤ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو۔

توضیح: اکثر کفار پیتل کا بت بناتے ہیں اس لیے آپ نے فرمایا کہ تم پیتل کی انگوٹھی پہن کر آئے ہو اور اس میں بت کی بدبو آ رہی ہے اس لیے آپ نے پیتل کی انگوٹھی کو پسند نہیں فرمایا اور لوہے کی انگوٹھی کو آپؐ نے پسند نہیں فرمایا کیونکہ یہ لوہا دوزخیوں کا زیور ہے اور دوزخیوں کے گلے میں لوہے کا طوق اور لوہے کی زنجیریں ہوں گی اور جس روایت میں لوہے کی انگوٹھی طلب کرنے کا ذکر ہے وہ منسوخ ہے۔

رسول کریم ان چیزوں کو برا جانتے تھے

(٤٣٩٧) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ اَلصُّفْرَةَ يَعْنِی الْخُلُوْقَ وَتَغْيِيْرَ الشَّيْبِ وَجَرَّ الْاِزَارِ وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّيْنَةِ لِغَيْرِ مَحِلِّهَا وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ وَالرُّقٰی اِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ وَعَقْدَ التَّمَائِمِ وَعَزْلَ الْمَآءِ لِغَيْرِ مَحِلِّهٖ وَفَسَادَ الصَّبِیِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

(۴۳۹۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان دس چیزوں کو برا سمجھتے تھے۔ (۱) زردی یعنی خلوق کا استعمال جو زعفران وغیرہ سے تیار ہوتا ہے۔ (۲) بڑھاپے کو بدل دینا' یعنی سفید بالوں کا اکھیڑنا' کالا خضاب لگانا۔ (۳) لنگی یا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔ (۴) سونے کی انگوٹھی۔ (۵) عورت کا بے موقعہ بے محل زیور کا ظاہر کرنا یعنی خاوند کی عدم موجودگی میں لوگوں کے سامنے اپنے حسن و جمال کو دکھانا۔ (۶) چوسر اور شطرنج کھیلنا۔ (۷) منتر جنتر سوائے معوذات کے کوئی منتر کرنا۔ (۸) تعویذ گنڈہ باندھنا۔ (۹) غیر محل میں پانی ڈالنا یعنی عزل کرنا۔ (۱۰) اور بچے کو خراب کرنا یعنی بچے کو دودھ پلانے کے دنوں میں بیوی سے مجامعت کرنا۔ (ابوداؤد' نسائی)

٤٣٩٦۔ حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الخاتم باب ما جاء فی الخاتم الحديد ٤٢٢٣۔ ترمذی كتاب اللباس باب ما جاء فی الخاتم الحديد ١٨٨٥۔ شواہد کی بنا پر حسن ہے۔ نسائی كتاب الزينة باب مقدار ما يجعل فی الخاتم ٨/ ١٧٢ ح ٥١٩٠۔

٤٣٩٧۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الخاتم باب ما جاء فی خاتم الذهب ٤٢٢٢۔ نسائی كتاب الزينة باب الخضاب الصفرة ٥٩٠١۔ عبدالرحمٰن بن حرملہ مجہول الحال ہے۔

عورتوں کے لیے پازیب جائز نہیں

(٤٣٩٨) وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ ؓ اَنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِیْ رِجْلِهَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۳۹۸) حضرت ابن زبیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کی آزاد شدہ لونڈی حضرت زبیر ؓ کی لڑکی کو حضرت عمر ؓ کے پاس لے گئی اس لڑکی کے پاؤں میں گھونگھر دار زیور پڑے ہوئے تھے۔ تو حضرت عمر ؓ نے اس گھونگھر دار زیور کو کاٹ ڈالا اور یہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر گھونگھر اور گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آواز کرنے والے زیوروں کو عورتوں کے لیے استعمال کرنا مناسب و درست نہیں ہے۔

(٤٣٩٩) وَعَنْ بُنَانَةَ مَوْلَاةِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَيَّانَ الْاَنْصَارِيِّ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ اِذْ دُخِلَتْ عَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ اِلَّا اَنْ تُقَطِّعَنَّ جَلَاجِلَهَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جَرَسٌ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۳۹۹) حضرت عبدالرحمٰن بن حیان انصاری کی آزاد شدہ لونڈی بنانہ نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر تھی کہ ان کے پاس ایک لڑکی لائی گئی جو گھونگھرو پہنے ہوئے تھی اور اس میں سے آواز نکل رہی تھی۔ حضرت عائشہ ؓ نے اس عورت سے کہا جو لڑکی لائی تھی کہ آئندہ کے لیے اس لڑکی کو میرے گھر میں مت لانا جب تک کہ اس کے پاؤں میں گھونگھر پڑے رہیں، یعنی تم اس گھونگھر کو کاٹ کر پھینک دو اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ جس گھر میں بجنے والے زیور ہوں یعنی گھونگھر دار گھنٹی دار اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھنگرو اور گھنٹی دار زیور ہو تو اس کو بچیوں اور عورتوں کو پہننا جائز نہیں ہے۔

(٤٤٠٠) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ اَنَّ جَدَّهٗ عَرْفَجَةَ بْنَ اَسْعَدٍ قُطِعَ اَنْفُهٗ يَوْمَ الْكُلَابِ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَاَنْتَنَ عَلَيْهِ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَتَّخِذَ اَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۴۰۰) حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا طرفہ بن سعد کی ناک جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوالی وہ بدبودار ہوگئی رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ناک لگانے کا حکم صادر فرمایا۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

عورتوں کے لیے سونے کے زیورات

(٤٤٠١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّحَلِّقَ حَبِيْبَهٗ حَلْقَةً

(۴۴۰۱) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے کسی حبیب یا دوست کو آگ جہنم کا حلقہ پہنانا پسند کرتا ہے یعنی

٤٣٩٨۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الخاتم باب ما جاء فی الجلاجل ٤٢٣٠۔ عامر بن عبداللہ بن زبیر کی سیدنا عمر سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

٤٣٩٩۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الخاتم باب ما جاء فی الجلاجل ٤٢٣١۔ بنانہ غیر معروف ہے۔

٤٤٠٠۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الخاتم باب ما جاء فی ربط الانسان ٤٢٣٢۔ ترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی شد الاسنان ١٧٧٠۔ نسائی کتاب الزینۃ باب ما اصیب اللہ ٥١٦٤، ٥١٦٠۔

٤٤٠١۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الخاتم باب ما جاء فی الذهب النساء ٤٢٣٦۔

مِنْ نَّارٍ فَلْيُحَلِّقْهُ حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّطَوِّقَ حَبِيْبَهٗ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّسَوِّرَ حَبِيْبَهٗ سِوَارًا مِنْ نَّارٍ فَلْيُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِالْفِضَّةِ فَالْعَبُوْا بِهَا)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

آگ کی انگوٹھی یا بالی یا نتھنی پہنانے کو پسند کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ سونے کا حلقہ پہنا دے اور جو اپنی بیوی یا بال بچے خویش و اقارب دوست احباب کو آگ جہنم کا کنگن پہنانا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ سونے کا کنگن پہنا دے البتہ تم چاندی کے زیور کا استعمال کرا سکتے ہو۔ (ابوداوٗد)

توضیح: یہ اس وقت ہے جبکہ زیوروں کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے اور سونے کے زیوروں کی زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتی رہیں تو عورتوں کے لیے سونے اور چاندی کا زیور استعمال کرنا جائز اور درست ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا ان صحیح حدیثوں کے مقابلے میں کمزور ہے۔ (واللہ اعلم)

(٤٤٠٢) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ تَقَلَّدَتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ قُلِّدَتْ فِيْ عُنُقِهَا مِثْلُهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ جَعَلَتْ فِيْ اُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ اُذُنِهَا مِثْلَهٗ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۴۰۲) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو سونے کا ہار پہنے گا قیامت کے روز اس کی گردن میں آگ کا ہار ڈالا جائے گا اور جو اپنے کانوں میں سونے کی بالی پہنے تو قیامت کے روز اس کے کان میں آگ کی بالی پہنائی جائے گی۔ (ابوداوٗد۔ نسائی)

یہ بھی اس وقت ہے جبکہ ان زیورات کی زکوٰۃ نہ نکالی جائے۔

(٤٤٠٣) وَعَنْ اُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يٰمَعْشَرَ النِّسَاءِ اَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تُحَلِّيْنَ بِهٖ اَمَا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَاَةٌ تُحَلِّيْ ذَهَبًا تُظْهِرُهٗ اِلَّا عُذِّبَتْ بِهٖ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۴۰۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عورتو! کیا تمہارے لیے چاندی کے زیورات کافی نہیں ہیں یعنی چاندی کے زیورات پہنا کرو تم خوب کان لگا کر سن لو جو تم میں سے سونے کا زیور پہنے گی اور اس کو بے موقع بے محل دکھائے گی تو اس کے سبب سے وہ جہنم میں سزا پائے گی۔ (ابوداوٗد۔ نسائی)

توضیح: ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ زیوروں میں زکوٰۃ ہے بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچ جائیں اور حولان حول ہو جائے۔ احتیاط اسی میں ہے کتاب الزکوٰۃ میں اس کی بحث گزر چکی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٤٤٠٤) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْنَعُ اَهْلَ الْحِلْيَةِ وَالْحَرِيْرِ وَيَقُوْلُ ((اِنْ

(۴۴۰۴) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زیور والوں اور ریشم والوں کو منع فرماتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم

٤٤٠٢۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الخاتم باب ما جاء فی الذهب النساء۔ ٤٢٣٨۔ نسائی كتا بالزينة باب الكراهية للنساء فی اظهار الحلی ٥١٤٢۔ محمود بن عمرو مجہول ہے۔

٤٤٠٣۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الخاتم باب ما جاء فی الذهب اللنساء ٤٢٣٧۔ نسائی كتاب الزينة باب الكراهية للنساء فی اظهار الحلی ٥١٤١۔ امراہ ربعی مجہول ہے۔

٤٤٠٤۔ اسناده صحيح۔ سنن النسائی كتاب الزينة باب الكراهية للنساء فی اظهار الحلی والذهب ٥١٣٩.

كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيْرَهَا فَلَا تَلْبَسُوْهَا فِى الدُّنْيَا)) رَوَاهُ النَّسَائِىُّ.

جنت کے زیور اور ریشم کو پہنانا چاہتے ہو تو دنیا میں ان کو مت پہناؤ۔ (نسائی)

(٤٤٠٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِتَّخَذَ خَاتَمًا فَلَبِسَهٗ قَالَ ((شَغَلَنِىْ هٰذَا عَنْكُمْ مُنْذُ الْيَوْمَ اِلَيْهِ نَظْرَةٌ وَاِلَيْكُمْ نَظْرَةٌ)) ثُمَّ اَلْقَاهُ رَوَاهُ النَّسَائِىُّ.

(۴۴۰۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی اور اس کو پہن لیا پھر فرمایا آج کے دن اس نے مجھے تمہاری طرف سے مشغول کر دیا ہے کہ کبھی اس کو دیکھتا ہوں کبھی تم کو دیکھتا ہوں پھر آپ نے اسے اتار دیا۔ (نسائی) ممکن ہے کہ یہ انگوٹھی سونے کی ہو یا بطور خاکساری اور تقویٰ کے ایسا کیا ہو۔

چھوٹے بچوں کے لیے بھی سونے اور ریشم کی کراہت

(٤٤٠٦) وَعَنْ مَالِكٍ ﷺ قَالَ اَنَا اَكْرَهُ اَنْ يُلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَيْئًا مِنَ الذَّهَبِ لِاَنَّهٗ بَلَغَنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ فَاَنَا اَكْرَهُهٗ لِلرِّجَالِ الْكَبِيْرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيْرِ۔ رَوَاهُ فِى الْمُوَطَّا.

(۴۴۰۶) حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ لڑکوں کو سونے کی کوئی چیز پہنائی جائے کیونکہ مجھے یہ معلوم ہے کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے تو جو چیز بڑوں کے لیے جائز نہیں ہے وہ چھوٹوں کے لیے بھی جائز نہیں ہے یعنی چھوٹے بچوں کو بھی ریشم اور سونا نہیں پہنانا چاہیے۔

❁❁❁❁

٤٤٠٥۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ١/ ٣٢٢۔ سنن النسائى كتاب الزينة باب طرح الخاتم وترك لبسه ٥٢٩١.

٤٤٠٦۔ صحيح۔ موطا امام مالك كتاب اللباس باب ما جاء فى لبس الشباب المصيفة ٢/ ٩١٢ ح ١٧٥٦۔ سند ضعیف ہے، معناً صحیح ہے۔

بَابُ النِّعَالِ

جوتوں کا بیان

پاؤں کی حفاظت کے لیے لباس کی طرح جوتا بھی اور موزہ بھی ضروری ہے اگر یہ چیزیں سنت کے مطابق استعمال کی جائیں تو ہم خورمہ وہم ثواب کے مصداق ہیں۔ ہر ملک اور قوم کے رسم ورواج کے مطابق مختلف قسم کے جوتے اور موزے پہنے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جوتا پہنتے تھے جو موجودہ زمانے میں چپل کی طرح تھا جس کے دو تسمے تھے۔ (بخاری) اور آپ نے فرمایا جب جوتا پہنو تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنو اور جب نکالو تو پہلے بائیں پاؤں سے نکالو۔ (بخاری) حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب کہیں تم بیٹھو تو جوتی نکال کر بیٹھو اور اپنے پاس رکھ لو۔ (ابوداؤد)

چمڑے کے موزوں کا پہننا اور اس پر مسح کرنا بھی ثابت ہے رسول اللہ ﷺ موزہ پہنتے اور اس پر مسح کر لیا کرتے تھے۔ جوتوں اور موزوں کو پہننے سے پہلے جھاڑ لینا چاہیے تاکہ گرد وغبار سے بھی صاف ہو جائے اور اگر کوئی تکلیف دہ جانور ہو تو وہ نکل جائے۔

طبرانی میں حضرت ابن عباس سے یہ واقعہ منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ جنگل میں ایک موزہ پہنا اور دوسرا موزہ پہننے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ ایک کوا آکے دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا۔ اور اوپر لے جا کر گرا دیا اس موزے میں سانپ یا بچھو گھسا ہوا تھا موزے کے گرنے سے سانپ نکل کر بھاگ گیا' آپ نے اس پر خدا کا شکر ادا فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ موزہ پہنتے وقت موزہ جھاڑ کر پہنا کرو۔ اسی طرح سوتے وقت بستر بھی جھاڑ لینا چاہیے اور اگر کپڑا وغیرہ صندوق میں سے نکال کر پہننا ہو یا الگنی اور کسی کھونٹی وغیرہ سے اتار کر پہننا ہو تو اسے خوب جھاڑ کر پہننا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

رسول کریم ﷺ کے جوتے کس طرح کے تھے؟

(٤٤٠٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۴۴۰۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے وہ جوتا پہنے ہوئے دیکھا جس میں بال نہیں تھے۔ یعنی اس کے چمڑے سے بال صاف کر دیا گیا تھا۔ (بخاری)

(٤٤٠٨) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۴۴۰۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے۔ (بخاری) ایک تسمہ کو انگوٹھے کے درمیان میں اور دوسرا تسمہ درمیان کی انگلی میں ڈال لیتے یعنی چپل کی طرح۔

٤٤٠٧۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب النعال السبتة وغیرها ٥٨٥١ .

٤٤٠٨۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب قبالان فی نعل ٥٨٥٧ .

جوتے پہننے چاہئیں

(٤٤٠٩) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا يَقُوْلُ ((اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَاانْتَعَلَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۴۰۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے ایک غزوہ کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا کہ تم جوتے پہنا کرو کیونکہ جوتا پہننے والا ہمیشہ جوتے پر سوار ہی رہتا ہے تو اس کے پاؤں وغیرہ سانپ بچھو اور ایذا دینے والی چیزوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ (مسلم)

جوتے پہننے کے آداب

(٤٤١٠) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۴۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جوتا پہننے کا ارادہ کرو تو سب سے پہلے داہنے پیر میں پہنو اور جب تم نکالنے کا ارادہ کرو تو سب سے پہلے بائیں پیر سے نکالو تا کہ داہنا پیر جوتا پہننے میں سب سے پہلے ہو اور جوتا نکالنے میں آخیر ہو۔ (بخاری ومسلم)

ایک پاؤں میں جوتا پہننے کی ممانعت

(٤٤١١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا يَمْشِيْ أَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۴۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک پاؤں میں جوتا پہن کر مت چلو بلکہ یا تو دونوں پاؤں میں جوتے ہوں یا دونوں جوتوں سے خالی ہوں۔ (بخاری ومسلم) یعنی اگر جوتا پہنے تو دونوں پاؤں میں پہنے اور اگر اتارے تو دونوں پاؤں سے اتارے لیکن اگر کوئی تکلیف وغیرہ ہے کہ ایک پاؤں میں تکلیف ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں ایک پاؤں میں پہن کر چلنا درست ہے۔ یہی حکم موزے کا بھی ہے۔

(٤٤١٢) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ فَلَا يَمْشِ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتّٰى يُصْلِحَ شِسْعَهُ وَلَا يَمْشِ فِيْ خُفٍّ وَّاحِدٍ وَلَا يَأْكُلْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَحْتَبِيْ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفِ الصَّمَّاءَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۴۱۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو ایک جوتے میں نہ چلو یہاں تک کہ دوسرے تسمے کو درست کر لو اور نہ ایک موزہ پہن کر چلو اور نہ بائیں ہاتھ سے کھاؤ اور نہ ایک ہی کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھو جبکہ اس کے ستر پر کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو اور نہ اشتمال صماء کرے یعنی نہ کپڑے کو اس طرح اوڑھے کہ ہاتھ وغیرہ اندر کو لپٹ جائے اور نکالے تو ستر کھل جائے۔ (مسلم)

٤٤٠٩۔ صحیح مسلم کتاب اللباس باب استحباب لبس النعال ٢٠٩٦، ٥٤٩٤.

٤٤١٠۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب ینزع نعله الیسری ٥٨٥٦۔ مسلم کتاب اللباس باب استحباب لبس النعل فی الیمنی ٢٠٩٧، ٥٤٩٥.

٤٤١١۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب لا یمشی فی نعل واحدة ٥٨٥٥۔ مسلم کتاب اللباس باب استحباب لبس النعل فی الیمنی ٢٠٩٧، ٥٤٩٦.

٤٤١٢۔ صحیح مسلم کتاب اللباس باب النهی عن اشتعال الصعاء ٢٠٩٩، ٥٥٠٠.

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

رسول کریم ﷺ تسمے والے جوتے پہنتے تھے

(٤٤١٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ لِنَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَالَانِ مُثَنًّى شِرَاكُهُمَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۴۴۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے جوتوں میں دو تسمے ہوتے تھے اور ہر تسمہ دہرہ ہوتا تھا۔ (ترمذی)

(٤٤١٤) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۴۱۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد) کیونکہ تسمہ وغیرہ باندھنے میں کھڑے ہو کر پہننے میں بڑی تکلیف ہو گی اور اگر اس میں تسمہ اور فیتہ نہیں ہے تو کھڑے ہو کر پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(٤٤١٥) وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

(۴۴۱۵) اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(٤٤١٦) وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ رحمہ اللہ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ رُبَمَا مَشَى النَّبِيُّ ﷺ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهَا مَشَتْ بِنَعْلٍ وَاحِدَةٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا اَصَحُّ.

(۴۴۱۶) حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی ایک ہی جوتے میں چلتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کبھی ایک جوتا پہن کے چلتی تھیں۔ (ترمذی)

توضیح: پہلی حدیثوں سے ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت ہے اور اس حدیث سے جائز معلوم ہوتا ہے تو بظاہر ان دونوں میں تعارض ہے۔ علمائے کرام نے یہ تطبیق دی ہے کہ جواز والی حدیث کمزور ہے۔ یا یہ کہ گھر کے آنگن یا صحن میں دو چار قدم بوقت ضرورت ایک ہی جوتا پہن کر ادھر ادھر چلنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور گھر کے باہر جنگلوں اور ریگستانوں میں دونوں پاؤں میں جوتا پہن کر چلنا چاہیے۔

(٤٤١٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ اَنْ يَخْلَعَ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۴۱۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آدمی بیٹھے تو سنت یہ ہے کہ دونوں جوتوں کو پاؤں میں سے نکال کر اپنے بغل میں رکھ لے۔ (ابوداؤد) یعنی جوتا سمیت نہ بیٹھے اور اپنے بائیں بغل رکھ لے تاکہ جوتے کی حفاظت بھی رہے۔ اسی کو کہا جاتا ہے نعلین در بغلین۔

٤٤١٣ـ صحيح۔ سنن الترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی فعل النبی ١٧٧٢.

٤٤١٤ـ صحيح۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الانتعال ٤١٣٥ ـ شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

٤٤١٥ـ صحيح۔ سنن الترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی کراهية ان ينتعل الرجل ١٧٧٥ ـ ابن ماجه کتاب اللباس باب الانتعال قائما ٣٦١٨.

٤٤١٦ـ منكر۔ سنن الترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی فمن الرخصة المشی فی النعل الواحدة ١٧٧٧، ١٧٧٨۔ موقوفاً یہ روایت صحیح ہے۔

٤٤١٧ـ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الانتعال ٤١٣٨ ـ عبداللہ بن [illegible] حجازی مجہول راوی ہے۔

(٤٤١٨) وَعَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّجَاشِيَ اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِىْ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

(۴۴۱۸) حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ نجاشی بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیۃً دو سیاہ سادے موزے بھیجے ان کو آپ ﷺ نے پہن لیا۔ (ترمذی)

توضیح: اور ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں موزوں پر آپؐ نے مسح بھی کیا۔ اور بادشاہ حبش کا لقب نجاشی ہے آنحضرت ﷺ نے اس کے بھیجے ہوئے تحفے میں سے موزے کو بغیر کسی جانچ کے کہ آیا چمڑا کس چیز کا ہے مدبوغ کا یا غیر مدبوغ کا' یا مذبوح کا ہے یا مردار کا آپ نے بغیر تفتیش کے استعمال کیا اور ظاہر حال پر عمل کر کے بتا دیا۔ تا کہ امت کو آسانی ہو۔

❁❁❁❁

٤٤١٨۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی الخف الاسود ٢٨٢٠۔ ابن ماجه کتاب الطهارة باب ما جاء فی المسح علی الخفین ٥٤٩۔ دہم بن صالح ضعیف راوی ہے۔

بَابُ التَّرَجُّلِ
کنگھی کرنے کا بیان

ہم نے اسلامی خطبات کی دوسری جلد میں اسلامی لباس کے خطبے میں یہ لکھا ہے کہ بالوں میں تیل لگانا اور کنگھی کرنا مستحب ہے اور بالوں کو پراگندہ رکھنا مکروہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نظافت صفائی وستھرائی کی بہت ترغیب دی ہے آپ بالوں میں کنگھی کرتے تھے اور تیل بھی استعمال فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((یکثر دھن راسه وتسریح لحیته ویکثر القناع کان ثوبه ثوب زیات .)) (شرح السنۃ) رسول اللہ ﷺ سر مبارک میں کثرت سے تیل لگاتے اور داڑھی میں کنگھی کرتے اور سر پر کپڑا وغیرہ رکھتے تو گویا آپ کے سر کا کپڑا تیلی کا کپڑا ہو جاتا۔ یعنی سر پر تیل لگانے کے بعد کپڑا رکھ لیتے تاکہ عمامہ وغیرہ میں تیل نہ لگے وہ کپڑا تیل سے ایسا چکنا ہو جاتا جیسے تیلی کا کپڑا چکنا ہو جاتا ہے۔

اور آپ گاہے بگاہے کنگھی کرتے تھے اور روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرماتے (شمائل ترمذی) سر کے بالوں کو منڈوانا اور کتروانا درست ہے پٹھے دار بالوں کا کانوں تک رکھنا مسنون ہے۔ انگلش بال رکھنا بالکل ناجائز ہے داڑھی منڈوانا حرام ہے اور مونچھوں کا کاٹنا اور پست کروانا ضروری ہے۔ (بخاری و مسلم) ناخن تراشنا اور بغل اور زیر ناف کے بال کا صاف کرنا مسنون ہے۔ (نسائی) سفید بالوں میں خضاب لگانا مستحب ہے لیکن زیادہ سیاہ خضاب نہ ہو بالکل کالا خضاب لگانا منع ہے' سفید بالوں کا اکھاڑنا حرام ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٤٤١٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا حَائِضٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۴۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کی کنگھی کرتی تھی' حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت حیض کی حالت میں اپنے خاوند کی خدمت کر سکتی ہے اور اس کا تمام بدن ناپاک نہیں ہے البتہ اس حالت میں جمع کرنا حرام ہے۔

امور فطرت

(٤٤٢٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ

(۴۴۲۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں' یعنی تمام نبیوں کی سنت سے ہے۔ (۱) ختنہ کرنا۔ (۲) زیر ناف بالوں کو صاف کرنا۔ (۳) مونچھوں کو ترشوانا۔

٤٤١٩۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب ترجيل الحائض زوجها ٥٩٢٥۔ مسلم كتاب الحيض باب جواز غسل الحائض راس زوجها۔ ٢٩٧ .

٤٤٢٠۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب تعليم الاظفار ٥٨٩١۔ مسلم كتاب الطهارة باب خصال الفطرة ٢٥٧ .

الْاِبِطِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴) ناخنوں کا ترشوانا۔ (۵) بغل کے بالوں کا اکھیڑنا اور صاف کرنا۔ (بخاری ومسلم)

داڑھی بڑھانا مونچھیں پست کرنا

(٤٤٢١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَالِفُوْا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوْا اللُّحٰى وَاحْفُوْا الشَّوَارِبَ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((اَنْهِكُوْا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوْا اللُّحٰى)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۴۲۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مشرکین کی مخالفت کرو' وہ داڑھیوں کو مونڈھتے ہیں اور مونچھوں کو بڑھاتے ہیں' تم داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کترواؤ اور پست کراتے رہو۔ (بخاری ومسلم)

(٤٤٢٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۴۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھوں کے تراشنے اور ناخونوں کے تراشنے اور بغل کے بالوں کے اکھیڑنے اور زیر ناف کے بالوں کو مونڈانے کا یہ وقت مقرر فرمایا کہ چالیس روز سے زیادہ اس کو نہ چھوڑو۔ (مسلم)

یعنی چالیس دن کے اندر اندر مونچھ اور ناخون تراش لینا چاہیے اور اسی مدت کے اندر بغل کے بالوں اور زیر ناف کے بالوں کو بھی صاف کر لینا چاہیے' یہ حکم مرد و عورت سب کے لیے ہے۔

خضاب لگانا

(٤٤٢٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبَغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۴۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کے خلاف کرو یعنی مہدی وغیرہ کا خضاب کر لیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: خضاب کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ خضاب کرنا افضل ہے یا نہ کرنا افضل ہے لیکن تمام روایتوں کے ملانے سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سفید بال بہت پسند ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ "سفید بالوں کو دور نہ کرو وہ مسلمان کا نور ہے جو مسلمان اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس بڑھاپے کے بدلے نیکیاں عطا فرماتا ہے اور اس کے درجات بڑھاتا ہے اور اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے۔" (ابوداؤد)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفید بالوں کو خواہ سر کے ہوں یا داڑھی کے نوچنا مکروہ جانتے تھے۔ (مسلم) سفید ریش مسلمان کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نور عطا فرمائے گا۔ (ترمذی) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جب اپنے جسم پر سفید بال دیکھے تو سوال کیا کہ باری تعالیٰ یہ کیا چیز ہے جواب ملا کہ عزت و وقار کا یہ سبب ہے (موطا مالک) غرضیکہ سفید بال سر کے ہوں یا داڑھی مونچھ کے دور کرنا ناجائز ہے' اس حکم میں مرد و عورت سب شامل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے تقریباً سترہ اٹھارہ بال سفید ہو گئے تھے اور خضاب کے عمر تک نہیں پہنچے تھے اس لیے آپ نے

٤٤٢١۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب اعفاء اللحى ٥٨٩٣۔ مسلم كتاب الطهارة باب خصال الفطرة ٢٥٨.
٤٤٢٢۔ صحيح مسلم كتاب الطهارة باب خصال الفطرة ٢٥٨.
٤٤٢٣۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب الخضاب ٥٨٩٩۔ مسلم كتاب اللباس باب مخالفة اليهود ٢١٠٣.

زیادہ خضاب نہیں کیا ہے۔البتہ بیان جواز کے لیے کبھی کبھی کرلیا ہے بوڑھے مجاہدین اسلام کے لیے خضاب کرنا مستحب ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن جب مشرف باسلام ہوئے اس وقت آپ نے فرمایا ان کے سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو خضاب لگاؤ۔(مسلم احمد)

خود آپ کبھی ورس اور زعفران کا زرد خضاب لگاتے تھے۔(ابوداؤد) اور کبھی وسم اور مہندی کا سرخ خضاب لگاتے تھے۔(احمد) زرد خضاب آپ کو زیادہ پسند تھا۔(ابوداؤد) مگر بالکل سخت سیاہ خضاب سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ سیاہ خضاب سے بچو۔(مسلم) دوسری حدیث میں ہے کچھ لوگ آخری زمانے میں ہوں گے جو ایسا سیاہ خضاب لگائیں گے جیسے کبوتروں کے سینے سیاہ ہوتے ہیں۔ایسے لوگ جنت کی خوشبو تک نہ پائیں گے۔(ابوداؤد) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند قوی ہے اور ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح بیان کیا ہے۔(طبرانی اور ابن عاصم میں حدیث ہے کہ سیاہ خضاب لگانے والے کے چہرے قیامت کے دن سیاہ ہوں گے۔یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے مگر مسئلہ اس کا صحیح حدیثوں کے موافق ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:((والصحیح بل الصواب انه حرام .))"صحیح بلکہ ٹھیک بات یہی ہے کہ سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔"عون المعبود میں لکھا ہے ان الاولی کراهية یعنی سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے۔حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔(فتاویٰ نذیریہ)

ایک حدیث میں سیاہ خضاب کی تعریف بھی آئی ہے اور بعض لوگوں کا یہ فتویٰ بھی ہے مگر یہ حدیث ضعیف ہے اس کا ایک راوی عبدالحمید اور دوسرا دفاع یہ دونوں ضعیف ہیں۔(تقریب)

رسول اللہ ﷺ سے خضاب کا نہ کرنا اور بالوں کو سفید چھوڑ دینا بھی ثابت ہے۔(بخاری ومسلم) اور ابوداؤد اور نسائی میں ہے کہ سفید بالوں کو سفید ہی چھوڑ دینے کی ایک حدیث ہے غرض چاہے سفید چھوڑ دے چاہے خضاب لگالے اور جب خوب اچھی طرح بالکل سارے بال سفید ہو گئے ہوں اس وقت خضاب لگانا اچھا ہے واجب نہیں ہے۔(نیل الاوطار)

(٤٤٢٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أُتِيَ بِأَبِيْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثُّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((غَيِّرُوْ هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوْ السَّوَادَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۴۲۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر کیے گئے اس حال میں کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ گھاس کی طرح سفید تھے۔رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کہ سفید بالوں کو کسی چیز سے بدل دو اور تم سب کالے خضاب لگانے سے بچو۔(مسلم)

(٤٤٢٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۴۲۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس امر میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے جس میں آپ کو حکم نہیں دیا گیا تھا اہل کتاب اپنے سر کے بالوں کو بغیر مانگ نکالے چھوڑ دیا کرتے تھے اور مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے تو آپ نے پہلے مشرکین کی مخالفت میں پیشانی کے بالوں میں بغیر مانگ نکالے چھوڑ دیا اس کے بعد

٤٤٢٤۔ صحیح مسلم کتاب اللباس باب استحباب خضاب الشیب ٢١٠٢.

٤٤٢٥۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب الفرق ٥٩١٧۔ مسلم کتاب الفضائل باب فی سدل النبی ٢٣٣٦.

آپ نے مانگ نکال لی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر بڑے بڑے بال تھے کبھی وہ آدھے کانوں تک ہوتے کبھی کان کی لو تک بڑھ جاتے اور کبھی مونڈھوں تک (ترمذی۔ابوداؤد) اس سے زیادہ لمبے بال کرنا آپ کی سنت کے خلاف اور ممنوع ہے۔ (ابوداؤد) بالوں کے درمیان بیچ سر میں مانگ نکالنی چاہیے۔ (بخاری و مسلم) ادھر ادھر یا ٹیڑھی مانگ نکالنا خلاف سنت ہے آپ اپنے سر اور داڑھی کے بالوں میں خوشبو دار تیل ملتے اور کنگھی کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) آپ نے فرمایا کہ یا تو سارے سر کے بالوں کو بڑھاؤ یا سب کو مونڈ واؤ (مسلم) مگر منڈانے سے رکھوانا افضل و بہتر ہے۔ آپ نے سوائے حج اور عمرے کے کبھی اپنے سر کے بال نہیں مونڈ وائے (نیل الاوطار) سر کے بال برابر کترنا بھی مونڈ دانے کی طرح جائز ہے۔ سر کے بالوں کو کہیں سے چھوٹے کہیں سے بڑے کرنا جس طرح کہ آج کل کے بعض لوگ کیا کرتے ہیں حرام ہے۔

بخاری مسلم میں حدیث ہے سر کے کچھ بال مونڈ وانا اور کچھ رکھوانا حرام ہے مونڈ وانا اور کتر وانا ایک حکم رکھتا ہے عورتوں کو سارے سر کے بال بھی مونڈ وانے حرام ہیں۔ (نسائی) اسی طرح غم اور مصیبت کے وقت بھی سروں کا مونڈ وانا حرام ہے۔ (بخاری و مسلم) خلیفہ بلا فصل ثانی اثنین صدیق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے سپہ سالار الشکر کو حکم فرمایا تھا جب کہ تم ان لوگوں کو پاؤ جو بیچ سر میں سے بالوں کو مونڈ واتے ہوں تو ان کی اسی منڈی ہوئی جگہ پر تلوار مارنا (موطا مالک)

بعض لوگ پیروں اور اولیاء اللہ کے نام کی چوٹیاں اپنے سروں پر رکھواتے ہیں یہ ان کی منت اور نذر ہوتی ہے حالانکہ یہ شرک و کفر ہے منت اور نذر و نیاز کے لائق صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی کی ذات ہے غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز اور منت ماننا صریح شرک ہے۔ اور یہود و نصاریٰ کے موافقت میں سر پر انگریزی فیشن کے بال رکھنا خلاف سنت ہے ہم نے اسلامی صورت میں بڑی تفصیل سے اس کی تردید کی ہے اس کے بارے میں ایک نظم ذیل میں درج کی جارہی ہے ایک حقیقت پسند شاعر نے بھی کہا ہے:

نصاریٰ کی سی یہ صورت بنانا کس سے سیکھا ہے
سروں پر بال انگریزی رکھانا کس سے سیکھا ہے
مسلماں ہو کے یہ داڑھی مونڈانا کس سے سیکھا ہے
خلاف مصطفیٰ مونچھیں بڑھانا کس سے سیکھا ہے
جہالت سے یہ گستاخی کَلَّا سَوْفَ کہہ دینا
کلام اللہ پر تہمت لگانا کس سے سیکھا ہے

بچوں کے سر کے بال برابر رکھے جائیں

(٤٤٢٦) وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَنْهٰی عَنِ الْقَزَعِ قِیْلَ لِنَافِعٍ مَا الْقَزَعُ قَالَ یُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِیِّ وَیُتْرَكُ الْبَعْضُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَالْحَقَ بَعْضُهُمُ التَّفْسِیْرَ بِالْحَدِیْثِ.

(۴۴۲۶) حضرت نافع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو قزع سے منع فرماتے ہوئے میں نے سنا تو حضرت نافع سے دریافت کیا گیا کہ قزع کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ بچے کے سر کے بعض حصے کو مونڈ دیا جائے اور بعض حصے کو چھوڑ دیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

٤٤٢٦۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب القزع ٥٩٢٠۔ مسلم کتاب اللباس باب کراھة القزع ٢١٢٠.

توضیح: نہایہ میں لکھا ہے کہ قزع یہ ہے کہ بچے کا سر مونڈا جائے اور جا بجا کچھ مقامات بن مونڈے چھوڑ دیے جائیں گویا اس کو ابر کے متفرق ٹکڑوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ علماء نے کہا ہے اس میں بچے کی خصوصیت نہیں ہے جوان بوڑھے سب کے لیے یہی حکم ہے اور یہ مشرکین کے شعار ہیں جس کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔ اگر کسی بیماری یا بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے سر کے بیچ کے بال اڑ جائیں یا جھڑ جائیں اور کنارے کے بال رہ جائیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

(٤٤٢٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی صَبِیًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَا هُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ ((احْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوِاتْرُكُوْا كُلَّهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۴۲۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کے بعض حصے کے بال مونڈھ دیے گئے تھے اور بعض چھوڑ دیئے گئے تھے آپ نے اس سے منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ یا تو سب بالوں کو مونڈھ دو یا سب کو چھوڑ دو۔ (مسلم)

توضیح: علماء نے کہا ہے کہ اس حکم میں ترشوانا بھی ہے لہٰذا انگریزی بال بھی اس میں داخل ہو جائے گا۔

مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کی مشابہت کرنا

(٤٤٢٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ ﷺ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ ((اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۴۲۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمایا ہے جو بہ تکلف ہجڑوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور عورتوں پر بھی لعنت کی ہے جو بہ تکلف مردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ اور یہ فرمایا کہ ان ہجڑوں کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ (بخاری)

(٤٤٢٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۴۲۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے لعنت کی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (بخاری)

لعنت والے کچھ کام

(٤٤٣٠) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۴۳۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے واصلہ اور مستوصلہ اور واشمہ اور مستوشمہ عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: واصلہ اس عورت کو کہتے ہیں جو دوسرے کے بالوں کو لے کر اپنے بالوں میں جوڑے تا کہ اس کے بال لمبے دکھائی دیں اور لوگ سمجھیں کہ اس کے بڑے لمبے بال ہیں۔ لمبے بال والی کو بعض لوگ بہت پسند کرتے ہیں تو یہ دھوکہ دینے کے لیے ایسا کرتی ہیں۔ اور مستوصلہ وہ عورت ہے جو اپنی چوٹی کے بال میں دوسرے بال کو کسی دوسری عورت سے جڑا لے تا کہ لمبے بال دکھائی دیں یہ بھی دھوکہ ہے اور دھوکہ دینے والی عورت ملعونہ ہے اور واشمہ اس عورت کو کہتے ہیں جو گودنا گودنے والی ہو۔ اور مستوشمہ جو گدوانے والی ہو ان دونوں پر لعنت ہے کیونکہ یہ گودنا فعل حرام ہے اور مشرکوں کا شعار اور شیطانی فعل ہے۔

٤٤٢٧۔ صحيح مسلم كتاب اللباس باب كراهة القزع ٢١٢٠ .

٤٤٢٨۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب اخراج المتشبهن بالنساء ٥٨٨٦ .

٤٤٢٩۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب المتشبهون بالنساء ٥٨٨٥ .

٤٤٣٠۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب وصل الشعر ٥٩٣٧۔ مسلم كتاب اللباس باب تحريم فعل الواصلة ٢١٢٤ .

(٤٤٣١) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَجَآءَ تْهُ اِمْرَاةٌ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اِنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ كَيْفَ فَقَالَ مَالِیْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَابَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ اَمَا قَرَأْتِ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ نَهٰى عَنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۴۳۱) حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو دانتوں کو ریت کر باریک کرنے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل وصورت اور خوبصورتی کو بگاڑنے والی ہیں۔ یہ سن کر ایک صحابیہ خاتون نے آ کر حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ سے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ایسی ایسی عورتوں پر لعنت فرماتے ہیں' تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں کیوں ان پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور اللہ کی کتاب میں بھی وہ ملعونہ ہو چکی ہیں اس پر صحابیہ خاتون نے کہا کہ میں نے شروع سے آخر تک قرآن مجید پڑھ لیا ہے اور کسی آیت میں میں نے یہ نہیں پڑھا ہے جو آپ فرما رہے ہیں اس پر عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر تم غور وفکر سے پڑھتی تو ضرور اس مسئلہ کو پالیتی کیا تم نے قرآن مجید میں اس آیت کو نہیں پڑھا ہے: ﴿ما اٰتکم الرسول فخذوه ومانهکم عنه فانتهوا﴾ "جو رسول تم کو دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آ جاؤ۔" انہوں نے کہا "ہاں" یہ آیت میں نے پڑھی ہے۔ تو عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسولؐ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: ہم نے اسلامی صورت میں اسی حدیث کے ماتحت یہ لکھا ہے کہ داڑھی مونڈانا بھی اسی حکم میں داخل ہے کیونکہ اس سے بھی صورت مسخ ہو جاتی ہے اور رسول ﷺ کے قول وفعل کے بھی خلاف ہے اس مسئلہ کی زیادہ وضاحت اسلامی صورت میں ملاحظہ فرمایئے۔

نظر بد کا اثر

(٤٤٣٢) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۴۳۲) حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نظر بد کا لگنا ثابت ہے اور آپ نے گودنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری) یعنی بحکم خدا نظر بد کا اثر ہوتا ہے جس طرح جادو کا اثر ہے۔

(٤٤٣٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷠ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُلَبِّدًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۴۳۳) حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ سر اور داڑھی کے بالوں کو گوند وغیرہ سے چپکائے ہوئے ہیں۔ (بخاری)

(٤٤٣٤) وَعَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ نَهٰى النَّبِیُّ ﷺ

(۴۴۳۴) حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع

٤٤٣١۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب وما اتاکم الرسل فخذوه ٤٨٨٦۔ مسلم کتاب اللباس باب تحریم فعل الواصلة ٢١٢٥.

٤٤٣٢۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب العین حق ٥٧٤٠.

٤٤٣٣۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب التبید ٥٩١٤.

٤٤٣٤۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب النهی عن التزعفر للرجال ٥٨٤٦۔ مسلم کتاب اللباس باب نهی الرجل عن التنزعفر ٢١٠١.

اَنْ یَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

فرمایا ہے کہ آدمی زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔ (بخاری و مسلم) کیونکہ یہ رنگ عورتوں کے لیے مخصوص ہے۔

سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا

(٤٤٣٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كُنْتُ اُطَیِّبُ النَّبِیَّ ﷺ بِاَطْیَبِ مَانَجِدُ حَتّٰی اَجِدَ وَبِیْصَ الطِّیْبِ فِیْ رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۴۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بہترین سے بہترین خوشبو لگاتی تھی جو مجھے میسر ہوتی یہاں تک کہ خوشبو کی چمک آپ کے سر اور داڑھی میں مجھے دکھائی دیتی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(٤٤٣٦) وَعَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا اسْتَجْمَرَ اِسْتَجْمَرَ بِالْاُلُوَّةِ غَیْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُوْرٍ یَطْرَحُهٗ مَعَ الْاُلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ یَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۴۳۶) حضرت نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب خوشبو کی دھونی دیتے تو اگر کی دھونی دیتے جس میں مشک وغیرہ کی آمیزش نہیں ہوتی اور کبھی کافور کی دھونی لیتے اس کے ساتھ اگر بھی ملا لیتے یعنی اگر اور کافور دونوں کو جلا کر مہک پیدا کرتے اور یہ فرماتے رسول اللہ ﷺ اسی طرح سے خوشبو وار دھواں استعمال کرتے تھے۔ (مسلم)

جس طرح موجودہ زمانے میں خوشبو کے لیے اگر بتی جلا لیتے ہیں یا لوبان سلگا لیتے ہیں اسی طرح سے اس زمانے میں بھی دھونی سے خوشبو حاصل کر لیتے تھے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

مونچھوں کی تراش فراش

(٤٤٣٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُصُّ اَوْ یَاْخُذُ مِنْ شَارِبِهٖ وَكَانَ اِبْرَاهِیْمُ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ یَفْعَلُهٗ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۴۴۳۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مونچھ کو تراش لیتے اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (ترمذی)

(٤٤٣٨) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ لَّمْ یَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَیْسَ مِنَّا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ.

(۴۴۳۸) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مونچھ کے بالوں کو نہ ترشوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی)

٤٤٣٥۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب الطیب ی الرأس ٥٩٢٣۔ مسلم کتاب الحج باب الطیب للمحرم ١١٨٩.

٤٤٣٦۔ صحیح مسلم کتاب الالفاظ بن الادب باب استعمال المسك ٢٢٥٤.

٤٤٣٧۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی قص الشارب ٢٧٦٠۔ سماک عن عکرمہ ضعیف ہے۔

٤٤٣٨۔ صحیح۔ مسند احمد ٤/ ٣٦٦۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی قص الشارب ٢٧٦١۔ نسائی کتاب الطهارة باب قص الشارب ١٣۔ ابن حبان ١٤٨١.

(٤٤٣٩) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رحمہ اللہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۴۴۳۹) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ اپنی داڑھی کے بالوں کو لمبائی چوڑائی میں سے کچھ تراش لیتے تھے۔ (ترمذی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کو طولا اور عرضا چھانٹا درست ہے' اور اعفاء والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کے بالوں کو تراشنا بالکل درست نہیں ہے تو محدثین کرام نے یہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث غریب اور کمزور ہے اس کے دو راویوں پر جرح کی گئی ہے۔ ایک عمرو بن شعیب دوسرے عمر بن ہارون۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا کے صحیفہ سے روایت کرتے ہیں اور دادا سے سماع و اجازت ثابت نہیں۔ اور جمہور کے نزدیک یہ قاعدہ ہے کہ وجادہ اگر مقرون بالا جازۃ ہو تو وہ روایت درست ہے اور اگر اجازت و سماعت ثابت نہیں تو ایسی روایت سے استدلال کرنا جائز نہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ومن تكلم فى عمرو بن شعيب انما ضعفه لانه يحدثن من صحيفة جده كانهم راوا انه لم يسمع هٰذا الاحاديث من جده قال على ابن عبدالله المدينى وذكر عن يحى ابن سعيد انه قال حديث عمرو بن شعيب عند ناواه.)) (ترمذی)

''جن لوگوں نے عمرو بن شعیب کی حدیث میں کلام کیا ہے وہ درحقیقت ان کی تضعیف کرتے ہیں اس لیے کہ عمرو بن شعیب اپنے دادا کے، صحیفہ سے روایت کرتے ہیں اور دادا سے سماع ثابت نہیں ہے اور علی بن عبداللہ بن مدینی نے یحییٰ بن سعید سے ذکر کیا ہے کہ یحییٰ کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب کی حدیث میرے نزدیک ضعیف ہے۔''

اور عمر بن ہارون بن یزید ثقفی کو محدثین نے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تقریب التہذیب میں ذکر فرماتے ہیں کہ: عمر بن هارون بن يزيد الثقفى متروك وكان حافظا (تقریب التهذيب) ''عمر بن ہارون بن یزید ثقفی متروک ہیں اور یہ حافظ ہیں۔''

اور شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد ذہبی میزان الاعتدال فی نقد الرجال ص ۲۴۵ میں فرماتے ہیں:

((قال ابن مهدى واحمد والنسائى انه متروك الحديث وقال يحيىٰ كذاب خبيث وقال ابوداود غير ثقة وقال الدارقطنى ضعيف جدا وقال ابن المدينى ضعيف جدا وقال صالح حرره كذاب وقال الذكرتا الساجى فيه ضعيف وقال ابو على نيسابورى متروك وفى الخلاصة ضعف الدارقطنى فى الفتح قدضعف عمر بن هارون مطلقا جماعة.))

''ابن مہدی احمد اور نسائی کہتے ہیں کہ عمر بن ہارون متروک الحدیث ہیں اور یحییٰ کہتے ہیں کہ عمر بن ہارون خبیث اور بڑا جھوٹا ہے۔ اور ابوداؤد کہتے ہیں کہ عمر بن ہارون ثقہ نہیں۔ اور دار قطنی اور علی ابن عبداللہ المدینی نے ان کی تضعیف کی ہے۔ اور ابوعلی کہتے ہیں کہ عمر بن ہارون متروک الحدیث ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عمر بن ہارون بن یزید ثقفی کی ایک جماعت نے مطلقا تضعیف کی ہے۔''

٤٤٣٩۔ اسناده ضعيف جدا۔ سنن الترمذی كتاب الادب باب ما جاء فى الاخذ من اللحية ٢٧٦٢۔ عمر بن ہارون متروک ہے۔

بہر حال اخذ والی روایت کے ضعف پر گویا تمام محدثین کا اجماع ہو گیا ہے لہٰذا اس سے ریش تراشی پر استدلال کرنا صحیح نہیں اور فقہائے کرام کا یہ استنباط کہ اگر ایک مشت سے زائد ہو جائے تو چھانٹ دینی چاہیے درست نہیں کیونکہ جب بنیاد ہی کمزور ہے تو اس پر چھت کیسے قائم ہو سکتی ہے یہ خود منہدم ہو جائے گی۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

ریش تراشی کے جواز پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل پیش کیا جاتا ہے کہ اس حدیث کے خود راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک مشت سے زیادہ چھٹانا ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے: ((کان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علیٰ لحیتہٖ فما فضل اخذہ .)) (بخاری) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حج یا عمرے میں اپنی داڑھی کو جب ایک مشت سے زائد ہوتی تو ترشوالیا کرتے تھے چونکہ خود راوی کا عمل اس حدیث کے مدلول کلی کے خلاف ثابت ہے اس لیے بقدر قبضہ متعارض فیہ مدلول میں اس روایت کو نسخ پر حمل کیا جائے گا اور یہ کہیں گے کہ اگر ایک مشت سے زیادہ ہو تو تراش لینا چاہیے اور اعفاء سے مراد نفی قطع کل یا اکثر ہے یہ وہ شبہ یا استدلال ہے کہ شائقین ریش تراش حضرات بڑے دعوے سے پیش کرتے ہیں اور اس کو لے کے اچھل اچھل کر کہتے ہیں کہ حضرت بخاری شریف میں لکھا ہوا ہے کہ داڑھی تراشنا چاہیے۔

اس مجہول استدلال کے متعلق ہمیں کسی جوابی تفصیل کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا بہترین حل حضرات محدثین شکر اللہ سعیہم نے خود ہی کر دیا ہے صاحب توضیح فرماتے ہیں: ((فان قلت اذا کان الاعضاء ماموراً بہٖ فلم اخذ ابن عمر وھو راوی الحدیث قلت لعلہ خصص بالحج والنھی کفعل الاعجم .)) (غایۃ التوضیح شرح الجامع الصحیح البخاری) اگر آپ اعتراض کریں کہ جب داڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کیوں چھٹائی حالانکہ حدیث اعفاء کے خود ابن عمرؓ راوی ہیں تو اس کا جواب یہ دیں گے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو حج میں مخصوص کر لیا کٹانے کی ممانعت حج کے سوا اور اوقات میں ہے جیسے عجمی لوگ ہر وقت قطع کراتے ہیں۔

اس جواب کی تشریح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں کرتے ہیں کہ: ((قال الکرمانی لعل ابن عمر اراد الجمع بین الحلق والتقصیر فی النسک فحلق راسہٗ کلہ وقصر من لحیتہٖ لیدخل فی عموم قولہٖ تعالیٰ محلقین روسکم ومقصرین رخص ذالک من عموم قولہٖ وفروا اللحی فحملہ علیٰ غیر حالۃ النسک .)) (فتح الباری ص ٤٩٧ جزء ٢٤) کرمانی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حج میں حلق وقصر کو جمع کرنا چاہا اس لیے تمام سر کو مونڈا دیا اور ریش کے بھی کچھ بال ترشوائے تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول محلقین روسکم مقصرین میں داخل ہو جائیں اور اعضاء کے عموم کو اس خاص وقت میں مخصوص کر لیا ہے اور وفروا کو حج کے علاوہ دیگر اوقات پر محمول کیا ہے۔

اور حدیث میں حلق کرانے والوں کو تین دفعہ دعا کی ہے اور قصر کرنے والوں کو ایک مرتبہ۔ چونکہ حلق وقصر کی فضیلت قرآن وحدیث میں زیادہ آتی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں فضیلتوں کو جمع کرنا چاہتے تھے تو اس کی صورت محض یہ نکل سکتی ہے کہ تمام سر کو مونڈا یا جائے اور داڑھی کے بھی کچھ بال تراش لیے جائیں تا کہ دونوں کی فضیلتیں جمع ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے محض اس لیے حج میں اپنی ریش مبارک کے کچھ بال تراش لیے اور اس کے علاوہ اور کہیں منقول نہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے داڑھی چھٹائی ہو اس لیے کہ اذا حج او اعتمر کی قید سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ اگر تمام اوقات پر ترشوانے تو اذا حج او اعتمر کی قید بیکار ہو جاتی ہے اور اس قید کو

محدثین نے معتبر مانا ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں: ((منهم من كره الاخذ الا فى حج او عمرة .)) (نووی) بعض لوگوں نے تراشنے کو مکروہ تحریمی کہا ہے مگر حج اور عمرہ میں جائز ہے۔ اور علامہ طبری فرماتے ہیں: ((ذهب قوم الیٰ ظاهر الحديث فكرهوا تناول شئى من اللحية من طولها وعرضها .)) (فتح الباری) ''ایک جماعت اس ظاہر حدیث کی طرف گئی ہے اور داڑھی کو طولاً و عرضاً تراشنے کو مطلقاً مکروہ تحریمی کہتی ہے۔''

یا یہ کہا جائے کہ داڑھی کا تراشنا اس وقت جائز ہے جبکہ حد اعتدال سے بڑھ کر ناف تک لٹک جائے کیونکہ اس صورت میں چہرہ کی رونق جاتی رہے گی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے امر بالاعفاء کو اس صورت پر حمل کیا ہے کہ جب تک حد غیر مفرط اور غیر مشوہ خلقت نہ ہو اور جب افراط اور مشوہ خلقت کی حد تک پہنچ گئی تو اس صورت میں ترشوانا جائز ہوگا اور یہی مطلب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی بیان کرتے ہیں: ((قلت الذى يظهر ان ابن عمر رضی اللہ عنہ كان لايخص هٰذا التخصيص بل كان يحمل الامر بالاعفاء علیٰ غير حالة التى تتشوه فيها الصورة بافراط طول شعر اللحية .)) (فتح الباری)

''میں کہتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو نسک کے ساتھ مخصوص نہیں کیا ہے بلکہ امر بالاعفاء کو اس حالت پر حمل کیا ہے جبکہ داڑھی حد اعتدال سے بڑھ کر صورت قبیح نہ معلوم ہوتی ہو اور جب بڑھ کے صورت بری معلوم ہونے لگے تو اس وقت اتنا تراش لینا چاہیے کہ جس سے صورت اچھی معلوم ہو۔''

بہر حال حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اخذ والی روایت سے مطلقاً یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ داڑھی کا ترشوانا جائز ہے اور نہ اس حدیث کو عفاء والی روایت کے لیے ناسخ قرار دے سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ مخصوص کہہ سکتے ہیں اور خاص اور ناسخ میں بہت بڑا فرق ہے جس کی تفصیل کتب اصول فقہ میں مذکور ہے لہٰذا خاص صورت (نسک یا مشوہ خلقت) میں جائز ہے اور اس کے علاوہ جائز نہیں (فتفکر و تامل فانه دقيق ولا تكن من الغافلين) اور باقی تفصیل اسلامی صورت میں دیکھیں۔

مردوں کے لیے خواتین کی خوشبو کی ممانعت

(٤٤٤٠) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ رَاٰى عَلَيْهِ خُلُوْقًا فَقَالَ ((اَلَكَ اِمْرَاَةٌ)) قَالَ لَا قَالَ ((فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ .

(۴۴۴۰) حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یعلیٰ پر خلوق یعنی خوشبو دیکھی تو فرمایا کیا تیری بیوی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس کو دھو ڈالو پھر اس کے بعد آئندہ نہ استعمال کرنا۔ (ترمذی نسائی)

توضیح: خلوق ایک مرکب خوشبو کا نام ہے جس میں زعفران وغیرہ ملا ہوتا ہے یہ خوشبو عورتوں کے لیے ہے مردوں کے لیے نہیں۔ اگر بیوی نے یہ خوشبو لگا رکھی ہے اور خاوند کے بدن یا کپڑے میں یہ خوشبو لگ گئی ہے تو وہ معذور ہے لیکن اس کو دھو کر صاف کر لینا چاہیے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے بیوی ہے۔

(٤٤٤١) وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ رَجُلٍ

(۴۴۴۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا ہے جس کے بدن پر خلوق کی

٤٤٤٠۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی کراهية التنزعفر ٢٨١٦۔ نسائی کتاب الزینة باب التنزعفر ٥١٢٤، ٥١٢٥ .

٤٤٤١۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الرجل باب فی الخلوق للرجال ٤١٧٨۔ زید اور زیاد دونوں مجہول ہیں۔

فِیْ جَسَدِہٖ شَیْءٌ مِنْ خُلُوْقٍ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

خوشبولگی ہوئی ہو۔(ابوداؤد)

(٤٤٤٢) وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَایَ فَخَلَّقُوْنِیْ بِزَعْفَرَانٍ فَغَدَوْتُ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَیَّ وَقَالَ ((اِذْھَبْ فَاغْسِلْ ھٰذَا عَنْكَ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۴۲) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سفر سے اپنے گھر آیا کہ میرے دونوں ہاتھ پھٹ گئے تھے کہ گھر والوں نے میرے ہاتھوں میں زعفرانی خوشبو لگا دی۔ میں دوسرے روز صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا آپؐ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور فرمایا کہ یہاں سے جاؤ اور اس کو دھو کر خوب صاف کر ڈالو۔(ابوداؤد)

(٤٤٤٣) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((طِيْبُ الرِّجَالِ مَاظَھَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِیَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَآءِ مَاظَھَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِیَ رِيْحُهٗ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ.

(۴۴۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو اور رنگ پوشیدہ ہو۔ اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ خوب ظاہر ہو اور خوشبو کچھ بھی ظاہر نہ ہو یعنی خوشبو بالکل پوشیدہ ہو۔(ترمذی۔نسائی)

(٤٤٤٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۴۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سکہ نامی ایک خوشبو تھی جو آپ استعمال کیا کرتے تھے۔(ابوداؤد)

سر اور داڑھی میں تیل لگانا

(٤٤٤٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُكْثِرُ دُھْنَ رَاْسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَاَنَّ ثَوْبَهٗ ثَوْبُ زَيَّاتٍ۔ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۴۴۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر اور داڑھی میں کثرت سے تیل لگاتے تھے اور کثرت سے کنگھی کرتے تھے اور تیل استعمال کر کے سر پر کوئی رومال لپیٹ لیتے تھے جس سے آپ کا وہ کپڑا تیل لگنے کی وجہ سے تیلی کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔(شرح السنہ)

(٤٤٤٦) وَعَنْ اُمِّ ھَانِیْءٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْنَا بِمَكَّةَ قَدْمَةً وَلَهٗ اَرْبَعُ غَدَائِرَ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۴۴۶) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے زمانے میں مکہ میں تشریف لائے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار گیسو تھے یعنی چار حصے بالوں کے تھے جو کندھے پر پڑے ہوئے تھے۔(احمد۔ابوداود۔ترمذی۔ابن ماجہ)

٤٤٤٢۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی الخلوق للرکجال ٤١٧٦۔ ابوجعفر الرازی عطاء بن ابی مسلم دونوں ضعیف ہیں نیز سند میں انقطاع بھی ہے۔

٤٤٤٣۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی طیب الرجال ٢٧٨٧۔ نسائی کتاب الزینة باب الفصل بین طیب الرجال ٥١٢١.

٤٤٤٤۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الرجل باب ما جاء فی استحباب الطیب ٤١٦٢.

٤٤٤٥۔ اسنادہ ضعیف جدا۔ شرح السنة ١٢/ ٨٢ ح ٣١٦٤۔ شمائل ترمذی ٢١٥' ٣٣۔ ربیع بن صبیح اور یزید بن ابان دونوں ضعیف راوی ہیں۔

٤٤٤٦۔ صحیح۔ مسند احمد ٦/ ٣٤١۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی الرجل بقصص شعرہ ٤١٩١۔ ترمذی کتاب اللباس باب دخول النبیؐ مکه ١٧٨١۔ ابن ماجه کتاب اللباس باب اتخاذ الجمة ٣٦٣١

رسول کریم ﷺ کے سر کی مانگ

(٤٤٤٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اِذَا فَرَقْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاسَهٗ صَدَعْتُ فَرْقَهٗ عَنْ يَافُوْخِهٖ وَاَرْسَلْتُ نَاصِيَتَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۴۴۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں آپ کے تالو سے بالوں کو چیر دیتی اور پیشانی پر چھوڑ دیتی دونوں آنکھوں کے درمیان یعنی مانگ کو تالو سے شروع کر کے پیشانی تک لائی اور دونوں آنکھوں کے درمیان میں اس کو کر دیتی۔ (ابوداؤد)

سر کے بالوں کا خیال کرنا

(٤٤٤٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۴۴۸) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے مگر ایک روز ناغہ کر کے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

یعنی روزانہ کنگھی نہیں کرنا چاہیے بلکہ بیچ میں ایک دن ناغہ کر کے کرنا چاہیے۔

(٤٤٤٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بَرِيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِفُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ مَالِيْ اَرَاكَ شَعِثًا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْهٰنَا عَنْ كَثِيْرٍ مِنَ الْاِرْفَاهِ قَالَ ((مَالِيْ لَا اَرٰى عَلَيْكَ حِذَاءً)) قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَاْمُرُنَا اَنْ نَحْتَفِيَ اَحْيَانًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۴۴۹) حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے میں تم کو پراگندہ بال دیکھتا ہوں تم کنگھی نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے روزانہ بناؤ سنگار سے اور عیش پرستی سے منع فرمایا ہے۔ تو اس نے کہا کیا تم جوتا نہیں پہنتے تمہارے پاؤں میں جوتے نہیں ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بغیر جوتا پہنے ہوئے چلا کریں۔ (ابوداؤد)

(٤٤٥٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۴۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے سر پر بال ہوں تو اس بال کی عزت کرنی چاہیے یعنی اسے دھویا کرے تیل لگایا کرے اور کنگھی کیا کرے اور خوشبو لگائے۔ (ابوداؤد)

(٤٤٥١) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۴۵۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر وہ چیز ہے جس سے بڑھاپا بدل دیا جائے مہدی اور وسمہ ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

یعنی مہدی اور وسمہ ملا کر خضاب کرنا سب سے بہتر ہے۔

٤٤٤٧۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ما جاء فی الفرق۔ ٤١٨٩.

٤٤٤٨۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ١، ٤١٥٩۔ ترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی النهی عن الترجل ١٧٥٦۔ نسائی کتاب الزینة باب الترجل غبا ٥٠٥٨.

٤٤٤٩۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ١، ٤١٦٠.

٤٤٥٠۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب اصلاح الشعر ٤١٦٣.

٤٤٥١۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی الخضاب للنساء ٤٢٠٥۔ ترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی الخضاب ١٧٥٣۔ نسائی کتاب الزینة باب الخضاب بالحناء ٥٠٨٣، ٥٠٨٠.

کالے خضاب کی ممانعت

(٤٤٥٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَكُوْنُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَجِدُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ .

(۴۴۵۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ آخری زمانے میں لوگ کالا خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے سینے ہوتے ہیں یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔ (ابوداؤد، نسائی)

جائز خضاب

(٤٤٥٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ نِعَالَ السِّبْتِيَّةِ وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهٗ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ .

(۴۴۵۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سبتی جوتی پہنتے تھے۔ یعنی اس کے چمڑے میں بال نہیں ہوتے تھے اور اپنے داڑھی میں ورس اور زعفران کا خضاب لگاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کرتے تھے۔ (نسائی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ اپنی داڑھی میں خضاب کرتے تھے۔

(٤٤٥٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ ((مَا اَحْسَنَ هٰذَا)) قَالَ فَمَرَّ اٰخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ فَقَالَ ((هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا)) ثُمَّ مَرَّا خَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ ((هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ .

(۴۴۵۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک آدمی کا گزر ہوا جس نے مہدی لگا رکھی تھی۔ یعنی مہدی کا خضاب لگا رکھا تھا یعنی یہ اچھا ہے۔ پھر دوسرے آدمی کا گزر ہوا اس نے مہدی اور وسمے کا خضاب لگا رکھا تھا آپ نے فرمایا یہ پہلے سے اچھا ہے۔ پھر تیسرے آدمی کا گزر ہوا جس نے زرد خضاب لگا رکھا تھا آپ نے فرمایا یہ سب سے اچھا ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٤٥٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((غَيِّرُوْا الشَّيْبَ وَلَا تُشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(۴۴۵۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑھاپے کو خضاب کر کے بدل دیا کرو۔ اور یہودیوں کی مشابہت مت کرو کہ وہ بالکل خضاب نہیں کرتے۔ (ترمذی)

(٤٤٥٦-٧) وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالزُّبَيْرِ .

(۴۴۵۶-۷) اور نسائی نے اس حدیث کو ابن عمر اور زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ بظاہر یہ حکم بوڑھے مجاہدین کے لیے ہے۔ کیونکہ اس خضاب کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر قوت کا اظہار اور دشمنوں کو خوف دلانا ہے۔

٤٤٥٢۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ما جاء فی خضاب السواد ٤٢١٢۔ نسائی کتا بالزینة باب النهی من الخضاب بالسواد ٥٠٧٨ .

٤٤٥٣۔ اسناده صحیح۔ سنن النسائی کتاب الزینة باب تصغیر اللحیة ٥٢٤٦ .

٤٤٥٤۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ما جاء فی الخضاب الصفرة ٤٢١١۔ ابن ماجه ٣٦٢٧۔ حمید بن وہب ضعیف راوی ہے۔

٤٤٥٥۔ صحیح۔ سنن الترمذی ١٧٥٢ .

٤٤٥٦،٧ ۔ صحیح۔ سنن النسائی ٥٠٧٦ .

(۴۴۵۸) وَعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتَنْتِفُوْا الشَّيْبَ فَاِنَّهٗ نُوْرُالْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۵۸) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سفید بالوں کو مت چنو کیونکہ یہ مسلمان کا نور ہے' جو اسلام میں بوڑھا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر بال کے بدلے میں نیکی لکھتا اور اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے' اور اس کے درجے کو بڑھاتا ہے۔(ابوداؤد)

(۴۴۵۹) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۴۵۹) حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اسلام میں بوڑھا ہو گیا تو قیامت میں اس کا بڑھاپا روشنی کا ذریعہ بنے گا۔(ترمذی۔نسائی)

(۴۴۶۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُوْنَ الْوَفْرَةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۴۴۶۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔ آپؐ کے بال جمہ سے زیادہ اور وفرہ سے کم تھے۔(ترمذی)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں' کسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے سر کے بال پٹھے یعنی کانوں کی لو تک تھے' اور کسی سے معلوم ہوتا ہے کہ نصف کانوں تک تھے اور کسی سے معلوم ہوتا ہے کندھے تک تھے۔ تو ان میں کوئی تعارض اور تناقض نہیں ہے کیونکہ بال بڑھنے والی چیز ہے ایک وقت میں کانوں کے لو تک تھے تو دوسرے وقت میں اس سے زیادہ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا سر منڈانا بھی ثابت ہے تو جس نے سر منڈانے کے قریب کا زمانہ دیکھا تو اس نے چھوٹے بال کی روایت کر دی اور جس نے بال منڈے ہونے کے عرصہ کے بعد دیکھا اس نے زیادہ بال کی روایت کر دی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سر مبارک کے اگلے حصے کے بال آدھے کانوں تک تھے اور بیچ حصے کے بال اس سے نیچے تھے اور آخر حصے کے بال مونڈھوں تک تھے۔(واللہ اعلم بالصواب)

صحابہ کا جذبہ اطاعت رسول ﷺ

(۴۴۶۱) وَعَنِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رضی اللہ عنہ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْاَسَدِيُّ لَوْلَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۶۱) حضرت ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ یہ ایک صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خریم اسدی کے بارے میں فرمایا کہ خریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اس کے لمبے لمبے بال نہ ہوتے اور ٹخنوں کے نیچے کپڑے نہ لٹکے ہوئے ہوتے۔ یہ خبر خریم کو پہنچی تو انہوں نے چھری لے کر اپنے لمبے بالوں کو کاٹ کر کانوں تک کر لیا اور اپنی لنگی اپنی آدھی پنڈلیوں تک اٹھا لیا۔ (ابوداؤد)

۴۴۵۸۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب تنف الشیب ۴۲۰۲ .

۴۴۵۹۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل عن شباب شبة فی سبیل الله ۱۶۳۴۔ نسائی ۳۱۴۶ .

۴۴۶۰۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی الجمة ۱۷۵۵۔ نساء یکتاب الطهارة باب ذکر اغتسال الرجل والمرأة من نسائه من الماء واحد ۲۳۴ .

۴۴۶۱۔ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ما جاء فی اسبال الازار ۴۰۸۹۔ قیس بن بشر التغلبی اور اس کا باپ دونوں غیر معروف ہیں۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پراگندہ لمبے لمبے بال مردوں کو رکھنا درست نہیں ہے اور نہ ٹخنوں کے نیچے لنگی اور پائجامہ لٹکانا درست ہے۔

(٤٤٦٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ لِيْ ذُوَابَةٌ فَقَالَتْ لِيْ اُمِّيْ لَا اَجُزُّهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمُدُّهَا وَيَاْخُذُهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۴۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے گیسو یعنی زلف تھی، میری ماں نے کہا کہ میں اس کو نہیں کاٹوں گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس کو کھینچتے تھے اور چھوتے تھے اور پکڑتے تھے یعنی پیار و محبت کے طور پر ان بالوں کو پکڑ لیتے تھے، تو تبرک کے طور پر ان بالوں کو نہ میں کاٹوں گی اور نہ کسی کو کاٹنے دوں گی۔ (ابوداؤد)

(٤٤٦٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمْهَلَ اٰلَ جَعْفَرٍ ثَلٰثًا ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَالَ لَا تَبْكُوْا عَلٰى اَخِيْ بَعْدَ الْيَوْمِ ثُمَّ قَالَ ادْعُوْالِيْ بَنِيْ اَخِيْ فَجِيْءَ بِنَا كَاَنَّا اَفْرَاخٌ فَقَالَ اُدْعُوْا لِيَ الْحَلَّاقَ فَاَمَرَهٗ فَحَلَقَ رُؤُسَنَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۴۶۳) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جعفر کے بچوں کو تین دن تک مہلت دے دو۔ پھر تین دن کے بعد آپ تشریف لا کر فرمایا اب تین روز کے بعد میرے بھائی پر مت رونا۔ پھر فرمایا: میرے بھتیجوں یعنی عبداللہ اور عون اور محمد رضی اللہ عنہم کو میرے پاس لاؤ وہ لوگ لائے گئے۔ گویا کہ وہ چوزے تھے یعنی چھوٹے چھوٹے تھے تو آپ نے فرمایا کہ نائی کو بلا لاؤ۔ وہ آیا تو آپ نے حکم دیا اس نے ہمارے سر کے بالوں کو مونڈ دیا۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

یعنی جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے شہادت کی خبر پہنچی تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھرانے والے رونے پیٹنے لگے آپ نے ان کے رنج و غم کو دور کرنے کے لیے فرمایا کہ تین دن کے لیے ان کو مہلت دو اور کچھ نہ کہو پھر تین روز کے بعد تشریف لائے اور رونے وغیرہ سے منع فرمادیا۔

(٤٤٦٤) وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہا اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تَخْتِنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَا تُنْهَكِيْ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَحْظٰى لِلْمَرْاَةِ وَاَحَبُّ اِلَى الْبَعْلِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ ضُعِيْفٌ وَرَاوِيْهِ مَجْهُوْلٌ.

(۴۴۶۴) حضرت ام عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مدینے میں ایک عورت تھی، جو عورتوں کا ختنہ کرتی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا زیادہ مبالغہ سے ختنہ کی جگہ چمڑے کو نہ کاٹے کیونکہ زیادہ مبالغہ سے اس حصہ کو نہ کاٹنا عورت کے لیے باعث لذت اور خاوند کے لیے پسندیدہ تر ہے۔ (ابوداؤد) اور ابوداؤد نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے۔

(٤٤٦٥) وَعَنْ كَرِيْمَةَ بِنْتِ هُمَامٍ اَنَّ امْرَاَةً

(۴۴۶۵) حضرت کریمہ بنت ہمام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے

٤٤٦٢۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الترجل باب ما جاء فى الرخصة ٤١٩٦۔ میمون بن عبداللہ مجہول راوی ہے۔

٤٤٦٣۔ اسناده صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الترجل باب فى الحق الراس ٤١٩٢۔ نسائى كتاب الزينة باب خلق رؤوس الصبيان ٥٢٢٩.

٤٤٦٤۔ حسن۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب ما جاء فى الختان۔ ٥٢٧١۔ الصحيحه ٧٢٢۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٤٤٦٥۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الترجل باب فى الخضاب للنساء ٤١٦٤۔ نسائى كتاب الزينة باب كراهية ريح الحناء ٥٠٩٣۔ کریمہ مجہول ہے۔

سَاَلَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ خِضَابِ الْحِنَّاءِ فَقَالَتْ لَا بَأْسَ وَلٰكِنِّي اَكْرَهُهٗ كَانَ حَبِيْبِي يَكْرَهُ رِيْحَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مہندی کے خضاب کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن میں اس کو پسند نہیں کرتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بو کو پسند نہیں کرتے تھے۔ (ابوداؤد۔نسائی)

عورتوں کا ہاتھوں پر مہندی لگانا

(٤٤٦٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَايِعْنِي فَقَالَ ((لَا اُبَايِعُكِ حَتّٰى تُغَيِّرِي كَفَّيْكِ فَكَاَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۶۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھ سے بیعت لے لیں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے بیعت نہیں لوں گا یہاں تک کہ تو اپنی ہتھیلیوں کی رنگت کو بدل دے۔ یعنی مہندی لگا لے بغیر مہندی کے تیری دونوں ہتھیلیاں درندوں کے دو ہتھیلیوں کی طرح معلوم ہوتی ہیں۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے مہندی لگانا مستحب ہے۔ تہدید کے طور پر آپ نے اس سے بیعت نہیں لی تھی تاکہ آئندہ خیال رکھے۔

(٤٤٦٧) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ اَوْمَتِ امْرَاَةٌ مِنْ وَّرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَبَضَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَدَهٗ فَقَالَ ((مَا اَدْرِي اَيَدُرَجُلٍ اَوْيَدُ امْرَاَةٍ)) قَالَتْ بَلِ امْرَاَةٌ قَالَ لَوْ كُنْتِ امْرَاَةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۴۶۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے پردے میں سے اپنا ہاتھ بڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط دینا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا اس نے کہا عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ہاتھوں اور ناخنوں میں مہندی لگائے ہوتی۔ (ابوداؤد۔نسائی)

(٤٤٦٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ لُعِنَتِ الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ وَالنَّامِصَةُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ وَالْوَاشِمَةُ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ مِنْ غَيْرِدَاءٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۶۸) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ملانے والی اور ملوانے والی بالوں کو اور چٹلا ڈالنے والی اور چٹلا ڈلوانے والی اور چننے والی اور چنوانے والی بالوں کو اور گودنے ولی اور گدنا گدوانے والی بغیر کسی بیماری کے۔ ایسی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٤٦٩) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مرد کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

٤٤٦٦۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الترجل باب فی الخضاب للنساء ٤١٦٥۔ غبطہ بنت سلیمان، ام الحسن وغیرہما سب مجہول ہیں۔

٤٤٦٧۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الترجل فی الخضاب للنساء ٤١٦٦۔ نسائی كتاب الزينة باب الحض...... للنساء ٥٠٩٢۔ صفیہ غیر معروفہ اور مطیع لیس راوی ہے۔

٤٤٦٨۔ حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب اللباس باب فی لباس النساء ٤١٧٠۔

٤٤٦٩۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٥/ ٢٧٥۔ سنن ابی داؤد كتاب اللباس باب فی الباس النساء ٤٠٩٨۔

(٤٤٧٠) وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِیْلَ لِعَائِشَةَ اِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۷۰) حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ فلاں عورت مردوں جیسا جوتا پہنتی ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردانہ لباس اور جوتا پہنے۔ (ابوداؤد)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیّدہ فاطمہ کے ہاں تشریف لانے سے گریز

(٤٤٧١) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا سَافَرَ كَانَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِاِنْسَانٍ مِنْ اَهْلِهٖ فَاطِمَةُ وَ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ عَلَیْهَا فَاطِمَةَ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ وَقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحًا اَوْ سِتْرًا عَلٰی بَابِهَا وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ قُلْبَیْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَقَدِمَ فَلَمْ یَدْخُلْ فَظَنَّتْ اَنَّ مَامَنَعَهٗ اَنْ یَّدْخُلَ مَارَاٰی فَهَتَكَتِ السِّتْرَ وَفَكَّتِ الْقُلْبَیْنِ عَنِ الصَّبِیَّیْنِ وَقَطَعَتْهُ مِنْهُمَا فَانْطَلَقَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَبْكِیَانِ فَاَخَذَهٗ مِنْهُمَا فَقَالَ ((یَا ثَوْبَانُ اذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰی اٰلِ فُلَانٍ اِنَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِیْ اَكْرَهُ اَنْ یَّاْكُلُوْا طَیِّبَاتِهِمْ فِیْ حَیَاتِهِمُ الدُّنْیَا یَاثَوْبَانُ اِشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصْبٍ وَسِوَارَیْنِ مِنْ عَاجٍ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۷۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنے گھر کے آدمیوں میں سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مل کر جاتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے۔ ایک دن آپ واپس تشریف لائے تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے تو وہاں جا کے دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کے دروازے پر ٹاٹ یا پردہ لٹکا رکھا ہے اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دو چاندی کے کپڑے پہنا رکھے تھے' تو آپ ان کے گھر میں داخل نہیں ہوئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں اس پردے کو پھاڑ دیا اور چاندی کے دونوں کپڑوں کو بھی توڑ دیا وہ دونوں بچے روتے ہوئے آپؐ کے پاس گئے آپ نے دونوں بچوں کو گود میں لے لیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو فلاں آدمی کے پاس لے جاؤ یہ لوگ میرے خاندان کے ہیں میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنی آخرت کی عمدہ چیزوں کو دنیا ہی میں کھالیں۔ اے ثوبان تم فاطمہؓ کے لیے تانت کا ہار خرید دو اور ہاتھی کے دانت کے دو کنگن یعنی کڑے خرید دو۔ (احمد' ابوداؤد)

(٤٤٧٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِكْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّهٗ یَجْلُو الْبَصَرَ وَیُنْبِتُ الشَّعْرَ)) وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَتْ لَهٗ مُكْحَلَةٌ یَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَیْلَةٍ ثَلٰثَةً فِیْ هٰذِهٖ ثَلٰثَةً فِیْ هٰذِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۴۴۷۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اصفہانی سرمہ لگایا کرو وہ آنکھ کی بینائی کو روشن کرتا اور بالوں کو یعنی پلک کے بالوں کو اگاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی اس میں سے ہر رات کو تین تین سلائی ایک ایک آنکھ میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

(٤٤٧٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَكْتَحِلُ

(۴۴۷۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٤٤٧٠۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء ٤٠٩٩.

٤٤٧١۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٢/ ٢٧٥۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ما جاء فی الانتقاع بالعاج ٤٢١٣۔ حمید الشامی مجہول ہے۔

٤٤٧٢۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب اللباس باب ما جاء فی الاکتحال ١٧٥٧۔ ابن ماجہ ٣٤٩٩۔ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٤٤٧٣۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی السعوط وغیرہ ٢٠٤٨۔ عباد بن منصور ضعیف ہے۔

قَبْلَ اَنْ یَّنَامَ بِالْاِثْمِدِ ثَلٰثًا فِیْ کُلِّ عَیْنٍ قَالَ وَقَالَ اِنَّ خَیْرَ مَاتَدَاوَیْتُمْ بِهِ اللَّدُوْدُ السَّعُوْطُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِیُّ وَخَیْرَمَا اَکْتَحَلْتُمْ بِهِ الْاِثْمِدُ فَاِنَّهٗ یَجْلُوا الْبَصَرَ وَیُنْبِتُ الشَّعْرَ وَاِنَّ خَیْرَ مَا تَحْتَجِمُوْنَ فِیْهِ یَوْمُ سَبْعَ عَشْرَةَ وَیَوْمُ تِسْعَ عَشْرَةَ وَیَوْمُ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَیْثُ عُرِجَ بِهٖ مَا مَرَّ عَلٰی مَلَاءٍ مِنَ الْمَلٰئِکَةِ اِلَّا قَالُوْا عَلَیْكَ بِالْحِجَامَةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

سونے سے پہلے روزانہ ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ کی لگالیا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ سب سے بہترین دوا جو تم کرتے ہو لدود اور سعوط اور حجامت اور مشی۔ اور سب سے بہترین سرمہ اصفہانی ہے کیونکہ وہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور پلک کے بالوں کو اگاتا ہے۔ اور جن دنوں میں تم سینگی لگاتے ہو تو مہینہ کی سترہ تاریخ اور انیس تاریخ اور اکیسویں تاریخ کو سینگی لگوانا سب سے بہترین ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میں معراج میں گیا تھا تو جس فرشتوں کی جماعت پر میرا گزر ہوا ہر ایک یہی کہتا کہ یا محمد (ﷺ) آپ اپنی امت کو سینگی لگانے کا حکم دے دیجیے۔ (ترمذی)

توضیح: لدود: اس دوا کو کہتے ہیں جو بیمار کے منہ میں ایک جبڑے کی طرف سے ٹپکائی جائے۔ اور سعوط اس دوا کو کہتے ہیں جو ناک میں ٹپکائی جائے اور حجامت سینگی لگانے کو کہتے ہیں اور مشی جلاب لینے کو کہتے ہیں۔

اپنے گھر کے علاوہ کسی جگہ غسل کرنا

(٤٤٧٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنْ دُخُوْلِ الْحَمَّامَاتِ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ اَنْ یَّدْخُلُوْا بِالْمَیَازِرِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۷۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو مردانہ غسل خانہ میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے پھر مردوں کو لنگی باندھ کر اجازت دی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

توضیح: بازاروں میں غسل خانے بنے ہوئے تھے جس میں کرایہ دے کر مرد بھی غسل کرتے تھے اور عورتیں بھی غسل کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے منع فرمادیا کیونکہ اس طرح کرنے سے فساد کا اندیشہ ہے ہاں اگر مرد لنگی وغیرہ باندھ کر ان غسل خانوں میں غسل کرلیا کریں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اپنے گھر کے غسل خانوں میں داخل ہونے کی اجازت دی ہے۔

(٤٤٧٥) وَعَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ قَالَ قَدِمَ عَلٰی عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا نِسْوَةٌ مِّنْ اَهْلِ حِمْصَ فَقَالَتْ مِنْ اَیْنَ اَنْتُنَّ قُلْنَ مِنَ الشَّامِ قَالَتْ فَلَعَلَّکُنَّ مِنَ الْکُوْرَةِ الَّتِیْ تَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ بَلٰی قَالَتْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَخْلَعُ اِمْرَاَةٌ ثِیَابَهَا فِیْ غَیْرِ بَیْتِ زَوْجِهَا اِلَّا

(۴۴۷۵) حضرت ابوالملیح بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چند شامی عورتیں آئیں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے دریافت کیا کہ تم کہاں کی ہو؟ ان عورتوں نے کہا کہ ہم شام کی ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے ان سے فرمایا کہ شاید تم اس بستی کی ہو جہاں کی عورتیں حمام و غسل خانوں میں داخل ہوتی ہیں؟ انہوں نے کہا ''ہاں'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کے گھر

٤٤٧٤۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی دخول الحمام ٢٨٠٢۔ ابوداؤد کتاب الحمام باب ١۔ ٤٠٠٩۔ ابوعذرہ مجہول ہے۔

٤٤٧٥۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الحمام باب ما جاء فی دخول الحمام ٤٠١٠۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی دخول الحمام ٢٨٠٣۔ ابن ماجہ ٣٧٥٠۔

هَتَكَتِ السِّتْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا۔ وَفِي رِوَايَةٍ فِي غَيْرِ بَيْتِهَا اِلَّا هَتَكَتْ سِتْرَهَا فِيْمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

کے علاوہ دوسرے گھر میں کپڑا اتارتی ہے تو وہ اپنے اور اس کے خدا کے درمیان جو پردہ ہے پھاڑ ڈالتی ہے۔(ترمذی'ابوداؤد)

یعنی جو غیر محل میں لباس اتارے گی وہ اپنی ہی بے عزتی کرائے گی۔

(٤٤٧٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((سَتُفْتَحُ لَكُمْ اَرْضُ الْعَجَمِ وَسَتَجِدُوْنَ فِيْهَا بُيُوْتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ اِلَّا بِالْاُزُرِ وَامْنَعُوْهَا النِّسَاءَ اِلَّا مَرِيْضَةً اَوْنُفَسَاءَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۴۴۷۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ چل کر عجمی ممالک تمہارے لیے فتح کر دیے جائیں گے۔تم وہاں ایسے گھروں کو پاؤ گے جن کو حمام کہا جائے گا ان حماموں میں مرد تہبند باندھ کر نہانے کے لیے جا سکتے ہیں۔تم اپنی عورتوں کو وہاں جانے سے روکو۔مگر کوئی عورت بیمار ہو یعنی نفاس کی حالت میں ہو اور حکیم اور ڈاکٹر نے علاج کے سلسلے میں مشورہ دیا ہے کہ ان کو حمام میں نہلاؤ تو شفایابی کی نیت سے تنہائی میں تہبند باندھ کر جا سکتی ہیں۔(ابوداؤد)

(٤٤٧٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ اِزَارٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ تُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ۔

(۴۴۷۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر تہبند باندھے حمام میں نہ داخل ہو۔اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ داخل ہونے دے'اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اس دستر خوان پر نہ بیٹھے۔جس دستر خوان پر شراب کا دور چل رہا ہو۔(ترمذی'نسائی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

رسول کریم ﷺ نے خضاب استعمال نہ کیا

(٤٤٧٨) عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْشِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِي رَاْسِهٖ فَعَلْتُ قَالَ وَلَمْ يَخْتَضِبْ۔ زَادَ فِي رِوَايَةٍ وَقَدِ اخْتَضَبَ اَبُوْبَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۴۴۷۸) حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے بارے میں دریافت کیا گیا۔کہ آپؐ نے خضاب کیا ہے یا نہیں؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں چاہتا تو رسول اللہ ﷺ کے سفید بالوں کو جو آپ ﷺ کے سر میں ہو گئے تھے شمار کر لیتا۔یعنی آپ کے سر اور داڑھی میں گنے چنے چند بال تھے کہ خضاب کی نوبت ہی نہیں آئی۔البتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہدی دسمہ کا خضاب کیا ہے اور حضرت عمرؓ نے خالص مہدی کا خضاب کیا ہے۔(بخاری'مسلم)

٤٤٧٦۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داوٗد کتاب الحمام باب ١' ٤٠١١۔عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی ضعیف ہے۔

٤٤٧٧۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی دخول الحمام ٢٨٠١۔ نسائی کتاب الغسل والتیمم باب الرخصة فی دخول الحمام ٤٠١۔

٤٤٧٨۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب ما یذکر فی الشیب ٥٨٩٥۔ مسلم کتاب الفضائل باب شیبة رسول الله ٢٣٤١'٦٠٧٦۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خضاب نہیں کیا ہے اور دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا ہے تو اس میں اس طرح سے تطبیق دی جاتی ہے کہ آپ خضاب کی عمر کو نہیں پہنچے تھے صرف سولہ سترہ بال سفید ہوئے تھے لیکن کبھی کبھار امت کی آسانی کے لیے اور جائز ثابت کرنے کے لیے کیا ہے۔ تو جس نے جس حالت میں دیکھا ہے اسی حالت کو بیان کیا ہے۔

خضاب مہندی اور حجامت کے متعلق متفرق روایات

(٤٤٧٩) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّهٗ كَانَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهٗ بِالصُّفْرَةِ حَتّٰى يَمْتَلِأَ ثِيَابُهٗ مِنَ الصُّفْرَةِ فَقِيْلَ لَهٗ لِمَ تَصْبَغُ بِالصُّفْرَةِ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبَغُ بِهَا وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْهَا وَقَدْ كَانَ يَصْبَغُ بِهَا ثِيَابَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى عِمَامَتَهٗ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۴۴۷۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے داڑھی کے بالوں میں زرد خضاب لگاتے تھے یہاں تک کہ زردی کی وجہ سے سارے کپڑے زرد ہو جاتے' ان سے کہا گیا آپ کیوں زرد خضاب لگاتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے زرد خضاب لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور زرد خضاب آپ کو زیادہ پسند تھا اور سارے کپڑے کو زرد رنگ میں رنگ لیا کرتے تھے یہاں تک کہ پگڑی بھی رنگ جاتی تھی۔ (ابوداؤد' نسائی)

(٤٤٨٠) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَاَخْرَجَتْ اِلَيْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ مَخْضُوْبًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۴۸۰) حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے چند بال نکال کر میرے سامنے رکھے تو میں نے ان بالوں کو خضاب آلود دیکھا۔ (بخاری)

توضیح: یعنی آپ کے سر مبارک کے چند بال جو کنگھی وغیرہ سے ٹوٹ گئے تھے یا حج کے موقع پر مونڈا لیا تھا آپ نے تبرک کے طور پر تقسیم کر دیا تھا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس بھی تھے تو جنہوں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا ان کو آپ کے بالوں کو دکھا دیتی تھیں۔

(٤٤٨١) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ فَاَمَرَ بِهٖ فَنُفِيَ اِلَى النَّقِيْعِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلَا نَقْتُلُهٗ فَقَالَ ((اِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّيْنَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۴۸۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مخنث لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ پاؤں میں مہدی لگا رکھی تھی رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھ کر وجہ دریافت کی تو لوگوں نے کہا کہ یہ عورتوں کی مشابہت اور نقل کرتے ہیں۔ آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو مقام بقیع کی طرف جلا وطن کر دو۔ جو مدینہ کے قریب ہی ایک جگہ ہے۔ آپؐ سے کہا گیا رسول اللہ ہم مار ڈالیں آپؐ نے فرمایا کہ مجھے نمازیوں کے مارنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٤٨٢) وَعَنْ وَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا فَتَحَ

(۴۴۸۲) حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب

٤٤٧٩۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب اللباس باب المصبوغ بالصفرة ٤٠٦٤۔ نسائی كتاب الزينة باب الخضاب بالصفرة ٥٠٨٨.

٤٤٨٠۔ صحيح بخاری كتاب اللباس باب ما يذكر من الشيب ٥٨٩٧.

٤٤٨١۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی الحكم فی المخنثين ٤٩٢٨۔ ابوہاشم اور ابویسار دونوں مجہول نیز امام ذہبی فرماتے ہیں اس کی سند تاریک اور متن منکر ہے البتہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کے بعض شواہد ذکر کیے ہیں۔

٤٤٨٢۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الترجل باب الخلوق للرجال ٤١٨١۔ عبداللہ ہمدانی مجہول راوی ہے۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَکَّۃَ جَعَلَ اَھْلُ مَکَّۃَ یَاتُوْنَہٗ بِصِبْیَانِھِمْ فَیَدْعُوْ لَھُمْ بِالْبَرَکَۃِ وَیَمْسَحُ رُؤُسَھُمْ فَجِیْءَ بِیْ اِلَیْہِ وَاَنَا مُخَلَّقٌ فَلَمْ یَمَسَّنِیْ مِنْ اَجْلِ الْخَلُوْقِ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو فتح کیا تو مکہ والے اپنے بچوں کو دعاء اور برکت حاصل کرنے کے لیے آپؐ کے پاس لاتے تھے تو آپؐ برکت کی نیت سے ان کے حق میں دعاء بھی کرتے اور ازراہ شفقت ان کے سروں پر ہاتھ بھی پھیر دیتے۔ میں بھی لایا گیا اور مجھے خلوق خوشبو لگا دی گئی تھی تو اس کی وجہ سے آپ نے میرے سر پر ہاتھ نہیں پھیرا۔(ابوداؤد)

(٤٤٨٣) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ ﷛ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِیْ جُمَّۃً اَفَاُرَجِّلُھَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((نَعَمْ وَاَکْرِمْھَا)) قَالَ فَکَانَ اَبُوْ قَتَادَۃَ رُبَّمَا دَھَنَھَا فِی الْیَوْمِ مَرَّتَیْنِ مِنْ اَجْلِ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ نَعَمْ وَاَکْرِمْھَا رَوَاہُ مَالِکٌ۔

(۴۴۸۳) حضرت ابوقتادہ ﷛ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میرے بال کندھوں تک ہیں تو کیا میں کنگھی کرلیا کروں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ کنگھی کر لیا کرو اور ان کی عزت کرو یعنی تیل وغیرہ لگایا کرو۔ تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی وجہ سے دن میں دو مرتبہ تیل لگاتے اور کنگھی کرتے تھے۔(مالک)

(٤٤٨٤) وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانَ رَحِمَہُ اللّٰہُ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷛ فَحَدَّثَتْنِیْ اُخْتِیَ الْمُغِیْرَۃُ قَالَتْ وَاَنْتَ یَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَکَ قَرْنَانِ اَوْقُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَاْسَکَ وَبَرَّکَ عَلَیْکَ وَقَالَ احْلِقُوْا ھٰذَیْنِ اَوْقُصُّوْھُمَا فَاِنَّ ھٰذَا زِیُّ الْیَھُوْدِ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

(۴۴۸۴) حضرت حجاج بن حسان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک ﷛ کے پاس گیا تو مجھے میری بہن نے کہا کہ تم اس وقت چھوٹے بچے تھے اور تمہاری دو زلفیں تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی اور یہ فرمایا کہ ان کی زلفوں کو کاٹ دو کیونکہ یہ یہودیوں کی علامت ہے۔(ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سر کے آگے لمبا بال رکھنا اسلامی شعار نہیں ہے بلکہ یہود و نصاریٰ کے شعار میں سے ہے۔

(٤٤٨٥) وَعَنْ عَلِیٍّ ﷛ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَۃُ رَاْسَھَا۔ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ۔

(۴۴۸۵) حضرت علی ﷛ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔(نسائی)

(٤٤٨٦) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ ﷛ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّاْسِ وَاللِّحْیَۃِ فَاَشَارَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِیَدِہٖ کَاَنَّہٗ یَاْمُرُہٗ بِاِصْلَاحِ شَعْرِہٖ وَلِحْیَتِہٖ فَفَعَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اَلَیْسَ ھٰذَا خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّاتِیَ اَحَدُکُمْ وَھُوَ ثَائِرُ الرَّاْسِ

(۴۴۸۶) حضرت عطاء بن یسار ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک پراگندہ سر (یعنی جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے) آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اس آدمی کو حکم دیا کہ اپنے سر کے بال اور داڑھی کے بالوں کی اصلاح کرے اس نے درست کرلیا پھر وہ آیا تو آپ نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شیطان کی طرح پراگندہ اور بکھرے سر کے بالوں کو آئے۔(مالک)

٤٤٨٣۔ صحیح۔ موطا امام مالک کتاب الشعر باب اصلاح الشعر ٢/ ٩٤٩ ح ١٨٣٣۔ الصحیحہ ٦٦٦، ٢٢٥٢۔

٤٤٨٤۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ما جاء فی الرخصۃ۔ ٤١٩٧۔ مغیرہ بنت حسن مجہول ہے۔

٤٤٨٥۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن نسائی کتاب الزینۃ باب النھی عن حلق المراۃ رأسھا ٥٠٥٢۔ ترمذی ٩١٤، ٩١٥۔ الضعیفہ ٦٧٨۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٤٤٨٦۔ صحیح۔ موطا امام مالک کتاب الشعر باب اصلاح الشعر ٢/ ٩٤٩ ح ١٨٣٤۔ الصحیحہ ٤٩٣۔

كَاَنَّهٗ شَيْطَانٌ)) رَوَاهُ مَالِكٌ.

(٤٤٨٧) وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ سَمِعَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطِّيْبَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا اُرَاهُ قَالَ اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ قَالَ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِمُهَاجِرِبْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ نَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۴۴۸۷) حضرت سعید ابن میتب رحمہ اللہ یہ فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی اور صفائی وستھرائی کو پسند فرماتا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ بزرگ ہے اور کریم ہے اور بزرگی کو پسند فرماتا ہے' وہ سخی داتا ہے وہ سخاوت کو محبوب رکھتا ہے۔ تو تم لوگ اپنے گھروں کی اور آنگنوں کی صفائی کیا کرو یعنی جھاڑو وغیرہ دے کر صاف ستھرا رکھو۔ یہودیوں کی مشابہت مت کرو کیونکہ یہودی اپنے گھروں کو نہ صاف ستھرا رکھتے ہیں نہ جھاڑو دیتے ہیں۔ میں نے یہ واقعہ مہاجر بن مسمار سے بیان کیا تو انہوں نے کہا عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے نقل کر کے بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا ہے۔ (ترمذی)

(٤٤٨٨) وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ اَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ وَاَوَّلَ النَّاسِ اِخْتَتَنَ وَاَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ شَارِبَهٗ وَاَوَّلَ النَّاسِ رَاَى الشَّيْبَ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَارٌ يَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَبِّ زِدْنِيْ وَقَارًا. رَوَاهُ مَالِكٌ.

(۴۴۸۸) حضرت یحییٰ بن سعید نے حضرت سعید بن میتب رحمہ اللہ سے سن کر یہ فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے سب سے پہلے عرب میں مہمان نوازی کی ہے اور اپنے ملک میں سب سے پہلے ختنہ کیا ہے اور سب سے پہلے اپنی مونچھوں کو کاٹا ہے اور سب سے پہلے اپنے سر میں سفید بالوں کو دیکھا تو کہا اے میرے رب! یہ کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میری بزرگی اور وقار ہے۔ یعنی سفید بالوں کا آنا عزت اور بزرگی کی علامت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا خدایا تو میرے اس وقار اور بزرگی کو اور زیادہ عطا کردے۔ (مالک)

❁❁❁❁

٤٤٨٧ ۔ ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب الادب باب ما جاء فی النظافة ٢٧٩٩ ۔ خالد بن الیاس متروک راوی ہے۔

٤٤٨٨ ۔ ضعيف۔ موطا امام مالك كتاب صفة النبی باب ما جاء فی السنة فی الفطرة ٢/ ٩٢٢ ح ١٧٧٥ ۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

بَابُ التَّصَاوِیر

تصویروں کا بیان

یہاں تصویروں سے مراد جاندار کی تصویر ہے اسلام میں تصویر کشی اور جانداروں کا فوٹو لینا ناجائز ہے کیونکہ یہی تصویر بت پرستی کی سبب بنی ہے دنیا میں بت پرستی کی ابتدا اسی سے ہوئی ذیل کا مضمون غور سے پڑھیے۔

حضرت نوح علیہ السلام بہت بڑے اور جلیل القدر پیغمبر گزرے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی آٹھویں پشت میں ان کا ظہور ہوا ہے ان کے اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان آٹھ واسطے پائے جاتے ہیں۔ اس طرح کہ حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کا نام مالک تھا جو بڑے نیک بخت اور موحد تھے لوگوں کو توحید کی تعلیم دیا کرتے تھے مالک کے باپ کا نام متوشلخ اور متوشلخ کے باپ کا نام ادریس علیہ السلام تھا۔ متوشلخ اس قدر ذہین تھے کہ دس ہی سال کی عمر میں ان کا تمام آسمانی صحائف کو جو حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے یاد کر لیا تھا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد ہی ان کے خلیفہ ہوئے ان کی تمام تر کوشش بنی آدم علیہ السلام کی فلاح و بہبود پر مبنی ہوئی تھی حضرت ادریس علیہ السلام کا اصل نام اخنوخ تھا۔ کلام پاک میں متعدد جگہ ان کا ذکر موجود ہے جس سے ان کی شہرت اور عظمت کا اچھی طرح پتہ چلتا ہے۔

حکمائے یونان علم ریاضی اور طبعی کو انہی کی طرف منسوب کرتے ہیں لکھنا اور سینا انہی کی ایجاد ہے ان کے باپ کا نام بیرد تھا جو قابیل کی اولاد سے ہمیشہ جہاد کیا کرتے تھے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی مسند خلافت پر فائز تھے۔ بیرد کے باپ کا نام مہلائیل تھا لوگوں کو علیحدہ علیحدہ شہروں اور آبادیوں میں انہی نے بسایا اور انہوں نے بابل شہر آباد کیا اور وہیں مع خویش و اقارب کے سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے باپ کا نام قینان تھا یہ بھی اپنے آباء واجداد کی طرح نیک بخت تھے۔ قینان کے باپ کا نام انوش تھا جن کو حضرت شیث کی اولاد میں سب پر فضلیت تھی اور جو اپنے دادا حضرت آدمؑ کے برابر دفن ہیں۔ ان کے باپ کا نام حضرت شیث علیہ السلام تھا۔ جو حضرت آدم علیہ السلام کے جانشین تھے یہ بڑے اولوالعزم پیغمبروں میں شمار کیے جاتے ہیں پچاس صحیفے ان پر نازل ہوئے تھے حکمائے یونان حکمت الٰہیہ کو انہیں سے نقل کرتے ہیں اور یہ زیادہ تر عبادت اور ریاضت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ یہ ان آٹھ واسطوں کی تفصیل ہے جن میں کوئی بھی کافر نہ تھا بلکہ سب کے سب پکے مسلمان اور صالح بندے تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنی آدم میں بت پرستی شروع ہوئی اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی اولاد تمام کی تمام اولیاء اللہ اور نیک بخت تھیں ہر ایک نے عبادت گزاری کے لیے الگ الگ مسجد بنا رکھی تھی جن میں خود عبادت کرتے تھے اور دوسروں کو بھی عبادت کرنے کی ترغیب کرتے تھے۔ چنانچہ شائقین کی ایک بڑی تعداد وہاں حاضر ہوتی اور شوق سے عبادت کرتی اور ان کی صحبت کے اثر سے عبادت میں ایک خاص لذت محسوس کرتی۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی اولاد رفتہ رفتہ جب فنا ہوگئی تو لوگوں کی مفارقت سے بہت ملال ہوا اس لیے وہ اپنی مجالس میں کہا کرتے کہ ان بزرگوں کی صحبت میں رہ کر عبادت میں جو ایک خاص قسم کی لذت محسوس ہوتی تھی اب ہم اس سے محروم ہوگئے ابلیس لعین جو انسان کا جانی دشمن ہے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ایک بوڑھے بزرگ کی شکل میں مکر کا عمامہ سر پر باندھ کر فریب کا عصا ہاتھ میں لیے اس مقام پر ظاہر ہوتا

ہے جہاں لوگ بیٹھے ہوئے ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے۔ اور کہتا ہے کہ اے لوگو! میں تم کو ایک ایسی تدبیر بتلاتا ہوں جس سے تمہاری ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور تمہیں پھر ویسی ہی اگلی لذت حاصل ہونے لگے گی۔ تدبیر یہ ہے کہ ان بزرگوں کی پتھر کی شکل ترشواؤ اور ان کے کپڑے ان مورتوں کو پہناؤ اور اسے مسجد کے محراب میں اپنے سامنے کھڑا کرو اور یہ سمجھو کہ یہ تصویریں ہم کو دیکھتی ہیں ان اولیاء اللہ لا یموتون کے بموجب اس تدبیر سے وہی اگلی سی لذت پھر ملنے لگے گی۔ اب تو لوگوں کو یہ تدبیر بہت پسند آئی اور تصویریں بنا بنا کر مسجدوں میں رکھنے لگے پھر یہ طریقہ اختیار کیا کہ عبادت اور نماز کے بعد جو مسجد سے باہر جاتا وہ ان تصویروں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دے کر جاتا۔ تاکہ ان کی حاضری کی اطلاع ان بزرگوں کی روحوں کو ہو جائے اور وہ بارگاہ رب العلمین میں شہادت دے سکیں کہ یہ شخص ہمارے سامنے تیری عبادت میں مشغول رہا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس رسم نے ایسا فروغ پایا کہ عبادت اور ذکر اللہ کے بجائے تصویروں کا بوسہ دینا رہ گیا جو مسجد میں آتا ان صورت کی دست بوسی قدم بوسی کر کے چلا جاتا پھر کچھ دنوں کے بعد دست بوسی کی بجائے سجدہ اور خاک بوسی کا رواج ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے والد لوگوں کو اس سے بہت روکا کرتے تھے لیکن سنتا کوئی نہ تھا۔ بالآخر حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کی خاطر رسول بنا کر بھیجا۔

مذکورہ سطور بالا شاہد ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی آٹھویں پشت کے بعد سے اصنام پرستی شروع ہوئی جو دراصل ابلیس لعین کی تعلیم تھی شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ شیطان نے باری تعالیٰ کے دربار میں یہ گستاخی کا جملہ کہا تھا۔

''میں تیرے بندوں کے بہکانے میں ہر امکانی کوشش صرف کر دوں گا۔ ان کو ان کی عبادت و ریاضت سے جس طرح سے ہو سکے گا باز رکھوں گا۔''

چنانچہ اس نے یہ پہلا جال بچھایا تھا جس میں اسے کامیابی ہوئی اس نے پہلے ہی سے یہ سوچ رکھا تھا کہ یہی ایک طریقہ ہوسکتا ہے جس سے بجائے خدا کی پرستش کے میری پرستش ہوگی سو ویسا ہی ہوا کہ بجائے خدا کے تصویروں کی پرستش ہونے لگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابلیس نے اپنے زعم باطل کو ایک حد تک سچ کر دکھایا۔ الغرض غیر اللہ کی پرستش کی بنا انہی تصویروں سے ہوئی۔ اب با قاعدہ منطق سمجھئے کہ اللہ رب العالمین نے تصویر یا فوٹو کی پرستش سے منع فرمایا ہے اور چونکہ فوٹو یا تصویر بمنزلہ جنس کے ہے اس لیے اس کے تحت میں جتنے بھی افراد ہوں گے تمام کے تمام ممانعت کے حکم میں شامل ہو جائیں گے۔ اسی لیے خواہ وہ فوٹو ہو یا تصویر۔ مورت ہو یا اسٹیچ سب سے اجتناب کرنا چاہیے صرف یہی نہیں بلکہ شیطان کی بتلائی ہوئی ان تمام راہوں کو بھی چھوڑ دینا چاہیے جن سے غیر اللہ کی پرستش کا امکان ہو رہ گئی وہ چیز جو صراحتاً غیر اللہ کی پرستش پر مبنی ہو سو اس سے تو بدرجہ اولیٰ پرہیز کرنا چاہیے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ قوم نوح علیہ السلام کے بتوں کو کفار عرب نے لے لیا۔ دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب ''ود'' کو پوجتے تھے۔ ہذیل قبیلہ ''سواع'' کا پرستار تھا۔ اور قبیلہ مراد پھر قبیلہ بنو غطیف جو صرف کے رہنے والے تھے یہ شہر سبا بستی کے پاس ہے ''یغوث'' کی پوجا کرتا تھا۔ ہمدان قبیلہ ''یعوق'' کا پجاری تھا' آل ذی کلاع کا قبیلہ حمیر ''نسر'' بت کا ماننے والا تھا۔ یہ سب بت دراصل قوم نوح علیہ السلام کے صالح بزرگ اولیاء اللہ لوگ تھے ان کے انتقال کے بعد شیطان نے اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں ڈالی کہ ان بزرگوں کی عبادت گاہوں میں ان کی کوئی یادگار قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے وہاں نشان بنا دئے اور ہر بزرگ کے نام پر انہیں مشہور کیا جب تک یہ لوگ زندہ رہے تب تک اس جگہ کی پرستش نہ ہوئی لیکن ان کے نشانات اور یادگار قائم کرنے والے لوگوں کے مر جانے کے بعد اور علم کے اٹھ جانے کے بعد جو لوگ آئے۔ بوجہ جہالت انہوں نے با قاعدہ ان جگہوں کی اور ان ناموں کی پرستش اور خوب پوجا پاٹ شروع کر دی۔

حضرت عکرمہ، حضرت ضحاک، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم، حضرت ابن اسحاق بھی یہی فرماتے ہیں۔

قرآن پاک اور احادیث رسولؐ میں موجود ہے اسے بھی حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جڑ سے کٹوا دیا چنانچہ ابن ابی شیبہ میں روایت ہے:((بلغ عمر بن الخطاب ان ناسا یاتون الشجرۃ التی بویع تحتھا فامر بھا فقطعت .)) یعنی حضرت خلیفۃ الرسول کو معلوم ہوا کہ لوگ اس درخت کی زیارت کو آنے جانے لگے جس کے نیچے بیعۃ الرضوان ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً حکم دیا کہ اسے کاٹ ڈالا جائے چنانچہ وہ کاٹ ڈالا گیا (فتح البیان) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:((ان لا شجرۃ اخفیت وکان خفاوھا رحمۃ من اللہ .)) یعنی وہ درخت چھپا دیا گیا اور دراصل اس کا چھپا دیا جانا ہی خدا کی رحمت تھی۔ ورنہ یہ قبہ پرست درخت پرستی میں کیا تامل کرتے ہندوؤں کے یہاں پیپل پوجا جاتا ہے ان کے ہاں ببول پوجنے لگ جاتا۔

مجالس الابرار ص ۱۲۸ و ص ۱۲۹ میں ہے:((ان عمر لما بلغه ان الناس یتناوبون الشجرۃ اللتی بویع تحتھا بالنبی علیه السلام ارسل الیھا فقطعھا .))"جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ لوگ اس درخت کے پاس تبرک حاصل کرنے کے لیے جانے لگے ہیں جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تھی تو آپ نے اپنے سپاہیوں کو وہاں بھیجا اور اس درخت کو کٹوا دیا۔" اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد مصنف مجالس الابرار لکھتے ہیں:((فاذا کان عمر فعل ھٰذا بالشجرۃ التی بایع الصحابۃ رسول اللہ ﷺ تحتھا وذکر اللہ تعالیٰ فی القرٰن فماذا یکون حکمۃ فی ماعداھا من ھٰذہ الانصاب التی قد عظمت الفتنۃ بھا واشتدت البلیۃ بسببھا .))"خلیفۃ الرسول نے اس درخت کو کٹوا دیا جس کے نیچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیغمبر خدا ﷺ سے بیعت کی تھی جس کا ذکر رب العالمین نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں کیا (محض اس بناء پر کہ) لوگوں نے وہاں جانا آنا شروع کیا تھا اور خوف تھا کہ مبادا کہیں آثار پرستی شروع نہ ہو جائے پس ان کے سوا وہ جگہیں اور وہ چیزیں جو باوجود اس درجہ کی نہ ہونے کے پھر بھی متبرک اور مقدس مانی جاتی ہیں اور وہاں کے فتنے اور بلائیں اس درخت کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں ان کی بابت تو نہ جانے خلیفۃ الرسول کس درجہ سخت احکام جاری فرماتے؟

اسی طرح جبکہ خلافت فاروقی میں حضرت عبداللہ بن تامر کی قبر ظاہر ہوئی جس کا ذکر سورہ بروج میں ہے تو آپ نے حکم دیا کہ وہ یونہی دفن کر دیے جائیں اور قبر بے نشان کر دی جائے۔

یادگار کے طور پر اونچی پختہ گنبددار قبروں کو اسی لیے برابر کر دینے کا حکم ہے تاکہ بعد میں لوگ اس کی پرستش نہ کریں اور جہاں کہیں تصویر اور تمثال نظر آئے اس کو بھی ہٹا دینا چاہیے تاکہ آئندہ چل کر اس کی بھی پوجا پاٹ نہ ہونے پائے۔ یعنی تصویر اور اونچی قبر کا ایک ہی حکم ہے جیسے کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابوالہیاج اسدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:((الا ابعثك علیٰ مابعثنی علیه رسول اللہ ﷺ ان تدع تمثالا الا طمستة ولا قبرا مسرفا الا سویته .)) کیا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا وہ یہ ہے کہ ذی روح کی تصویر کو جہاں کہیں پاؤ مٹا دو اور اونچی قبر کو جہاں کہیں دیکھو زمین کے برابر کر دو۔

اور ابوالہیاج اسدی رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:((نھیٰ رسول اللہ ﷺ ان یتجصص القبر وان یبنیٰ علیه وان یقعد علیه رسول اللہ ﷺ .)) نے پکی قبر اور اس کے اوپر عمارت (گنبد اور قبہ وغیرہ) بنانے اور اس کے اوپر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ میں فان یقعد علیه کے نیچے لکھتے ہیں کہ قبر پر بیٹھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ یہ مومن کی عزت واحترام کے خلاف ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ قضائے حاجت (پیشاب پاخانہ) کے لیے بیٹھنا منع فرمایا ہے۔

قرآن پاک اور احادیث رسولؐ میں موجود ہے اسے بھی حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جڑ سے کٹوا دیا چنانچہ ابن ابی شیبہ میں روایت ہے:((بلغ عمر بن الخطاب ان ناسا یاتون الشجرة التی بویع تحتها فامر بها فقطعت .))یعنی حضرت خلیفۃ الرسول کو معلوم ہوا کہ لوگ اس درخت کی زیارت کو آنے جانے لگے جس کے نیچے بیعۃ الرضوان ہوئی تھی۔آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً حکم دیا کہ اسے کاٹ ڈالا جائے چنانچہ وہ کاٹ ڈالا گیا (فتح البیان) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:((ان لاشجرة اخفیت وکان خفاوھا رحمة من الله .))یعنی وہ درخت چھپا دیا گیا اور دراصل اس کا چھپا دیا جانا ہی خدا کی رحمت تھی۔ورنہ یہ قبہ پرست درخت پرستی میں کیا تامل کرتے ہندوؤں کے یہاں پیپل پوجا جاتا ہے ان کے ہاں ببول پوجنے لگ جاتا۔

مجالس الابرار ص ۱۲۸ و ص ۱۲۹ میں ہے:((ان عمر لما بلغه ان الناس یتناوبون الشجرة اللتی بویع تحتها بالنبی علیه السلام ارسل الیها فقطعها .))''جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ لوگ اس درخت کے پاس تبرک حاصل کرنے کے لیے جانے لگے ہیں جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تھی تو آپ نے اپنے سپاہیوں کو وہاں بھیجا اور اس درخت کو کٹوا دیا'' اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد مصنف مجالس الابرار لکھتے ہیں:((فاذا کان عمر فعل هٰذا بالشجرة التی بایع الصحابة رسول الله ﷺ تحتها وذکر الله تعالیٰ فی القرٰن فماذا یکون حکمة فی ماعداها من هٰذه الانصاب التی قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلیة بسببها .))''خلیفۃ الرسول نے اس درخت کو کٹوا دیا جس کے نیچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیغمبر خدا ﷺ سے بیعت کی تھی جس کا ذکر رب العالمین نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں کیا (محض اس بناء پر کہ لوگوں نے وہاں جانا آنا شروع کیا تھا اور خوف تھا کہ مبادا کہیں آثار پرستی شروع نہ ہو جائے پس ان کے سوا وہ جگہیں اور وہ چیزیں جو باوجود اس درجہ کی نہ ہونے کے پھر بھی متبرک اور مقدس مانی جاتی ہیں اور وہاں کے فتنے اور بلائیں اس درخت کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں ان کی بابت تو نہ جانے خلیفۃ الرسول کس درجہ سخت احکام جاری فرماتے؟

اسی طرح جبکہ خلافت فاروقی میں حضرت عبداللہ بن تامر کی قبر ظاہر ہوئی جس کا ذکر سورہ بروج میں ہے تو آپ نے حکم دیا کہ وہ یونہی دفن کر دیے جائیں اور قبر بے نشان کر دی جائے۔

یادگار کے طور پر اونچی پختہ گنبددار قبروں کو اسی لیے برابر کر دینے کا حکم ہے تاکہ بعد میں لوگ اس کی پرستش نہ کریں اور جہاں کہیں تصویر اور تمثال نظر آئے اس کو بھی ہٹا دینا چاہیے تاکہ آئندہ چل کر اس کی بھی پوجا پاٹ نہ ہونے پائے۔یعنی تصویر اور اونچی قبر کا ایک ہی حکم ہے جیسے کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابوالہیاج اسدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:((الا ابعثك علیٰ مابعثنی علیه رسول الله ﷺ ان تدع تمثالا الا طمستة ولا قبرا مسرفا الا سویته .))کیا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا' وہ یہ ہے کہ ذی روح کی تصویر کو جہاں کہیں پاؤ مٹا دو اور اونچی قبر کو جہاں کہیں دیکھو زمین کے برابر کر دو۔

اور ابوالہیاج اسدی رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:((نهیٰ رسول الله ﷺ ان یتجصص القبر وان یبنیٰ علیه وان یقعد علیه رسول الله ﷺ .))نے پکی قبر اور اس کے اوپر عمارت (گنبد اور قبہ وغیرہ) بنانے اور اس کے اوپر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ میں فان یقعد علیه کے نیچے لکھتے ہیں کہ قبر پر بیٹھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ یہ مومن کی عزت واحترام کے خلاف ہے۔اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ قضائے حاجت (پیشاب پاخانہ) کے لیے بیٹھنا منع فرمایا ہے۔

حافظ ابن قیم ؒ اغاثہ میں امام ابن تیمیہ ؒ سے یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جس سبب کی بنا پر شریعت نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع کیا ہے وہ ایسی مصیبت اور خراب بات ہے کہ جس نے بہت سے لوگوں کو کھلم کھلا شرک یا شرک سے کم (بدعت وغیرہ) میں ڈال دیا ہے کیونکہ کسی بزرگ کی قبر کی تعظیم (فائدہ کے لیے) اپنے اعتقاد میں جما لینا طبیعت میں (برا) اثر ڈالنے میں درخت و پتھر کے شرک سے زیادہ نزدیک (موثر) ہے' اسی لیے تم بہت لوگوں کو دیکھتے ہو کہ قبر کے پاس ایسی گریہ وزاری اور انکساری و عاجزی اور خلوص دل سے اس قدر عبادت کرتے ہیں کہ اس کے برابر بیت اللہ شریف کے پاس اور سحر (تہجد) کے وقت بھی نہیں کرتے' اور قبروں کے پاس نماز و دعاء کی ایسی برکت و امید سمجھتے ہیں کہ ایسی امید و برکت مسجدوں میں نہیں خیال کرتے پس اسی فساد عظیم (قبر پرستی) کی بناء (مادہ) کو مٹانے کے لیے نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو قبرستان میں نماز پڑھنے سے مطلقاً منع فرما دیا ہے اگر چہ نمازی کے ذہن میں نماز کے وقت اور دوپہر کو اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ان وقتوں میں مشرکین آفتاب (سورج) کو پوجتے ہیں۔ پس جب کوئی شخص قبر کے پاس حصول برکت یا زیادتی برکت کی نیت سے نماز پڑھتا ہے تو اس کا نماز پڑھنا حقیقت میں قبر پرستی ہے جو کہ عین بے دینی و کفر ہے اور خدا اور رسول اللہ ﷺ کے سراسر خلاف ہے' اور نئی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا (بلکہ) ایسے کاموں سے منع فرمایا ہے۔ (انتہی)

مجالس الابرار میں لکھا ہے کہ جب شارع رسول اللہ ﷺ نے اس فساد (قبر پرستی) کے بند کرنے کے لیے کفر کی جگہ حاضر ہونے سے روک دیا ہے تو اس فتنہ و فساد کا کیا حال ہوگا جو شرک کا ذریعہ و سبب ہے۔ اور بہت سے لوگ صرف اس وجہ سے ہلاک و برباد ہو گئے کہ وہ (اٹھتے' بیٹھتے) غیر اللہ کو یا مولیٰ و آقا کہہ کر پکارتے ہیں اور قبر والوں سے اپنی حاجت چاہتے ہیں ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسجدوں میں نماز پڑھنے سے نبیوں کی قبروں کے پاس نماز پڑھنا زیادہ بہتر و ثواب ہے۔

حافظ ابن قیم ؒ اغاثہ میں فرماتے ہیں کہ جو شخص اس زمانے کے مسلمانوں کے قول و فعل نبی کریم ﷺ کی سنت اور صحابہ و تابعین کے آثار کے ساتھ موازنہ و مقابلہ کرنا چاہیے تو کسی چیز میں موافق نہ پائے گا کیونکہ دونوں میں مخالفت ظاہر ہے' مثال کے طور پر چند باتیں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ نبی کریم ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے مگر اس زمانے کے مسلمان نہایت شوق سے اس جگہ نماز پڑھتے ہیں۔

۲۔ نبی ﷺ نے قبروں پر مسجد بنانے سے منع فرمایا ہے جبکہ یہ لوگ قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں اور اس مسجد کا نام درگاہ رکھتے ہیں۔

۳۔ نبی ﷺ نے قبروں پر چراغ روشن کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ قبر کے پجاری قبروں پر قندیلیں اور شمع روشن کرتے ہیں بلکہ اس کے خرچے کے لیے (جائدادیں بھی) وقف کرتے ہیں۔

۴۔ نبی ﷺ نے پکی قبر بنانے سے منع فرمایا ہے اور یہ لوگ قبروں پر بڑے بڑے قبے تعمیر کرتے ہیں۔

۵۔ نبی ﷺ نے قبروں پر عمارت بنانے اور لکھنے سے منع فرمایا ہے جبکہ مگر یہ لوگ ان قبروں پر بڑی بڑی عمارتیں بنا کر قرآن مجید کی آیتیں لکھتے ہیں۔

۶۔ نبی ﷺ نے قبروں پر ضرورت سے زائد مٹی ڈالنے سے منع فرمایا ہے اور یہ لوگ (بجائے مٹی کے) اینٹ پتھر اور چونے سے قبر پکی کر دیتے ہیں۔

۷۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ قبروں کو عید گاہ (میلہ) مت بناؤ جبکہ یہ لوگ ایک دن مقرر کر کے عید کی طرح جمع ہوتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مخالف اور دین اسلام کے دشمن ہیں ان سب کی تشریح اور مدلل بیان مصباح المومنین اردو ترجمہ بلاغ المبین میں ہم نے کر دی ہے لہٰذا زیادہ تفصیل وہاں ملاحظہ فرمالیجیے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ذی روح تصویروں کا بنانا اور یادگار کے طور پر ان کا رکھنا باعث لعنت اور موجب شرک ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

رحمت کے فرشتوں سے محروم گھر

(٤٤٨٩) عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۴۸۹) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جہاں غیر شکاری کتا ہو اور نہ اس گھر میں جاتے ہیں جہاں جاندار کی تصویریں ہوں۔ (بخاری، مسلم)

(٤٤٩٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَصْبَحَ يَوْمًا وَاجِمًا وَقَالَ ((اِنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ وَعَدَنِیْ اَنْ يَّلْقَانِی اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِیْ اَمَ وَاللّٰهِ مَا اَخْلَفَنِیْ)) ثُمَّ وَقَعَ فِیْ نَفْسِهٖ جِرْوُكَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَهٗ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِهٖ مَآءً فَنَضَحَ مَكَانَهٗ فَلَمَّا اَمْسٰى لَقِيَهٗ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ ((لَقَدْ كُنْتَ وَعَدْتَنِیْ اَنْ تَلْقَانِی الْبَارِحَةَ)) قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى اَنَّهٗ يَاْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيْرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۴۹۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت بہت غمگین رنجیدہ اور خاموش اٹھے اور فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آج کی رات کو مجھ سے ملاقات کرنے کا وعدہ کیا تھا اور انہوں نے مجھ سے ملاقات نہیں کی۔ خدائے پاک کی قسم حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کبھی مجھ سے وعدہ خلافی نہیں کیا۔ پھر آپ کے دل میں کتے چھوٹے سے بچے کا خیال آیا جو خیمے کے نیچے بیٹھا ہوا تھا آپ نے اس کو حکم دیا تو وہ باہر نکال دیا گیا پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ میں پانی لے کر اس جگہ چھڑک دیا جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا۔ پھر شام کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام ملاقات کے لیے تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کل رات کو آپ نے مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا لیکن آپؐ نے ملاقات نہیں کی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہم اس لیے نہیں آئے کہ آپ کے گھر میں کتا تھا اور ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں کتا ہو اور تصویر ہو۔ پھر دوسرے دن صبح کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ کتوں کو مار ڈالا جائے یہاں تک کہ چھوٹے باغوں کے نگرانی کے کتوں کو بھی مار ڈالنے کا حکم دیا اور بڑے بڑے باغوں کی نگرانی کے کتوں کو چھوڑ دیا۔ (مسلم)

رسول کریم تصویر والی چیز کو پھاڑ دیتے تھے

(٤٤٩١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِیْ بَيْتِهٖ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبُ اِلَّا

(۴۴۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز کو نہیں چھوڑی جس میں کسی جاندار چیز کی تصویر ہو مگر آپ

٤٤٨٩۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب التصاویر ٥٩٤٩۔ مسلم کتاب اللباس با تحریم تصویر صورة الحیوان ٢٠١٦، ٥٥١٤.

٤٤٩٠۔ صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورة الحیوان ٢١٠٥، ٥٥١٣.

٤٤٩١۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب نقض الصور ٥٩٥٢.

نَقَضَهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اس کو پھاڑ ڈالتے تھے۔ (بخاری شریف)

صلیب سے مراد تصویر ہے اور صلیب اس کو کہتے ہیں جس کو عیسائی پوجتے ہیں کہ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نص قرآن سے نہ تو سولی دی گئی نہ وہ قتل کیے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے زندہ اپنے پاس اٹھالیا وما قتلوہ وما صلبوہ تو اگر گھر میں صلیب دار کوئی چیز ہو تو اس کو بھی پھاڑ دینا چاہیے کیونکہ وہ بت کے حکم میں ہے۔

(٤٤٩٢) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ)) قَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَصْحَابَ هٰذَا الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۴۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک تکیہ خریدا جس میں جاندار کی تصویر تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر دروازے ہی پر کھڑے ہو گئے اور گھر کے اندر نہیں داخل ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناخوشی اور ناراضگی کے آثار کو پہچان کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ و رسول کی مخالفت سے توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے کہ آپ گھر میں نہیں تشریف لا رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تکیہ تم کہاں سے لائی ہو اور کیوں لائی ہو جس میں یہ تصویر ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ آپ کے بیٹھنے کی خاطر میں نے خریدا ہے اور اس پر آپ کبھی کبھار سہارا بھی لگا سکتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان تصویر بنانے والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جن جاندار چیزوں کی تم نے تصویر بنائی ہے اس کو زندہ کرو اور روح ڈالو اور یہ ان سے ہو نہیں سکے گا۔ اور جس گھر میں کسی جاندار کی تصویر ہوتی ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(٤٤٩٣) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا اَنَّهَا كَانَتْ قَدِ اتَّخَذَتْ عَلٰى سَهْوَةٍ لَهَا سِتْرًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَهَتَكَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۴۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر کی الماری یا طاق پر پردہ لٹکا دیا جس میں جاندار کی تصویر بنی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس پردے کو پھاڑ ڈالا اور تصویر بھی پھٹ گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے کپڑے کو لے کر دو تکیہ بنا دیا جو گھر میں پڑا رہتا تھا اور نبی ﷺ اسی پر بیٹھ کر سہارا لیتے۔ (بخاری و مسلم)

(٤٤٩٤) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِيْ غَزَاةٍ فَاَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهٗ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا

(۴۴۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی جنگ میں تشریف لے گئے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد میں نے ایک کپڑا

٤٤٩٢۔ صحيح بخارى كتاب اللباس باب من لم يدخل بيتا فيه صورة ٥٩٦١۔ مسلم كتاب اللباس باب تحريم تصوير صورة الحيوان ٢١٠٧، ٥٣٣.

٤٤٩٣۔ صحيح بخارى كتاب اللباس باب ما وطى من التصاوير ٥٩٥٤۔ مسلم كتاب اللباس باب تحريم تصوير صورة الحيوان ٢١٠٧، ٥٥٢٠.

٤٤٩٤۔ صحيح بخارى كتاب اللباس باب ما وطى من التصاوير ٤٩٥٤۔ مسلم كتاب اللباس باب تحريم تصوير صورة الحيوان ٢١٠٧، ٥٥٢٨.

قَدِمَ فَرَاَی النَّمطَ فَجذَبَهٗ حَتّٰی هَتَکَهٗ ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَاْمُرْنَا اَنْ نَکْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّیْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

خریدا جس میں تصویر تھی اور اس کو دروازے پر لٹکا دیا' جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو اس پردے کو دیکھ کر کھینچ ڈالا اور پھاڑ ڈالا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پتھر اور مٹی کو کپڑا پہنانے کا حکم نہیں دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

یا تو یہ پردہ تصویر دار تھا یا اسراف اور فضول خرچی کی وجہ سے دھمکی کے طور پر پھاڑ ڈالا کیونکہ اگر پردہ ہی تھا تو ٹاٹ وغیرہ کا پردہ ڈالا جا سکتا ہے حدیث میں نمط کا لفظ آیا ہے جو ایک قسم کا عمدہ بچھونا یا پردہ ہوتا ہے اور یہ عموماً مالدار لوگ استعمال کرتے ہیں خاندان رسالت کے گھرانے کے لیے مناسب نہیں ہے۔

مصور کو سخت عذاب ہوگا

(٤٤٩٥) وَعَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَشَدُّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الَّذِیْنَ یُضَاهِئُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۴۹۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور اس کی نقلیں اتارتے ہیں۔ یعنی جاندار تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

(٤٤٩٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ فَلْیَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْلِیَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْشَعِیْرَةً)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۴۹۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو میری پیدا کی ہوئی چیز کی طرح پیدا کرے۔ یعنی اس کی تصویر بنائے تو اس کو چاہیے کہ ایک چیونٹی بنائے یا جو اور گیہوں کا دانہ بنا لے۔ (بخاری و مسلم)

یہ ناراضگی کا کلمہ کہ نہ وہ چیونٹی بنا سکتا ہے اور نہ ہی وہ جو اور گیہوں کا دانہ ہی پیدا کر سکتا ہے تو چاہیے کہ وہ کسی جاندار کی تصویر نہ بنائے اور فوٹو نہ اتارے۔

(٤٤٩٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَاللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۴۹۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ تصویر کھینچنے والوں کو قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری مسلم)

(٤٤٩٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((کُلُّ مُصَوِّرٍ فِی النَّارِ

(۴۴۹۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ ہر تصویر بنانے والے کو جہنم میں داخل

٤٤٩٥۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب ما وطئی من التصاویر ٤٩٥٤۔ مسلم کتاب اللباس باب تحریمه تصویر سوره الحیوان ٢٠١٧'٥٥٢٨.

٤٤٩٦۔ صحیح بخاری کتاب اللباب باب نقض الصور ٥٩٥٣۔ مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورة الحیوان ٢١١١'٥٥٤٣.

٤٤٩٧۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب عذاب المصورین یوم القیامة ٥٩٥٠۔ مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورة الحیوان ٢١٠٩'٥٥٣٧.

٤٤٩٨۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع التصاویر ٢٢٢٥۔ مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورة الحیوان ٢١١٠'٥٥٤٠.

يُجعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفسًا فَيُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ)) قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ فَإِن كُنتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوحَ فِيهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيهِ .

کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ جتنی بھی تصویر بنائی ہے ہر تصویر میں جان ڈالے اور وہ جان ڈال نہیں سکتا اس لیے اسی کو جہنم میں سزا دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تصویر بنانے کی ضرورت پڑ ہی جائے تو درخت اور غیر جاندار چیزوں کی تصویر بنالیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کپڑوں پر کسی درخت یا پھول یا پتی کی تصویر بنانا جائز ہے۔

(٤٤٩٩) وَعَنهُ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَن تَحَلَّمَ بِحُلمٍ لَم يَرَهُ كُلِّفَ أَن يَعقِدَ بَينَ شَعِيرَتَينِ وَلَن يَفعَلَ وَمَنِ استَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَومٍ وَهُم لَهُ كَارِهُونَ أَو يَفِرُّونَ مِنهُ صُبَّ فِي أُذُنَيهِ الآنُكُ يَومَ القِيٰمَةِ وَمَن صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَن يَنفُخَ فِيهَا وَلَيسَ بِنَافِخٍ)) رَوَاهُ البُخَارِيُّ .

(۴۴۹۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایسا کوئی خواب بیان کرے جس کو اس نے دیکھا نہیں ہے یعنی جھوٹے خواب گڑھ کر کے بیان کرے تو قیامت کے روز اس کو اس بات کی تکلیف دی جائے گی کہ دو جو کے درمیان میں گرہ لگا۔ اور یہ ہرگز نہیں کر سکے گا اور جو کسی قوم کی بات کو کان لگا کر سنے اور وہ اس بات کو سنانا پسند نہیں کرتی ہے۔ تو قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ اور جو کوئی تصویر بنائے تو اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس میں روح ڈالنے کی تکلیف دی جائے گی اور وہ کبھی بھی نہ اس میں روح پھونک سکتا ہے اور نہ اس تصویر میں روح ڈال ہی سکتا ہے۔ (بخاری)

(٤٥٠٠) وَعَن بُرَيدَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَن لَعِبَ بِالنَّردِ شِيرٍ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحمِ خِنزِيرٍ وَدَمِهِ)) رَوَاهُ مُسلِمٌ .

(۴۵۰۰) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے چوسر کھیلا تو گویا اس نے اپنے ہاتھوں کو سور کے خون میں رنگ لیا اور اپنے ہاتھ میں سور کا گوشت لے لیا۔ (مسلم)

توضیح: نرد: چوسر کو کہتے ہیں جو ایک مشہور کھیل ہے۔ کہا جاتا ہے اس کھیل کو درد شیر بادشاہ نے ایجاد کیا تھا اسی کے حکم میں شطرنج اور موجودہ زمانے کا تاش بھی ہے کیونکہ عموماً اس سے جوا ہی کھیلا جاتا ہے یا وقت ضائع کیا جاتا ہے اور یہ دونوں چیزیں حرام ہیں اور چوسر میں بھی تصویریں ہوتی ہیں یعنی جاندار چیزوں کی شکلیں بنی ہوئی ہیں کوئی بادشاہ تو کوئی وزیر کوئی کچھ تو کوئی کچھ ہوتا ہے تو ایسے مجسموں کو اور انکی تصویروں کو ہاتھ میں لینا گویا اپنے ہاتھوں کو سور کے گوشت اور خون میں ڈبو دینا ہے یعنی یہ فعل حرام ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

کچھ حرام اور فضول کام

(٤٥٠١) عَن أَبِي هُرَيرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتَانِي جِبرَئِيلُ قَالَ أَتَيتُكَ البَارِحَةَ

(۴۵۰۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور یہ فرما گئے تھے کہ کل

٤٤٩٩۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب من کذب فی حلمه ٧٤٢ .

٤٥٠٠۔ مسلم کتاب الشعر باب تحریم اللعب بالزر شیر ٢٢٦٠، ٥٨٩٦ .

٤٥٠١۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب اللباس فی الصور ٤١٥٨۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء صورۃ ولا کلاب الی الملائکة لا تدخل بیتاً فیه ٢٨٠٦ .

فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَكُوْنَ دَخَلْتُ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيْلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَاسِ التِّمْثَالِ الَّذِيْ عَلٰى بَابِ الْبَيْتِ فَيُقْطَعُ فَيُصِيْرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُجْعَلْ وَسَادَتَيْنِ مَنْبُوْذَتَيْنِ تُوْطَآنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيَخْرُجْ)) فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

رات کو میں آپ سے ملاقات کے لیے آؤں گا مگر آئے نہیں پھر بعد میں آکر یہ کہا کہ مجھے آپ کے گھر میں داخل ہونے سے کسی چیز نے نہیں روکا لیکن آپ کے گھر میں تصویر تھی اور جس گھر میں جاندار چیزوں کی تصویر ہو' یا وہاں کتا ہو تو ہم اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ تو آپ تصویر کو حکم دے دیجیے کہ اس کو پھاڑ کر درخت کی طرح کر لیا جائے جس میں سر وغیرہ نہ ہو۔ وہ گھر کے دروازے پر لٹکا دو اور اس پردے کو پھاڑ کر دو۔ تکیے بنا لو جو ہمیشہ زمین پر پڑے رہیں اور ان کو روندا جائے۔ اور کتے کو گھر سے باہر نکال دو رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ (ترمذی' ابوداود)

(٤٥٠٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ يَقُوْلُ اِنِّيْ وُكِّلْتُ بِثَلٰثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِيْنَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۴۵۰۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز دوزخ میں سے ایک گردن نکلے گی جس میں دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھتی ہوں گی اور دو کان ہوں گے جو سنتے ہوں گے اور زبان ہو گی جو صاف طور پر بولے گی اور یہ کہے گی کہ میں تین آدمیوں پر مقرر کی گئی ہوں' یعنی ان تین قسم کے لوگوں کو چن چن کر دوزخ میں لے جاؤں گی۔

۱۔ تکبر کرنے والے سرکش کو۔

۲۔ شرک کرنے والے کو۔

۳۔ تصویر بنانے والے کو۔ (ترمذی)

(٤٥٠٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسَرَ وَالْكُوْبَةَ)) وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ قِيْلَ الْكُوْبَةُ الطَّبَلُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۴۵۰۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب خوری اور بازی گازی کو اور ہر نشہ آور چیز کو حرام کر دیا ہے۔ (بیہقی) اور کوبہ کے معنی تین ہیں یا تو نرد یا بربط یا طبل کے ہیں۔

(٤٥٠٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوْبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ وَالْغُبَيْرَاءُ شَرَابٌ تَعْمَلُهُ الْحَبَشَةُ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ السُّكُرْكَةُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۵۰۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے اور جوا کھیلنے سے منع فرمایا ہے اور "غبیرا" کے استعمال سے منع فرمایا ہے جسے حبشی لوگ جو کی شراب بنا کر پیتے ہیں اس کو "سکرکہ" بھی کہا جاتا ہے۔ (ابوداود)

(٤٥٠٥) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ

(۴۵۰۵) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٤٥٠٢۔ اسناده صحیح۔ سنن الترمذی کتاب صفة جهنم باب ما جاء فی صفة النار ٢٥٧٤۔ الصحیحه ٥١٢.

٤٥٠٣۔ صحیح۔ مسند احمد ١/ ٢٧٤۔ سنن ابی داؤد ٣٦٩٦۔ شعب الایمان ٥١١٦.

٤٥٠٤۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الاشربة باب النهی عن المسکر ٣٦٨٥.

٤٥٠٥۔ حسن۔ مسند احمد ٤/ ٣٩٤۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی النهی عن اللعب بالنور ٤٩٣٨.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

نے فرمایا: چوسر کھیلنے والا خدا اور رسول کا نافرمان ہے۔ (احمد۔ ابوداؤد) کیونکہ وہ جواباز ہے۔

(٤٥٠٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰی رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۴۵۰۶) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو کبوتروں کے پیچھے پڑا ہوا ہے یعنی کبوتر بازی کر رہا ہے تو آپ نے فرمایا یہ شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ (احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ' بیہقی)

توضیح: یعنی اس لایعنی فعل کی وجہ سے کبوتر بازی کرنے والا خدا کا نافرمان و شیطان ہے معلوم ہوا کہ کبوتر بازی کرنا شرعا حرام ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

مصور کی کمائی حرام ہوتی ہے

(٤٥٠٧) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِی الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اِنِّیْ رَجُلٌ اِنَّمَا مَعِيْشَتِیْ مِنْ صَنْعَةِ يَدِیْ وَاِنِّیْ اَصْنَعُ۔ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ((مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهٗ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا)) فَرَبَی الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهٗ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنْ اَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ وَكُلِّ شَیْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۵۰۷) حضرت سعید بن ابی الحسنؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے آ کر حضرت ابن عباس ؓ سے اس مسئلہ کو دریافت کیا کہ میں کاری گر آدمی ہوں اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے روزی حاصل کرتا ہوں اور میں فوٹو گرافی بھی اور تصویر کشی بھی کرتا ہوں تو میری یہ کمائی حلال ہے یا حرام؟ تو حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا اس سلسلے میں جو بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اسی کو تجھ سے بیان کروں گا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی جاندار کی تصویر بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے گا یہاں تک کہ اس تصویر میں روح پھونک دے اور جان ڈال دے تو نہ تو وہ جان ڈال سکتا ہے اور نہ وہ روح پھونک سکتا ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے ایک سخت سانس لی جس سے اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور پیلا پڑ گیا یعنی خوف الٰہی سے کانپ اٹھا اور چہرہ کا رنگ زرد پڑ گیا حضرت ابن عباسؓ نے اس کی اس کیفیت کو دیکھ کر فرمایا کہ بڑے افسوس کی بات ہے اگر تو یہی پیشہ یعنی تصویر کشی کرنا چاہتا ہے تو غیر ذی روح کی تصویر بنا کر اپنی روزی حاصل کر لیا کر کیونکہ بے جان کی تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری)

٤٥٠٦۔ اسناده حسن۔ مسند احمد ٢/ ٣٤٥۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی اللعب بالحمام ٤٩٤٠۔ ابن ماجه ٣٧٦٥۔ شعب الايمان ٦٥٢٤.

٤٥٠٧۔ صحيح بخاری كتاب البيوع باب بيع التصاوير ٢٢٢٥.

سب سے بدتر لوگ

(٤٥٠٨) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيْسَةً يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيْبَةَ أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيْرَ فِيْهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ ((أُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۵۰۸) حضرت عائشہ ﷺ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے تو آپ کی ازواج مطہرات نے جو حبشہ کے زندہ گھر ''ماریہ'' نامی کو دیکھ چکی تھیں ان میں سے ام سلمہ اور ام حبیبہ ﷺ بھی تھیں یہ مکے سے ہجرت کر کے حبشہ میں آ گئی تھیں پھر عرصہ سے مدینہ آ گئیں تو رسول اللہ ﷺ سے حبشہ کے زندہ گھر کو بیان کیا اور اس کی تصویروں کو بیان کیا اس کی زیبائش اور زینت کو بھی بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ سنو! جب ان عیسائیوں میں سے کوئی نیک آدمی مر جاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس کی تصویریں بھی کھینچ لیتے تا کہ یادگار کے طور پر باقی رہے اور لوگ اس کی پوجا پاٹ بھی کرتے رہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے بدتر لوگ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

سب سے سخت عذاب کس کو ہوگا؟

(٤٥٠٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْقَتَلَهُ نَبِيٌّ اَوْقَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهٖ.))

(۴۵۰۹) حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے کسی اللہ کے نبی کو قتل کیا ہوگا یا کسی نبی نے بوجہ اس کے کفر و شرک کے اسے مار ڈالا ہوگا یا جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کر دیا ہوگا اور جس نے جاندار چیزوں کی تصویریں بنائی ہوں گی اور وہ عالم بے عمل جس کے علم سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچا ہوگا۔ (بیہقی)

(٤٥١٠) وَعَنْ عَلِيٍّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ الشِّطْرَنْجُ هُوَ مَيْسَرُ الْاَعَاجِمِ.

(۴۵۱۰) حضرت علی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ شطرنج کھیلنا عجمیوں کا جوا ہے۔

(٤٥١١) وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَلْعَبُ بِالشِّطْرَنْجِ اِلَّا خَاطِئٌ.

(۴۵۱۱) حضرت ابن شہاب ؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ شطرنج کھیلنے والا گنہگار اور خدا کا نافرمان ہے۔ (بیہقی)

(٤٥١٢) وَعَنْهُ ﷺ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ لَعِبِ الشِّطْرَنْجِ

(۴۵۱۲) حضرت ابن شہاب ؒ بیان کرتے ہیں کہ ان سے شطرنج بازی

٤٥٠٨۔ صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب هجرة الحبشة ٣٨٧٣۔ مسلم کتاب المساجد باب النهی عن بناء المساجد علی القبور ٥٢٨، ١١٨١.

٤٥٠٩۔ اسناده ضعیف۔ شعب الایمان ٧٨٨٨۔ محمد بن حمید ضعیف راوی ہے۔

٤٥١٠۔ ضعیف۔ سند نا معلوم ہے۔

٤٥١١۔ ضعیف۔ شعب الایمان ٦٥١٨۔ ابن شہاب نے سیدنا ابوموسیٰ کو نہیں پایا۔

٤٥١٢۔ سند نا معلوم ہے۔

فَقَالَ هِيَ مِنَ الْبَاطِلِ وَلَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْبَاطِلَ۔ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الْاَرْبَعَةَ فِيْ شُعْبِ الْاِيْمَانِ.

کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ شطرنج کھیلنا لغو بیکار اور باطل ہے اور اللہ تعالیٰ لغویات کے کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ (بیہقی)

جس گھر میں کتا ہو......

(٤٥١٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِيْ دَارَقَوْمٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَدُوْنَهُمْ دَارُفَشَقَّ ذَالِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَارُفُلَانٍ وَلَاتَأْتِيْ دَارَنَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِاَنَّ فِيْ دَارِكُمْ كَلْبًا قَالُوْا اِنَّ فِيْ دَارِهِمْ سِنَّوْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَلسِّنَّوْرُ سَبُعٌ)) رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ.

(۴۵۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے حالانکہ آپ کے قریب اور بھی پڑوسی ہوتے تھے تو قریب کے انصاری پڑوسیوں پر یہ ناگوار گزرا کہ آپ دور کے محلے میں جا کر انصاری سے ملاقات کرتے ہیں اور ہم آپ کے قریب ہوتے ہوئے ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے۔ تو اس کی انہوں نے آپ سے شکایت کی کہ آپ دور کے صحابی کے گھر تو جاتے ہیں اور ہمارے گھر جو قریب ہیں نہیں تشریف لاتے جس کا مجھے افسوس ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے گھروں میں اس لیے نہیں آتا کہ تمہارے گھروں میں کتے پڑے ہوئے ہیں ان لوگوں نے کہا جس کے گھر آپ تشریف لے جاتے ہیں اس کے گھر میں بلی رہتی ہے آپ نے فرمایا: بلی درندہ ہے مگر ناپاک نہیں ہے۔ (بیہقی)

توضیح: بلی کے رہتے ہوئے بھی رحمت کے فرشتے آتے ہیں مگر کتے کی موجودگی میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

❁❁❁❁

٤٥١٣۔ ضعیف۔ سنن الدارقطنی ١/ ٦٣ عیسٰی بن مسیب ضعیف راوی ہے۔

كِتَابُ الطِّبِّ وَالرُّقِيِّ

طب اور دم کا بیان

طب کے لغوی معنی علاج کرنے اور جادو کرنے کے ہیں اور اصطلاحی معنیٰ جس علم سے انسانی بدن کے حالات صحت اور مرض کے اعتبار سے معلوم کیے جائیں اور اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ اگر وہ تندرست ہے تو اس کی نگرانی کی جائے اور بیماری نہ ہونے پائے اور اگر بیمار ہے تو حتی الامکان اس کی بیماری دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

طب کی دو قسمیں ہیں۔(۱) ایک جسمانی اور ایک روحانی ہے دنیا میں جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے طبیب آئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام جسمانی روحانی طبیب کامل ہو کر تشریف لائے جن جن بیماریوں کا علاج دواؤں کے ذریعہ بتلایا ہے وہ من جانب اللہ ہے اور یقینی ہے، اور جسمانی طبیبوں نے جو علاج بتلایا ہے وہ تجرباتی اور ظنی ہے۔ روحانی علاج حدیث کی دعاؤں اور قرآن مجید کی آیتوں سے کیا جاتا ہے یا ان لفظوں سے جو قرآن وحدیث کے مطابق کے ہوں اسی کو رقیہ کے ساتھ یعنی منتر کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان سب کی تفسیر نیچے حدیثوں میں بیان کی جارہی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّل......پہلی فصل

کوئی بیماری لاعلاج نہیں

(٤٥١٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۵۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری ہے جس کی دوا نہ اتاری ہو۔ (بخاری)

توضیح: ہر بیماری کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوا ضرور پیدا کی ہے مگر موت کے لیے کوئی دوا نہیں۔

(٤٥١٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءٌ بِالدَّاءِ بَرَأَ بِاِذْنِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۱۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بیماری کے لیے دوا ہے جو دوا بیماری کے موافق اور مناسب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بیمار بیماری سے اچھا ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

علاج کے لیے داغنے کی ممانعت

(٤٥١٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلٰثٍ فِیْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ

(۴۵۱۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عموماً تین چیزوں میں شفا ہے۔ سینگی لگانے میں۔ یا شہد کے پینے

٤٥١٤۔ صحيح بخاری كتاب الطب باب ما انزل الله داء الا ٥٦٧٨ .
٤٥١٥۔ صحيح مسلم تكاب السلام باب لكل داء دواء ٢٢٠٤، ٥٧٤١ .
٤٥١٦۔ صحيح بخاری كتاب الطب باب الشفاء فی ثلاث ٥٦٨٠ .

اَوْشِرْطَةِ عَسَلٍ اَوْكَيَّةٍ بِنَارٍ وَاَنَا اَنْهٰى اُمَّتِىْ عَنِ الْكَيِّ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

میں۔ یا گرم لوہے سے داغ دینے میں۔ لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ (بخاری)

توضیح: استرے سے پچھنا لگانے سے خراب خون نکل جاتا ہے یا سینگی سے کھینچنے سے فاسد مادہ نکل جاتا ہے اس لیے بہت جلد بیمار اس بیماری سے شفایاب ہو جاتا ہے۔ اور شہد میں اللہ تعالیٰ نے بڑی شفا رکھی ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فیہ شفاء للناس خواہ تنہا شہد استعمال کیا جائے یا اور دواؤں کے ساتھ ہر صورت میں مفید ہے۔ اور گرم لوہے سے داغ دینا بھی مفید ہے بشرطیکہ داغنے کے علاوہ اور کوئی دوا مناسب نہ ہو آپ ﷺ نے ازراہ شفقت داغنے سے منع فرمایا ہے یہ منع تحریمی نہیں صرف تنزیہی ہے۔

(٤٥١٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رُمِىَ اُبَىٌّ يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلٰى اَكْحَلِهٖ فَكَوَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۱۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احزاب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کے گردن کی رگ پر تیر مارا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو داغ دیا تاکہ خون بند ہو جائے۔ (مسلم)

(٤٥١٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ رُمِىَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِىْ اَكْحَلِهٖ فَحَسَمَهُ النَّبِىُّ ﷺ بِمِشْقَصٍ ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۱۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو گردن میں تیر لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تیر کے پیکان سے داغ دیا پھر وہ ورم کر آیا تو دوبارہ آپ نے داغ دیا۔ (مسلم)

(٤٥١٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيْبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۱۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک طبیب یعنی حکیم کو بھیجا تو اس نے ایک رگ کاٹ دی تو آپ ﷺ نے اس کو بھی داغ دیا۔ (مسلم)

کلونجی میں شفا ہے

(٤٥٢٠) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِى الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ السَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّوْنِيْزُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۵۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو کلونجی کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ موت کے علاوہ یہ کلونجی ہر بیماری کے لیے باعث شفا ہے۔ (بخاری ومسلم)

شہد میں شفا

(٤٥٢١) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِىِّ فَقَالَ اِنَّ اَخِىْ اِسْتَطْلَقَ بَطْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَسْقِهٖ عَسَلًا))

(۴۵۲۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ چل رہا ہے یعنی دست پر دست چلا آ رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو شہد

٤٥١٧۔ صحيح مسلم كتاب الطب باب الشفاء فى ثلاث۔ ٢٢٠٧/٥٧٤٧.

٤٥١٨۔ صحيح مسلم كتاب السلام باب لكلل داء دواء ٢٠٨٨، ٥٧٤٨.

٤٥١٩۔ صحيح مسلم كتاب السلام باب لكلل داء دواء ٢٢٠٧، ٥٧٤٥.

٤٥٢٠۔ صحيح بخارى كتاب الطب باب الحبة السوداء ٥٦٨٨۔ مسلم كتاب السلام باب التداوى بالحبة السوداء ٢٢١٥، ٥٧٦٦.

٤٥٢١۔ صحيح بخارى كتاب الطب باب الدواء بالعسل ٥٦٨٤۔ مسلم كتاب السلام باب التداوى بسقى العسل ٢٢١٧، ٥٧٧٠.

فَسَقَاهُ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ سَقَيْتُهٗ فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اِسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَآءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ ((اَسْقِهِ عَسَلًا)) فَقَالَ لَقَدْ سَقَيْتُهٗ فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اِسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ)) فَسَقَاهُ فَبَرَاَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پلا دو۔ اس نے شہد پلا دیا دوبارہ آ کر اس نے عرض کیا کہ شہد پلانے سے اور زیادہ دست آ رہا ہے' آپؐ نے فرمایا: دوبارہ جا کر شہد پلاؤ اس نے دوبارہ پلایا تو پہلے سے زیادہ دست آنے لگا' پھر اس نے آ کر شکایت کی کہ پہلے سے زیادہ دست آ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر جا کر شہد پلاؤ اللہ کا کلام سچا ہے تیرے بھائی کا پیٹ خراب ہو گیا ہے۔ پھر جا کر شہد پلاؤ۔ اس نے پلایا۔ للہ تعالیٰ نے اس کو شفا بخشی وہ اچھا ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: کیونکہ شہد کے پلانے سے معدے میں جو فاسد مادہ تھا وہ سب نکل گیا اسی واسطے حکیم لوگ کبھی علاج بالضد اور کبھی بالموافق کرتے ہیں مثلاً کسی کو دست آ رہے ہوں تو مسہل دوا دیتے ہیں اسی طرح اگر بخار آ رہا ہو تو وہ دوا دیتے ہیں جس سے بخار پیدا ہو ایسی دوا کاری اکثر یعنی دوسرا اثر مریض کے موافق پڑتا ہے گو ابتدا میں مرض کو بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ادویہ میں عجیب تاثیر رکھی ہے۔ ارنڈی کا تیل اسی طرح شہد مسہل ہے جس کسی کو دست آ رہے ہوں اور یہی دوائیں دو تو آخیر میں قبض کر دیتی ہیں۔ یونانی اور ڈاکٹری طبابت میں علاج بالضد کیا جاتا ہے یعنی کسی کو دست آ رہے ہوں تو قابض دوا دیتے ہیں اسی طرح قبض ہو تو مسہل دوا دیتے ہیں۔ گرمی ہو تو سرد دوا۔ سردی ہو تو گرم دوا۔ یہی علاج بہت مشہور ہے اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے منقول ہے علاج الحار بالبارد والبارد بالحار والرطب باليابس واليابس بالرطب

شہد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿واوحى ربك الى النحل ان اتخذى من الجبال بيوتا ومن الشجر ومما يعرشون ثم كلى من كل الثمرات فاسلكى سبل ربك ذللا يخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فيه شفاء للناس ان فى ذالك لاية لقوم يتفكرون﴾ (النحل)

''تیرے رب نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ پہاڑوں میں درختوں میں اور لوگوں کی بنائی ہوئی بلند عمارتوں میں اپنے چھتے بنا' اور ہر طرح کے میوے کھا اور اپنے رب کی آسان راہوں میں چلتی پھرتی رہ۔ ان کے پیٹ سے پینے کا شہد نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور جس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں بھی بہت بڑی نشانی ہے''

اور شہد کے مختلف فوائد ہیں اور اطباء کے اکثر معجونوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

حجامہ بہترین علاج

(٤٥٢٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۵۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہترین وہ دوا ہے جو تم کرتے ہو سینگی لگوانا ہے اور دوسرے قسط بحری کا استعمال ہے۔ (بخاری و مسلم)

قسط: ایک قسم کی دوا ہے جس کے بہت فائدے ہیں طب کی کتابوں میں بھی اس کی بڑی تعریف آئی ہے اور سب سے بڑی خوبی کی یہ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعریف فرمائی۔

٤٥٢٢۔ صحيح بخاری كتاب الطب باب الحجامة ٥٦٩٦۔ مسلم كتاب المساقاة باب حل اجرة الحجامة ٤٠٣٩'١٥٧٧.

(٤٥٢٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْرِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۵۲۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بچوں کو کوا کے گر جانے کی وجہ سے حلق میں کیوں دباتے ہو تم قسط استعمال کرو۔ (بخاری و مسلم)

(عذرہ) ایک ورم ہے جو بچہ کے حلق میں کثرت خون کی وجہ سے ہو جاتا ہے' اکثر یہ بیماری اس وقت ہوتی ہے جب عذرہ ستارے نکلتے ہیں یعنی وسط گرما میں اور وہ پانچ ستارے ہیں شعریٰ ستارہ کے تلے۔ بعضوں نے کہا عذرہ وہ زخم ہے جو ناک اور حلق کے درمیان بچوں کو ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ عرب کی عورتیں اس کا علاج اس طرح کرتی تھیں کہ حلق میں انگلی ڈال کر اس کو دباتیں یا ایک چیتھڑے کو خوب بٹ کر سخت کر کے بچہ کی ناک میں گھسیڑتیں وہ اس زخم تک پہنچ کر کالا کالا خون بہا دیتا جب بچہ اچھا ہو جاتا اس کو دعی کہتے۔ عرب لوگ کہتے ہیں عذرت الصبی (یعنی بچہ کا حلق دبایا عذرہ کی بیماری میں)

سات بیماریوں کا علاج

(٤٥٢٤) وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((عَلٰى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۵۲۴) حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بچوں کا علاج گلا دبا کر کیوں کرتی ہو یعنی کوا کے گرنے سے انگلی ڈال کر اس کو کیوں دباتی ہو تمہیں تو عود ہندی استعمال کرنا چاہیے یہ سات بیماریوں کے لیے باعث شفا ہے اسی میں سے ایک بیماری ذات الجنب ہے یعنی نمونیہ' دغر کے دفع کرنے کے لیے ناک پر دوا ٹپکائی جائے اور ذات الجنب کے لیے منہ کے ایک جانب سے دوا پلائی جائے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: دغر کے معنی عذرہ بیماری کی وجہ سے حلق میں انگلی ڈال کر اس کے دبانے کو کہتے ہیں دغر کے معنی بچے کے حلق میں انگلی ڈال کر ورم کو دبانے کے ہیں اور عذرہ حلق کے بیماری کو کہتے ہیں۔ عرب کی عورتیں کوا وغیرہ گر جانے کی وجہ سے انگلی ڈال کر اس کو دباتی تھیں یا کپڑے کی بتی بٹ کر اس میں چبھوتی تھیں۔ جس سے بچے کو بہت تکلیف ہوتی تھی تو طبیب حاذق ماہر امراض ظاہری و باطنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور عود ہندی یعنی قسط بحری کے استعمال کرنے کی ترغیب دلائی کہ یہ بہت مفید ہے اور خصوصیت سے سات بیماریوں کے لیے نفع بخش ہے صرف دو بیماریوں کا نام لیا اور باقی کو مشہور ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

بخار کو پانی سے ٹھنڈا کیا جائے

(٤٥٢٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرِدُوْهَا بِالْمَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۵۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخار جہنم کی بھاپ ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی بخار بوجہ حرارت اور گرمی کے گویا آگ جہنم کی بھاپ ہے تو اس کا علاج بالضد یہ ہے کہ زمزم وغیرہ کے پانی سے ٹھنڈا کر لیا جائے کیونکہ بخار کی بہت سی قسمیں ہیں بعض قسموں میں پانی ڈالنا اور اس سے غسل کرنا ہی مفید پڑتا ہے۔

٤٥٢٣۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب الحجامۃ ٥٦٩٦۔ مسلم کتاب المساقاۃ باب ١٥٧٧' ٤٠٣٩.
٤٥٢٤۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب اللدود ٣١٧ز۔ مسلم کتاب السلام باب التداوی بالعود ٢٢١٤' ٥٧٦٣.
٤٥٢٥۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ النار ٣٢٦٣۔ مسلم کتاب السلام بابب لکل داء دواء ٢٢١٠' ٥٧٥٥.

دم جھاڑ کی اجازت

(٤٥٢٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۴۵۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نظر بد سے بچنے کی اور زہریلے جانور سانپ بچھو وغیرہ کے کاٹنے اور ڈسنے اور نملہ کے لیے دم جھاڑ اور دعا کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔(مسلم)

توضیح: بعض مرتبہ بعض لوگوں کو بری نگاہ لگ جاتی ہے جس سے بیمار کی طرح آدمی تڑپنے لگتا ہے اور بعض مرتبہ ہلاک ہو جاتا ہے اس کے لیے دوا اور دعا کی اجازت ہے۔ قرآن مجید میں سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نہایت مجرب اور تریاق اعظم ہے جیسا کہ ابھی ابھی آئندہ چل کر نہایت ہی وضاحت سے آپ کو معلوم ہو جائے گا اسی طرح سے حمۃ۔ یعنی سانپ بچھو اور دیگر زہریلے جانوروں کے کاٹنے اور ڈنک مارنے سے زہریلا اثر جسم میں پیدا ہو جاتا ہے اس کے لیے بھی خاص خاص دوائیں اور دعائیں ہیں اور خصوصیت سے سورہ فاتحہ شریف اس کے لیے نہایت مجرب ہے' جیسا کہ ابھی آئندہ چل کر معلوم ہو جائے گا اور نملہ بھی ایک خاص بیماری ہے جو کہ چیونٹی کی طرح پہلو میں سرخ سرخ پھنسیاں نکل آتی ہیں اس کے لیے بھی منتر پڑھنا بشرطیکہ شرک وکفر نہ ہو جائز ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:((علم حفصة رقبة النملة حفصه .)) کو نملہ کا منتر سکھلایا۔ نملہ کا منتر عرب کی عورتوں میں یہ تھا وہ یہ الفاظ کہتیں۔ دولہن کو چاہیے مانگ چوٹی زیب وزینت کرے ہاتھ پاؤں رنگے سرمہ لگائے ہر بات کرے مگر مرد کی نافرمانی نہ کرے۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا مطلب اس سے یہ تھا کہ حفصہ کو نصیحت ہو آپ نے ایک راز کی بات ان سے کہی تھی انہوں کو فاش کر دیا گویا مرد کی نافرمانی کی علمی حفصة رقبة النملة كما علمتها الكتابة کیا تو حفصہ کو رقبہ کا منتر نہیں سکھلاتی جیسے تو نے اس کو لکھنا سکھایا ہے۔

نظر بد کے لیے دم کرنا

(٤٥٢٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ نَسْتَرْقِيْ مِنَ الْعَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۵۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نظر بد کے لگ جانے سے دم کروانے اور دعا کرانے کا حکم دیا ہے۔(بخاری ومسلم) یعنی اگر کسی کو بری نظر لگ جائے تو قرآن وحدیث کے مطابق دعا کرانے کی اجازت ہے بشرطیکہ شرک وکفر کے الفاظ نہ ہوں۔

(٤٥٢٨) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ نَعْنِيْ صُفْرَةً فَقَالَ ((اسْتَرْقُوْالَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۴۵۲۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ایک لڑکی کے چہرے میں جھائیں یعنی چہرے پر سرخی یا کالا پن دیکھ کر فرمایا کہ اس کو نظر بد لگ گئی ہے کسی سے دعا کرالو۔(بخاری ومسلم)

٤٥٢٦۔ صحيح مسلم كتاب السلام باب استحباب الرقية ٢١١٦ .

٤٥٢٧۔ صحيح بخاری كتاب الطب باب رقية العين ٥٧٣٨۔ مسلم كتاب السلام باب استحباب الرقية ٢١٩٠' ٥٧٢٢ .

٤٥٢٨۔ صحيح بخاری كتاب الطب باب رقية العين ٥٧٣٩۔ مسلم كتاب الطب باب استحباب الرقية من لاعين ٢١٩٧' ٥٧٢٥ .

شرکیہ دم جھاڑ کی ممانعت

(٤٥٢٩) وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرُّقٰى فَجَآءَ اٰلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِيْ بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَاَنْتَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقٰى فَعَرَضُوْهَا عَلَيْهِ فَقَالَ مَا اَرٰى بِهَا بَاْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۲۹) حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منتر وغیرہ کرنے سے منع فرمادیا ہے یہ سن کر حضرت عمرو بن حزم ﷛ کے گھرانے والوں نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے دم پڑھنے سے منع فرمادیا ہے اور ہمیں سانپ بچھو کے کاٹے کا دم یاد ہے' ہم اس کو پڑھ کر پھونک دیتے ہیں تو اس کا زہر اتر جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو میرے سامنے پیش کرو اور پڑھ کر سناؤ۔ چنانچہ انہوں نے پڑھ کر سنایا تو اس منتر میں کفر کے کوئی الفاظ نہیں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے جو اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو تو وہ فائدہ پہنچا سکتا ہے بشرطیکہ شرک اور کفر کے الفاظ نہ ہوں۔ (مسلم)

(٤٥٣٠) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ ﷛ قَالَ كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ اعْرِضُوْا عَلَىَّ رُقَاكُمْ لَابَاْسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۳۰) حضرت عوف بن مالک اشجعی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں دم پڑھ دیا کرتے تھے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اب مسلمان ہو جانے کے بعد کیا حکم دیتے ہیں۔ دم پڑھیں یا نہ پڑھیں تو آپ نے فرمایا تم اپنے دم کو پیش کرو اور مجھے پڑھ کر سناؤ جس دم میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مسلم)

توضیح: بعض دفعہ بیمار پر جنوں اور شیطانوں کا بحکم خدا اثر ہو جایا کرتا ہے۔ جب کوئی شخص ان جنوں اور شیطانوں کا نام لے کر چھو منتر کرتا ہے تو وہ جن اور شیاطین خوش ہو کر اس بیمار کو چھوڑ دیتے ہیں اور بیمار اچھا ہو جاتا ہے۔ کاہن کے دم چھاڑ کرنے سے منتری یہ خیال کرتا ہے کہ اس منتر کے زور سے وہ اچھا ہوا ہے کیونکہ اس قسم کے منتروں میں غیر اللہ سے امداد چاہی جاتی ہے اس لیے اس قسم کے منتر ناجائز ہیں۔

البتہ جس دعا میں اللہ تعالیٰ کے ذات یا صفات سے مدد طلب کی گئی ہو وہ جائز ہے چاہے عربی الفاظ ہوں یا اور کوئی قسم کے الفاظ ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ جس دعا اور منتر میں شرک اور کفر کے الفاظ نہ ہوں اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے قرآن مجید اور حدیث شریف کی بہت سی دعائیں ہیں۔ جن کو ہم نے اسلامی وظائف میں اور اسلامی اوراد میں لکھ دیا ہے اور اسی کتاب مشکوٰۃ شریف میں کتاب الدعوات میں بہت سی دعائیں لکھی جا چکی ہیں۔

قول الجمیل اور دوسری کتابوں میں آیت الشفاء کی بہت تعریف لکھی ہوئی ہے یعنی قرآن مجید میں چھ صفحہ والی آیت بہت مشہور ہیں جن کے پڑھنے سے اور لکھ کر گھول کر پلانے سے مریض کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو القاسم قشیری ﷫ اپنے بیمار بیٹے کے بارے میں بہت پریشان تھے تو خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا بچہ بیمار ہے میں کون سی دعا پڑھوں تو آپ نے خواب میں آیات الشفاء کے پڑھنے کا حکم فرمایا۔

٤٥٢٩ ـ صحيح مسلم كتاب السلام باب استحباب الرقية من العين ٢١٩٩، ٥٧٣١ .

٤٥٣٠ ـ صحيح مسلم كتاب السلام باب استحباب الرقية من العين ٢٢٠٠، ٥٧٣٢ .

مواهب الدنیه اور الداء والدعاء اور القول الجمیل میں ان شفاء والی آیتوں کا بیان آیا ہے ذیل میں ان آیتوں کو لکھتا ہوں اور پوری آیت قرآن مجید میں ملاحظہ فرمالیجیے جتنا ہم نے لکھا ہے اگر اتنا ہی پڑھ لیا جائے تو ان شاء اللہ مطلب حل ہو جائے گا۔

(۱)..... ﴿ویشف صدور قوم مومنین﴾ (پارہ ۱۰۔ سورہ توبہ رکوع ۲)

(۲)..... ﴿وشفاء لما فی الصدور﴾ (پارہ ۱۰۔ سورہ یونس رکوع ٦)

(۳)..... ﴿یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس﴾ (پارہ ١٦۔ سورہ نحل ع ۹)

(۴)..... ﴿وتنزل من القرآن ماهو شفاء ورحمة للمومنین﴾ (پارہ ۱۵۔ سورہ بنی اسرائیل ع ۹)

(۵)..... ﴿واذا مرضت فهو یشفین﴾ (پارہ ۱۹ سورہ شعرا ع ٤)

(٦)..... ﴿قل هو للذین اٰمنو هدی وشفاء﴾ (پارہ ٢٤۔ سورہ حم سجدہ ع ٥)

ہم نے اسلامی وظائف میں جن بھوت اور شیطان وغیرہ کے اتارنے کے لیے قرآن مجید کی کئی آیتیں لکھی ہیں ان آیتوں کو پڑھ کر کے مریض پر دم کیا جائے اور دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے تو خدا کے حکم سے آسیب جاتا رہے گا۔

حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی نے آکر عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے بیٹے کو آسیب وغیرہ کا اثر ہو گیا ہے تو آپ نے اس کو سامنے بٹھا کر ان آیتوں کو پڑھ پڑھ کر دم کیا وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ (الحاکم احمد و تحفة الذاکرین)

﴿الحمد لله .... الضالین﴾ (اٰمین) (سورہ فاتحہ)

''ہر طرح کی تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے نہایت رحم والا مہربان ہے' روز جزا کا مالک ہے' اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں' ہم کو دین کا سیدھا راستہ دکھا' ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنا فضل کیا نہ کہ ان کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا۔''

﴿الم ذالك الكتاب .... المفلحون﴾ (سورة البقره)

''الم۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے (کلام) الٰہی ہونے میں کچھ بھی شک نہیں' پرہیز گاروں کی رہنما ہے جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور اے پیغمبر جو (کتاب) تم پر اتری اور جو کتابیں تم سے پہلے اتریں ان (سب) پر ایمان لائے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں اور یہی آخرت میں من مانی مراد پائیں گے۔ اور لوگو تمہارا معبود تو وہی ایک اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں' بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔''

﴿والهكم .... الرحیم﴾ (سورة الاعراف)

''اور لوگو! تمہارا معبود تو وہی ایک اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔''

﴿الله لا اله الا هو .... وهو العلی العظیم﴾ (سورة البقره)

''اللہ وہ ذات پاک ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ کارخانہ عالم کا سنبھالنے والا ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند ہی' اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے کون ہے' جو اس کی اجازت کے بغیر اس کی جناب میں کسی کی سفارش کرے' جو کچھ لوگوں کو پیش آ رہا ہے وہ اور جو کچھ اس کے بعد ہونے والا ہے وہ اس کو سب معلوم ہے' اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے' اس کی کرسی سلطنت آسمان و زمین سب پر پھیلی ہوئی ہے اور آسمان و

زمین کی حفاظت اس پر مطلق گراں نہیں اور وہ بڑا عالیشان اور عظمت والا ہے۔

﴿لله ما في .... على القوم الكافرين﴾ (اٰمين) (سورة البقره)

''جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے اور لوگو! جو تمہارے دل میں ہے اگر اس کو ظاہر کر دو یا اس کو چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا' پھر دل کے کھوٹے پر جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہیے عذاب دے' اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارے یہ پیغمبر (محمدؐ) اس کتاب کو مانتے ہیں اور جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر اتری ہے اور پیغمبرؐ کے ساتھ دوسرے مسلمان بھی یہ سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے کہ سب پیغمبروں کا دین ایک ہے' اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے۔ یعنی سب کو مانتے ہیں اور بول اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے تیرا ارشاد سنا اور تسلیم کیا اے ہمارے پروردگار بس تیری ہی مغفرت درکار ہے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس قدر جس کے اٹھانے کی اس کو طاقت ہو۔ جس نے اچھے کام کیے تو اس کا نفع بھی اس کے لیے ہے اور جس نے برے کام کیے اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو اس کے وبال میں نہ پکڑنا' اور اے ہمارے پروردگار! جو لوگ ہم سے پہلے گزرے ہیں جس طرح ان پر تو نے ان کے گناہوں کی پاداش میں سخت احکام کا بار ڈالا تھا ویسا بار ہم پر نہ ڈال' اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اٹھوا' اور ہمارے قصوروں سے درگزر کر اور ہمارے گناہوں کو معاف کر اور کافروں پر ہماری مدد فرما۔''

﴿شهد الله .... العزيز الحكيم﴾ (آل عمران)

''(خود) اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتے اور علم والے بھی گواہی دیتے ہیں اور نیز یہ کہ اللہ عدل وانصاف کے ساتھ کارخانہ عالم کو سنبھالے ہوئے ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں زبردست اور حکمت والا ہے۔''

﴿ان ربكم .... رب العٰلمين﴾ (الاعراف)

''لوگو بیشک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا' وہی رات کو دن کا پردہ پوش بناتا ہے گویا رات ہے کہ دن کے پیچھے لپکی جارہی ہے اور اس نے آفتاب اور مہتاب اور ستاروں کو پیدا کیا کہ یہ سب یہ فرمان الٰہی ہیں لوگو! سن رکھو کہ اللہ ہی کی خلق ہے اور (اللہ ہی کا) حکم ہے اللہ جو دنیا جہان کا پالنے والا ہے اس کی ذات بڑی بابرکت ہے۔

﴿فتعلىٰ الله .... الراحمين﴾

''تو اللہ (جو) بادشاہ برحق ہے بے فائدہ کام کرنے سے بری اور بالاتر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی عرش بزرگ کا مالک ہے اور جو شخص اللہ کے سوا کسی اور معبود کو اپنی حاجت روائی کے لیے بلاتا ہے اور اس کے پاس اس (شرک کرنے) کی کوئی دلیل (تو ہے) نہیں تو بس اس کے پروردگار ہی کے ہاں اس کا حساب ہونا ہے مگر معلوم رہے کہ کافروں کو تو کسی طرح فلاح ہونی نہیں۔ اور اے پیغمبر تم دعا کرو کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے قصور معاف فرما اور تو رحم فرما تو ہی بہت رحم کرنے والا ہے۔

﴿والصفت صفا .... طين لازب﴾ (سوره صٰفٰت)

''نمازیوں کے ان لشکروں کی قسم جو دشمنوں سے لڑنے کے لیے صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر گھوڑوں کو زور سے ڈانٹتے اور دشمنوں پر پھر لڑائی سے فارغ ہو کر ذکر الٰہی یعنی تلاوت قرآن کرتے ہیں غرضیکہ ہم کو ان چیزوں کی قسم ہے کہ بلاشبہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہے' آسمانوں اور زمین اور جو چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں سب کا پروردگار اور نیز ان مقامات کا پروردگار جہاں جہاں سے سورج مختلف وقتوں میں طلوع کرتا ہے ہم ہی نے دنیا والے آسمان کو ایک زینت یعنی ستاروں سے آراستہ کیا اور شیطان سرکش سے محفوظ کر رکھا ہے کہ وہ اوپر کے لوگوں کو (یعنی فرشتوں کی) باتوں کی طرف کان بھی نہیں لگانے پائے اور کھدیڑنے کے لیے ہر طرف سے (ان پر) شہاب پھینکے جاتے ہیں اور یہ ان کے لیے لازمی عذاب ہے غرض شیاطین فرشتوں کی باتیں چھپ کے سے اچک لے جاتے ہیں تو شہاب کا دہکتا ہوا انگارہ اس کے پیچھے لگا ہوتا ہے تو اے پیغمبرؐ (ان منکرین قیامت) سے پوچھو کہ کیا ان کا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے مذکورہ بالا چیزوں کا جن کو ہم نے بنایا ہے۔''

﴿هو الله الذی .... العزيز الحكيم﴾ (سورة الحشر)

''وہ اللہ تعالیٰ ایسا پاک ذات ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا وہی بڑا مہربان اور رحم والا ہے وہ اللہ ایسا پاک ذات ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (تمام جہان کا) بادشاہ' پاک ذات ہے تمام عیبوں سے بری ہے' امن دینے والا ہے' نگہبان ہے زبردست ہے' بڑا دباؤ والا ہے' بڑی عظمت رکھتا ہے' یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہیں اللہ کی ذات اس سے پاک ہے۔ وہی اللہ ہر چیز کا خالق ہر چیز کا موجد ہے (مخلوقات کی طرح طرح کی) صورتیں بنانے والا ہے (اس کی اچھی اچھی صفتیں ہیں) اس کے اچھے اچھے نام ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب ہی اس کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں' اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

﴿وانه تعالى .... شططا﴾ (سورة الجن)

''اور ہمارے پروردگار کی بڑی اونچی شان ہے اس نے نہ تو کسی کو اپنی جورو بنایا اور نہ کسی کو بیٹا بیٹی اور ہم میں احمق ایسے بھی ہو گزرے ہیں جو اللہ کی نسبت بڑھ بڑھ کر باتیں بنایا کرتے ہیں۔''

﴿قل هو الله .... كفوا احد﴾ (سورة الاخلاص)

''اے پیغمبر! تم ان سے کہو کہ وہ اللہ ایک ہے' اللہ بے نیاز ہے' نہ اس سے کوئی پیدا ہوا' اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے' اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔'' (سورہ اخلاص)

﴿قل اعوذ .... اذا حسد﴾ (سورة الفلق)

''اے پیغمبر! اپنی حفاظت کے لیے یوں دعا مانگا کرو کہ میں تمام مخلوق کے شر سے' صبح کے مالک یعنی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' اور اندھیری رات کی شر سے جب اس کا اندھیرا تمام چیزوں پر چھا جائے' اور گنڈوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والوں یعنی جادوگرنیوں کے شر سے' اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔''

﴿قل اعوذ برب الناس .... من الجنة والناس﴾ (سورة الناس)

''اے پیغمبر! اپنی حفاظت کے لیے یوں دعا مانگا کرو کہ شیطان جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا۔ اور خود نظر نہیں آتا۔ اور جنات اور آدمی دونوں ہی اس قسم کے وسوسہ انداز ہوتے ہیں' ان کے شر سے۔ میں لوگوں کے پروردگار' لوگوں کے حقیقی بادشاہ لوگوں کے معبود برحق' یعنی اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔''

(٤٥٣١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۳۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر حق ہے اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھنے والی ہوتی تو نظر آگے بڑھ جاتی لیکن نظر بھی تقدیر کے تابع ہے اور جب تم سے کہا جائے کہ نہا دھو ڈالو اور غسل کرلو۔ تو غسل کرلیا کرو۔ (مسلم)

توضیح: اس وقت عرب میں یہ دستور تھا کہ جس شخص کو نظر لگتی تھی اس کے ہاتھ پاؤں اور زیر ناف کو پانی سے دھو کر اس شخص پر وہ پانی ڈالتے تھے جس کو نظر لگتی تھی اور اس کو شفاء کا سبب سمجھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے اگر تم سے تمہارے اعضاء کو دھو کر مریض پر ڈالنے کا مطالبہ کیا جائے تو اس کو منظور کرلو۔ علامہ نووی شرح مسلم میں اسی حدیث کے تحت میں غسل کرنے کے سلسلے میں یہ تشریح اور توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس شخص کو نظر بد لگی ہو اس کے سامنے پانی کا پیالہ لایا جائے اور کوئی آدمی اس پیالے کو ہاتھ میں لیے رہے۔ اس پیالے کو زمین پر نہ رکھے پھر نظر بد والے سے کہا جائے کہ اس پیالے میں سے ایک چلو پانی لے کر منہ میں ڈال کر اس پانی کو کلی کر کے اسی پیالے میں ڈال دے پھر منہ پر ڈال کر پورا چہرہ دھو کر اس پانی کو بھی اسی پیالے میں گرائے پھر بائیں ہاتھ سے پانی لے کر داہنے ہاتھ کے پہنچوں تک دھوئے اور اس کا پانی بھی اسی پیالے میں گرالے پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر بائیں ہاتھ کے پہنچوں کو دھوئے اور اس کا پانی اسی پیالے میں گرائے پھر داہنے اور بائیں پیر کو ٹخنوں سمیت اسی ترتیب سے دھو کر اس پانی کو اسی پیالے میں ڈالے پھر لنگی یا پاجامہ کے اندرون حصے یعنی شرمگاہ کو دھو کر اسی پانی میں ڈال دے پھر اس پیالے کے پانی کو لے کر اس شخص کے سر کے پیچھے کی جانب سے ڈالا جائے تو خدا کے حکم سے نظر بد کی تاثیر اتر جائے گی اور اس کو صحت یابی حاصل ہوگی۔ یہ ایک قسم کا علاج ہے جس کا بارہا تجربہ کیا جا چکا ہے اور شرعی اور عقلی حیثیت سے کوئی قباحت نہیں ہے۔ یہ نظر بد کا لگنا بھی تقدیر الٰہی کے ماتحت ہے یہ کوئی اختیاری چیز نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

بیماری میں دوائی لینا سنت نبوی ہے

(٤٥٣٢) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ رَحِمَهُ اللّٰه قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَفَنَتَدَاوَى قَالَ ((نَعَمْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ اَلْهَرَمُ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ.

(۴۵۳۲) حضرت اسامہ بن شریک رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا ہم دوا کرلیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کے بندو۔ ہاں دوا کرلیا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ دوا دار و نہیں ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

(٤٥٣٣) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تُكْرِهُوْا مَرْضَاكُمْ عَلَى

(۴۵۳۳) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بیماروں کو دوا کھلانے پر مجبور مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو

٤٥٣١۔ صحيح مسلم كتاب السلام باب الطب والمرض والرقى ٢١٨٨، ٥٧٠٢.

٤٥٣٢۔ اسناده صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الطب باب فى الرجل تبداوى ٣٨٥٥۔ ترمذى كتاب الطب باب ما جاء فى الدواء ٢٠٣٨۔ ابن ماجه ٣٤٢٦۔ مسند احمد ٤/ ٢٧٨.

٤٥٣٣۔ حسن۔ سنن الترمذى كتاب الطب باب ما جاء فى تكرهوا رضاكم ٢٠٤٠۔ ابن ماجه كتاب الطب باب لا تكرهوا المريض۔ ٣٤٤٤.

الطَّعَامِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

کھلاتا پلاتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) یعنی بیمار آدمی کو بیماری کی وجہ سے کھانے پینے کی طبیعت نہیں چاہتی ہے تو تو اس کے کھانے پر مجبور مت کرو کیونکہ کھانے اور پینے کی طاقت اللہ دے دیتا ہے۔

(٤٥٣٤) وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَوٰى أَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ مِنَ الشَّوْكَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

(۴۵۳۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شوکہ بیماری کی وجہ سے اسعد بن زرارہ کو لوہا گرم کر کے داغ دیا تھا۔ (ترمذی)

توضیح: شوکہ سرخ بادہ بیماری کو کہتے ہیں جس کو ہندی میں پتی اچھلنا کہتے ہیں۔ اس بیماری کی وجہ سے انوار نبوت کی روشنی میں آپ نے داغنے کا حکم دیا یا خود آپ نے اپنے دست مبارک سے داغا۔

(٤٥٣٥) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَتَدَاوٰى مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ وَالزَّيْتِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۴۵۳۵) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذات الجنب کی بیماری کے علاج کرنے کا ہم کو حکم دیا اور اس بیماری میں قسط بحری اور روغن زیتون کے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ (ترمذی)

(٤٥٣٦) وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْعَتُ الزَّيْتَ وَالْوَرْسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. وروَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۴۵۳۶) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روغن زیتون اور ورس کو ذات الجنب کی بیماری کے لیے مفید فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

یعنی روغن زینت اور ورس یہ ایک قسم کی گھاس ہے جس کو اس بیماری کے لیے مفید بیان فرمایا کرتے تھے۔

(٤٥٣٧) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَهَا بِمَا تَسْتَمْشِينَ قَالَتْ بِالشُّبْرُمِ قَالَ حَارٌّ جَارٌّ قَالَتْ ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ أَنَّ شَيْئًا كَانَ فِيهِ الشِّفَاءُ مِنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

(۴۵۳۷) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کس چیز سے جلاب لیتی ہو؟ انہوں نے کہا شبرم سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا شبرم بہت تیز گرم ہے تم سنا پتی سے جلاب لیا کرو اس سنا میں سوائے موت کے ہر بیماری کے لیے شفاء ہے۔ (ترمذی)

توضیح: مجمع البحار میں ہے کہ شبرم ایک دانہ ہے چنے کی طرح بہت گرم اس کا پانی دوا کے طور پر پیتے ہیں۔ منتہی الارب میں ہے کہ وہ مسہل ہے اسی طرح اس کی جڑ بھی۔

٤٥٣٤۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الرخصة فی ذلك ٢٠٥٠ .

٤٥٣٥۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی دواء ذات الجنب ٢٠٧٩۔ ابوعبداللہ میمون ضعیف راوی ہے۔

٤٥٣٦۔ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی دواء ذات الجنب ٢٠٧٨۔ میمون ضعیف ہے۔

٤٥٣٧۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی النساء ٢٠٨١۔ ابن ماجه کتاب الطب باب دواء المشی ٣٤٦١۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

حرام اشیاء سے علاج کی ممانعت

(٤٥٣٨) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الدَّآءَ وَالدَّوَآءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَآءٍ دَوَآءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَ اوَوْا بِحَرَامٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۵۳۸) حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بیماری بھی پیدا کی ہے اور دوا بھی اور ہر بیماری کے لیے دوا بنائی ہے۔ تو تم دوا کر لیا کرو لیکن حرام چیز کے ساتھ دوا مت کرو۔ (ابوداؤد)

جیسے شراب اور سور ہے اور اس قسم کی اور حرام چیزیں ہیں۔ کیونکہ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا کہ حرام چیزوں میں اللہ نے شفا نہیں رکھی ہے۔

(٤٥٣٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّوَآءِ الْخَبِيْثِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۵۳۹) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپاک دوا سے منع فرمایا۔ یعنی ہر حرام چیز سے دوا علاج کرنے کو منع فرمایا کیونکہ ہر حرام ناپاک ہی ہے۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

حجامہ اور مہندی سے علاج

(٤٥٤٠) وَعَنْ سَلْمٰی خَادِمَةِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ مَاكَانَ اَحَدٌ يَشْتَكِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجْعًا فِیْ رَاسِهٖ اِلَّا قَالَ اِحْتَجِمْ وَلَا وَجْعًا فِیْ رِجْلَيْهِ اِلَّا قَالَ اِخْتَضِبْهُمَا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۵۴۰) رسول اللہ ﷺ کی خادمہ حضرت سلمٰی ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے جو شخص سر درد کی شکایت کرتا تو آپ اسے سینگی لگانے کا حکم دیتے، اور جو پیر میں تکلیف کی شکایت کرتا تو آپ کہتے پیر میں مہندی لگایا کرو۔ (ابوداؤد)

(٤٥٤١) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَرْحَةٌ وَلَا نَكْبَةٌ اِلَّا اَمَرَنِیْ اَنْ اَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَّآءَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۴۵۴۱) حضرت سلمٰی ؓ بیان کرتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو کوئی زخم یا اور اس قسم کی تکلیف ہو جاتی تو آپ ﷺ مجھ سے ارشاد فرماتے کہ اس پر مہندی رکھ دو تو میں ان پر مہندی لگا دیتی۔ (ترمذی)

کیونکہ مہندی ٹھنڈی ہونے کی وجہ سے زخم اور پھوڑا پھنسی کی گرمی وغیرہ کو کم کر دیتی ہے اور اس تکلیف سے نجات مل جاتی ہے۔

(٤٥٤٢) وَعَنْ اَبِیْ الْكَبْشَةِ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلٰی هَامَتِهٖ وَبَيْنَ

(۴۵۴۲) حضرت ابوکبشہ انماری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک اور دونوں شانوں کے درمیان سینگی لگواتے تھے اور فرماتے

٤٥٣٨۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب فی الادوية المكروهة ٣٨٧٤۔ اسماعیل بن عیاش مدلس ہے اور روایت عن سے ہے۔

٤٥٣٩۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٢/ ٣٠٥۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب فی الادوية المكروهة ٣٨٧٠۔ ترمذی كتاب الطب باب ما جاء فی كراهية التداوی بالمسكر ٢٠٤٥۔ ابن ماجه كتاب الطب باب النهی عن الدواء الخبيث ٣٤٥٩.

٤٥٤٠۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب فی الحجامة ٣٨٥٨۔ الصحيحه ٢٠٥٩ .

٤٥٤١۔ حسن۔ سنن الترمذی كتاب الطب باب ما جاء فی التداوی بالحناء ٢٠٥٤ .

٤٥٤٢۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب فی مواضع الحجامة ٣٨٥٩۔ ابن ماجه كتاب الطب باب موضع الحجامة ٣٤٨٤ .

كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ ((مَنْ اَهْرَاقَ مِنْ هٰذِهِ الدِّمَاءِ فَلَا يَضُرُّهُ اَنْ لَا يَتَدَاوٰى بِشَىْءٍ لِشَىْءٍ رَوَاهُ)) اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

تھے کہ سینگی لگانے سے خون نکل جاتا ہے جس سے تکلیف دور ہو جاتی ہے، اس کے بعد اگر کسی چیز سے دوا نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

(٤٥٤٣) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِحْتَجَمَ عَلٰى وَرِكِهٖ مِنْ وَثْىءٍ كَانَ بِهٖ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۵۴۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کولہے میں موچ آ گئی تھی تو آپ نے کولہے پر سینگی لگالی۔ (ابوداؤد)

(٤٥٤٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِىَ بِهٖ اَنَّهٗ لَمْ يَمُرَّ عَلٰى مَلَاءٍ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ اِلَّا اَمَرُوْهُ مُرْ اُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا اَحَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(۴۵۴۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات کے واقعہ میں یہ بھی واقعہ بیان فرمایا کہ جس فرشتے کی جماعت کے پاس سے آپ کا گزر ہوتا وہ فرشتہ آپ کو یہی حکم دیتا کہ آپ، اپنی امت کو سینگی لگانے کا حکم دے دیا کیجیے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(٤٥٤٥) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ طَبِيْبًا سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِىْ دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۵۴۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ طبیب اور حکیم نے رسول اللہ ﷺ سے ایک مینڈک کے بارے میں یہ دریافت کیا کہ وہ مینڈک کو مار کر کے دوا میں ڈال لے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے مینڈک کے مارنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد)

(٤٥٤٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَجِمُ فِى الْاَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ.

(۴۵۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گردن کی دو رگوں کے درمیان اور دونوں کندھوں کے درمیان سینگی لگوایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) اور مہینے کی سترہ اور انیس اور اکیس تاریخ کو سینگی لگواتے تھے۔

(٤٥٤٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَحِبُّ الْحِجَامَةَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ. رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۴۵۴۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہینہ کی سترھویں اور انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو سینگی لگوانے کو پسند فرماتے تھے۔ (شرح السنہ)

(٤٥٤٨) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ اِحْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَلِسْعَ عَشْرَةَ

(۴۵۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: جو شخص سترھویں اور انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو سینگی لگوالیا

٤٥٤٣۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب متی تسحب الحجامۃ ٣٨٦٣.

٤٥٤٤۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الحجامۃ ٢٠٥٢۔ ابن ماجہ کتاب الطب باب الحجامۃ ٣٤٧٩.

٤٥٤٥۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی الادویۃ المکروھۃ ٣٨٧١.

٤٥٤٦۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی موضع الحجامۃ ٣٨٦٠۔ ترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الحجامۃ ٢٠٥١۔ ابن ماجہ کتاب الطب باب موضع الحجامۃ ٣٤٨٣.

٤٥٤٧۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی ٢٠٥٣ شرح السنۃ ١٢/ ١٥٠ ح ٣٢٣٥۔ عباد بن منصور ضعیف راوی ہے۔

٤٥٤٨۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب متی تستحب الحجامۃ ٣٨٦١.

وَاِحْدٰی وَّعِشْرِیْنَ کَانَ شِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر بیماری سے شفا دے گا۔

(٤٥٤٩) وَعَنْ کَبْشَۃَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرَۃَ ؓ اَنَّ اَبَاھَا کَانَ یَنْھٰی اَھْلَہٗ عَنِ الْحِجَامَۃِ یَوْمَ الثُّلٰثَاءِ وَیَزْعَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّ یَوْمَ الثُّلٰثَاءِ یَوْمُ الدَّمِ وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یَرْقَأُ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۵۴۹) حضرت کبشہ بنت ابوبکرہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ان کے والد منگل کے روز سینگی لگوانے سے منع کرتے اور مجھے کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منگل کے روز ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے جس میں خون بند نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد)

اس لیے منگل کے روز سینگی لگانا مناسب نہیں ہے۔

(٤٥٥٠) وَعَنِ الزُّھْرِیِّ ؒ مُرْسَلًا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ((مَنِ احْتَجَمَ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ اَوْ یَوْمَ السَّبْتِ فَاَصَابَہٗ وَضَحٌ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ)) رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ وَقَدْ اُسْنِدَ وَلَا یَصِحُّ.

(۴۵۵۰) حضرت امام زہری ؒ رسول اللہ ﷺ سے مرسل طریقے سے یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بدھ یا سنیچر کے روز سینگی لگوائے پھر اس کو کوڑھ ہو جائے تو وہ اپنے نفس پر لعنت ملامت کرے۔ (احمد، ابوداؤد) یعنی بدھ اور سنیچر کے روز سینگی کے لگوانے سے کوڑھ کی بیماری لگ جانے کا اندیشہ ہے اسی لیے ان دنوں میں سینگی نہیں لگوانا چاہیے۔

(٤٥٥١) وَعَنْہُ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنِ احْتَجَمَ اَوِاطَّلٰی یَوْمَ السَّبْتِ اَوِ الْاَرْبِعَآءِ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ فِی الْوَضَحِ)) رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

(۴۵۵۱) حضرت امام زہریؒ رسول اللہ ﷺ سے مرسل طریقے سے یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے ہفتے کے روز یا بدھ کے روز سینگی لگوائی یا اپنے بدن پر کسی جگہ لیپ کرایا اور اس کو کوڑھ کی بیماری ہوگئی تو وہ اپنے نفس کو ملامت کرے اور اس کو برا بھلا کہے۔ (شرح السنہ)

تعویذ گنڈا شرک ہے

(٤٥٥٢) وَعَنْ زَیْنَبَ امْرَاَۃِ ؓ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ رَاٰی فِیْ عُنُقِیْ خَیْطًا فَقَالَ مَا ھٰذَا فَقُلْتُ خَیْطٌ رُقِیَ لِیْ فِیْہِ قَالَتْ فَاَخَذَہٗ فَقَطَعَہٗ ثُمَّ قَالَ اَنْتُمْ اٰلُ عَبْدِاللّٰہِ لَاَغْنِیَاءُ عَنِ الشِّرْکِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَۃَ شِرْکٌ فَقُلْتُ لِمَا تَقُوْلُ ھٰکَذَا لَقَدْ کَانَتْ عَیْنِیْ تَقْذِفُ وَکُنْتُ اَخْتَلِفُ اِلٰی فُلَانِ الْیَھُوْدِیِّ فَاِذَا رَقَاھَا سَکَنَتْ فَقَالَ عَبْدُاللّٰہِ اِنَّمَا ذَالِکَ عَمَلُ الشَّیْطَانِ کَانَ

(۴۵۵۲) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی بیوی حضرت زینب ؓ نے یہ بیان کیا کہ میرے خاوند عبداللہ بن مسعودؓ نے میری گردن میں دھاگہ دیکھ کر کہا کہ یہ کیا چیز ہے؟ تو میں نے کہا اس دھاگے پر دعا وغیرہ کر دیا گیا ہے تو نظر بد وغیرہ دور کرنے کے لیے گلے میں یہ دھاگا ڈال لیا گیا ہے۔ تو عبداللہ نے اس دھاگے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مجھ سے کہا کہ عبداللہ بن مسعود ؓ کے گھرانے والے اس قسم کے شرک سے بے نیاز ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ منتر جنتر اور تعویذ گنڈا شرک ہے۔ تو میں نے کہا میری آنکھ دکھتی تھی تو فلاں یہودی کے یہاں میں گئی تو اس نے منتر پڑھ کر دم کر دیا تو اچھی ہوگئی اور دکھن اور چبھن جاتی رہی تو اس پر

٤٥٤٩۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب' باب متی تستحب الحجامۃ ٣٨٦٢۔ عمہ بکار غیر معروف ہے۔
٤٥٥٠۔ اسنادہ ضعیف۔ مراسیل ابوداؤد ٤٥١ و حاکم ٤/ ٤٠٩' ٤١٠ سلیمان بن ارقم ضعیف راوی ہے۔
٤٥٥١۔ اسنادہ ضعیف۔ شرح السنۃ ١٢/ ١٥١ ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔
٤٥٥٢۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب تعلیق التمائم ٣٨٨٣۔ ابن ماجہ ٣٥٣٠۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

يَنْخَسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رُقِيَ كَفَّ عَنْهَا إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَاشِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُ كَ شِفَاءً لَايُغَادِرُ سَقَمًا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شیطانی کام ہے شیطان اپنے ہاتھ سے آنکھ میں درد اور چونکا مارتا ہے تو وہ دکھنے اور چبھنے لگتی ہے جب اس کا نام لے کر منتر پڑھا جاتا ہے تو وہ رک جاتا ہے۔ آنکھ کے دکھنے کے وقت یہی دعا تمہیں پڑھ لینا کافی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ایسے وقت میں پڑھنے کا حکم دیا ہے اور وہ یہ ہے: اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافي لاشفاء الا شفائك شفاء لايغادر سقما اے تمام لوگوں کے پروردگار! تو تکلیف کو دور فرما کر شفا دے تو ہی شفاء دینے والا ہے تیری ہی شفاء ہے ایسی شفاء مرحمت فرما جو بیماری کو نہ چھوڑے۔ (ابوداؤد)

توضیح: رقیہ اس منتر جنتر کو کہتے ہیں جس میں غیر اللہ کا نام لے کر امداد کے لیے پکارا جائے تو یہ شرکیہ منتر جنتر ہے جو کہ حرام اور ناجائز ہے تمیمہ تعویذ گنڈے کو کہتے ہیں جس میں شرکیہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں یہ بھی حرام اور ناجائز ہے۔

لغات الحدیث میں لکھا ہے: التمائم والرقیٰ من الشرك گنڈے اور منتر شرک کی باتیں ہیں۔'' اگر یہ سمجھے کہ گنڈہ اور منتر خود کوئی اثر رکھتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر تب تو حقیقتاً مشرک اور اسلام سے خارج ہو گیا۔ فمن علق فقد اشرك جس نے گنڈہ لٹکایا اس نے شرک کیا ما ابالی ما اتیت ان تعلقت تمیمة اگر میں گنڈہ لٹکاؤں تو پھر کوئی برا کام کرنے کی مجھ کو پرواہ نہ رہے گی کیونکہ سب سے بڑا کام شرک ہے جب وہی کر لیا تو اب اس سے کم برے کاموں کی کیا پرواہ رہے گی۔ من علق تمیمة فلا اتم اللّٰہ له جس نے گنڈا یا تعویذ لٹکایا اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے۔''

ابن اثیر رحمہ اللہ نے کہا ان کافروں کا یہ اعتقاد تھا کہ گنڈے سے ضرور شفاء ہوتی ہے آنحضرت ﷺ نے اس کو شرک فرمایا کیونکہ وہ اس گنڈے سے تقدیر الٰہی کو روکنا چاہتے تھے اور غیر خدا سے بلا دفع کرنے کی درخواست کرتے تھے حالانکہ بلا اور درد اور مصیبت کا دفع کرنے والا اللہ ہی ہے۔ جو کوئی خدا کے سوا کسی پیر یا ولی یا پیغمبر یا امام یا درویش کو مشکل کشا' بلا کا دور کرنے والا' بیماری اور دکھ سے نجات دلانے والا سمجھے تو وہ مشرک اور اسلام سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے حکم کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ شعر

وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

تولہ محبت کا ٹوٹکہ جو عورتیں اپنے خاوند کا دل ملانے کے لیے کیا کرتی ہیں۔ اس میں حب کا تعویذ اور دھاگہ وغیرہ سب آ گیا کیونکہ یہ جادو میں داخل ہے التولة شرک محبت کا گنڈا اور تعویذ اور اثر کرنا شرک ہے۔ یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس قسم کے عملیات میں شرکیہ مضامین ضرور ہوا کرتے تھے۔

(٤٥٥٣) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ ((هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

(۴۵۵۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے نشرہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا وہ شیطان کا کام ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: قاموس میں لکھا ہے کہ نشرہ اور رقیہ دونوں ایک ہی چیز ہے اور ان دونوں میں شرکیہ کفریہ الفاظ ہوتے ہیں جو شیطان کے کام ہیں۔ جس سے ہر انسان کو بچنا بہت ضروری ہے۔

٤٥٥٣۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی النشرة ٣٨٦٨.

(٤٥٥٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَا اُبَالِيْ مَااَتَيْتُ اِنْ اَنَا شَرِبْتُ فِرْيَاقًا اَوْتَعَلَّقْتُ تَمِيْمَةً اَوْقُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلَ نَفْسِيْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۵۵۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا اگر میں تریاق پی لوں یا گلے میں تعویذ لٹکالوں یا اپنی طبیعت سے شعر بنا کر کہوں تو میں اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی یہ تینوں چیزیں میرے لیے مناسب نہیں ہیں' جس طرح تعویذ گنڈا اور شعر گوئی کرنے کی مجھے اجازت نہیں ہے اسی طرح سے وہ تریاق دوا جس میں حرام شامل ہو میرے لائق نہیں ہے۔

(٤٥٥٥) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنِ اكْتَوٰى اَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۵۵۵) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے داغ کر کے دوا کیا یا منتر جنتر کر کے دعا کی تو وہ توکل سے بری ہو گیا۔ (احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

توضیح: یعنی اگرچہ یہ دونوں چیزیں مباح ہیں اوران کی اجازت ہے لیکن ان کا کرنے والا کما حقہ اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسہ نہیں رکھتا ہے کیونکہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ انسان کوششوں کے نتائج اور واقعات کے فیصلہ کو خدا کے سپرد کردے اس طرح سے اسباب وعلل کے پردے اس کے سامنے سے اٹھ جائیں اور براہ راست ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں نظر آئے بظاہر اسباب علل گو نا موافق ہوں مگر یہ غیر متزلزل یقین پیدا ہو کہ یہ نا موافق حالات ہمارے کام میں ذرہ بھر موثر نہیں ہو سکتے بلکہ اصلی قوت وقدرت عالم اسباب سے ماوراء ہستی کے ہاتھ میں ہے انسان کا استقلال عزم۔ جرات وبیباکی یہ تمام باتیں ایک اصل کے پرتو ہیں اسی کی بدولت مشکل سے مشکل اوقات میں بھی زمام صبر اس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتی۔ پرخطر سے پرخطر راستوں میں بھی چینی اور ضعف ہمت اس کے قلب میں راہ نہیں پاتا' شدید سے شدید حالات میں بھی اس کے دل پر مایوسی کا بادل نہیں چھا جاتا۔ توکل مسلمانوں کی کامیابی کا اہم راز ہے حکم ہوتا ہے کہ جب لڑائی یا کوئی اور مشکل کام پیش آئے تو سب سے پہلے اس کے متعلق مشورہ کرلو اور اس عزم کے بعد کام کو پوری مستعدی اور تندہی کے ساتھ کرنا شروع کرو اور خدا پر توکل اور بھروسہ رکھو وہ تمہارے کام کا حسب دلخواہ نتیجہ پیدا کرے گا اگر نتیجہ نہ نکلے تو اس میں خدا کی حکمت ومصلحت اور مشیت سمجھو اور اس سے مایوس وبودنہ بنو اور جب نتیجہ خاطر خواہ نکلے تو یہ غرور نہ ہو کہ یہ تمہاری تدبیر اور جدوجہد کا نتیجہ اور اثر ہے بلکہ یہ سمجھو کہ خدائے تعالیٰ کا تم پر فضل وکرم ہوا ہے۔ اور اسی نے تم کو کامیاب اور بامراد کیا ہے۔

سورہ آل عمران میں خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وشاورهم في الامر فاذا عزمت فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذالذي ينصركم من بعده وعلى الله فليتوكل المومنون﴾ (آل عمران)

''اور کام یا لڑائی میں ان سے مشورہ لےلو' پھر جب پکا ارادہ کرلو تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ بھروسہ رکھنے والوں کو پیار کرتا ہے' اگر اللہ تمہارا مددگار ہو تو کوئی تم پر غالب نہ آسکے گا اور اگر تم کو چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرسکے' اور اللہ ہی پر چاہیے کہ ایمان والے بھروسہ رکھیں۔''

٤٥٥٤۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی التریاق ٣٨٦٩۔ عبدالرحمٰن بن رافع ضعیف ہے۔

٤٥٥٥۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٤/ ٣٤٩۔ سنن الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی کراهية الرقية ٢٠٥٥۔ ابن ماجه کتاب الطب باب الكي ٣٤٨٩۔

ان آیات نے توکل کی پوری اہمیت وحقیقت ظاہر کر دی کہ توکل بے دست و پائی اور ترک عمل کا نام نہیں بلکہ اس کا نام ہے کہ پورے عزم وارادہ اور مستعدی سے کام کو انجام دینے کے ساتھ اثر اور نتیجہ کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑ دیا جائے اور یہ سمجھا جائے کہ خدا مددگار ہے تو کوئی ہم کو ناکام نہیں کر سکتا اور اگر وہی نہ چاہے تو کسی کی کوشش کارآمد نہیں ہو سکتی اس لیے ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے کام میں خدا پر بھروسہ رکھے کفار سے مسلسل لڑائیوں کے بعد یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر اب بھی یہ لوگ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور مصالحت کر لو اور یہ خیال نہ کرو کہ بدعہد کہیں دھوکا نہ دیں خدا پر بھروسہ رکھو تو ان کے فریب کا داؤ کامیاب نہ ہوگا۔

﴿وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله انه هو السميع العليم وان يريدوا ان يخدعوك فان حسبك الله هو الذى ايدك بنصره وبالمومنين﴾ (الانفال)

''اور اگر وہ صلح کے لیے جھکیں تو تو بھی جھک اور خدا پر بھروسہ رکھ بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے اور اگر وہ تجھے دھوکا دینا چاہیں تو کچھ پرواہ نہیں کہ تجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے' اسی نے تجھ کو اپنی اور مسلمانوں کی نصرت ومدد سے تیری تائید کی ہے۔''

اسلام کی تبلیغ اور دعوت کی مشکلوں میں بھی خدا ہی کے اعتماد اور بھروسہ پر کام کرنے کی ہدایت ہے کہ وہ ایسی طاقت ہے جس کو زوال نہیں اور ایسی ہستی ہے جس کو فنا نہیں۔ اور زیادہ تفصیل ہم نے اسلامی تعلیم کے نویں حصے میں لکھ دی ہے۔

تعویذ گنڈے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ

(٤٥٥٦) وَعَنْ عِيْسٰى ابْنِ حَمْزَةَ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ وَبِهٖ حُمْرَةٌ فَقُلْتُ اَلَا تُعَلِّقُ تَمِيْمَةً فَقَالَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ اِلَيْهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۴۵۵۶) حضرت عیسیٰ بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عکیم ﷺ کے پاس گیا ان کو سرخی کی بیماری تھی یعنی پتی اچھلی ہوئی تھی تو میں نے عرض کیا آپ تعویذ گنڈا کیوں نہیں لٹکا لیتے؟ تو انہوں نے کہا اعوذ باللہ من ذالک میں اس خدا سے پناہ ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز لٹکا لے یا باندھ لے تو اسی کی طرف سونپ دیا جاتا اور سپرد کر دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٥٥٧) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْحُمَةٍ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ۔

(۴۵۵۷) حضرت عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں ہے منتر جنتر اور دم جھاڑ مگر نظر بد اور زہریلے جانور کے ڈسنے سے (احمد' ترمذی' ابوداؤد) یعنی نظر بد اور زہریلا اثر اتارنے کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں دعا پڑھنا جائز ہے۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تعویذ گنڈا لٹکانا درست نہیں ہے۔

(٤٥٥٨) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ بُرَيْدَةَ۔

(۴۵۵۸) اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو بریدہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(٤٥٥٩) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

(۴۵۵۹) حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٤٥٥٦۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ٤/ ٣١٠، ٣١١۔ سنن الترمذی ٢٠٧٢۔

٤٥٥٧۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٤/ ٤٣٦۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب فی تعليق التمائم ٣٨٨٤۔ ترمذی كتاب الطب باب ما جاء فی الرخصة فی ذلك ٢٠٥٧۔

٤٥٥٨۔ صحيح۔ سنن ابن ماجه كتاب الطب باب ما رخص فيه من الرقی ٣٥١٣۔

٤٥٥٩۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب ما جاء فی الرقی ٣٨٨٩۔ شریک القاضی مدلس ہے اور عن سے روایت ہے۔

((لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْحُمَةٍ اَوْ دَمٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

نہیں دم اور دعا جائز مگر نظر بد یا زہریلے جانور کے ڈسنے سے یا خون کے جوش مارنے سے۔ (ابوداؤد)

توضیح: دم سے مراد بعض علماء کے نزدیک ناک سے خون نکلنا ہے جسے نکسیر کہتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ عام خون ہے' تو بعض بعض دعائیں اس کے لیے ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے ایسے موقع پر یہ دعا پڑھ لیتے تھے۔

((بسم الله ارقيك من كل شیء يوذيك ومن شر كل شئی اوعين حاسد الله يشفيك بسم الله ارقيك.))

''اللہ کے نام کے ساتھ تیرے اوپر دم کرتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو تجھے ایذا پہنچائے اور ہر چیز کی اور حسد کرنے والی آنکھ کی برائی سے اللہ تعالیٰ تجھ کو شفاء دے' اللہ کے نام کے ساتھ میں یہ دم کرتا ہوں۔'' (مسلم۔ترمذی)

((بسم الله ارقيك والله يشفيك من كل داء فيك من شر النفثت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد.))

''اللہ کے نام کے ساتھ تیرے اوپر دم کرتا ہوں اور ہر بیماری اور جادوگر عورتوں کی برائی سے جو گرہوں میں پھونک مارنے والی ہیں اور حاسدوں کی برائی سے' تجھ کو شفاء دے۔'' (نسائی)

((بسم الله ارقيك من كل داء يشفيك من شر كل حاسد اذا حسد ومن شر كل ذی عين اللهم اشف عبدك ينكا لك عدوا ويمشی لك الٰی جنازة.))

''اللہ کے نام کے ساتھ تیرے اوپر دم کرتا ہوں اللہ تجھ کو ہر بیماری سے شفاء دے ہر حاسد کی برائی اور نظر والی آنکھ کی برائی سے اے اللہ! اپنے بندے کو شفاء دے جو تیرے دشمن کو زخمی کرے گا اور تیری کوشنودی کے لیے جنازہ کی طرف چلے گا۔'' (ابوداؤد)

(٤٥٦٠) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ اِلَيْهِمُ الْعَيْنُ اَفَاَسْتَرْقِیْ لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَاِنَّهٗ لَوْكَانَ شَیْءٌ سَابَقَ الْقَدْرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۵۶۰) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو بہت جلدی نظر لگ جاتی ہے تو کیا ان کی نظر بد کے دور کرنے کے لیے میں دعا کر کے دم کر دیا کروں آپؐ نے فرمایا ہاں اگر کوئی چیز تقدیر سے بھی آگے بڑھ جانے والی ہوتی تو وہ نظر ہے۔ کہ نظر بد تقدیر سے بھی آگے بڑھ جاتی ہے۔ (احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

(٤٥٦١) وَعَنِ الشِّفَآءِ بِنْتِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ ((اَلَا تُعَلِّمِيْنَ هٰذِهٖ رُقْيَةَ النَّمْلَةَ كَمَا عَلَّمْتِيْهَا الْكِتَابَةَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۵۶۱) حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تم حفصہ رضی اللہ عنہا کو اسی طرح منتر اور نملہ بیماری کی دعا سکھلا دو جس طرح تم نے ان کو لکھنا سکھایا ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لکھنا پڑھنا درست ہے' عورتوں کے لکھنے کے بارے میں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ عورتوں کو کتابت نہیں سکھانا چاہیے لیکن ان کی یہ بات صحیح نہیں ہے۔ عورتوں کے علمی اور عملی کارنامے بہت مشہور ہیں ہم ان کے علمی اور عملی کارناموں کو مختصراً اسوہ صحابیات سے نقل کر رہے ہیں جس سے آپ کو اس کا اصلی اندازہ ہو جائے گا۔

٤٥٦٠۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٦/ ٤٣٨۔ سنن الترمذی كتاب الطب باب ما جاء فی الرقية من لاعين ٢٠٥٩۔ ابن ماجه كتاب الطب باب من اسكر فی من العين۔ ٣٥١٠.

٤٥٦١۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب ما جاء فی الرقی ٣٨٨٧۔ الصحيحه ١٧٨.

علمی کارنامے

اسلامی علوم یعنی قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض، میں متعدد صحابیات کمال رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہن نے پورا قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ حضرت ہند بنت اسید، حضرت ام ہشام بنت حارثہ، حضرت رائطہ بنت حیان اور حضرت ام سعد بنت سعد ابن ربیع رضی اللہ عنہم بعض حصوں کی حافظ تھیں۔ حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا قرآن مجید کا درس بھی دیتی تھیں۔

تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص کمال تھا چنانچہ صحیح مسلم کے آخر میں ان کی تفسیر کا معتد بہ حصہ منقول ہے۔

حدیث میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن عموماً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا خصوصاً تمام صحابیات سے ممتاز تھیں۔ ان کے علاوہ حضرت ام عطیہ اور حضرت اسماء بنت ابوبکر، حضرت ام ہانی اور حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہن بھی کثیر الروایۃ گزری ہیں۔

فقہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتاوے اس قدر ہیں کہ متعدد ضخیم جلد میں تیار ہو سکتی ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاوے سے ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے حضرت صفیہ، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن کے فتاوے سے ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے حضرت صفیہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت جویریہ، حضرت میمونہ، حضرت فاطمہ زہرا، حضرت ام شریک، حضرت ام عطیہ، حضرت اسماء بنت ابوبکر، حضرت لیلیٰ بنت قائف، حضرت خولہ بنت تویت، حضرت ام درداء، حضرت عاتکہ بنت زید، حضرت سہلہ بنت سہیل، حضرت فاطمہ بنت قیس، حضرت زینت بنت ابوسلمہ، حضرت ام ایمن، حضرت ام یوسف، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن کے فتاوے ایک مختصر رسالہ میں جمع کیے جا سکتے ہیں۔

فرائض میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص مہارت تھی اور بڑے بڑے صحابہؓ ان سے فرائض کے متعلق مسائل دریافت کرتے تھے۔

اسلامی علوم کے علاوہ اور علوم میں بھی صحابیات دستگاہ رکھتی تھیں مثلاً علم اسرار میں حضرت ام سلمہؓ کو پوری واقفیت تھی خطابت میں حضرت اسماء بنت سکن رضی اللہ عنہا کا خاص شہرہ تھا تعبیر میں حضرت اسماء بنت عمیسؓ مشہور تھیں۔

طب اور جراحی اور رفیدہ اسلمیہ، ام مطاع، ام کبشہ، حمنہ بنت جحش، معاذہ، لیلیٰ، امیمہ، ام زیاد، ربیع بنت معوذ، ام عطیہ، ام سلیم رضی اللہ عنہن کو زیادہ مہارت تھی۔ رفیدہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ جس میں جراح خانہ بھی تھا مسجد نبویؐ کے پاس تھا۔

شاعری میں خنساء، سعدیٰ، صفیہ، عاتکہ، امامہ مریدیہ، ہند بنت حارث، زینت بنت عوام اروی، عاتکہ بنت زید، ہند بنت اثاثہ، ام ایمن، قتیلہ عبدریہ، کبشہ بنت رافع، میمونہ بلویہ رضی اللہ عنہن زیادہ نامور ہیں۔ حضرت خنساء کا جواب آج تک عورتوں میں نہیں پیدا ہوا۔ ان کا دیوان چھپ چکا ہے۔

عملی کارنامے

اس سے مراد صنعت و حرفت ہے جس میں حیاکت۔ فلاحت، کتابت، تجارت اور خیاطت وغیرہ داخل ہیں۔ اسد الغابہ اور مسند احمد بن حنبل کی متعدد روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیات رضی اللہ عنہن عموماً کپڑا بنا کرتی تھیں جو ان کو اور ان کی اولاد کو کافی ہوتا تھا۔

کاشتکاری تمام صحابیات نہیں کرتی تھیں بلکہ وہ مدینہ یا دیگر سرسبز مقامات کے باشندوں کے ساتھ مخصوص تھی۔ مدینہ میں عموماً انصار کی عورتیں کاشتکاری کرتی تھیں۔ مہاجر عورتوں میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بھی یہی مشغلہ تھا۔

کتابت (لکھنا) بہت سی صحابیات جانتی تھیں۔ چنانچہ حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کو اس میں خاص طور پر شہرت حاصل ہے۔ جنہوں نے ایام جاہلیت ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ شفاء کے علاوہ حضرت حفصہ، ام کلثومؓ بنت عقبہ اور کریمہ بنت المقداد رضی اللہ عنہن بھی لکھنا جانتی تھیں حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کو اگرچہ پڑھنا آتا تھا۔ لیکن لکھنا نہیں آتا تھا۔

صحابیات میں بعض عورتیں تجارت بھی کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت نہایت وسیع پیمانہ پر شام سے تھی۔ خولہ، ملیکہ، ثقفیہ اور بنت مخرمہ عطر رضی اللہ عنہا کی تجارت کیا کرتی تھیں۔

سینا پرونا عام تھا چنانچہ فاطمہ بنت شبیہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے حالات سے اس کا پتہ چلتا ہے شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات میں انصار کی لڑکیاں گیت گا لیتی تھیں۔ بلکہ کبھی کبھی شادی بیاہ اور خوشی کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی اشعار گائے ہیں۔ اور فریعہ بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے جو حدیث روایت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی تھی۔ مدینہ میں ایک بی بی تھی جن کا نام ارنب رضی اللہ عنہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو انصار کی بعض شادیوں میں گیت گانے کے لیے بھیجا ہے ارنب رضی اللہ عنہا کا تذکرہ اصابہ میں آیا ہے۔

ازواج مطہرات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا لحن کے ساتھ قرآن مجید پڑھتی تھیں اور خاص کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لہجہ اور طرز پر پڑھ سکتی تھیں۔

نظر بد کی ہلاکت خیزی

(٤٥٦٢) وَعَنْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاٰى عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَارَاَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخْبَأَةٍ قَالَ فَلُبِطَ سَهْلٌ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَّكَ فِيْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَاللّٰهِ مَا يَرْفَعُ رَاسَهٗ فَقَالَ ((هَلْ تَتَّهِمُوْنَ لَهٗ اَحَدًا)) فَقَالُوْا اتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيْعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَامِرًا فَتَغَلَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ ((عَلَامَ يَقْتُلُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ اَلَّا بَرَّكْتَ اغْتَسِلْ لَهٗ)) فَغَسَلَ لَهٗ عَامِرٌ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَاَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ اِزَارِهٖ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّ عَلَيْهِ فَرَاحَ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ لَهٗ بَاسٌ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(٤٥٦٢) حضرت امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو غسل کرتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم ان کی طرح کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کسی پردہ نشین عورت کے چمڑے کو............ ان کے چمڑے سے زیادہ اچھا نہیں دیکھا............ یعنی یہ بہت گورے چٹے خوبصورت ہیں۔ اس کے ان لفظوں سے سہل بن حنیف غسل کرتے کرتے زمین پر گر پڑے اور ماہی بے آب کی طرح زمین پر تڑپنے لگے انہیں اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا آپ سہل بن حنیف کے علاج کی طرف توجہ مبذول فرمائیں گے خدا کی قسم وہ اپنا سر بھی نہیں اٹھا سکتے' نظر بد کا اثر ان پر زہر کی طرح سرایت کر گیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم اس نظر بد کے لگانے میں کسی کو متہم سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارا خیال یہی ہے کہ عامر بن ربیعہ کی نظر لگی ہے کیونکہ انہوں نے ان کو غسل کرتے ہوئے دیکھ کر ایسا ایسا کہا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ تم اس کو بلا لاؤ۔ چنانچہ بلائے گئے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے بھائی کو کیوں قتل کرنے چاہتے ہو یعنی ایسی بات کہہ کر کیوں نظر بد لگا کر مارنا چاہتے ہو یعنی ان کے اوپر غصے کا اظہار فرمایا انہیں اپنے بھائی کو خیر و برکت کی دعا دینی چاہیے اور ماشاء اللہ وغیرہ کے لفظوں سے یاد کرنا چاہیے۔ غسل کرو اور اس کے پانی کو اس پر ڈال دو۔ عامر بن ربیعہ نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور دونوں پیر ٹخنوں سمیت اور اپنی لنگی کے نیچے کے حصے کو دھو کر پیالے میں پانی ڈالا اور پھر وہ پانی ان پر ڈال دیا گیا چنانچہ وہ اچھے اور تندرست ہو گئے اور نظر بد کا اثر اتر گیا اور ان لوگوں کے ساتھ چلے گئے انہیں کوئی تکلیف نہیں تھی۔ (شرح سنہ)

٤٥٦٢۔ اسنادہ صحیح۔ شرح السنۃ ١٢/ ١٦٤ ح ٣٢٤٥۔ ابن ماجہ ٣٥٠٩۔ موطا امام مالک کتاب العین باب الوضو من العین۔ ٢/ ٩٣٩ ح ٨١١۔

(٤٥٦٣) وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَفِي رِوَايَتِهِ قَالَ اِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّأْ لَهٗ فَتَوَضَّأَ لَهٗ.

(۴۵۶۳) اور امام مالک کی روایت میں اس طرح ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ نظر حق ہے وضو کرو۔ انہوں نے وضو کیا جیسا کہ پہلے بیان آچکا ہے۔

نبی کریم ﷺ نظر بد سے پناہ مانگتے تھے

(٤٥٦٤) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ ؓ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْاِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَخَذَبِهِمَا وَتَرَكَ مَاسِوَاهُمَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(۴۵۶۴) حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ دونوں سورتیں ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اتریں تو آپ نے ان دونوں سورتوں کو پڑھنا شروع کیا اور اس کے علاوہ اور دعاؤں کا پڑھنا چھوڑ دیا۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

توضیح: یہ دونوں سورتیں پناہ مانگنے کے لحاظ سے بہترین سورتیں ہیں' حدیثوں میں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے ہم نے اسلامی وظائف میں یہ لکھا ہے کہ معوذتین قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس پناہ مانگنے کے لیے بہترین سورتیں ہیں جادو کیے ہوئے آدمی پر پڑھ کر دم کرنے سے وہ اچھا ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ پر ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا۔ آپ نے ان دونوں سورتوں کو پڑھ پڑھ کر اپنے جسم مبارک پر دم کیا۔ جادو کا اثر دور ہو گیا۔ سوتے وقت آپ ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے تمام جسم مبارک پر پھیر لیتے اسی طرح یہ عمل تین مرتبہ کرتے اور بھی اس کے بہت سے فضائل ہیں۔

(٤٥٦٥) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ رُءِ یَ فِيْكُمُ الْمُغَرِّبُوْنَ قُلْتُ وَمَا الْمُغَرِّبُوْنَ قَالَ الَّذِيْنَ يَشْتَرِكُوْنَ فِيْهِمُ الْجِنُّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ خَيْرُ مَا تَدَاوَيْتُمْ فِيْ بَابِ التَّرَجُّلِ.

(۴۵۶۵) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تم لوگوں میں مغربون دکھائی دے جاتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مغربون کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ ہیں کہ جن ان میں شریک ہو جاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی جو لوگ اپنی بیوی سے جماع کرتے وقت دعا: ((بسم الله اللهم جنبنا الشيطان وجنب الشيطان مارقتنا۔)) وغیرہ نہیں پڑھتے ہیں تو شیطان بھی اس عورت کی فرج میں جماع کرتا ہے اور انزال کرتا ہے تو انسان اور جن دونوں کا نطفہ اس میں شریک ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کو مغرب کہا جاتا ہے۔ جب آدمی ایسے وقت میں ذکر الٰہی نہیں کرتا تو یہ نوبت آتی ہے۔ ہم نے اسلامی وظائف میں استعاذہ اور بسملہ کے فضائل میں یہ لکھا کہ:

> ''حضرت جعفر بن محمد ؒ فرماتے ہیں کہ اگر جماع کے وقت بسم اللہ الخ نہ پڑھی تو اس آدمی کے ذکر یعنی (عضو تناسل) پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ جماع کے وقت جبکہ وہ بسم اللہ نہیں کہتا تو شیطان بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ جماع کرتا ہے اور مرد کی طرح اس فرج میں انزال کرتا ہے۔''

٤٥٦٣۔ اسناده صحيح۔ سنن الترمذی كتاب الطب باب ما جاء في الرقية بالموذتين ٢٠٥٨۔ ابن ماجه كتاب الطب باب من استرقى من العين ٣٥١١.

٤٥٦٤۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب في الصبي يولد ٥١٠٧۔ ابن جریج مدلس اور ام حمید غیر معروف ہے۔

٤٥٦٥۔ الترمذی الحديث رقم: ٢٠٥٣.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ میری بیوی جو سو کر بیدار ہوئی تو اس کی شرمگاہ میں آگ کا ایک شعلہ تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ شیطان کی وطی ہے۔ تو جماع کے وقت ((بسم الله اللهم جنبنا الشيطان وجنب الشيطان ما رزقتنا .)) ضرور پڑھ لیا کرو۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

معدہ سارے جسم کی اصلاح کا مرکز ہے

(٤٥٦٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمِعدَةُ حَوْضُ الْبَدَنِ وَالْعُرُوْقُ اِلَيْهَا وَارِدَةٌ فَاِذَا صَحَّتِ الْمِعدَةُ صَدَرَ الْعُرُوْقُ بِالصِّحَةِ وَاِذَا افسَدَتِ الْمَعْدَةُ صَدرَتِ الْعُرُوْقُ بِالسَّقَمِ .))

(۴۵۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اس حوض کی طرف آتی ہیں جب معدہ درست رہے گا تو سب رگیں بھی درست رہیں گی اور جب معدہ خراب ہو جائے گا تو سب رگیں بیماری کی وجہ سے خراب ہو جائیں گی۔ (بیہقی)

توضیح: یعنی انسانی بدن کے لیے معدہ گویا حوض ہے اور سب رگیں گویا نالیاں ہیں جو حوض میں آ کر گرتی ہیں اور ان کا اثر تمام رگ و پٹھے میں پہنچ جاتا ہے۔ جب معدہ ٹھیک رہے گا تو سب رگیں اور نالیاں بھی ٹھیک رہیں گی جسم میں اچھا خون پہنچے گا اور سارا جسم تندرست رہے گا اور جب معدہ خراب ہو گیا تو انہیں رگوں کے ذریعہ جسم میں خرابیاں پیدا ہوں گی' اسی لیے حکم ہے کہ معدہ کی اصلاح کرو۔

''حاذق'' میں معدے کی تشریح اور منافع کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ''معدے کو انگریزی میں اسٹامک (Stamach) کہتے ہیں۔ مشک کے مانند عضو ہے جو جوف شکم میں اوپر کی طرف کو واقع ہے۔ اس میں غذا ہضم ہوتی ہے اس کا چوڑا سرا اوپر اور بائیں جانب حجاب حاجز سے نیچے تلی کی طرف کو۔ لیکن اس کا لمبا سرا دائیں طرف جگر کے زیریں سطح کے نیچے کو ہوتا ہے اس کے دوسرے اور دو رخ ہوتے ہیں۔ بائیں طرف کا سرا باقی حصوں کی نسبت بڑا ہوتا ہے جس کو تلی والا سرا کہتے ہیں اور دائیں جانب کا سرا جس کو آنت والا سرا کہتے ہیں۔ جگر کے زیریں سطح کے برابر ہوتا ہے۔ بائیں سرے کا سوراخ مری کے سوراخ سے ملا رہتا ہے اور دائیں سرے کا سوراخ امعاء اثناعشری یا بارہ انگشتی آنت کے سوراخ سے ملا رہتا ہے۔ اور سوراخ میں ایک کواڑی لگی رہتی ہے جو آنت میں پہنچی ہوئی غذا کو معدہ میں پس جانے سے روکے رہتی ہے اس کو تین حصے میں منقسم کرتے ہیں۔ مری فم معدہ اور قعر معدہ۔ مری حلق کے سوراخ سے شروع ہو کر سینے کی ہڈی کے آخری سرے تک آنے والی غذا کی نالی یا راستہ کا نام ہے جس کا بیان پہلے تحریر کیا جا چکا ہے۔ مری کے انتہا اور معدہ کے ابتدائی حصہ کا نام فم معدہ (معدہ کا منہ) ہے اور باقی حصہ کو قعر معدہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

معدہ کی ساخت

معدہ کی ساخت میں گوشت' پٹھے' عروق اور شرائین اور لعاب دار جھلی وغیرہ شامل ہیں اس کے چار طبق ہوتے ہیں بیرونی اوپر والا۔ طبق' آب دار جھلی کا۔ اس کے نیچے والا دوسرا طبق عضلاتی اور اس کے نیچے والا تیسرا طبق خانہ دار جھلی کا۔ جس میں عروق اور اعصاب ہوتے ہیں اور چوتھا اندرونی طبق لعاب دار جھلی کا ہوتا ہے۔ یہ طبق چکنا اور ملائم ہوتا ہے اور اس میں چھوٹے چھوٹے غدود ہوتے ہیں جس سے

٤٥٦٦۔ موضوع۔ شعب الایمان ٥٧٩٦۔ الضعیفه ١٦٩٢ .

رطوبت معدی یا غذاء کو ہضم کرنے والی رطوبت پیدا ہوتی ہے جو غذا میں مل کر ہضم کے فعل میں امداد کرتی ہے۔ معدہ تقریباً ۱۲ سے ۱۵ انچ تک لمبا اور ۴ انچ چوڑا اور خالی حالت میں ساڑھے چار اونس (۱۴ تولہ) وزنی ہوتا ہے۔

منافع

جب ہم کوئی چیز کھاتے ہیں تو موٹی اور سخت چیزیں دانتوں کے ذریعہ مہین اور باریک ہو کر اور منہ کا لعاب یعنی تھوک مل کر نرم اور ملائم ہو جاتی ہیں اور حلق کے سوراخ سے گزر کر بذریعہ مری یا غذاء کی نالی سے کھائی اور پی ہوئی چیزیں معدہ کے اندر پہنچتی ہیں۔ معدہ کی رطوبت ہاضم اس میں مل جاتی ہے اور معدہ کی حرارت اور قوت ہاضمہ ساری غذا کو ۳۔۴ گھنٹہ کے عرصے میں تحلیل کر کے مثل کشک تخمین (یعنی جو کے ستو۔ جو پانی میں گھولے گئے ہوں) کی شکل بنا دیتی ہے جس کو اطباء کیلوس کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ معدہ میں قوت ہاضمہ کا عمل ہونے کے بعد غذا یعنی کیلوس کا صاف اور رقیق حصہ بذریعہ ماساریقا باریک رگوں کے ذریعہ جو معدے سے جگر تک ہیں۔ جگر میں پہنچتا ہے۔

فعل جگر

تو وہاں جگر کی قوت ہاضمہ عمل کر کے اس کے اخلاط اور خون بناتی ہے جو اعضاء کی غذا اور پرورش کے لیے تمام جسم میں پہنچاتا ہے' کیلوس کا صاف اور رقیق حصہ بذریعہ ماساریقا جگر میں جذب ہونے کے بعد غلیظ حصہ معدہ کے زیریں سوراخ کے ذریعہ آہستہ آہستہ امعاء اثنا عشری میں آ جاتا ہے۔ یہاں پتہ سے جو ایک راستہ ہے اس کے ذریعہ صفراء آ کر فضلہ میں مل جاتا ہے اور لبلبہ کے سوراخ کے ذریعہ ایک رطوبت آ کر ٹپکتی ہے جو اس فضلہ کے پھر دو حصے کر دیتی ہے اس کا رقیق حصہ انتڑیوں کی پرورش کے لیے انتڑیوں کی جاذب عروق جذب کر لیتی ہیں اور دوسرا غلیظ حصہ جو جسم کی پرورش کے لیے درکار نہیں۔ فضلہ یا براز بن کر انتڑیوں کے نیچے گزر کر پائخانہ کی راہ باہر نکل جاتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ جملہ اعضاء کی غذا کا معدہ ہی کفیل ہے کیونکہ کوئی عضو ضرورت کے وقت براہ راست غذا طلب نہیں کر سکتا بلکہ ہر عضو کے لیے غذا کا انتظام معدہ ہی کو کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی معدہ میں کوئی خرابی لاحق ہوتی ہے تو تمام اعضاء غذا نہ پہنچنے کی وجہ سے ایک حد تک معطل اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ پس اگر معدہ کی خرابیوں کو ام الامراض (بیماریوں کی ماں) کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کی تندرستی اور سلامتی پر انسان کی تندرستی اور سلامتی کی بقا ہے۔

جو لوگ چاہتے ہیں کہ صحیح اور تندرست رہیں وہ پہلے معدہ کی حالت کو درست کرنے کی کوشش کریں۔ معدہ کے امراض چونکہ اکثر تخمہ اور بدہضمی کی وجہ سے ہوا کرتے ہیں اسی لیے ان اسباب سے جو بدہضمی پیدا کرنے والے ہوں حتی الامکان پرہیز کریں۔ بھوک سے زیادہ کھانا' غلیظ دیر ہضم' نفاخ اور تبخیر پیدا کرنے والی چیزوں کا استعمال کرنا' ایک کھانے کے پوری طرح ہضم نہ ہونے سے پہلے دوسری غذا کا کھانا۔ کچی اور پوری طرح نہ پکی ہوئی غذائیں کھانا' پیٹ بھر کر فوراً کوئی ثقیل اور شدید حرکت کرنا' یا محنت و ریاضت کرنا یا کھانا کھانے کے بعد فوراً سو جانا۔ یا کھانا کھانے کے بعد ضرورت سے زیادہ پانی پینا۔ خصوصاً سرد پانی پینا وغیرہ ایسے اسباب ہیں جو ہاضمہ کے فعل میں خراب پیدا کر کے بدہضمی یا دیگر امراض معدہ پیدا کرتے ہیں۔

پس حافظ صحت کو چاہیے کہ کھانا کھانے میں دو چار لقموں کی اشتہا باقی ہو کہ دستر خوان سے ہاتھ علیحدہ کریں۔ یہ تجربہ ہے کہ زیادہ کھانے والے اشخاص قوی اور فربہ نہیں ہو سکتے بلکہ جو لوگ بھوک سے ایک دو لقمہ کم کھانے کے عادی ہوتے ہیں ان کی نہ صرف صحت ہی اچھی ہوتی ہے بلکہ ان کا بدن معتدل غذا سے پوری طرح فائدہ حاصل کرتا ہے اور خوب موٹا اور قوی ہوتا ہے۔

جو کھانا طبیعت کو مرغوب نہیں ہوتا اس کا استعمال کرنا بھی نقصان دیتا ہے اس کے زبردستی کھانے سے اور معدہ میں پہنچنے کے بعد دو حالتیں ہوتی ہیں اگر وہ ہلکا ہوتا ہے تو۔ قے کے ذریعے اور اگر بھاری ہوتا ہے تو اس کو دستوں کے ذریعہ سے طبیعت نکال دیتی ہے جو لوگ

صفراوی مزاج کے ہوتے ہیں اور جن کے معدہ میں زیادہ حرارت ہوتی ہے ان کو کھانے کے درمیان پانی پی لینا یا کھانا کھانے کے بعد دو چار گھونٹ ٹھنڈا پانی ضرور پی لینا چاہیے۔

راقم الحروف احقر الانام عبدالسلام بستوی سلفی مترجم مشکوٰۃ عرض کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی قابل قدر و عمل ہے حدیث شریف کا خلاصۂ مطلب یہی ہے کہ انسان گویا ایک باغ کا درخت ہے اور معدہ حوض کی طرح ہے۔ اور شریانیں اور دیگر رگ و پٹھے نالے اور کیاریوں کی طرح ہیں' حوض میں اگر صاف ستھرا پانی رہے گا تو ان نالیوں کے ذریعے سے تمام جگہ پہنچ جائے گا اور درخت ہرا بھرا سرسبز د شاداب رہے گا خشکی و پژمردگی اور افسردگی نہیں رہے' یعنی اگر صالح اور صحیح غذا حوض یعنی معدہ میں پہنچی اور قدرتی مشین کے ذریعہ سے تمام غذا کی تحلیل و تسہیق ہوگئی تو لطیف اجزاء یعنی صحیح خون وغیرہ ان رگوں کے ذریعہ سے تمام جسم میں پھیل جائے گا جس سے جسم تندرست خوشرو سرسبز و شاداب رہے گا اور اس کی زندگی نہایت عیش و آرام سے گزرے گی اور اگر خراب غذا حوض یعنی معدہ میں پہنچی تو اس اس سے خراب چیزیں پیدا ہو کر تمام جسم میں پھیل جائیں گی اور جسم تندرستی کی حد سے نکل کر مختلف امراض و اسقام کا شکار ہو کر رہ جائے گا اور اگر اس غذا سے حلال غذا مراد لی جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ حلال غذا کے اسرار اور اثرات سب سے اچھے ثابت ہوتے ہیں۔

اس کا اشارہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے:

((ان اللہ طیب لایقبل الا طیبا وان اللہ امر للمومنین بما امربہ المرسلین فقال یایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا وقال اللہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا کلوا من طیبات مارزقنکم ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یا رب یارب مطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغزی حرام فانیٰ یستجاب لذالک .)) (مسلم و ترمذی)

”یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے' اللہ تعالیٰ نے جو نبیوں اور رسولوں کو حکم دیا ہے وہی مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو۔ ان پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے پراگندہ حال گرد آلود اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف دراز کر کے کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! یعنی گڑگڑا کر دعا مانگتا ہے کہ خدایا تو ایسا کر۔ یہ دے وہ دے۔ حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے۔ اس کا پینا حرام ہے اور اس کا پہننا حرام ہے اور مال حرام سے ہی اس کی پرورش کی گئی ہے تو اس کی دعا کس طرح قبول کی جائے گی۔“

اس حدیث کا مطلب بالکل صاف ہے۔ تو معدے میں اگر حلال روزی پہنچی ہے تو اس سے خلط صالح یعنی اعمال صالحہ کا صدور ہوا اور اگر حرام روزی پہنچی ہے تو خلط فاسد یعنی برے افعال صادر ہوں گے اور رزق حلال سے اگر روحانی اور جسمانی دونوں مراد لیے جائیں تو زیادہ بہتر ہوں گے روحانی غذا سے مراد صحیح تعلیم و تربیت ہے یعنی صحیح تعلیم و تربیت سے انسان صحیح معنوں میں انسان رہے گا اور غلط تعلیم و تربیت سے برے اخلاق و عادات پیدا ہوں گے۔

جب حضور ﷺ کو بچھو نے کاٹ لیا

(۴۵۶۷) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ

(۴۵۶۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھ رہے تھے کہ آپؐ نے اپنا دست مبارک زمین پر رکھا تو بچھو نے ڈس لیا تو

۴۵۶۷۔ صحیح۔ شعب الایمان باب ۲۵۷۵۔ الصحیحہ ۵۴۸ .

فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَنَا وَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَعْلِهِ فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَمَآءٍ فَجَعَلَهُ فِيْ اِنَآءٍ ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّهُ عَلٰى اِصْبَعِهِ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ۔ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے جوتیوں سے کچل دیا اور مار ڈالا نماز کے بعد آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے کہ نمازی اور غیر نمازی یا نبی اور غیر نبی کسی کو بغیر ڈسے نہیں چھوڑتا پھر آپ ﷺ نے نمک اور پانی منگوا کر ایک برتن میں رکھا پھر اس پانی کو اس انگلی پر جہاں بچھو نے کاٹ کھایا تھا۔ ڈالنا شروع کیا اور اس پر ہاتھ پھیرنے لگے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے گئے۔ (بیہقی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو سانپ بچھو کاٹ کھائے تو اس پر نمک کا پانی ڈالنا چاہیے اور ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر پھونکنا چاہیے تا کہ اس کا اثر جاتا رہے۔ غالباً اس رات کی نماز سے تہجد کی نماز مراد ہے۔

رسول رحمت ﷺ کے بالوں سے رحمت الٰہی کا حصول

(٤٥٦٨) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَهْلِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَآءٍ وَكَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانُ عَيْنٌ اَوْشَيْءٌ بَعَثَ اِلَيْهَا مِخْضَبَه فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يُمْسِكُهُ فِيْ جُلْجُلٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ قَالَ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَاَيْتُ شَعْرَاتٍ حَمْرَآءَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

(۴۵۶۸) حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے پانی کا ایک پیالہ مجھے دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اس وقت میں بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اگر کسی انسان کو نظر بد لگ جاتی یا اس کے علاوہ کوئی اور تکلیف پہنچ جاتی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کو جو ان کے پاس تبرک کے طور پر بچے ہوئے تھے پانی میں گھنگول کر یعنی دھو کر ان بالوں کو اپنے پاس رکھ لیتیں اور آپ کے موئے مبارک کے دھوئے ہوئے پانی کو واپس کر دیتیں اس پانی کو بیمار کے جسم پر چھڑک دیا جاتا یا پلا دیا جاتا تو اچھا ہو جاتا اسی لیے میرے گھر والوں نے مجھے پانی کا پیالہ دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تھا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو پانی کا پیالہ دیکھ کر سمجھ گئیں کہ اس کام کے لیے آیا ہے تو انہوں نے ایک چاندی کی نلکی نکالی۔ جس میں رسول اللہ ﷺ کے بال نہایت حفاظت سے رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس چاندی کی نلکی میں پانی ڈال کر ہلانا شروع کیا تو میں نے اس نلکی میں جھانک کر دیکھا تو سرخ سرخ بال میں نے دیکھے تو آپ کے موئے مبارک کا پانی بیماری کو پی لیتا تو اللہ کے حکم سے شفاء یاب ہو جاتا۔ (بخاری)

توضیح: رسول اللہ ﷺ کا پسینہ اور آپ کا موئے مبارک باعث شفاء اور تبرک تھا۔ یہ خصوصیت صرف رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کے ساتھ تھی اس پر غیر نبی کے بالوں میں قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ مگر شرط یہی ہے کہ صحیح سند کے ساتھ اگر اصلی بال رسول اللہ ﷺ کے کسی کے پاس موجود ہوں تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اس طریقے کے موافق عمل کرے تو جائز ہے۔ بعض جگہ مصنوعی موضوع بال رکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور اس کو زیارت بنا کر میلہ ٹھیلہ لگاتے ہیں اور ان بالوں کا صحیح پتہ اور سند نہیں ہے اس کو حضور کا بال کہنا سخت جہالت اور زبردست غلطی ہے خدا ہم سب کو ایسی جہالت سے بچائے۔ آمین۔

(٤٥٦٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

(۴۵۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ کھنبی زمین کی چیچک ہے۔ تو

٤٥٦٨۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب ما یذکر فی الشیب ٥٨٩٦۔

٤٥٦٩۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الکماۃ والعجوۃ ٢٠٦٨، ٢٠٦٩۔

الْكُمَأَةُ جُدَرِیُّ الْاَرْضِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْكُمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآءُ هَا شِفَآءٌ لِلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِیَ شِفَآءٌ مِنَ السَّمِّ)) قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاَخَذْتُ ثَلٰثَةَ اَكْمُوْءٍ اَوْخَمْسًا اَوْسَبْعًا فَعَصَرْتُهُنَّ وَجَعَلْتُ مَآءَ هُنَّ فِیْ قَارُوْرَةٍ وَكَحَلْتُ بِهٖ جَارِيَةً لِیْ عَمْشَآءَ فَبَرَأَتْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھنبی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے باعث شفاء ہے اور عجوہ کھجور جنت سے ہے اور یہ عجوہ کھجور زہر کے لیے باعث شفاء اور تریاق ہے۔ راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو سن کر پانچ یا سات کھنبیاں میں نے لے کر اس کو کچل کر اس کا پانی ایک شیشی میں نچوڑ لیا۔ میری خادمہ لونڈی چندھی ہوگئی تھی تو بطور سرمہ کے اس نے لگایا تو وہ اچھی ہوگئی۔ (ترمذی)

توضیح: من وسلویٰ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں میں سے دو خصوصی نعمتیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کو عطا کی گئی تھی لیکن کما حقہ اس کی قدر انہوں نے کی اور اس سے ادنیٰ چیز کا مطالبہ کیا جن کا بیان قرآن مجید میں آچکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یاد دہانی کے طور پر فرمایا تم کو بھی من جیسی نعمت مفت عطا کی گئی ہے کہ نہ اس کے بیج ڈالنے کی ضرورت ہے اور نہ باقاعدہ کاشت کرنے کی وہ تمہارے گھروں میں پیدا ہو جاتی ہے اس کو کھاؤ نہایت ہی لذیذ اور ذائقہ دار ہے۔ اس کا پانی نکال کر دوا کے طور پر آنکھ میں ٹپکاؤ تو باعث شفاء ہے۔

(٤٥٧٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلٰثَ غَدَوَاتٍ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ لَمْ يُصِبْهُ عَظِيْمٌ مِنَ الْبَلَاءِ.))

(۴۵۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر مہینے میں صبح کے وقت تین دن شہد چاٹ لیا کرے تو اس کو کبھی کوئی مصیبت اور بیماری نہیں رہے گی۔

توضیح: شہد کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ﴿فیه شفاء للناس﴾ یعنی شہد میں لوگوں کے لیے شفاء ہی شفاء ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ سوائے موت کے ہر بیماری کے لیے شفاء ہے خواہ اس کو تن تنہا استعمال کیا جائے یا کسی دوا کے ساتھ شامل کر کے استعمال کیا جائے دونوں طرح مفید ہے۔ اطباء نے اس کی بھی بڑی تعریف کی ہے۔

(٤٥٧١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَيْكُمْ بِالشِّفَائَيْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ)) رَوَاهُمَا ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَان وَقَالَ الصَّحِيْحَ اَنَّ الْاٰخِيْرَ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

(۴۵۷۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دو شفاؤں کو لازم کر لو۔ (۱) شہد (۲) قرآن مجید۔ (ابن ماجہ۔ بیہقی)

توضیح: دو شفاؤں کی توضیح اور تفسیر خود رسول اللہ ﷺ نے فرما دی ہے کہ ایک باعث شفاء شہد ہے جس کا بیان پہلے آچکا ہے اور دوسرا باعث شفاء قرآن مجید ہے جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وننزل من القراٰن ماهو شفاء للناس الخ﴾ ہم نے قرآن مجید کو اتارا ہے۔ جو لوگوں کے لیے باعث شفاء ہے۔ یعنی جسمانی بیماریوں کے لیے بھی اور روحانی بیماریوں کے لیے بھی۔

٤٥٧٠۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابن ماجه كتاب الطب باب العسل ٣٤٥٠۔ شعب الايمان ٥٩٣٨۔ زبیر بن سعید لین الحدیث اور عبدالحمید بن سالم مجہول راوی ہے۔

٤٥٧١۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابن ماجه كتاب الطب باب العسل ٣٤٥٢۔ ابو اسحاق مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

(٤٥٧٢) وَعَنْ اَبِیْ کَبْشَةَ الْاَنْمَارِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَمَ عَلٰی هَامَتِهٖ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَاحْتَجَمْتُ اَنَا مِنْ غَيْرِ سَمٍّ كَذٰلِكَ فِيْ يَافُوْخِيْ فَذَهَبَ حُسْنُ الْحِفْظِ عَنِّيْ حَتّٰی كُنْتُ اُلَقَّنُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِي الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ .

(۴۵۷۲) حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر مبارک کے درمیان میں سینگی لگوائی اس بیماری کی وجہ سے جو زہر آلود بکری کے گوشت کھانے سے پیدا ہوگئی تھی۔ معمر راوی نے بیان کیا بغیر کسی بیماری کے میں نے بھی سر میں سینگی لگوائی تو میرا اچھا حافظہ جاتا رہا حتیٰ کہ سورہ فاتحہ پڑھتے پڑھتے بھول جاتا تھا تو دوسرے لوگوں کی یاد دہانی کرانے سے پھر آگے پڑھتا تھا۔ (رزین)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت سینگی نہیں لگوانی چاہیے ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا۔

سینگی کا فائدہ

(٤٥٧٣) وَعَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ يَا نَافِعُ يَنْبَغُ بِيَ الدَّمُ فَاْتِنِيْ بِحَجَّامٍ وَّاجْعَلْهُ شَابًّا وَلَا تَجْعَلْهُ شَيْخًا وَلَا صَبِيًّا قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْحِجَامَةُ عَلَی الرِّيْقِ اَمْثَلُ وَهِيَ تَزِيْدُ فِي الْعَقْلِ وَتَزِيْدُ فِي الْحِفْظِ وَتَزِيْدُ الْحَافِظَ حِفْظًا فَمَنْ كَانَ مُحْتَجِمًا فَيَوْمَ الْخَمِيْسِ عَلٰی اِسْمِ اللّٰهِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْاَحَدِ وَاحْتَجِمُوْا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الثُّلٰثَاءِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ فَاِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِيْ اُصِيْبَ بِهٖ اَيُّوْبُ فِي الْبَلَاءِ وَمَا يَبْدُوْا جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ اَوْ لَيْلَةِ الْاَرْبِعَاءِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ .

(۴۵۷۳) حضرت نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے نافع! میرا خون جوش مار رہا ہے تم کسی سینگی لگانے والے کو بلا لاؤ وہ جوان آدمی ہو کمزور اور بڈھا نہ ہو کہ سینگی لگاتے وقت اس کا ہاتھ کانپے۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سینگی نہار منہ لگوانا زیادہ فائدہ مند اور بہتر ہے کیونکہ نہار منہ لگانے سے عقل بڑھ جاتی ہے اور حافظہ بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور حافظ کے حافظے کو بڑھا دیتی ہے۔ اور تم بدھ کے روز سینگی لگوانے سے بچتے رہو کیونکہ بدھ کے دن ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس میں خون بند نہیں ہوتا اور اسی روز حضرت ایوب علیہ السلام بلا میں مبتلا ہو گئے تھے' کوڑھ اور برص کی بیماری شروع ہوئی تھی یعنی اسی بدھ کے دن یا بدھ کی رات کو یہ بیماری ان کو لگ گئی تھی۔ اس واسطے احتیاطاً اس دن میں سینگی لگانا نہیں چاہیے۔

(٤٥٧٤) وَعَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْحِجَامَةُ يَوْمَ الثُّلٰثَاءِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ مِنَ الشَّهْرِ دَوَاءٌ لِدَاءِ السَّنَةِ)) رَوَاهُ حَرْبُ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْكِرْمَانِيُّ صَاحِبُ اَحْمَدَ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِذٰلِكَ هٰكَذَا فِي الْمُنْتَقٰی .

(۴۵۷۴) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ کی سترھویں تاریخ منگل کے دن سینگی لگانا مفید ہے اور سال بھر کی بیماریوں کے لیے سب سے بڑی دوا ہے۔ (منتقی)

(٤٥٧٥) وَرَوٰی رَزِيْنٌ نَحْوَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ .

(۴۵۷۵) اور اس کی مثل رزین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٤٥٧٢۔ سند نا معلوم ہے۔

٤٥٧٣۔ حسن۔ سنن ابن ماكه كتاب الطب باب فی ای الایام یحجم ٣٤٨٧ .

٤٥٧٤۔ اسناده ضعيف۔ متنقی الاخبار ١٨٧۔ نيل الاوطار ٨/ ٢٠٨۔ زید بن ابی الحواری ضعیف ہے۔

بَابُ الْفَالِ وَالطِّيَرَةِ

فال اور شگون کا بیان

فال کے معنی شگون کے ہیں یعنی کسی لفظ سے خوشی یا ناخوشی کا نتیجہ نکالنا۔ فال عموماً کسی اچھے لفظ کو سن کر اچھا نتیجہ نکالنے کو کہتے ہیں جیسا کہ حدیثوں میں آتا ہے۔ ان کان یتفال ولا یتطیر آنحضرت ﷺ اچھا فال لیتے تھے جس سے خوشی ہوتی ہے مثلاً بیمار نے ایک آواز سنی ''سالم یعنی تندرست وہ بھلا چنگا'' اس سے اپنے تندرست ہو جانے کا نتیجہ نکال لیا۔

اور لڑائی میں جاتے وقت ایک شخص ملا جس کا نام ظفر خاں تھا یا فتح علی اس سے اس نے اپنی فتح و کامیابی مراد لی۔ اور بدشگون نہیں لیتے تھے۔ نیک فال میں دل کو اطمینان اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی امیدواری ہوتی ہے۔ یہ امیدواری ہر حال میں بندے کے لیے بہتر ہے گو اس کی مراد پوری نہ ہو۔

اور بدفالی اس لیے منع ہے کہ اس میں خواہ مخواہ رنج اور تردد پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی اور اس کے رحم و کرم کی قطع امید ہوتی ہے۔

نہایہ میں نیک فال کی ایک مثال یہ لکھی ہے کہ مثلاً کوئی چیز گم ہو جائے اس کی تلاش کر رہا ہو اتنے میں یا واجد کی آواز آئی تو اس کو اپنی چیز کے دستیاب ہو جانے کی امید پیدا ہو جاتی۔ کان یتفال ویحب الاسم الحسن آنحضرت ﷺ نیک فال لیا کرتے اور اچھے نام کو پسند فرماتے اور برے نام کو بدل دیتے۔ قال یا رسول اللہ ما انفال فقال الکلمہ الصالحۃ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ فال کیا ہے۔ فرمایا اچھا کلمہ جس سے اپنی مراد حاصل ہونے کی توقع پیدا ہو۔ اصدق الطیرۃ الفال سچا شگون نیک فال ہے ایک روایت میں احسنھا الفال ہے یعنی عمدہ شگون اچھا فال لینا ہے۔

طیرۃ: اس کے معنی آنے کے ہیں اس سے عموماً شگون بد مراد لیا جاتا ہے عرب میں بھلائی اور برائی معلوم کرنے کے لیے پرندے کو اڑاتے تھے۔ اگر داہنے طرف اڑ جاتا تو اچھا سمجھتے اور بائیں طرف اڑتا تو اچھا نہیں سمجھتے قرآن مجید میں بھی کافروں نے شگون بد کے لیے اس کو استعمال کیا ہے چنانچہ سورہ یٰسین میں ہے: ﴿قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون﴾ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دیں گے۔ اور تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہنچے گی۔ ان رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے کیا اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم نصیحت کی جاوے بلکہ تم حد سے نکل جانے والے لوگ ہوئے ان کافروں نے رسولوں سے کہا کہ تمہارے آنے سے ہمیں کوئی برکت و خیریت تو ملی نہیں بلکہ اور برائی اور بدی پہنچی تم ہو ہی بدشگون لوگ جہاں جاؤ گے بلائیں برسیں گی سنو اگر تم اپنے اس طریقے سے باز نہ آئے اور یہی کہتے رہے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور سخت المناک سزائیں دیں گے رسولوں نے جواب دیا کہ تم خود بدشگون ہو تمہارے اعمال ہی برے ہیں اور یہی تم پر مصیبتیں لانے کی وجہ ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ یہی بات فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے مومنوں سے کہی تھی جب انہیں کوئی راحت ملتی تو کہتے ہم تو اس کے مستحق ہی

تھے اور اگر کوئی رنج پہنچتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مومنوں کی بدشگونی پر اسے محمول کرتے جس کے جواب میں جناب باری تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الا انما طائر ھم عند اللہ﴾ یعنی ان کی مصیبتوں کی وجہ ان کے اعمال بد ہیں جن کا وبال ہماری جانب سے انہیں پہنچ رہا ہے۔

تو خلاصہ یہ ہے کہ طیر شگون بد ہی کو کہتے ہیں اور اسی کے معنی میں ''زلم'' بھی ہوتا ہے جیسے کہ ایک حدیث میں ہے فاخرجت زلما میں نے ایک تیر نکالا فال کھولنے کے لیے زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ہاں دستور تھا کہ بغیر پیکان کے تیروں پر افعل اور لا تفعل لکھتے اور ان کو ترکش میں ڈال دیتے فال کھولتے وقت ایک تیر نکالتے۔ اگر افعل نکلتا تو اس کام کو کرتے اگر لا تفعل نکلتا تو نہ کرتے اگر سادہ تیر نکلتا تو پھر کھولتے۔ افسوس ہے کہ بعض شیعوں میں اب تک یہ طریقہ باقی ہے اور اس کا نام استخارہ ذات الرقاع رکھا ہے وہ کاغذ کے تین پرچے لیتے ہیں ایک پر افعل دوسرے پر لا تفعل اور تیسرا سادہ رکھتے ہیں پھر آنکھ بند کر کے ایک پرچہ اٹھاتے ہیں یا کسی بچہ سے اٹھوا لیتے ہیں' اگر افعل نکلتا ہے تو اس کام کو کرتے ہیں اور لا تفعل نکلتا ہے تو نہیں کرتے' سادہ پرچہ نکل آتا ہے تو کرنا اور اس کو نہ کرنا برابر سمجھتے ہیں اسی کو استقسام بالازلام کہتے ہیں۔

جیسے حدیث شریف میں آیا ہے: ((دخل البیت فرای ابراھیم واسمٰعیل بایدیھما الازلام فقال قاتلھم اللہ، واللہ لقد علموا انھما لم یستقسما بھا قط.)) آنحضرت ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور اندر گئے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مورتیں دیکھیں ان کے ہاتھوں میں فال کے پالنے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو غارت کرے۔ قسم خدا کی (یہ کمبخت) خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پانسوں پر فال نہیں کھولی نہ پانسے ڈال کر گوشت بانٹا۔ مشرک لوگ جب سفر میں جاتے یا شادی کرنا چاہتے یا اور کوئی بڑا کام تو ایک پانسے پر لکھتے کہ اللہ نے مجھ کو اس کام کا حکم دیا ہے ایک پر لکھتے اللہ نے مجھ کو اس کام سے منع کیا۔ ایک پانسہ خالی رکھتے اب اگر فال میں حکم کا پانسہ نکلتا تو اس کام کو کرتے۔ اگر ممانعت کا پانسہ نکلتا تو اس کام کو نہ کرتے اگر خالی پانسہ نکلتا تو پھر فال کھولتے یہاں تک کہ حکم یا ممانعت کا پانسہ نکلے۔

بعضوں نے کہا کہ مشرک لوگ قربانی کے جانور کا گوشت پانسے ڈال کر بانٹتے کسی کے حصے میں کم آتا کسی کو زیادہ مل جاتا' اسلام نے اس سے منع کیا۔ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذالکم فسق﴾ اور حرام کیا گیا ہے وہ جانور جو تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور جو چیز تیروں کے پانسوں سے تقسیم کی گئی ہو وہ بھی حرام ہے اور گناہ کے کام ہیں۔

تفسیروں میں لکھا ہے کہ ازلام سے وہ تیر مراد ہیں جو جاہلیت کے زمانے میں گوشت وغیرہ کے بانٹنے میں استعمال ہوتے تھے اور وہ ایک صورت قمار (جوئے) کی تھی جیسے آج کل چھٹی ڈالنے کی رسم ہے۔ لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ وغیرہ محققین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں جس سے مشرکین مکہ کسی اشکال اور تردد کے وقت اپنے ارادوں اور کاموں کا فیصلہ کرتے تھے' یہ تیر خانہ کعبہ میں قریش کے سب سے بڑے بت ہبل کے پاس رکھے تھے ان میں سے کسی پر امرنی ربی لکھا تھا (میرے پروردگار نے حکم دیا) کسی پر نھانی ربی تحریر تھا (میرے رب نے مجھ کو منع کر دیا) اسی طرح ہر تیر پر یوں ہی انکل پچو باتیں لکھ چھوڑی تھیں جب کسی کام میں تذبذب ہوا تو تیر نکال کر دیکھ لیتے اگر امرنی ربی والا تیر نکل آیا تو کام شروع کر دیا اور اس کے خلاف نکلا تو رک گئے۔ وعلی ھذا القیاس۔

گویا بتوں سے یہ ایک قسم کا مشورہ اور استعانت تھی چونکہ اس رسم کا مبنی خالص جہل شرک اوہام پرستی اور افتراء علی اللہ پر تھا اس لیے قرآن کریم نے متعدد مواقع میں نہایت تغلیظ وتشدید کے ساتھ اس کی حرمت کو ظاہر فرمایا ہے۔ اور حدیثوں میں بھی اس کی سختی سے تردید بیان کی گئی ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے۔

خلاصہ: یہ ہے کہ شگون اور بد فال اور نجومیت اور اظفاریت اور کہانت اور اس قسم کی غیب کی بات معلوم کرنے کا ذریعہ

شرک ہے کیونکہ غیب کی بات اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے یہ مردہ اور بے جان تیر اور پانسہ وغیرہ سے غیب کیسے معلوم ہو سکتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: ﴿وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو﴾ (الانعام) اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں' نہیں جانتا ہے ان کو مگر وہی۔

تقویۃ الایمان میں امام الموحدین' شہید ملت' حضرت شاہ مولینا محمد اسماعیل رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کے فائدے میں یہ لکھا ہے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتا دی ہیں جیسے آنکھ دیکھنے کو۔ کان سننے کو۔ ناک سونگھنے کو' زبان چکھنے کو' ہاتھ ٹٹولنے کو' عقل سمجھنے کو۔ اور وہ راہیں ان کے اختیار میں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں جیسے جب کچھ دیکھنے کو دل چاہا تو آنکھ کھول دی نہ چاہا تو بند کر دی جس چیز کا مزہ دریافت کرنے کا ارادہ ہوا منہ میں ڈال لیا نہ ارادہ ہوا نہ ڈالا' تو گویا کہ ان چیزوں کے دریافت کرنے کی کنجیاں ان کو دی ہیں جیسے جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل ان کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھول لے جب چاہے نہ کھولے اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے۔ جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں۔ سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کر جب چاہیے کر لیجیے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے کہ کسی ولی اور نبی کو یا کسی جن اور فرشتے کو' یا کسی پیر اور شہید' کو یا کسی امام اور امام زادے کو' یا کسی بھوت اور پری کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادے سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادے کے موافق نہ ان کی خواہش پر چنانچہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ بعضے بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوئی پھر جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتا دی۔

چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کی پھر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر و غم میں رہے پھر جب اللہ رب العالمین کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ وہ منافق جھوٹے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاک ہیں سو یقین یوں رکھنا چاہیے کہ غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے' اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب میں چاہوں اس سے غیب کی بات معلوم کر لوں اور آئندہ کی باتوں کو معلوم کر لینا میرے قابو میں ہے سو وہ بڑا جھوٹا ہے کہ یہ دعویٰ خدائی کا رکھتا ہے اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا جن و فرشتہ کو' یا امام و امام زادے کو' یا پیر و شہید کو' یا نجومی و رمال' یا جفار کو' یا فال دیکھنے والے کو یا برہمن و جوتشی کو' یا بھوت و پری کو ایسا جانے یا اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو ہو مشرک ہو جاتا ہے اور اس آیت سے منکر۔

اور جو یہ وسواس آتا ہے کہ بعضے وقت کوئی نجومی یا رمال یا برہمن یا شگون کچھ کہہ دیتا ہے تو وہ اس طرح ہو جاتا ہے تو اس سے ان کی غیب دانی ثابت ہے سو یہ بات غلط ہے اس لیے کہ بہت باتیں ان کی غلط بھی ہوتی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے اختیار میں نہیں ان کی اٹکل کبھی درست ہوتی ہے اور کبھی غلط اور یہی حال قرآن مجید کی فال کا ہے لیکن پیغمبروں کی وحی میں کبھی غلطی نہیں پڑتی سو وہ ان کے قابو میں نہیں اللہ تعالیٰ جو آپ چاہتا ہے سو بتا دیتا ہے ان کی خواہش کچھ نہیں چلتی۔ ﴿قال الله تعالىٰ قل لا لايعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله وما يشعرون ايان يبعثون﴾ (۲۷۔۶۵) اللہ تعالیٰ نے کہا سورہ نمل میں کہ کہو کہ نہیں جانتے جتنے لوگ ہیں آسمانوں میں اور زمین میں غیب کو مگر اللہ اور نہیں جز رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ لوگوں سے یوں کہہ دو کہ غیب کی بات سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ

آدمی نہ جن نہ کوئی چیز یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اچھے لوگ سب جانتے ہیں کہ ایک دن قیامت آئے گی اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ کب آئے گی سو ہر چیز کا معلوم کر لینا جوان کے اختیار میں ہوتا ہے یہ بھی معلوم کر لیتے ہیں۔

بہر حال غیب کی بات خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ نجومی نہ کاہن نہ رمال نہ جفار اور نہ فال دیکھنے والے اور نہ جوتشی۔ بعض لوگ پیروں کے من گھڑت فال ناموں سے غیب کی باتیں بتاتے ہیں۔ یا قرآن مجید کا کوئی صفحہ دیکھ کر یہ سب خود ساختہ باتیں ہیں۔ سچ مومن موحد کے لیے ایسا کرنا درست نہیں ہے ذیل میں حدیثوں کا ترجمہ لکھا جا رہا ہے۔ اس کی مزید توضیح و تفصیل بیان کیا جا رہا ہے۔ جو آپ کے سامنے ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

بدشگونی کچھ بھی نہیں

(٤٥٧٦) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ ((لَا طِیَرَةَ وَخَیْرُهَا الْفَالُ)) قَالُوْا وَمَا الْفَالَ قَالَ ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ یَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۵۷۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ شگون بد' کوئی چیز نہیں ہے اس کا فال بہتر ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ فال کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اچھا کلمہ جو تم میں سے کوئی سنے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی شگون بد لینے کی کوئی تاثیر نہیں ہے اور نہ اس سے فائدہ ہے بلکہ اس سے عقیدہ خراب ہوتا ہے نیک فال لینا البتہ حسن ظن کے اعتبار سے درست ہے جیسے کوئی بیمار لفظ سالم سن کر تندرستی پر استدلال کرے' یا کوئی جنگ میں جو سپاہی فتح اللہ یا فتح محمد کا نام سن کر اپنی کامیابی سمجھے تو یہ درست ہے۔

عقیدے کی خرابی کے کچھ امور

(٤٥٧٧) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۵۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کی بیماری نہیں لگا کرتی' اور نہ شگون بد کی کوئی حقیقت ہے' اور نہ اُلو اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ اور کوڑھی کو دیکھ کر اس طرح بھاگو جس طرح شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہو۔ (بخاری)

توضیح: (لا عدوی) اسم مصدر ہے۔ عرب لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ خارش اور بعضی بیماریاں متعدی ہوتی ہیں' لیکن شریعت نے اس کو باطل کیا بیماری بحکم الٰہی ہوتی ہے' نہ کہ کسی کی چھوت لگنے سے اور اس کی کھلی دلیل یہ ہے کہ ایک ہی گھر میں خارشت یا چیچک' یا طاعون یا ہیضہ بعضے آدمیوں کو ہوتا ہے اور بعض اس سے محفوظ رہتے ہیں۔

(لا طیرة) اس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

(لا هامة) نہ ہامہ کی کوئی اصل ہے۔ ہامہ ''الو'' کو کہتے ہیں عرب لوگ اس کو منحوس سمجھتے اور کہتے ہیں کہ جو شخص قتل کیا جائے اور اس کا قصاص نہ لیا جائے تو اس کی روح الو بن کر جا بجا پکارتی پھرتی ہے مجھ کو پلاؤ۔ جب اس کا قصاص لے لیا جاتا ہے تو اڑ جاتی ہے شریعت نے،

٤٥٧٦۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب الطیرة ٥٧٥٤۔ مسلم کتاب السلام باب الطهرة والفال ٢٢٢٣، ٥٧٩٨.

٤٥٧٧۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب الجذام ٥٧٠٧.

اس قسم کے عقیدے کو باطل کر دیا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اسی طرح سے صفر کے مہینے کو بھی بعض لوگ منحوس سمجھتے ہیں اس کی بھی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

انوار اللغات میں لکھا ہے: عرب لوگ سمجھتے تھے کہ صفر ایک قسم کا سانپ ہے جو پیٹ میں پیدا ہوتا ہے اور بھوک کے وقت آدمی کو ستاتا ہے اور یہ ایک متعدی بیماری ہے' آنحضرت ﷺ نے اس خیال کو باطل کیا۔ بعضوں نے کہا کہ یہاں صفر سے مراد یہ ہے کہ محرم کو پیچھے اور صفر کو مقدم کر دینا جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں ان مہینوں کے اندر تقدم اور تاخر کر لیا کرتے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ لوگ صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے۔ جیسا کہ اب تک بعض عورتیں اس ماہ صفر کو جس کو وہ تیرہ تیزی کا چاند بھی کہتی ہیں نامبارک خیال کرتی ہیں اسلام نے اس خیال کو باطل قرار دیا۔

اور جس کا عقیدہ کمزور ہو' اسے مجذوم یعنی کوڑھی سے دور رہنا چاہیے۔ احتیاطی طور پر خدانخواستہ اگر اس کی تقدیر میں یہی بیماری لکھی ہوئی ہے۔ تو ملنے جلنے سے یہی سمجھ لے گا کہ آمد و رفت سے یہ بیماری ہوگئی تو اس کا عقیدہ اور خراب ہو جائے گا اس لیے آپ نے دور رہنے کی تاکید فرمائی جس طرح ایک مرتبہ آپ نے ایک کوڑھی سے فرمایا تھا کہ زبانی بیعت میں نے کر لی ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملایا اور ایک مرتبہ آپ نے کوڑھی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی کھایا' حدیث میں آیا ہے: ((قال لمجذوم فی وفد ثقیف ارجع فقد بایعتك ثقیف .)) کے بھیجے ہوئے جو لوگ آئے تھے ان میں ایک شخص جذامی تھا آپ نے اس سے فرمایا لوٹ جا میں نے تجھ سے بیعت لے لی (آپ نے) فرمایا اس سے ہاتھ نہیں ملایا زبان سے فرما دیا کہ میں تجھ سے بیعت لے چکا۔ اور دوسری حدیث میں ہے: ((اخذ بید مجذوم فوضعها مع یدہ فی القصعة وقال کل ثقة بالله وتوکلا علیه .)) آپ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کی پیالی میں اپنے ساتھ شریک کر لیا اور فرمایا کھا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد سے (جو کچھ اس کی تقدیر اور مشیت میں ہے وہ ہوگا چھوت کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اگلی روایت میں ہے کہ آپ نے جذامی سے بیعت نہ کی وہ اس ڈر سے کہ کہیں ضعیف الیقین والے کو جذام ہو جائے اور وہ یہ سمجھے کہ جذامی سے ہاتھ ملایا اس وجہ سے یہ بیماری لگ گئی اس لیے مجھ کو الگ ہی رہنا بہتر ہے۔ بعضوں نے کہا آپؐ نے اس کو اس لیے پھیر دیا کہ دوسرے لوگ اس کو دیکھ کر حقیر نہ سمجھیں ان میں عجب اور غرور پیدا نہ ہو اس لیے کہ اس جذامی کو دوسرے لوگوں کا حال دیکھ کر (کہ ان کا بدن کیسا صاف ہے) رنج نہ پیدا ہو۔

ہمارے زمانے میں ڈاکٹروں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ بعض بیماریاں متعدی ہیں جیسے جذام' طاعون آتشک' سل وغیرہ مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ صرف وہم ہی وہم ہے۔ مشاہدہ اور تجربہ اس کے خلاف کہتا ہے بہت سے طاعون کی بیماروں کو لوگوں نے اپنی گود میں بٹھایا ہے نہلایا ہے۔ دھلایا ہے ان کے جسم کو ہاتھ لگایا ہے مگر ان کو طاعون نہیں ہوا اور بہت سے لوگ جوڑ کر ایسے مرضوں سے علیحدہ رہتے تھے وہ بیماری میں مبتلا ہو گئے پس جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی حق ہے۔

(٤٥٧٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاعَدْوٰی وَلَاهَامَةَ وَلَا صَفَرَ)) فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِی الرَّمَلِ لَكَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَیُخَالِطُهَا الْبَعِیْرُ الْاَجْرَبُ فَیُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

(۴۵۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بیماری کسی دوسرے کو نہیں لگا کرتی اور نہ الو پرندہ منحوس ہے اور نہ ستاروں میں فی ذاتہٖ کوئی تاثیر ہے اور نہ صفر کا مہینہ ہی منحوس ہے۔ یہ سن کر ایک گنوار نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہمارے اونٹوں کا عجیب حال ہے کہ وہ میدانوں میں اور جنگلوں میں ہرن کی طرح صاف ستھرے پاکیزہ اور

٤٥٧٨۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب لا هامة ٥٧٧٠ .

((فَمَنْ أَعْدَی الْأَوَّلَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. تندرست ہوتے ہیں' لیکن جب ان سے کوئی خارش والا اونٹ مل جاتا ہے تو اس کو بھی خارش والا بنا دیتا ہے رسول اللہ نے جواب میں فرمایا کہ پہلے اونٹ کو بیماری کس نہ پہنچائی؟ یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے بھی بیماری پہنچائی اور اسے بھی۔ (بخاری)

توضیح: نوء چاند کی منزلوں کو بلحاظ بارش کے کہتے ہیں جیسے ہندی میں پچھتر کہا جاتا ہے عموماً بدعقیدہ لوگ بارش کی نسبت اسی ستارے یعنی اسی پچھتر کی طرف کرتے ہیں یعنی فلاں ستارہ جب نکلے گا تو بارش ہوگی حالانکہ بارش ہونے نہ ہونے کا دارومدار ستاروں کے طلوع وغروب پر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر موقوف ہے یعنی جب خدا حکم دیتا ہے بارش ہوتی ہے اور جب نہیں حکم کرتا بارش نہیں ہوتی ہے' ستارے بغیر خدائی حکم کے نہ بارش ہی برسا سکتے ہیں نہ روک ہی سکتے ہیں جب بارش کی نسبت ان ستاروں کی طرف حقیقی طور پر کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر بعض لوگوں نے کہا تھا۔ مطرنا بنوء کذا الحدیث یعنی فلاں ستارے کے نکلنے سے ہم پر بارش برسائے گئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اب بھی بدعقیدہ لوگ بارش کی نسبت حقیقی طور پر ان ستاروں پچھتروں کی طرف کرتے ہیں۔

(٤٥٧٩) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ. (۴۵۷۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگا کرتی اور نہ اُلو پرندہ منحوس ہے اور نہ ستاروں میں فی ذاتہ کوئی تاثیر ہے اور نہ صفر کا مہینہ ہی منحوس ہے۔ (مسلم)

توضیح: غول کے معنی ہلاک کرنے اور جلدی چلنے اور عقل کی خرابی کے ہیں۔ حدیث میں غول سے یہ مراد ہے کہ عرب کے لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ غول جنگل میں ایک قسم کا شیطان ہوتا ہے جو مختلف صورتوں میں ظاہر ہو کر مسافروں کو راستہ بھلا دیتا ہے' آنحضرت ﷺ نے اس خیال کو باطل فرمایا اور بتلا دیا کہ غول کوئی چیز نہیں ہے۔

بعضوں نے کہا کہ غول کے وجود کی نفی منظور نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ غول کچھ نہیں کر سکتا' یعنی کسی کو راستہ نہیں بھلا سکتا اور دلیل اس کی دوسری حدیث میں ہے: ((لا غول ولکن السمائی .)) کوئی چیز نہیں ہے البتہ جنوں میں بعض جادوگر ہوتے ہیں جو مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور آدمی کو پریشان کرتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ صفر کو عرب لوگ منحوس جانتے تھے اور ہندوستان کے جاہل لوگ بھی اب تک اس کو منحوس جانتے یہ خیال غلط ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ سب دن اللہ ہی کے دن ہیں اور غول کے وجود کی نفی فلسفہ جدیدہ کی رو سے قرین قیاس نکلی ہے کیونکہ عرب کے لوگ غول اس روشنی کو سمجھتے تھے جو دور سے جنگل میں نظر آتی ہے خصوصاً قبرستانوں اور مرگھٹوں میں جب اس کے پاس جاؤ تو روشنی ہٹ کر دوسرے مقام میں چلی جاتی ہے۔ اب تحقیق اور تجربہ سے معلوم ہوا کہ بعض زمین میں خصوصاً ہڈیوں میں فاسفورس مادہ ہوتا ہے جو رات میں چمکتا ہوا نظر آتا ہے یہی مادہ اللہ تعالیٰ نے جگنو میں رکھا ہے جو رات میں چمکتا رہتا ہے اور اسی مادہ سے دیا سلائی بھی بنتی ہے ((اذا تغیرت الغیلان فبادروا بالاذان .)) جب غول طرح طرح کے رنگ بدل کر نمودار ہوں تو اذان میں جلدی کرو۔'' اذان سے شیطان بھاگ جاتے ہیں غول بھی ایک قسم کے شیاطین ہیں' اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غول کے وجود کی نفی اگلی حدیث میں منظور نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(٤٥٨٠) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ (۴۵۸۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ

٤٥٧٩۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب لا عدوی ٢٢٢' ٥٧٩٥.

٤٥٨٠۔ رواہ مسلم، مسلم الحدیث رقم: ١٠٧۔٢٢٢٢، و ابو داؤد الحدیث رقم: ٣٩٢٣ واحمد فی المسند.

يَقُوْلُ ((لَاعَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا غَوْلَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

فرماتے ہوئے سنا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ سکتی اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے اور نہ غول کی کوئی تاثیر ہے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:((کان لی تمر فی سهوة فکانت الغول تجیء فتاخذ .))میرے پاس کوٹھے یا مچان یا خزانے میں کھجور رہتی تھی غول آکر اس میں سے لیجاتے یعنی شیطان کھجور چرا لے جاتے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صدقۃ الفطر کی حفاظت پر مامور تھے۔فرماتے ہیں کہ شیطان کھجوروں کو چرا کر لے جاتا بہرحال غول کا وجود ہے لیکن عرب کے لوگ جو سمجھتے تھے وہ غلط ہے۔واللہ اعلم

(٤٥٨١) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ رَجُلٌ مَجْذُوْمٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ((اِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۸۱) حضرت عمرو بن شرید اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف کے وفدوں میں ایک کوڑھی آدمی تھا وہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنا چاہتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے کہلا بھیجا کہ ہم نے تمہاری زبانی بیعت قبول کر لی ہے ہاتھ ملانے کی ضرورت نہیں تم واپس چلے جاؤ۔(مسلم)

توضیح:اس حدیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آپ نے کوڑھی سے ہاتھ نہیں ملایا اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ساتھ کھانا کھایا ہے:((اخذ بید مجذوم فوضعها مع یده فی القصعة وقال کل ثقة بالله وتوکلا علیه .)) آپ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کی پیالی میں اپنے ساتھ شریک کر لیا اور فرمایا کھا اللہ پر بھروسہ اور اعتماد ہے جو کچھ اس کی تقدیر میں اور مشیت میں ہے وہ ہوگا چھوت کوئی چیز نہیں ہے۔

اور اگلی روایت میں ہے کہ آپ نے جذامی سے بیعت نہ کی اور اس ڈر سے کہ کہیں ضعیف الیقین والے کو جذام ہو جاء اور یہ سمجھے کہ جذامی سے الگ ہی رہنا بہتر ہے۔بعضوں نے کہا کہ آپ نے اس کو اس لیے پھیر دیا کہ دوسرے لوگ اس کو دیکھ کر حقیر نہ سمجھیں ان میں عجب اور غرور نہ پیدا ہو اس لیے کہ اس جذامی کو دوسرے لوگوں کا حال دیکھ کر کہ ان کا بدن کیسا صاف ہے رنج نہ پیدا ہو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٤٥٨٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَفَاءَ لُ وَلَا يَتَطَيَّرُ وَكَانَ يُحِبُّ الْاِسْمَ الْحَسَنَ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۴۵۸۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فال لیتے اور شگون بد نہیں لیتے تھے اور اچھے نام کو فال میں پسند کرتے تھے۔ (شرح السنہ)

توضیح:لفظ عیافہ پرندوں کے نام یا آواز ان کے گرنے اور اڑنے سے بدشگون لینے کو کہتے ہیں۔عرب لوگوں میں عیافت کا بہت رواج تھا یعنی پرندوں کے اڑنے اور گرنے اور آواز کرنے سے نیک اور بد فال لینا۔اور بنی اسد کے لوگ اس فن میں مشہور تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک بار جنات نے ان کی عیافت کا تذکرہ کیا اور آدمی بن کران کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ایک اونٹنی گم ہو گئی ہے تو ایک عیافہ داں کو ہمارے ساتھ کر دو انہوں نے ایک لڑکے کو ساتھ کر دیا۔جنوں میں سے ایک جن نے اس کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا اور چلے۔راستہ میں ایک عقاب ملا۔جس نے اپنا پر سمیٹ لیا تھا اور ایک پر اٹھائے ہوئے تھا یہ حال دیکھ کر وہ لڑکا لرز گیا اور رونے لگا۔

٤٥٨١۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم ونحوه ٢٢٣١،٥٨٢٢ .

٤٥٨٢۔ حسن۔ شرح السنة ١٢/ ١٧٥ ح ٣٢٥٤۔ ابن حبان ٥٨٢٥۔شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

جنوں نے اس سے پوچھا کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا اس عقاب نے ایک پر گرا دیا اور ایک اٹھا دیا اور قسم کھا رہا ہے کہ تم لوگ آدمی نہیں ہو نہ تمہاری اونٹنی گم ہوئی ہے۔ یہ عیافہ بھی کہانت کی قسموں میں سے ایک قسم ہے جس میں احتمال صدق و کذب کا ہوتا ہے اور عیافہ قیافہ شناسی کو بھی کہتے ہیں جو مسلسل تر جمے سے صحیح ثابت ہوتا ہے۔

بعض روایتوں میں آیا ہے:((ان عبداللہ بن عبدالمطلب ابا النبی ﷺ مر بامراۃ تنظر و تصاف فدعتہ الی ان یستبضع منھا بابیٰ .)) حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب آنحضرت ﷺ کے والد ماجد ایک عورت پر سے گزرے جو دیکھتی تھی اور عیافہ جانتی تھی۔ اس نے حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور محمدی دیکھ کر ان کو بلایا تا کہ ان کا نطفہ اپنی پیٹ میں لے لیکن انہوں نے انکار کیا۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہو گیا اور آنحضرت ﷺ کا حمل ان کو رہ گیا اس کے بعد جب حضرت عبداللہ اس عورت کے پاس سے گزرے اور اس کی درخواست قبول کی تو اس نے کہا کہ اب مجھ کو تمہاری خواہش نہیں ہے اس نے پہچان لیا کہ نور محمدی ان کی پیشانی سے منتقل ہو گیا۔

اور حضرت شریح کی روایت میں جو لفظ عائف آیا ہے وہ قیافہ کے معنیٰ میں ہے ان شریحا کان عائفا حضرت شریح رضی اللہ عنہ کوفہ کے قاضی عیافہ جانتے تھے۔ یہاں عیافہ سے یہ مراد ہے کہ قیافہ شناس اور صادق اور صاحب الخیال تھے۔ سچے کو جھوٹے سے پہچان لیتے تھے یہ نہیں کہ وہ پرندوں سے فال لیتے تھے جیسے عرب کے جاہلوں کا دستور تھا۔

نہایہ ابن اثیر اور فائق اور لغات الحدیث میں اسی طرح کی تفصیل لکھی ہوئی ہے۔

طرق کے معنیٰ مارنے اور پتھر پھینکنے اور پرندے کو اڑانے کے ہیں۔ عرب میں عورتوں کی یہ عادت تھی کہ فال لیتے وقت کسی درخت پر اگر پرندہ بیٹھا ہوا ہوتا تو اس پر پتھر پھینکتی اگر پرندہ دائیں طرف اڑ جاتا تو نیک فال سمجھتی اور اگر بائیں طرف اڑ جاتا تو شگون بد لیتیں یہ سب شیطانی افعال ہیں یعنی شرکیہ کام ہے۔ جن سے بچنا ضروری ہے۔

(٤٥٨٣) وَعَنْ قَطَنِ بْنِ قَبِيْصَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۵۸۳) حضرت قطن بن قبیصہ اپنے باپ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیافہ اور طریق اور شگون بد لینا جبت سے ہے۔(ابوداؤد)

بدشگونی لینا شرک ہے

(٤٥٨٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ قَالَهُ ثَلٰثًا وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ هٰذَا عِنْدِيْ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

(۴۵۸۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شگون بد لینا شرک ہے اور اس لفظ کو تین دفعہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ توکل کے ذریعہ سے اس وہم کو دور کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی سلیمان بن حرب ہے جو اس حدیث میں فرمایا کہ ہم میں سے کوئی نہیں مگر اللہ توکل کے ذریعہ سے اس وہم کو دور کر دیتا ہے میرے خیال میں یہ لفظ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے حدیث نہیں ہے یعنی یہ لفظ مدرج ہے۔

٤٥٨٣ ـ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی الخط ٣٩٠٧ ـ حیان بن العلاء مجہول راوی ہے۔

٤٥٨٤ ـ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی الطھرة ٣٩١٠ ـ ترمذی کتاب السیر باب ما جاء فی الطیرة ١٦١٤ .

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو اللہ پر یقین اور کلی اعتماد ہے تو وہ کوڑھی کے ساتھ کھا پی سکتا ہے اور اگر کمزور عقیدہ ہے تو احتیاط کرے۔

(٤٥٨٥) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهٗ فِي الْقَصْعَةِ وَقَالَ ((كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۴۵۸۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کے پیالے میں رکھ دیا۔ اور اس کے ساتھ کھانا شروع کر دیا اور اس سے بھی فرمایا کہ تو بھی کھا اور آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اللہ کا نام لے کر کھاتا ہوں۔ (ابن ماجہ)

توضیح: شگون بد کے بارے میں مختلف حدیثیں آئی ہیں کسی سے اثبات اور کسی سے نفی محققین کرام نے ان سب میں تطبیق دی ہے کہ حقیقی طور پر کسی چیز میں نحوست نہیں ہے لیکن وہمی طور پر بعض وہم پرستوں نے بعض چیزوں میں عقیدے کی کمزوری کی وجہ سے مان لیا ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے یہ بدشگونی اور نامبارکی اور نحوست کوئی چیز نہیں ہے' فقط ایک وہم ہی وہم ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ اگر بدشگونی کوئی چیز ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی۔ گھر میں' گھوڑے میں اور عورت میں۔

گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ اور تاریک اور تیرہ اور غلیظ و نجس اور بدبودار آب و ہوا اس میں واقع ہو اور تازی ہوا کا اس میں گزر نہ ہوتا ہو اور چاروں طرف سے بند ہو۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ شریر اور سرکش' ضدی اور منہ زور ہو۔ جہاد کے کام پر نہ آتا ہو۔ عورت کی نحوست یہ ہے کہ بدزبان و بدکار ہو اور مسرف و فضول خرچ ہو۔ اور بانجھ ہو۔

(٤٥٨٦) وَعَنْ سَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَاهَامَةَ وَلَا عَدْوٰى وَلَاطِيَرَةَ وَاِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۴۵۸۶) حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الو جانور منحوس نہیں ہے۔ اور نہ کسی کی بیماری کسی کو بغیر خدا کے حکم سے لگتی ہے اور شگون بد نہیں ہے اور اگر کسی چیز میں شگون بد ہوتا تو گھر میں اور گھوڑے میں اور عورت میں ہو سکتا ہے لیکن بغیر خدا کے حکم کے ان تینوں میں بھی نہیں ہو سکتی ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یہ نیک فال ہے شگون بد نہیں ہے۔

(٤٥٨٧) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهٗ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ اَنْ يَّسْمَعَ يَارَاشِدُيَا نَجِيْحُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۴۵۸۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب باہر نکلتے تو آپ کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی کہ کسی کی زبان سے ان الفاظ کو سن لیتے راشد یعنی بھلے مانس اور سیدھے راستے پر چلنے والے اور اے نجیح یعنی اپنے مقصد میں کامیابی ہونے والے۔ (ترمذی)

(٤٥٨٨) وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ فَاِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَاَلَ عَنْ

(۴۵۸۸) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی چیز کے ساتھ شگون بد نہیں لیتے تھے جب آپ کسی کو عامل اور حاکم بنا کر کسی جگہ

٤٥٨٥۔ ضعیف۔ سنن ابی داؤد ٣٩٥٢۔ ترمذی ١٨١٧۔ ابن ماجه كتاب الطب باب الجذام ٣٥٤٢۔ مفضل بن فضالہ ضعیف راوی ہے۔

٤٥٨٦۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب فی الطيرة ٣٩٢١.

٤٥٨٧۔ صحيح۔ سنن الترمذی كتاب السعير باب ما جاء فی الطهرة ١٦١٦.

٤٥٨٨۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب فی الطهرة ٣٩٢٤

اِسْمِهٖ فَاِذَا اَعْجَبَهٗ اِسْمُهٗ فَرِحَ بِهٖ وَرُئِيَ بِشْرُ ذَالِكَ فِيْ وَجْهِهٖ وَاِنْ كَرِهَ اِسْمُهٗ رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذَالِكَ فِيْ وَجْهِهٖ وَاِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَاَلَ عَنْ اِسْمِهَا فَاِنْ اَعْجَبَهٗ اِسْمُهَا فَرِحَ بِذَالِكَ وَرُئِيَ بِشْرُ ذَالِكَ فِيْ وَجْهِهٖ وَاِنْ كَرِهَ اِسْمُهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذَالِكَ فِيْ وَجْهِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

بھیجنے کا ارادہ کرتے تو اس کا نام اس سے دریافت کر لیتے' اگر اس کا نام آپ کو اچھا اور پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرے مبارک سے دکھائی دیتے اور اگر اس کا نام اچھا نہیں ہوتا تو آپ کو ناگوار گزرتا اور اس کے ناگواری کے آثار آپ کے چہرے سے معلوم ہو جاتا اور جب آپ کسی بستی میں تشریف لے جاتے اس بستی کا نام دریافت کرتے اگر اس کا نام آپ کو اچھا اور بھلا معلوم ہوتا تو آپ خوش ہوتے اور اس کی خوشی آپ کے چہرے سے دیکھی جاتی تھی اور اگر اس بستی کا نام آپ کو پسند نہیں ہوتا تو اس کی کراہت اور ناخوشی آپ کے چہرے پر نمایاں طور پر دکھائی دیتی۔ (ابوداؤد) یہ شگون بد نہیں ہے بلکہ طبعی طور پر خوشی اور ناخوشی کے آثار کے سبب بن جاتے ہیں۔

توضیح: اس دوسرے مکان کے چھوڑنے کا حکم شگون کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ وہاں کی آب و ہوا مناسب نہ آنے کی وجہ سے، اکثر لوگ بیمار ہو گئے اور مر بھی گئے اور دوا دارو وغیرہ میں بہت پیسے بھی خرچ ہو گئے اس لیے مال میں کمی ہو گئی۔ واللہ اعلم

(٤٥٨٩) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا كُنَّا فِيْ دَارٍ كَثُرَ فِيْهَا عَدَدُنَا وَاَمْوَالُنَا فَتَحَوَّلْنَا اِلٰى دَارٍ قَلَّ فِيْهَا عَدَدُنَا وَاَمْوَالُنَا فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ((ذَرُوْهَا ذَمِيْمَةً)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۵۸۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم ایک گھر میں تھے جس میں ہماری تعداد بہت تھی یعنی ہمارے گھرانے کے بہت سے لوگ تھے اور مال بھی بہت تھا ہم اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں منتقل ہو گئے دوسرے مکان میں ہماری تعداد کم ہو گئی اور مال بھی کم ہو گیا یہ سن کر آپ نے فرمایا اس برے مکان کو چھوڑ دو۔ (ابوداؤد)

(٤٥٩٠) وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَحِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ فَرْوَةَ بْنَ مُسَيْكٍ يَقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَنَا اَرْضٌ يُقَالُ لَهَا اَبْيَنُ وَهِيَ اَرْضُ رِيْفِنَا وَمِيْرَتِنَا وَاِنَّ وَبَاءَهَا شَدِيْدٌ فَقَالَ ((دَعْهَا عَنْكَ فَاِنَّ مِنَ الْقَرَفِ التَّلَفَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۵۹۰) حضرت یحییٰ بن عبداللہ بن بحیر بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس نے خبر دی جس نے فروہ بن مسیک سے سنا تھا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک زمین تھی جس کو ابین کہا جاتا تھا یعنی وہ زمین اسی نام سے مشہور تھی اور وہی زمین ہمارے کاشت کی تھی ہمارے غلہ کی تھی یعنی اس جگہ دوسری جگہوں سے غلہ آ کر جمع ہوتا تا کہ دوسرے لوگ خرید کر لے جائیں لیکن وہاں کی آب و ہوا وبائی تھی یعنی آب و ہوا مناسب نہیں تھی آپ نے فرمایا پھر اسے چھوڑ دو وہاں آمد و رفت کم کر دو۔ کیونکہ وہاں کی آمد و رفت نقصان کا باعث بنے گی۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٤٥٩١) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذُكِرَتِ

(۴۵۹۱) حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے

٤٥٨٩۔ اسناده حسن سنن ابی داؤد كتاب الطب باب فی الطهرة ٣٩٢٤

٤٥٩٠۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب فی الطهرة ٣٩٢٣۔ یحییٰ بن عبداللہ بن بحیر مستور اور اس کا استاد مجہول ہے۔

٤٥٩١۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الطب باب فی الطهرة ٣٩١٩۔ سفیان ثوری اور حبیب بن ابی ثابت دونوں مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((اَحْسَنُهَا وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَاِذَا اَرٰى اَحَدُكُمْ مَايَكْرَهُ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ لَايَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ مُرْسَلًا ۔

سامنے شگون کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں سے بہتر نیک فال ہے۔ اور شگون بد کسی مسلمان کو اس کے کام سے نہ روکے یعنی شگون کی وجہ سے کسی مسلمان کو اپنے کام سے نہیں رکنا چاہیے اگر کوئی ناگوار بات دیکھ لے تو اسے یہ کہنا چاہیے اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یرفع السیئات الا انت ولاحول ولا قوۃ الا باللہ اے اللہ تو ہی بھلائی لاتا ہے اور تو ہی برائی دور کرتا ہے اور نہیں ہے گناہوں سے پھرنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت مگر تیری امداد سے۔ (ابوداوٗد)

بَابُ الْكُهَانَةِ

کہانت کے بیان میں

''کہانت'' غیب کی بات یا آئندہ ہونے والی بات کو کہتے ہیں اور کاہن فصیح اور جو کوئی مسجع اور مقفی کلام کیا کرے۔ اور جو کنکریاں پھینک کر لوگوں کے حال بتائے اور جو آئندہ ہونے والی باتیں بتائے اور علم غیب اور اسرار کا دعویٰ کرے۔ (کلیات میں ہے کہ کاہن جو گزشتہ باتیں بتلائے۔ اور ''عراف'' جو آئندہ ہونے والی باتیں بتلائے۔ بعضوں نے کہا کہانت عرب کے ملک میں آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے تھی شیطان آسمان پر جا کر فرشتوں کی باتیں سن کر آتے تھے اور اپنے دوستوں سے ان میں سو جھوٹ ملا کر بتاتے تھے یہ مضمون خود ایک حدیث میں وارد ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

کاہنوں کے پاس جانے کی ممانعت

(٤٥٩٢) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُمُوْرًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَاتِي الْكُهَّانَ قَالَ ((فَلَا تَأْتُوا الْكُهَّانَ قَالَتْ قُلْتُ كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذَالِكَ شَيْءٌ يَجِدُ اَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهٖ فَلَا يَصُدَّكُمْ)) قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ ((كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۹۲) حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا کہ ہم لوگ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں بہت سے ایسے کام کرتے تھے کہ ان میں ایک یہ بھی تھا کہ ہم کاہنوں کے پاس آتے جاتے اور ان سے غیب کی باتیں پوچھ پاچھ کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: اب مسلمان ہونے کے بعد ان کاہنوں کے پاس مت جایا کرو پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ شگون بدلیا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اب شگون بد مت لو' یہ بہت سے لوگ اپنے دل میں پاتے ہیں اور ایسا ویسا خیال کرتے ہیں تو ایسا خیال اور وہم تم کو تمہارے کام سے نہ روکے' بلکہ خدا پر بھروسہ کر کے کام کر لیا کرو۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں اور اس سے آئندہ کی باتیں بتاتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ نبیوں میں سے ایک نبی یہ خط کھینچتے تھے جو خط ان کے خط کے موافق ہو جائے تو جائز ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: علامہ نووی اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کہانت تین قسم کی تھی' ایک یہ کہ جن یا شیطان سے محبت ہوتی ہے اور وہ اس کو آئندہ کی باتیں۔ آسمان کی خبریں اڑا کر بتا دیتا ہے اور یہ قسم رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے موقوف ہو گئی۔

دوسری یہ کہ زمین کے اطراف کی خبریں جو دور دراز ہوتی ہیں اور پوشیدہ ہوتی ہیں بتا دیتے۔ اور اس قسم کا اب بھی ہونا بعید از قیاس نہیں۔ لیکن معتزلہ اور بعض اہل کلام نے ان دونوں کی قسموں نفی کی ہے اور اس کو محال قرار دیا ہے۔

٤٥٩٢۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم الكهانة ٥٣٧‘١١٩٩.

تیسرے نجوم کے رو سے آئندہ کی بات بتانا' جیسے پنڈت اور شاستری ہند میں بتلاتے ہیں اور یہ قوت اللہ تعالیٰ بعض لوگوں میں پیدا کرتا ہے لیکن اکثر ان کی خبریں جھوٹ ہوتی ہیں اسی قسم میں ایک عرافت بھی ہے جو عرافت جانتا ہے اس کو عراف کہتے ہیں۔ عراف اسباب اور علامات سے آئندہ واقعہ کو پہچان لیتا ہے اور پیشین گوئی کرتا ہے ان سب قسموں کو کہانت کہتے ہیں۔ اور شرع نے ان سب کو جھوٹا کہا اور سب کے پاس جانے سے اور ان کی بات پر یقین کرنے سے منع کیا ہے۔ (نووی شرح مسلم)

لغات الحدیث میں لکھا ہے کہ یہ خط کھینچنے والے نبی' یا تو حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ یا حضرت دانیال علیہ السلام ہیں۔ ان کی شریعت میں یہ خط کشیدہ جائز تھا' اب یہ خط مفقود ہو گیا ہے اس لیے جائز نہیں ہے۔ یہ خط کشیدہ عموماً ریتلی زمین پر کھینچتے تھے اسی لیے اس کو علم رمل کہتے ہیں۔ حربی نے کہا ہے کہ یہ علم بھی کہانت کی قسم میں سے ایک قسم ہے جو ہماری شریعت میں حرام ہے۔

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ علم رمل ایک مشہور علم ہے۔ لوگوں نے اس کے متعلق متعدد کتابیں بھی لکھی ہیں جو اب تک موجود ہیں اور اکثر اس علم سے دل کی بات پہچان لیتے ہیں اور دوسری ہونے والی باتیں اور ان کا پہچاننا ٹھیک ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خط سے حدیث میں مراد یہ ہے جو عربوں میں جاہلیت کے زمانہ میں کیا کرتے تھے وہ یہ تھا کہ کوئی بھی حاجت والا آتا اور اس علم والے کے سامنے شیرین کے طور پر کچھ رکھتا (نقد یا جنس) وہ کہتا کہ بیٹھ میں تیرے لیے لکیریں کھینچتا ہوں' پھر ایک لڑکا سلائی لے کر آتا اور زمین میں بے گنتی جلدی جلدی لکیریں کھینچتا پھر ان کو ایک سرے سے مٹانا شروع کرتا اگر اخیر میں دو لکیریں رہ جاتیں تو یہ علامت اس کی ہوتی تھی کہ حاجت والا اپنے مطلب میں کامیاب ہو گا۔ اگر ایک لکیر رہ جاتی تو یہ ناکامی کی علامت ہوتی۔

میں کہتا ہوں کہ فال کھولنا بھی اسی قسم میں سے ہے جیسے ہمارے زمانہ کے ملا اور درویش جاہلوں کو ٹھگ کر ان کے لیے فال کھولتے ہیں' کہیں کھانوں پر ان سے انگلیاں رکھواتے ہیں' کہیں لکیریں کھنواتے ہیں۔ کہیں قرآن میں کہیں دیوان حافظ میں فال دیکھتے ہیں۔ اور شیعوں نے جو استخارہ تسبیح پر نکالا ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے' اس لیے کہ اخیر میں دو دو دانے اسقاط کرتے جاتے ہیں اگر ایک دانہ رہ جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ استخارہ اچھا آیا اور اگر دو رہ جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس کا انجام اچھا نہ ہو گا۔ اسی طرح بعض شیعہ ذات الرقاع کا استخارہ کرتے ہیں۔ پرچوں پر افعل۔ لاتفعل لکھتے ہیں۔ یہ اس کے مشابہ ہے جو جاہلیت کے زمانہ میں عرب لوگوں تیروں پر فال کھولا کرتے تھے۔

صاحب نہایہ کا یہ کہنا کہ اکثر ٹھیک نکلتی ہے بالکل ٹھیک نہیں ہے میں نے جفر اور نجوم اور رمل والوں کا اکثر امتحان لیا ہے اور ان کی باتوں کو بالکل جھوٹ پایا ہے۔ ایک بڑے رمال صاحب جن کو لوگ بے نظیر جانتے تھے اور دل کی بات بتلا دینے کا دعویٰ کرتے تھے۔ جلسہ عام میں بڑے ذلیل اور خوار ہوئے اور میرے دل کی بات نہ بتلا سکے۔

ہمارے زمانہ میں تو کوئی شخص ابن صیاد کے رتبہ کا بھی نظر نہیں آیا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی بات کچھ لگتی لگاتی تو بتلا دی تھی اور کہہ دیا تھا ھو االدخ اور یہی وجہ ہے کہ حکماء نے ان علموں کو یعنی جفر اور نجوم اور رمل وغیرہ کو حکمت سے خارج کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ علم درحقیقت علم نہیں ہے بلکہ صرف ڈھونگ ہیں اور ہماری شریعت میں جو اس استخارے کی اصل ہے وہ یہی ہے جو اسلامی وظائف میں منقول ہے کہ دعا پڑھ کر سو رہے اللہ تعالیٰ اس کو کسی نہ کسی طرح بتلا دے گا اگر وہ کام اس کے حق میں اچھا ہے تو اس کی توفیق دے گا۔ ورنہ روک دے گا اس مقام پر یہ بھی جان لینا چاہیے کہ علم نجوم جس کو سیکھنا حرام ہے وہ علم ہے جس سے آئندہ ہونے والی باتیں معلوم ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے باقی رہا ستاروں کا علم جس سے جہاز رانی کی جاتی ہے اور راستہ پہچانا جاتا ہے اس کا سیکھنا جائز بلکہ ضروری ہے۔

ایک سچ سو جھوٹ

(٤٥٩٣) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ سَالَ أُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ اَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيُخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذِبَةٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۵۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ کچھ نہیں ہیں یعنی ان کی بات نہ قابل اعتماد ہے اور نہ قابل عمل لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کبھی کبھار ان کی بات حق اور صحیح نکل آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس حق بات کو جن۔ اچک لاتا ہے پھر وہ اپنے دوست اور پوجاری کے کان میں ڈالتا ہے جس طرح سے مرغ دانا دیکھ کر دوسرے مرغ کو آواز دے کر بلاتا ہے' یہ کاہن لوگ ایک کلمہ حق میں سو جھوٹ سے زیادہ ملا دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی شیطان آسمان پر جاتا ہے اور وہاں فرشتوں سے کوئی بات سن کر کاہنوں کے پاس آتا ہے پھر وہ بات اس کے کان میں اس طرح ڈالتا اور پھونکتا ہے جس طرح مرغی دانہ پا کر اپنے بچوں کو دوسری مرغی کو بلاتی ہے یا یہ کہ وہ شیطان قرقر کی آواز دیتا ہے جس طرح شیشی میں پانی ڈالتے وقت وہ قرقر کرتی ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے۔ فیقذفھا فی اذن ولیہ کقر الدجاجۃ وہ اپنے دوست کے کان میں قرقر کر کے پھونک دیتا ہے جیسے مرغی قرقر کرتی ہے۔

نہایہ میں ہے کہ قر ایک بات کو مخاطب کے کان میں بار بار کہنا تا کہ خوب سمجھ جائے اور ''قر الدجاجۃ'' مرغی کا آواز کو ختم کرنا ہونا اگر دوبارہ آواز کرے تو اس کو قرقر کہیں گے۔ ایک روایت میں کقر الزجاجۃ ہے' یعنی جیسے پانی ڈالتے وقت شیشی آواز کرتی ہے ایک روایت میں ہے: ((فیقرقرھا کقرقرۃ الدجاجۃ کقرقرۃ الزجاجۃ۔)) ہے یعنی قرقر کر کے اس کے کان میں ڈالتا ہے۔ جیسے مرغی قرقر کرتی ہے یا شیشی۔ مطلب یہ ہے کہ کاہنوں کی اکثر باتیں جھوٹی نکلتی ہیں اگر سو باتوں میں سے ایک آدھی بات سچی نکل آتی ہے تو وہ وہی بات ہوتی ہے جو شیطان نے فرشتوں سے اڑا لی ہے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ شیطان جو آسمان پر جا کر فرشتوں کی باتیں اڑا لاتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے تھا' آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد شیطانوں کا آسمان پر جانا بند ہو گیا کیونکہ اب آسمان پر ایسا پہرہ لگ گیا ہے کہ وہاں تک ان کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ اب موجودہ زمانہ میں کاہن بکواس کرتے ہیں ان کی اٹکل باتیں ہوتی ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں اس لیے آپ نے فرمایا یہ کچھ نہیں ہے۔

(٤٥٩٤) وَعَنْهَا ﷺ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوْحِيْهِ

(۴۵۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ فرشتے بادلوں میں اتر کر آپس میں قضا و قدر کی باتیں کرتے ہیں تو شیطان کان لگا کر چوری چھپے کوئی بات سن لیتے ہیں اور وہ اپنے کاہنوں کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں وہ کاہن اپنی طرف سے سو

٤٥٩٣۔ صحيح مسلم كتاب الادب باب قول الرجل للشئى ٢٦١٣۔ مسلم كتاب السلام باب تحريم اتيان الكهانة۔ ٢٢٢٨. ٥٨١٧.

٤٥٩٤۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق باب ذكر الملائكة ٢٢١٠.

اِلَی الْکُھَّانِ فَیَکْذِبُوْنَ مَعَھَا مِأَۃَ کَذِبَۃٍ مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ)) رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں کو سناتے ہیں۔(بخاری)

کاہنوں، نجومیوں وغیرہ کے پاس جانا کبیرہ گناہ

(٤٥٩٥) وَعَنْ حَفْصَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَہٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃٌ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۹۵) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جو عراف کے پاس جا کر کچھ پوچھے' تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔(مسلم)

عراف۔کاہن یا نجومی کو کہتے ہیں جو غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے۔جو ایسے نجومی اور کاہن کے پاس جا کر کوئی بات پوچھے اور اس کی تصدیق کرے' تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی بلکہ وہ اسلام سے بھی بری ہو جاتا ہے۔اور عراف' سردار اور میر محلّہ اور چودھری کو بھی کہتے ہیں۔جیسا کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:((العرافة حق و العرفاء فی النار .)) قوم یا قبیلہ کا چودھری اور نقیب ہونا ضروری ہے (تا کہ بادشاہ اور حاکم ہر ایک کا حال اس سے دریافت کر سکے) لیکن چودھری اور نقیب دوزخ میں جائیں گے (کیونکہ اکثر چودھری اور نقیب نفسانیت کو دخل دے کر لوگوں کی بدگوئی کیا کرتے ہیں اور حاکم سے لگائی بجھائی کر کے غریبوں کو ستاتے ہیں۔

ستاروں کی وجہ سے بارش کا عقیدہ کفر ہے

(٤٥٩٦) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ نِالْجُھَنِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَۃِ عَلٰی اِثْرِ سَمَآءٍ کَانَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ ((ھَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ)) قَالُوْا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ((قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَکَذَا فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیْ وَمُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

(۴۵۹۶) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام حدیبیہ میں ہم لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور اسی رات میں بارش ہوئی تھی۔نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر یہ فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج صبح کو میرے بعض بندے مومن ہو کر اٹھے ہیں اور بعض کافر۔جس نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی مہربانی سے بارش برسائے گئے' تو یہ میرے اوپر ایمان رکھنے والے ہوئے اور ستاروں کے منکر ہوئے اور جنہوں نے کہا فلاں فلاں ستاروں کی وجہ سے ہم پر بارش برسائی گئی تو یہ میرے ساتھ کفر کرنے والے ہوئے اور ستاروں پر ایمان لانے والے ہوئے۔(بخاری و مسلم)

توضیح: علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ علماء نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو کہے کہ تاروں کی حرکت سے بارش ہوئی تو وہ حقیقت میں کافر ہو گیا اور اسلام سے نکل گیا۔اور یہ اس صورت میں ہے کہ کہنے والا تاروں کو فاعل اور موثر بالذات سمجھتا ہو پانی برسانے کے لیے جیسے جاہلیت کے لوگوں کا اعتقاد تھا۔اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اس کے کفر میں کچھ شک نہیں اور اسی قول کی طرف جمہور علماء گئے ہیں' ان میں سے امام شافعی رحمہ اللہ ہیں۔اور حدیث سے یہی ظاہر ہے اور ان میں سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ تاروں کی گردش

٤٥٩٥۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم الکھانة ٢٢٣٠' ٥٨٢١.

٤٥٩٦۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب مستقبل الامام الناس اذا سلم ٨٤٦۔ مسلم کتاب الایمان باب بیان کفر من قال مطرنا النوء ٧١' ٢٣١.

سے بارش ہوئی ہے لیکن اس کا اعتقاد یہ ہے کہ پانی برسانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اسی کی رحمت سے بارش ہوئی ہے اور تارہ اگر کچھ ہے تو صرف پانی پڑنے کی ایک نشانی ہے۔تو وہ کافر نہ ہوگا۔ مگر اس طرح کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ پر گناہ نہیں ہے اس کی کراہیت کا سبب یہ ہے کہ یہ کلمہ کافروں کے کلمہ کے مشابہ ہے اور جاہلیت کا شعار ہے۔

اور بعضوں نے کہا کہ کفر سے مراد ناشکری ہے۔اور مطلب یہ ہے کہ اس نے خدا کی ناشکری کی لیکن یہ اسی صورت میں ہے جب کہنے والا تاروں کو فاعل اور موثر بالذات نہ جانتا ہو بلکہ موحد ہے۔ اس کی تاویل دوسری روایت میں ہے کہ بعضوں نے شکر پر صبح کی اور بعضوں نے کفر۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کوئی نعمت اپنے بندوں کو نہیں دی مگر بعض ان میں سے صبح کو کافر ہوئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان سے اللہ نے کوئی برکت نہیں اتاری تو اس کے ساتھ بعضے کافر ہوئے تو اس سے مراد کفران نعمت ہے اور نوء کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس میں بڑی گفتگو ہے

شیخ ابوعمرو بن الصلاح نے اس کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ نوء تارے کو نہیں کہتے بلکہ نوء کے معنی ڈوبنا یا نکلنا ہے اور اصل یہ ہے کہ اٹھائیس تارے ایسے ہیں جن کا نکلنا تمام سال میں معین اور معروف ہے اور وہی اٹھائیس منازل ہیں۔ قمر یعنی چاند کی ہر تیرہ رات کے بعد ایک تارہ ان میں سے مغرب کی طرف ڈوب جاتا ہے۔ اور دوسرا اسی کے مقابل اس وقت مشرق میں نکلتا ہے۔ تو جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب بارش ہوتی ہے تو اس تارے کی طرف منسوب کرتے ہیں جو ڈوب جاتا ہے۔ اور اصمعی نے کہا کہ اس تارے کی طرف جو مشرق سے نکلتا ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا کہ نوء سے اسی مقام پر ڈوبنا مراد ہے۔ پھر کبھی نوء خود تارے کو کہتے ہیں۔ زجاج نے کہا جو تارے مغرب میں ڈوبیں ان کو نوء کہتے ہیں اور جو مشرق کی طرف سے نکلیں اس کو بارح کہتے ہیں۔

(٤٥٩٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ بَرَکَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا کَافِرِیْنَ یُنْزِلُ اللّٰهُ الْغَیْثَ فَیَقُوْلُوْنَ بِکَوْکَبِ کَذَا وَکَذَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۵۹۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کوئی برکت مگر صبح کو ایک جماعت نے انکار کیا اور ناشکری کی۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برساتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ فلاح فلاں ستارے نے پانی برسایا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

توضیح: یعنی ستاروں کے پھرنے کو اس نعمت کی علت قرار دی۔ اب تک دنیا میں ایسے ضعیف الاعتقاد ناسمجھ لوگ موجود ہیں جو ہر شخص کی بھلائی و برائی کو اس ستاروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور قمر وشمس اور سبعہ سیارہ کی حرکات کو خاص خاص انسان اور آدمیوں کے لیے مفید اور مضر سمجھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بڑے بڑے جسموں کو بیکار پیدا نہیں کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزاروں فائدوں کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے۔ نیز یہ تاثیر سب نباتات وحیوانات پر بطور عموم ہے جیسے آگ یا پانی کی تاثیر۔ آگ اور پانی کی طرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے کچھ آفتاب یا چاند انسان کی طرح عقل نہیں رکھتے اور جان کر نہ بعضوں کو نفع پہنچاتے ہیں اور نہ بعضوں کو نقصان۔ اور جو اجرام علویہ کو طاقت دار اور صاحب قوت خیال کرتے ہیں تو زمین بیچاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ حالانکہ بنا بر نیت جدیدہ کے زمین اور سیاروں میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔

اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق میں جب آلات اور دوربینیں ایسی نہ تھیں تو لوگوں نے صرف آنکھوں سے کام لیا تھا اور جہاں تک ان کی آنکھوں نے کام کیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بھی ایک ایک سیارہ خیال کیا اسی

٤٥٩٧۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء ٧٢، ٢٣٢.

طرح پانچ سیارے یعنی عطارد، زہرہ، مشتری، مریخ اور زحل چونکہ یہ اجسام نہایت بلند اور اونچے چمکتے ہوئے نظر آئے اور ان کے دورات ہمیشہ مختلف منازل میں زمین کے گرد پائے گئے اس لیے عوام کیا بہت سے خواص فلاسفہ اور حکماء کو بھی یہ خیال گزرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہیں انہوں نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جن کے اسباب پوشیدہ تھے ان سیاروں کی طرف منسوب کیا پھر یہ خیال بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھا کہ صابئین اور کارانی اور مصری لوگوں نے چاند اور سورج اور سیاروں کی پرستش شروع کر دی اور شرک میں گرفتار ہوئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اسلام کی روشنی دنیا میں پھیلائی اور یہ اعتقاد مٹنا شروع ہوا اور آنحضرت ﷺ نے صاف فرمایا کہ منجمین جھوٹے ہیں اس کے بعد جب علم ہیئت کی تحقیق زیادہ ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دوربینیں ایجاد ہوئیں تب سے اس اعتقاد کی جڑ اکھڑ گئی۔ کیونکہ سوا ان سیاروں کے اور کئی سیارے نظام شمسی میں معلوم ہوئے جیسے سیریز پالس، جونو، ڈسٹا اور یورانس۔ اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی ان سیاروں کی طرح ایک سیارہ قرار پائی اور چاند زمین کے تابع قرار پایا۔ پھر سارا کارخانہ جو ہزاروں برس سے منجمین نے قائم کیا تھا الٹ پلٹ اور چوپٹ ہو گیا اور محال ہے کہ مشتری۔ مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیوں پر ہوتی ہو اور سیریز، پالس اور یورانس وغیرہ کی نہ ہوتی ہو۔ حالانکہ وہ بھی ان کی طرح سیارے ہیں پھر محال ہے کہ زمین جس پر کہ ہم سب بستے ہیں اور وہ بھی ایک سیارہ ہے اس کی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی باوصف اس قدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو۔

دور کے ڈھول سہانے، زمین بیچاری گھر کی مرغی ہے اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ اس کو کھودتے ہیں، کوٹتے ہیں، مارتے ہیں، اس پر چلتے ہیں، پاؤں سے روندتے ہیں پھر دور کے تارے چمکتے اور اونچے دیکھ کر مقدس اور پاکیزہ خیال کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان سیاروں پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہو جائے کہ بعضے ان میں سے زمین سے بھی میلے کچیلے اور پہاڑ دار ہیں۔ خود چاند میں دوربین سے اتنے بڑے بڑے غار معلوم ہوتے ہیں۔ ہزار ہا صد ہا میل کی ان کی گہرائی ہے۔ معاذ اللہ وہ کیسے مہیب اور تاریک ہوں گے اور دور سے چاند کا وہ ہے کہ معشوقوں کے چہروں کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یہی حال ہے انسان کا وہ بغیر غور کیے ہوئے اور بغیر اپنے فکر کو میزان مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کو جما لیتا ہے اور اس کا پیرو ہو جاتا ہے۔ خیر یہ تارے تو بڑے بڑے اجسام ہیں اور چمکتے والے اور روشن ہیں۔

خدا کی مار ان لوگوں پر جو پتھروں، دریاؤں، پہاڑوں، درختوں، جانوروں کو پوجتے ہیں اور ان کو اپنا معبود، مالک و متصرف خیال کرتے ہیں، بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بیجان پتلہ مٹی۔ یا تانبے۔ سونے یا چاندی کا بنا کر اس کو پوجتے ہیں خدا کو اپنے خواہش کے مطابق کھڑا کرتے ہیں۔ افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ اور بعضے جو ان کی نسبت ذرا عاقل ہیں وہ آدمیوں اور جنوں کو پوجتے ہیں، اور آدمی کی سی بے ثبات اور ناپائیدار ہستی کو معاذ اللہ خدا بناتے ہیں، آدمی کو خدا کا بیٹا یا محبوب خیال کر کے اس کو مقدس اور لائق عبادت جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ آدمی جب زندہ تھے تو دنیا کی کسی بات میں اور آدمیوں سے ممتاز نہ تھے۔ کھاتے وہ تھے پیتے وہ تھے، پائخانہ وہ کرتے تھے، جیسے اور آدمی مرے وہ بھی مر گئے یا مرنے والے ہیں، پھر ان کو خدائی سے کیا علاقہ وہ ہماری طرح خدا کی ایک مخلوق ہیں۔

اور اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اب تک سچے خدا کو نہیں پہچانا اور اس کی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہیں کیا، ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوئے ان کو شرم آتی اور وہ سچے خداوند کے دربار میں ایسی بے ادبی نہ کرتے، خداوند کریم کی عظمت اس کی مخلوقات میں غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ زمین اس کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے جس کا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشتری جو ہمارے نظام شمسی میں ایک سیارہ ہے وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصے بڑا ہے اور اس کا قطر نو لاکھ میل ہے۔ اسی طرح زحل زمین سے قریب چھ سو درجے بڑا ہے اس کا قطر اناسی ہزار میل ہے۔ اسی طرح اور سیارے کچھ زمین سے بڑے اور کچھ چھوٹے کچھ زمین کے برابر ہیں۔ ہماری زمین ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا ہے وہ بھی اس قدر بڑا ہے کہ اس کا قطر دو ہزار میل سے بھی زیادہ ہے۔ اور مشتری کو چار چاند اور

زحل کو سات چاند اور یورانس کو چھ چاند بوجہ اس کے کہ آفتاب سے بہت دور عنایت ہوئے ہیں پھر آفتاب ان سب سیاروں کا مرکز اس کی بڑائی اس قدر ہے کہ اکیلا ہماری زمین سے تیرہ لاکھ حصے بڑا ہے اور زمین سے نو کروڑ پچیس لاکھ میل بعد رکھتا ہے اگر آفتاب کی قدر کو برابر ایک گھڑے کے سمجھو تو زمین کی قدر ایک میٹر کے برابر ہوگی۔ اگر آفتاب کے قریب سے توپ چھوڑ دی جائے تو زمین تک اس کا گولہ انیس برس میں بھی نہیں پہنچے گا۔

اب یہ سب سیارے اس آفتاب کے گرد پھرتے ہیں اور اس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہیں زمین کی حرکت اس قدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا جلد توپ کے گولے سے پھر رہی ہے اور اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹے میں طے کرتی ہے اسی طرح اور تارے بھی اپنے اپنے مدار پر بڑی سرعت اور تیزی سے گھوم رہے ہیں' پھر آفتاب ان بڑے بڑے جسموں کو لیے ہوئے معلوم نہیں کس کے گرد گھوم رہا ہے۔ اب سوائے ان سیاروں کے خود ہمارے نظام میں بڑے بڑے دم دار تارے ہیں جن کی عظمت پر خیال کرنے سے خدا کا خوف دل میں آجاتا ہے ایک دمدار تارے کی دم دس کروڑ میل سے بھی زیادہ لمبی حساب کی گئی ہے۔ اور یہ دم دار تارے ایسے تیز رو ہیں کہ ان کی تیز روی خیال سے باہر ہے یہ آفتاب کے پاس آتے ہیں اور چکر کھاتے ہیں پھر اپنے کج رو راستوں میں نہایت جلد چلے جاتے ہیں۔ ۱۴۵۴ء میں ایک دم دار تارہ ایسا زمین کے نزدیک آ گیا تھا کہ چاند اور زمین کے بیچ میں ہو گیا تھا اور چاند کو نظر سے چھپا دیا تھا وہ دمدار تارہ جو ۱۷۰۷ء میں نمودار ہوا تھا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اس کے چلنے پر اثر کیا تھا اگر وہ دمدار ستارہ ہماری اس زمین سے رگڑ کھا کر ایک صدمہ پہنچاتا تو زمین مع تمام سمندروں اور پہاڑوں کے پانی کی ایک بوند کی طرح یا پتھر کے ایک بوندہ کی طرح یا پتھر کے ایک ٹکڑے کی طرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑتی لیکن وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندوں میں سے کہ وہ آپ نہایت تیز رو ہیں کسی کو تیز رو دم دار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونوں ٹوٹ جاتے لیکن خدا کی نظر اپنی سب مخلوقات پر ہے۔ اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیاروں اور مدار ستاروں وغیرہ کے خدا کی ان مصنوعات کے مقابلے میں جو آسمان پر بکثرت معلوم ہوتی ہیں' بے قدر ہے اس لیے کہ یہ جو سب تارے صدہا ہزار آسمان پر چمکتے نظر آتے ہیں ہر ایک ان میں سے بمنزلہ ایک آفتاب کے ہے اور اسی طور پر ہر ایک کو ان میں سے سیارے عنایت ہوئے ہیں' پس کیا کیا عجب قدرت خدا کی ہے، رات کو آسمان کی طرف دیکھ کر غور کرو کہ جتنے سیارے دوربین سے نظر آتے ہیں وہ آٹھ کروڑ ہیں' ان میں سے ایک ایک اس آفتاب کی مانند روشن ہیں اور خیال میں یوں آتا ہے کہ ایک ایک ان میں سے آفتاب کے موافق اپنے اپنے جلوہ میں سیاروں کو رکھتا ہے اور ان کو گرمی و روشنی دیتا ہے اسی لیے شہنشاہ بے پرواہ قادر مطلق سچے خداوند کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ زمین اور دمدار ستاروں اور سیاروں اور لاکھوں کروڑوں آفتابوں سیاروں کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور اختیار سے ان بے شمار عالموں کو اپنی راہوں پر چلاتا ہے اور ایک سے دوسرے کو لڑنے اور ٹکرانے سے روکتا ہے۔

پھر ان ثوابت کا بعد زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی آدمی ان کے بعد کا حساب نہیں کر سکتا ستر لاکھ برس میں جتنی دور توپ کا گولہ جائے گا نزدیک کا ستارہ اس سے بھی زیادہ دور ہے۔ پھر کون جستجو کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پا سکتا ہے اور کون اللہ تعالیٰ کے کمالات کو دریافت کر سکتا ہے۔ اب ایسے خداوند عظیم الشان کے جلال اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اس کی ایک ادنیٰ مخلوق یعنی زمین کا کیڑا ہے اور وہ کس منہ سے خدائی کا دعویٰ کرتا ہے، یا جھاڑ یا پہاڑ یا دریا یا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا فقیر یا ولی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور اپنے ایسے خداوند عظیم الشان کی طرف اپنے دل کو متوجہ نہیں کرتا اور اس کو چھوڑ کر اوروں سے مدد چاہتا ہے اور اوروں سے اپنی حاجتیں مانگتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

کہانت کے لیے ستاروں کا علم کفر ہے

(٤٥٩٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ اِقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَمَازَادَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۴۵۹۸) حضرت عبداللہ ابن عباس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سیاروں کے علم کا ایک حصہ سیکھا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا اور جتنا زیادہ ستاروں کا علم سیکھتا جائے گا اتنا ہی جادو کا علم سیکھتا جائے گا۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

توضیح: یعنی نجومی: جادوگروں اور کاہنوں کی طرح ہے جس طرح کاہن غیب کی رٹ رٹاتے ہیں اسی طرح نجومی بھی غیب کی چیزیں بتاتا ہے۔ حالانکہ غیب کا جاننے والا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جیسا کہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿لایعلم الغیب الا اللہ﴾

(٤٥٩٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ اَوْاَتٰى اِمْرَاَتَهٗ حَائِضًا اَوْ اَتٰى اِمْرَاَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

(۴۵۹۹) حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کاہن کے پاس جا کر اس کی بات کی تصدیق کر لی یا حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کیا یا اپنی بیوی سے اس کی مقعد میں جماع کیا تو وہ محمد کی لائی ہوئی شریعت سے بیزار ہو گیا۔ (احمد۔ ابوداؤد)
اگر اس نے حلال جان کر یہ کیا تو کافر ہو گیا ورنہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو گیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

کاہنوں کا علم شیاطین سے مستعار ہوتا ہے

(٤٦٠٠) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷜ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِی السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا لِلَّذِیْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِيْرُ فَسَمِعَهَا مُسْتَرِقُوْا السَّمْعَ وَمُسْتَرِقُوْ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهٖ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ

(۴۶۰۰) حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب آسمان میں کوئی حکم جاری فرماتا ہے تو فرشتے خوف الٰہی سے کانپ اٹھتے ہیں اور اپنے پروں کو پھڑ پھڑانے لگتے ہیں۔ اور یہ حکم زنجیر کی اس آواز کی طرح ہوتا ہے جس کو چکنے اور صاف پتھر پر کھینچا جائے یعنی ایک سنسناہٹ کی آواز سی معلوم ہوتی ہے۔ جب فرشتوں کے دلوں سے خوف و ہراس دور ہو جاتا ہے تو آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے رب نے جو کچھ فرمایا وہ سچ ہے وہ زبردست اور عالی شان اور بلند مرتبے والا ہے تو اگلی

٤٥٩٨۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ١/ ٣١١۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی النجوم ٣٩٠٥۔ ابن ماجہ کتاب الادب باب لقلم النجوم ٣٧٢٦.

٤٥٩٩۔ اسنادہ صحیح۔ مسند احمد ٢/ ٤٠٨۔ سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی الکاھن ٣٩٠٤.

٤٦٠٠۔ صحیح بخاری کتاب تفسیر باب حتی اذا فزع عن قلوبھم ٤٨٠٠.

ثُمَّ يُلْقِيهَا الْاٰخَرُ اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ حَتّٰى يُلْقِيَهَا عَلٰى لِسَانِ السَّاحِرِ اَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَهٗ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ فَيُقَالُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِيْ سَمِعْتُ مِنَ السَّمَآءِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

باتوں کو کان لگا کر سننے والے شیاطین چوری سے سنتے ہیں اور وہ اس طرح سے ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہیں ایک شیطان دوسرے شیاطین کے قریب قریب ہوتا ہے اس طرح سے زمین سے آسمان تک ایک دوسرے سے ان کا سلسلہ ہوتا ہے۔ حضرت سفیان نے اپنی ہتھیلی کو موڑ کر انگلیوں کے درمیان میں فاصلہ کر کے سمجھایا کہ اس طرح سے یعنی ایک شیطان دوسرے شیطان کے قریب ہوتا ہے جب سننے والے شیطان نے کوئی بات سنی تو وہ اپنے نیچے والے شیطان کو ڈال دیتا ہے یعنی اس کے کان میں پھونک دیتا ہے پھر وہ نیچے والے کو اسی طرح کرتے کرتے سب سے نیچے والے کے پاس وہ بات پہنچ جاتی ہے پھر نیچے والا شیطان کاہن یا جادوگر کی زبان پر جاری کر دیتا ہے بعض دفعہ اس کے ڈالنے سے پہلے آگ کا انگارہ اور شعلہ اس پر پڑ جاتا ہے تو وہ کاہن سو جھوٹی بات اس کے ساتھ ملا کر پھیلاتا ہے جب سو میں سے ایک آدھی بات سچی ہو جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کیا تو نے ہم سے ایسا ویسا نہیں کہا تھا کہ فلاں دن ایسا ویسا کام ہوگا اسی ایک بات کی وجہ سے اس کاہن کی بات تصدیق کر لی جاتی ہے۔ (بخاری)

(٤٦٠١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ اَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهُمْ بَيْنَاهُمْ جُلُوْسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رُمِيَ بِنَجْمٍ وَاسْتَنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَاكُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هٰذَا؟)) قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ كُنَّا نَقُوْلُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَاِنَّهَا لَا يُرْمٰى بِهَا لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهٖ وَلٰكِنْ رَبُّنَا تَبَارَكَ اسْمُهٗ اِذَا قَضٰى اَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَآءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ اَهْلَ هٰذِهِ السَّمَآءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ مَا قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ بَعْضًا حَتّٰى يَبْلُغَ هٰذِهِ السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَيَخْطِفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُوْنَ اِلٰى اَوْلِيَآئِهِمْ وَيَرْمُوْنَ فَمَا جَآءُوْا بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَقْرِفُوْنَ فِيْهِ وَيَزِيْدُوْنَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۶۰۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک انصاری صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک رات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی پھیل گئی یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جاہلیت کے زمانہ میں اسلام سے پہلے اس کو کیا کہتے تھے جب کہ اس قسم کا ستارہ گرتا ہوا نظر آتا تھا؟ ان لوگوں نے کہا کہ اس کی اصلی حقیقت تو اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ جانتے ہیں ہم لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ آج رات کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا کوئی بڑا آدمی مرا ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ستارہ نہیں ٹوٹتا ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان میں کوئی حکم جاری فرماتا ہے تو اس کو سن کر عرش الٰہی کے اٹھانے والے فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں' پھر ان کے متصل آسمان والے فرشتے ان کی تسبیح کو سن کر تسبیح پڑھنے لگتے ہیں' اسی طرح سے آسمان دنیا والے فرشتے سن کر تسبیح پڑھنے لگتے ہیں پھر یہ عرش الٰہی کے اٹھانے والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ تو وہ جواب دیتے ہیں۔ پھر ان کے نیچے آسمان والے فرشتے دریافت کرتے ہیں ان کو بھی جواب مل جاتا ہے یہاں تک کہ آسمان دنیا والے فرشتوں تک وہ بات پہنچ جاتی ہے تو چوری سے سننے والے جن اور شیطان کوئی بات اچک لے جاتے ہیں اور اپنے معتقدین کے کان میں ڈال دیتے ہیں تو جو آسمان کی سنی ہوئی بات کہتے ہیں وہ سچ نکل آتی ہے لیکن اس کے ساتھ اور بہت سی بات جھوٹی جھوٹی ملا کر کہتے ہیں۔ (مسلم)

٤٦٠١ـ صحيح مسلم كتاب السلام باب تحريم الكهانة ٢٢٢٩، ٥٨١٩.

ستاروں کے فوائد

(٤٦٠٢) وَعَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلٰثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِلسَّمَآءِ وَرُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدٰی بِهَا فَمَنْ تَاَوَّلَ فِيْهَا لِغَيْرِ ذَالِكَ اَخْطَأَ وَاَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْلَمُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَفِيْ رِوَايَةِ رَزِيْنٍ وَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْنِيْهِ وَمَالَا عِلْمَ لَهٗ بِهٖ وَمَا عَجَزَ عَنْ عِلْمِهِ الْاَنْبِيَآءُ وَالْمَلٰئِكَةُ.

(۴۶۰۲) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین فائدوں کے لیے پیدا کیا ہے بعض کو آسمان کی زینت کے لیے اور بعض کو شیطانوں کو سنگسار کرنے کے لیے اور بعض راستہ بتانے کے لیے جو ان تینوں فائدوں کے علاوہ اور فائدہ بتائے تو اس نے اپنی کوشش کو ضائع کیا۔ اور جس کی اس کو خبر نہیں ہے اس کی اس نے تکلیف اٹھائی۔ اور اس کے جاننے سے نبی اور فرشتے بھی عاجز ہیں۔ بخاری نے اسے تعلیقا روایت کیا ہے۔

(٤٦٠٣) وَعَنِ الرَّبِيْعِ مِثْلُهٗ وَزَادَ وَاللّٰهِ مَاجَعَلَ اللّٰهُ فِيْ نَجْمٍ حَيٰوةَ اَحَدٍ وَلَا رِزْقَهٗ وَلَا مَوْتَهٗ وَاِنَّمَا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَيَتَعَلَّلُوْنَ بِالنُّجُوْمِ.

(۴۶۰۳) اور حضرت ربیع رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے کسی تارے میں بھی کسی ایک کی زندگی اور موت نہیں رکھی اور نہ رزق رکھا ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ پر افترئی باندھتا ہے۔

توضیح: اس حدیث سے اچھی طرح واضح ہے کہ باری تعالیٰ نے ستاروں کو تین چیزوں کے لیے بنایا ہے اب کوئی ان ستاروں سے غیب دانی کا دعویٰ کرے یا یہ سمجھے کہ یہ تارہ فلاں برج میں جائے گا تو بارش ہوگی ایسا عقیدہ رکھنا باطل ہے اور جس نے ان تاروں کے چکر میں اپنی عمر گنوائی اس نے اپنی دنیا و آخرت تباہ کر دی۔

(٤٦٠٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ لِغَيْرِ مَاذَكَرَ اللّٰهُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ الْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ وَالْكَاهِنُ سَاحِرٌ وَالسَّاحِرُ كَافِرٌ)) رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

(۴۶۰۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ستاروں کا کوئی علم سیکھا جس کو اللہ تعالیٰ نے نہیں بیان کیا ہے تو اس کو اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا۔ نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔ (رزین)

بارش اللہ برساتا ہے ستارے نہیں

(٤٦٠٥) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ اَمْسَكَ اللّٰهُ الْقَطْرَ عَنْ عِبَادِهٖ خَمْسَ سِنِيْنَ ثُمَّ اَرْسَلَهٗ لَاَصْبَحَتْ طَآئِفَةٌ مِنَ النَّاسِ كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سُقِيْنَا بِنَوْءِ الْمِجْدَحِ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

(۴۶۰۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ پانچ سال تک بارش کو روک لے پھر برسائے تو بعض لوگ اس کا انکار کر کے یہ کہیں گے کہ فلاں ستارے کے نکلنے کی وجہ سے یہ بارش ہوئی ہے۔ (نسائی)

٤٦٠٢۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب فی النجوم (بعد حدیث) ٣١٩٨ تغلیق التعلیق ٣/ ٨٩.

٤٦٠٣۔ سندنا معلوم ہے۔ ٤٦٠٤۔ سندنا معلوم ہے۔

٤٦٠٥۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن النسائی کتاب الاستسقاء باب کراهیة الاستمطار بالکوکب ١٥٢٧۔ عتاب مجہول راوی ہے۔

كِتَابُ الرُّؤْيَا

خوابوں کی تعبیر کا بیان

علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون مغربی رحمہ اللہ اپنی تاریخ کے مقدمہ ابن خلدون میں نبوت کی حقیقت کہانت کی اصلیت کے سلسلہ میں رویا یعنی خواب کی بڑی تحقیق اور دلپسند بحث کی ہے۔ ہم اس سلسلے میں مقدمہ ابن خلدون میں سے رویا کی بحث مختصر نقل کرتے ہیں تاکہ آپ خواب کی حقیقت سے واقف ہو جائیں۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ

رویا کی حقیقت یہ ہے کہ نفس ناطقہ کسی خاص وقت میں واقعات کی تصویر اپنی روحانی ذات میں دیکھ لیتا ہے کیونکہ جب وہ روحانی جامہ میں ہوتا ہے تو اور ذوات روحانیہ کی طرح اس میں بھی واقعات کی صورتیں بالفعل چھپ جاتی ہیں اور روحانیت نفس کو بدیں سبب نصیب ہوتی ہے کہ وہ مواد جسمانیہ و مدارک بدنیہ سے اپنا رشتہ توڑ لیتا ہے جب اس کو نیند کی وجہ سے ذرا اوپر کے لیے یہ خوش نصیبی ملتی ہے تو آئندہ پیش آنے والے مرغوب امور کا علم سے اڑتا ہے۔ اور پھر جاگ کر مدارک مدینہ کی طرف لوٹ آتا ہے اب اگر اس علم کا اخذ و اقتباس کمزور ہے اور خیال میں اس کی حکایت و مثال کا طریقہ خلط ملط ہو جانے کی وجہ سے غیر واضح ہے تو اس اختلاط کے سبب اس علم کی ترجمانی کے لیے تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے اور اگر اقتباس قوی ہے اور خیال میں اس کے لیے حکایت و مثال کی ضرورت نہیں ہوتی ہے تو مثال و خیال سے پاک ہونے کے باعث اس میں تعبیر کی حاجت دامن گیر نہیں ہوتی رہا یہ امر کہ نفس کو مواد جسمانیہ سے جدائی کا یہ لمحہ کس سبب سے مل جاتا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ نفس بالقوہ روحانی شئی ہے یعنی بدن و مدارک بدنیہ سے اپنی تکمیل کی سبیل پیدا کر کے اور بالفعل کمال کے زیور سے آراستہ ہو کر ایک محض روحانی ذات کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اب اپنے ادراک میں آلات بدنیہ کا دست نگر نہیں رہتا مگر پھر بھی ملائکہ کی جو روحانیت ہے اس میں یہ شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اپنی ذاتوں کی تکمیل کے لیے مدارک بدنیہ یا کسی اور شئی کے شروع سے محتاج ہی نہیں بلکہ وہ خود ابتدائے فطرت سے مکمل ہیں بہر حال نفس میں روحانیت کے شامل ہونے کی استعداد و قابلیت موجود رہتی ہے جب تک وہ بدن سے وابستہ ہے۔ بعض میں یہ استعداد کچھ قوی ہوتی ہے جس طرح اولیاء کرام میں اور بعض میں گھٹیا جس طرح عوام میں بحالت خواب' لیکن انبیاء علیہم السلام میں تو یہ استعداد و قابلیت اپنے اعلیٰ ترین پیمانے پر ہوتی ہے کیونکہ بوقت نزول وحی ان کو بار بار بشریت سے جدا ہونے اور اعلیٰ روحانیت سے مل جانے کا موقع ملتا رہتا ہے اور وحی سے جو حضرات انبیاء علیہم السلام کو علم نصیب ہوتا ہے وہ بہت کچھ خواب سے مشابہ ہوتا ہے اگرچہ خواب و وحی میں مرتبہ کے لحاظ سے بہت بڑا فرق ہے کہاں وہ کہاں یہ۔

چنانچہ اسی مشابہت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الرویاء جزء من ستة واربعين جزء من النبوت.)) (خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے) اور ایک روایت میں ثلاثة واربعين ہے (یعنی تینتالیسواں حصہ ہے) اور ایک روایت میں سبعين ہے یعنی سترھواں حصہ۔ لیکن یہاں کوئی خاص گنتی مراد نہیں بلکہ ہر دو کے مراتب میں بہت زیادہ فرق بیان کرنا ہے جیسا کہ سبعین کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب سبعین کو محض زیادتی و کثرت بیان کے لیے بھی لاتے ہیں نہ کہ گنتی کے لئے۔ بعض ستة واربعين کی روایت سے یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ ابتداء میں وحی خواب کی شکل میں آتی تھی۔ چھ ماہ یعنی نصف سال یہی طریقہ جاری رہا۔ اور پوری مدت نبوت مکہ و

مدینہ ہر دونوں کے قیام کو سامنے رکھتے ہوئے تیئیس سال قرار پاتی ہے۔ تو اس حساب سے خواب و وحی کی مدت نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوئی۔ کیونکہ نصف سال تیئیس سال کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے۔ اور معنی روایت کے صحیح بیٹھ گئے۔ مگر یہ توجیہہ تاویل بعد از تحقیق ہے۔ کیونکہ یہ صورت محض آنحضرت ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے اس کی کیا دلیل ہے کہ اور انبیاء علیہم السلام کے پاس بھی چھ ماہ تک خواب ہی میں وحی آتی رہی تا کہ ایک عام قاعدہ صحیح مانا جا سکے۔ پھر یہ نسبت جو روایت میں بیان ہوئی ہے وہ خواب و نبوت کی حقیقتوں میں ہے اور تاویلی بیان میں جو نسبت ثابت ہوئی وہ ہر دو کی مدتوں میں نہ کہ حقیقتوں میں۔ لہٰذا حدیث میں جزء من النبوۃ کے معنی سے وہ نسبت مراد ہوگی جو استعداد اول (خواب) کو جو بشر کو بھی شامل ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی استعداد قریب سے حاصل ہے۔ یہ استعداد قریب حضرات انبیاء میں فطری بھی ہے اور انہیں کے ساتھ مخصوص بھی۔ یہ استعداد اول یا جس کو ہم استعداد بعید بھی کہتے ہیں۔ بشر کو نصیب ہے مگر اس کی حصول کی راہ میں اس کے لیے موانع اور رو کیں ہیں۔

اور اس سلسلہ میں سب سے بڑا سنگ راہ حواس ظاہرہ ہی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے بشر کی ایسی فطرت رکھی کہ یہ جب نیند سے جو اس کے لیے لازی و ضروری ہے تو حواس کا پردہ اس پر سے اٹھ جائے اور اسی بے حجابی میں عالم حق میں جس چیز کی طرف اس کا شوق بڑھتا ہے اسی کی وہ معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ اور کبھی کبھی اپنے مطالب کا بھی کھوج لگا لیتا ہے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے خواب کو مبشرات میں سے قرار دیا۔ اور فرمایا: ((لم یبق من النبوۃ الا المبشرات .)) ''نبوت ختم ہوئی اب صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔'' لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ رویائے صادقہ جن کو ایک نیک و پاکباز آدمی دیکھتا ہے۔

اب یہ امر بحث طلب رہ جاتا ہے کہ خواب میں حواس کا پردہ اٹھ جانے کا سبب کیا ہے؟ تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ نفس انسانی کا ادراک اور ایسے ہی اس کے افعال اس روح حیوانی کے سبب سے ہیں۔ جو لطیف بخار کی شکل میں قلب کے بائیں خانہ میں اپنا مرکز رکھتی ہے جیسا کہ جالینوس وغیرہ نے اپنی تشریح کی کتاب میں بیان کیا ہے پھر یہ شریان و عروق میں ہو کر خون کے ساتھ پھیل جاتی ہے اور بدن میں حس و حرکت پیدا کرتی ہے اور افعال بدنیہ کا سبب بنتی ہے اسی روح حیوانی کا کچھ لطیف حصہ دماغ کی طرف چڑھتا ہے اور دماغی برودت سے اعتدال پاتا ہے اسی کی مدد سے دماغی قوی بروئے کار لائے ہیں۔ تو گویا نفس ادراک و تعقل اسی روح بخاری کی وجہ سے کرتا ہے اور اس کی وابستگی اسی سے ہے اور ہونی بھی چاہیے۔ کیونکہ لطیف کا تعلق لطیف ہی سے ہوتا ہے۔ جب تمام مواد ندیہ میں روح حیوانی کا کچھ لطیف ترٹھہری تو یہی اپنے سے ایک مغائر ذات نفس ناطقہ کے آثار کا مرکز بھی بنی اور اسی کی وساطت سے نفس انسانی کے آثار بدن پر ظاہر ہونے لگے۔

ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ نفس کا ادراک دو طرح کا ہے ایک ادراک ظاہری جو حواس خمسہ کے ذمہ ہے' دوسرا ادراک باطنی جس میں قوائے دماغیہ کارفرما ہیں پھر یہ ہر دو نوع ادراک نفس کو ذوات روحانیہ کے ادراک سے باز رکھتے ہیں۔ جس کی وہ فطرت سے استعداد و قابلیت لے کر پیدا ہوا ہے۔ اب جب حواس ظاہری جسمانی ٹھہرے تو لامحالہ زیادہ کام کرتے رہنے سے ان میں تکان۔ سستی۔ پژمردگی پیدا ہو جاتی ہے ادھر روح بھی لگاتار کام سے دم چھوڑنے لگتی ہے۔ پس نفس انسانی بحسب فطرت اپنی کامل ہیئت بر ملا دغیر سے ادراک حاصل کرنے کے لیے آمادہ و مستعد ہو جاتا ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ روح حیوان تمام حواس ظاہری سے کنارہ کش ہو کر حسن باطن کی طرف راستہ لیتی ہے اور پھر رات کی خنکی و برودت جو بدن پر غالب آتی ہے وہ اس روح کی اور مددگار و سازگار بنتی ہے۔ پس حرارت عزیزی بدن کی گہرائیوں تک پہنچتی ہے اور ظاہر کو چھوڑ کر باطن کی طرف رخ کرتی ہے تو پھر روح حیوانی جو حرارت عزیزی کا مرکب اور سواری ہے وہ بھی باطن کی طرف رخ کرنے میں اس کے ساتھ ہو لیتی ہے اور اسی سبب سے نیند زیادہ تر رات ہی میں آتی ہے اب جب روح حیوانی حواس

ظاہری سے اپنا دامن چھڑا کر قوائے باطنی کی طرف سمٹی اور ادھر نفس کی حسی مشاغل سے سبکدوشی نصیب ہوئی اور حافظہ میں محفوظ صورتوں کی طرف وہ متوجہ ہوا تو ترکیب وتحلیل سے خیالی صورتیں اس کے سامنے آجاتی ہیں جو اکثر وبیشتر عادی ہوتی ہیں کیونکہ وہ فریب اور روزمرہ کے مدرکات سے ماخوذ ومتشرع ہوتی ہیں۔ پھر یہ صورتیں حس مشترک میں پہنچ جاتی ہیں جو حواس ظاہری کی جامع ہے اور اب حواس خمسہ ظاہریہ کے طریق پر ادراک ہونے لگتا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفس سے لڑتا بھڑتا اپنی ذات روحانیہ تک جا پہنچتا ہے۔ اور اپنے فطری تقاضے کی بناء پر ادراک روحانی میں مشغول ہوتا ہے اور ان اشیاء کی صورتوں کے اقتباس میں لگتا ہے جو اس وقت اس کی ذات سے متعلق ہے پھر ان ادراک کی ہوئی صورتوں کو خیال اچک لیتا ہے اور ان کو حقیقت یا حکایت وتشبیہ کا معمولی لباس پہناتا ہے اور بحالت تشبیہ وحکایت اور ان مدرکات کی تاویل وتعبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر نفس نے حافظ کی موجودہ صورتوں میں اس سے پہلے تحلیل وترکیب اضغاث احلام (بدخوابی) کہلاتی ہے۔

چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ خواب تین قسم کے ہیں۔ ایک اللہ کی طرف سے' دوسرے ملائکہ کی طرف سے' تیسرے وسوسہ شیطانی سے۔ حدیث کی تفصیل ہمارے ذکر کردہ بیان سے ملتی ہے کیونکہ جو خواب صریح وجلی ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور جو تاویل وتعبیر کے محتاج ہیں وہ القائے روحانیہ میں محسوب ہیں۔ اور بدخوابیوں کا شمار شیطانی وسوسوں میں ہے اس لیے اس قسم کے خواب سراسر لغو باطل ہوتے ہیں۔ اور کیوں لغو نہ ہوں کہ شیطان بھی تو لغویت کا سرچشمہ ومرکز ہے۔

یہ ہے خواب کی پوری حقیقت' اس کا سبب' اور بحالت خواب پیش آنے والے حالات۔ نفس' انسان کا وہ خاصہ ہے جو ہر فرد بشر میں موجود ہے کوئی اس سے بری نہیں ہوسکتا۔ ہر انسان اپنے خواب میں وہ باتیں دیکھتا ہے جو وہ جاگتے میں زیادہ تر کرتا رہتا ہے اور ہر شخص کو اس کا یقین ہے کہ نفس خواب میں غیب کی باتوں کا ادراک کرتا ہے جب خواب میں اس کی غیب دانی تسلیم ہوئی تو دوسری حالتوں میں اس کے علم سے کیونکر انکار کیا جاسکتا ہے کیونکہ ذات مدرک آخر ایک ہی ہے۔ تو اس کے خواص بھی اس کے تمام حالات کو شامل ہیں۔ واللہ الھادی الی الحق بمنہ وفضلہ انتھی کلامہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت یوسف اور حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے منام اور خواب کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے سلسلہ میں فرمایا:

﴿اذقال یوسف لابیہ یابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتھم لی سجدین قال یبنی لاتقصص رویاك علیٰ اخوتك فیکید والك کیدا ان الشیطن للانسان عدو مبین﴾

''جبکہ یوسف نے اپنے باپ سے ذکر کیا کہ ابا جی میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے۔ اور دیکھا کہ وہ سب مجھے سجدہ کررہے ہیں۔ حضرت یعقوب نے کہا میرے پیارے بچے! اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں سے ذکر نہ کرنا' ایسا نہ ہو کہ وہ تیرے ساتھ کوئی فریب کاری کریں۔ شیطان تو انسان کا صریح دشمن ہے۔'' (سورہ یوسف)

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو شاہی قیدی بھی جیل خانے میں داخل ہوئے اور انہوں نے بھی خواب دیکھا جس کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے بتلادی۔ سورہ یوسف میں ہے۔

﴿ودخل معہ السجن فتیین قال احدھما انی ارینی اعصر خمرا وقال الاخر الی ارینی احمل فوق راسی خبرا تاکل الطیر منہ نبئنا بتاویلہ انا نرك من المحسنین﴾ (سورہ یوسف)

''اس کے ساتھ ہی دو اور جوان بھی جیل خانے میں داخل ہوئے اس میں سے ایک نے تو کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے

کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں جسے پرندے کھا رہے ہیں۔ ہمیں آپ اس کی تعبیر بتایئے ہمیں تو آپ خوبیوں والے شخص دکھائی دیتے ہیں۔''

اور مصر کے بادشاہ نے بھی خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر اپنے درباریوں سے دریافت کی، تو اضغاث احلام کہہ کر ٹال دیا آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی گئی تو آپ نے صحیح تعبیر بتائی۔ سورہ یوسف میں ہے۔

﴿وقال الملك انی اری ....وفيه يعصرون﴾ (سورہ یوسف)

بادشاہ نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی فربہ گائیں جن کو سات لاغرو دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہیں ہری ہری اور سات اور ہیں بالکل خشک۔ اے میرے درباریو! اس خواب کی تعبیر بتلاؤ اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو اڑتے اڑاتے پریشان خواب ہیں اور ایسے شوریدہ پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے ہم نہیں۔ ان دو قیدیوں مین سے جو رہا ہوا تھا اسے مدت کے بعد یاد آ گیا اور کہنے لگا کہ میں تمہیں اس کی تعبیر بتلا دوں گا، مجھے جانے کی اجازت دیجئے اے یوسف! اے بہت بڑے سچے یوسف! آپ ہمیں اس کی خواب کی تعبیر بتلائے کہ سات موٹی تازی گائیں۔ جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالکل سبز خوشے ہیں اور سات اور بھی ہیں بالکل خشک۔ تاکہ میں واپس جا کر ان لوگوں سے کہوں کہ وہ جان لیں۔ یوسفؑ نے جواب دیا کہ تم سات سال تک پے در پے لگا تار حسب عادت برابر غلہ بویا کرنا اور حقل کاٹ کر اسے بالیوں سمیت ہی رہنے دینا بجز اپنے کھانے کی تھوڑی سی مقدار کے، اس کے بعد سات سال نہایت سخت قحط کے آئیں گے وہ اس غلہ کو کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لیے ذخیرہ رکھ چھوڑا تھا بجز اس تھوڑے سے کے جو تم روک رکھو۔ اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں لوگوں پر خوب بارش برسائی جائے گی اور اس میں شیرہ انگور بھی خوب نچوڑیں گے۔

بہر حال ان آیتوں میں خواب اور اس کی تعبیر کا بیان آیا ہے۔ خواب کی تعبیر کے سلسلے میں ہمارے اسلاف کرام نے چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھیں ہیں ان میں سے محمد ابن سیرینؒ کی کتاب منتخب الکلام فی تعبیر الاحلام زیادہ مشہور ہے۔ اور علامہ عبدالغنی النابلسی کی کتاب تعطیر الانام فی تعبیر المنام بھی زیادہ معروف ہے۔ یہ دونوں میرے سامنے ہیں ہم امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی کتاب کے مقدمے میں سے خواب کی تعبیر کے سلسلے میں چند اصول وضوابط وقواعد لکھتے ہیں تاکہ اس کی روشنی میں معبرین کو خواب کی تعبیر بتانے میں آسانی ہو۔

امام محمد ابن سیرین رحمہ اللہ تعبیر دینے کے آداب اور خواب کی تمیز اور اس کے اصول کی شناخت کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ: خواب چونکہ نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے اس لیے تعبیر دینے والے کو حسب ذیل اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو صواب کی توفیق عطا فرمائے اور عقلمندوں کو معارف پہچاننے کی ہدایت دے۔

۱۔ قرآن مجید کا عالم ہو۔

۲۔ احادیث رسول اللہ ﷺ کا حافظہ ہونا۔

۳۔ عربی زبان اور الفاظ کے اشتقاق کی خبر رکھتا ہو۔

۴۔ لوگوں کی حیثیتوں کو بخوبی جانتا ہو۔

۵۔ تعبیر کے اصول سے واقف ہو۔

۶۔ پاک نفس ہو۔

۷۔ پاکیزہ اخلاق کا ہو۔

۸۔ زبان کا سچا اور دل کا صاف ہو۔

اس لیے کہ خواب کی تعبیر میں کبھی تو زمانوں اور اوقات کے اختلاف کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور کبھی کتاب سے تعبیر دینا پڑتا ہے اور کبھی احادیث رسول اللہ ﷺ کو پیش نظر رکھ کر تعبیر دینا پڑتا ہے اور کبھی تعبیر میں محاورات کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور کبھی خواب کے دیکھنے والے کے بجائے اس کی نظیر یا اس کے ہم نام کی طرف تعبیر منسوب کی جاتی ہے اور کبھی خواب کی تعبیر صرف نام سے دی جاتی ہے کبھی صرف معنی سے۔ کبھی اس کی ضد سے، کبھی اس کے استقاق سے، کبھی زیادتی سے، کبھی نقصان سے۔

قرآن مجید سے تعبیر کی مثال تو ایسی ہے جیسے کہ انڈوں کی تعبیر عورتوں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ﴿كانهن بيض مكنون﴾ گویا کہ وہ حوریں انڈے ہیں جو چھپی ہوئی ہیں) اللہ نے ان کو انڈوں سے تشبیہ دی ہے۔

اور پتھر کی تعبیر سخت دلی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے مناسبت کی بناء پر کہ: ﴿ثم قست قلوبكم من بعد ذلك فهى كالحجارة او اشد قسوة﴾ (پھر تمہارے دل سخت ہوگئے تو وہ مثل پتھر کے ہوگئے یا اس سے بھی زیادہ سخت۔

اور تازہ گوشت کی تعبیر غیبت ہے۔ اس ارشاد الٰہی کی بنا پر ﴿ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتا فكرهتموه﴾ (کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم برا سمجھتے ہو" اس میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر فرمایا ہے۔

اور چابیوں کی تعبیر خزانے ہیں۔ کیونکہ ارشاد ربانی ہے: ﴿واتيناه من الكنوز ما ان مفاتحه لتنوء بالعصبة اولى القوة﴾ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیے تھے کہ اس کی چابیاں ایک طاقتور جماعت اٹھاتی تھی۔" لہٰذا چابیوں سے مراد مال ہے کیونکہ خزانوں تک پہنچنا چابیوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔

اور کشتی کی تعبیر نجات ہوگی۔ کیونکہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿فانجيناه واصحب السفينة﴾ ہم نے اس کو اور کشتی والوں کو نجات دی۔

اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ بادشاہ کسی ایسے گھر یا شہر یا محلہ میں آیا کہ ایسے مقام پر آنا اس کی عادت کے خلاف ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ دی جائے گی کہ اس جگہ کے رہنے والوں کو ذلت پہنچے گی یا وہ کسی مصیبت میں پڑ جائیں گے۔ جو اس آیت کے مضمون کے عین مطابق ہوگا ان ﴿الملوك اذ دخلوا قرية افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة﴾ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے معززین کو ذلیل کر دیتے ہیں۔

اور لباس کی تعبیر بھی عورتیں ہیں۔ جو اس ارشاد الٰہی سے ماخوذ ہے: ﴿هن لباس لكم وانتم لباس لهن﴾ وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔"

اسی طرح احادیث رسول اللہ ﷺ سے تعبیر دیتے ہیں۔ ان مناسبات کو ملحوظ رکھا جائے گا جیسے کوے کی تعبیر بدکار آدمی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کوے کا نام فاسق رکھا ہے۔ اور چوہیا کی تعبیر فاسقہ عورت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ چوہیا فاسقہ ہے۔ اور ایک حدیث میں چوہیا کو فویسقہ بھی فرمایا ہے۔

اور پسلی کی تعبیر عورت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور دروازے کی نچلی دہلیز یعنی چوکھٹ سے بھی عورت ہی مراد ہے۔ کیونکہ خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دو۔ یعنی بیوی ایسی لاتعداد مثالیں ہیں۔

اور آپس کے محاوروں سے تعبیر کی شکل یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص خواب دیکھے کہ اس کا ہاتھ لمبا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ لوگوں کے

ساتھ احسان کرے گا کیونکہ عرب آپس میں بات کرتے ہوئے جب کسی کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کا ہاتھ تجھ سے زیادہ لمبا ہے تو اس سے ان کی مراد یہی ہوتی تھی کہ وہ شخص زیادہ احسان کرنے والا ہے۔ اور لکڑی چننے کی تعبیر چغلی۔ کیونکہ جو شخص ایک دوسرے کی چغلی کیا کرتا ہے تو اس کے متعلق عرب کا محاورہ ہے کہ وہ لکڑی چنتا ہے۔

اور مرض کی تعبیر نفاق ہے۔ کیونکہ جو شخص وعدہ پورا نہیں کرتا اس کے متعلق عام محاورہ یہ ہے کہ وہ اپنے وعدہ میں بیمار ہے۔ اور مخط (یعنی تیلی یا کاڑی) کی تعبیر لڑکا ہے۔ جیسے کہ عرب اس لڑکے کو جو اپنے باپ کے مشابہ ہو یوں کہتے ہیں کہ وہ شیر کا مخط (تیلی یا کاڑی) ہے۔

اور جو شخص لوگوں کو تیر یا بندوق کی گولی اور پتھر سے نشانہ بنا رہا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ شخص ان کا برائی سے ذکر کر رہا کیونکہ وہ آپس میں ایسے شخص کے متعلق اسی طرح کہتے ہیں کہ فلاں نے فلاں کو نشانہ بنایا یا فلاں نے فلاں کو پتھر سے مارا۔

اور جو شخص یہ دیکھے کہ اس نے اپنے ہاتھ اشنان یا صابون وغیرہ سے دھوئے تو اس کی تعبیر کسی چیز کی ناامیدی کی ہے کیونکہ عرب میں اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے تجھ سے اپنا ہاتھ اشنان سے دھولیا تو اس کی مراد یہی ہوتی ہے کہ میں تیرے خیر سے ناامید ہو گیا۔ اور مینڈھے کی تعبیر ایسے شخص سے ہوگی جو اپنی قوم میں معزز اور رئیس ہو اسی طرح اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔

اور ظاہری نام سے تعبیر کی صورت یہ ہے کہ کسی کا نام فضل ہو تو اس کی تعبیر فضیلت ہوگی۔ اور راشد کی تعبیر رشد و ہدایت ہے اور سالم کی تعبیر سلامتی وغیرہ ہوگی۔

اور نام کی تعبیر کی شکل اس طرح ہے کہ جیسے نرگس وگلاب کے متعلق جو شخص سوال کرے یا اس کی طرف وہ منسوب ہوں تو اس کی تعبیر بقا کی کمی ہے اور اس کی تعبیر بقا اس کے ضد میں ہوگی اس کے بقا اور تروتازگی کی بناء پر اور اس کی مثالیں بہت سی ہیں۔

اور ضد سے تعبیر کی صورت ایسی ہے جیسے کہ گریہ وزاری کہ اگر اس کے ساتھ چیخنا چلانا گریبان پھاڑ نانہ ہو تو اس سے مراد خوشی ہوگی اور ہنسی خوشی اور ناچ کی تعبیر رنج وغم اور حزن وملال ہے اور جیسے دو آدمی جنگ کریں اور کشتی لڑیں تو جو نیچے گرے گا وہ غالب سمجھا جائے گا۔ اور جیسے، کوئی یہ دیکھ رہا ہے کہ اس کے پچھنے لگائے جا رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس پر کوئی شرط لکھی جائے گی۔ یا یہ دیکھے کہ اس پر کوئی شرط لکھی جا رہی ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے پچھنے لگائے جائیں گے کیونکہ عربی میں شرط کے معنی پچھنے لگانے کے ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اس کو قبر میں داخل کیا جا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ قید ہوگا۔ اور اگر یہ دیکھے کہ اس کو کسی ایسی جگہ قید کیا گیا کہ نہ اس کی ہیئت یاد ہے نہ وہاں کے رہنے والوں کو جانتا ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ قبر میں داخل ہوگا۔

اور اگر یہ دیکھے کہ دشمن نے اس پر ہجوم کیا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس مقام پر سیلاب آئے گا۔ اور ٹڈیوں کی تعبیر فوج سے اور فوج کی تعبیر ٹڈیوں سے ہوگی۔ اور اس کے نظائر بہت سے ہیں اور ٹڈی کی تعبیر پوشیدہ مال سے بھی ہوتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ ان کی بھنبھناہٹ نہ ہو اور اگر بھنبھناہٹ ہوگی تو اس کی تعبیر خصومت ہوگی۔

اور بال کی تعبیر مال وزینت ہے اور اگر وہ چہرے پڑ جائیں یا رخسار پر زیادہ ہو جائیں تو وہ رنج وغم کی علامت ہیں۔ اور بعض لوگ اس سے سیاہ بھی مراد لیتے ہیں، اور اگر کسی نے بالوں کو بٹے ہوئے دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے متعلق برے الفاظ کہے جائیں گے اور وہ ان کی مدافعت پر قادر نہ ہوگا۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ اس کے ریش (پر) اور پنکھ ہیں۔ تو اس کی تعبیر مال اور ریاش (مال) ہوگی اور اگر اس پر و پنکھ سے اڑ گیا تو اس کی تعبیر سفر سے ہوگی۔ اور اگر کسی نے یہ دیکھا کہ اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور اس نے اس کو اٹھا لیا اور وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کے ساتھ رہا۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے بھائی یا لڑکے سے اس کو فائدہ ہوگا لیکن اگر کٹا ہاتھ اس سے جدا ہو گیا تو بھائی یا لڑکے سے اس کو مصیبت پہنچے گی۔ اور اگر کسی مریض نے یہ دیکھا کہ وہ تندرست ہو گیا اور گھر سے نکلا تو اگر بات بھی کی تو اچھا ہو جائے گا اور بات نہ کی تو مر

جائے گا اور مقامات میں یہ ہیں کہ اگر وہ مختلف رنگ کے نہ ہوں تو ناپاک عورتیں ہیں اور اگر سیاہ سفید ہوں تو وہ دن اور رات ہیں۔ اور مچھلی کی تعداد معلوم ہو تو وہ عورتیں ہیں اور عدد معلوم نہ ہوں تو وہ مال غنیمت ہے اسی طرح اس کی مثالیں بہت سی ہیں۔

اسی طرح لوگوں کی حیثیتوں اور ان کی حالتوں کے لحاظ سے بھی تعبیر میں اختلاف ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص دیندار اور صاحب خیر ہے اور اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے ہاتھ یا گردن میں طوق ڈالا گیا ہے تو یہ اس کے حق میں صلاحیت اور شر و فساد سے محفوظ رہنے کی دلیل ہے اور اگر اس کے اعمال اس کے خلاف ہوں تو اس سے گناہوں کا بکثرت سرزد ہونا اور اس کا جہنمی ہونا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس سے محفوظ رکھے آمین۔

اسی اوقات کے اختلاف سے بھی تعبیر میں تغیر ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی نے دیکھا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہے تو اگر یہ خواب رات میں دیکھا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ بہت نفع دینے والے کام کا مالک ہوگا اور اگر یہ خواب دن میں دیکھے تو اپنی بیوی کو طلاق دے گا۔

فصل

یہ بھی جاننا چاہیے کہ وہ خواب جو رات کے آخری حصے میں یا دن کے قیلولہ کے وقت دیکھے جائیں ان کی تعبیر سچی ہوتی ہے۔ پھل کے پکنے اور فروخت ہونے کے وقت کے خواب بہتر ہوتے ہیں' جاڑے اور بارش آنے کے وقت کی خواب کمزور ہوتے ہیں۔

فصل

اور تعبیر دینے والے کے لیے یہ ضروری ہے کہ خواب دیکھنے والے کی بات کو اچھی طرح سمجھے اور اس خواب پر اصول کے لحاظ سے غور کرے۔ اگر اس کی بات صحیح مسلسل ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے اور اگر اس کے معانی مختلف ہو سکتے ہیں تو دیکھے کہ اس کے الفاظ سے کون سے معنی اصل سے نزدیک ہوتے ہیں تو وہ معانی اس کے لحاظ سے اختیار کرے۔ اور اگر خواب سب کا سب مختلف ہو کہ اصول پر نہیں جمتا تو یہ لغو خواب ہے۔ اور اگر معاملہ مشتبہ ہو جائے تو پھر اس کے دل کی حالت معلوم کرے۔ اگر خواب نماز کے بارے میں ہو تو اس سے نماز کے بارے میں پوچھے۔ اور سفر کے بارے میں ہو تو سفر کے بارے میں پوچھے اور اگر خواب نکاح کے متعلق ہو تو نکاح کے بارے میں پوچھے۔ پھر اس کی تعبیر دل سے دے اور اگر خواب کی تعبیر کسی برے یا فحش کام سے ہوتی ہو تو اس کو ظاہر نہ کرے یا اس کی تعبیر کسی اچھے طریقے سے بتا دے اور خواب کی جو اصل تعبیر ہو سکتی ہو اس کو پوشیدہ رکھے۔

فصل

اور جب خواب کی اصلیت میں جنس اور قسم اور طبیعت معلوم کرے تو اس کی تعبیر اسی پر محمول کرے اور تاویل میں اس کا لحاظ رکھے۔ مثلاً جنس تو درخت اور درندے اور پرندے کو یہ کل کے کل اکثر مرد ہوتے ہیں۔ پھر اس کے بعد قسم پر غور کرے اگر خواب میں دیکھا تو دیکھے کہ کون سے وہ درخت ہیں یا اگر درندے یا پرندے دیکھے تو غور کرے کہ وہ کون سے درندے یا پرندے ہیں۔ پھر اسی کے مطابق فیصلہ کرے مثلاً اگر کھجور کا درخت ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ معزز اور عربی ہوگا۔ کیونکہ کھجور کا درخت ممالک عرب میں ہوتا ہے اور اگر اخروٹ ہے تو وہ عجمی آدمی ہے۔ کیونکہ اخروٹ ممالک عجم میں ہوتا ہے۔ اسی طرح پرندہ کہ اگر وہ بڑا ہوگا تو عربی آدمی ہوگا اور اگر مور ہوگا تو وہ عجمی ہوگا۔ پھر اس کے بعد طبیعت پر غور کرے اور اگر وہ کھجور کا درخت ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ بہت بھلائی کرنے والا اور پاک اصل کا ہوگا۔ اور اگر اخروٹ کا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ معاملہ میں دھوکہ دے گا۔ اور جھگڑالو ہوگا کیونکہ اخروٹ کو کھڑکھڑانا پڑتا ہے اور اس کو توڑے بغیر کوئی اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اگر پرندہ ہے تو چونکہ وہ اڑتا رہتا ہے اس لیے وہ آدمی زیادہ سفر کرنے والا ہوگا۔ اور اگر وہ مور ہوگا تو ملک عجم کا بادشاہ ہے مال والا اور اس کے پیرو بہت ہوں گے۔ اور یہی تعبیر ہوگی۔ اس کی جو شاہین یا عقاب ہوگا لیکن اگر وہ کوا ہوگا تو اس سے مراد یہ ہو

گی کہ وہ فاسق ہے جس کا کوئی زین نہیں اور اسی طرح عقعق ہے جو کوے کی طرح ایک پرندہ ہوتا ہے اور اسی طرح قیاس کر کے تعبیر دیا کرو۔ ان شاء اللہ ہدایت پاؤ گے اور اللہ ہی سے توفیق مل سکتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ

(٤٦٠٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ)) قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۴۶۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے‘ لوگوں نے عرض کیا کہ مبشرات کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا سچے سچے خواب۔ (بخاری)

(٤٦٠٧) وَزَادَ مَالِكٌ بِرِوَايَةِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ يَرَاهَا الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ اَوْتُرٰى لَهٗ.

(۴۶۰۷) اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اور زیادہ بیان فرمایا ہے کہ وہ سچا خواب جس کو مسلمان خود اپنے حق میں دیکھے یا کوئی مسلمان بھائی کسی دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں دیکھے۔

توضیح: یعنی میں خاتم النبیین ہوں‘ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا‘ کوئی نیا نبی نہیں آئے گا نہ کسی پر وحی آئے گی جس سے آئندہ کی بات معلوم ہو سکے۔ البتہ موحد مسلمانوں کو سچے سچے خواب دکھائی دیں گے جو خوشخبری دینے والے ہوں گے‘ جس سے وہ فائدہ اٹھا سکیں گے یا تو خود اپنے حق میں دیکھیں گے یا اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں دیکھیں گے۔ اور یہ نبوت کے چھیالیس حصے میں سے ایک حصہ ہے۔

(٤٦٠٨) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۶۰۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (بخاری و مسلم) اس کی توضیح وتشریح پہلے گزر چکی ہے۔

شیطان حضور نبی کریم ﷺ کی شکل میں نہیں آ سکتا

(٤٦٠٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۴۶۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو حقیقت میں سچ مچ مجھی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت وشکل نہیں اختیار کر سکتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی اس کا خواب سچا ہے‘ شیطانی وہم نہیں ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ خواب دیکھنے والے کی صداقت اس وقت ہو گی جبکہ خواب دیکھنے کے بعد اگر اس سے آنحضرت ﷺ کا حلیہ پوچھا جائے تو صحیح آپ کا حلیہ بیان کر دے اور بعضوں نے یہ مطلب بیان کیا ہے

٤٦٠٦۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب المبشرات ٦٩٩٠.

٤٦٠٧۔ صحیح موطا امام مالك كتاب الرؤيا باب ما جاء فی الرؤيا ٢/ ٩٥٧ح١٨٤٨۔ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٤٦٠٨۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب الرؤیا الصالحة ٦٩٨٧۔ مسلم کتاب الرؤیا ٢٢٦٤'٥٩٠٩.

٤٦٠٩۔ صحیح بخاری کتاب العلم باب اثم من كذب على النبیؐ ١١٠۔ مسلم کتاب الرؤیا باب قول النبیؐ من رانی فی المنام۔ ٢٢٦٦'٥٩١٩.

کہ اگر میری زندگی میں خواب دیکھا ہے اور اس نے مجھے دیکھا ہے تو حقیقتاً آئندہ میری زندگی میں دیکھ لے گا۔

مدارج النبوت جلد اول میں آنحضرت ﷺ کے خواب میں دیکھنے کے سلسلہ میں بڑی تفصیل لکھی ہے ہم مختصراً اس میں سے نیچے لکھتے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

وہ یہ ہے کہ اور انہیں خصائل میں سے یہ ہے کہ جس نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا بلاشبہ اس نے حق اور بے شک وشبہ آپ ہی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان آپ کی صورت میں متمثل نہیں ہوسکتا۔ اور نہ اسے اس کی قدرت دی گئی ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کا ہم شکل بن کر فریب ودھوکہ دے سکے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ((من رانی فقد رای الحق .))جس نے مجھے دیکھا اس نے حق ہی دیکھا'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے: ((من رانی فی المنام فقد ارانی .))''جس نے خواب میں مجھے دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا۔'' مطلب یہ ہے کہ اگر چہ حق تعالیٰ نے شیطان کو قدرت دی ہے کہ وہ جو صورت چاہے اختیار کرے لیکن اسے آنحضرت ﷺ کی صورت مبارکہ میں آنے کی قدرت نہیں دی گئی اس لیے کہ آنحضرت ﷺ مظہر ہدایت ہیں اور شیطان مظہر ضلالت وگمراہی۔ اور ہدایت وضلالت ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ فضیلت تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے عام ہے اور شیطان کسی نبی کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ لیکن صاحب مواہب الدنیہ اس فضیلت کو آنحضرت ﷺ کے خصائص کے بیان میں لائے ہیں اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے میں کسی خاص شکل و صورت میں دیکھنے کی شرط نہیں ہے جو شخص جس صورت میں بھی دیدار سے بہرہ ور ہو یقیناً اس نے آپ ہی کا دیدار کیا۔ اور بعض نے راہ شک اختیار کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ یہ اس تقدیر پر ہے کہ اس نے بصورت خاص دیکھا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے اس شکل وصورت میں دیکھا ہو جو واقعتاً حضور ﷺ کی صورت مبارکہ رہی ہے۔

اور بعض نے اس سے زیادہ تنگی اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ آپ کو اسی خاص صورت میں دیکھا ہے جو صورت مبارکہ دنیا سے رحلت کے وقت تھی' حتیٰ کہ وہ آپ کی داڑھی شریف میں سفید بالوں کی گنتی کا بھی شمار ملحوظ رکھتے تھے یعنی آپ کی داڑھی شریف میں بیس سے زیادہ سفید بال نہ تھے۔

علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ جو خواب کی تعبیر میں ماہر تھے ان کے پاس اگر کوئی شخص آکر کہتا کہ میں نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کا دیدار کیا ہے تو وہ اس سے پوچھتے کہ بتاؤ کس صورت میں تو نے دیکھا ہے؟ اگر وہ ویسی صورت نہ بتاتا جیسی کہ حضور اکرم ﷺ کی صورت تھی' تو علامہ ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے کہ تم نے حضور ﷺ کی زیارت نہیں کی ہے۔ علماء بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ودرست ہے۔ واللہ اعلم

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کی خاص صورت اور جانی پہچانی صفات کے ساتھ دیکھنا آپ کی حقیقت کا ادراک ہے۔ اور اس کے سوا میں دیکھنا مثال کا ادراک ہے لیکن درست بات یہی ہے کہ جس پر تمام محدثین متفق ہیں کہ جس صورت میں بھی دیکھے حضورؐ ہی کا دیکھنا ہے۔ لیکن آپ کی خاص صورت میں دیکھنا اتم واکمل ہے اور صورتوں میں تفاوت ہے جس کا آئینہ خیال نور اسلام سے جتنا صاف تر اور منور ہوگا اس کی روایت اتنی ہی درست اور کامل تر ہوگی۔

اس مقام کی تحقیق کی تفصیل مشکوۃ شریف کی شرح میں بیان کر دی گئی ہے۔ وہاں دیکھنی چاہیے۔ مسلم کی حدیث میں ہے: ((من رانی فی المنام فیرانی فی الیقظة .))جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ مجھے بہت جلد بیداری میں دیکھے گا۔ اس حدیث کی چند

وجوہات سے توجیہیں کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ آخرت میں دیکھے گا۔ حالانکہ علماء بیان کرتے ہیں کہ آخرت میں تمام امت ہی دیدار مصطفیٰ ﷺ سے بہرہ ور ہوگی خواب میں رویت کی تخصیص کیا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ ایسی رویت کے لیے ایک خاص قسم کی رویت اور مخصوص قسم کی قربت ہوگی۔ ممکن ہے بعض گنہگاران امت بعض اوقات میں جمال جہاں آرا کی رویت سے اپنی گناہوں کی بدبختی سے محروم رہیں بخالف ایسی رویت کے کہ وہ ایسی محروی و ناکامی سے محفوظ ہو جائیں دوسری وجہ یہ کہ بیدار میں دیکھنے سے مراد خواب میں دیکھنے کی تاویل اور اس کی صحت ہے اور یہ حضور ﷺ کے اہل زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے گویا کہ انہیں بشارت دی گئی ہے کہ اہل زمانہ جو بھی خواب میں آنحضور ﷺ کو دیکھنے سے مشرف ہو گیا امید ہے کہ وہ شرف صحبت سے بھی مشرف ہوگا۔ یہ معنیٰ اظہر ہے جیسا کہ بعض روایتوں میں بھی آیا ہے۔

کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے وہ حضور کی خدمت وصحبت میں حاضر ہونے کی طاقت نہیں رکھتا لیکن وہ خواب میں آنحضرت ﷺ کے دیدار سے مشرف ہو گیا ہے۔ فرمایا من رانی فی المنام فیرانی فی الیقظۃ جس نے مجھے خواب میں دیکھ لیا عنقریب وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض مستعد ومقربان بارگاہ اور سالکان راہ کے لیے بشارت ہو کہ وہ گاہ بگاہ اس نعمت سے مشرف ہو کر بیداری میں دیدار کرنے کا مرتبہ اور سعادت سے ہمکنار ہو جائیں مگر علماء کرام حضور ﷺ کے دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد بیداری میں رویت ہونے کے خلاف ہیں۔

صاحب مواہب الدنیہ اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی خواہ وہ صحابہ کرام میں سے ہو یا ان کے بعد والوں میں سے بیداری میں شرف دیدار سے مشرف نہ ہوا اور یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ سیدنا فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کی رحلت پر انتہائی غم اندوہ میں رہیں حتیٰ کہ بقول صحیح اسی غم نہانی میں گھل گھل کر حضور کی رحلت کے چھ ماہ کے بعد دنیا سے رحلت فرما گئیں۔ حالانکہ آپ کا گھر قبر انور کے جوار میں تھا مگر اس ساری مدت فراق میں کسی ایک نے بھی ان سے بیداری میں حضور ﷺ کے دیدار کی رویت میں نقل نہیں کی۔ انتہی کلامہ

(٤٦١٠) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۶۱۰) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے سچ دیکھا۔ (بخاری ومسلم)

(٤٦١١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقَظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۴۶۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے آئندہ بیداری میں بھی دیکھ لے گا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کرسکتا۔ (بخاری ومسلم)

خواب ہرکس وناکس سے بیان نہیں کرنا چاہیے

(٤٦١٢) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۴۶۱۲) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٤٦١٠۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب من رأى النبی فی المنام ٦٩٩٣۔ مسلم کتاب الرؤیا باب قول النبیؐ من رانی فی المنام ٢٢٦٦، ٥٩٢٠.

٤٦١١۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب من رأى النبی فی المنام ٦٩٩٣۔ مسلم کتاب الرؤیا باب قول النبیؐ من رانی فی المنام ٢٢٦٦، ٥٩٢٠.

٤٦١٢۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس وفیوده ٣٢٩٢۔ مسلم کتاب الرؤیا باب قول النبیؐ من رانی فی المنام۔ ٢٢٦١، ٥٩٠٣.

اللّٰہِ ﷺ ((الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَإِذَا رَأٰی اَحَدُکُمْ مَایُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِہٖ اِلَّا مَنْ یُحِبُّ وَإِذَا رَأٰی مَا یَکْرَہُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَلْیَتْفُلْ ثَلَاثًا وَلَا یُحَدِّثْ بِھَا اَحَدًا فَاِنَّھَا لَنْ تَضُرَّہٗ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ جو کوئی ایسا خواب دیکھے جس سے اس کو خوشی حاصل ہو وہ اپنے کسی خاص دوست سے بیان کرے (تاکہ صحیح تعبیر بتا سکے) اور جو کوئی ناپسند خواب دیکھے تو شیطان کے شر سے خدا کی پناہ چاہے۔ اور تین دفعہ تھوک دینا چاہیے اور کسی سے بیان نہ کرے کیونکہ یہ خواب اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

جب کوئی برا خواب دیکھے تو کیا کرے؟

(٤٦١٣) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((إِذَا رَأٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَھُھَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِہٖ ثَلٰثًا وَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ ثَلٰثًا وَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِہِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

(۴۶۱۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ناپسند خواب دیکھے تو وہ اپنے بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے اور شیطان کی شر سے خدا کی پناہ مانگے۔ اور وہ اپنی کروٹ بدل لے۔ (مسلم)

خواب تین قسم کے ہوتے ہیں

(٤٦١٤) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ یَکَدْ یَکْذِبُ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّۃِ وَمَا کَانَ مِنَ النُّبُوَّۃِ فَإِنَّہٗ لَا یَکْذِبُ)) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ وَاَنَا اَقُوْلُ الرُّؤْیَا ثَلَاثٌ حَدِیْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِیْفُ الشَّیْطَانِ وَبُشْرٰی مِنَ اللّٰہِ فَمَنْ رَأٰی شَیْئًا یَکْرَھُہٗ فَلَا یَقُصُّہٗ عَلٰی اَحَدٍ وَلْیَقُمْ فَلْیُصَلِّ۔ قَالَ وَکَانَ یَکْرَہُ الْغُلَّ فِی النَّوْمِ وَیُعْجِبُھُمُ الْقَیْدُ وَیُقَالُ الْقَیْدُ ثُبَاتٌ فِی الدِّیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

(۴۶۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب زمانہ قریب آ جائے گا تو کسی مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور نبوت کا کوئی حصہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ حضرت محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو نفسانی خیال، دوسرے شیطان کا ڈر اور تیسرے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بشارت جو ناپسندیدہ خواب دیکھے وہ کسی سے نہ بیان کرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت محمد بن سیرین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خواب میں طوق کے دیکھنے کو اچھا نہیں سمجھتے اور قید کے دیکھنے کو اچھا سمجھتے تھے کہا جاتا ہے کہ قید سے دینی ثبات قدمی کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

(٤٦١٥) قَالَ الْبُخَارِیُّ رَوَاہُ قَتَادَۃُ وَیُوْنُسُ وَھُشَیْمٌ وَاَبُوْ ھِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ

(۴۶۱۵) امام بخاریؒ نے فرمایا اس حدیث کو قتادہ اور یونس اور ہشیم اور ابو ہلال نے محمد بن سیرینؒ سے روایت کیا ہے۔ اور ابن سیرینؒ نے

٤٦١٣۔ صحیح مسلم کتاب الرؤیا باب قول النبیؐ من رانی فی المنام ٢٢٦٢، ٥٩٠٤.

٤٦١٤۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب القید فی المنام ٧٠١٧۔ مسلم کتاب الرؤیا باب قول النبی من ران فی المنام ٢٢٦٣، ٥٩٠٥.

٤٦١٥۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب القید فی المنام ٧٠١٧۔ صحیح مسلم کتاب الرؤیا باب قول النبی من رانی فی المنام ٢٢٦٢.

أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ يُوْنُسُ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْقَيْدِ وَقَالَ مُسْلِمٌ لَا أَدْرِي هُوَ فِي الْحَدِيْثِ أَمْ قَالَهُ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَفِي رِوَايَةٍ نَحْوُهُ وَأَدْرَجَ فِي الْحَدِيْثِ قَوْلَهُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ إِلَى تَمَامِ الْكَلَامِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یونس نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ قید کی تعبیر دینی ثابت قدمی سے رہنا رسول اللہ ﷺ کا قول ہے۔ اور امام مسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا یہ قول حدیث میں ہے یا ابن سیرین کا قول ہے۔ یعنی یہ لفظ مدرج ہے سو موقوف اور مرفوع ہونے میں شک ہے۔

توضیح: زمانے کے قریب ہونے سے یا تو قرب قیامت کا زمانہ مراد ہے یا اپنے مرنے کا زمانہ قریب ہے یا وہ زمانہ مراد ہے جس میں رات اور دن دونوں برابر ہو جاتے ہیں یا امام مہدی کے ظہور کا زمانہ قریب ہو یا وہ زمانہ مراد ہے کہ سال مہینہ کی طرح اور مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ ایک دن کی طرح اور دن ایک گھنٹہ کی طرح گزرتا محسوس ہوگا۔ یعنی جب زمانہ آخر ہوگا یعنی قیامت کے قریب تو مومن کا خواب جھوٹا نہ ہوگا کیونکہ قیامت کے قریب کفر پھیلے گا اور مومن وہی شخص ہوگا جو کامل ایمان والا ہو اس کا خواب اکثر سچا ہوگا۔ بعضوں نے اس طرح ترجمہ کیا ہے جب موسم اعتدال پر ہوگا' رات دن برابر برابر ہوں گے تو مومن کا خواب بہت کم جھوٹا ہوگا کیونکہ ایسے موسم میں مزاج صحیح اور تندرست ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ یتقارب الزمان حتی تکون السنة کالشھر۔ اخیر زمانہ میں وقت جلدی گزرے گا ایک برس ایسا معلوم ہوگا جیسے ایک مہینہ۔'' (کیونکہ لوگ عیش وعشرت اور راحت وغفلت میں بسر کریں گے اور آرام اور غفلت کا زمانہ جلد گزر جاتا ہے اور ریاضت اور عبادت کا زمانہ جو نفس پر شاق ہوتا ہے دیر میں گزرتا ہے۔ اور دنوں میں کھاتے پیتے کیسی جلدی گزر جاتا ہے اور مصیبت کا دن پہاڑ معلوم ہوتا ہے کسی طرح شام نہیں ہوتی۔

بعضوں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ زمانہ میں برکت نہ رہے گی عمریں چھوٹی ہو جائیں گی۔ یا زمانہ کے لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوں گے شر اور برائی میں یا خود زمانہ کے اجزا ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے ایک زمانہ برا آئے گا' دوسرا بھی اسی طرح کا یا دولتیں اور حکومتیں دیرپا نہ ہوں گی جلدی جلدی حکومتوں کا انقلاب ہوگا۔

کرمانی رحمہ اللہ نے کہا مطلب یہ ہے کہ لوگوں پر ایسی فکریں اور سختیاں ہوں گی اور فتنوں کا ایسا ہجوم ہوگا کہ ہوش وحواس قائم نہ رہیں گے' ان کو نہ سال معلوم ہوگا نہ مہینہ اور صحیح یہ ہے کہ برکت اٹھ جائے گی۔ ہر چیز کی برکت جاتی رہے گی یہاں تک کہ زمانہ کی بھی۔

محمد بن سیرین جلیل القدر تابعی وامام ہیں ۳۳ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر زمانہ خلافت میں پیدا ہوئے اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت حذیفہ بن یمامہ اور حضرت معاویہ اور حضرت ابو درداء اور حضرت ابو قتادہ اور حضرت حسن نواسہ نبی رضی اللہ عنہم اجمعین سے حدیثیں پڑھیں ان سے حدیث کی روایت کی آپؒ کی وفات ۷۷ سال کی عمر میں ۱۱۰ھ میں ۹ شوال کو ہوئی۔ آپ بہت بڑے محدث اور فقیہہ ومفتی عابد وزاہد اور متورع اور معبر احلام تھے۔ خوابوں کی تعبیر میں بہت بڑے ماہر تھے اکثر خوابوں کی تعبیر انہیں کی طرف منسوب ہیں۔ تو اس حدیث میں امام محمد بن سیرین نے فرمایا کہ خواب کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو نفسانی خیال جو تعبیر کے لائق نہیں ہے اور دوسرے شیطانی پراگندہ خواب یہ بھی تعبیر کے لائق نہیں البتہ جو من جانب اللہ ہے اس کی تعبیر ہے اور اس کے اصول وضوابط بھی ہیں۔

لفظ غل اور لفظ قید کے بارے میں جو بیان آیا ہے تو اگر کوئی شخص اپنے گلے میں غل یعنی طوق دیکھے تو یہ خواب اچھا نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کی صفت میں یہ فرمایا ہے: ((اذ الاغلال فی اعناقھم .)) ان دوزخیوں کی گردنوں میں طوق ہوگا۔

اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اس کے گلے میں ہسلی یا ہار ہے تو یہ خواب اس کے حق میں اچھا نہیں ہے۔ اور اگر کوئی یہ دیکھے کہ اس کے پاؤں میں بیڑی ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دین و اسلام میں ثابت قدم رہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور اگر کوئی تاجر خواب میں یہ دیکھے کہ میرا مال و اسباب کشتی پر رکھا ہوا ہے اور ہوا بھی موافق چل رہی ہے۔ تو علامت سلامتی کی اور تجارت میں نفع کی ہے اور اگر یہی خواب کوئی سالک سالکان طریقت دیکھے تو علامت اتباع شریعت کی اور مقام حقیقت تک پہنچنے کی ہے۔

(٤٦١٦) وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ رَأْسِيْ قُطِعَ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ ((اِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِاَحَدِكُمْ فِيْ مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۶۱۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص نے آ کر یہ بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میرا سر کاٹ دیا گیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور یہ فرمایا کہ یہ شیطانی کھیل ہے اور پراگندہ خواب ہے اس خواب کو کسی سے نہ بیان کرنا۔ (مسلم)

رسول کریم ﷺ کے کچھ خواب

(٤٦١٧) وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((رَاَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنَّا فِيْ دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَاُوتِيْنَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ فَاَوَّلْتُ اَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَافِيَةَ فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۴۶۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات کو میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ گویا میں عقبہ بن رافع کے گھر میں بیٹھا ہوں اور میرے پاس کھجوروں کا ایک طباق لایا گیا جس میں کھجور رطب ابن طاب رکھی ہوئی تھی' تو میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ ہمارے لیے دنیا میں بلندی اور بزرگی حاصل ہوگی اور آخرت میں عافیت و آرام ہوگا اور ہمارا دین اچھا ہے۔ (مسلم)

توضیح: اس خواب میں لفظ عقبہ اور رافع اور رطب سے تعبیر لی ہے یعنی لفظ رافع سے رفعت و بلندی اور عقبہ سے عاقبت اور آخرت اور لفظ رطب سے تازگی اور عمدگی مراد ہے۔ رطب کے معنی تازی کھجور کے ہیں اور طاب کے معنی عمدگی کے ہیں۔ رطب ابن طاب مدینہ کے بہترین کھجوروں میں شمار ہوتی تھیں۔

(٤٦١٨) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اُهَاجِرُ مِنْ اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِيْ اِلٰى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْهَجَرٌ فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَاَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ هٰذِهِ اَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَاِذَا هُوَمَا اُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ اُخْرٰى فَعَادَ اَحْسَنَ مَاكَانَ فَاِذَا هُوَ

(۴۶۱۸) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا تھا کہ میں مکہ سے ہجرت کر کے ایسے ملک میں گیا ہوں جہاں بہت کھجوریں سی ہیں' میرا خیال اس کی تعبیر میں ادھر گیا کہ میں یمامہ شہر کی طرف ہجرت کروں گا لیکن اس کا تحقق مدینہ منورہ ہوا۔ کیونکہ مدینہ میں کھجوروں کے بہت سے باغات تھے۔ اور خواب میں میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں تلوار ہلا رہا ہوں جس کے اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے اس کی تعبیر میں نے یہ کی کہ کسی لڑائی میں بہت سے مسلمان شہید ہوں گے

٤٦١٦۔ صحیح مسلم کتاب الرؤیا باب لا یخبر بتعلب الشیطان به۔ ٢٢٦٨' ٥٩٢٧.

٤٦١٧۔ صحیح مسلم کتاب الرؤیا باب فی رؤیا النبیؐ ٢٢٧٠' ٥٩٣٢.

٤٦١٨۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام ٣٦٢٢۔ مسلم کتاب الرؤیا باب رؤیا النبیؐ ٢٢٧٢' ٥٩٣٤.

مَاجَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

چنانچہ جنگ احد میں ستر صحابہ شہید ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے پھر دوبارہ میں نے اسی تلوار کو ہلایا تو پہلے سے بھی زیادہ اچھی حالت میں آ گئی اس کی تعبیر میں نے یہ کی کہ اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا چنانچہ فتح مکہ یا صلح حدیبیہ پر صادق آیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یمامہ حجاز کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے جہاں کثرت سے کھجوروں کی پیداوار ہوتی ہیں اور ہجر بھی ایک شہر کا نام ہے جہاں سرسبز و شاداب کھجوروں کے درخت ہیں تو میرا خیال گیا کہ مکہ سے ہجرت کر کے یمامہ شہر میں جاؤں گا یا ہجرت کی طرف کیونکہ ان دونوں جگہوں میں کثرت سے کھجوریں پیدا ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے مدینہ منورہ میں پہنچایا جہاں کھجوریں کثرت سے پیدا ہوتی تھیں جاہلیت میں یثرب تھا اب اس کا نام مدینہ طیبہ ہے۔

(٤٦١٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَيْنَا اَنَا نَآئِمٌ اُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِیْ كَفِّیْ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَیَّ فَاُوْحِیَ اِلَیَّ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَاَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ الَّذِيْنِ اَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَآءَ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ وَيُقَالُ اَحَدُهُمَا مُسَيْلَمَةُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ وَالْعَنْسِیُّ صَاحِبُ صَنْعَآءَ لَمْ اَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِی الصَّحِيْحَيْنِ وَذَكَرَهَا صَاحِبُ الْجَامِعِ عَنِ التِّرْمِذِیِّ.

(۴۶۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خواب میں مجھے زمین کے خزانے دے گئے ہیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھ دیے گئے ہیں یہ مجھے بہت ناگوار معلوم ہوا اور گراں گزرے تو خواب ہی میں مجھے بتایا گیا کہ تم ان کنگنوں پر پھونک مار دو۔ چنانچہ میں نے ان دونوں پر پھونک دیا وہ دونوں کنگن اڑ گئے اور جاتے رہے تو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ میرے زمانے میں دو نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے جن کے درمیان میں ہوں ان میں سے ایک صاحب صنعاء ہے اور دوسرا صاحب یمامہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مسیلمہ ہے جو یمامہ کا باشندہ ہے اور دوسرا عنسی ہے جو صنعاء کا باشندہ ہے۔ (مسلم۔ بخاری)

توضیح: آپ کو زمین کا خزانہ دیا گیا یعنی زمین کے خزانے کی کنجیاں دی گئیں جس کی تعبیر یہ ہے کہ بہت سے ملک فتح ہوں گے اور وہاں کے خزانے آپ کے یا آپ کی امت کے ہاتھوں میں آئیں گے چنانچہ اس خواب کی تعبیر صحابہ کرام کے زمانہ میں پوری ہو گئی۔ اور سونے کے کنگن سے اشارہ دو جھوٹے نبیوں کی طرف ہے ایک مسیلمہ کذاب ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا جس کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا تھا۔ اور ایک اسود عنسی تھا اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا جس کو فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ ہی میں قتل کر دیا تھا۔ یہ دونوں نبوت کے جھوٹے دعوے دار ختم ہو گئے۔

حضرت عثمان بن مظعون کے لیے صدقہ جاریہ

(٤٦٢٠) وَعَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِيَّةِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ رَاَيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ فِی النَّوْمِ عَيْنًا

(۴۶۲۰) حضرت ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے لیے بہتا ہوا چشمہ دیکھا۔ اس خواب کو

٤٦١٩۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفة ٤٣٧٥۔ مسلم کتاب الرؤیا باب رؤیا النبیؐ ٢٢٧٣، ٥٩٣٤۔ ترمذی کتاب الرؤیا باب ما جاء فی رؤیا النبیؐ ٢٢٩٢.

٤٦٢٠۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب العین الجاریة۔ ٧٠١٨.

تَجْرِیْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((ذَالِكَ عَمَلُهٗ يُجْرٰى لَهٗ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل ہے جو ان کے مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ (بخاری)

توضیح: حضرت عثمان بن مظعون کا شجرہ نسب یہ ہے عثمان بن مظعون حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی بن غالب القرشی الجمعی۔

حضرت عثمان فطرۃً سلیم الطبع، نیک، نفس اور پاکباز تھے۔ ایام جاہلیت میں عرب کا ہر بچہ مست خرابات تھا لیکن ان کی زبان اس وقت بھی بادہ ارغوانی کے ذائقہ سے ناآشنا تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ ایسی چیز پینے سے کیا فائدہ جس سے انسان کی عقل میں فتور آ جائے۔ ذلیل و کم ظرف رتبہ کا آدمی اس کو مضحکہ بنائیں اور نشہ کی حالت میں ماں بہن کی تمیز بھی جاتی رہے۔

اس فطری پاکبازی کے باعث ان کا روح دل بالکل صاف تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ وتلقین سے بہت جلد توحید کا نقش ثبت کر گیا۔ ارباب سیر کا بیان ہے کہ اس وقت تک صرف تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے تھے۔ ابن سعد کی ایک روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عبیدہ بن حارث، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے ارقم بن ابی ارقم کے مکان میں پناہ گزیں ہونے سے پہلے ایک ساتھ مشرف باسلام ہوئے تھے۔

۵ نبوی میں بلاکشان اسلام کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ملک حبش کی راہ لی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس بے خانماں گروہ کے امیر تھے ایک عرصہ تک وہاں مقیم رہنے کے بعد اس غلط افواہ کی بناء پر تمام قریش نے اسلام قبول کر لیا ہے پھر واپس تشریف لائے لیکن جب مکہ کے قریب پہنچ کر خبر بے بنیاد نکلی تو سخت پریشان ہوئے کیونکہ دوبارہ اتنی دور لوٹ جانا بھی دشوار تھا اور دوسری طرف مکہ میں داخل ہونے سے مشرکین کا خوف دامن گیر ہوتا تھا اسی تذبذب میں جہاں تک پہنچے تھے وہیں رک گئے اور جب ان کے تمام ساتھی ایک ایک کر کے اپنے مشرک اعزہ واحباب کی پناہ میں مکہ پہنچ گئے تو وہ بھی ولید بن مغیرہ کی حمایت حاصل کر کے مکہ میں داخل ہوئے۔ ولید بن مغیرہ کے اثر نے گو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اذیتوں سے محفوظ کر دیا تھا تاہم خود رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مبتلائے مصیبت دیکھ کر اس ذاتی راحت واطمینان کو گوارہ نہ کر سکے اور ایک روز خود بخود اپنے نفوس کو ان الفاظ میں ملامت فرمائی۔

افسوس میرے احباب میرے خاندان والے راہ خدا میں طرح طرح کے مصائب برداشت کر رہے ہیں اور میں ایک مشرک کی حمایت میں اس چین واطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ خدا کی قسم! یہ میری نفس کی بہت بڑی کمزوری ہے اس خیال نے بے تاب کر دیا اسی وقت ولید بن مغیرہ کے پاس پہنچے اور فرمایا اے ابو عبد شمس تمہاری ذمہ داری پوری ہو چکی اس وقت تک میں تمہاری پناہ میں تھا۔ لیکن اب خدا اور اس کے رسول کی حمایت میں رہنا پسند کرتا ہوں۔ میرے لیے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کا نمونہ ہے ولید نے کہا شاید تمہیں کسی نے اذیت پہنچائی؟ بولے نہیں۔ اصل یہ ہے کہ اب مجھے خدا کے علاوہ اور کسی کی حمایت درکار نہیں تم ابھی میرے ساتھ خانہ کعبہ چلو اور جس طرح تم نے میری حمایت کا اعلان کیا تھا اسی طرح اس کو واپس لینے کا اعلان کر دو۔ غرض ولید کے اصرار سے مجبور ہو کر ان کی خواہش کو مجمع عام میں بیان کیا۔ حضرت عثمان بن مظعون نے کھڑے ہو کر اس کی تصدیق کی اور فرمایا۔ صاحبو! میں نے ولید کو نہایت ہی باوفا اور مہربان پایا لیکن چونکہ اب مجھے خدا کے سوا کسی کی حمایت پسند نہیں ہے اس لیے میں خود ہی اس بار احسان سے سبکدوش ہوتا ہوں۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس اعلان کے بعد لبید بن ربیعہ کے ساتھ قریش کی ایک مجلس میں تشریف لائے لبید چونکہ اس زمانے کا مشہور شاعر تھا۔ اس لیے اس کے پہنچتے ہی شعر وشاعری شروع ہو گئی اس نے جب اپنا قصیدہ سناتے ہوئے یہ مصرع پڑھا۔ الا کل شئی ما خلا اللہ

باطل یعنی خدا کے سوا تمام چیزیں باطل ہیں تو حضرت عثمان نے بے اختیار داد دی کہ تم نے سچ کہا لیکن جب اس نے دوسرا مصرع پڑھا کل نعیم لامحالۃ زائل یعنی تمام نعمتیں یقیناً زائل ہو جائیں گی۔ تو بول اٹھے جھوٹ کہتے ہو۔ اس پر ایک دفعہ تمام مجمع نے ان کی طرف غضب آلود نگاہ ڈال کر لبید سے اس شعر کو مکرر پڑھنے کی فرمائش کی۔ اس نے آمادہ کیا تو حضرت عثمان نے پھر پہلے مصرع کی تصدیق کی۔ اور دوسرے مصرع کی تکذیب کر کے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہ ہوگی۔

لبید نے غضبناک ہو کر کہا اے قریش! خدا کی قسم! تمہاری مجلسوں کا یہ حال نہ تھا۔ اس اشتعال انگیز جملہ سے تمام مجمع میں برہمی پھیل گئی ور ایک بر کردار نے حضرت عثمان کی طرف بڑھ کر اس زور سے طمانچہ مارا کہ ایک آنکھ زرد پڑ گئی۔ لوگوں نے کہا عثمان خدا کی قسم! تم ولید کی حمایت میں نہایت معزز تھے اور تمہاری آنکھ اس صدمہ سے محفوظ تھی۔ بولے خدا کی حمایت سب سے زیادہ امن وذی عزت ہے اور جو میری آنکھ صحیح وتندرست ہے وہ بھی اپنے رفیق کے صدمہ میں شریک ہونے کی متمنی ہے۔ ولید نے کہا کیا اب بھی تم میری پناہ میں آنا قبول کرتے ہو۔ فرمایا میرے لیے صرف خدا کی پناہ کافی ہے۔

حضرت عثمان ایک عرصہ تک مکہ میں صبر وسکون کے ساتھ مظالم برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ جب آنحضرت ﷺ نے عموماً تمام صحابہ کرام کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو وہ اپنے خاندان کے ساتھ جن میں ان کے دونوں بھائی حضرت خدامہ بن مظعون، حضرت عبداللہ بن مظعون اور ان کے صاحبزادے حضرت سائب بن عثمان رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اس سرزمین امن میں پہنچ کر حضرت عبداللہ بن سلمہ عجلانی کے مکان پر فروکش ہوئے حضرت عثمان نے اپنے اعزہ واقربا سے اس طرح سے مکہ خالی کر دیا تھا کہ ان کے خاندان کا ایک فرد بھی وہاں پر رہنے نہ پایا اور تمام مکانات بند کر دیے گئے۔

آنحضرت ﷺ نے مدینہ پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائیوں کو مستقل سکونت کے لیے وسیع قطعات زمین مرحمت فرمائی اور حضرت ابوالہیثم بن منیہان سے بھائی چارہ کرا دیا۔

حق وباطل کی اول کشمکش یعنی معرکہ بدر میں شریک تھے۔ میدان جنگ سے واپس آ کر اسی سال بیمار ہوئے۔ انصاری بھائی اور ان کی بیوی بچوں نے بڑی دل سوزی کے ساتھ تیمارداری کی، لیکن موت کا ازالہ ممکن نہ تھا۔ ہجرت کے ۳۰ ماہ بعد یعنی ۲ھ کے آخر میں وفات پائی۔

حضرت ام العلاء انصاریہؓ (جن کے گھر میں انہوں نے وفات پائی) فرماتی ہیں کہ جب تجہیز وتکفین کے بعد جنازہ تیار ہوا تو آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ میں نے کہا۔ ابوالسائب! تم پر خدا کی رحمت ہو۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا نے تم کو معزز کیا۔ ارشاد ہوا تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ خدا نے معزز کیا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں، یارسول اللہ! پھر خدا کس کو معزز کرے گا۔ فرمایا۔ عثمان کو درجہ یقین حاصل تھا اور میں اس کے لیے بہتری کی امید رکھتا ہوں۔ لیکن خدا کی قسم میں رسول خدا ہو کر بھی نہیں جانتا کہ میرا انجام کیا ہوگا۔

آنحضرت ﷺ کو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی مفارقت کا شدید غم تھا آپ نے تین دفعہ جھک کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اس قدر چشم پرنم ہوئے کہ اشک مبارک سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رخسار تر ہو گئے۔ پھر سر مبارک اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا۔ ابوسائب! میں تم سے جدا ہوتا ہوں تم دنیا سے اس طرح نکل گئے کہ تمہارا دامن ذرا بھی اس سے ملوث نہ ہوا۔

اس وقت تک مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا کوئی خاص قبرستان نہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ نے مقام بقیع کو اس کے لیے منتخب فرمایا چنانچہ وہ پہلے صحابی تھے جو اس گورغریباں میں مدفون ہوئے۔ آپ نے خود جنازہ کی نماز پڑھائی۔ قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا اب جو مرے گا وہ اسی کے آس پاس مدفون ہوگا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اخلاقی پایہ نہایت ارفع تھا شراب سے ایام جاہلیت ہی سے متنفر تھے صبر وتحمل اور اسلامی حمیت کے نمونے پہلے گزر چکے ہیں مزاج میں شرم وحیا کا عنصر غالب تھا۔ایک روز بارگاہ نبوی میں عرض کی یارسول اللہ میں اپنی بیوی کو بھی اپنا ستر عورت دکھانا پسند نہیں کرتا۔ارشاد ہوا کیوں! عرض کیا حیا دامن گیر ہوتی ہے فرمایا اس کو تمہارے لیے اور تم کو اس کے لیے بے پردہ بنایا ہے وہ جب کچھ دیر کے بعد دربار سے چلے گئے تو آپ نے فرمایا حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نہایت ہی باحیاء اور پردہ پوشہ ہے۔تبتل اور رہبانیت کی طرف شدید میلان تھا۔ایک دفعہ انہوں نے چاہا کہ قوائے شہوانیہ کو فنا کر کے صحرانوردی اختیار کریں۔لیکن آنحضرت ﷺ نے باز رکھا اور فرمایا۔کیا میری ذات تمہارے لیے اسوہ حسنہ نہیں ہے میں اپنی بیویوں سے ملتا ہوں۔گوشت کھاتا ہوں۔روزے رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں۔بیشک میری امت کا خصی ہونا صرف روزے رکھنا ہے۔اس لیے جو شخص خصی کرے گا یا خصی بنے گا وہ میری امت سے نہیں ہے۔

عبادت وشب زندہ داری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نہایت ہی پرلطف مشغلہ تھا۔رات رات بھر نمازیں پڑھتے۔دن کو عموماً روزے رکھتے۔انہوں نے اپنے گھر میں عبادت کے لیے ایک حجرہ مخصوص کر دیا تھا جس میں رات دن معتکف رہتے تھے۔ایک روز آنحضرت ﷺ اس حجرہ کے پاس تشریف لائے اور اس کی چوکھٹ پکڑ کر دو یا تین مرتبہ فرمایا۔عثمان! خدا نے مجھے رہبانیت کے لیے مبعوث نہیں کیا ہے۔سہل اور آسان دین حنفی خدا کے نزدیک تمام ادیان سے بہتر ہے' شوق عبادت نے بیوی بچوں سے بالکل بے نیاز کر دیا تھا۔

ایک روز ان کی زوجہ محترمہ حرم نبوی میں آئیں۔امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے ان کو خراب حالت میں دیکھ کر پوچھا۔''تم نے ایسی ہیئت کیوں بنا رکھی ہے؟ تمہارے شوہر سے زیادہ تو قریش میں کوئی دولت مند نہیں۔بولیں۔مجھے ان سے کیا سروکار۔وہ رات رات بھر نمازیں پڑھتے ہیں' دن کو روزے رکھتے ہیں۔امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے آنحضرت ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ اسی وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ! کیا میری ذات تمہارے لیے نمونہ نہیں ہے بولے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا بات ہوئی! ارشاد ہوا۔تم رات بھر عبادت کرتے ہو۔دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہو۔عرض کی ہاں۔ایسا کرتا ہوں۔حکم ہوا۔ایسا نہ کرو۔تمہاری آنکھ کا تمہارے جسم کا اور تمہارے اہل وعیال کا تم پر حق ہے نمازیں بھی پڑھو۔اور آرام بھی کرو۔روزے بھی رکھو۔اور افطار بھی کرو۔

غرض اس فہمائش کے بعد ان کی بیوی پھر امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ایک دلہن کی طرح معطر تھیں۔حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت خولہ بنت حکیم سے دو لڑکے عبدالرحمٰن اور سائب یادگار چھوڑے۔(سیر صحابہ مہاجرین اول)

نبی کریم ﷺ کا جنتیوں اور جہنمیوں کے حالات سے آگاہ ہونا

(٤٦٢١) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُولُ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ ((هَلْ رَأَى مِنْكُمْ أَحَدٌ رُؤْيَا)) قُلْنَا لَا قَالَ ((لٰكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخَذَ بِيَدَيَّ فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ كَلُّوْبٌ مِنْ

(۴۶۲۱) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت شریفہ تھی کہ صبح کی نماز پڑھ کر ہم لوگوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جاتے اور دریافت فرماتے کہ آج رات کو تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے وہ بیان کرے اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو بیان کر دیتا تو رسول اللہ ﷺ اس کی مناسب تعبیر بیان فرماتے۔ایک دن بدستور سابق ہم لوگوں سے دریافت فرمایا کہ آج رات کو کسی نے خواب دیکھا ہے ہم لوگوں نے عرض کیا نہیں۔آپ نے فرمایا لیکن آج رات کو میں نے خواب دیکھا ہے کہ دو آدمی میرے پاس آئے میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر بیت المقدس کی طرف لے

٤٦٢١۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح ٧٠٤٨۔

حَدِيدٍ يُدْخِلُهُ فِي شِدْقِهِ فَيَشُقُّهُ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ فَلَا يَرْجِعُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلُ ذَالِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهُ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ قُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِهِ بِفِهْرٍ اَوْصَخْرَةٍ يَشْدَخُ بِهٖ رَأْسَهُ فَإِذَا ضَرَبَهُ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ اِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَأْسُهُ وَعَادَ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ فَعَادَ اِلَيْهِ فَضَرَبَهُ. فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلٰى ثَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهُ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارٌ فَاِذَا ارْتَفَعَتِ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادَ اَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا وَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَنِسَآءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسْطِ النَّهْرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَاَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَفِيْ اَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ وَاِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوْقِدُهَا فَصَعِدَابِيْ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا وَسْطَ الشَّجَرَةِ لَمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ وَنِسَآءٌ وَصِبْيَانٌ ثُمَّ اَخْرَجَانِيْ مِنْهَا فَصَعِدَابِيْ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ مِنْهَا فِيْهَا شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ. فَقُلْتُ لَهُمَا اِنَّكُمَا قَدْطَوَّفْتُمَانِيْ

چلے میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا تو راستے میں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا شخص کھڑا ہوا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑہ ہے یہ شخص بیٹھے ہوئے شخص کے منہ میں آنکڑہ ڈال کر اس کے جبڑے کو چیرتا ہے کہ اس کی گدی تک چیر ڈالتا ہے پھر اس جانب سے نکال کر دوسری جانب وہی آنکڑہ ڈالتا ہے اور اس کے جبڑے کو پھاڑتا چیرتا ہوا گدی تک لے جاتا ہے اس درمیان میں پہلی طرف کا چیرا ہوا جبڑہ جڑ جاتا ہے تو یہ شخص آنکڑہ کو لے کر اس جبڑ کو چیرتا ہے اسی طرح سے وہ پھاڑتا رہتا ہے اور وہ جڑتا رہتا ہے میں نے ان دونوں آدمیوں سے دریافت کیا یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے کہا آپ آگے چلئے ہم آگے بڑھے تو ہم ایک ایسے آدمی کے پاس آ پہنچے جو گدی کے بل چت لیٹا ہوا ہے اور اس کے سرہانے ایک آدمی پتھر لیے کھڑا ہے وہ اس پتھر سے اس کا سر پھوڑتا ہے پھر جب وہ پتھر اس کے سر پر مارتا ہے تو وہ پتھر لڑھ کر دور چلا جاتا ہے اور اس آدمی کا سر چورا چورا ہو جاتا ہے جب وہ پتھر لینے کے لیے جاتا ہے تو اتنے میں اس کا سر پہلے کی طرح درست ہو جاتا ہے پھر وہ لوٹ کر دوبارہ مارتا ہے اور اس کا سر چورا چورا ہو جاتا ہے پتھر لڑھ کر دور جا پڑتا ہے وہ آدمی پتھر لینے کے لیے جاتا ہے اور پھر ماتا ہے اسی طرح سے بار بار کر رہا ہے۔ میں نے ان آدمیوں سے پوچھا یہ کون آدمی ہے؟ تو ان دونوں نے کہا آپ آگے بڑھیں تو ہم آگے بڑھے تو ہمارا گزر ایک ایسے گڑھے کی طرف ہوا جو تنور کی طرح تھا اس کے اوپر حصہ تنگ تھا اور نیچے کا حصہ کشادہ اس کے نیچے آگ جل رہی تھی جب آگ کے شعلے اوپر تنور کے کنارے تک آ جاتے ہیں تو اس آگ کے تنوریں سے بہت سے لوگ نکلنے کے قریب ہو جاتے تھے لیکن آگ کے شعلے بجھ کر دب جاتے ہیں تو وہ لوگ پھر اس گڑھے میں واپس چلے جاتے ہیں اور اس گڑھے میں بہت سے ننگے مرد اور ننگی عورتیں ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں اور کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے کہا آگے چلئے تو ہم آگے چلے ایک خون کی نہر پر پہنچے جس کے کنارے ایک آدمی کھڑا ہے اور نہر کے درمیان میں ایک آدمی تیرتا ہوا نہر کے کنارے آنا چاہتا ہے جو آدمی نہر کے باہر کنارے کھڑا ہے اس کے سامنے بہت سے پتھر رکھے ہوئے ہیں جب وہ تیرنے والا آدمی باہر نکلنا چاہتا ہے تو یہ آدمی پتھر سے مار مار کر اس جگہ لوٹا دیتا ہے جہاں نہر کے بیچ میں تھا۔ ایسا بار بار ہوتا دیکھا میں نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ تو انہوں نے کہا

اللَّيْلَةَ فَاخْبِرَانِي عَمَّارَأَيْتُ؟ قَالَا نَعَمْ اَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكِذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ مَاتَرٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ. وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ مَارَاَيْتَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهْرِ اٰكِلُ الرِّبَا وَالشَّيْخُ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهٗ فَاَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِي يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلٰى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُعَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُفَدَارُالشُّهَدَآءِ وَاَنَا جِبْرَئِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ وَارْفَعْ رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَاِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ وَفِي رِوَايَةٍ مِثْلَ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِي اَدْخُلُ مَنْزِلِي قَالَا اِنَّهٗ بَقِيَ لَكَ عُمْرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَاِذَا اسْتَكْمَلْتَهٗ اَتَيْتَ مَنْزِلَكَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَذُكِرَ حَدِيْثُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الرُّؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَدِيْنَةِ فِي بَابِ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ.

آگے چلئے تو ہم آگے بڑھے تو ایک ہرے بھرے اور سرسبز باغیچہ میں پہنچ گئے، تو اس میں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کی جڑ میں ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا ہے اور بہت سے بچے اس کے اردگرد تھے اور اسی درخت کے قریب ایک اور آدمی ہے جو آگ سلگا رہا ہے۔ وہ دونوں مجھے درخت پر چڑھا کر لے گئے تو مجھے ایسے مکان میں داخل کیا جو بہت ہی خوبصورت اور عمدہ تھا کہ اس طرح کا مکان اب تک نہیں دیکھا اس مکان میں بوڑھے اور جوان اور عورتیں اور بچے تھے۔ میں نے ان دونوں سے کہا کہ آج رات بھر آپ لوگ مجھے ادھر ادھر پھراتے رہے تو بتاؤ یہ کیا ماجرا ہے؟ تو انہوں نے کہا اچھا تو سنو! سب سے پہلے جب آپ اس آدمی کے پاس پہنچے تھے جس کے جبڑے کو چیرا جا رہا تھا تو وہ جھوٹا آدمی تھا جھوٹ بول کر دنیا کی جھوٹی باتیں گلی گلی اسے نشر کرتا رہا' تو اب اس کے بدلے میں اس کے منہ کو چیرا جا رہا تھا اور قیامت تک اس طرح سے اس کا جبڑا چیرا جاتا رہے گا اس کو جھوٹ بولنے کی سزا ہو رہی ہے۔ اور وہ شخص جس کے سر کو کچلتا پھوڑتا ہوا آپ نے دیکھا ہے تو وہ عالم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا علم دیا تھا لیکن رات کو سوتا رہا اور دن میں بھی عمل نہیں کیا یعنی رات بھی غفلت میں کاٹی نہ قرآن مجید کی تلاوت کی نہ تہجد کی نماز ہی پڑھی اور دن کو دنیا کے کاروبار میں لگا رہا' تو قیامت تک یہی سزا اس کو ملتی رہے گی کہ اس کے سر کو ہمیشہ کچلا جاتا رہے گا اس کے بھیجے میں سے غرور و تکبر غفلت سب جاتی رہے گی' اور آگ کے تنور میں جن لوگوں کو آپ نے دیکھا ہے تو وہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ اور خون کے نہر میں جن کو آپ نے دیکھا وہ سود خور ہیں۔ اور درخت کی جڑ میں جس بوڑھے بزرگ کو آپ نے دیکھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے گرد دیکھے وہ لوگوں کے چھوٹے بچے ہیں۔ اور جو آگ کو سلگا رہا ہے وہ جہنم کا داروغہ ہے اور پہلے جس گھر میں آپ داخل ہوئے تھے وہ عام مسلمانوں کا گھر ہے اور یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے۔ اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ آپ اپنا سر اوپر کو اٹھائیے میں نے اپنا سر اوپر کو اٹھا کر دیکھا تو ابر کی طرح اوپر کوئی چیز نظر آئی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا یہ سب سے اونچا مقام ہے۔ میں نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں اپنے مکان میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا ابھی آپ کی عمر باقی ہے جب آپ اپنی عمر پوری کر دیں گے تو اس گھر میں داخل ہو جائیں گے۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٤٦٢٢) عَنْ اَبِي رَزِيْنِ نِالْعُقَيْلِيْ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ

(۴۶۲۲) حضرت ابورزین عقیلیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور یہ خواب جب تک

وَاَرْبَعِیْنَ جُزْءً ا مِنَ النُّبُوَّةِ وَهِیَ عَلٰی رِجْلِ طَائِرٍ مَالَمْ یُحَدِّثْ بِهَا فَاِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ وَاَحْسِبُهُ قَالَ لَاتُحَدِّثْ اِلَّا حَبِیْبًا اَوْلَبِیْبًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ الرُّؤْیَا عَلٰی رِجْلِ طَائِرٍ مَالَمْ تُعَبَّرْ فَاِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ وَاَحْسِبُهُ قَالَ وَلَا تَقُصَّهَا اِلَّا عَلٰی وَادٍ اَوْذِیْ رَأْیٍ .

کسی سے نہ بیان کرے تب تک گویا ایک پرندہ کے پاؤں پر لٹکا ہوا ہے جب بیان کر دیتا ہے تو وہ گر پڑتا ہے اس لیے اس خواب کو صرف اپنے ہمدرد دوست سے یا عقلمند سے بیان کرنا چاہیے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

توضیح: پرندے کے پاؤں پر معلق ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا تقرر نہیں ہے جیسا جس نے تعبیر کی ویسا ہی ہو جاتا ہے لیکن یہ اس وقت ہوگا جب کہ تقدیر الٰہی بھی اسی کے مطابق ہو جائے کیونکہ ہر کام قضا وقدر کے مطابق ہوتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کا ورقہ بن نوفل کو خواب میں دیکھنا

(۴۶۲۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَرَقَةَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِیْجَةُ اِنَّهٗ كَانَ قَدْ صَدَّقَكَ وَلٰكِنْ مَاتَ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُرِیْتُهٗ فِی الْمَنَامِ وَعَلَیْهِ ثِیَابٌ بَیْضٌ وَلَوْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَیْهِ لِبَاسٌ غَیْرُ ذَالِكَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ .

(۴۶۲۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت ورقہ بن نوفل کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ مومن تھے یا نہیں تو آپ کے جواب میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ انہوں نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی تھی لیکن ظہور نبوت سے پہلے ہی مر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کو خواب میں دیکھا ہے وہ سفید کپڑا پہنے ہوئے ہیں اگر وہ دوزخی ہوتے تو ان پر سیاہ کپڑے ہوتے۔ (احمد۔ ترمذی)

توضیح: حضرت ورقہ بن نوفل نے سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ غار حراء سے پہلی وحی الٰہی ﴿اقراء باسم ربك الذی الایة﴾ لے کر جب مکان پر تشریف لائے تھے تو غار حرا کا سارا ماجرا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دلائی اور اپنے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل کی خدمت میں لے گئیں۔ وہاں سارا ماجرا غار حرا اور نزول وحی کا بیان کیا حضرت ورقہ بن نوفل نے سن کر یہ فرمایا:

((هٰذا الناموس الذی نزل الله علیٰ موسی یالیتنی اکون حیا اذ یخرجك قومك فقال رسول الله ﷺ او مخرجی هم قال نعم لم یات رجل قط بمثل ما جئت بهٖ الا عودی وان یدرکنی یومك انصرك نصرا موذرا ثم لم ینشب ورقة ان توفی .)) (بخاری)

"تو حضرت ورقہ کہہ اٹھے یہ تو وہ (خدا کا) رازدار فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا کاش میں اس وقت (آپ کی پیغمبر کے زمانے میں) جوان ہوتا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم (اپنے شہر سے) نکال دی گی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (سچ) کیا وہ مجھ کو نکال دیں گے۔ ورقہ نے کہا ہاں (بیشک نکال دیں گے) جب بھی کسی شخص نے ایسی بات کہی جیسی آپ کہتے ہیں تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے۔ اگر میں اس دن تک جیتا رہا تو آپ کی میں پوری مدد کروں گا پھر تھوڑا سا عرصہ گزرنے کے بعد ورقہ بن نوفل انتقال کر گئے۔" (بخاری)

٤٦٢٢۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما جاء فی الرؤیا ۵۰۲۰۔ ترمذی کتاب الرؤیا باب ما جاء فی تعبیر الرؤیا ۲۲۷۹، ۲۲۷۸ .

٤٦٢٣۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٦/ ٦٥۔ ترمذی کتاب الرؤیا باب ما جاء فی رؤیا النبیؐ ۲۲۸۸۔ عثمان الوقاصی متروک راوی ہے۔

جاہلیت کا زمانہ گو تاریک زمانہ تھا لیکن اس تاریکی میں کہیں کہیں روشن ستارے بھی موجود تھے ان میں سے قیس بن ساعدہ ورقہ بن نوفل۔ عبیداللہ بن جحش' عثمان بن حویرث اور حضرت زید بن عمرو بن نفیل بھی ہیں جو فطری طور پر شرک وکفر سے بہت بیزار اور توحید کے دلدادہ تھے۔ نبوت سے پہلے ان لوگوں کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات بھی ہوئی اور پیشین گوئی کے مطابق آپ پر ایمان لا چکے تھے۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں مشرکین مکہ سالانہ عرس اور میلا کرتے تھے۔ جہاں غیر اللہ کے لیے نیازیں چڑھائی جاتی تھیں اور ان سے حاجت اور مشکل کشائی بھی چاہی جاتی تھی' ایک دفعہ اس میلہ میں حضرت ورقہ بن نوفل' عبیداللہ بن جحش' عثمان بن حویرث اور زید بن عمرو بن نفیل بھی شریک ہوئے۔ مشرکین مکہ کی ان مشرکانہ حرکات پر بہت افسوس ظاہر کر کے یہ کہا کہ یہ کیا بیہودہ پن ہے کہ پتھر کو پوجتے ہیں اور اس کے سامنے سر جھکاتے ہیں اور اس سے مرادیں چاہتے ہیں جو ان عابدوں سے بھی ہر طرح مجبور ہیں کہ نہ وہ دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے نہ نفع ونقصان کا مالک ہے ہم لوگوں کو چاہیے کہ ملک میں پھر پھر کر دین ابراہیم کی تبلیغ کریں اور کفر وشرک سے لوگوں کو بچائیں۔ چنانچہ وہ اس کی کوشش میں منہمک ہو گئے۔

بخاری شریف اور سیرۃ ابن ہشام میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو بڑھاپے کی حالت میں دیکھا کہ بیت اللہ شریف سے پشت لگائے ہوئے بیٹھے تھے لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے تھے اور یہ فرماتے کہ اے اہل مکہ خدا کی قسم! میرے علاوہ تم میں سے کوئی ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر نہیں ہے یہ زید بن عمرو بڑے رحمدل تھے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع کرتے تھے جب انہیں یہ معلوم ہو جاتا کہ فلاں شخص کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور وہ اس لڑکی کو زندہ درگور کر دیں گے تو اس کے جہاں جا کر اس لڑکی کو اپنے گھر لے آتے اور پرورش کرتے جب جوان ہو جاتی تو اس کے شادی کا بندوبست کر دیتے' ان کو بت پرستی سے بڑی نفرت تھی۔

سیرۃ ابن ہشام میں ان کا ایک قصیدہ منقول ہے جسے ہم ذیل میں لکھ رہے ہیں اس سے ان کی توحید کا اور شرک سے بیزاری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت زید کے موحدانہ اشعار اور خیالات ہیں جن کی بناء پر مشرکین مکہ کے دین سے بیزار ہو کر دین حق کی تلاش میں ملک شام میں گئے اور وہاں کے علماء اور فضلاء اولیاء اللہ سے ملے۔ ہر ایک نے نبی کریم ﷺ کے آنے کی بشارت دی جیسا کہ "البدایہ والنہایہ جلد دوم ص ۲۳۸ میں ہے اقد؟؟ اظل خروج نبی وھٰذا زمانہ کہ نبی آخر الزماں کے ظہور کا زمانہ آ گیا اور یہی ان کے ظہور کا وقت ہے۔ سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل موحد مسلمان تھے ان کے اسلام کے بارے میں ان کے یہ اشعار دلیل ہیں۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے غلام میسرہ سے ان واقعات کو سنا جو رسول اللہ ﷺ کو ملک شام کے راستے میں تجارت وغیرہ کے سلسلے میں پیش آتے تھے اور بحیرا راہب نے جو پیشین گوئی کے طور پر کہا تھا کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی کے کوئی نہیں آیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس کی تحقیق کے لیے اپنے چچا زاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں تو حضرت ورقہ بن نوفل نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ جواب دیا کہ اگر یہ سب باتیں سچ ہیں۔ محمد ﷺ اس امت کے نبی ہیں اور میں ان کا انتظار کر رہا ہوں اور نہایت شوق سے مشتاق ہوں کہ کب ان کے ظہور کا وقت آتا ہے حضرت ورقہ بن نوفل نے آپ کے انتظار کے شوق میں ایک قصیدہ کہا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا پورا پورا بیان ہے ہم سیرت ابن ہشام میں سے چند اشعار بطور نمونے کے لکھ رہے ہیں حضرت ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہؓ سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں۔

حضرت ورقہ بن نوفل کا ایک قصیدہ علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح البخاری میں نقل فرمایا ہے جس میں بھی توحید ونصیحت کی بہت سی

باتیں ہیں۔طوالت کی وجہ سے ہم نے اس کو نقل نہیں کیا ہے۔علامہ عینی نے عمرو بن شرحبیل سے روایت کر کے آخر میں یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کو لے کر حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس آئے اور وحی وغیرہ کا ماجرا بیان کیا یہ سن کر حضرت ورقہ بن نوفل ایمان لے آئے۔حدیث کے آخری حصے کے الفاظ یہ ہیں۔

((فاتی ورقة فذکر ذٰلك له فقال له ورقة ابشرثم ابشر فانا اشهد بانك الذی بشربه عیسیٰ ابن مریم فانك علیٰ مثل ناموس موسیٰ وانك نبی مرسل وانك مستومر بالجهاد بعد یومك هذا ولئن ادرکنی ذاك لاجاهدن معك فلما توفی ورقة قال علیه الصلوٰة والسلام لقد رایت القس فی الجنة وعلیه ثیاب الحریر لانه اٰمن بی و صدقنی))

''رسول اللہ ﷺ ورقہ کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو سن کر یہ فرمایا کہ آپ خوش ہو جایئے اور آپ پھر خوش ہو جایئے میں آپ کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی وہ نبی موعود ہیں جن کے آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی (جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:) ﴿ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد﴾ میں اس رسول کی بشارت دینے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے)اور آپ مثل ناموس موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں اور آپ یقیناً نبی مرسل ہیں اور آئندہ آپ کو جہاد کا حکم دیا جائے گا اگر میری زندگی میں یہ ہوا تو میں آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں گا۔ورقہ کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہیں اور وہ ریشمی لباس میں ہیں اور یہ ورقہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور سب سے پہلے میری تصدیق کی۔''

(٤٦٢٤) وَعَنْ اَبِیْ خُزَیْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِیْ خُزَیْمَةَ اَنَّهٗ رَاٰی فِیْمَا یَرَی النَّآئِمُ اَنَّهٗ سَجَدَ عَلٰی جَبْهَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ فَاضْطَجَعَ لَهٗ وَقَالَ ((صَدِّقْ رُؤْیَاكَ)) فَسَجَدَ عَلٰی جَبْهَتِهٖ۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَسَنَذْکُرُ حَدِیْثَ اَبِیْ بَکْرَةَ کَاَنَّ مِیْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فِیْ بَابِ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ.

(۴۶۲۴) حضرت ابن خزیمہ بن ثابت وہ اپنے چچا ابوخذیمہ سے نقل کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک پر سجدہ کیا ہے۔تو اس خواب کو آنحضرت ﷺ سے بیان کیا۔ یہ سن کر آپ ؐ لیٹ گئے اور اس سے فرمایا تم اپنا خواب سچا کر لو تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی پیشانی مبارک پر سجدہ کر لیا۔(شرح سنہ)

اور ہم ان شاء اللہ حضرت ابوبکرہ کی حدیث: ((کان میزانا نزل من السماء.)) کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مناقب میں بیان کریں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(٤٦٢٥) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا یُکْثِرُ اَنْ یَقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ رَاٰی اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِنْ رُؤْیَافَیَقُصُّ عَلَیْهِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَقُصَّ وَاِنَّهٗ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ اِنَّهٗ

(۴۶۲۵) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر صحابہ کرام سے یہ دریافت کرتے رہتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے تو اگر کوئی خواب دیکھے ہوئے ہوتا تو آپ ؐ سے بیان کر دیتا اور آپ اس کی مناسب تعبیر بیان فرما دیتے۔ایک دن آپ ؐ نے فرمایا کہ آج

٤٦٢٤۔ اسنادہ صحیح۔ مسند احمد ٥/ ٢١٥۔ شرح السنة ١٢/ ٢٢٥ ح ٣٢٨٥.

٤٦٢٥۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب تعبیر الرؤیا بعد الصبح۔ ٧٠٤٧.

أَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي وَإِنَّهُمَا قَالَا لِيَ انْطَلِقْ وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَذَكَرَ مِثْلَ الْحَدِيْثِ الْمَذْكُوْرِ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ بِطُوْلِهٖ وَفِيْهِ زِيَادَةٌ لَيْسَتْ فِي الْحَدِيْثِ الْمَذْكُوْرِ وَهِيَ قَوْلُهٗ فَاَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نُوْرِ الرَّبِيْعِ وَاِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا اَكَادُ اَرٰى رَأْسَهٗ طُوْلًا فِي السَّمَآءِ وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَاَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا مَاهٰؤُلَآءِ؟ قَالَ قَالَا لِيَ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ اَرَرَوْضَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِيَ ارْقَ فِيْهَا قَالَا فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا فَانْتَهَيْنَا اِلٰى مَدِيْنَةٍ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيْهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ كَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالَا لَهُمْ اِذْهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْ ذَالِكَ النَّهْرِ قَالَ وَاِذَا نَهْرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِيْ كَاَنَّ مَآءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَالِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ وَذَكَرَ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِيْ فِي الرَّوْضَةِ فَاِنَّهٗ اِبْرَاهِيْمُ وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ حَوْلَهٗ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ)) قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

رات کو میں نے خواب دیکھا ہے کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے اٹھا کر کہا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ تو میں ان کے ساتھ چلا (اس کے بعد راوی نے پہلی فصل کی لمبی حدیث بیان کی) اس لمبی حدیث میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں کہ ہم چلتے چلتے ایک سرسبز شادات ہرے بھرے باغ میں پہنچے جہاں ہر قسم کی کلیاں اور پھول کھلے ہوئے تھے اس باغ میں ایک صاحب اتنے لمبے قد کے دیکھائی دیے کہ لمبائی کی وجہ سے ان کا سر نظر نہیں آتا تھا گویا ان کا سر آسمان سے ملا ہوا ہے اور اس شخص کے گرد بہت سے لڑکے بچے تھے جن کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے دریافت کیا اتنے لمبے قد کے کون صاحب ہیں اور یہ سارے بچے کس کے ہیں؟ انہوں نے ہم سے کہا آگے چلو۔ ہم آگے چلے ایک بہت بڑے باغ میں پہنچے جو پہلے باغ سے بھی اچھا تھا ایسا باغ پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھا تو انہوں نے ہم سے کہا آپ اس میں چڑھ جاؤ۔ چنانچہ ہم چڑھ گئے تو ہم ایسے شہر میں پہنچے جس کی اینٹیں چاندی سونے کی تھیں تو ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی ہے تو وہ شہر اس خوبصورت پر بسایا گیا تھا تو ہم اس شہر کے دروازے پر پہنچے وہاں کے چوکیدار سے کہا کہ دروازہ کھولو۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا ہم اندر چلے گئے تو ایسے آدمی سے ملاقات ہوئی کہ جن کے بدن کا آدھا حصہ بہت ہی خوبصورت اور آدھا حصہ بہت ہی بدصورت تھا۔ اسی اثناء میں ان لوگوں سے یہ کہا گیا کہ تم اس نہر میں جا کر نہا آؤ۔ تو اس نہر کا پانی بہت صاف ستھرا بہہ رہا ہے کہ دودھ کی طرح سفید تھا۔ وہ لوگ گئے اور نہر میں گھس گئے اور غوطہ لگا کر نہا دھو کر باہر نکلے تو ساری بدصورتی اور برائی دور ہوگئی اور بہت صاف ستھرے خوبصورت ہو کر نکلے لفظ اور اس سے زیادہ کی تفسیر میں کہا باغ میں بہت لمبے قد کے جو صاحب تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے آس پاس جو بہت سے وہ بچے تھے وہ بچپن میں فطرت پر یعنی بلوغت سے پہلے مر گئے تھے یعنی لوگوں نے عرض کیا کہ مشرکین کے نابالغ بچوں کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مشرکین کے نابالغ بچے جو مر گئے وہ بھی آخرت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہیں پھر خواب کی تعبیر کے سلسلے میں فرمایا کہ جن کے بدن کا آدھا حصہ خوبصورت تھا اور آدھا بدصورت تھا وہ وہ لوگ تھے جن کے آدھے اعمال اچھے تھے اور آدھے برے تھے۔ یعنی نیکی اور بدی برابر تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس نہر میں نہلا کر ان کے سب برے عملوں کو دھو دیا۔ یعنی معاف فرما دیا اور خوبصورت

ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں داخل فرما دیا۔ (بخاری)

جھوٹا خواب بیان کرنا سنگین گناہ ہے

(٤٦٢٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مِنْ اَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُّرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَالَمْ تَرَيَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۶۲۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ چیز دیکھائے جن کو ان آنکھوں نہیں دیکھا ہے یعنی جھوٹا خواب بیان کرے جو آنکھوں پر بہت بڑا بہتان ہے۔ (بخاری)

(٤٦٢٧) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْاَسْحَارِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

(۴۶۲۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح صادق کے وقت کا خواب بہت سچا ہوتا ہے۔ (ترمذی، دارمی) کیونکہ اس وقت بہت سکون ہوتا ہے اور قبولیت کا وقت بھی ہوتا ہے اور رحمت کے فرشتوں کے آنے جانے کا وقت بھی ہوتا ہے۔

الحمد للّٰہ

٤٦٢٦۔ صحیح بخاری کتاب التعبیر باب من کذب فی حلمہ ٧٠٤٣.

٤٦٢٧۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الرؤیا باب قولہ تعالیٰ لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا ٢٢٧٤۔ دارمی کتاب الرؤیا باب اصدق الرؤیا بالاسحار ٢/ ١٢٥ ح ٢١٥٩۔ دراج عن ابی الہیثم ضعیف ہے۔

كِتَابُ الْآدَابِ..... آداب کا بیان

بَابُ السَّلَامِ

باب السلام

خاکسار راقم الحروف عبدالسلام بستوی سلفیؒ نے اسلامی تعلیمات کے سلسلے میں اسلامی تعلیم کے نام سے بارہ جلدیں لکھیں ہیں جو چھپ چکی ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے مقبول خاص و عام ہو چکی ہیں۔ بعض اسلامی درسگاہوں کے نصاب میں داخل ہیں اس کی نویں جلد اسلامی آداب کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے شروع مقدمے میں یہ لکھا ہے کہ:

ہر قوم کے خصوصی عقائد نظریات عملیات اور رہنے سہنے' ملنے جلنے' کھانے پینے' اٹھنے بیٹھنے' سونے جاگنے' نہانے دھونے' بولنے چالنے اور غمی و خوشی کے مختلف عادات و طریقے ہیں جن سے الگ الگ قوموں کی شناخت ہوتی ہے۔ ان سب عادات، اطوار و خلاق کو آداب یا معاشرت کہا جاتا ہے اور اسی کو تہذیب اور شرافت کا خاصہ لازمہ سمجھا جاتا ہے۔

۱۔ مختلف قوموں میں مختلف قسم کے معاشرتی آداب، اطوار و اوضاع رائج ہیں۔ کہیں تو وہ جغرافیائی حالات کی بنا پر ہیں' جیسے گرم علاقوں کے باشندے ڈھیلے ڈھالے لباس پہنتے اور پگڑی باندھتے ہیں۔ بارانی ملکوں والے چھجے دار ٹوپیاں پہنتے ہیں۔ معتدل علاقوں کے رہنے والے ہلکے پھلکے اور مختصر لباس پر اکتفا کرتے ہیں۔

۲۔ بعض قوموں میں گائے کے پیشاب کو طہارت اور گوبر کو صفائی اور ستھرائی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے یا کھانے کے وقت برہنہ ہو کر اور درختوں کے پتوں میں کھانے کو تبرک خیال کیا جاتا ہے یا پیشاب یا پاخانے کے وقت کان میں دھاگا لپیٹ لینے کو عبادت اور خدا کا وسیلہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے بہت سے توہمات اور تخیلات ہی جنہیں آداب معاشرت کا معیار ٹھہرا لیا گیا ہے۔

مگر اسلامی آداب نہ تو رسم و رواج پر مبنی ہیں، نہ توہمات و ظلیات پر اعتماد ہے، اور نہ غیر صحیح مرویات اور نہ بوسیدہ آثار پر ہے۔ بلکہ صحیح تہذیب اخلاق اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو اپنے رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ سے انسانوں تک پہنچایا اور انبیاء تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کے سانچے میں ڈھل کر قوم کے لیے علمی و عملی نمونہ بنے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ تمہارے لیے رسول مقدس میں اچھی اقتدا اور وہ تمہارے لیے بہترین عملی نمونہ ہیں۔ لہٰذا یہ اسلامی آداب خدا اور رسول کی طرف منسوب ہیں۔ منسوب الیہ کی شرافت سے منسوب کی بھی شرافت ثابت ہوتی ہے اسلامی آداب میں بہت سی ایسی خصوصیات اور ایسے امتیازات ہیں جن سے دنیا کے دیگر مذاہب خالی نظر آتے ہیں۔

۱۔ زندگی کے ہر ہر جزئیات و کلیات کے لیے اصول و قوانین معین ہیں حتی کہ سونے، جاگنے اٹھنے بیٹھنے اور پیشاب و پاخانے کے بھی آداب اسلام کی تعلیمات میں داخل ہیں ایک یہودی نے کہا کہ تمہارے نبی ہر بات کی تعلیم دیتے ہیں حتی کہ پیشاب و پاخانہ کے آداب بھی بتاتے ہیں؟ تو فرمایا کہ ہاں ہمارے نبی ﷺ سب تہذیب کی باتوں کو بتاتے ہیں۔

۲۔ عبادات' معاملات میں اعتدال رفتار و گفتار میں اعتدال' آمد و خرچ میں اعتدال اور کاروبار میں اعتدال ہے۔

۳۔ ہر اصول اور قانون فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ اسلامی آداب کی پابندی انسان کو فطرت کے صحیح راہ پر قائم رکھتی ہے۔
۴۔ اسلامی آداب میں تکلف اور تصنع نہیں بلکہ نہایت ہی سادگی ہے۔
۵۔ اسلامی آداب کے ذریعہ سے مساوات انسانی اور اخوت و ہمدردی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔
۶۔ امیر و غریب' حاکم و محکوم' خادم و مخدوم' اور آقا و غلام کے ایسے اصول و قوانین ہیں' جن سے ان کے حقوق ہیں کسی قسم کی حق تلفی نہیں۔
۷۔ اسلامی آداب سے جہالت کے تمام رواجی سر میں ختم ہوگئیں۔
۸۔ اسلامی آداب کی رعایت سے آپس کے تعلقات اور باہمی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور بغض و کینہ اور عداوت کا نام تک نہیں رہتا۔
۹۔ اسلامی آداب کی خصوصیت یہ ہے کہ انسان کو ایک بہترین زندگی کی تربیت کی جاتی ہے۔ جس سے صحیح معنوں میں انسان کامل انسان بن جاتا ہے۔
۱۰۔ اسلامی آداب کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اخلاق حسنہ اور خصائل حمیدہ کی تکمیل ہوتی ہے اور تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے، یعنی نفس کو ہر قسم کی ظاہر اور پوشیدہ نجاستوں سے پاک بنالیا جاتا ہے اور تمام برائیوں سے صاف و ستھرا کرلیا جاتا ہے اور یہی تزکیہ نفس فلاح دارین کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا﴾(الشمس) جس نے اس نفس کو پاک صاف بنالیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس کو اخلاق رذیلہ میں ملوث کردیا وہ ناکام رہا۔ اخلاق حسنہ اور خصائل فاضلہ کا اسلام میں بڑا درجہ حاصل ہے کہ اس کو نبوت کے بعثت کی غرض بتائی گئی ہے۔

معلم اخلاق ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُ تَمِّمَ مکارِمَ الاخلاق .))(احمد بیهقی) میں تو اسی لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں۔ لیکن اس کے باوجود آپ مکارم کے حصول کے لیے یہ دعا کرتے ہیں۔ ((اللهم اهد نی لا حسن الاخلاق لا یهدی لا حسنها الا انت واصرف عنی سیأ تها لا یصرف عنی سیأتها الا انت .))(مسلم) اے اللہ تو مجھے بہتر سے بہتر اخلاق کی راہنمائی کر! تیرے سوا کوئی اخلاق حسنہ کی راہ نہیں دکھا سکتا اور برے اخلاق سے مجھے پھیر دے تیرے سوا کوئی بری باتوں سے پھیرنے اور بچانے والا نہیں۔

اخلاقِ حسنہ والا انسان سب سے اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((خیارکم احسنکم اخلاقاً .))(بخاری) ''جس کے اخلاق اچھے ہیں وہ سب سے اچھا ہے۔'' اسلام میں نماز' روزہ کی بڑی اہمیت ہے، لیکن اخلاق حسنہ بھی اس کے قائم مقام ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((ان الرجل لیدرك بحسن خلقه درجة قائم اللیل وصائم النهار .))(ابوداؤد) ''انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ پالیتا ہے جو رات بھر نماز پڑھنے اور دن بھر روزہ رکھنے والے کو ملتا ہے۔'' یعنی نفلی نمازوں میں رات بھر کی بیداری اور نفلی روزوں میں دن بھر کی بھوک و پیاس سے جو درجہ حاصل ہوتا ہے وہی درجہ حسنِ خلق سے حاصل ہوتا ہے۔

یہی حسنِ اخلاق قیامت کے دن انصاف کے ترازووں میں سب عبادتوں سے زیادہ وزنی ہوگا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ما من شئی یوضع فی المیزان اثقل من حسن الخلق .))(ابن حبان) ''قیامت کے دن ترازو میں حسنِ خلق اور نیک چلن سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی۔'' حسن خلق خدا کی محبت کا وسیلہ اور ذریعہ ہے اور نیک چلن والا اللہ کے نزدیک زیادہ پیارا ہے۔ رسولِ عربی ﷺ نے فرمایا: ((احب عباد الله الی الله احسنهم اخلاقاً .))(طبرانی) ''اللہ کے بندوں میں اللہ کا سب سے زیادہ محبوب اور پیارا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہوں۔''

اور یہی چیز رسول کی محبت کا بھی ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں میرا سب سے محبوب اور نشست میں مجھ سے سب سے زیادہ

نزدیک وہ ہیں جو تم میں خوش خلق اور نیک چلن ہیں اور مجھے ناپسند اور قیامت میں مجھ سے دور وہ ہوں گے جو تم میں بداخلاق ہیں (ابن حبان' ابن حنبل' طبرانی)

یہی خوش اخلاق دخول جنت کا سبب اور ذریعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں دو صحابیہ عورتیں تھیں۔ ایک رات بھر نماز پڑھتی' دن بھر روزہ رکھتی اور صدقہ خیرات کرتی تھی' مگر بڑی زبان دراز تھی کہ اپنی زبان درازیوں سے پاس پڑوس والوں کو ستاتی رہتی اور ناک میں دم کیے رہتی تھی۔

دوسری صرف فرضی عبادت ادا کرتی اور غریبوں میں کچھ کپڑا تقسیم کر دیتی تھی مگر کسی کو ستاتی نہ تھی اور نہ زبان درازی کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ سے ان دونوں کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ان دونوں میں سے کون افضل اور بہتر ہے؟ تو آپ نے پہلی کے متعلق فرمایا کہ اس میں کوئی نیکی نہیں ہے' وہ اپنی بدخلقی اور زبان درازی کی سزا بھگتے گی اور دوسری کے متعلق فرمایا وہ جنتی ہے۔ (الادب المفرد للبخاری)

اس حدیث سے حسن خلق اور نیک چلن کی اہمیت اور فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے وہ کام بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپؐ نے فرمایا انسان کو غلامی سے آزاد کرو اور مقروض کی گردن کو قرض کے بندھن سے چھڑا دو اور ظالم رشتہ دار کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے روکو اور اگر یہ کام نہ کر سکو تو بھوکے کو کھانا کھلا دو، پیاسے کو پانی پلا دیا کرو، نیکی کی بات بتا دیا کرو اور برائی سے لوگوں کو روکو، اگر یہ بھی نہ کر سکو تو برائی سے اپنی زبان کو روکو۔ (مشکل آثار)

کتاب وسنت میں اس کی جگہ جگہ بڑی تاکید آئی ہے کہ سچ بولو' کسی کو تکلیف مت دو' ایذا رساں چیز کو راستہ سے ہٹا دو' امن وسلامتی پھیلایا کرو' جو اپنے لیے پسند کرو وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرو' کسی کے ساتھ برائی مت کرو' امانت میں خیانت مت کرو' وعدہ کو پورا کرو' پاک دامنی اختیار کرو' پاکی وصفائی ستھرائی اختیار کرو' شرم وحیا کرو' بے شرمی سے بچو' ملنے جلنے کے وقت سلام ومصافحہ کرو' چھوٹے بڑے کا خیال رکھو' وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال اخلاق حسنہ کی بہت جزئیات ہیں جن کا احاطہ مشکل ہے۔ مختصر یہ کہ فضائل پر چلنا اور رذائل سے بچنا مکارم اخلاق ہے ان سب باتوں کو آیندہ حدیثوں میں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(٤٦٢٨) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُولٰئِكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَذَهَبَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ قَالَ فَزَادُوْهُ

(۴۶۲۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ جن کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی' پیدا کرنے کے بعد فرمایا کہ اے آدم! یہ فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہوئی ہے تم جا کر انہیں سلام کرو اور ان کے جواب کو بھی سنو۔ یہی سلام تمہارے اور تمہاری اولاد کے لیے دعا ہے' حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر السلام علیکم کہا، یعنی تمہارے اوپر سلامتی ہو۔ فرشتوں نے ان کے سلام کے جواب میں کہا کہ تمہارے اوپر بھی اللہ کی سلامتی ہو اور اس کی رحمت ہو تو فرشتوں

٤٦٢٨۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب بدء السلام ٦٢٢٧۔ مسلم کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها باب یدخل الجنة اقوام ٢٨٤١۔ ٧١٦٣۔

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَكُلُّ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَتِه اٰدَمَ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهٗ حَتَّى الْاٰنَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

نے سلام کے جواب میں ورحمۃ اللہ زیادہ کیا جو جنتی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت وشکل پر ہوگا اور وہ ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔ پھر ان کے پیدا ہونے کے بعد ان کی اولاد کا قد گھٹتے گھٹتے کم ہو گیا جیسا کہ اب تم دیکھ رہے ہو۔ (بخاری مسلم)

توضیح: خلق ادم علی صورته ''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا'' (گویا حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا مظہر بنایا) جب ہی تو ان کو ساری مخلوقات کی سرداری عنایت فرمائی۔ بعض نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ صورته کی ضمیر آدم کی طرف پھرتی ہے یعنی آدم کو انہی کی صورت پر بنایا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ابتدائی آفرینش سے ایک ہی شکل پر تھے۔

اہل حدیث اس حدیث کی تاویل نہیں کرتے اور اس سے ظاہری معنی ہی مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صورت ہے اور انسان اسی کا مظہر ہے۔ اور تاویل کرنے والوں کا قول دوسری روایت سے باطل ہو جاتا ہے جس میں صاف علی صورۃ الرحمٰن موجود ہے۔

مجمع البحار میں ہے کہ صورته کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی ہے جیسی بیت اللہ، روح اللہ کی۔

امام محمد باقر رحمہ اللہ نے فرمایا: علی صورته، یعنی ایک اپنی بنائی ہوئی حادث صورت پر۔

اور امام رضا رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ان سے کسی نے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ لوگوں نے اس حدیث کا ابتدائی حصہ الگ کر دیا۔ دراصل ہوا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو شخصوں کی طرف سے گزرے جو باہم گالی گلوچ کر رہے تھے ان میں سے ایک شخص بول اٹھا کہ اللہ تیرا منہ قبیح کرے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا: اے اللہ کے بندے! ایسا مت کہو! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اسی کی صورت پر بنایا تھا۔ صور آدم فی الجنة آدم کی صورت بہشت میں بنائی (ان کی خاص شکل اور ان کا سانچہ تو زمین پر تیار ہوا تھا۔ پہلے کیچڑ تھا پھر کھنکھناتی خشک مٹی ہو گیا اس کے بعد مکہ اور طائف کے درمیان پڑا رہا۔ مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو بہشت میں منگوا کر اور تکمیل صورت کر کے اس میں جان ڈالی۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صورت بے کیف ہے اور بے مثال ہے ﴿لیس کمثله شئی﴾ ''اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔'' یہ صورت صفت ہے دیگر صفات متشابہا کی طرح جس کے متعلق اسلاف کا یہی فیصلہ ہے کہ اس کے معنی معلوم ہیں کیفیت مجہول ہے۔ اس کے بارے میں چھان بین کرنا بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اس میں سے مصور بھی ہے یعنی صورت گری کرنے والا اور شکل بنانے والا قرآن مجید میں ہے: ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ اللہ ہی پیدا کرنے والا اور صورت بنانے والا ہے۔ اور اسکے اچھے اچھے بہت سے نام ہیں زمین وآسمان کی ہر چیز اس کی پاکی بیان کرتی ہے وہ زبردست حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی قدرت وعظمت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس وقت دنیا میں اربوں سے زیادہ آدمی موجود ہیں پھر اس کے باوجود بھی دو آدمی ایسے نہ ملیں گے جن کی شکل بالکل ایک ہی ہو۔ کچھ نہ کچھ فرق ہوگا۔ یہی حال دوسرے جانوروں کا ہے۔

اور باعتبار عالمان علم جیالوجی کے قول کے کہ زمین دو کروڑ یا تین کروڑ سال سے موجود ہے اور ابھی معلوم نہیں مزید کتنے کروڑ رہتی ہے ان کروڑوں سالوں میں بے شمار آدمی اور جانور پیدا ہو چکے ہیں اور ہوں گے۔ مگر ہر ایک کی شکل وصورت علیحدہ ہے جو بعض جانور مثلاً چیونٹیاں، کھیاں، مچھلیاں وغیرہ تم کو ایک شکل کی نظر آتی ہیں۔ حقیقتاً ایسا نہیں ہے بلکہ ہر ایک کی شکل جدا ہے اور ہم جو ان کے اندر فرق واقعیاً

ہے ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ شہد کی مکھیاں اور چیونٹیاں آپس میں ایک دوسرے کو پہنچانتی ہیں اور غیر مکھی یا چیونٹی کو اپنے چھتے یا بل میں نہیں آنے دیتیں۔

ذرا غور کیجیے کہ پاک پروردگار کے علم میں کس قدر صورتیں اور شکلیں موجود ہیں جو ہرگز خزانہ وہم میں نہیں سما سکتیں۔ سبحانه ما اعظم شانه لا يحدو لا يتصور.

رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ: ((اتانی اللیله ربی فی احسن صورة.)) رات کو میرا مالک ایک اچھی صورت میں میرے پاس آیا۔ (یہ قصہ خواب کا ہے) آنحضرت ﷺ نے خواب میں پروردگار کو ایک جوان خوبرو بے ریش و بردت کی صورت میں دیکھا۔ اہل حدیث کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ایک نرصورت ہے جو اپنے حسن و جمیل میں بے نظیر بے مثال اور نا قابل بیان ہے اور اس کو قدرت واختیار ہے کہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو۔

ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن وہ ایک صورت میں جلوہ افروز ہوگا پھر دوسری صورت میں۔ جہمیہ اور معتزلہ نے صورت کا انکار کیا ہے اور حدیث کی یوں تاویل کی ہے کہ صورت سے صفت مراد ہے۔ بعض نے ایسی تاویل کی ہے جس پر ہنسی آتی ہے اور یہ تاویل کی ہے بلکہ تحریف ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں اس وقت میں اچھی صورت میں تھا۔ یعنی آنحضرت ﷺ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں اچھی صورت میں تھا۔

غضب خدا کا ان تاویل کرنے والوں کو اس کا بھی خیال نہیں رہا کہ دوسری حدیث میں یوں صاف صاف موجود ہے کہ میں نے اپنے مالک کو ایک جوان خوبرو بے ریش و بردت کی صورت میں دیکھا اس کے سر پر کانوں تک بال تھے۔ کیا یہاں بھی آنحضرت ﷺ خود ہی مراد لیتے ہیں اور سب سے زیادہ ان حدیثوں کا انکار کرنے والا زمخشری صاحب کشاف ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں فحش باتیں ذکر کر کے اس حدیث پر طعن کرتا ہے۔ ان بے وقوفوں کو یہ معلوم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی کوئی صورت ہی نہیں ہے تو پھر آخرت میں اس کا دیدار کیسے ہوگا؟ اور آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو کیسے دیکھا؟ معاذ اللہ یہ بے وقوف صریح گمراہ ہیں۔

اور الٹا جو لوگ ہدایت کے راستے پر ہیں اور قرآن و حدیث کو مانتے ہیں ان کو گمراہ سمجھتے ہیں ((رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ.)) ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ((اتانی ربی فوضع کفه علی ظهره فوجدت بردها فلعمت ما فی السموات والارض.)) پروردگار میرے پاس آیا اس نے اپنا ہاتھ میری پیٹھ پر رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی پھر میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان کو جان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاص وقت میں آپ کے لیے سب کچھ ظاہر کر دیا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں کی ملکوت بتلائی تھی۔

طیبی نے کہا: ((علمت ما فی السموات والارض.)) کا مطلب یہ ہے کہ جتنا آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتلایا وہ میں نے جان لیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ آسمان اور زمین کی سب چیزیں مجھ کو معلوم ہو گئیں۔ کیونکہ آپ کو فرشتوں کی تعداد، ریت اور مٹی کے ذروں کا علم نہ تھا۔ ایسا علم محیط تو بجز خداوند کریم کے کسی کو نہیں ہے۔ اور بہت بے وقوف ہے وہ شخص جو آنحضرت کو بھی عالم الغیب جانتا ہے بلکہ اس پر کفر کا خوف ہے اور بے شمار آیتیں اور حدیثیں اس مضمون کی موجود ہیں کہ علم غیب خاصہ الٰہی ہے اور آنحضرت ﷺ کو علم غیب نہ تھا۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ غیب کی ہر بات اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور انبیاء کرام کو بتلا دیتا ہے۔ اسی طریقے پر آنحضرت ﷺ کو بھی غیب پر مطلع کیا تھا۔ (اللغات الحدیث)

اس حدیث سے سلام کی ابتدا اور اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ ملاقات کے وقت سب سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ

تعالیٰ نے یہی ادب سکھایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا﴾ (النساء) اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا تم انہی لفظوں کو لوٹا دو، تو اس سلام علیکم کا یہ مطلب ہے کہ آپ لوگوں پر سلامتی ہو یعنی ہر دکھ درد، رنج وغم، فکر وبلا و وبا اور تمام آفتوں اور مصیبتوں سے بچے رہو اور امن وسلامتی سے رہو۔

لفظ سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی امن، سلامتی دینے والے کے ہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ خدائے تعالیٰ امن وسلامتی کا سرچشمہ ہے۔ اس کی طرف سے تمہارے اوپر امن وسلامتی کی بارش ہوتی رہے۔ اور اس کا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ میری طرف آپ ہر قسم کی دشمنی کینہ کپٹ اور ایذا رسانی سے مامون ومحفوظ رہیں۔ میں ہر ممکن طریقے سے آپ کا خیرخواہ و ہمدرد ہوں۔ کسی قسم کا ایذا رسانی نہیں کروں گا۔ لفظ السلام علیکم میں یہ ساری خوبیاں ہیں اور جب ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا گیا تو اور زیادہ خیر وبرکت ہوگی۔ سچ ہے مسلمان مسلمان کے لیے خیرخواہ و ہمدرد رہتا ہے۔ یہ السلام علیکم اسلامی شعار ہے اسے چھوڑ کر دوسرے لفظوں میں کہنا اسلامی شعار کے خلاف ہے۔

اسلام سے پہلے عرب کے لوگ ملاقات کے وقت انعم الله بك عينا وانعم الله بك صباحا کہتے تھے ''تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ تماری صبح خوشگوار ہو۔'' امراء وسلاطین کے لیے دوسرے الفاظ تھے۔ ایرانی ہزار سال جیو کا فقرہ کہتے تھے۔ یورپ کے لوگوں میں صبح کو گڈ مارننگ (اچھی صبح) شام کو گڈ ایوننگ (اچھی شام) رات کو گڈ نائٹ (اچھی رات) کہنے کا رواج ہے۔ مگر اسلام نے ان سب کے بجائے السلام علیکم کا لفظ ایجاد کیا اور اس میں حسب ذیل مصلحتیں ملحوظ رکھی۔

۱۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ طریقہ ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اس کے استعمالات سے جو انبیاء علیہم السلام کی زبان مبارک سے ادا ہوئے ہیں۔ والسلام علی (مریم) یا ان کے متعلق کہے گئے ہیں سلام على المرسلين (صفت) سے ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔ اس کی صورت ذکر ودعا کی ہے دیوی تمتعات مثلاً طول عمر وغیرہ سے اس کو تعلق نہیں اور نہ محدود معین اوقات سے مفید ہے۔ اس میں دائمی اور سرمدی سلامتی کا راز چھپا ہے۔

۳۔ اس میں مذہبی شان زیادہ پائی جاتی ہے۔ جو اس سلامتی سے مقصود ہے جس کی طرف السلام کا الف لام اشارہ کرتا ہے۔ وہ سلامتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر نازل ہوتی ہے۔

۴۔ اس میں مبالغہ آمیز تعظیم نہیں پائی جاتی جو بندگی وآداب عرض اور دوسرے قسم کے غیر مشروع طریقوں میں پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے حیرہ والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے رئیسوں کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم لوگ آپ کو سجدہ کیا کریں۔ تو آپ ؐ نے ان کو اس کی اجازت نہیں دی۔ ایک اور شخص نے کہا یا رسول اللہ! جب ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملے کیا اس کے لیے جھک جائے۔ فرمایا: نہیں، اس نے کہا تو کیا اس سے لپٹ جائے اور اس کا بوسہ لے۔ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ ان کا ہاتھ پکڑے اور اس سے مصافحہ کرے۔ فرمایا: ہاں۔

۵۔ دنیا میں جو انسان کو بہتر سے بہتر دعا دی جاسکتی ہے وہ اسی سلامتی کی ہے، یہ جان ومال، آل واولاد، دنیا وآخرت ہر قسم کی سلامتی کو مشتمل ہے۔

۶۔ جب دو انسان آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے سے بیگانگی کے سبب سے متوحش اور چوکنے ہوتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں غفلت پاکر دشمنی نہ کرلے۔

اب جب کہ اسلام کے قاعدہ کے مطابق دونوں اس لفظ کو اپنے اپنے منہ سے ادا کرتے ہیں اور اس کے یہ معنی ہیں کہ دونوں ایک دوسرے اپنی طرف سے اطمینان دلاتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

۷۔ اسلام نے اپنے پیروؤں کے درمیان اسی کو گویا آپس میں پہچان کی علامت اور رواج مقرر کیا ہے۔ آمنے سامنے جب دو زبانوں سے یہ لفظ نکلتے ہیں تو دونوں اپنے سینوں میں ہزار بیگانگی کے باوجود آشنائی کی ایک لہر پاتے ہیں اور آپس میں محبت کی کشش محسوس کرتے ہیں۔ یہ بتاتا ہے کہ دونوں ایک ہی ملت محمدیہ کے ایمانی فرزند ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی مجلس میں جاؤ تو وہاں کے لوگوں کو سلام کرو۔ اگر طبیعت چاہے تو بیٹھ جاؤ اور اگر واپس آنا چاہو تو سلام کر کے واپس چلے آؤ۔ (ترمذی)

اور آپ نے فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو' گزرنے والا بیٹھنے والا کو' اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو اور سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔ (بخاری' ترمذی)

گھر میں داخل ہوتے وقت ماں باپ، بیوی بچوں کو سلام کرنا خیر و برکت کا سبب ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً﴾ (النور) اور جب تم گھر میں داخل ہو تو تم اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو۔ یہ خدا کی طرف سے دعا ہے خیر و برکت کی اور پاکیزہ ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہوا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جب تم گھر میں جاؤ تو خدا کا سکھایا ہوا بابرکت سلام کہا کرو۔ میں نے تو آزمالیا ہے کہ یہ سراسر برکت ہے۔ ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہے۔ حضرت عطاء سے پوچھا گیا کہ کیا یہ واجب ہے؟ فرمایا مجھے تو یاد نہیں کہ اس کے وجوب کا کوئی قائل ہو' لیکن ہاں، مجھے تو یہ بہت پسند ہے جب بھی گھر میں جاؤ سلام کر کے جاؤ۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جب مسجد میں جاؤ تو کہو السلام علی رسول اللہ اور جب اپنے گھر میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو تو اس طرح کہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یہ بھی مروی ہے کہ یوں کہو بسم اللہ والحمد اللہ السلام علینا من ربنا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ گھر والوں کے پاس سلام کے جاؤ اور غیر آباد گھر جاتے ہوئے یوں سلام کرو۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ لصالحین.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پانچ باتوں کی وصیت کی ہے فرمایا کہ اے انس رضی اللہ عنہ! تم کامل وضو کیا کرو۔ اس سے تمہاری عمر بڑھے گی اور جو میرا امتی ملے اسے سلام کرو' اس سے تمہاری نیکیاں بڑھیں گی۔ گھر میں سلام کر کے داخل ہو اس سے گھر کی بھلائی بڑھے گی، چاشت کی نماز پڑھا کرو پہلے لوگوں کا یہی طریقہ تھا جس سے وہ اللہ والے بن گئے۔ اے انس! تم چھوٹوں پر رحم کر اور بڑوں کی عزت کر۔ اس سے قیامت کے دن میرے ساتھ رہو گے۔

ترمذی میں ہے: ((یا بنی اذادخلت علی اهلك فسلم یلون برکة علیك وعلی اهل بیتك.)) (تفسیر ابن کثیر) جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو سلام کر کے جایا کرو اس سے تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت ہوگی۔

اسلام کی چند خوبیاں

(٤٦٢٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتُقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ

(۴۶۲۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام کی خوبیوں میں سے سب سے بڑی خوبی کون سی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو:

٤٦٢٩۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب السلام للمعرفة وغیر المعروفة ٦٢٣٦۔ مسلم کتاب الایمان باب بیان تفاضل الاسلام ٣٩۔١٦٠۔

عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ)۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

خواہ اجنبی ہو یا غیر اجنبی۔ آشنا ہو یا غیر آشنا سلام کرو تو یہ سب سے بڑی خوبی ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلمان کے مسلمان پر حقوق

(٤٦٣٠) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهُ إِذَادَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْشَهِدَ))۔لَمْ أَجِدْهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلٰكِنْ ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْجَوَامِعِ بِرِوَايَةِ النَّسَائِيْ.

(۴۶۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر بھلائی کے ساتھ چھ حقوق ہیں: جب وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے اور جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو اور جب وہ دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کرے اور ملاقات کے وقت سلام کرے اور اس کے چھینک کا جواب دے اور اس کی خیر خواہی کرے، خواہ وہ حاضر ہو یا غائب۔ (نسائی)

سلام کا فائدہ

(٤٦٣١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۶۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تم ایمان لے آؤ اور ایمان دار نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تم آپس میں محبت کرو۔ اور میں تمہیں ایک ایسی بات بتائے دیتا ہوں کہ اگر اس پر عمل کرو گے تو آپس میں محبت ہو جائے گی۔ وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام پھیلاؤ۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ السلام علیکم کا کہنا ہی ایک دوسرے مسلمان کے لیے محبت اور پیار کا سبب ہے۔ جس سے سینہ کی کدورت اور دشمنی دور ہو سکتی ہے۔

سلام کے آداب

(٤٦٣٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۶۳۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سواری پر چلنے والا پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔ اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے پر سلام کرے۔ اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں پر سلام کریں۔ (مسلم و بخاری)

توضیح: سوار خاکساری اور تواضع کی بنا پر پیدل چلنے والے کو سلام کرے تاکہ اس سے غرور و تکبر [illegible] چلنے والا بیٹھنے والے کو اسی طرح سلام کرے ممکن ہے بیٹھنے والا اپاہج وغیرہ ہو۔ اور تھوڑے لوگ بہت لوگوں کو سلام کریں کیونکہ بہت [illegible] شامل ہیں اور جماعت کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔

٤٦٣٠۔ اسنادہ صحیح۔ سنن النسائی۔ ١٩٤٠۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی تشمیت العاطس [illegible]

٤٦٣١۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب انه لا یدخل الجنة الا المومنون ٥٤.

٤٦٣٢۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب یسلم الراکب علی الماشی ٦٢٣٢۔ مسلم کتاب السلام [illegible] الراکب علی الماشی ٢١٦٠۔ ٥٦٤٦

(٤٦٣٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۴۶۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھنے والے پر سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ (بخاری)

(٤٦٣٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۶۳۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان سے سلام کیا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یہ آپ کا سلام کرنا شفقت اور تواضع کی بنا پر ہے اور بچوں کو تعلیم بھی ہو جائے گی۔

غیر مسلموں سے سلام؟

(٤٦٣٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَبْدَؤُا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۶۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود ونصاریٰ کو سلام نہ میں پہل کرو۔ اگر وہ سلام کریں تو جواب میں علیک کہہ دیا کرو اور جب تم ان سے راستے میں ملو تو ان کے لیے راستہ تنگ کر دو کہ وہ ایک طرف ہو کر چلیں۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواہ یہود ونصاریٰ یا فاسق وفاجر ہو یا بدعتی یا کافر ہو اسلام کی شان وشوکت کے اظہار کے لیے ان کو تنگ راستوں کی طرف مجبور کر دو تا کہ اہلِ اسلام درمیان راستہ سے اطمینان کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچ جائیں۔

(٤٦٣٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۶۳۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودی تم سے ملاقات کے وقت السلام علیکم کی جگہ اسام علیک کہتے ہیں، یعنی تم پر موت آئے۔ بجائے دعا کے بددعا کرتے ہیں۔ تو تم ان کے جواب میں علیک کہہ دیا کرو، یعنی تم پر آئے۔ (بخاری ومسلم)

(٤٦٣٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتٰبِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۶۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب جب تم کو سلام کریں تو تم ان کے جواب میں وعلیکم کہہ دیا کرو۔ (بخاری ومسلم) (یعنی وعلیکم ماتحیون)

٤٦٣٣ [illegible] بخاري كتاب الاستئذان باب تسليم القليل على الكثير [illegible]

[illegible] بخاري كتاب الاستئذان [illegible] ٦٢٤٧ [illegible] كتاب السلام [illegible] ٢١٦٨ [illegible]

[illegible] كتاب السلام باب النهي [illegible]

[illegible] بخاري كتاب الاستئذان [illegible] مسلم كتاب السلام باب [illegible] السلام ٢١٦٤ـ ٥٦٥٤۔

[illegible] بخاري كتاب الاستئذان باب كيف الرد على اهل الذمة ٦٢٥٨ـ مسلم كتاب السلام باب النهي عن [illegible] بالسلام ٢١٦٣ـ ٥٦٥٢۔

یہودیوں کا خبث باطن

(٤٦٣٨) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ اِسْتَاذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ ((قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِ الْوَاوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَتْ اِنَّ الْيَهُوْدَ اَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا السَّامُ عَلَيْكَ قَالَ ((وَعَلَيْكُمْ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ ﷺ السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ ﷺ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ)) قَالَتْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ ((اَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ ((لَا تَكُوْنِيْ فَاحِشَةً فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ .))

(۴۶۳۸) حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ بیان کرتی ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، جب وہ جماعت آپ ﷺ کے پاس پہنچی تو السام علیکم کہا: میں نے کہا علیکم السام واللعنة یعنی تم پر موت اور لعنت ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نرمی کرتا ہے اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا: حضرت انہوں نے جو کہا آپ نے سنا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ان کے جواب میں وعلیکم کہہ دیا ہے یعنی وہی تم پر ہو۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جس کو حضرت عائشہ ﷺ بیان کرتی ہیں کہ جب یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تو السام علیک کہتے۔ آپ ﷺ ان کے جواب میں وعلیکم فرمادیتے (حضرت عائشہ ﷺ) نے کہا السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم یعنی تم پر موت ہو، تم پر لعنت ہو، تم پر خدا کا غضب ہو۔ یہ سن کر ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! تم نرمی کرو، سختی اور بدزبانی سے بچتی رہو۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ جو انہوں نے کہا آپ نے سنا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میں نے جواب دیا تم نے سنا نہیں؟ میں نے وعلیکم کہا ہے۔ میری دعا ان کے حق میں قبول ہوئی اور ان کی بددعا میرے حق میں قبول نہیں ہوئی۔ (بخاری)

(٤٦٣٩) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۶۳۹) حضرت اسامہ بن زید ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسی مجلس سے گزرے جہاں مسلمان، بت پرست، مشرک اور یہودی تھے تو آپ نے ان سب کو سلام کیا۔ (بخاری و مسلم) یہ سلام صرف مسلمانوں کے لیے تھا۔

راستے کا حق

(٤٦٤٠) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ ﷺ عَنِ

(۴۶۴۰) حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے

٤٦٣٨۔ صحیح بخاری کتاب استتابه المرتدین باب اذا عرض الذمی ٦٩٢٧۔٢٠٣٠۔ مسلم کتاب السلام باب النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام ٢١٦٥۔٥٦٥٦'٥٦٥٨ .

٤٦٣٩۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب التسلیم فی مجلس فیه اخلاط ٢٦٥٤۔ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب فی دعاء النبی وصبره علی اذی المنافقین۔ ١٧٩٨ ۔ ٤٦٥٩ .

٤٦٤٠۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب باب قول تعالیٰ یا ایها الذین امنوا۔ ٦٢٢٩۔ مسلم کتاب اللباس الزینة باب النهی عن الجلوس فی الطرقات ٢١٢١۔٥٥٦٣ .

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ)) فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ ((فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ)) قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ ((غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

فرمایا: تم راستوں کے کنارے بیٹھنے سے بچتے رہو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہاں ہمارا بیٹھنا بہت ضروری ہے کیونکہ یہیں بیٹھ کر ہم باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر بیٹھنا ضروری ہی ہے تو پھر راستے کا حق ادا کیا کرو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنی نظر نیچی رکھو تکلیف دہ چیز کو راستے سے دور کر دیا کرو، سلام کا جواب دیا کرو اور اچھی بات کا حکم دیتے رہو اور بری باتوں سے روکتے رہو۔ (بخاری و مسلم)

(٤٦٤١) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ ((وَاِرْشَادُ السَّبِيْلِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ عَقِيْبَ حَدِيْثِ الْخُدْرِيِّ هٰكَذَا

(۴۶۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مذکورہ باتوں کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ بھولے بھٹکے لوگوں کو راستہ بتلا دیا کرو۔ (ابوداؤد)

(٤٦٤٢) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ ((وَتُغِيْثُوا الْمَلْهُوْفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ عَقِيْبَ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰكَذَا وَلَمْ اَجِدْ هُمَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ.

(۴۶۴۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مذکورہ باتوں کے ساتھ اتنا اور زیادہ فرمایا: مظلوم کی فریاد رسی کیا کرو اور راستہ بھولے ہوئے کو راستہ بتلا دیا کرو۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٤٦٤٣) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيْبُهُ اِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَيَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ اِذَا مَاتَ وَ يُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

(۴۶۴۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر بھلائی کے ساتھ چھ حق ہیں۔ ملاقات کے وقت سلام کرے، اس کی دعوت کو قبول کرے، اس کی چھینک کا جواب دے، اس کی بیمار پرسی کرے اور اس کے جنازے میں شریک ہو اور جو چیز اپنے لیے پسند کرے وہی مسلمان بھائی کے لیے پسند کرے۔ (ترمذی و دارمی)

سلام کا اجر و ثواب

(٤٦٤٤) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

(۴۶۴۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر نبی کریم ﷺ کو السلام علیکم کہا۔ آپ نے اس کا جواب دیا، پھر وہ شخص

٤٦٤١۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الجلوس فی الطرقات ٤٨١٦۔
٤٦٤٢۔ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الجلوس فی الطرقات ٤٨١٧ ابن حجر العدوی مستور ہے۔
٤٦٤٣۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی تشمیت العاطس ٢٧٣٦۔ دارمی ٢/ ٢٧٥، ٢٧٦ ح ٢٦٣٦۔
٤٦٤٤۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب کیف السلام ٥١٩٥۔ ترمذی کتاب الاستئذان باب ما ذکر فی فضل السلام ٢٦٨٩۔

فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عَشْرٌ)) ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ((عِشْرُوْنَ)) ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ((ثَلَاثُوْنَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

بیٹھ گیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کو السلام علیکم کہنے کا دس نیکی کا ثواب ملا۔ پھر دوسرا شخص آیا اس نے آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا، آپؐ نے اس کا جواب دے دیا وہ شخص بھی بیٹھ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اس دوسرے شخص کو بیس نیکی کا ثواب ملا کیوں کہ اس نے ورحمۃ اللہ زیادہ کیا ہے۔ پھر تیسرا شخص آیا اس نے آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ آپ نے اس کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ فرمایا اس کو تیس نیکی کا ثواب ملا۔ (ترمذی وابوداود)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کا السلام علیکم کی زیادتی کے ساتھ دوسرے مسلمان بھائی سے ملاقات کرتے وقت کہنے پر تیس نیکی کا مستحق بن جاتا ہے اور اگر مغفرتہ زیادہ کر دیتا ہے تو اور زیادہ ثواب پانے کا حق دار ہو جاتا ہے۔

(٤٦٤٥) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ وَزَادَ ثُمَّ اَتٰى اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ فَقَالَ ((اَرْبَعُوْنَ)) ((وَقَالَ هٰكَذَا تَكُوْنُ الْفَضَائِلُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۶۴۵) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مذکورہ بالا باتوں کے ساتھ اتنا اور زیادہ فرمایا کہ چوتھا شخص آیا اور اس نے آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہا۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو چالیس نیکی کا ثواب ملا۔ اور فرمایا اسی طرح سے نیکی زیادہ جواب دینے سے بڑھتی جائی گی۔ (ابوداود)

(٤٦٤٦) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَ بِالسَّلَامِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدُ

(۴۶۴۶) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو پہلے سلام کرے وہ سب سے اچھا ہے۔ (احمد، ترمذی وابوداود)

(٤٦٤٧) وَعَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(۴۶۴۷) حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر عورتوں کے پاس سے ہوا تو آپؐ نے ان کو سلام کیا۔ (احمد)

(٤٦٤٨) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَيُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ اِذَامَرُّوْا اَنْ يُسَلِّمَ اَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوْسِ اَنْ يَرُدَّ اَحَدُهُمْ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَرْفُوْعًا وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ رَفَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَهُوَ شَيْخُ اَبِيْ دَاوٗدَ

(۴۶۴۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پوری جماعت میں سے اگر کوئی ایک آدمی سلام کرے تو سب کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ (بیہقی) یہ روایت موقوف اور مرفوع بھی ہے۔ گویا جماعت کی طرف سے ایک کا جواب دینا یہ فرض کفایہ ہو جاتا ہے اور یہ سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔

٤٦٤٥۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب كيف السلام ٥١٩٦ ابومرحوم عبدالرحیم بن میمون مختلف فیہ راوی ہے۔

٤٦٤٦۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٥/ ٢٥٤۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فضل من بدأ السلام ٥١٩٧۔ ترمذی كتاب الاستئذان باب فی فضل الذی يبدا بالسلام ٢٦٩٤۔

(٤٦٤٧) مسند احمد ٤/ ٣٥٧۔ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٤٦٤٨۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب باب ما جاء فی الواحد عن الجماعة ٥٢١٠۔ شعب الایمان ٨٩٢٢۔

(٤٦٤٩) وَعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى اَلْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ

(۴۶۴۹) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو غیر مسلم کی مشابہت کرتا ہے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ تم یہود و نصاریٰ کی مشابہت مت کرو۔ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارہ سے ہوتا ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلی کے اشارہ سے ہے۔ (ترمذی)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صرف ہاتھ سے ہو یا صرف انگلیوں کے اشارہ سے سلام ہو یہ دونوں خصلتیں یہود و نصاریٰ کی ہیں۔ تو ہمیں ہمیشہ ہر کام میں رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت کے لیے کہا تھا، جو طریقہ نبوی کے خلاف ہو چھوڑ دیں اور طریقہ انبیاء کو اپنا لیں۔ لہٰذا صرف زبان سے ہی سلام کے الفاظ کو ادا کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

سلام کی تاکید

(٤٦٥٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اِذَا لَقِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ اَوْ جِدَارٌ اَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۶۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنے مسلمان بھائی سے ملو تو سلام کرو۔ اگر ان دونوں کے درمیان میں کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر بعد میں ملے تو پھر سلام کر لے۔ (ابوداؤد)

(٤٦٥١) وَعَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهٖ وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَهْلَهٗ بِسَلَامٍ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا

(۴۶۵۱) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے گھر میں آؤ تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب گھر سے باہر نکلو تو سلام کہو۔ (بیہقی)

(٤٦٥٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَا بُنَيَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۶۵۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر کے داخل ہو یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے باعث خیر و برکت ہے۔ (ترمذی)

(٤٦٥٣) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۴۶۵۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٤٦٤٩۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب فی کراھیة اشارة الید بالسلام۔ ٢٦٩٥۔ ابن لہیعہ مدلس و مختلط راوی ہے۔

٤٦٥٠۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقا اسلم علیه ٥٢٠٠۔

٤٦٥١۔ حسن۔ شعب الایمان ٨٨٤٥۔

٤٦٥٢۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی التسلیم اذا دخل بیته۔ ٢٦٩٨۔ علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

٤٦٥٣۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی السلام قبل الکلام۔ ٢٦٩٩۔ اس روایت کی سند ضعیف ہے، لیکن اس کا حسن درجے کا شاہد موجود ہے۔ دیکھئے: الصحیحہ۔ ٨١٦۔

اللّٰهِ ﷺ ((اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ

بات چیت کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔ (ترمذی)

جاہلیت کا سلام

(٤٦٥٤) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ نَقُوْلُ اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا وَاَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ نُهِيْنَا عَنْ ذَالِكَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۶۵۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں ملاقات کے وقت میں انعم اللہ بک عینا وانعم صباحا ''اللہ تیرے سبب سے آنکھوں کو ٹھنڈی کرے اور تو صبح کے وقت میں نعمتوں میں رہے'' جب اسلام آیا تو ہم کو اس سے منع کر دیا گیا۔ (ابوداؤد)

توضیح: انعم صیغہ واحد مذکر غائب ہے جو نعومت سے مشتق ہے جس کے معنی نرمی اور تازگی کے ہیں اور ب بیت کے لیے بھی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ تیرے سبب سے تیرے دوستوں کی آنکھیں روشن کرے اور اس کے چہرے کو تروتازہ رکھے۔ یہ خوش حالی کی طرف اشارہ ہے اور ب جارہ زائدہ بھی ہوسکتا ہے۔ متعدی کی تاکید کے لیے ہے امر یعنی اللہ تعالیٰ تیرے سبب تیرے دوستوں کی آنکھوں کو تروتازہ اور خوش وخرم رکھے۔

اور دوسرا لفظ انعم امر کا صیغہ ہے۔ یعنی تم صبح کو خوش رہو! کوئی آفت مصیبت نہ پڑے تو انعم صباحا یہ دن تمہارے خوشی ونعمت کا ہو۔ مشرکین السلام علیکم کے بدلے میں صبح کے وقت یہی کہا کرتے تھے جیسے انگریز سلام کے وقت (گڈ مارننگ) کہتے ہیں۔ اسلام نے اس سے منع کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں ملاقات کے وقت السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہنے کا حکم دیا ہے۔

(٤٦٥٥) وَعَنْ غَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِي اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((ائْتِهِ فَاَقْرِئْهُ السَّلَامَ)) قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اَبِيْ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ فَقَالَ ((عَلَيْكَ وَعَلٰى اَبِيْكَ السَّلَامُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۶۵۵) غالب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا کہ میرے باپ نے یہ حدیث بیان کی اور میرے دادا نے میرے باپ سے یہ حدیث بیان کی' انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور میرا اسلام عرض کرو تو میرے دادا نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ میرے باپ نے آپ کو سلام کہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علیک وعلی ابیک السلام تیرے اور تیرے باپ پر سلام ہو۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی کو سلام پہنچائے تو دوسرا اس کے جواب میں اس طرح کہے کہ علیك وعلیه السلام، یعنی تیرے اوپر بھی اور کہنے والے پر بھی سلام ہو۔ نسائی کی روایت میں بھی اسی طرح سے آیا ہوا ہے۔

(٤٦٥٦) وَعَنْ اَبِي الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ رضی اللہ عنہ

(۴۶۵۶) حضرت ابوالعلاء حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ (علاء حضرمی)

٤٦٥٤۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرجل یقول انعم اللہ لك عینا ٥٢٢٧۔ قتادہ نے عمران بن حصین سے نہیں سنا۔

٤٦٥٥۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرجل یقول فلان یقرئك السلام ٥٢٣١۔ سند میں بعض راوی مجہول ہیں۔

٤٦٥٦۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فیمن یبداء بنفسه فی الکتاب ٥١٣٤۔ ابن العلاء مجہول راوی ہے۔

كَانَ عَامِلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ اِذَا كَتَبَ اِلَيْهِ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عامل اور گورنر تھے اور یہ علاء حضرمی جب رسول اللہ ﷺ کے پاس خط لکھتے تھے تو سب سے پہلے اپنا نام لکھتے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی آپ یوں لکھتے تھے: "من العلاء الحضرمی الی رسول الله ﷺ السلام علیکم ورحمته الله" اور یہ اس طرح آپ ﷺ کی پیروی میں لکھتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے: ((من محمد عبدالله ورسوله الی هرقل .)) معلوم ہوا کہ خط لکھنے والا بسم اللہ کے بعد من فلان الی فلان لکھے۔

(٤٦٥٧) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اِذَا كَتَبَ اَحَدُكُمْ كِتَابًا فَلْيُتَرِّبْهُ فَاِنَّهٗ اَنْجَحُ لِلْحَاجَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ

(۴۶۵۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی کے پاس خط لکھو تو اوپر مٹی ڈال لیا کرو اس سے تمہارا مقصد پوا ہو جائے گا۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی ہر لکھے ہوئے خط پر اگر روشنائی سوکھی ہوئی نہیں ہے تو اس پر سوکھی مٹی یا ریت اور گرد وغبار ڈال لیا جائے تا کہ لکھا ہوا خشک ہو جائے اوحروف مٹنے سے محفوظ ہو جائیں۔ اور اس میں تواضع اور خاکساری بھی ہے کہ غرور وتکبر دور ہو جائے جب خوش خط اور صاف لکھا ہوا خط مرسل الیہ کے پاس پہنچے گا تو پڑھ کر کاتب کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر بغیر سوکھے خط بھیج دیا تو ممکن ہے دوسری چیز کی رگڑ سے حروف مٹ جائیں پڑھا نہ جائے تو مقصد میں کامیابی نہ ہوگی۔

(٤٦٥٨) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ((ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰى اُذُنِكَ فَاِنَّهٗ اَذْكَرُ لِلْمَآلِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ ضُعْفٌ

(۴۶۵۸) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ کے پاس ایک لکھنے والا تھا تو آپؐ نے اسے سرفرمایا کہ تم اپنے قلم کو اپنے کان پر رکھ لو کیوں کہ اس طرح کرنا تمہارے مطلب کو زیادہ یاد دلا دے گا۔ (ترمذی)

توضیح: کان پر قلم کو اس لیے رکھنے کا حکم دیا تا کہ جو بات کہی جائے اس کو توجہ سے سن کر لکھے کیونکہ کان بھی زبان کی طرح ایک آلہ ہے، جس طرح زبان دل کی ترجمان ہے تو دل زبان وکان کے امداد سے صحیح لکھا جائے گا۔ اور یہ زبان بھی ہو سکتی ہے کہ اگر لکھتے لکھتے مضمون ختم ہو گیا اور آگے لکھنے کے لیے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تو قلم کو کان پر رکھ لیں تا کہ مضمون لکھنے کی یاد دہانی ہو جائے، غور وفکر کا بھی مادہ پیدا ہو جائے گا تو مضمون کی آمد ہو جائے گی۔

(٤٦٥٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَتَعَلَّمَ السُّرْيَانِيَّةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ اَمَرَنِيْ اَنْ اَتَعَلَّمَ كِتَابَ يَهُوْدَ وَقَالَ اِنِّيْ مَا اٰمَنُ يَهُوْدَ عَلٰى كِتَابٍ قَالَ فَمَا مَرَّبِيْ نِصْفُ شَهْرٍ حَتّٰى تَعَلَّمْتُ فَكَانَ اِذَا كَتَبَ اِلٰى يَهُوْدَ كَتَبْتُ وَاِذَا كَتَبُوْا اِلَيْهِ قَرَأْتُ لَهٗ كِتَابَهُمْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۶۵۹) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ مجھے یہودیوں کے خط وکتابت کے سیکھنے کا حکم دیا اور یہ بھی فرمایا کہ مجھے یہودیوں کے لکھے ہوئے پر کامل اعتماد نہیں ہوتا تو میں نے آدھے مہینہ میں سیکھ لیا۔ جب آپؐ یہودیوں کے پاس خط لکھاتے تو میں لکھتا اور جب یہودی آپ کے پاس خط بھیجتے تو میں یہ پڑھتا۔ (ترمذی)

٤٦٥٧۔ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی ترتیب الکتاب ٢٧١٣ حمزہ متروک راوی ہے۔

٤٦٥٨۔ اسناده ضعیف جدا۔ سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ٢٧١٤۔ عنبسہ اور محمد بن زاذان دونوں متروک ہیں۔

٤٦٥٩۔ اسناده حسن صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی تعلیم السریانیة ٢٧١٥ .

توضیح: سریانی یہودیوں کی زبان ہے، یہودیوں سے غیر عربی زبان میں لکھانے میں یہ احتمال تھا کہ کمی بیشی کر دیں تو آپ نے ان کی زبان سیکھنے کے لیے حضرت زید کو حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت دوسری زبان کا پڑھنا اور سیکھنا جائز ہے۔

(٤٦٦٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِذَا انْتَهٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی مَجْلِسٍ فَلْیُسَلِّمْ فَاِنْ بَدَالَهٗ اَنْ یَجْلِسَ فَلْیَجْلِسْ ثُمَّ اِذَا قَامَ فَلْیُسَلِّمْ فَلَیْسَتِ الْاُوْلٰی بِاَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۴۶۶۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی مجلس میں پہنچو تو ان کو سلام کرو! اگر مناسب سمجھو تو بیٹھ جاؤ! جب وہاں سے اٹھ کر جانے لگو تو دوبارہ سلام کر کے جاؤ، یعنی جس طرح پہلے آنے کے وقت سلام کرنے کا حق تھا اسی طرح جاتے وقت بھی سلام کرنے کا حق ہے، یعنی آنے کے وقت اور چلتے وقت دونوں صورت میں سلام کرنا سنت اور حق ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

(٤٦٦١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا خَیْرَ فِیْ جُلُوْسٍ فِی الطُّرُقَاتِ اِلَّا لِمَنْ هَدَی السَّبِیْلَ وَرَدَّ التَّحِیَّةَ وَغَضَّ الْبَصَرَ وَاَعَانَ عَلَی الْحُمُوْلَةِ))۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ جُرَیٍّ فِیْ بَابِ فَضْلِ الصَّدَقَةِ۔

(۴۶۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنا کوئی بہتر بات نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی بھلائی ہے مگر اس شخص کے لیے کہ بھولے بھٹکے لوگوں کو راستہ بتائے اور سلام کا جواب دے اور اپنی نظر حرام چیز کے دیکھنے سے بند رکھے اور بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرے۔ (شرح سنہ)

توضیح: حمولۃ کے زبر کے ساتھ جب پڑھیں گے تو وہ جانور مراد ہوگا جس پر گدھے کی طرح بوجھ لادا جاتا ہے۔ حمولۃ: ح کے پیش جب پڑھیں گے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص اپنے جانور کی پیٹھ پر یا اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتا ہے اس کی مدد کرے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

آدم علیہ السلام کا بھولنا

(٤٦٦٢) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَنَفَخَ فِیْهِ الرُّوْحَ عَطَسَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِاِذْنِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ یَا اٰدَمُ اِذْهَبْ اِلٰی اُولٰٓئِكَ الْمَلٰٓئِکَةِ اِلٰی مَلَاءٍ مِّنْهُمْ جُلُوْسٍ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ قَالُوْا عَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَحِیَّتُكَ وَتَحِیَّةُ بَنِیْكَ بَیْنَهُمْ فَقَالَ

(۴۶۶۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں روح ڈال دی تو ان کو چھینک آ گئی اور الحمد للہ کہا۔ اللہ تعالیٰ کے توفیق دینے سے تو نے اللہ کی تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی چھینک کا جواب یرحمک اللہ کہا۔ (اللہ تم پر رحم کرے) اے آدم! تم فرشتوں کی ایک بیٹھی ہوئی جماعت پر جا کر سلام کرو اور یوں کہو! السلام علیکم تو آدم پر فرشتوں کی جماعت کو السلام علیکم کہا فرشتوں نے جواب میں علیك السلام ورحمة الله کہا۔ پھر آدم علیہ السلام لوٹ کر خدا کے پاس آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی تمہاری اور

٤٦٦٠۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی السلام اذا قام من المجلس۔ ٥٢٠٨۔ ترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی التسلیم عند القیام والقعود ٢٧٠٦۔

٤٦٦١۔ ضعیف۔ شرح السنۃ ١٢/ ٣٠٥ ح ٣٣٣٩۔ یحییٰ بن عبید اللہ ضعیف اور اسماعیل بن عیاش مدلس راوی ہے۔

٤٦٦٢۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب التفسیر باب ٩٤۔ ح ٣٣٦٨۔

لَهُ اللّٰهُ وَيَدَاهُ مَقْبُوْضَتَانِ اخْتَرْ اَيَّتَهُمَا شِئْتَ فَقَالَ اخْتَرْتُ يَمِيْنَ رَبِّىْ وَكِلْتَا يَدَىْ رَبِّىْ يَمِيْنٌ مُبَارَكَةٌ ثُمَّ بَسَطَهَا فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ وَذُرِّيَّتُهٗ فَقَالَ اَىْ رَبِّ مَا هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَاِذَا كُلُّ اِنْسَانٍ مَكْتُوْبٌ عُمْرُهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَاِذَا فِيْهِمْ رَجُلٌ اَضْوَءُ هُمْ اَوْمِنْ اَضْوَءِ هِمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْنُكَ دَاوٗدَ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهٗ عُمْرَهٗ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ يَا رَبِّ زِدْنِىْ عُمْرَهٗ قَالَ ذٰلِكَ الَّذِىْ كَتَبْتُ لَهٗ قَالَ اَىْ رَبِّ فَاِنِّىْ قَدْ جَعَلْتُ لَهٗ مِنْ عُمْرِىْ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ اَنْتَ وَذَاكَ قَالَ ثُمَّ سَكَنَ الْجَنَّةَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اُهْبِطَ مِنْهَا وَكَانَ اٰدَمُ يَعُدُّ لِنَفْسِهٖ فَاَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ قَالَ لَهٗ اٰدَمُ قَدْ عَجِلْتَ قَدْ كُتِبَ لِىْ اَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنَّكَ جَعَلْتَ لِاِبْنِكَ دَاوٗدَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَجَحَدَ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِىَ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ قَالَ فَمِنْ يَوْمَئِذٍ اُمِرَ بِالْكِتَابِ وَالشُّهُوْدِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ

تمہارے اولاد کی دعا ہے کہ جب تم آپس میں ملو تو ایک دوسرے کو سلام کرو اور ایک دوسرا اس کا جواب دے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ مٹھیاں بندتھیں تو اللہ تعالیٰ نے اشارہ کرکے فرمایا: ان دونوں میں سے جس کو چاہو پسند کرلو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے رب کے داہنے ہاتھ کو پسند کرتا ہوں اور میرے رب کے دونوں ہاتھ داہنے اور برکت والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھ کو پھیلا دیا تو اس میں آدم اور ان کی اولاد نظر آئی۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے رب یہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ سب تمہاری اولاد ہیں اور ہر شخص کی عمر اس کی پیشانی میں لکھی ہوئی ہے۔ تو ان میں ایک صاحب بہت خوبصورت نظر آئے تو دریافت کیا کہ اے میرے رب! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہارے صاحبزادے داؤد علیہ السلام ہیں اور میں نے ان کی عمر چالیس سال لکھی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے رب! میری عمر میں سے میرے بیٹے کی عمر میں زیادہ کردے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کتنی عمر میں زیادہ کروں؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنی عمر میں سے ساٹھ سال ان کو دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا جنت میں رہے، پھر وہاں سے دنیا میں اتارے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی عمر شمار کرتے رہے۔ موت کا فرشتہ روح قبض کرنے کے لیے آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم جلدی آگئے میری عمر تو ہزار برس لکھی گئی تھی، ابھی ساٹھ سال باقی ہیں۔ اس وقت ملک الموت نے کہا: ہاں، لیکن تم اپنی عمر میں سے اپنے بیٹے داؤد کو ساٹھ سال دے چکے ہو۔ آدم علیہ السلام نے انکار کردیا کہ میں نے نہیں دی ہے۔ تو وہی اثر ان کی اولاد میں آگیا تو اولاد بھی اقرار کے بعد انکار کرنے لگی۔ اور وہ بھول گئے اور ان کی اولاد بھی بھولنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت سے لکھنے کا حکم دیا گیا اور گواہوں کے بیان کا بھی۔ (ترمذی)

(٤٦٦٣) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ .

(۴۶۶۳) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ہم عورتوں کی جماعت پر ہوا تو آپ نے ہم کو سلام کیا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ و دارمی) اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی مسلمان عورتوں کو بھی سلام کرنا چاہیے۔

حضرت ابن عمر کا سلام کے لیے بازار جانا

(٤٦٦٤) وَعَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِىْ ابْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهٗ اِلَى السُّوْقِ

(۴۶۶۴) حضرت طفیل بن ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا جایا کرتے تھے تو حضرت عبداللہ ان کو اپنے

٤٦٦٣۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی السلام علی النساء ٥٢٠٤۔ ابن ماجہ کتاب الادب باب السلام علی الصبیان ٣٧٠١۔ دارمی کتاب الاستئذان باب فی التسلیم علی النساء ٢/ ٢٧٧ ح ٢٦٤٠۔

٤٦٦٤۔ صحیح۔ مؤطا امام مالک کتاب السلام باب جامع السلام ٢/ ٩٦١، ٩٦٢ ح ٨٥٩۔ شعب الایمان ٨٧٩٠۔

قَالَ فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ عَلٰى سَقَّاطٍ وَّلَا عَلٰى صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَّلَا مِسْكِيْنٍ وَّلَاعَلٰى اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِىْ اِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهٗ وَمَا تَصْنَعُ فِى السُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِىْ مَجَالِسِ السُّوْقِ فَاجْلِسْ بِنَاهٰهُنَا نَتَحَدَّثْ قَالَ فَقَالَ لِىْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا اَبَابَطْنٍ قَالَ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَابَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْا مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَاهُ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

ساتھ لے کر صبح کے وقت بازار جایا کرتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا تو حضرت عبداللہ ہر بساطی، دکاندار اور ہر مسکین وغریب سے ملاقات کرتے اور السلام علیکم کہتے جاتے۔ طفیل نے کہا کہ ایک روز میں حضرت عبداللہ کے پاس آیا تو مجھے اپنے ساتھ بازار لے گئے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ بازار میں کیا کرتے ہیں، نہ کسی دکاندار کے پاس ٹھہرتے ہیں نہ بھاؤ طے کرتے ہیں اور نہ کچھ خریدتے ہیں اور نہ کسی جگہ بیٹھتے ہیں۔ آیئے! یہاں بیٹھیے کچھ بات کریں تو اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے پیٹ اور تو ندوالے، ہم صرف سلام کرنے کے لیے آتے جاتے ہیں تا کہ ہم اپنے سب ملاقاتیوں سے ملاقات کر کے سلام کریں اور ہمیں سلام کا ثواب بھی مل جائے (موطا امام مالک وبیہقی)

سلام نہ کرنے والا بخیل

(٤٦٦٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ اللّٰه ﷺ فَقَالَ لِفُلَانٍ فِىْ حَائِطِىْ عَذْقٌ وَّاِنَّهٗ قَدْ اٰذَانِىْ مَكَانُ عُذْقِهٖ فَاَرْسَلَ النَّبِىُّ ﷺ اَنْ بِعْنِىْ عَذْقَكَ قَالَ لَا قَالَ فَهَبْ لِىْ قَالَ لَا قَالَ فَبِعْنِيْهِ بِعَذْقٍ فِى الْجَنَّةِ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا رَاَيْتُ الَّذِىْ هُوَ اَبْخَلَ مِنْكَ اِلَّا الَّذِىْ يَبْخَلُ بِالسَّلَامِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۴۶۶۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر یہ شکایت کہ کہ میرے باغ میں فلاں شخص کا کھجور کا ایک درخت ہے مجھے اس درخت سے تکلیف پہنچتی ہے'' کیوں کہ درخت والا بے وقت میرے باغ میں آتا ہے (جس سے میرے بال بچوں کو پردہ وغیرہ کرانے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے)'' رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو کسی کو بھیج کر بلا لیا اور یہ فرمایا کہ تم اپنے اس درخت کو میرے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے بیچنے سے انکار کر دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ جب تم نہیں بیچتے ہو تو مجھے ہبہ کر دو۔ اس نے اس سے بھی انکار کر دیا، پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم اس اپنے درخت کو جنت کے درخت کے بدلے میں بیچ دو جب جنت میں جاؤ گے تو جنتی درخت پالو گے۔ اس نے کہا کہ میں ایسا بھی نہیں کرتا۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: میں نے تجھ سے زیادہ کسی کو بخیل نہیں دیکھا مگر وہ شخص تجھ سے بھی زیادہ بخیل ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔ (احمد وبیہقی)

(٤٦٦٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِّنَ الْكِبْرِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۴۶۶۶) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلام میں پیش قدمی کرنے والا تکبر سے بری ہے۔ (بیہقی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے پہل سلام کرنے والا گھمنڈی اور متکبر نہیں ہے۔

٤٦٦٥۔ حسن۔ مسند احمد ٣/ ٣٢٨ شعب الایمان ٨٧٧١۔ الصحیحہ ٣٣٨٣.

٤٦٦٦۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٨٧٨٦۔ سفیان ثوری اور ابواسحاق دونوں مدلس راوی ہیں۔

بَابُ الْاِسْتِیْذَانِ

اجازت طلب کرنے کا بیان

استیذان کے معنی اجازت چاہنے کے ہیں۔ یعنی کسی گھر میں داخل ہونے کی ضرورت پیش آ جائے تو داخل ہونے سے پہلے صاحب مکان سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہنا نہایت ضروری ہے۔ اگر اندر آنے کی اجازت مل جائے تو جانا چاہیے کیونکہ بعض وقت صاحب خانہ اپنے گھر میں دوسرے کا داخل ہونا پسند نہیں کرتا ہے۔ ممکن ہو کہ وہ برہنہ ہو یا کسی کام میں مصروف ہو۔

استیذان کی قرآن وحدیث میں بڑی تاکید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ○ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰی لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ○ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾

''اے ایمان والو! اپنے گھر کے سوا اور گھر میں نہ جاؤ' جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام کرو۔ یہی تمہارے لیے سراسر بہتری ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر وہاں بھی کوئی نہیں ہے تو بھی اجازت ملے بغیر نہ جاؤ اور تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو فوراً واپس ہو جاؤ یہی بات تمہارے لیے زیادہ ستھرائی والی ہے' جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ہاں غیر آباد گھروں میں جہاں تمہارا کوئی سامان یا اسباب ہو جانے میں کوئی خرج نہیں ہے تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے اور جسے تم چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں شرعی آداب کا بیان ہے کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت مانگو جب اجازت ملے' جاؤ۔ پہلے سلام کرو اگر پہلی دفعہ کی اجازت طلبی پر جواب نہ ملے تو پھر اجازت چاہو' اسی طرح تین مرتبہ اجازت چاہو اگر پھر بھی اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ؟

دوسری آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی استیذان کے سلسلہ میں فرمایا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَیْسَ عَلَیْكُمْ وَلَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَیْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَعْضٍ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ﴾ والقواعد سے سمیع علیم (سورۃ النور)

''اے ایمان والو! تم میں سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں اپنے آنے میں تین وقتوں میں اجازت لینا ضروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تینوں وقت تمہاری خلوت اور پردے کے ہیں ان وقتوں کے ماسوائے نہ تو تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر۔ تم

سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام تم سے بیان فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے۔''

تم میں سے جب بچے بھی بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان سے پہلے کے بڑے لوگ اجازت طلب کیا کرتے تھے انہیں بھی اجازت مانگ کر آنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیتوں کو تم سے بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید اور خواہش ہی نہ رہی ہے وہ اگر اپنے زائد کپڑوں کو اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں لیکن تاہم اگر وہ اس سے بھی بچیں تو ان کے حق میں بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ سننے جاننے والا ہے۔

اس سے پہلی آیت میں اجنبیوں کے لیے اجازت لینے کا حکم دیا گیا تھا۔ ان آیتوں میں اپنے آدمیوں اور غیر بالغ بچوں کو بھی ان تین اوقات میں بالغ کو بھی اجازت لینے کی ضرورت ہے۔ صبح کی نماز سے پہلے کیوں کہ وہ سونے کا وقت ہے اور دوپہر کے وقت کیوں کہ قیلولہ کا وقت ہے اور عشاء کے وقت کیوں کہ وہ بال بچوں کے ساتھ سونے کا ہے تو ان تینوں اوقات میں بغیر اطلاع کے چپ چاپ گھر میں نہ جائیں۔ ان اوقات کے علاوہ اور اوقات میں جا سکتے ہیں اور جب یہ بچے بالغ ہو جائیں تو بغیر اجازت کے کسی وقت میں داخل ہونا جائز نہیں ہے جیسے بڑوں کو کسی وقت میں بغیر اجازت کے جائز نہیں ہے۔ ان دونوں آیتوں سے استیذان کی اہمیت اور تاکید معلوم ہوگئی۔ اب ذیل کی حدیثیں پڑھیے جس سے اس کی اور بڑی اہمیت پیدا ہو جاتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٤٦٦٧) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَانَا اَبُوْ مُوْسٰی قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهٗ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِكَ ثَلٰثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلٰثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ)) فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَذَهَبْتُ اِلٰی عُمَرَ فَشَهِدْتُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(٤٦٦٧) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہمارے پاس حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آ کر یہ بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ایک آدمی کو بھیج کر مجھے بلایا میں چلا گیا تو میں ان کے گھر گیا، تین مرتبہ دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا (پہلا سلام پہنچنے کا اور دوسرا سلام اجازت لینے کا اور تیسرا سلام واپسی کا) عمر رضی اللہ عنہ نے میرے کسی سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں واپس چلا آیا۔ انہوں نے آدمی بھیج کر مجھ کو بلوایا جب میں پہنچا انہوں نے فرمایا تمہیں کس چیز نے میرے گھر میں داخل ہونے سے روکا ہے؟ میں نے کہا: میں نے آپ کے دروازے کے باہر تین مرتبہ سلام کیا آپ نے کسی سلام کا جواب نہیں دیا اس لیے واپس چلا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ جب تم کسی کے یہاں جا کر تین مرتبہ اجازت لو اور تمہیں اجازت نہ دی جائے تو [illegible] جایا کرو۔ حضرت عمر نے فرمایا تم اس کے ثبوت پر [illegible] اولاد [illegible] لے آیا ہوں [illegible] اس حدیث کی گواہی دے دیجیے کیونکہ یہ حدیث [illegible] ساتھ [illegible] ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس [illegible] (بخاری [illegible])

٤٦٦٧۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان [illegible] مسلم [illegible]
٥٦٢٦ـ٢١٥٣۔

توضیح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احتیاط کے طور پر گواہ کو طلب کیا ورنہ خبر واحد بالا اتفاق قابل اعتبار ہے۔

(٤٦٦٨) وعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ ((اِذْنُكَ عَلَيَّ اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَاَنْ تَسْتَمِعَ سَوَادِيْ حَتّٰى اَنْهَاكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۶۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ میرے گھر کے دروازے کا پردہ اٹھا کر چلے آیا کرو اور میری پوشیدہ باتیں سن لیا کرو جب تک میں منع نہ کروں۔ (مسلم)

اپنا نام بتایا جائے

(٤٦٦٩) وعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ ((مَنْ ذَا؟)) فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ ((اَنَا اَنَا)) كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۶۶۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ کے ذمہ لوگوں کا قرضہ تھا اس قرضہ کی سفارش کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور دروازے کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا میں۔ آپ نے فرمایا: میں، میں گویا آپ نے اس کو برا سمجھا۔ (بخاری و مسلم) اس حدیث سے معلوم ہوا اگر ایسا کہے تو اپنا نام و پتا بتا دینا چاہیے کیونکہ اس لفظ میں سے پوری تعریف نہیں ہوتی ہے۔

(٤٦٧٠) وعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ فَقَالَ ((اَبَاهِرٍّ اِلْحَقْ بِاَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَيَّ)) فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۴۶۷۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے گھر آیا آپ نے گھر میں دودھ کا پیالہ رکھا ہوا پایا۔ مجھ سے فرمایا: تم اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ وہ آ گئے انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر آپ سے اجازت مانگی آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ تب وہ گھر میں داخل ہوئے (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

بغیر اجازت آنے کی ممانعت

(٤٦٧١) عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ بَعَثَ بِلَبَنٍ وَجِدَايَةٍ وَضَغَابِيْسَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِاَعْلَى الْوَادِيْ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ اُسَلِّمْ وَلَمْ اَسْتَاْذِنْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ

(۴۶۷۱) حضرت کلدہ بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفوان بن امیہ نے دودھ اور ہرن کا بچہ اور ککڑی میرے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھجوایا۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت مکہ کے بلند جانب میں قیام پذیر تھے۔ میں آپ کے پاس بغیر سلام کیے اور بغیر اجازت لیے چلا گیا۔ نبی ﷺ نے

٤٦٦٨۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب جواز هل الاذن رفع حجاب ٢١٦٩۔ ٥٦٦٦۔

٤٦٦٩۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب اذا قال من ذا؟ ٦٢٥٠۔ مسلم کتاب الادب باب کراهة قول المستاذن۔ ٥٥٠٠۔

٤٦٧٠۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب اذا دعی الرجل فجاء هل یستاذن۔ ٦٢٤٦۔

٤٦٧١۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب کیف الاستئذان ٥١٧٦۔ ترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی التسلیم قبل الاستئذان ٢٧١٠۔

((اِرْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

مجھ سے فرمایا: تم گھر سے باہر نکل جاؤ تم دوبارہ واپس آ کر السلام علیکم کہو پھر کہو کہ کیا میں اندر آ سکتا ہوں، یعنی اجازت لو۔ (ترمذی و ابوداؤد)

(٤٦٧٢) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَجَآءَ مَعَ الرَّسُوْلِ فَإِنَّ ذَالِكَ لَهُ إِذْنٌ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ رَسُوْلُ الرَّجُلِ إِلَى الرَّجُلِ إِذْنُهُ

(۴۶۷۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو بلایا جائے اور وہ قاصد کے ساتھ چلا آئے تو اس کے لیے یہی اجازت ہے۔ (ابوداؤد)

دروازے کے ایک طرف کھڑا ہوا جائے

(٤٦٧٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ فَيَقُوْلُ ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ)) وَذَالِكَ أَنَّ الدُّوْرَلَمْ تَكُنْ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَذُكِرَ حَدِيْثُ أَنَسٍ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فِيْ بَابِ الضِّيَافَةِ.

(۴۶۷۳) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ اس کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جاتے۔ اور آپ فرماتے السلام علیکم' السلام علیکم' یہ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے جب کہ دروازوں پر پردے نہیں پڑے ہوتے تھے۔ (ابوداؤد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار کسی کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر السلام علیکم کہنا اس لیے تھا کہ گھر والوں کو خبر ہو جائے یا اندر آنے کی اجازت مل جائے اور اگر دروازہ پر کواڑ یا پردہ پڑا ہو تو سامنے کھڑے ہو کر بلانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

والدہ کے پاس جانے سے پہلے بھی اجازت لی جائے

(٤٦٧٤) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَسْتَاذِنُ عَلٰى أُمِّيْ فَقَالَ ((نَعَمْ)) فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّيْ مَعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِسْتَاذِنْ عَلَيْهَا)) فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّيْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِسْتَاذِنْ عَلَيْهَا أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً)) قَالَ لَا قَالَ ((فَاسْتَاذِنْ عَلَيْهَا)) رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا.

(۴۶۷۴) حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں جب اپنی ماں کے گھر آؤں تو کیا میں اپنی ماں کے پاس بھی جانے کی اجازت مانگ لیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، اس آدمی نے کہا کہ میں اپنے گھر میں اپنے ماں کے ساتھ ہی رہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اجازت لے کر جایا کرو۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ میں تو ماں کا خادم ہوں اور بیٹا بھی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اجازت لے کر جایا کرو، کیا تم اپنی کو برہنہ دیکھنا پسند

٤٦٧٢۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب باب فی الرجل يدعی ايكون ذلك اذنه ٥١٨٩۔٥١٩٠.

٤٦٧٣۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب كم مرة يسلم الرجل فی الاستئذان ٥١٨٦.

٤٦٧٤۔ موطا امام مالك كتاب الاستئذان باب الاستئذان ٢/ ٩٦٣ح ١٨٦٢۔ ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

کرو گے؟ اس نے کہا: نہیں آپ ؐ نے فرمایا: اجازت لے لیا کرو۔ ممکن ہو وہ برہنہ ہو تو تم کو بھی پشیمان ہونا پڑے گا اور اس کو بھی۔ (موطا امام مالک)

(٤٦٧٥) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ لِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ فَكُنْتُ اِذَا دَخَلْتُ بِالَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِيْ- رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

(۴۶۷۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں رات اور دن جایا کرتا تھا۔ جب میں رات کو حاضر ہوتا اور اجازت لیتا اور آپ نماز پڑھتے ہوتے تو آپ کھانس دیتے جسے میں اجازت سمجھ لیتا۔ (نسائی)

اجازت سے پہلے سلام

(٤٦٧٦) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لاَ تَأْذَنُوْا لِمَنْ لَّمْ يَبْدَأْ بِالسَّلَامِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۴۶۷۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو پہلے سلام نہ کرے اس کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دو (یعنی اجازت سے پہلے سلام کرنا ضروری ہے) (بیہقی)

✿✿✿✿

٤٦٧٥۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن النسائی کتاب السهو باب النفع فی الصلاۃ۔ ١٢١٣۔ عبداللہ بن یحییٰ متکلم فیہ راوی ہے۔
٤٦٧٦۔ حسن۔ شعب الایمان ٨٨١٦۔ الصحیحه ٨١٧۔ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

بَابُ الْمُصَافَحَةِ وَالْمُعَانَقَةِ

مصافحہ اور معانقہ

ملاقات کے وقت اظہار محبت کا دوسرا طریقہ مصافحہ اور معانقہ ہے۔ اس سے سلام کے اغراض و مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے اس کو سلام کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ وتمام تحیا تکم بینکم المصافحة. یعنی تمہارے سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے۔ لفظ مصافحہ کا معنی ہاتھ سے ہاتھ ملانے کے ہیں۔ معانقہ گلے ملنا سلام اور مصافحہ کے بعد معانقہ کرنا اور گلے سے گلے ملنا اور بغل گیر ہونا بھی اظہار محبت کی دلیل ہے۔ ہاتھ سے ہاتھ اور سینہ سے سینہ ملانے سے دل بھی مل جاتا ہے۔ ذیل میں ان سب حدیثوں کو پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٤٦٧٧) عَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ نَعَمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(۴۶۷۷) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مصافحہ کرنے کا دستور و رواج تھا؟ فرمایا: ہاں، (بخاری) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سلام کے وقت مصافحہ کیا کرتے تھے۔

جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا......

(٤٦٧٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْحَسَنَ ابْنَ عَلِیٍّ وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ الْاَقْرَعُ اِنَّ لِیْ عَشْرَةً مِنَ الْوَالَدِ مَاقَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ قَالَ ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَثَمَّ لُكَعُ فِیْ بَابِ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَجْمَعِيْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَذُكِرَ حَدِيْثُ اُمِّ هَانِیٍٔ فِیْ بَابِ الْاَمَانِ.

(۴۶۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا۔ اس وقت آپ کے پاس اقرع بن حابس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آپ کو بوسہ لیتے ہوئے دیکھ کر کہا: میرے دس لڑکے ہیں، لیکن ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اسی پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری و مسلم) یعنی بوسہ لینا شفقت اور محبت کی علامت ہے اور جو چھوٹے بچوں پر رحم نہیں کرتا تو اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ یعنی اللہ اس پر رحم نہیں کرتا کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ کرو تم مہربانی اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر۔

٤٦٧٧۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب المصافحة۔ ٦٢٦٣.

٤٦٧٨۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة الولد ٥٩٩٧۔ مسلم کتاب الفضائل باب رحمة النبیؐ ٢٣١٨۔ ٦٠٢٨.

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

مصافحہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ

(٤٦٧٩) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷜ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَلَهُمَا قَبْلَ اَنْ یَتَفَرَّقَا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ((اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفِرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا))

(۴۶۷۹) حضرت براء بن عازب ﷜ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملاقات کے وقت دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (احمد، ترمذی و ابن ماجہ) اور ابوداؤد کی روایت میں اس طرح ہے کہ ملاقات کے وقت جب دو مسلمان آپس میں مل کر مصافحہ کرتے ہیں اور دونوں اللہ کی تعریف بجالاتے ہیں اور دونوں مغفرت کی دعا کرتے ہیں تو ان کی بخشش کردی جاتی ہے۔ کیونکہ سلام مصافحہ کرنے سے دلوں سے کینہ کپٹ نکل جاتا ہے اور دل پاک صاف ہو جاتا ہے تو تم پر خدا کی رحمت کی بارش ہونے لگتی ہے۔

احتراماً جھکنے کی ممانعت

(٤٦٨٠) وَعَنْ اَنَسٍ ﷜ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا یَلْقٰی اَخَاهُ اَوْصَدِیْقَهٗ اَیَنْحَنِیْ لَهٗ قَالَ ((لَا)) قَالَ اَفَیَلْتَزِمُهٗ وَیُقَبِّلُهٗ قَالَ ((لَا)) قَالَ اَفَیَاْخُذُ بِیَدِهٖ وَیُصَافِحُهٗ قَالَ ((نَعَمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۴۶۸۰) حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو احترام کے طور پر اس کے سامنے جھک سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں، پھر اس نے کہا ہر ملاقات کے وقت مصافحہ و معانقہ اور بوسہ لینا ضروری ہے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں پھر اس نے کہا کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ (ترمذی)

(٤٦٨١) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷜ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((تَمَامُ عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ اَنْ یَّضَعَ اَحَدُکُمْ یَدَهٗ عَلٰی جَبْهَتِهٖ اَوْعَلٰی یَدِهٖ فَیَسْاَلُهٗ کَیْفَ هُوَ وَتَمَامُ تَحِیَّاتِکُمْ بَیْنَکُمْ الْمُصَافَحَةُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَضَعَّفَهٗ

(۴۶۸۱) حضرت ابو امامہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیمار آدمی کی پوری بیمار پرسی یہ ہے کہ تم اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس سے یہ پوچھو کیا حال ہے؟ اور تمہارے آپس کے ملاقات کے وقت میں سلام کے بعد مصافحہ کرنا پورا اسلام ہے۔ (احمد و ترمذی)

(٤٦٨٢) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ قَدِمَ زَیْدُ بْنُ

(۴۶۸۲) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ ﷜

٤٦٧٩۔ حسن۔ مسند احمد ٤/ ٢٨٩۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی المصافحة۔ ٥٢١٢۔ ترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی المصافحة۔ ٢٧٢٧۔ ابن ماجه کتاب الادب باب المصافحة۔ ٣٧٠٣۔

٤٦٨٠۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی المصافحة ٢٧٢٨۔ الصحیحه ١٦٠۔

٤٦٨١۔ اسناده ضعیف۔ مسند احمد ٥/ ٢٦٠۔ سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی المصافحة ٢٧٣١۔ علی بن یزید اور عبیداللہ بن زحر دونوں ضعیف ہیں۔

٤٦٨٢۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی المعانقة والقبلة ٢٧٣٢۔ یحیٰی بن محمد ضعیف اور محمد بن اسحاق مدلس راوی ہیں اور سماع ثابت نہیں ہے۔

حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَارَاَيْتُهٗ عُرْيَانًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

مدینہ میں آئے اس وقت رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ دروازہ کھٹکھٹایا آپ ﷺ اس وقت صرف لنگی پہنے ہوئے تھے باقی جسم مبارک پر چادر نہیں تھی۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر جلدی کھڑے ہو گئے اور چادر گھسیٹتے ہوئے وہاں تک پہنچے باقی جسم کا بالائی حصہ برہنہ رہا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد آپ کے بالائی حصہ کو میں نے برہنہ نہیں دیکھا۔ آپؐ نے زید سے معانقہ کیا اور بوسہ لیا۔ (ترمذی) وضاحت: اس سے معلوم ہوا جب کوئی سفر سے آئے تو اس سے معانقہ کرنا چاہیے۔

نبی کریم ﷺ مصافحہ فرماتے تھے

(٤٦٨٣) وَعَنْ اَيُّوْبَ بْنِ بُشَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ عَنْزَةَ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَافِحُكُمْ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُ قَالَ مَالَقِيْتُهٗ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِيْ وَبَعَثَ اِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ اَكُنْ فِيْ اَهْلِيْ فَلَمَّا جِئْتُ اُخْبِرْتُ فَاَتَيْتُهٗ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ فَالْتَزَمَنِيْ فَكَانَتْ تِلْكَ اَجْوَدَ اَجْوَدَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۴۶۸۳) حضرت ایوب بن بشیر قبیلہ بنوعنزہ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے ابوذر صحابی سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ آپ لوگوں سے ملتے تو کیا مصافحہ کرتے تھے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جب کبھی بھی آپؐ سے ملاقات ہوتی آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی آدمی کو بھیج کر مجھے طلب فرمایا، اس وقت میں گھر پر موجود نہیں تھا جب میں آیا تو مجھے بتایا گیا تو میں حاضر خدمت ہوا اس وقت چارپائی پر تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ مجھے چمٹ گئے اور یہ گلے سے گلا لگانا سب سے اچھا تھا۔ (ابوداؤد)

(٤٦٨٤) وَعَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ اَبِيْ جَهْلٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ جِئْتُهٗ ((مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۶۸۴) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل نے کہا کہ جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت مجھے دیکھ کر آپؐ نے مجھے مرحبا بالراکب المھاجر فرمایا: یعنی ہجرت کرنے والے سوار کو مبارک ہو اور خوش نصیبی ہو۔ (ترمذی)

توضیح: ملاقات اور کسی کو آتے ہوئے دیکھ کر مرحبا اھلاً و سھلاً کہنا اور خوش آمدید کہنا اچھا ہے۔ معراج والی حدیث میں ہے کہ جن نبیوں سے ملاقات ہوئی تھی انہوں نے آپ کو مرحبا وغیرہ سے یاد فرمایا تھا۔ مرحبا کا مفہوم خوش آمدید ہی کا مفہوم ہے۔

(٤٦٨٥) وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيْهِ مِزَاحٌ بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ خَاصِرَتِهٖ بِعُوْدٍ فَقَالَ اَصْبِرْنِيْ قَالَ اَصْطَبِرْ قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ قَمِيْصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيْصٌ فَرَفَعَ

(۴۶۸۵) حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن اپنی قوم سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ ان کی طبیعت میں خوش طبعی تھی لوگ ان کی باتوں سے ہنستے تھے وہ ہنسایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ اچانک تشریف لے آئے اور ان کی کمر میں ایک لکڑی کا چونکا لگا دیا۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس لکڑی کے مارنے اور چونکا لگانے کا بدلہ دیجیے۔

٤٦٨٣۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤ' كتاب الادب باب فی المعانقة۔ ایوب بن بشیر مستور اور رجل من بنی عنزہ مجہول ہے۔

٤٦٨٤۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب الاستئذان باب ما جاء فی مرحبا ٢٧٣٥۔ سفیان ثوری اور ابو اسحاق کی تدلیس کے ساتھ ساتھ سند میں انقطاع بھی ہے۔

٤٦٨٥۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی قبلة الحسد۔ ٥٢٢٤ .

النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَمِيْصِهٖ فَاحْتَضَنَهٗ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهٗ قَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

آپؐ نے فرمایا: لے لو۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے بدن مبارک پر کرتہ ہے اور آپ نے جب میرے بدن پر چونکا لگایا اس وقت میرے بدن پر کپڑا نہ تھا۔ آپ نے اپنے جسم مبارک سے کرتہ اتار دیا اور فرمایا: تم بھی بدلہ لے لو۔ وہ آپ کے جسم مبارک سے چمٹ گئے اور پہلو پر بوسے دینے لگے اور کہا کہ یارسول اللہ! میرا مقصد یہی تھا' جو پورا ہو گیا۔ (ابوداؤد)

ملاقات کے وقت بوسہ لینا یا معانقہ کرنا

(٤٦٨٦) وَعَنِ الشَّعْبِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَقّٰى جَعْفَرَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهٗ وَقَبَّلَ مَابَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ الْبَيَاضِيِّ مُتَّصِلًا.

(۴۶۸۶) حضرت شعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان کو گلے سے لگایا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ (ابوداؤد و بیہقی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مکہ سے عاجز ہو کر اور قریش مکہ کی اذیتوں اور قسم قسم کی تکلیفوں کو سہہ کر ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی کو ہجرت کر کے آتے ہوئے دیکھا تو گلے سے لگا لیا۔

(٤٦٨٧) وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ فِيْ قِصَّةِ رُجُوْعِهٖ مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ فَتَلَقَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاعْتَنَقَنِيْ ثُمَّ قَالَ ((مَا اَدْرِيْ اَنَا بِفَتْحِ خَيْبَرَ اَفْرَحُ اَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ)) وَوَافَقَ ذَالِكَ فَتْحَ خَيْبَرَ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(۴۶۸۷) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ارض حبشہ سے واپسی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حبشہ سے چل کر مدینہ منورہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی، آپؐ نے معانقہ کیا اور گلے سے گلا لگایا۔ اسی وقت خیبر میں آپ کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا: کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے فتح خیبر کی زیادہ خوشی ہے یا جعفر کے آنے کی زیادہ خوشی ہے۔ خدا کی شان کہ دونوں خوشیاں موافق ہو گئیں۔ (شرح سنہ)

(٤٦٨٨) وَعَنْ زَارِعٍ رضی اللہ عنہ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۶۸۸) حضرت زارع رضی اللہ عنہ جو عبدالقیس کے قبیلے کے نمائندوں میں سے تھے بیان کرتے ہیں جب ہم لوگ مدینہ میں پہنچے اور جلدی جلدی اپنی سواری سے اترے اور نبی ﷺ کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لینے لگے۔ (ابوداؤد)

(٤٦٨٩) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَارَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا وَفِيْ رِوَايَةٍ حَدِيْثًا

(۴۶۸۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہیت، چال وچلن رفتار د گفتار اور شکل وصورت میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہ میں نے سوائے

(٤٦٨٦) اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی قبلة ما بين العينين۔ ٥٢٢٠۔ شعب الايمان ٨٩٦٨۔ شرح السنة ١٢/ ٢٩٢۔ مصابيح السنة ٣٦٣۔ ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے اور دوسری سند میں ضعیف ہے۔

٤٦٨٧۔ اسناده ضعيف۔ شرح السنة ١٢/ ٢٩١' بزار٣/ ٢٨٥۔ المعجم الكبير ٢/ ١٠٨۔ مجالد بن سعید ضعیف جبکہ دوسری سند میں احمد بن خالد متکلم فیہ ہے۔

٤٦٨٨۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی قبلة الرجل ٥٢٢٥۔ ام ابان مجہولہ ہے۔

٤٦٨٩۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب ما جاء فی القيام۔ ٥٢١٧.

وَكَلَامًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کسی کو نہیں پایا، ان تمام باتوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ سے بہت مشابہ تھیں، آپ ﷺ کے گھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آتیں تو آپ شفقت کے طور پر کھڑے ہو جاتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی نشست گاہ پر بیٹھا دیتے جب آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتی اور آپ کے ہاتھوں پر بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ بٹھا دیتیں۔ (ابوداؤد)

(٤٦٩٠) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِذَا عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا اِبْنَتُهٗ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَهَا حُمّٰى فَأَتَاهَا أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ وَقَبَّلَ خَدَّهَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

(۴۶۹۰) حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو میں ان کے ساتھ ان کے گھر آیا تو دیکھا کہ ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بخار میں مبتلا ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور پوچھا کیسی طبیعت ہے؟ پھر انہوں نے اپنی صاحبزادی کا بوسہ لیا۔ (ابوداؤد)

(٤٦٩١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِصَبِيٍّ فَقَبَّلَهٗ فَقَالَ ((أَمَا إِنَّهُمْ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ وَإِنَّهُمْ لَمِنْ رَيْحَانِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(۴۶۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بچہ نبی ﷺ کے پاس لایا گیا آپ نے اس کا بوسہ لے کر فرمایا کہ یہ بچے بخل اور بزدلی کا سبب بن جاتے ہیں مگر یہ دنیا میں خدا کے پھول ہیں اور اس کی نعمت ہیں۔ (شرح سنہ)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا آدمی اولاد کے سبب بخل کرتا ہے اور کسی فقیر محتاج کو صدقہ نہیں دیتا۔ اور نامردی کے سبب جہاد سے بچتا ہے کہ میں مارا نہ جاؤں اور اولاد بے کس نہ ہو جائے۔ تو معلوم ہوا اولاد کی برائی نہ کرو کیونکہ اولاد یہ ریحان، یعنی پھول ہیں اور پھول سے دل کو فرحت ہوتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٤٦٩٢) عَنْ يَعْلٰى رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ حَسَنًا وَحُسَيْنًا اِسْتَبَقَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَضَمَّهُمَا إِلَيْهِ وَقَالَ ((إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

(۴۶۹۲) حضرت یعلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بچپن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑے ہوئے آئے آپؐ نے ان کو گلے لگا کر فرمایا: یہ بچے بخل و بزدلی کے سبب بن جاتے ہیں۔ یعنی آدمی ان کی بدولت بخیل بن جاتا ہے اور بزدل بھی۔ (احمد)

تحائف کا تبادلہ

(٤٦٩٣) وَعَنْ عَطَاءِ نِالْخُرَاسَانِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ

(۴۶۹۳) حضرت عطاء خراسانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٤٦٩٠۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قبلة الخد ٥٢٢٢۔ صحيح بخاری ٣٩١٨ مطولاً۔
٤٦٩١۔ حسن شرح السنة ١٣/ ٣٥ ح ٣٤٤٨۔ مسند احمد ٥/ ٢١١۔
٤٦٩٢۔ حسن۔ سنن الترمذی ٣٧٧٥۔ ابن ماجه ٣٦٦٦۔ حاکم ٣/ ١٦٤۔ مسند احمد ٤/ ١٧٢۔
٤٦٩٣۔ اسناده ضعيف۔ موطا امام مالك ٢/ ٩٠٨ ح ١٧٥٠۔ ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبَا الشَّحْنَاءُ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا

فرمایا: تم ملاقات کے وقت مصافحہ کیا کرو، اس سے بغض، کینہ کپٹ دور ہو جاتا ہے اور آپس میں ہدیہ تحفہ وغیرہ بھیجا کرو اس سے دشمنی دور ہوتی ہے اور محبت بڑھتی ہے۔ (موطاء امام مالک)

(٤٦٩٤) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى اَرْبَعًا قَبْلَ الْهَاجِرَةِ فَكَاَنَّمَا صَلَّاهُنَّ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْمُسْلِمَانِ اِذَا تَصَافَحَا لَمْ يَبْقَ بَيْنَهُمَا ذَنْبٌ اِلَّا سَقَطَ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۴۶۹۴) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دوپہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھ لی تو اس کو اتنا بڑا ثواب ملے گا گویا ان چار رکعتوں کو شب قدر میں پڑھی ہے اور جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ (بیہقی)

❁❁❁❁

٤٦٩٤۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٨٩٠٠۔ منصور بن عبداللہ مجہول ہے۔

بَابُ الْقِیَامِ

قیام یعنی کھڑے ہونے کا بیان

کسی بڑے آدمی کی آمد پر تعظیم اور اس کی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے کھڑا ہونا درست نہیں ہے۔ کیونکہ تعظیم کے لیے کھڑا ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی کے لیے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ اللہ کے سامنے نہایت خشوع اور سکون اور ادب سے کھڑے ہو جاؤ۔ اسی مضمون کو مندرجہ ذیل حدیثوں میں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٤٦٩٥) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَیْظَةَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَیْهِ وَکَانَ قَرِیْبًا مِنْهُ فَجَآءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِلْاَنْصَارِ ((قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَمَضَی الْحَدِیْثُ بِطُوْلِهٖ فِیْ بَابِ حُکْمِ الْاُسَرَآءِ

(۴۶۹۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بنو قریظہ کے یہودیوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر اپنی رضامندی کی آمادگی ظاہر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، وہ زخم خوردہ بیمار تھے۔ پیدل نہیں چل سکتے تھے سواری پر سوار ہو کر آپ کی مسجد، یعنی مصلیٰ کے قریب پہنچے جہاں آپ قریظہ میں سفر کی حالت میں نماز پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاریوں سے فرمایا: تم اپنے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو سواری سے اتارنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ قبیلہ عبدالاشہل سے ہیں۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذریعے مسلمان ہوئے تھے۔

سیر الصحابہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے جن کے مکان میں حضرت مصعب فروکش تھے۔ ان سے کہا تھا کہ سعد بن معاذ مسلمان ہو جائیں گے تو دو آدمی بھی کافر نہ رہ سکیں گے، اس لیے آپ کو ان کے مسلمان کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں آپ بیٹھ کر سن لیجیے! ماننے یا نہ ماننے کا اختیار آپ کو ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے منظور کیا تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی حقیقت بیان کی اور قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں جن کو سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کلمہ شہادت پکار اٹھے اور مسلمان ہو گئے۔ قبیلہ عبدالاشہل میں یہ خبر فوراً پھیل گئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ گھر گئے تو خاندان والوں نے کہا کہ اب وہ چہرہ نہیں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پوچھا میں تم میں کس درجہ کا آدمی ہوں سب نے کہا' سردار

٤٦٩٥۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبیؐ من الاحزاب ٤١٢١۔ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب جواز قتال من نقض العهد۔ ١٧٦٨۔ ٤٥٩٦۔

اور اہل فضیلت فرمایا: تم جب تک مسلمان نہ ہو گے میں تم سے بات چیت نہ کروں گا۔ حضرت سعد کو اپنی قوم میں جو عزت حاصل تھی اس کا یہ اثر ہوا کہ شام ہونے سے قبل تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا اور مدینہ کی در و دیوار تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھے۔

اشاعت اسلام میں یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا نہایت عظیم الشان کارنامہ ہے۔ صحابہ کرام میں کوئی شخص اس فخر میں ان کا حریف نہیں۔ آنحضرت نے اسی بنا پر فرمایا: ((خیر دور الانصار بنو النجار ثم عبد الاشھل .)) یعنی انصار کے بہترین گھرانے بنونجار کے ہیں اور ان کے بعد عبدالاشہل کا درجہ ہے۔ حضرت سعد اور ان کے قبیلہ کا اسلام عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کے درمیان کا واقعہ ہے۔ لہٰذا مسلمان ہو کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو سعد بن زرارہ کے مکان سے اپنے یہاں منتقل کر لیا۔

غزوات اور دیگر حالات

کچھ دنوں کے بعد عمرہ کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے اور امیہ بن خلف کے مکان پر جو کہ مکہ کا مشہور رئیس اور ان کا دوست تھا قیام کیا اور جب امیہ بن خلف مدینے آتا تھا تو ان کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا اور کہا کہ جس وقت حرم خالی ہو مجھے خبر دیتا۔ چنانچہ دوپہر کے قریب اس کے ساتھ طواف کے لیے نکلے تو راستہ میں ابوجہل سے ملاقات ہوئی، پوچھا کہ کون ہیں؟ امیہ نے کہا سعد، ابوجہل نے کہا تعجب ہے کہ تم صابیو (بے دین آنحضرت ﷺ اور صحابہ مراد ہیں) کو پناہ دے کر اور ان کے انصار بن کر مکہ میں نہایت اطمینان سے پھر رہے ہو۔ اگر تم ان کے ساتھ نہ ہوتے تو تمہارا گھر پہنچنا دشوار ہو جاتا۔ حضرت سعد نے غضب آلو دلہجہ میں جواب دیا تو مجھ کو روک پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے! میں تمہارے مدینہ کا راستہ روک دوں گا۔

امیہ بن خلف نے کہا سعد۔ ابوالحکم (ابوجہل) مکہ کا سردار ہے۔ اس کے سامنے آواز پست کرو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چلو ہٹو میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ مسلمان تم کو قتل کریں گے؟ بولا کیا مکہ میں آکر ماریں گے جواب دیا اس کی خبر نہیں۔

اس پیشین گوئی کے پورے ہونے کا وقت غزوۂ بدر تھا۔ کفار قریش نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے نہایت ساز و سامان سے تیاریاں کی تھیں آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی تو صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے، رسالت کی تصدیق کی، اس بات کا اقرار کیا کہ جو کچھ آپ لائے ہیں حق اور درست ہے، سمع اور طاعت پر آپ سے بیعت کی، پس جو ارادہ ہو کیجیے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا اگر آپ سمندر میں کودنے کو کہیں تو ہم حاضر ہیں، ہمارا ایک آدمی بھی گھر میں نہیں بیٹھے گا۔ ہم کو لڑائی سے بالکل خوف نہیں اور ان شاء اللہ میدان میں ہم صادق القول ثابت ہوں گے۔ خدا ہماری طرف سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ آنحضرت ﷺ اس تقریر سے خوش ہوئے۔ فوجوں کی ترتیب کا وقت آ گیا۔ قبیلہ اوس کا جھنڈا آنحضرت ﷺ نے ان کے حوالہ کیا۔

غزوۂ احد میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے آستانہ پر پڑاؤ ڈال دیا تھا۔ کفار سے مقابلہ کے لیے آپ ﷺ کی رائے تھی کی مدینہ میں رہ کر کی جائے اور عبداللہ بن ابی ابن سلول کا بھی یہی خیال تھا لیکن بعض نوجوان جن کو شوق شہادت دامن گیر تھا باہر نکل کر لڑنے پر تیار تھے، چونکہ کثرت رائے انہیں کو حاصل تھی، اس بنا پر آنحضرت ﷺ نے انہی کی تائید کی اور زرہ پہننے کے لیے اندر تشریف لے گئے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو باہر لے چلنے کے لیے مجبور کیا ہے حالانکہ آپ پر آسمان سے وحی آتی ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ اپنی رائے واپس لے لو اور معاملہ کو بالکل آنحضرت ﷺ پر چھوڑ دو۔ آنحضرت ﷺ تلوار ڈھال اور زرہ لگا کر نکلے تو تمام لوگوں کو ندامت ہوئی۔ عرض کیا کہ حضور ﷺ کی مخالفت منظور نہیں جو حکم ہو ہم بجا لانے پر آمادہ ہیں ارشاد ہوا کہ اب کیا ہے نبی جب ہتھیار باندھ لیتا ہے تو جنگ کا فیصلہ کر کے اترتا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

غرض کوہ احد کے دامن میں لڑائی شروع ہوئی، اسلامی لشکر پہلے فتح یاب تھا لیکن پھر تاب مقاومت نہ لا کر پیچھے ہٹا، اس وقت

آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ ثابت قدم تھے اور آپ کے ساتھ دو صحابہ دادِ شجاعت دے رہے تھے انہیں میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس غزوہ میں ان کے بھائی عمرو شہید ہو گئے۔

غزوۂ خندق جو ۵ھ میں ہوا۔ آپ ﷺ نے انصار سے مدینہ کے تہائی پھل عیینہ بن حصن بن سید کو دینے کے لیے مشورہ کیا تھا، اس مشورہ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ لڑائی کا وقت آیا تو زرہ پہنے اور ہاتھ میں حربہ لیے میدان کو روانہ ہوئے۔ بنو حارثہ کے قلعہ میں ان کی ماں موجود تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں۔ شعر پڑھتے ہوئے گزرے تو ماں نے کہا بیٹا تم پیچھے رہ گئے جلدی جاؤ' جس ہاتھ میں حربہ تھا وہ باہر نکلا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا واہ سعد کی ماں! دیکھو زرہ بہت چھوٹی ہے۔ میدان میں پہنچے تو حبان بن عبد مناف نے ہاتھ پر ایک تیر مارا جس سے ہفت اندام کٹ گئی اور نہایت ہی جوش میں کہا' کہ میں عرقہ کا بیٹا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے سنا تو فرمایا: خدا اس کا چہرہ دوزخ میں غرق آلو کرے۔

اس کے بعد مسجد نبوی میں ایک خیمہ لگایا اور رفیدہ اسلمیہ کو ان کی خدمت پر مامور کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اسی خیمہ میں رہتے تھے اور آنحضرت ﷺ روزانہ ان کی عیادت کو تشریف لاتے تھے: چونکہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے خدا سے دعا کی کہ قریش کی لڑائیاں باقی ہوں تو مجھے زندہ رکھ ان سے مجھے لڑنے کی بڑی تمنا ہے کیونکہ انہوں نے تیرے رسول کو اذیت دی، تکذیب کی اور مکہ سے نکال دیا اور اگر لڑائی بند ہونے کا وقت آ گیا تو اس زخم سے مجھے شہادت دے اور بنی قریظہ کے معاملہ میں میری آنکھیں ٹھنڈی کر۔

اس دعا کا دوسرا ٹکڑا مقبول ہوا۔ چنانچہ جب بنو قریظہ کو آنحضرت ﷺ نے جلاوطن کرنا چاہا تو چونکہ وہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے کہلا بھیجا کہ ہم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم مانیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اطلاع کی وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ مسجد کے قریب پہنچے تو آنحضور ﷺ نے انصار سے کہا کہ اپنے سردار کو ان کی سواری سے اتارنے کے لیے اٹھو جیسا کہ مذکورہ بالا حدیثوں میں آیا ہے۔

پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ لوگ تمہارے حکم کے منتظر ہیں' عرض کی تو میں حکم دیتا ہوں کہ جو لوگ لڑنے والے ہیں قتل کیے جائیں اولاد غلام بنائی جائے اور مال تقسیم کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے یہ فیصلہ سن کر کہا کہ تم نے آسمانی حکم کی پیروی کی۔ چنانچہ اس کے بموجب اپنے سامنے چار سو آدمی قتل کرائے۔

وفات

اس واقعہ کے بعد چند دنوں تک زندہ رہے نبی ﷺ نے خود زخم کو داغا جس سے خون رک گیا، لیکن اس کے عوض ہاتھ پھول گیا تھا۔ ایک دن زخم پھٹا اور اس زور سے خون جاری ہوا کہ مسجد سے گزر کر بنی غفار کے خیمہ تک جا پہنچا لوگوں کو بڑی تشویش ہوئی پوچھا کیا معاملہ ہے جواب ملا کہ سعد رضی اللہ عنہ کا زخم پھٹ گیا۔

آپ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو گھبرا اٹھے اور کپڑا گھسیٹتے ہوئے مسجد میں آئے' دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ نعش کو اپنی آغوش میں لے کر بیٹھے، خون برابر بہہ رہا تھا۔ لوگ جمع ہونا شروع ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور نعش کو دیکھ کر ایک چیخ ماری کہ ہائے ان کی کمر ٹوٹ گئی آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رو کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون خیمہ میں کہرام پڑا تھا دکھیا ماں یہ کہہ کر رو رہی تھی۔

ویل ام سعد اسعدا براعة ونجدا

ویل ام سعد اسعدا صرامة وجدا

آپ ﷺ نے فرمایا کہ رونے والیاں جھوٹ بولتی ہیں، لیکن یہ سچ کہتی ہیں جنازہ روانہ ہوا تو خود آپ ﷺ ساتھ ساتھ تھے، فرمایا کہ

ان کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے شریک ہیں۔ لاش بالکل ہلکی ہوگئی تھی۔ منافقین نے مضحکہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کا جنازہ فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ دفن کر کے واپس ہوئے تو سرور کائنات ﷺ نہایت ہی مغموم تھے۔ ریش مبارک ہاتھ میں تھی اور اس پر مسلسل آنسو گر رہے تھے۔

حضرت سعد کی وفات تاریخ اسلام کا غیر معمولی واقعہ ہے انہوں نے اسلام کی جو خدمات انجام دی تھیں جو مذہبی جوش ان میں موجود تھا اس کی بدولت وہ انصار میں صدیق اکبر سمجھے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس دشمن خدا (ابن ابی) نے مجھے سخت تکلیف دی ہے تم میں کوئی اس کا تدارک کر سکتا ہے تو سب سے پہلے انہوں نے اٹھ کر کہا تھا کہ قبیلہ اوس کا آدمی ہو تو مجھ کو بتائیے میں ابھی گردن مارنے کا حکم دیتا ہوں۔ اس وقت اسی محبّ صادق عاشق و جانثار نے وفات پائی تھی اس واقعہ کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے کہ فرشتہ جنازے میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی موت سے عرش مجید جنبش میں آ گیا ایک انصاری مخریہ کہتا ہے۔

وما اهتزعرش الله من موت هالك

سمعنا به الا لسعد ابى عمرو

''کسی مرنے والے کی موت پر خدا کا عرش نہیں ہلا مگر سعد ابی عمرو کی موت پر''

مناقب اور اخلاقی حیثیت سے حضرت سعد بڑے درجے کے انسان تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بڑھ کر عبدالاشہل کے تین آدمی تھے۔ سعد بن معاذ' اسید بن حضیر اور عبادہ بن بشر رضی اللہ عنہم۔

وہ خود کہتے ہیں کہ یوں تو میں ایک معمولی آدمی ہوں، لیکن تین چیزوں میں جس رتبہ تک پہنچنا چاہیے پہنچ چکا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ آپ ﷺ سے جو حدیث سنتا ہوں اس کو من جانب اللہ ہونے کا یقین کرتا ہوں' دوسری نماز میں کسی جانب خیال نہیں کرتا۔ تیسری بات جنازہ کے ساتھ رہتا ہوں تو منکر نکیر کے سوال کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کو ان کے اعمال پر جو اعتماد تھا وہ اس حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے جس میں مردہ کو قبر میں دبانے کا ذکر آیا ہے اس کا ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ اگر قبر کی تنگی سے کوئی نجات پا سکتا ہے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نجات پاتے۔

ایک مرتبہ کسی نے آنحضرت ﷺ کے پاس حریر و ریشم کا جبہ بھیجا صحابہ کرام اس کو چھوتے اور اس کی نرمی پر تعجب کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو اس کی نرمی پر تعجب ہے! حالانکہ جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا رومال اس سے بھی زیادہ نرم ہے۔

مجلس میں کس طرح بیٹھا جائے؟

(٤٦٩٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۶۹۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے ہٹا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے، لیکن لوگ کشادہ ہو جائیں اور پھیل جائیں اور ادھر ادھر سرک جائیں تا کہ دوسرے کے لیے بیٹھنے کی جگہ ہو جائے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آداب مجلس کی تعلیم دی ہے کہ اٹھنے بیٹھنے میں ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! تم سے جب کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کھل کر بیٹھو تو تم جگہ کشادہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی کر

٤٦٩٦۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب لا یقیم الرجل الرجل من مجلسه ٦٢٢٩۔ مسلم کتاب السلام باب تحریم اقامة الانسان من موضعه ٢١٧٧۔٥٦٨٣.

دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو جاؤ تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گئے ہیں اس کے درجات کو بلند کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کام کو خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔"

یعنی جب تم مجلس میں بیٹھے ہوئے ہو اور کوئی دوسرا آ جائے اور بیٹھنے کی جگہ زیادہ نہ ہو تو تم ذرا سمٹ ہٹ جاؤ تو نو وارد کو بھی بیٹھنے کی جگہ مل جائے۔ جب تم مجلس میں دوسرے بیٹھنے کے لیے فراخی سے کام لو گے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں کشادگی کرے گا۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہی ہے کہ آپ ﷺ کچھ نصیحت کی باتیں فرمارہے تھے، لوگ بیٹھے سن رہے ہیں۔ اب جو دوسرا کوئی آیا تو کوئی اپنی جگہ سے نہیں سرکتا تھا تا کہ اسے بھی جگہ مل جائے تو قرآن کریم نے حکم دیا کہ ایسا نہ کرو۔ ادھر ادھر کھل جایا کرو' اس آنے والے کی جگہ ہو جائے۔

حضرت مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں جمعہ کے دن یہ آیت اتری' آپ ﷺ اس دن اصحاب صفہ میں تھے، یعنی مسجد کے ایک چھپر تلے جگہ تنگ تھی اور آپ کی عادت مبارک تھی کہ جو مہاجر و انصاری بدر کی لڑائی میں آپ کے ساتھ تھے آپ ان کی بڑی عزت و تکریم کیا کرتے تھے' اس دن اتفاق سے چند بدری صحابہ ذرا دیر سے آئے تو آنحضرت ﷺ کے آس پاس کھڑے ہو گئے، آپ سے السلام علیکم ہوئی۔ آپ نے جواب دیا پھر اور اہل مجلس کو سلام کیا انہوں نے بھی جواب دیا اب یہ اسی امید پر کھڑے رہے کہ مجلس میں ذرا کشادگی دیکھیں تو بیٹھ جائیں لیکن کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلا جوان کے لیے جگہ ہوتی۔ آنحضرت ﷺ نے جب یہ دیکھا تو رہا نہ گیا نام لے کر بعض لوگوں کو ان کی جگہ سے کھڑا کیا اور ان بدری صحابیوں کو بیٹھنے کے لیے فرمایا جو لوگ کھڑے کرائے گئے تھے انہیں ذرا بھاری پڑا۔ ادھر منافقین کے ہاتھ میں ایک مشغلہ لگ گیا۔ کہنے لگے لیجئے۔ یہ عدل کرنے کے مدعی بنے ہیں کہ جو لوگ شوق سے آئے اور پہلے آئے' اپنے نبی کے قریب جگہ لی' اطمینان سے اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ انہیں تو ان کی جگہ سے کھڑا کر دیا اور دیر سے آنے والوں کو ان کی جگہ دلوا دی' کس قدر ناانصافی ہے! ادھر حضور ﷺ نے سوچا کہ ان کے دل میلے نہ ہوں اس لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے مجلس میں جگہ دے۔ اس حدیث کو سنتے ہی صحابہ کرام نے فوراً خود بخود اپنی جگہ سے ہٹنا اور آنے والوں کو جگہ دینا شروع کر دیا اور جمعہ ہی کے دن یہ آیت اتری۔ (ابن حاتم)

گو شان نزول کے اعتبار سے آیت خاص ہی ہے عموم الفاظ سے حکم عام ہے جہاں کہیں ایسا موقع آئے وہاں اس آیت کریمہ کے مطابق عمل ہونا چاہیے اس سلسلے کی بہت سی حدیثیں ہیں جو ان شاء اللہ آیندہ آپ پڑھیں گے۔ واللہ اعلم الصواب

(٤٦٩٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْهِ فَهُوَا اَحَقُّ بِهٖ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۶۹۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھ جائے اور پھر دوبارہ واپس آ جائے تو وہ شخص اپنے بیٹھنے کی جگہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: جیسے کوئی شخص نماز کے لیے صف میں بیٹھا ہوا تھا وضو ٹوٹ گیا۔ وضو کرنے کے لیے چلا گیا پھر واپس آیا تو جہاں بیٹھا تھا وہ اسی جگہ بیٹھنے کا حق دار ہے یا اسی طرح اور دوسرے کام کے لیے چلا گیا اور پھر آیا تو وہ اسی جگہ کا مستحق ہے۔

٤٦٩٧۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب اذا اقام من مجلسه ثم عاد فهو احق به ٢١٧٩۔ ٥٦٨٩.

اَلْفَصْلُ الثَّانِیُ......دوسری فصل

تعظیماً قیام نبی کریم ﷺ کو سخت ناپسند تھا

(٤٦٩٨) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْھِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَکَانُوْا اِذَا رَاَوْہُ لَمْ یَقُوْمُوْا لَمَّا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاھِیَتِہٖ لِذَالِکَ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

(۴۶۹۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی نظروں میں سب سے زیادہ محبوب تھے، لیکن اس کے باوجود آپ کو دیکھ کر نہیں کھڑے ہوتے تھے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس طرح سے آپ کی آمد پر کھڑا ہونا آپ کو بالکل پسند نہیں ہے۔ (ترمذی)

اسی حدیث کے مطابق کئی علماء نے کہا ہے کہ کسی کی آمد پر اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(٤٦٩٩) وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ))۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۴۶۹۹) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اس بات کو پسند کرتا ہو اور اس کو یہ خوش لگتا ہو کہ اس کے سامنے لوگ کھڑے ہو جایا کریں تو اس کو چاہیے کہ اپنی جگہ دوزخ میں بنا لے۔ (ترمذی وابوداؤد)

(٤٧٠٠) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُتَّکِئًا عَلٰی عَصًا فَقُمْنَا لَہٗ فَقَالَ ((لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھَا بَعْضًا))۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۰۰) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لکڑی پر سہارا لگائے ہوئے تشریف لائے، ہم لوگ آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ تعظیم کے لیے اس طرح مت کھڑے ہو جس طرح عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں کہ بعض بعض کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے ہیں۔ (ابوداؤد)

(٤٧٠١) وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِی الْحَسَنِ رحمہ اللہ قَالَ جَآءَ نَا اَبُوْبَکْرَۃَ فِیْ شَھَادَۃٍ فَقَامَ لَہٗ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِہٖ فَاَبٰی اَنْ یَجْلِسَ فِیْہِ فَقَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی عَنْ ذَا وَنَھَی النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یَمْسَحَ الرَّجُلُ یَدَہٗ بِثَوْبِ مَنْ لَمْ یَکْسُہٗ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۰۱) حضرت سعید بن ابی الحسنؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرہ کسی معاملے میں گواہی دینے کے لیے آئے۔ ایک شخص ان کی آمد پر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا آپ نے یعنی ابوبکرہ نے اس کی جگہ بیٹھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنا ہاتھ اس شخص کے کپڑے سے صاف کرے جس کپڑے کو اس نے پہنا نہیں ہے۔ (ابوداؤد) یعنی کسی اجنبی آدمی کے کپڑے سے ہاتھ نہیں صاف کرنا چاہیے، ہاں اپنے غلام یا لڑکے وغیرہ کے کپڑے سے ہاتھ صاف کر سکتا ہے، کیونکہ وہ کپڑا اس کا پہنایا یا دیا ہوا ہے۔

٤٦٩٨۔ اسنادہ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی کراھیۃ قیام الرجل للرجال ٢٧٥٤۔

٤٦٩٩۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب قیام الرجل للرجال ٥٢٢٩۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی کراھیۃ قیام الرجل للرجال ٢٧٥٥۔

٤٧٠٠۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب قیام الرجل للرجال ٥٢٣٠۔ الضعیفہ ٣٤٦ ابومرزوق لین راوی ہے۔ اور ابوالعدبس اور اس کا شاگرد دونوں مجہول ہیں۔

٤٧٠١۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرجل یقوم للرجل من مجلسہ ٤٨٢٧۔ ابوعبداللہ مولیٰ آل بردہ مجہول ہے۔

بیٹھنے کی جگہ اپنا کپڑا رکھنا

(٤٧٠٢) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَامَ فَاَرَادَ الرُّجُوْعَ نَزَعَ نَعْلَهٗ اَوْ بَعْضَ مَايَكُوْنَ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذَالِكَ اَصْحَابُهٗ فَيَثْبُتُوْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۰۲) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھے ہوئے ہوتے اور ہم لوگ بھی آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے ہوتے۔ اور آپ کسی ضرورت کے تحت گھر وغیرہ جانے کے لیے کھڑے ہو جاتے اور دوبارہ آنے کا ارادہ رکھتے تو اپنے بیٹھنے کی جگہ اپنی جوتی نکال کر رکھ جاتے یا چادر کپڑا وغیرہ اس جگہ رکھ کر چلے جاتے۔ جس سے صحابہ کرام یہ سمجھ جاتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائیں گے تو سب لوگ اپنی اپنی جگہ انتظار میں بیٹھے رہتے۔ (ابوداؤد)

(٤٧٠٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا .)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۰۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان میں جدائی اور فاصلہ کر کے کسی کے لئے بیٹھنا حلال نہیں ہے، البتہ وہ دونوں اجازت دے دیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

(٤٧٠٤) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا تَجْلِسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۰۴) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بغیر اجازت کے دو آدمیوں کے درمیان میں نہ بیٹھے۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٤٧٠٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَجْلِسُ مَعَنَا فِی الْمَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ اَزْوَاجِهٖ .

(۴۷۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو آپ کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے یہاں تک کہ آپ اپنی بیویوں کے گھروں میں داخل ہو جاتے۔ (بیہقی)

توضیح: یہ کھڑا ہونا مجلس کے برخواست کی وجہ سے تھا نہ کہ تعظیم کی وجہ سے۔

٤٧٠٢۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب اذا قام الرجل من مجلس ثم رجع ٤٨٥٤۔ مقام بن نجیح ضعیف اور کعب بن ذہل "لین" ہے۔

٤٧٠٣۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی الرجل يجلس بين للرجلين بغير اذنهما۔ ٤٨٤٥۔ ترمذی كتاب الادب باب ما جاء فی كراهية الجلوس بين الرجلين بغير اذنهما۔ ٢٧٥٢ .

٤٧٠٤۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب فی الرجل مجلس بين الرجلين بغير اذنهما ٤٨٤٤ .

٤٧٠٥۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٤٩٣٠۔ ابوداؤد ٤٧٧٥۔ ہلال بن ابی ہلال مستور ہے۔

مجلس میں کشادگی کرنا

(٤٧٠٦) وَعَن وَاثِلَةَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَاعِدٌ فَتَزَحْزَحَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِي الْمَكَانِ سَعَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِنَّ لِلْمُسْلِمِ لَحَقًّا اِذَا رَاٰهُ اَخُوْهُ اَنْ يَتَزَحْزَحَ لَهٗ .)) رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

(۴۷۰۶) حضرت واثلہ بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا تو آپ اپنی جگہ سے کچھ ہٹ گئے اور اس کے بیٹھنے کے لیے کچھ جگہ خالی کر دی تا کہ وہ آپ کے قریب بیٹھ جائے اس نے کہا یا رسول اللہ! جگہ کشادہ ہے میں کہیں اور جگہ بیٹھ جاؤں گا آپ تکلیف نہ کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا ایک مسلمان کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کو آتا ہوا دیکھے تو چاہیے کہ اپنی جگہ سے تھوڑا سا سرک جائے۔ (بیہقی)

٤٧٠٦۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٨٩٣٣۔ مجاہد بن فرقد متکلم فیہ اور اسماعیل بن عیاش مدلس راوی ہے۔

بَابُ الْجُلُوْسِ وَالنَّوْمِ وَالْمَشْيِ

بیٹھنے' سونے' چلنے پھرنے کے آداب

مذہب اسلام نے جہاں بہت سے آداب کی تعلیم دی ہے وہاں اس نے اٹھنے بیٹھنے کا بھی طریقہ بتایا ہے کہ مجلس میں بیٹھنے کے بعد سلام کر کے کس جگہ اور کس طرح بیٹھنا چاہیے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مجلس کے آداب کے سلسلہ میں فرمایا ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ٥ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ٥ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ٥﴾

''اے ایمان والو! جب تم چھپ چھپا کے باتیں کرو تو یہ سرگوشیاں گنہگاری اور ظلم و زیادتی اور پیغمبر کی نافرمانی کے بارے میں نہ ہوں بلکہ نفع رسائی اور پرہیز گاری کی باتوں پر آپس میں تبادلہ خیالات کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے۔ تمہاری سرگوشیاں شیطانی کام ہیں جس سے ایمان داروں کو رنج پہنچے۔ گو اللہ تعالیٰ کی چاہت کے بغیر وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ایمان والو کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھیں۔ اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں ذرا کھل کر بیٹھو تو تم جگہ کشادہ کر دو اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی دے گا۔ اور جب کہا جائے کہ تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ تو تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے اور ان لوگوں کے درجات کو بلند کر دے گا جو ایمان لاتے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر اس کام سے جو تم کر رہے ہو خوب خبردار ہے۔''

ان آیتوں سے یہ باتیں معلوم ہوئیں کہ:

۱۔ جب مجلس میں بیٹھ کر دو چار آدمیوں سے ہم کلام ہو تو ظلم و زیادتی، گناہ اور نافرمانی کی باتیں نہ کی جائیں' بلکہ تقویٰ اور پرہیز گاری اور رشد و ہدایت کی باتیں ہوں۔

۲۔ اور جب مجلس میں تنگی ہو تو کھل کر نہیں بیٹھنا چاہیے، تاکہ دوسرے لوگوں کو جگہ مل جائے۔

۳۔ اور جب کسی وجہ سے کہا جائے کہ مجلس سے کھڑے ہو جاؤ تو اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔

۴۔ اور جب مجلس میں جہاں مناسب جگہ مل جائے وہیں بے تکلف بیٹھ جانا چاہیے' کوئی خاص جگہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۔ اور گردن پھاند کر آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے' کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی آدمی آپ ﷺ کی مجلس میں آتا تو مجلس کے کنارے جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتا۔ (ابو داؤد)

۶۔ مجلس میں سے کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اس کی جگہ نہیں بیٹھنا چاہیے۔

۷۔ اور جب کسی ضرورت سے اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا گیا ہے تو واپس ہونے کے بعد وہی اس جگہ کا مستحق ہے۔

۸۔ اگر دو آدمی آپس میں مل کر کوئی خاص بات چیت کر رہے ہوں تو بغیر ان کی اجازت کے انہیں الگ الگ نہیں کرنا چاہیے کہ ان دونوں کے درمیان میں بیٹھ کر ان کی باتیں سنے۔

۹۔ اگر کچھ لوگ مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوں تو حلقے کے درمیان میں بیٹھنا جائز نہیں' کیونکہ کسی کی طرف منہ اور کسی کی طرف پیٹھ ہوگی، یہ بدتمیزی کی بات ہے۔ایسے شخص پر آپ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔(ترمذی)

۱۰۔ راستے میں نہیں بیٹھنا چاہیے' کیونکہ اس طرح آنے جانے والوں کو تکلیف ہوگی اور یہ وقار کے بھی خلاف ہے۔کوئی سمجھے گا بھیک مانگنے والا بیٹھا ہے۔اور اگر ضرورتاً بیٹھنا ہی پڑ جائے تو راستے کے حق کو ادا کرنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے بچتے رہو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔اس بات پر ہم مجبور ہیں' وہیں بیٹھ کر بات چیت کرتے رہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ایسی مجبوری ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔ان لوگوں نے کہا کہ راستے کا حق کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا (۱) نیچی نگاہ رکھنا' (۲) تکلیف دہ چیز کو راستے سے دور کر دینا' (۳) سلام کا جواب دینا' (۴) اچھی باتوں کا حکم دینا' (۵) بری باتوں سے روکنا۔(بخاری)

۱۱۔ اگر کوئی مجلس میں بیٹھا ہو تو آنے والے شخص کے لیے تعظیماً کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

۱۲۔ مجلس میں اپنے ہم نشین کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے اور اس کی عزت ملحوظ نظر رکھنی چاہیے، اس کے سامنے پاؤں نہیں پھیلانا چاہیں۔ (ادب المفرد ،بخاری)

۱۳۔ ایسی چیز نہیں کھانی پینی چاہیے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے جیسے بیڑی' سگریٹ' تمباکو وغیرہ۔

۱۴۔ اور جو ضروری بات چیت ہو اسے امانت سمجھ کر محفوظ رکھنا چاہیے۔(ادب المفرد بخاری)

۱۵۔ اور مجلس میں جب سب لوگ نیچے بیٹھے ہوں تو بلاضرورت اونچی جگہ نہیں بیٹھنا چاہیے، البتہ اگر وعظ و نصیحت کے لیے میز یا کرسی وغیرہ پر بیٹھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۶۔ اگر استاد یا کوئی بڑا آدمی سامنے ہو تو ادب سے دوزانوں بیٹھنا چاہیے۔

۱۷۔ اور جب سب لوگ بیٹھے ہوں تو بلاضرورت سب کے سامنے لیٹنا مناسب نہیں ہے

۱۸۔ اور جب دو چار آدمی مجلس میں بیٹھے ہوں تو بغیر ساتھیوں کی اجازت کے دو آدمی سے آپس میں کانا پوسی کرنا مناسب نہیں۔ (ادب المفرد، بخاری)

۱۹۔ اور جب لوگ آپس میں بات چیت کر رہے ہوں اور وہ اپنی بات ہر ایک کو سنانا نہیں چاہتے تو چھپ کر ان کی باتوں کو سننا جائز نہیں ہے۔(ادب المفرد، بخاری)

۲۰۔ اختتام مجلس کی دعا:

((سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك .)) (بیهقی و ترمذی)

''ہم تیری ہی پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ تو ہی معبود ہے اور تجھ ہی سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹتے ہیں۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... فصل اول

(٤٧٠٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بِفِنَاءِ الْکَعْبَۃِ مُحْتَبِیًا بِیَدَیْہِ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

(۴۷۰۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ کعبہ شریف کے صحن میں اپنے دونوں ہاتھوں کا گوٹ مارے بیٹھے ہوئے تھے۔ (بخاری)

توضیح: گوٹ مار کے بیٹھنے کی ایک شکل ہوتی ہے کہ دونوں زانوؤں کو کھڑا رکھا جائے اور اس کے تالوؤں کو زمین پر رکھا جائے اور دونوں ہاتھوں سے اپنے دنوں زانوؤں کو لپیٹ لے یا بجائے ہاتھ کے پشت کی جانب سے کپڑا لپیٹ کر دونوں گھٹنوں کے نیچے دونوں پاؤں کو باندھ لے۔ اس سے کمزور آدمی کے بیٹھنے میں راحت ملتی ہے۔ عرب میں اس کا عام دستور پایا جاتا تھا آپ ﷺ نے بھی اس پر عمل کیا ہے۔

مسجد میں لیٹنے کا طریقہ

(٤٧٠٨) وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ رضی اللہ عنہ عَنْ عَمِّہٖ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِیًا وَاضِعًا اِحْدٰی قَدَمَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(۴۷۰۸) حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو مسجد میں اس طرح چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپؐ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: جب ستر کے کھل جانے کا خوف نہ ہو تو اس طرح لیٹنا درست ہے اور اگر بے پردگی کا احتمال ہو تو اس طرح لیٹنا مناسب نہیں ہے۔ اور اگر پائجامہ پہنے ہوئے ہے جس سے ستر کھل جانے کا ڈر نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ آپ ﷺ اس کا بہت زیادہ احتیاط رکھتے تھے۔ آپ کی ستر اس طرح لیٹنے سے کبھی نہیں کھلی۔

(٤٧٠٩) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ یَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی وَھُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰی ظَھْرِہٖ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(۴۷۰۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح چت لیٹنے سے منع فرمایا ہے کہ ایک پیر پر دوسرا پیر رکھے ہوئے ہو۔ (مسلم)

(٤٧١٠) وَعَنْہُ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((لَا یَسْتَلْقِیَنَّ اَحَدُکُمْ ثُمَّ یَضَعُ اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی))۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(۴۷۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی اس طرح چت نہ لیٹے کہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے ہو۔ (مسلم)

توضیح: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ دونوں روایتیں مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح لیٹنا جائز نہیں ہے اور حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے تو ان روایتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے، تو ان میں علمائے کرامؒ نے اس

٤٧٠٧۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب الاحتباء بالید وھو القرفصاء ٦٢٧٢۔

٤٧٠٨۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب الاستلقاء ٦٢٨٧۔ مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب فی اباحۃ الاستلقاء ٢١٠٠۔ ٥٥٠٤۔

٤٧٠٩۔ صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب فی ضع الاستلقاء علی الظھر ٢٠٩٩۔ ٥٥٠١۔

٤٧١٠۔ صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب فی منع الاستلقا علی الظھر ٢٠٩٩۔ ٥٥٠٣۔

طرح تطبیق دی ہے، کہا کہ اس طرح لیٹنا دو طریقے سے ہوتا ہے ایک تو اس طرح سے کہ دونوں پاؤں لمبے دراز ہوں اور ایک پیر کو دوسرے، پیر پر رکھے ایسی شکل میں بے پردگی نہیں ہو سکتی اور دوسری صورت یہ ہے کہ ایک زانوں کو کھڑا رکھا جائے اور دوسرا پاؤں اس زانو پر رکھ دیا جائے اس صورت میں بے پردگی کا احتمال ہے۔ تو یہاں بے پردگی کا احتمال ہے منع ہے اور جہاں بے پردگی کا احتمال نہیں ہے وہاں جائز ہے، اور پائجامہ پہنے ہوئے ہے جس میں ستر کے کھلنے کا احتمال نہیں ہے تو اس طرح سے جائز ہے۔

اکڑ کر چلنے کی ممانعت

(٤٧١١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَیْنَمَا رَجُلٌ یَتَبَخْتَرُ فِیْ بُرْدَیْنِ وَقَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهٗ خُسِفَ بِهِ الْاَرْضَ فَهُوَ یَتَجَلْجَلُ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۴۷۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اپنی دو چادروں میں اکڑتا ہوا جا رہا تھا، اس کو اس طرح چلنا بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا' وہ قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: کہا جاتا ہے یہ قارون تھا یا کوئی اور دوسرا شخص ہو۔ اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں ہے، خواہ چلنے میں ہو یا بیٹھنے میں ہو۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا۔ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا﴾ (بنی اسرائیل ع ٤)

''اور (اے مخاطب) زمین میں اکڑ کر نہ چلا کر (کیونکہ اس دھاکے کے ساتھ چلنے سے) تو زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا اور نہ تو پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکے گا (اے پیغمبر) ان سب باتوں میں جو بری ہیں سب ہی تو تمہارے پروردگار کے نزدیک مکروہ اور ناپسند ہیں۔''

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

نبی کریم ﷺ کا مسجد میں بیٹھنے کا انداز

(٤٧١٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلٰی وِسَادَةٍ عَلٰی یَسَارِهٖ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۴۷۱۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکیہ پر سہارا لگائے بیٹھے دیکھا کہ وہ تکیہ آپ کے بائیں جانب تھا۔ (ترمذی)

(٤٧١٣) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ اِحْتَبٰی بِیَدَیْهِ۔ رَوَاهُ رَزِیْنٌ

(۴۷۱۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں دونوں ہاتھوں کا گوٹ باندھ کر بیٹھا کرتے تھے۔ (رزین)

٤٧١١۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب من جرثو به من الخیلاء ٥٧٨٩۔ مسلم کتاب اللباس والزینة باب تحریم التبختر فی المشی۔ ٢٠٨٨۔٥٤٦٥۔

٤٧١٢۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی الاتکاء ٢٧٧٠۔

٤٧١٣۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی جلوس الرجل ٤٨٤٦۔ شمائل ترمذی ١٢٨۔ الصحیحه۔ ٨٢٧ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

(٤٧١٤) وَعَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا رَأَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءُ قَالَتْ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمُتَخَشِّعَ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۱۴) قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں گوٹ مار کر بیٹھا ہوا دیکھا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاکساری اور خشوع کی حالت میں اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھا تو آپ کی ہیبت کی وجہ سے میں کانپ اٹھی۔ (ابوداؤد)

(٤٧١٥) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنَاءَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۱۵) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھ کر اچھی طرح دن نکلنے تک چار زانو بیٹھے رہتے تھے۔ (ابوداؤد)

(٤٧١٦) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ زِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى كَفِّهٖ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(۴۷۱۶) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں آخری رات میں آرام کرنے کے لیے اترتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے اور جب صبح سے پہلے آرام کرتے تو اپنا ایک بازو کھڑا کر کے اس کی ہتھیلی پر سر رکھ کر لیٹ جاتے تا کہ نیند کا غلبہ نہ ہو۔ (شرح سنہ)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب انسان بائیں پہلو پر سوتا ہے تو دل اس کا اپنے ٹھکانے پر ہوتا ہے اور خوب آرام حاصل کرتا ہے اور بھرپور نیند بھی آتی ہے۔ اور اطباء کا کہنا ہے کہ بائیں کروٹ سونے سے کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔ جبکہ دائیں کروٹ میں یہ کیفیت نہیں ہوتی۔

(٤٧١٧) وَعَنْ بَعْضِ اٰلِ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْوًا مِمَّا يُوْضَعُ فِيْ قَبْرِهٖ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۱۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بعض بچوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اس قسم کا تھا جیسا قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور مسجد آپ کے سرہانے کے قریب تھی۔ یعنی جہاں آپ تہجد کی نماز پڑھتے تھے وہ جگہ آپ کے سر کے پاس ہوتی تھی تا کہ اٹھنے کے بعد مصلی پر آسانی سے نماز پڑھ سکیں۔ (ابوداؤد)

پیٹ کے بل لیٹنے کی ممانعت

(٤٧١٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰى بَطْنِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضَجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۷۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اوندھا لیٹے دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ اس طرح لیٹنے کو پسند نہیں فرماتا۔ (ترمذی)

(٤٧١٩) وَعَنْ يَعِيْشَ بْنِ طِخْفَةَ بْنِ قَيْسٍ

(۴۷۱۹) حضرت یعیش بن طخفہ بن قیس غفاری اپنے والد سے نقل کر کے

٤٧١٤۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی جلوس الرجل ٤٨٤٨۔
٤٧١٥۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاد باب فی الرجل یجلس تربعا ٤٨٥٠۔
٤٧١٦۔ اسناده صحیح۔ شرح السنة ١٢/ ٣٢٥ ح ٣٣٥٩ مسند احمد ٥/ ٣٠٩۔ صحیح مسلم ٦٨٣۔
٤٧١٧۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب کیف یتوجه ٥٠٤٤ بعض آل ام سلمہ مجہول ہے۔
٤٧١٨۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الادب ما جاء فی کراهیة الاضطجاع علی البطن۔ ٢٧٦٨۔ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔
٤٧١٩۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرجل ینبطع علی بطنه ٥٠٤٠۔ ابن ماجه کتاب المساجد والجماعات باب النوم فی المساجد۔ ٧٥٢۔

الْغِفَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعٌ مِنَ السَّحَرِ عَلٰى بَطْنِىْ اِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِىْ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ

بیان کرتے ہیں جو اصحاب صفہ میں سے تھے کہ وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں صبح کے وقت پیٹ کے بل اوندھا لیٹا ہوا تھا' ایک شخص نے اپنے پاؤں سے مجھے ہلا کر کہا اس طرح کا لیٹنا خدا کو برا لگتا ہے تو میں نے دیکھا کہ کہنے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

(٤٧٢٠) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ بَاتَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ وَفِىْ رِوَايَةٍ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِىْ مَعَالِمِ السُّنَنِ الْخَطَّابِيِّ حِجًا

(۴۷۲۰) حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات کو ایسی چھت پر سوئے جس پر روکنے کی دیوار نہ ہو تو خدائے تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے۔ (ابوداؤد) کیونکہ بغیر منڈیر والی چھت سے گر جانے کا خطرہ ہے۔

(٤٧٢١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۷۲۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جس پر پردے کی دیوار نہ ہو، یعنی روکنے کی مونڈیر نہ ہو۔ (ترمذی)

مجالس میں بیٹھنا

(٤٧٢٢) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَنْ قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۲۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجلس کے درمیان میں بیٹھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

(٤٧٢٣) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۲۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر وہ مجلس ہے جو کشادہ ہو۔ (ابوداؤد) تاکہ وہاں بیٹھنے والوں کو آرام ہو۔

(٤٧٢٤) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ جُلُوْسٌ فَقَالَ ((مَالِىْ اَرٰى كُمْ عِزِيْنَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۲۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم الگ الگ دور دور بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ان کو اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا: میں تم کو اس طرح متفرق بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ سب کو مل کر بیٹھنا چاہیے تاکہ آپس میں محبت رہے۔ (ابوداؤد)

٤٧٢٠۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی النوم علی سطح غیر حجار ٥٠٤١۔ الصحیحه ٨٢٨.
٤٧٢١۔ اسناده صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی الفصاحة والبیان۔ ٢٨٥٤.
٤٧٢٢۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب الجلوس وسط الحلقة ٤٨٢٦۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی کراهیة القعود وسط الحلقة ٢٧٥٣ ابومجلز کی سیدنا حذیفہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔
٤٧٢٣۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی سعة المجلس ٤٨٢٠.
٤٧٢٤۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی التحلق۔ ٤٨٢٣.

(٤٧٢٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِی الْفَیْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعْضُهٗ فِی الشَّمْسِ وَبَعْضُهٗ فِی الظِّلِّ فَلْيَقُمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۲۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سایہ میں بیٹھا ہوا ہو اور سایہ وہاں سے کچھ ہٹ جائے اور دھوپ آ جائے اور اس کے جسم کا کچھ حصہ سایہ میں رہے اور کچھ دھوپ میں تو اس کو وہاں سے کھڑا ہو جانا چاہیے (یا تو بالکل دھوپ ہی میں رہے یا بالکل سایہ ہی میں رہے، کیونکہ کچھ دھوپ میں کچھ سایہ میں لیٹنا بیٹھنا شیطانی نشست ہے) (ابوداوٗد)

(٤٧٢٦) وَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ قَالَ ((اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِی الْفَیْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ فَلْيَقُمْ فَاِنَّهٗ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ))۔ هٰكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ مَوْقُوْفًا

(۴۷۲۶) اور شرح سنہ میں یہ الفاظ ہیں کیونکہ دھوپ اور سایہ کی الگ الگ تاثیر ہے ایک ہی وقت میں دونوں کی تاثیر ضرر رساں اور نقصان دہ ہے۔

(٤٧٢٧) وَعَنْ اَبِیْ اُسَيْدِ نِالْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَآءِ فِی الطَّرِيْقِ فَقَالَ لِلنِّسَآءِ اِسْتَاْخِرْنَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ۔ حَتّٰی اَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۴۷۲۷) حضرت ابواسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل کر باہر جا رہے تھے کہ راستہ میں دیکھا کہ مرد عورت ساتھ ساتھ مل کر چل رہے ہیں۔ آپؐ نے عورتوں کو فرمایا: تم مردوں کے پیچھے پیچھے چلو راستہ کے درمیان میں مت چلو بلکہ راستہ کے کنارے کنارے چلو۔ اس حکم کے سنتے ہی عورتیں کنارے کنارے اس طرح چلنے لگیں کہ دیوار میں ملنے لگیں بعض دفعہ ان کا کپڑا دیوار سے بھی لگ جاتا تھا۔ (ابوداوٗد، بیہقی)

(٤٧٢٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰی اَنْ يَمْشِیَ يَعْنِیْ الرَّجُلَ بَيْنَ الْمَرْاَتَيْنِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۲۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں عورتوں کو ساتھ ساتھ چلنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداوٗد)

(٤٧٢٩) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِیْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَذُكِرَ حَدِيْثَا عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِیْ بَابِ الْقِيَامِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَیْ عَلِیٍّ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ فِیْ بَابِ اَسْمَآءِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَصِفَاتِهٖ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

(۴۷۲۹) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے تو اس جگہ بیٹھتے جہاں مجلس کے کنارے خالی جگہ ہوتی۔ (ابوداوٗد)

٤٧٢٥۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی الجلوس بين الظل والشمس ٤٨٢١۔ الصحيحه ٨٣٧ .

٤٧٢٦۔ حسن۔ شرح السنة ١٢/ ٣٠١ ح ٣٣٣٥۔ دیکھئے: سابقہ حديث ٤٧٢٥ .

٤٧٢٧۔ حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی شیء النساء مع الرجال فی الطريق ٥٢٧٢۔ شعب الايمان ٧٨٢٢۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٤٧٢٨۔ اسناده موضوع۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی مشی النساء ٥٢٧٣ داؤد بن صالح المدنی منکر الحدیث ہے۔

٤٧٢٩۔ حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی التحلق ٤٨٢٥۔ الصحيحه۔ ٣٣٠ .

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(٤٧٣٠) عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَّبِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِىَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِىْ وَاتَّكَأْتُ عَلٰى اِلْيَةِ يَدِىْ فَقَالَ اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۷۳۰) حضرت عمرو بن شرید اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میں اپنا بایاں ہاتھ اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھے ہوئے تھا اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر سہارا لگائے ہوئے تھا۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا: اس طرح یہودی بیٹھا کرتے ہیں جو مغضوب علیہم ہیں۔ یعنی متکبروں اور گھمنڈیوں کی یہی نشست ہے۔ (ابوداوٗد)

(٤٧٣١) وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ مَرَّبِىَ النَّبِىُّ ﷺ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰى بَطْنِىْ فَرَكَضَنِىْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ يَا جُنْدُبُ اِنَّمَا هِىَ ضِجْعَةُ اَهْلِ النَّارِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

(۴۷۳۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر میرے پاس سے ہوا اور میں پیٹ کے بل سویا ہوا تھا۔ یعنی اوندھا تو آپؐ نے اپنی ٹانگ سے حرکت دے کر فرمایا: اے جندب! اس طرح کا لیٹنا جہنمیوں کا لیٹنا ہے۔ (ابن ماجہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اوندھا لیٹنا منع ہے۔

❁❁❁❁

٤٧٣٠۔ صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى الجلسة المكروهة ٤٨٤٨ .

٤٧٣١۔ صحيح۔ سنن ابن ماجه كتاب الادب باب النهى عن الاضطجاع على الوجه ٣٧٢٤ .

بَابُ الْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ
چھینکنے اور جمائی کے آداب

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

(٤٧٣٢) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ وَیَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا التَّثَاؤُبَ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاؤُبَ اَحَدُكُمْ فَلْیَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَائَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّیْطَانُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَالَ هَاضَحِكَ الشَّیْطَانُ مِنْهُ

(۴۷۳۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو برا جانتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی چھینکے اور الحمد اللہ کہے تو سننے والے مسلمان پر یہ ضروری ہے کہ اس کے جواب میں یرحمك اللہ کہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور جمائی شیطان کی جانب سے ہے۔ جب تم میں سے کسی کو جمائی آنے لگے تو جہاں تک ہو سکے اسے ہٹانے کی کوشش کرے کیونکہ جب کوئی جمائی لیتا ہے اور منہ کھول لیتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔ (بخاری) اور مسلم کی روایت میں اس طرح ہے کہ جب کوئی جمائی لیتا ہے اور ہا کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

توضیح: طبعی چھینک آنے سے دماغ ہلکا ہوتا ہے اور دل صاف ہو جاتا ہے جس سے فرحت اور سکون و اطمینان ہوتا ہے جو عبادت الٰہی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور جمائی سستی و غفلت لاتی ہے اور شیطان غفلت و سستی کو پسند کرتا ہے اور یہی غفلت و سستی معصیت الٰہی کا سبب بن جاتی ہے اور جمائی میں منہ کھل جاتا ہے تو اس وقت منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہیے تاکہ دیکھنے والے کو برا نہ معلوم ہو اور مکھی وغیرہ بھی نہ گھسنے پائے۔ اس لیے حتی الامکان جمائی کو روک لینا چاہیے۔

(٤٧٣٣) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْیَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْصَاحِبُهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْیَقُلْ یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(۴۷۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کو چھینک آ جائے تو اس کے شکریہ میں اس کو الحمد للہ کہنا چاہیے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ اور اس کے سننے والے بھائی یا ساتھی کو یرحمک اللہ کہنا چاہیے۔ اللہ تیرے اوپر رحم کرے۔ پھر اس کے جواب میں چھینکنے والا یهدیکم الله ویصلح بالکم کہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت سنوار دے۔

٤٧٣٢۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب اذا کتاب فلیضع یده علی فیه۔ ٦٢٢٣٬٦٢٢٦۔ مسلم ٢٩٩٤۔٧٤٩٠۔

٤٧٣٣۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب اذا اعطس کیف یشمت ٦٢٢٤۔

(٤٧٣٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ اَحَدُهُمَ وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ قَالَ ((اِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۷۳۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں نے چھینکا تو ایک آدمی نے الحمد للہ کہا اس کے جواب میں آپؐ نے یرحمك الله کہا اور دوسرے کی چھینک کا جواب نہیں دیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی چھینک کا جواب دیا اور میرے چھینک کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا اس نے الحمد للہ کہا تو میں نے جواب دیا اور تم نے الحمد للہ نہیں کہا اس لیے میں نے جواب نہیں دیا۔ (بخاری و مسلم)

(٤٧٣٥) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ وَاِنْ لَّمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۳۵) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جب تم میں سے کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اس کا جواب دو۔ اور اگر چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو جواب نہ دو۔ (مسلم)

بار بار چھینک آنا زکام کی علامت

(٤٧٣٦) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰى فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ فِي الثَّالِثَةِ اَنَّهٗ مَزْكُوْمٌ

(۴۷۳۶) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے چھینکا اس کے بعد الحمد للہ کہا تو آپؐ نے اس کا جواب یرحمک اللہ سے دیا۔ پھر دوبارہ اسے چھینک آئی تو آپ نے فرمایا: اس کو زکام ہو رہا ہے۔ (مسلم) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اس کو تیسری دفعہ بھی چھینک آئی تو آپؐ نے فرمایا یہ زکام والا ہے کیونکہ زکام کی حالت میں چھینک بہت آتی ہے۔

(٤٧٣٧) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا تَثَائَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فَمِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۳۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی جمائی لے اس کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے، یعنی منہ کو بند کر لے کیونکہ کھلے ہوئے منہ میں شیطان داخل ہو جاتا ہے، یعنی مکھی وغیرہ کی شکل میں۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

چھینکتے وقت اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھنا

(٤٧٣٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

(۴۷۳۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب

٤٧٣٤۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب لا يشت العاطس اذا لم يحمد الله ٦٢٢٥۔ مسلم كتاب الزهد والرقائق باب تشميت العاطس و كراهة التثاؤب ٢٩٩١۔ ٧٤٨٦.

٤٧٣٥۔ صحيح مسلم كتاب الزهد والرقائق باب تشميت العاطس و كراهة التثاؤب۔ ٢٩٩٢۔ ٧٤٨٨.

٤٧٣٦۔ صحيح مسلم كتاب الزهد باب تشميت العاطس ٢٩٩٣۔ ٧٤٨٩.

٤٧٣٧۔ صحيح مسلم كتاب الزهد باب تشميت العاطس ٢٩٩٥۔ ٧٤٩١.

كَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰى وَجْهَهٗ بِيَدِهٖ اَوْثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

چھینکتے تو اپنا منہ اپنے ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانک لیتے اور اپنی آواز پست کر لیتے۔ (ترمذی وابوداؤد)

توضیح: چھینک آنے کے وقت منہ پر کپڑا اس لیے ڈھانکتے تھے تاکہ ناک کی رطوبت کی چھینٹیں کسی پر نہ پڑیں۔

(٤٧٣٩) وَعَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَلْيَقُلِ الَّذِىْ يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ هُوَ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

(۴۷۳۹) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں چھینک آئے تو الحمدللہ علی کل حال کہنا چاہیے اور اس کے جواب دینے والے کو یرحمک اللہ، پھر چھینکنے والا اس کے جواب میں یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے (ترمذی وابوداؤد)

(٤٧٤٠) وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ الْيَهُوْدُ يَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَرْجُوْنَ اَنْ يَقُوْلَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۴۰) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہودی بیٹھتے تھے تو باتکلف آپس میں چھینکتے تھے اس امید کی بنا پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں یرحمکم اللہ کہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہتے تھے۔ (ترمذی وابوداؤد) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں پر ہدایت کی دعا کرتے تھے۔

مسنون دعاؤں میں کمی بیشی جائز نہیں

(٤٧٤١) وَعَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ لَهٗ سَالِمٌ وَعَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ فَكَانَ الرَّجُلُ وَجَدَ فِىْ نَفْسِهٖ فَقَالَ اَمَا اِنِّىْ لَمْ اَقُلْ اِلَّا مَا قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ اِذَا عَطَسَ

(۴۷۴۱) حضرت ہلال بن یساف بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سالم بن عبید کے ساتھ تھے تو ایک شخص کو چھینک آ گئی۔ اس نے السلام علیکم کہا حضرت سالم نے اس کے جواب میں وعلیك و علی امك کہا۔ وہ شخص ناراض ہو گیا۔ حضرت سالم نے کہا: کیوں ناراض ہوتے ہو؟ میں نے جواب میں وہی کہا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے چھینکا اور اس نے السلام علیکم کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب علیک وعلی امک یعنی تجھ

٤٧٣٨۔ حسن۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى العطاس ٥٠٢٩۔ ترمذى كتاب الادب باب ما جاء فى خفض الصوت۔ ٢٧٤٥.

٤٧٣٩۔ سنن ترمذى كتاب الادب باب ما جاء كيف تشميت العاطس ٢٧٤١۔ دارمى كتاب الاستئذان باب اذا عطس الرجل ما يقول ٢/ ٢٨٣ح ٢٦٦٢.

٤٧٤٠۔ اسناده حسن۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب كيف تشميت الذهبى ٥٠٣٨۔ ترمذى كتاب الادب باب ما جاء كيف تشميت العاطس ٣٧٣٩.

٤٧٤١۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب ما جاء فى تشميت العاطس ٥٠٣١۔ ترمذى كتاب الادب باب ما جاء كيف تشميت العاطس ٢٧٤٠ ہلال بن یساف کی سالم بن عبید سے ملاقات ثابت نہیں لہٰذا انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلْيَقُلْ لَهٗ مَنْ يَرُدُّ عَلَيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

پر اور تیری ماں پر سلام ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ چھینکنے کے وقت السلام علیکم نہیں کہنا چاہیے الحمد الله رب العالمین کہنا چاہیے اور اس کے جواب دینے والے کو یرحمك الله کہنا چاہیے پھر چھینکنے والے کو اس کے جواب میں یغفر الله لی ولکم اللہ تعالیٰ مجھ کو تمہیں بخش دے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھینک کے وقت السلام علیکم نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ بے موقع ہے اور آپ ؐ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا: تم پر اور تمہاری ماں پر سلام ہو۔ یہ بطور نصیحت اور ادب کے تھا کہ اگر تیری ماں مؤدب اور سلیقہ شعار ہوتی تو تجھ کو چھینک کی دعا سکھاتی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح سے چھینک کے سننے والے کے جواب میں یهدیکم الله ویصلح بالکم کہنا چاہیے۔ اسی طرح یغفر الله لی ولکم بھی کہنا چاہیے۔

(٤٧٤٢) وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا فَمَا زَادَ فَاِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۴۷۴۲) حضرت عبید بن رفاعہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھینکنے والے کا تین دفعہ جواب دو اور اگر اس سے زیادہ چھینکے تو تم چاہو تو جواب دو یا نہ دو۔ (ابوداؤد و ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(٤٧٤٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ شَمِّتْ اَخَاكَ ثَلٰثًا فَاِنْ زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنَّهٗ رَفَعَ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ

(۴۷۴۳) حضرت ابوہریرہ ؓ نے کہا کہ اگر تمہارا بھائی تین مرتبہ چھینکے تو اس کا جواب دو اور اگر تین مرتبہ سے زیادہ چھینکے تو سمجھ کہ اس کو زکام ہو گیا ہے۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٤٧٤٤) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا عَطَسَ اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۴۷۴۴) حضرت نافع ؒ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر ؓ کے پاس ایک آدمی نے چھینکا اور یہ کہا: الحمد لله والسلام علی رسول الله تو ابن عمر ؓ نے کہا کہ ہم بھی ایسا ہی کہتے تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایسا نہیں سکھایا۔ بلکہ آپ ﷺ نے ہم کو سکھایا ہے کہ ہم کہیں: الحمد لله علی کل حال۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

٤٧٤٢۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب کم مدۃ تشمیت العاطس ٥٠٣٦۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء کم تشمیت العاطس ٢٧٤٤ ۔

٤٧٤٣۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب کم مرۃ تشمیت العاطس ٥٠٣٤ ۔

٤٧٤٤۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما یقول العاطس اذا اعطس ٢٧٣٨ ۔

بَابُ الضِّحْكِ

ہنسی کے آداب کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

رسول کریم ﷺ کی مسکراہٹ

(٤٧٤٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۴۷۴۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی اس طرح کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا کوا نظر آئے۔ بلکہ آپ ﷺ صرف مسکراتے تھے۔ (بخاری)

(٤٧٤٦) وَعَنْ جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۷۴۶) حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا اور نہ ہی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ زیادہ ہنستے ہیں بلکہ صرف آپ مسکراتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

(٤٧٤٧) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَاْخُذُوْنَ فِيْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ

(۴۷۴۷) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس جگہ صبح کی نماز پڑھتے تھے سورج نکلنے کے وقت تک وہیں بیٹھے رہتے تھے۔ سورج نکلنے کے بعد آپ تشریف لے جاتے فجر کی نماز سے فراغت کے بعد سورج نکلنے تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پاس بیٹھ جاتے اور جاہلیت کی باتیں کرتے اور آپس میں ہنستے تو آپ ﷺ بھی اس کے ساتھ مسکرایا کرتے تھے۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٤٧٤٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ رضی اللہ عنہ

(۴۷۴۸) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

٤٧٤٥۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب التبسم والضحك ٦٠٩٢.

٤٧٤٦۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب التبسم والضحك ٦٠٨٩۔ مسلم کتاب فضائل الصحابه باب من فضائل جریر بن عبدالله ٢٤٧٥۔ ٦٣٦٣.

٤٧٤٧۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تبسمه و حسن عشرته ٢٣٢٢۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی انشار الشعر ٢٨٥٠.

٤٧٤٨۔ اسناده صحیح۔ سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی بشاشة النبیؐ ٣٦٤١.

قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مسکراتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ (مسلم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ باتیں کرتے وقت مسکراتے تھے اور ہر ایک سے مسکرا کر ملتے تھے' ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ہر جگہ دانت زیادہ کھول کر ہنس رہے ہوں، ایسا ہرگز نہیں تھا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

صحابہ کرام کے اوصاف

(٤٧٤٩) عَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ وَقَالَ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ اَدْرَكْتُهُمْ يَشْتَدُّوْنَ بَيْنَ الْاَغْرَاضِ وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ كَانُوْا رُهْبَانًا۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(۴۷۴۹) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہنسا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، حالانکہ ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے بھی زیادہ بڑا تھا، یعنی باوجود مومن کامل ہونے کے بھی حضور کے سامنے ہنستے تھے۔ آپ کی عزت واحترام کرتے تھے۔ حضرت بلال بن سعد نے کہا کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیروں کے نشان پر دوڑتے ہوئے دیکھا، یعنی تیر اندازی کرنے کے بعد جہاں تیر گرنے کا نشان تھا وہاں آپس میں دوڑتے ہوئے جاتے اور دیکھتے کس کا تیر نشانے پر لگا ہے اور کس کا نہیں لگا اور آپس میں ہنستے بھی تھے۔ یہ جہاد کی تیاری کی مشق میں ایسا کرتے تھے۔ جب رات ہوتی تو اپنے خدا سے زیادہ ڈرنے والے ہو جاتے، یعنی دن جہاد کی تیاریوں میں لگتا اور رات خدا کی یاد میں لگتی۔ (شرح سنہ)

❁❁❁❁

٤٧٤٩۔ حسن۔ شرح السنة ١٢/ ٣١٨ قبل حديث ٣٣٥٢۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

بَابُ اسْلَامِیْ

نام رکھنے کے آداب کا بیان

جان پہچان اور تعین کے لیے نام رکھے جاتے ہیں جیسا کہ دستور ہے۔لیکن نام رکھنے کے بھی آداب ہیں کہ اچھا سے اچھا نام رکھنا چاہیے اور برے نام رکھنے سے بچنا چاہیے۔قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی طرف اشارہ فرمایا: ﴿بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ﴾ ایمان لانے کے بعد برا نام بہت ہی برا ہے معلوم ہوا ایمان لانے کے بعد اچھا ہی نام ہونا چاہیے حتی الامکان ایسے نام رکھے جائیں جن میں خاکساری اور تواضع وغیرہ پائی جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوں غیر خدا کی طرف اس کی نسبت نہ ہو جس سے شرک کی بو آتی ہو۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَo فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَo﴾

''وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے تم کو ایک تن واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے' پھر جب میاں نے بیوی سے قربت کی تو اس کو حمل رہ گیا ہلکا سا سو وہ اس کو لیے ہوئے چلتی پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں میاں بیوی اللہ سے جو کہ ان کا مالک ہے دعا کرنے لگے کہ اگر آپ نے ہم کو صحیح سالم اولاد دے دی تو ہم خوب شکرگزاری کریں گے۔سو جب اللہ تعالیٰ نے دونوں کو صحیح سالم اولاد دے دی تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کے شریک قرار دینے لگے سو اللہ تعالیٰ پاک ہے ان کے شریک سے۔''

یعنی دنیا میں انسانوں کی آبادی حضرت آدم وحوا سے پھیلی اور انہیں دونوں میں میل ومحبت کا رشتہ قائم کیا جس سے اولاد پیدا ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس کی شکرگزاری کرنی چاہیے،لیکن بعض لوگوں میں صحیح سالم اولاد ہونے پر بھی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا یعنی ایسا نام رکھا جس میں شرک کی آمیزش رہی۔عبدالحارث یا عبدالنبی' عبدالرسول یا نبی بخش' پیر بخش' سالار بخش' بندہ علی وغیرہ شریعت نے ناموں کے رکھنے میں بھی بڑے اہتمام کا حکم دیا ہے جس کا بیان نیچے آرہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

ابوالقاسم کنیت کی ممانعت

(٤٧٥٠) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ (۴۷۵۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں

٤٧٥٠۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما ذکر فی الاسواق ٢١٢٠۔ مسلم کتاب الادب باب النهی عن التکنی بابی القاسم ٢١٣١۔ ٥٥٨٦۔

السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ وَقَالَ اِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((سَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْیَتِیْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے یا ابوالقاسم کہہ کر آواز دی (یہ ابوالقاسم آپ ﷺ کی کنیت تھی' آپؐ نے خیال کیا کہ مجھے کوئی آواز دے رہا ہے) تب آپؐ نے اس کی طرف دیکھا اس نے کہا: میں آپ کو نہیں بلا رہا ہو۔ (بلکہ دوسرے ابوالقاسم کو بلا رہا ہوں) اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر تم نام رکھ سکتے ہو لیکن میری کنیت پر، یعنی ابوالقاسم پر کسی کی کنیت نہ رکھو تاکہ شبہ نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

(٤٧٥١) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((سَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْیَتِیْ فَاِنِّیْ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اُقْسِمُ بَیْنَكُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۴۷۵۱) حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کسی کی کنیت نہ رکھو۔ میں قاسم بنایا گیا ہوں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو تمہارے اندر تقسیم کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

(٤٧٥٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۵۲) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے۔ (مسلم)

کچھ ناپسندیدہ نام

(٤٧٥٣) وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُسَمِّیَنَّ غُلَامَكَ یَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِیْحًا وَلَا اَفْلَحَ فَاِنَّكَ تَقُوْلُ اَثَمَّ هُوَ فَلَا یَكُوْنُ فَیَقُوْلُ لَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ قَالَ لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا یَسَارًا وَلَا اَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا

(۴۷۵۳) حضرت سمرہ بن جندب ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے غلاموں کے نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھو (کیونکہ یسار کے معنی آسانی اور فراخی اور رباح کے معنی فائدہ، نفع اور نجیح کے معنی کامیابی اور حاجت برآوری اور افلح کے معنی نجات چھٹکارے کے ہیں) تو جب تم میں سے کوئی ان ناموں میں سے کسی نام کو لے کر پکارے گا اور اتفاقاً وہ وہاں موجود نہ ہو تو کہا جائے گا وہ نہیں ہے تو تم اس سے شگون بدلو گے (جیسے یسار نام لے کر پکارو گے اور جواب دیا گیا نہیں تو اس کا یہ مطلب سمجھو گے کہ گھر میں فراخی و آسانی نہیں ہے' یا رباح نام لے کر آواز دی اور نہیں کا جواب ملا تو یہ مطلب سمجھے کہ فائدہ نہیں ہوگا یا نجیح کے نام سے آواز دی اور وہ نہیں ہے تو سمجھو گے کامیابی نہیں ہے اور یہ بری بات ہے۔ (مسلم)

(٤٧٥٤) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ اَرَادَ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یَنْهٰى اَنْ یُسَمّٰى بِیَعْلٰى وَبِبَرَكَةَ وَبِاَفْلَحَ وَبِیَسَارٍ وَبِنَافِعٍ وَبِنَحْوِ ذَالِكَ ثُمَّ رَاَیْتُهٗ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا ثُمَّ قُبِضَ وَلَمْ یَنْهَ عَنْ ذَالِكَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۵۴) حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کا یعلی، برکت افلح یسار اور نافع کے نام رکھنے سے منع فرمایا ہے وغیرہ پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ خاموش ہو گئے اور آپ کا انتقال ہو گیا اور صراحتاً منع نہیں فرمایا۔ (مسلم)

٤٧٥١۔ صحیح بخاری کتاب فرض الحمسن باب قول الله تعالیٰ فان لله خمسه وللرسول ٣١١٤۔ مسلم کتاب الادب باب النهی عن التكنی مابی القاسم ٢١٣٣۔ ٥٥٨٩.

٤٧٥٢۔ صحیح مسلم کتاب الادب باب النهی عن التكنی بابی القاسم ٢١٣٢۔٥٥٨٧.

٤٧٥٣۔ صحیح مسلم کتاب الادب باب كراهة التسمية بالاسماء القبیحة ٣١٣٧۔ ٥٦٠٠.

٤٧٥٤۔ صحیح مسلم کتاب الادب باب كراهة التسمية بالاسماء القبیحة ٢١٣٨۔ ٥٦٠٣

توضیح: پہلی حدیث میں ناموں کے رکھنے کی ممانعت آئی ہے غالباً حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث نہیں سنی ہو گی اس لیے ایسا فرمایا۔

سب سے برا نام

(٤٧٥٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَخْنَى الْاَسْمَآءِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ یُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اَغْیَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَخْبَثُهٗ رَجُلٌ كَانَ یُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ

(۴۷۵۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب ناموں سے زیادہ برا نام اس کا ہوگا جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہوگا۔ (بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ خبیث اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو غصہ میں ڈالنے والا وہ شخص ہوگا کہ دنیا میں اس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہوگا۔ حالانکہ دنیا وآخرت میں بادشاہت اسی اللہ ہی کے لیے ہے۔

(٤٧٥٦) وَعَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سُمِّیْتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَیْنَبُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۵۶) حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں شروع میں میرا نام برہ رکھا گیا تھا جس کے معنی نیکوکار کے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی تعریف مت کرو خدا خوب جانتا ہے نیکوں کو بھی اور بروں کو بھی اور آپ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔ (مسلم) تب سے میرا نام زینب پڑ گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت پر نام بدلا جا سکتا ہے۔

(٤٧٥٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَتْ جُوَیْرِیَةُ اِسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْمَهَا جُوَیْرِیَةَ فَكَانَ یَكْرَهُ اَنْ یُّقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۵۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا تھیں جن کا پہلا نام برہ تھا آپ نے اس کو بدل کر جویریہ رکھ دیا۔ کیونکہ آپ کو یہ بات بھلی نہیں معلوم ہوتی تھی کہ برہ یعنی بھلائی نکل گئی۔ (مسلم)

(٤٧٥٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ یُقَالُ لَهَا عَاصِیَةٌ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَمِیْلَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۵۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کی لڑکی کا نام عاصیہ تھا، یعنی گنہ گار نافرمان تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔ (مسلم) عرب ایام جاہلیت میں ایسا ہی نام رکھتے تھے جس سے روک دیا گیا۔

(٤٧٥٩) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُتِیَ

(۴۷۵۹) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت منذر بن

٤٧٥٥۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب ابغض الاسماء الی اللہ تعالیٰ ٦٢٠٦۔ مسلم کتاب الادب باب تحریم التسمی بملك الاملاك ٢١٤٣۔٥٦١٠، ٥٦١١۔

(٤٧٥٦) صحیح مسلم کتاب الادب باب استحباب تغیر الاسم القبیح۔ ٢١٤٢۔ ٥٦٠٩۔

٤٧٥٧۔ صحیح مسلم کتاب الادب باب استحباب تغییر الاسم القبیح ٢١٤٢۔٥٦٠٩۔

٤٧٥٨۔ صحیح مسلم کتاب الادب باب استحباب تغییر الاسم القبیح ٢١٣٩۔٥٦٠٠۔

٤٧٥٩۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب تحویل الاسم ٦١٩١۔ مسلم کتاب الادب باب استحباب تحنیك المولود۔ ٢١٤٩۔٥٦٢١۔

بِالْمُنْذِرِ بْنِ اَبِیْ اُسَیْدٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ حِیْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهٗ عَلٰی فَخِذِهٖ فَقَالَ ((مَا اسْمُهٗ)) فَقَالَ فُلَانٌ قَالَ ((لَا لٰكِنْ اِسْمُهُ الْمُنْذِرُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ابی اسید رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے ان کو اپنے زانوں مبارک پر بیٹھالیا' پھر دریافت فرمایا اس بچے کا کیا نام ہے؟ تو بتایا کہ فلاں نام ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں اس کا نام منذر ہے۔ (بخاری و مسلم)

(٤٧٦٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ كُلُّكُمْ عَبِیْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَآئِكُمْ اِمَآءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِیَقُلْ غُلَامِیْ وَجَارِیَتِیْ وَفَتَایَ وَفَتَاتِیْ وَلَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ وَلٰكِنْ لِیَقُلْ سَیِّدِیْ، وَفِیْ رِوَایَةٍ لِیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِهٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلٰكُمُ اللّٰهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۶۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے غلام یا لونڈی کو میرا غلام یا میری لونڈی کہہ کر نہ پکارے۔ تم سب اللہ تعالیٰ کے غلام اور سب عورتیں اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں ہیں، لیکن یوں کہو! میرا خادم' میری خادمات' میرا جوان خادم اور میری جوان خادمہ۔ کوئی غلام اپنے آقا کو میرا پروردگار کہہ کر نہ بولے۔ بلکہ یوں کہے کہ میرا سردار اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی غلام اپنے آقا کو آقا کہہ کر نہ بلائے کیونکہ سب کا آقا اور مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ (مسلم) یہ سب آداب کے الفاظ ہیں۔ ورنہ مجازاً کہنا جائز ہے کیونکہ قرآن مجید سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ ﴿وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ﴾

(٤٧٦١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُوْلُوْا الْكَرْمَ فَاِنَّ الْكَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم انگور کو کرم مت کہو کیوں کہ کرم مومن کا دل ہے۔

(٤٧٦٢) وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ ((لَا تَقُوْلُوْا الْكَرْمَ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا الْعِنَبَ وَالْحَبَلَةَ.))

(۴۷۶۲) ایک روایت میں ہے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تم انگور کو کرم مت کہو۔ بلکہ عنب اور حبلہ کہو۔ (مسلم)

توضیح: عنب اور حبلہ کے معنی بھی انگور ہی کے ہیں۔ عرب لوگ کرم بھی کہتے تھے اور کرم کے معنی بزرگی اور بھلائی و بخشش کے ہیں۔ یہ لفظ انگور کے لیے مناسب نہیں ہے۔

(٤٧٦٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا یَا خَیْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(۴۷۶۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم انگور کا نام کرم مت رکھو اور نہ تم زمانے کو ناامیدی کے الفاظ سے یاد کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے، یعنی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ (بخاری)

توضیح: جاہلیت کے لوگ زمانہ کو برا بھلا کہتے تھے۔ آپ نے اس سے منع فرمایا کہ بھلائی یا برائی کا کرانے والا اللہ ہے زمانہ کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

٤٧٦٠۔ صحیح مسلم كتاب الالفاظ من الادب باب حكم طلاق لفظة العبد ٢٢٤٩، ٥٨٧٤، ٥٨٧٧، ٥٨٧٥ .

٤٧٦١۔ صحیح مسلم كتاب الالفاظ من الادب كراهة تسمية العنب كرما ٢٢٤٧۔٥٨٦٨ .

٤٧٦٢۔ صحیح مسلم كتاب الالفاظ من الادب كراهية تسمية العنب كرما ٢٢٤٨۔٥٨٧٣ .

٤٧٦٣۔ صحیح بخاری كتاب الادب باب لا تسبوا الدهر ٦١٨٢ .

(٤٧٦٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَسُبُّ اَحَدُكُمُ الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم زمانے کو گالی مت دو۔ کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے اور وہی اس کو پھیرنے والا ہے، زمانہ کو گالی دینا خدا کو گالی دینا ہے۔ (مسلم)

(٤٧٦٥) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ اٰدَمَ فِيْ بَابِ الْاِيْمَانِ

(۴۷۶۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اس طرح نہ کہے کہ میرا نفس برا ہو گیا ہے بلکہ یہ کہے میرا نفس خراب ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: حبثت نفسی' لقست نفسی کے ایک ہی معنی ہیں یعنی جی متلانا لیکن آپ ﷺ نے نفس خبثت کو پسند نہیں فرمایا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

ابوالحکم کنیت پر ناپسندیدگی

(٤٧٦٦) عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ يُكَنُّوْنَهُ بِاَبِي الْحَكَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَاِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكْنٰى اَبَا الْحَكَمِ)) قَالَ اِنَّ قَوْمِيْ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْ شَيْءٍ اَتَوْنِيْ فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيْقَيْنِ بِحُكْمِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اَحْسَنَ هٰذَا فَمَالَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟)) قَالَ لِيْ شُرَيْحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُاللّٰهِ قَالَ ((فَمَنْ اَكْبَرُهُمْ)) قَالَ قُلْتُ شُرَيْحٌ قَالَ ((فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَيْحٍ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ

(۴۷۶۶) حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ اپنے باپ ہانی سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس نمائندہ کی حیثیت سے حاضر ہوتے تو آپ نے لوگوں سے سنا کہ ان کو ابوالحکم کنیت سے پکار رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا کر فرمایا کہ اللہ ہی کا حکم ہے اور اسی کی طرف سے حکم ہے۔ تم نے اپنی کنیت ابوحکم کیوں رکھی؟ انہوں نے کہا: جب میری قوم میں کوئی اختلاف اور جھگڑا ہو جاتا ہے تو فریقین کے لوگ میرے پاس آتے ہیں اور میں فیصلہ کر دیتا ہوں تو دونوں فریقین راضی ہو جاتے ہیں، اس لیے مجھے ابوالحکم کہنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو بہت اچھا ہے۔ تمہارے کتنے بچے ہیں؟ انہوں نے کہا تین ہیں۔ شریح' مسلم' عبداللہ۔ آپ نے فرمایا کون بڑا ہے۔ میں نے کہا شریح' آپ نے فرمایا تو تم ابوشریح ہو۔ (ابوداؤد و نسائی)

(٤٧٦٧) وَعَنْ مَسْرُوْقٍ رحمہ اللہ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ

(۴۷۶۷) حضرت مسروق رحمہ اللہ نے بیان کیا میری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ

٤٧٦٤۔ صحيح مسلم كتاب الالفاظ من الادب باب كراهية تسمية العنب كرما ٢٢٤٧۔٥٨٦٧.

٤٧٦٥۔ صحيح بخارى كتاب الادب باب لا يقل خبيث نفسى ٦١٧٩۔ مسلم كتاب الالفاظ من الادب باب كراهة قول الانسان خبثت نفسى ٢٢٥٠۔٥٨٧٨.

٤٧٦٦ اسناده حسن۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى تغيير الاسم القبيح ٤٩٥٥۔ نسائى كتاب الادب القضاة باب اذا مكحوا رجلا فقضى بينهم ٥٣٨٩.

٤٧٦٧۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى تغيير الاسم القبيح ٤٩٥٧۔ ابن ماجه كتاب الادب باب ما يكره من الاسماء ٣٧٣١ مجاہد بن سعید ضعیف راوی ہے۔

فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَلْاَجْدَعُ شَيْطَانٌ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ

سے ہوئی۔ تو انہوں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا میں مسروق بن اجدع ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ اجدع شیطان ہے (ابوداؤد و ابن ماجہ)

توضیح: اجدع کے معنی ناک، کان اور ہاتھ، ہونٹ کٹے ہوئے کے ہیں اور شیطان کو بھی کہا جاتا ہے۔ یہ نام اچھا نہیں ہے اگر وہ زندہ ہے تو بدل دینا چاہیے۔

روز قیامت باپ کے نام سے پکارا جائے گا

(٤٧٦٨) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَائَكُمْ.)) رَوَاهُ اَحْمَدُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۶۸) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے باپ کے ناموں سے بلائے جاؤ گے۔ اس لیے تم اچھے نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد و احمد)

ابوالقاسم کنیت کی ممانعت حضور کی زندگی میں تھی

(٤٧٦٩) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى اَنْ يَّجْمَعَ اَحَدٌ بَيْنَ اِسْمِهٖ وَكُنْيَتِهٖ وَيُسَمّٰى مُحَمَّدٌ اَبَا الْقَاسِمِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۷۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی اپنے نام اور اپنی کنیت کو ایک ساتھ جمع کرے اور وہ یوں کہے، محمد ابوالقاسم۔ (ترمذی) یہ ممانعت صرف آپ کی زندگی میں تھی تا کہ اشتباہ نہ ہو جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

(٤٧٧٠) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اِذَا سَمَّيْتُمْ بِاِسْمِيْ فَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ ((مَنْ تَسَمّٰى بِاِسْمِيْ فَلَا يَكْتَنِ بِكُنْيَتِيْ وَمَنْ تَكَنّٰى بِكُنْيَتِيْ فَلَا يَتَسَمَّ بِاِسْمِيْ.))

(۴۷۷۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے نام پر اپنا نام رکھ سکتے ہو اور میری کنیت کو اپنی کنیت نہیں رکھ سکتے یعنی محمد نام رکھ سکتے ہو ابوالقاسم کنیت نہیں رکھ سکتے۔ (ترمذی و ابن ماجہ) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جو اپنا میرا نام رکھے وہ میری کنیت نہ رکھے اور جو میری کنیت رکھے وہ میرے نام پر اپنا نام نہ رکھے۔

(٤٧٧١) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ وَلَدْتُ غُلَامًا فَسَمَّيْتُهٗ مُحَمَّدًا وَكَنَّيْتُهٗ اَبَا الْقَاسِمِ فَذُكِرَ لِيْ اَنَّكَ تَكْرَهُ

(۴۷۷۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے آ کر آپ ﷺ سے کہا کہ میرا بچہ پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام محمد اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپؐ اس کو پسند نہیں فرماتے۔

٤٧٦٨۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ٥/ ١٩٤ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى تغيير الاسماء ٤٩٤٨ عبداللہ بن ابی زکریا نے سیدنا ابوالدرداء سے نہیں سنا۔

٤٧٦٩۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذى كتاب الادب باب ما جاء فى كراهية الجمع بين اسم النبیؐ ٢٨٤١۔

٤٧٧٠۔ ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب من رأى ان لا يجمع بينهما ٤٩٦٦۔ ترمذى كتاب الادب باب ماجاء فى كراهية الجمع بين اسم النبیؐ و كنيته ٢٨٤٢ ابوالزبیر مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

٤٧٧١۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى الرخصة فى الجمع بينهما ٤٩٦٨ محمد بن عمران مجہول ہے۔

ذَالِكَ فَقَالَ ((مَا الَّذِیْ اَحَلَّ اِسْمِیْ وَحَرَّمَ كُنْيَتِیْ اَوْمَا الَّذِیْ حَرَّمَ كُنْيَتِیْ وَاَحَلَّ اِسْمِیْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ مُحْيِ السُّنَّةِ غَرِيْبٌ

آپ نے سن کر فرمایا: کس چیز نے میرے نام کو حلال کیا اور کس نے میری کنیت حرام کی، یعنی میرے نام پر نام رکھنا بھی جائز ہے اور میری کنیت پر کنیت رکھنا بھی جائز ہے، لیکن میری زندگی میں ان دونوں کا جمع کرنا مناسب نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٧٧٢) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ وُلِدَلِیْ بَعْدَكَ وَلَدٌ اُسَمِّيْهِ بِاِسْمِكَ وَاُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ ((نَعَمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۷۲) حضرت محمد بن حنفیہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ کے انتقال کے بعد میرے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمد اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں رکھ سکتے ہو۔ (ابوداؤد)

(٤٧٧٣) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَنَّانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَقْلَةٍ كُنْتُ اَجْتَنِيْهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ فِی الْمَصَابِيْحِ صَحَّحَهُ

(۴۷۷۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک ساگ اکھیڑ رہا تھا جس کو حمزہ کہتے تھے تو آپؐ نے میری کنیت ابوحمزہ رکھ دی۔ (ترمذی)

رسول کریم ﷺ برے نام بدل دیا کرتے تھے

(٤٧٧٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَنَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۴۷۷۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خراب نام کو بدل کر اچھا نام رکھ دیتے تھے۔ (ترمذی)

(٤٧٧٥) وَعَنْ بَشِيْرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَمِّهِ اُسَامَةَ بْنِ اَخْدَرِیِّ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ اَصْرَمُ كَانَ فِی النَّفَرِ الَّذِیْ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اسْمُكَ)) قَالَ اَصْرَمُ قَالَ ((بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ.)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۷۵) حضرت بشیر بن میمون اپنے چچا اسامہ بن اخدری سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جماعت آئی جس میں ایک شخص کا نام اصرم تھا (جس کے معنی درخت کاٹنے والا) آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا اصرم۔ آپؐ نے فرمایا: بلکہ تو زرعہ ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٧٧٦) وَقَالَ وَغَيَّرَ النَّبِیُّ ﷺ اسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيْزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانَ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَحُبَابٍ وَشِهَابٍ وَقَالَ تَرَكْتُ اَسَانِيْدَهَا لِلْاِخْتِصَارِ.

(۴۷۷۶) آپ ﷺ نے بہت سے خراب ناموں کو بدل دیا تھا، جیسے عاص عزیز، عتلہ، شیطان، حکم، غزراب، جناب، شہاب وغیرہ۔ عاصی کے معنی نافرمانی کرنے والا اور عزیز اللہ کا نام ہے تو صرف عزیز نام رکھنا جائز نہیں ہے اور عتلۃ کے معنی شدت اور غلظت کے ہیں یہ مومن کی شان کے خلاف ہے اور شیطان کے معنی سرکش کے ہیں حکم جس کے معنی حاکم کے ہیں یہ بھی اللہ کی صفت ہے۔ اور غراب کوے کو کہتے ہیں جو ایک جانور ہے مردار خور اور جناب سانپ کو کہتے ہیں اور شیطان کا نام بھی ہے

٤٧٧٢۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب فی الرخصة فی الجمع بینهما ٤٩٦٧.
٤٧٧٣۔ اسناده ضعیف جدا۔ سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب انس بن مالك ٣٨٣٠ جابر الجعفی متروک ہے۔
٤٧٧٤۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الادب ما جاء فی تغییر الاسماء ٢٨٣٩۔ الصحیحه ٢٠٧.
٤٧٧٥۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح ٤٩٥٤.
٤٧٧٦۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسم القبیح ٤٩٥٦.

شہاب آگ کے انگارے کو کہتے ہیں۔

(٤٧٧٧) وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِالْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ اَوْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ لِاَبِیْ مَسْعُوْدٍ مَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِیْ زَعَمُوْا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ اِنَّ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ حُذَيْفَةَ

(۴۷۷۷) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے ابوعبداللہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے لفظ زعموا کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے یہ سنا ہے کہ زعموا آدمی کے لیے بدترین سواری ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: زعموا زعم سے مشتق ہے جس کے معنی کہنے اور گمان کرنے اور غیال کرنا وغیرہ کے ہیں۔ عموماً یہ لفظ ایسے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جس کے ہونے پر یقین نہ ہو۔ بلکہ شک اور تردد ہو جس میں دوزخ اور فریب اور جودھوکا بازی شامل ہو۔ اسی لیے آپؐ نے فرمایا اس کی سواری بنانا اور کثرت سے استعمال کرنا برا ہے۔

(٤٧٧٨) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فُلَانٌ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ.)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۷۸) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ یوں نہ کہا کرو جو اللہ چاہے اور فلاں آدمی چاہے۔ بلکہ یوں کہو جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔ (احمد، ابوداؤد)

(٤٧٧٩) وَفِیْ رِوَايَةٍ مُنْقَطِعًا قَالَ ((لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ))۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(۴۷۷۹) اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ تم یوں مت کہا کرو جو اللہ چاہے اور محمد ﷺ چاہے، بلکہ یوں کہو صرف جو اللہ چاہیے۔ (شرح سنہ)

توضیح: لفظ واو میں مشارکت اور مساوات پائی جاتی ہے تو جب اللہ چاہے اور فلاں چاہے کہے تو مشارکت سے شرک کا شائبہ ہے اور لفظ ثم تاخیر اور تبعید کے لیے ہیں یعنی جو اللہ چاہے اور اس کے بعد پھر جو فلاں چاہے اس میں نہ مشارکت ہے اور نہ مساوات۔

(٤٧٨٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَاِنَّهٗ اِنْ يَّكُ سَيِّدٌ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۷۸۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم منافق کو سردار مت کہا کرو، اگر تم نے اس کو سردار بنالیا تو تم نے اپنے خدا کو ناراض کرلیا۔ (ابوداؤد) کیونکہ سردار تعظیم کے لائق ہوتا ہے تو تم جھوٹے ثابت ہوگے۔

٤٧٧٧۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قول الرجل زعموا ٤٩٧٢.

٤٧٧٨۔ صحیح۔ مسند احمد ٥/ ٣٨٤۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب لا یقال مثبت فضی ٤٩٨٠.

٤٧٧٩۔ صحیح۔ شرح السنة ١٢/ ٣٦١ح ٣٣٨٩ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٤٧٨٠۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب لا یقول المملوك ربی ٤٩٧٧.

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(٤٧٨١) عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ ؓ قَالَ جَلَسْتُ اِلَى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((مَا اسْمُكَ)) قَالَ اسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ ((بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحَزُوْنَةُ بَعْدُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۴۷۸۱) حضرت عبدالحمید بن جبیر بن شیبہؒ نے بیان کیا کہ میں حضرت سعید بن میبؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ ان کے دادا حزن نبی ﷺ کے پاس گئے آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا نام حزن ہے۔ آپؐ نے فرمایا: بلکہ تم سہل ہو۔ انہوں نے کہا میں اپنے باپ کے رکھے ہوئے نام کو نہیں بدلتا۔ سعید بن میبؒ نے کہا اس کے بعد سے ہمارے خاندان میں حزونت باقی ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: حزن سخت زمین کو کہتے ہیں اور سہل نرم زمین کو۔ آپؐ نے سہل نام رکھا جس میں نرمی پائی جاتی تھی لیکن انہوں نے منظور نہیں کیا۔ حزن ہی نام باقی رکھا۔ جس میں سختی پائی جاتی تھی تو سختی کی نحوست ان کے خاندان میں رہی تو اس سے معلوم ہوا کہ اچھے اور برے ناموں سے کچھ اثر ہوتا ہے۔

(٤٧٨٢) وَعَنْ اَبِيْ وَهْبٍ ن الْجُشَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَسَمُّوْا بِاَسْمَآءِ الْاَنْبِيَآءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَآءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ وَاَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةٌ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۷۸۲) حضرت ابو وہب جشمی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبیوں کے نام پر اپنا نام رکھا کرو اور اللہ کے نزدیک سب ناموں سے زیادہ پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب ناموں سے سچا نام حارث جس کے معنی کمانے والے اور ہمام جس کے معنی ارادہ کرنے والے کے ہیں۔ اور سب سے برا نام حرب جس کے معنی لڑاکو کے اور مرہ جسکے معنی کڑوے کے ہیں۔ (ابوداؤد)

❁❁❁❁

٤٧٨١۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب اسم الحزن۔ ٦١٩٠ .

٤٧٨٢۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء ٤٩٥٠۔ نسائی ٣٥٩٠ عقیل راوی مجہول ہے۔

بَابُ الْبَيَانِ وَالشِّعْرِ

فصاحت و بلاغت اور شعرا کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں

(٤٧٨٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۴۷۸۳) حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پورب سے دو آدمی آئے اور فصاحت و بلاغت سے خطبہ دیا اور تقریر کی۔ سارے لوگ ان کی تقریر اور بیان سن کر حیران ہو گئے اور تعجب کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ بعض بیان و تقریر سے جادو جیسا اثر ہوتا ہے۔ (بخاری)

توضیح: بیان' عمدہ کلام کو کہتے ہیں۔ ان دونوں مقرروں اور خطیبوں نے ایسے زبردست پر از فصاحت و بلاغت نہایت مؤثر تقریریں کیں جس کا اثر جادو جیسا تھا۔ حالانکہ جادو کی فی نفسہ کوئی حقیقت نہیں ہے لیکن ظاہر شعبدہ بازی کے طور پر سچ مچ اچھی چیز معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض تقریر بھی حق ناحق اور ناحق وحق بیانیہ کی وجہ سے ثابت کر دیتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر بیان میں یہ بات نہیں ہوتی بلکہ بعض بیان میں یہ تاثیر ہوتی ہے۔ بعض تقریر کی وجہ سے لوگوں پر جادو کا سا اثر ہو جاتا ہے۔

(٤٧٨٤) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۴۷۸۴) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعض شعر حکمت والا ہوتا ہے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی بعض شعروں میں بڑی دانائی اور عقل مندی کی باتیں ہوتی ہیں۔ جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور بعض شعر صرف تک بندی اور بے ہودہ گوئی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے مذمت بیان فرمائی ہے اور اپنے نبی کو اس سے پاک صاف بتایا ہے: ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾ ہم نے نبی کو شعر نہیں سکھایا اور نہ یہ اس کے لائق ہے وہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے، یعنی نہ تو ہم نے اپنے پیغمبر کو شاعری سکھائی نہ شاعری اس کے شایان شان۔ نہ اسے شعر گوئی سے محبت نہ شعر اشعار کی طرف اس کی طبیعت کا میلان۔ اسی کا ثبوت آپ کی زندگی میں نمایاں طور پر ملتا ہے کہ کسی کا شعر پڑھتے تھے تو بھی صحیح طور پر ادا نہیں ہوتا تھا یا پورا یاد نہیں ہوتا تھا۔

٤٧٨٣۔ صحيح بخاري كتاب الطب باب ان من البيان لسحرا ٥٧٦٧ .

٤٧٨٤۔ صحيح بخاري كتاب الادب باب ما يجوز من الشعر ٦١٤٥ .

حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اولاد عبدالمطلب کا ہر مرد عورت شعر کہنا جانتا تھا مگر رسول اللہ ﷺ اس سے کوسوں دور تھے۔ (ابن عساکر) ایک بار اللہ کے پیغمبر ﷺ نے یہ شعر پڑھا:

كفى بالاسلام والشيب للمرء ناميا

اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضور یہ اس طرح نہیں بلکہ یوں ہے کفی الشیب والاسلام للمرء ناميا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچ مچ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحیح فرمایا: ﴿وما علمنه الشعر و ما ينبغى له﴾ (ابن ابی حاتم) دلائل بیہقی میں ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ حضرت عباس بن مرداس سلمی سے فرمایا: تم نے ہی تو یہ شعر کہا ہے:

اتجعل نهبى ونهب العبيد

بين الاقرع وعيينة

انہوں نے کہا حضور دراصل یوں ہے۔ بین عیینہ والاقرع آپ نے فرمایا چلو سب برابر ہیں۔ مطلب تو فوت نہیں ہوتا؟ صلوات الله وسلامه عليه۔

سہیلی نے روض انف میں اس تقدیم و تاخیر کی ایک عجیب توجیہ کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نے اقرع کو پہلے اور عیینہ کو بعد میں اس لیے ذکر کیا کہ عیینہ خلافت صدیقی میں مرتد ہو گیا تھا بخلاف قرع کے کہ وہ ثابت قدم رہا۔ واللہ اعلم

مغازی اموی میں ہے کہ بدر کے مقتول کافروں کے درمیان گشت لگاتے ہوئے نخلق ھاما (آگے کچھ نہ فرما سکے) اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پورا شعر پڑھ دیا۔

من رجال اعزة

علينا وهم كانوا اعق واظلما

یہ کسی عرب شاعر کا شعر ہے جو حماسہ میں موجود ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ کبھی کبھی رسول خدا طرفہ کا یہ بیت پڑھتے تھے۔ ویاتیک بالاخبار من لم تزود اس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ستبدی لك الايام ماكنت جاهلا یعنی زمانہ تجھ پر وہ امور ظاہر کر دے گا جن سے تو بے خبر ہے اور تیرے پاس ایسا شخص خبر لائے گا جسے تو نے توشہ نہیں دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ کیا حضور اکرم ﷺ شعر پڑھتے تھے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا سب سے زیادہ بغض آپ کو شعروں سے تھا۔ ہاں کبھی کبھی قیس والے کوئی شعر پڑھتے، لیکن اس میں بھی غلطی کرتے تقدیم و تاخیر کر دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے حضور ﷺ! یوں نہیں بلکہ یوں ہے۔ تو آپ ﷺ فرماتے نہ میں شاعر ہوں نہ شعر گوئی میرے شایان شان ہے۔ (ابن ابی حاتم) دوسری روایت میں شعر اور آگے پیچھے کا ذکر بھی ہے یعنی ویاتیك بالاخبار مالم تزود کو آپ نے من لم تزود بالاخبار پڑھا تھا۔

اور بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ پورا شعر آپ ﷺ نے کبھی نہیں پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ ایک مصرعہ پڑھ لیتے تھے۔ اسی طرح ثابت ہے کہ حنین والے دن آپ نے اپنے خچر کو دشمنوں کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا۔

انا النبى لا كذب

انا ابن عبدالمطلب

اس کے بارے میں یہ یاد رہے کہ یہ اتفاقیہ ایک کلام آپ کی زبان سے نکل گیا تھا جو وزن شعر میں پورا اترا نہ کہ قصداً آپ ﷺ نے

شعر کہا ہو۔

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے کہ آپ کی انگلی زخمی ہوگئی تھی تو آپ نے فرمایا۔

هل انت الا اصبع دميت
وفى سبيل الله مالقيت

''تو ایک انگلی ہی تو ہے اور تو راہ خدا میں خون آلود ہوئی ہے۔''

یہ شعر اتفاقیہ ہے قصداً نہیں۔ اسی طرح اللّٰھم والی حدیث میں فرمایا:

من تغفر اللهم تغفر جما
واى عبد لك مالما

''خدایا تو جب بخشے تو ہمارے تمام گناہ بخش دے ورنہ یوں تو تیرا کوئی بندہ نہیں جو چھوٹی چھوٹی لغزشوں سے بھی پاک ہو۔''

پس یہ سب کے سب اس آیت کے منافی نہیں۔ کیوں کہ خدا کی تعلیم آپ کو شعر گوئی کی نہ تھی' بلکہ رب العالمین نے تو آپ کو قرآن عظیم کی تعلیم کی تھی۔ جس کے پاس بھی باطل پھٹک نہیں سکتا۔ قرآن حکیم کی یہ پاک نظم شاعری سے منزلوں دور تھی۔

اسی طرح کہانت سے اور گھڑ لینے سے اور جادو کلمات جیسے کہ کفار کے مختلف گروہ میں مختلف بولیاں بولتے تھے۔ آپ کی تو طبیعت ان باتوں سے معصوم تھی۔

ابوداؤد میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نزدیک یہ تینوں باتیں برابر ہیں تریاق کا پینا، گنڈے کا لٹکانا اور شعر بنانا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں شعر گوئی سے آپ کو طبعاً نفرت تھی، دعا میں آپ کو جامع کلمات پسند آتے تھے اور اس کے سوا چھوڑ دیتے تھے اور ابوداؤد میں ہے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس کے لیے شعروں سے بھر لینے سے بہتر ہے۔

مسند احمد کی ایک غریب حدیث میں ہے۔ ''جس نے عشاء کی نماز کے بعد شعر کا ایک مصرع بھی باندھا تو اس کی رات کی نماز نامقبول ہے۔'' یہ یاد رہے کہ شعر گوئی کی کئی قسمیں ہیں۔ مشرکوں کی ہجو میں شعر کہنے مشروع ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے اکابر صحابہ نے کفار کی ہجو میں اشعار کہے ہیں۔ بعض اشعار نصیحت وادب اور حکمت کے لیے ہوتے تھے جیسے کہ جاہلیت کے زمانے کے شعراء کے کلام میں ایسے اشعار پائے جاتے، چنانچہ امیہ بن صلت کے اشعار کی بابت فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اس کے اشعار تو ایمان لا چکے ہیں لیکن اس کا دل کافر ہی رہا۔ ایک صحابی نے امیہ کے ایک سو بیت سنائے ہر بیت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اور کہو۔ ابوداؤد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بعض بیان مثل جادو کے ہیں اور بعض شعر سراسر حکمت والے ہیں۔

(ابن کثیر)

مبالغہ آمیز ہر تکلیف گفتگو کی ممانعت

(٤٧٨٥) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا .)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۸۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کلام میں مبالغہ کرنے والے اور باتکلف باتوں کو بنانے والے ہلاک ہوئے اور یہ لفظ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ (مسلم)

توضیح: لغات احدیث میں لکھا ہے هلك المتنطعون بہت غور کرنے والے بال کی کھال اتارنے والے تباہ ہوئے۔ مراد

٤٧٨٥۔ صحیح مسلم کتاب العلم باب هلك المتنطعون ٢٦٧٠۔ ٦٧٨٤ .

وہ پچھلے متکلمین ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں عقلی اور خیالی ڈھکوسلے نکالتے ہیں اوران کی تاویلیں اپنے فہم کے مطابق کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ایسے لوگوں کو تباہی زدہ فرمایا۔ عمدہ طریق طلف امت کا طریق ہے کہ جتنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمادیا بس کے ظاہر معنی پر ایمان لائے اور اس کی حقیقت اور کیفیت کو سپرد خدا کرے۔ لن تزالو بخير ماعجلتم الفطر و لم تنطعوا تنطع اهل العراق۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ہمیشہ بھلے رہو گے جب تک روزے کے افطار میں جلدی کرتے رہو گے، یعنی وقت آنے کے بعد افطار میں دیر نہ کرو اور عراق والوں کی طرح باتیں بنانے میں تکلف نہ کرو۔ بعض نے کہا ہے تنطع سے مراد یہاں بہت کھانا پینا ہے کیونکہ روزہ دار کے لیے یہ مستحب ہے کہ تھوڑی سی افطاری پر جلدی سے افطار کرے اور اس میں زیادہ تکلف نہ کرے۔ اياكم والتنطع والاختلاف فانما هو كفول احد كم هلم و تعال تم زیادہ تکلف اور اختلاف کرنے سے بچے رہو۔'' اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی تم میں سے دوسرے سے کہے هلم یا تعال دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ یعنی خواہ هلم کہے یا تعال دونوں کا مرجع اور مطلب ایک ہی ہے۔ اسی طرح گو قرآن میں مختلف قراءتیں ہیں مگر سب کا آل ایک ہے، اب ان کے لیے آپس میں جھگڑنا اور لڑنا کیا ضروری ہے۔

اور علامہ طیبی نے کہا ہے کہ اس سے مراد یا نمود کے طور پر عبارت آرائی اور تصنع اور لوگوں کی بے جا مدح سرائی میں مبالغہ کرنا مراد ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے شکم پروری کریں۔ واللہ اعلم

شعراء کا کلام سچا بھی ہوتا ہے

(٤٧٨٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَاكُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰهِ بَاطِلٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۷۸۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاعروں میں سے کسی شاعر نے سچی بات کہی ہے تو لبید کی یہ بات سب سے زیادہ سچی ہے۔ الا كل شئى ما خلا الله باطل یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے علاوہ ہر چیز فانی ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یہ ایک مصرع ہے اس کا دوسرا مصرع کل نعیم لامحالۃ زائل یعنی ہر دنیا کی نعمت زوال پذیر ہے۔ دونوں باتیں سچی ہیں۔ جو آیت کریمہ ﴿كل شى هالك الاوجهه﴾ ''سوائے خدا کے ہر چیز فانی ہے۔'' حضرت لبید بن ربیعہ مشہور صحابی ہیں۔ جاہلیت اور اسلام کے زمانہ کو پایا ہے ایک سوستاون برس کی عمر پائی تھی ان کا ایک مشہور قصیدہ سبعہ معلقہ بھی ہے۔

رسول کریم ﷺ کا اشعار سننا

(٤٧٨٧) وَعَنْ عَمْرِوْ بْنِ الشَّرِيْدِ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ ((هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ بْنِ اَبِی الصَّلْتِ شَیْءٌ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((هِيْهِ)) فَاَنْشَدْتُهٗ بَيْتًا فَقَالَ ((هِيْهِ)) ثُمَّ اَنْشَدْتُهٗ بَيْتًا فَقَالَ ((هِيْهِ)) حَتّٰى اَنْشَدْتُهٗ مِائَةَ بَيْتٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۸۷) حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں امیہ بن ابی الصلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سناؤ، تو میں نے ایک شعر سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور سناؤ۔ میں نے سنایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اور سناؤ اسی طرح آپ فرماتے گئے اور میں سناتا گیا یہاں تک کہ میں نے سو شعر سنا دیے۔ (مسلم)

٤٧٨٦۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب ما يجوز من الشعر ٦١٤٧۔ مسلم كتاب الشعر ٢٢٥٦۔٥٨٨٩.
٤٧٨٧۔ صحيح مسلم كتاب الشعر ٢٢٥٥۔٥٨٨٥.

توضیح: امیہ بن ابی صلت ایک مشہور شاعر تھا۔ اس کے اشعار میں توحید' ایمان' قیامت وغیرہ کی اکثر باتیں ہوتی تھیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے نہایت دلچسپی سے اس کے اشعار سنے اس نے آپ کے زمانہ کو پایا مگر آپ پر ایمان نہ لایا اور نہ مسلمان ہوا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

(٤٧٨٨) وَعَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِيْ بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْدَمِيَتْ اِصْبَعُهٗ فَقَالَ هَلْ اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۷۸۸) حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک لڑائی میں شریک ہوئے آپ کی انگلی زخمی ہوگئی اور خون آلود ہوگئی تو آپؐ نے تسلی کے طور پر فرمایا:

هلی انت الا اصبع دمیت
اے انگلی تو میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے
وفی سبیل اللّٰہ مالقیت
جو خون آلود ہوگئی ہے تو تجھ پر مصیبت آئی ہے۔

وہ خدا کے راستہ میں آئی ہے تو اس میں صبر کر خدا کے یہاں ثواب پائے گی یہ حقیقتاً شعر نہیں ہے بلکہ موزون کلام ہے اور موزون کلام وما علمنه الشعر کے منافی نہیں ہے۔

حضرت حسان کا مشرکین مکہ کی ہجو کرنا

(٤٧٨٩) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ ((اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۷۸۹) حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قریظہ کے دن حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مشرکین کی اشعار میں ہجو بیان کرو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تمہاری امداد کریں گے۔ اور آپ ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میری طرف سے مشرکین کو اشعار میں جواب دو، پھر آپ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اس طرح دعا دیتے اللھم ایدہ بروح القدس اے اللہ! تو روح القدس (جبرائیلؑ) کے ذریعے ان کی مدد کر۔ (بخاری ومسلم)

(٤٧٩٠) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اُهْجُوْا قُرَيْشًا فَاِنَّهٗ اَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۹۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنگ کے دوران میں اپنے شاعروں سے فرمایا کرتے تھے کہ تم قریش کی ہجو کرو جو قریش کے لیے تیروں کے زخم سے زیادہ سخت ہے۔ (مسلم)

٤٧٨٨۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب من ينكب فی سبيل الله ٢٨٠٢۔ مسلم كتاب الجهاد والسير باب ما لقی النبیؐ من اذی المشركين ١٧٩٦۔٤٦٥٤ .

٤٧٨٩۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق باب ذكر الملائكة ٣٢١٢۔ مسلم كتاب فضائل الصحابة باب فضائل حسان ٢٤٨٥۔ ٦٣٨٤ .

٤٧٩٠۔ صحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة فضائل حسان۔ ٢٤٩٠۔٦٣٩٥ .

(٤٧٩١) وَعَنْهَا رضي الله عنها قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ ((اِنَّ رُوْحَ الْقُدْسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ)) وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاشْتَفٰى))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۷۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے حسان! جب تک تم خدا کے رسول ﷺ کی حمایت میں مشرکین کی ہجو کرتے ہو تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تمہاری برابر مدد کرتے رہتے ہیں اور میں نے یہ بھی آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جو کافروں کی ہجو کی ہے اس سے مسلمانوں کو شفا دی اور خود بھی شفا پائی، یعنی حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی جو ہجو کی اس سے سارے مسلمانوں کو اطمینان وتسلی ہوگئی۔ (مسلم)

خندق کی کھدائی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا شعر کہنا

(٤٧٩٢) وَعَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى اغْبَرَّ بَطْنُهٗ يَقُوْلُ ((وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا۔ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا۔ فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا۔ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَا قِيْنَا۔ اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا۔ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا۔ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ اَبَيْنَا اَبَيْنَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۷۹۲) حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں رسول اللہ ﷺ مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے جاتے یہاں تک کہ آپ کا پیٹ مٹی آلود ہوگیا اور آپ ﷺ یہ فرماتے جاتے تھے:

والله لو لا الله ما اهتدينا
ولا تصدقنا ولا صلينا
فانزلن سكينة علينا
وثبت الاقدام ان لاقينا
ان الاولى قد بغوا علينا
اذا ارادو فتنة ابينا

خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ اے اللہ! تو ہم پر سکون اور اطمینان نازل فرمادے اور جب دشمنوں سے لڑیں تو ہمارے قدم جمائے رکھ۔ جب وہ ہم کو فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کریں اور کفر کی طرف بلانے کا ارادہ کریں تو ہم ان کا انکار کردیں۔ اس ابینا یعنی انکار کے لفظ کو آپ ﷺ بلند آواز سے فرماتے تھے۔ بلکہ ابینا کا لفظ کئی بار آپ کہا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

خندق کی کھدائی کے وقت صحابہ کرام کا شعر پڑھنا

(٤٧٩٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلٰى

(۴۷۹۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں مہاجرین اور انصار خندق کھودتے تھے اور مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے: نحن الذين يا يعوا محمدا على الجهاد ما يقينا ابدا

٤٧٩١۔ صحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة باب فضائل حسان۔ ٢٤٩٠.
٤٧٩٢۔ صحيح بخارى كتاب المغازى باب غزوة الخندق ٤١٠٤۔ مسلم كتاب الجهاد والسير باب غزوه الاحزاب ١٨٠٣.
٤٧٩٣۔ صحيح بخارى كتاب الجهاد باب حفر الخندق ٢٨٣٥۔ مسلم كتاب الجهاد والسير باب غزوة الاحزاب ١٨٠٥.

الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا. يَقُوْلُ النَّبِيُّ ﷺ ((وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ. فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اور نبی ﷺ ان کو جواب دیتے ہوئے یہ کہتے۔

اللهم لا عيش الا عيش الاخرة

فاغفر الا نصار والمها جرة

اس حدیث میں صحابہ کرام کو مشقت پر صبر کی تلقین کی گئی ہے۔ (بخاری ومسلم)

برے اشعار پڑھنا

(٤٧٩٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا يُرِيْهِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۷۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے پیٹ کو پیپ سے بھرے جو اس کے پیٹ کو خراب کر دے یہ اس سے بہتر ہے کہ اپنے پیٹ میں شعر بھرے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی برے اشعار سے اپنے پیٹ کو بھرنا پیپ سے بدتر ہے یا برے اشعار میں ہر وقت مستغرق رہتا ہے تو نہ قرآن کی آیتیں انہیں محبوب ہیں اور نہ ذکر خدا سے دلچسپی ہے اور نہ علوم شرعیہ سے کوئی لگاؤ ہے تو ایسے فحش شعر سے بہتر یہی ہے کہ پیپ سے اپنا پیٹ بھرے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

جہاد کے دوران اشعار کہنے کی فضیلت

(٤٧٩٥) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَكَاَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهٖ نَضْحَ النَّبْلِ)). رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَفِي الْاِسْتِيْعَابِ لِابْنِ عَبْدِالْبَرِّ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَرٰى فِي الشِّعْرِ فَقَالَ ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهٖ وَلِسَانِهٖ.))

(۴۷۹۵) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں کیا کچھ نازل فرمایا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: مومن آدمی اپنی تلوار سے جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے۔ خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم کافروں کو شعر کہہ کر اس طرح مارتے ہو جس طرح تیروں سے۔ (شرح السنہ)

اور استیعاب میں اس طرح سے ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! شعر کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ مومن اپنی تلوار سے جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے برے شعروں کے بارے میں اور بیہودہ شاعروں کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿وَالشُّعَرَاۗءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ. اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾

''شاعروں کی پیروی وہی کرتے ہیں جو بہکے ہوں کیا تو نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک منگل میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ

٤٧٩٤۔ صحيح بخارى كتاب الادب باب ما لكم ان يكون الغالب على الانسان ٦١٥٥۔ مسلم كتاب الشعر ٢٢٥٧ .

٤٧٩٥۔ صحيح۔ مسند احمد ٣/ ٤٥٦۔ شرح السنة ١٢/ ٣٧٨ ح ٣٤٠٩ .

کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا۔ جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ لیٹتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر ابن کثیر میں یہ لکھا ہے کہ کافر شاعروں کی تابعداری گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ عرب کے شاعروں کا یہ دستور تھا کسی کی مذمت اور ہجو میں جو کچھ کہہ ڈالتے تھے لوگوں کی ایک جماعت ان کے ساتھ ہو جاتی تھی اور اس کے ہاں میں ہاں ملانے لگتی تھی۔ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ عرج جا رہے تھے تو ایک شاعر شعر خوانی کرتا ہوا ملا۔

آپ نے فرمایا: اس شیطان کو پکڑ لو یا فرمایا روک لو۔ تم میں سے کوئی شخص خون اور پیپ سے اپنا پیٹ بھر لے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے اپنا پیٹ بھرے۔ انہیں جنگل کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے کس نے نہیں دیکھا، ہر لغو میں یہ گھس جاتے ہیں۔ کلام کے ہر فن میں بولتے ہیں کبھی کسی کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ کبھی کسی کی مذمت میں آسمان زمین سر پر اٹھاتے ہیں یا جھوٹی تعریفیں خوشامدانہ باتیں جھوٹی برائیاں، گھڑی ہوئی بدیاں ان کے حصے میں آئی ہیں۔ یہ زبان کے بھانڈ ہوتے ہیں' لیکن کام کے کاہل۔ ایک انصاری اور ایک دوسری قوم کے شخص نے مقابلہ ہجو کیا، جس میں دونوں کی قوم کے بڑے بڑے لوگ بھی شامل ہو گئے اور ان کے ساتھی ہو گئے۔

پس اس آیت میں یہی ہے کہ ان کا ساتھ دینے والے گمراہ لوگ ایسی ایسی باتیں کہا کرتے ہیں جنہوں نے کبھی کی نہ ہوں۔ اسی لیے علماء نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ اگر کسی شاعر نے اپنے شعر میں کسی ایسے گناہ کا اقرار کیا وہ جس پر حد شرح واجب ہوتی ہو تو آیا وہ حد اس پر جاری کی جائے گی یا نہیں؟ دونوں طرف علماء گئے ہیں۔ واقع و فخر وغرور کے ساتھ ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں کہ میں نے یہ کیا اور وہ کیا حالانکہ نہ کچھ کیا ہے نہ کر سکتے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں حضرت نعمان بن عدی بن فضلہ کو بصرہ کے شہر میسان کا گورنر مقرر کیا تھا۔ ایک مرتبہ اپنے شعروں میں کہا: کیا حسینوں کو یہ اطلاع نہیں ہوئی کہ ان کا محبوب میسان میں ہے' جہاں ہر وقت شیشے کے گلاسوں سے دور شراب چل رہا ہے اور گاؤں کی بھولی بھالی لڑکیوں کے گانے اور ان کے رقص و سرود مہیا ہیں۔ ہاں، اگر میرے کسی دوست سے ہو سکے تو اس سے بڑے اور بھرے ہوئے جام مجھے پلائے، لیکن ان سے چھوٹے جام مجھے سخت ناپسند ہیں۔ خدا کرے امیر المؤمنین کو یہ خبر نہ پہنچے ورنہ وہ برا مانیں گے اور سزا دیں گے۔''

یہ اشعار سچ مچ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچے۔ آپ سخت ناراض ہوئے اور اسی وقت آدمی بھیجا کہ میں نے تجھے تیرے عہدے سے معزول کیا اور آپ نے ایک خط بھیجا جس میں بسم اللہ کے بعد حم کی تین آیتیں الم سے المصیر تک لکھ کر پھر تحریر فرمایا کہ تیرے اشعار میں نے سنے، مجھے سخت رنج ہوا اور میں تجھے تیرے عہدے سے معزول کرتا ہوں۔

چنانچہ اس خط کو پڑھتے ہی حضرت نعمان دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور باادب عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! واللہ! میں نے نہ کبھی شراب پی اور نہ کبھی ناچ رنگ گانا بجانا دیکھا' نہ سنا' یہ تو شاعرانہ ترنگ تھی۔ آپؓ نے فرمایا: یہی میرا خیال ہے مگر میری ہمت تو نہیں پڑتی کہ ایسے فحش گو شاعر کو کوئی عہدہ دوں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی شاعر اپنے شعروں میں کسی جرم کے اعلان پر گو وہ قابل حد ہو حد ماری نہ جائے اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کرتے نہیں۔ ہاں، وہ قابل ملامت و لائق سرزنش ضرور ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ پیٹ کو لہو و پیپ سے بھر لینا گندے اشعار سے بھر لینے سے بہتر ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نہ شاعر ہیں نہ کاہن ہیں نہ مفتری ہیں آپ کا ظاہر ہی حال ہے۔ آپ کی ان عیوب کی برأت کا بہت بڑا عادل گواہ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: نہ ''ہم نے انہیں شعر گوئی سکھائی ہے اور نہ اس کے لائق ہے یہ تو صرف نصیحت ہے اور

قرآن مبین ہے۔'' اور ایک آیت میں ہے کہ ''یہ رسول کریم کا قول ہے نہ کسی شاعر کا، تم میں نصیحت ماننے کا مادہ کم ہے یہ تو رب العالمین کی اتاری ہوئی کتاب ہے۔'' اس سورت میں بھی یہی فرمایا گیا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے اتری ہے، روح الامین نے تیرے دل پر نازل فرمائی ہے، عربی زبان ہے اس لیے کہ تو لوگوں کو ہوشیار کر دے۔ اسے شیاطین لے کر نہیں آئے نہ یہ ان کے لائق ہے اور نہ یہ ان کی بس کی بات ہے، تو وہ ان کے سننے سے بھی الگ کر دیے گئے ہیں جو چھوٹے مفتری اور بدکردار ہوتے ہیں ان کے پاس شیاطین آتے ہیں جو اچٹتی ہوئی باتیں سن سنا کر ان کے کانوں میں گڑگڑا جاتے ہیں، محض جھوٹ بولنے والے وہ خود ہوتے ہیں شاعروں کی پشت پناہی اوباشوں کا کام ہے وہ تو میری یاد میں سرگرداں رہتے ہیں، زبانی باتیں بناتے ہیں، عمل سے کورے رہتے ہیں۔

اس کے بعد جو فرمان ہے اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ اس سے اگلی آیت جن میں شاعری کی مذمت ہے جب اتری تو دربار رسول ﷺ کے شعراء حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روتے ہوئے دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ! شاعروں یہ کا یہ انجام ہے اور ہم بھی شاعر ہیں۔ اسی وقت آپ نے یہ دوسری آیت تلاوت فرمائی کہ ایمان لانے والے اور نیک عمل کرنے والے تم ہو اور ذکر اللہ بکثرت کرنے والے تم ہو، مظلوم ہو کہ بدلہ لینے والے تم ہو، پس تم ان سے مستثنیٰ ہو۔ (ابن ابی حاتم وغیرہ)

ایک روایت میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا نام نہیں، ایک روایت میں حضرت عبداللہ کی اس شکایت پر کہ یارسول اللہ! شاعر تو میں بھی ہوں۔ اس دوسری آیت کا نازل ہونا ثابت ہے، لیکن ہے یہ قابل نظر اس لیے کہ یہ سورت مکی ہے۔ شعراء انصار مکہ میں نہ تھے وہ سب مدینہ میں تھے۔ پھر ان کے بارے میں اس آیت کا نازل ہونا یقیناً محل غور ہوگا اور جو حدیثیں بیان ہوئی ہیں وہ مرسل ہیں اس وجہ سے قابل اعتماد نہیں ہوسکتیں۔ یہ آیت بے شک استثناء کے بارے میں ہے اور صرف یہی انصاری شعراء میں نہیں بلکہ اگر کسی شاعر نے اپنی جاہلیت کے زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھی اشعار کہے ہوں اور پھر وہ مسلمان ہو جائیں تو یہ کرے اور اس کے مقابلہ میں ذکر اللہ بکثرت کرے وہ بے شک اس برائی سے الگ ہے۔ حسنات سیأت کو دور کر دیتی ہیں جب اس نے مسلمانوں کو اور دین خدا کو برا کہا تھا، وہ برا تھا لیکن جب اس نے مدح کی تو وہ برائی اچھائی سے بدل گئی، جیسے حضرت عبداللہ بن الزبعری نے اسلام سے پہلے حضور کی ہجو بیان کی تھی، لیکن اسلام کے بعد بڑی مدح بیان کی اور اپنے اشعار میں اس ہجو کا عذر بھی بیان کر دیا کہ اس وقت میں شیطانی پنجہ میں پھنسا ہوا تھا۔

اسی طرح حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب باوجود آپؐ کے چچازاد بھائی ہونے کے آپ کا جانی دشمن تھا اور آپ کی بڑی ہجو کیا کرتا تھا۔ جب مسلمان ہو گئے تو ایسے مسلمان ہوئے کہ دنیا بھر میں حضور سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا، اکثر آپ کی مدح کیا کرتے تھے اور بہت ہی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوا تو حضور ﷺ سے کہنے لگے کہ مجھے تین چیزیں عطا فرمائیے: ایک تو یہ کہ میرے لڑکے معاویہ کو اپنا کاتب بنا لیجیے، دوسرے مجھے کافروں سے جہاد کے لیے بھیجیے اور میرے ساتھ کوئی لشکر کر دیجیے تاکہ جس طرح کفر میں مسلمانوں سے لڑا کرتا تھا اب اسلام میں کافروں کی خبر لوں۔ آپؐ نے دونوں باتیں قبول فرمالیں ایک تیسری درخواست بھی کی جو قبول کی گئی۔

پس ایسے لوگ اس آیت کے حکم سے اس دوسری آیت سے الگ کر لیے گئے۔ ذکر خدا خواہ وہ اپنے شعروں میں بکثرت کریں، خواہ اور طرح اپنے کلام میں۔ یقیناً وہ اگلے گناہوں کا بدلہ اور کفارہ ہے اپنی مظلومی کا بدلہ لیتے ہیں، یعنی کافروں کی ہجو کا جواب دیتے ہیں۔ خود حضور ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا تھا ان کفار کی ہجو کرو حضرت جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب شعراء کی برائی قرآن میں سنی تو حضور سے عرض کیا، آپ نے فرمایا: تم ان میں سے نہیں ہو، کیونکہ تو جس طرح اپنی جان سے جہاد کرتا ہے اسی

طرح اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے۔ واللہ! تم لوگوں کے اشعار تو انہیں مجاہدین کی تیروں کی طرح چھید ڈالتے ہیں، پھر فرمایا ظالموں کو اپنا انجام ابھی معلوم ہو جائے گا انہیں عذر و معذرت بھی کچھ کام نہ آئے گی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ظلم سے بچو! اس سے میدان حشر میں اندھیروں میں رہ جاؤ گے۔ یہ آیت عام ہے، خواہ شاعر ہوں، خواہ غیر شاعر سب کو شامل ہے۔

حضرت حسن نے ایک نصرانی کے جنازے کو جاتے ہوئے دیکھ کر یہی آیت تلاوت فرمائی تھی۔ آپ جب اس آیت کو تلاوت فرماتے تو اس قدر روتے کہ ہچکی بندھ جاتی۔ روم میں جب حضرت فضالہ بن عبید گئے تو اس وقت ایک صاحب نماز پڑھ رہے تھے جب انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی تو آپؓ نے فرمایا اس سے مراد بیت اللہ کی بربادی کرنے والے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اہل مکہ ہیں، یہ بھی مروی ہے کہ مراد مشرک ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آیت عام ہے سب کو شامل ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے انتقال کے وقت اپنی وصیت صرف دو سطروں میں لکھی جو یہ تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ ہے وصیت ابوبکر بن قحافہ کی اس وقت جبکہ وہ دنیا چھوڑ رہے تھے۔ جس وقت کافر بھی مسلمان ہو جاتا ہے اور فاجر بھی توبہ کر لیتا ہے اور کاذب کو بھی سچا سمجھا جاتا ہے میں تم پر اپنا خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بناتا ہوں اگر وہ عدل کرے تو بہت اچھا اور میرا گمان بھی یہی ہے اور اگر وہ ظلم کرے یا اور کوئی تبدیلی کر دے تو میں غیب نہیں جانتا' ظالموں کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس لوٹنے کی جگہ وہ لوٹتے ہیں۔

زبان کی لغزشیں

(٤٧٩٦) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اَلْحَيَاءُ وَالْعِیُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِیُّ

(۴۷۹۶) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرم اور زبان کی بری باتوں سے رکنا ایمان کی شاخوں میں سے دو شاخیں ہیں اور بے ہودہ گوئی اور بکواس نفاق کی شاخوں میں سے دو شاخیں ہیں۔ (ترمذی)

توضیح: حیا کا ایمان کی شاخوں میں سے ہونا تو ظاہر ہے اور اس کی بحث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور "عی" کا ایمان کی شاخ سے ہونا اس لیے ہے کہ مومن آدمی بسبب حیا، ندامت، مسکینی، عبادت میں مشغولیت اور اصلاح باطن کی وجہ سے تقریر و بیان اور مدعا کو ثابت کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور بری باتوں سے پرہیز کرتا ہے۔ بخلاف منافق کے کہ فحش گو اور بدزبان ہوتا ہے اور تقریر و بیان پر بڑا دلیر ہوتا ہے اور اپنی زبان قینچی کی طرح تیزی سے چلاتا ہے اور بے حد بدخلقی سے باتیں کرتا ہے۔

(٤٧٩٧) وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبَكُمْ مِنِّیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّیْ مَسَاوِيْكُمْ اَخْلَاقًا اَلثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ الْمُتَفَيْهِقُوْنَ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۴۷۹۷) حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز مجھے سب سے زیادہ عزیز، سب سے زیادہ پیارے اور سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے سب سے زیادہ اچھے اخلاق ہوں گے اور سب سے زیادہ برے اور دور رہنے والے بدخلق لوگ ہوں گے جو متکبروں کی طرح بہت باتیں بنانے والے اور فضول گفتگو کرنے والے بے فائدہ باتوں کو بنانے والے ہوں گے۔ (بیہقی)

٤٧٩٦۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی العیی ٢٠٢٧ .

٤٧٩٧۔ حسن۔ مسند احمد ٤/ ١٩٣۔ شعب الایمان ٤٩٦٩ .

(٤٧٩٨) وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ عَنْ جَابِرٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْ ثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ قَالَ ((اَلْمُتَكَبِّرُوْنَ.))

(۴۷۹۸) اور ترمذی نے بیہقی کی مانند جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم ان لوگوں کو جانتے ہیں جو زیادہ باتیں بنانے والے ہیں لیکن (متفیھقون) کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس سے مراد متکبر لوگ ہیں۔

(٤٧٩٩) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَاْكُلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَاْكُلُ الْبَقَرَةُ بِاَلْسِنَتِهَا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(۴۷۹۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو اپنی زبانوں سے کھائیں گے' جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔ (احمد)

توضیح: یعنی زبان کو اپنے کھانے پینے کا ذریعہ بنانے لگیں گے' لوگوں کی جھوٹی تعریف کریں گے' جھوٹی گواہیاں دیں گے' ریا و نمود کے لیے لچھے دار تقریریں کریں گے اور غلط وعظ کہہ کر لوگوں کو خوش کریں گے جیسا کہ موجودہ زمانہ میں پایا جا رہا ہے۔

(٤٨٠٠) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا يَتَخَلَّلُ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۴۸۰۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کو اپنا دشمن سمجھتا ہے جو اپنی زبان کی زور آوری سے کھاتا پیتا ہے' یعنی لوگوں کی چکنی چکنی تعریفیں کرتا ہے اور نہایت فصیح و بلیغ اشعار کو سنا کر اپنی کمائی کا ذریعہ بناتا ہے اور اپنی زبان کا جوہر دکھا دکھا کر خوش کرتا ہے، جس طرح گائے اپنی زبان کو حرکت دے کر کھاتی ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

لغات الحدیث میں اس کا ترجمہ اس طرح لکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس آدمی کو پسند نہیں کرتا جو بڑا زبان دراز اور بکی' بہت باتیں بنانے والا ہو تو باتوں کو اس طرح لپیٹے (چپڑ چپڑ باتیں کرے) جیسے گائے زبان سے گھاس کو جلدی جلدی لپیٹ لپیٹ کر کھاتی ہے۔ زبان درازی اور طاقت لسانی کوئی عمدہ چیز نہیں ہے' گو بعض دنیا دار احمق لوگ اس کو اچھا سمجھتے ہیں ایسا آدمی اکثر جھوٹا اور حیلے باز ہوتا ہے۔

(٤٨٠١) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ بِقَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنَ النَّارِ فَقُلْتُ ((يَا جِبْرَئِيْلُ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟)) قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ اُمَّتِكَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۴۸۰۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا آپ کی امت کے خطیب اور لیکچرار لوگ ہیں۔ یہ ایسی باتیں کہتے تھے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ (ترمذی)

٤٧٩٨۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی معانی الاخلاق ٢٠١٨.

٤٧٩٩۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ١/ ١٨٤ سند میں انقطاع ہے کیونکہ زید بن اسلم نے سیدنا سعد سے نہیں سنا۔

٤٨٠٠۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما جاء فی المتشرق ٥٠٠٥۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی الفصاحة ٢٨٥٣.

٤٨٠١۔ حسن۔ مسند احمد ٣/ ١٨٠۔ ابن حبان موارد ٣٥ والصحیحه ٢٩١.

(٤٨٠٢) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِیَ بِهٖ قُلُوْبَ الرِّجَالِ اَوِالنَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۸۰۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایسی باتوں سیکھے جس سے لوگوں کے دلوں پر قابو پا کر اپنی طرف پھیر لے، یعنی لوگ اس کی بڑی تعریف کریں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اس کی نفلی عبادت کو قبول فرمائے گا اور نہ فرض عبادت کو۔ (ابوداؤد)

(٤٨٠٣) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمًا وَقَامَ رَجُلٌ فَاَكْثَرَ الْقَوْلَ فَقَالَ عَمْرٌو وَلَوْ قَصَدَ فِیْ قَوْلِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((لَقَدْ رَاَيْتُ اَوْ اُمِرْتُ اَنْ اَتَجَوَّزَ فِی الْقَوْلِ فَاِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۸۰۳) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نہایت فصاحت و بلاغت سے لمبا وقت لمبی تقریر کی تو عمرو نے اس سے کہا: اگر یہ اپنی تقریر میں اقتصار کرتا تو اچھا تھا، یعنی میانہ روی سے کام لیتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ مجھے تقریر میں اقتصار کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ کلام میں اقتصار کرنا اچھا ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٨٠٤) وَعَنْ صَخْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا وَاِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۸۰۴) صخر بن عبداللہ بن بریدہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بعض بیان جادو کی طرح زوراثر ہوتے ہیں اور بعض علم جہالت کا سبب بنتے ہیں اور بعض شعر حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اور بعض باتیں وبال جان بن جاتی ہیں۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی علم حاصل کر کے اس پر عمل نہ کرے تو وہ جاہل ہے، جیسا کہ علامہ شیرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

علم چند انکہ بیشتر خوانی
چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانش مند
چار پائے برو کتا بے چند
آ تہی مغز راچہ علم و خبر
کہ برو ہیزم ست یا دفتر

''علم خواہ کتنا ہی حاصل کرلو اگر اس کے مطابق عمل نہیں ہے تو بے وقوف و نادان ہو، نہ محقق ہو گے نہ عقل مند، بلکہ جانور ہو گے جس کے اوپر کتابوں کا دفتر ہو۔ وہ شخص علم و ہنر سے بالکل خالی ہے، خواہ اس پر لکڑی کا بوجھ ہو یا کتابوں کا دفتر۔''

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا﴾ ''جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بہت

٤٨٠٢۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما جاء فی المتشرق ٥٠٠٦ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ ضحاک بن شرحبیل کی سیدنا ابو ہریرہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

٤٨٠٣۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما جاء فی المتشرق ٥٠٠٨ ۔

٤٨٠٤۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما جاء فی الشعر ٥٠١٠ عبداللہ بن ثابت النحوی مجہول اور اس کا استاد مستور ہے۔

سی کتابیں لادے ہوئے ہو۔"

یعنی جولوگ توریت اور آسمانی کتابیں پڑھ کر عمل نہیں کرتے وہ اس گدھے کی طرح ہیں جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں اور اس کو خبر نہیں کہ میرے اوپر کیا چیز ہے۔ یہی مطلب شیخ سعدی کے اشعار کا بھی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

حضرت حسان مسجد نبوی میں شعر کہتے تھے

(٤٨٠٥) عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوْ يُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدْسِ)) مَا نَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۴۸۰۵) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسان ﷜ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے تھے جس پر وہ کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مشرکین کے اشعار کا جواب دیتے اور بجا طور پر فخریہ مدح کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: جب تک حضرت حسان ﷜ آپ ﷺ کی حمایت میں مشرکین پر مفاخرت کرتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کی تائید اور امداد کرتے رہتے ہیں۔ (بخاری)

(٤٨٠٦) وَعَنْ اَنَسٍ ﷜ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَادٍ يُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((رُوَيْدَكَ يَا اَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيْرَ)) قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِيْ ضَعَفَةَ النِّسَآءِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۸۰۶) حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک حدی خواں تھا جسے انجشہ کہا جاتا تھا وہ بہت خوش آواز تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: اے انجشہ! تو اونٹوں کو آہستہ آہستہ چلا اور شیشوں کو مت توڑ، یعنی نازک اندام عورتوں کو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: حدی اونٹ کے ہکانے کو کہتے ہیں۔ عرب کی یہ عادت تھی جب اونٹ چلتے چلتے تھک جاتے تھے تو ان کو خوش کرنے کے لیے، گرم اور مست کرنے کے لیے نہایت خوش الحانی سے اشعار پڑھتے اور وہ اشعار سن کر کے اونٹ چست اور مست ہو جایا کرتے تھے اور تیز چلنے لگتے تھے۔ حضرت انجشہ نہایت خوش الحانی سے اونٹوں کو مست کرنے کے لیے شعر پڑھ رہے تھے اور آپ کے قافلے میں پردہ نشین عورتیں بھی اونٹوں پر سوار تھیں، یہ صنف نازک اپنی نرمی اور کمزوری کی وجہ سے گویا کانچ اور شیشے کی طرح ہیں تو اونٹوں کو تیز چلنے کی وجہ سے شیشے کی طرح گر جانے کا اندیشہ ہوا تو آپ نے فرمایا اشعار پڑھنے سے رک جاؤ تاکہ اونٹ آہستہ آہستہ چلیں اور کوئی صنف نازک گر کر چور چور نہ ہو جائے۔

(٤٨٠٧) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

(۴۸۰۷) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے شعر کا ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا کلام ہے، اچھا شعر اچھا ہے برا شعر

٤٨٠٥۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد ٥٠١٥۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی انشار الشعر ٢٨٤٦۔ صحیح بخاری ٣٥٣١۔ الصحیحہ ١٦٥٧ .

٤٨٠٦۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب المعار بض مند وحد من الکذب ٦٢١١۔ مسلم کتاب الفضائل باب رحمة النبی للنساء ٢٣٢٣ .

٤٨٠٧۔ اسناده حسن۔ سنن دارقطنی ٤/ ١٥٥۔ السنن الکبری للبیهقی ١٠/ ٢٣٩۔ الصحیحہ ٤٤٧ .

((هُوَ كَلَامٌ فَحَسَنُهُ حَسَنٌ وَقَبِيحُهُ قَبِيحٌ))۔ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ عَنْ عُرْوَةَ مُرْسَلًا

برا ہے، یعنی شعر مضمون کی برائی یا بھلائی ہے۔ اگر شعر کا مضمون اچھا ہے تو اچھا اور اگر برا ہے تو برا ہے۔ (دار قطنی)

لہو ولعب پر مبنی اشعار کی مذمت

(٤٨٠٩) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعَرَجِ اِذَا عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الشَّيْطَانُ اَوْ اَمْسِكُوْا الشَّيْطَانَ لِاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۸۰۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام عرج میں جا رہے تھے کہ ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا آپ کے سامنے سے گزرا۔ آپ ﷺ نے اس کے گندے اشعار کو سن کر فرمایا: اس شیطان کو پکڑ کر روک لو، انسان کا پیپ سے پیٹ بھر لینا اس سے بہتر ہے کہ اپنے پیٹ میں گندا شعر بھرے۔ (مسلم)

(٤٨١٠) وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَآءُ الزَّرْعَ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۴۸۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گانا دل میں نفاق اگاتا ہے جس طرح پانی کھیت کو اگاتا ہے۔ (بیہقی)

(٤٨١١) وَعَنْ نَافِعٍ ﷺ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ ﷺ فِيْ طَرِيْقٍ فَسَمِعَ مِزْمَارًا فَوَضَعَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ وَنَاءَ عَنِ الطَّرِيْقِ اِلَى الْجَانِبِ الْاٰخَرِ ثُمَّ قَالَ لِيْ بَعْدَ اَنْ بَعُدَ يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قُلْتُ لَا فَرَفَعَ اِصْبَعَيْهِ مِنْ اُذُنَيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ صَوْتَ يَرَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ۔ قَالَ نَافِعٌ وَكُنْتُ اِذْذَاكَ صَغِيْرًا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ

(۴۸۱۱) حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ چل رہا تھا۔ راستے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بانسری کی آواز سنی تو اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اس راستہ سے ہٹ کر دوسرے راستہ پر چلے یہاں تک کہ بہت دور نکل جانے کے بعد کہا: کچھ آواز تم سن رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ تب انہوں نے اپنے کانوں سے انگلیاں ہٹا کر فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپؐ نے راستہ میں بانسری کی آواز سنی تو آپؐ نے بھی اس وقت ویسا ہی کیا تھا جیسا کہ میں نے اس وقت کیا۔ حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ (احمد وابوداؤد)

❁❁❁❁

(٤٨٠٩) صحیح مسلم کتاب الشعر ٢٢٥٩.

٤٨١٠۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٥١٠٠۔ ابوالزبیر مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

٤٨١١۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ٢/ ٨۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب کراھیۃ الغناء والزمر ٤٩٢٤.

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِيْبَةِ وَالشَّتْمِ

زبان کو غیبت اور گالی سے بچانا چاہیے

زبان ایک شریف عضو گوشت شرائین اور اعصاب سے مرکب ہے جو منہ کے اندر واقع ہے اور وہ گویائی قوت اور چکھنے کا آلہ ہے اس کے ذریعہ سے میٹھی، کڑوی، نمکین، ترش اور چٹ پٹی لذیز بے مزہ چیزوں کا احساس ہوتا ہے اور بات چیت کر کے مطلب کا اظہار کیا جاتا ہے۔ زبان کی سطح میں جو بلندیاں ہیں وہ حسی اعصاب کی شاخیں ہیں جب کوئی چیز چکھی یا کھائی یا پی جاتی ہے تو اس کے ذرات عصبی شاخوں پر لگتے ہیں اور وہاں دماغ کو ذائقہ کا احساس ہوتا ہے۔

زبان کے مختلف مقامات پر مختلف قسم کی قوت ذائقہ ہوتی ہے، چنانچہ شریں اور نمکین ذائقے زبان کے پچھلے حصہ کی بہ نسبت اس کی نوک پر زیادہ محسوس ہوتے ہیں۔ کڑوا ذائقہ زبان کی جڑ اور ترش ذائقہ زبان کے کناروں پر اچھی طرح محسوس ہوتا ہے۔ منہ کے مختلف اطراف اور جہات میں زبان کے حرکت کرنے سے لفظ بنتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں تو دل کی بات ظاہر ہوتی ہے جو نہیں بول سکتے وہ گونگے ہیں اور اس نعمت سے محروم ہیں۔ زبان خدا کی نعمت ہے عقل و دل کی ترجمان ہے، عجائبات قدرت الٰہیہ کی مظہر اعظم ہے۔ قرآن مجید میں رب العالمین نے فرمایا: ﴿اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ﴾ ”کیا ہم نے انسان کو دو آنکھیں، زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے؟“ ضرور دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت زبان بھی ہے، اس سے ہم اپنے دل کی بات دوسرے کو سمجھا دیتے ہیں۔ اسی سے کلام الٰہی پڑھتے ہیں، ذکر اذکار اور وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ انسان اور حیوان کے درمیان اس زبان سے فرق ہے۔ اگر زبان کی حفاظت کی جائے تو اس سے بڑے اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں اگر اس کی نگرانی نہیں کی گئی تو اس زبان سے بڑے بڑے شر و فساد اٹھتے ہیں اور جھگڑا و فساد پیدا ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث میں زبان کی حفاظت کی بڑی تاکید آئی ہے۔ ذیل میں حدیثوں کا ترجمہ پڑھ کر عمل کیجئے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... فصل اول

زبان اور شرم گاہ کی حفاظت

(٤٨١٢) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ يَّضْمَنْ لِیْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(۴۸۱۲) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ان دونوں چیزوں کی نگرانی کی ذمہ داری لے لے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہیں، یعنی زبان کی اور وہ جو دونوں پیروں کے درمیان ہے، یعنی شرمگاہ کی، یعنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرے گا تو میں اس کو جنت میں داخل کرانے کی ذمہ داری لوں گا۔ (بخاری و مسلم)

٤٨١٢۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان ٦٤٧٤.

(٤٨١٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِیْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِیْ لَهَا بَالًا يَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُمَا ((يَهْوِیْ بِهَا فِی النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.))

(۴۸۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ بعض دفعہ زبان سے ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے خدا خوش ہو جاتا ہے اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجوں کو بلند کر دیتا ہے اور بعض دفعہ بے سوچے سمجھے ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے خدا ناراض ہو جاتا ہے اور اسی کی وجہ سے اس کو جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بات سوچ سمجھ کر کہنی چاہیے، بلا سوچے سمجھے کوئی بات نہ کہے۔ علامہ شیرازیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

جب تک آدمی بات نہیں کرتا اس کی بھلائی یا برائی چھپی رہتی ہے اور بات کرنے کے بعد اس کی بھلائی و برائی معلوم ہو جاتی ہے۔ اگر اچھی بات کہتا ہے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ نیک آدمی ہے اور اگر بری بات کہی ہے تو پتا چل جائے گا کہ نادان و خراب ہے۔ علامہ شیرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مزن بے تامل بگفتار دم
نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم

یعنی کوئی بات بے سوچے نہ کہو۔ اگر اچھی بات دیر میں بھی کہو تو کوئی حرج نہیں۔ قدیم جاہلیت کا مشہور ادیب شاعر زہیر کہتا ہے:

وکاین تری من صامت لك معجب
زیادته او نقصه فی التکلم

بہت سے چپ رہنے والے دیکھنے میں تم کو اچھے لگتے ہیں حالانکہ اچھائی یا برائی بات کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔

لسان الفتی نصف و نصف فؤاده
فلم یبق الاصورة اللحم والدم

پورے انسان کے دو حصے ہیں (۱) زبان' (۲) دل۔ اب گوشت و خون کے سوا اور کیا باقی رہ گیا ہے۔

گالی کی مذمت

(٤٨١٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۸۱۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور نافرمانی ہے اور مار ڈالنا کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)

٤٨١٣۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان ٦٤٧٤' ٦٤٧٧' ٦٤٧٨۔ مسلم کتاب الزهد باب التکلم بالکلمة یهوی بها فی النار ٢٩٨٨.

٤٨١٤۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب خوف المؤمن ٤٨۔ مسلم کتاب الایمان باب بیان قول النبی باب المسلم فسوق ٦٤.

توضیح: یعنی مسلمانوں کو گالی دینے والا فاسق ہو جاتا ہے اور قتل کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

(٤٨١٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْهِ کَافِرٌ فَقَدْ بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۴۸۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے کوئی ایک کافر ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی اگر کسی کو کافر کہا اور اگر وہ کافر نہیں ہے تو کہنے والا خود کافر ہو گیا۔

مسلمان کو کافر یا فاسق کہنا

(٤٨١٦) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْهِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ اِنْ لَمْ یَکُنْ صَاحِبُهٗ کَذَالِكَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(۴۸۱۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان پر فسق یا کفر کی تہمت لگائے تو اگر وہ اس کا مستحق نہیں ہے تو فسق اور کفر کا کلمہ لوٹ کر کہنے والے پر پڑ جاتا ہے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی جس کو کہا گیا ہے حقیقت میں وہ کافر و فاسق ہے تو خیر ورنہ کہنے والا خود کافر و فاسق ہو جاتا ہے۔

(٤٨١٧) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَیْسَ کَذَالِكَ اِلَّا حَارَ عَلَیْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۴۸۱۷) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے کسی مسلمان کو کافر یا خدا کا دشمن کہہ کر بلایا اور اگر وہ حقیقت میں وہ ایسا نہیں ہے تو کلمہ لوٹ کر کہنے والے پر پڑ جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(٤٨١٨-٩) وَعَنْ اَنَسٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَ فَعَلَی الْبَادِیْ مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۹-۴۸۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص آپس میں ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں تو دونوں کی گالیوں کا گناہ اس پر پڑے گا جس نے پہلے دی ہے۔ جب تک کہ مظلوم اپنی حد سے آگے نہ بڑھے۔ (مسلم)

(٤٨٢٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَکُوْنَ لَعَّانًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۸۲۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدیق یعنی مسلمان لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا۔ (مسلم)

توضیح: یعنی یہ اس کی شان کے خلاف ہے۔

٤٨١٥۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاه ٦١٠٤۔ مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم یا کافر ٦٠ .

٤٨١٦۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب ما ینهی عن السباب۔٦٠٤٤ .

٤٨١٧۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب ما ینهی عن السباب وللعن ٦٠٤٤۔ مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من رغب ٦١ .

٩-٤٨١٨۔ صحیح مسلم کتاب البر باب النهی عن السباب ٢٥٨٧۔ صحیح مسلم کتاب البر باب النهی عن لعن الدواب ٢٥٩٧ .

٤٨٢٠۔ صحیح مسلم کتاب البر باب النهی عن لعن الدواب ٢٥٩٨ .

لعن طعن کی مذمت

(٤٨٢١) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ اللَّعَّانِيْنَ لَا يَكُوْنُوْنَ شُهَدَآءَ وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۸۲۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، بلاوجہ لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہ بن سکتے ہیں نہ کسی کی سفارش کر سکتے ہیں۔ (مسلم)

(٤٨٢٢) وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۸۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی شخص یوں کہے' لوگ ہلاک اور تباہ ہو گئے تو یہ کہنے والا سب سے زیادہ ہلاک و تباہ ہونے والا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی ایسا کہنے والا خدا کے بندوں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے اور اپنے کو بڑا متکبر اور مغرور سمجھتا ہے' یا لوگوں کو گنہگار سمجھ کر خدا کی رحمتوں سے مایوس کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تم لوگ جہنم میں داخل ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور اپنے کو بڑا متقی اور دین دار خیال کرتا ہے تو ایسا کہنے والا خود ہی سب سے زیادہ ہلاک ہوگا۔ اللہ کی رحمتوں سے کسی کو مایوس نہیں کرنا چاہیے جس سے وہ عمل کرنا ہی چھوڑ دے۔ البتہ ایسے لوگوں کو نرمی سے وعظ و نصیحت کرتے رہنا چاہیے تا کہ اس کا دل ان باتوں کو قبول کر لے۔

(٤٨٢٣) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَأْتِیْ هٰٓؤُلَآءِ بِوَجْهٍ وَهٰٓؤُلَآءِ بِوَجْهٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۸۲۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے روز سب سے بدتر ان دوزخ والوں کو پاؤ گے جو ایک کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے اور دوسرے کے پاس دوسرا منہ لے کر پہنچتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی ایک شخص کے پاس آتا ہے تو اس کی تعریف کرتا ہے اور جب وہ دوسرے کے پاس جاتا ہے تو پہلے کی برائی کرتا ہے اور دوسرے کی تعریف کرتا ہے۔ گویا اس کے دو منہ ہو گئے ہر ایک کی منہ دیکھی بات کرتا ہے اس میں پہلے کی غیبت اور چغلی ہوتی ہے اور دوسرے کی مدح سرائی ہوتی ہے، یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کا دوست اور ہمدرد بن کر ایک کی بات دوسرے تک پہنچاتے اور دونوں کے تعلقات کو خراب اور ایک دوسرے کو بدگمان کرے اس سے بہت بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو ذی الوجہین اور ذی اللسانین' کہتے ہیں۔ یہ ایسا شخص ایک شخص کے سامنے بیٹھ کر تعریف کرتا ہے اور اس کے کے پاس سے باہر نکل کر اس کی برائی کرنے لگتا ہے، یہ بھی منافقین میں شمار ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے تو کہتے ہیں ہم (بھی تو) ایمان لا چکے ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں سرداروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف مسلمانوں سے مذاق کرتے ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ امیروں و حاکموں کے پاس جاتے ہیں تو کچھ کہتے ہیں اور جب ان کے

٤٨٢١۔ صحيح مسلم كتاب البر باب النهى من قول هلك الناس ٢٦٢٣.

٤٨٢٢۔ صحيح بخارى كتاب الادب باب ما قيل فى ذى الوجهين۔ ٦٠٥٨۔ مسلم كتاب البر باب ذم ذى الوجهين ٢٥٢٦.

٤٨٢٣۔ صحيح بخارى كتاب الادب باب ما يكره من النميمة ٦٠٥٦۔ مسلم كتاب الايمان باب بيان غلظ تحريم النميمة ١٠٥.

یہاں سے نکل آتے ہیں تو اس کے خلاف کچھ اور کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ((كنا نعد هذا اتفاقاً على عهد رسول الله ﷺ.)) ہم لوگ رسول ﷺ کے زمانے میں اس کو نفاق سمجھتے تھے۔

(٤٨٢٤) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ نَمَّامٌ

(۴۸۲۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا: چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی اگر وہ مسلمان موحد ہوگا تب بھی شروع میں داخل نہیں ہوگا البتہ سزا بھگتنے کے بعد امید مغفرت ہے۔

(٤٨٢٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَاِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ ((اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْكِذْبَ فُجُوْرٌ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ.))

(۴۸۲۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سچ بولنے کو لازم پکڑو اور ہمیشہ سچی بات بولتے رہو کیونکہ سچ بولنا نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے وہ اللہ کے نزدیک سچوں میں لکھا جاتا ہے۔ تم جھوٹ بولنے سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ جھوٹ فسق وفجور کی طرف لے جاتا ہے اور یہ فسق دوزخ کی طرف کھینچ لے جاتا ہے جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹوں میں لکھا جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا گناہ ہے اور گناہ جہنم میں لے جاتا ہے۔

(٤٨٢٦) وَعَنْ اُمِّ كَلْثُوْمٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِيْ خَيْرًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۸۲۶) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہو نیک باتیں بتاتا ہو اور بری باتوں سے روکتا ہو، اس کی نیک نیتی سے جھوٹ بولنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

جھوٹی تعریف

(٤٨٢٧) وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدَ رضی اللہ عنہ قَالَ

(۴۸۲۷) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٤٨٢٤۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب قول الله تعالیٰ یا یها الذین امنوا اتقوا الله ٦٠٩٤۔ مسلم کتاب البر باب قبح الکذب ٢٦٠٧.

٤٨٢٥۔ صحیح بخاری کتاب الصلح باب لیس الکاذ الذی یصلح بین الناس ٢٦٩٢۔ مسلم کتاب البر باب تحریم الکذب ٢٦٠٥.

٤٨٢٦۔ صحیح مسلم کتاب الزهد باب النهی عن المدح۔ ٣٠٠٢.

٤٨٢٧۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب ما جاء فی قول الرجل ویلك ٦١٦٢۔ مسلم کتاب الزهد باب النهی عن المدح ٣٠٠٠.

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

نے فرمایا: جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔ (مسلم) یعنی خوشامدیوں کی جھوٹی تعریف کرنے والوں کے منہ پر مٹی ڈالو۔ ان کو کچھ نہ دو بلکہ دھتکار کے نکال دو یا حقیقتاً منہ پر مٹی ڈال کر ذلیل کر دو تا کہ آئندہ ایسی چاپلوسی اور جھوٹی خوشامد کی ضرورت نہ پڑے۔ اس طرح سے حضور اکرم ﷺ نے مغرور ومتکبرین کے لیے سخت زجر وتبیخ کی ہے۔

(٤٨٢٨) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ؓ قَالَ اَثْنٰى رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِيْكَ ثَلَاثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مُحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهٗ اِنْ كَانَ يُرٰى اَنَّهٗ كَذَالِكَ وَلَا يُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۸۲۸) حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے دوسرے آدمی کی تعریف نبی ﷺ کے سامنے کی' آپؐ نے تعریف کرنے والے سے فرمایا: تجھ پر بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی اور اس لفظ کو تین مرتبہ فرمایا' پھر فرمایا اگر تمہیں تعریف ہی کرنا ہے تو اس طرح کہہ سکتے ہو میں فلاں کو اچھا سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حقیقت حال سے خوب واقف ہے کہ کون تعریف کے لائق ہے اور کون نہیں؟ اللہ حساب کرنے والا ہے۔ کوئی کسی کی صفائی نہ دے، یعنی کوئی کسی کی ایسی تعریف نہ کرے جو اس کے لائق نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: گردن کاٹنے سے مطلب یہ ہے کہ اس میں تکبر پیدا ہو جائے گا جس سے وہ ہر جگہ رسوا ہوگا اور یہی رسوائی اس کی گردن زنی کا باعث بنے گی۔

غیبت کیا ہے؟

(٤٨٢٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ)) قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ((ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ)) قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ ((اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ ((اِذَا قُلْتَ لِاَخِيْكَ مَا فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ ((اِذَا قُلْتَ لِاَخِيْكَ مَا فِيْهِ فَقَدْ اغْتَبْتَهٗ وَاِذَا قُلْتَ مَا لَيْسَ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ.))

(۴۸۲۹) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے دریافت فرمایا: تم جانتے ہو غیبت کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کا اس طرح ذکر کرنا کہ اسے ناگوار معلوم ہو۔ لوگوں نے عرض کیا اگر وہ برائی اس میں موجود ہو۔ آپؐ نے فرمایا: اس کی موجودہ برائی کو بیان کرو گے تو تم نے اس کی غیبت کی اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو تو تم اس پر بہتان باندھو گے۔ (مسلم)

اخلاقِ نبوی

(٤٨٣٠) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَأْذَنَ

(۴۸۳۰) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس

٤٨٢٨۔ صحيح مسلم كتاب البر باب تحريم الغيبة ٢٥٨٩.

٤٨٢٩۔ صحيح بخارى كتاب الادب باب لم يكن النبى فاحشا ٦٠٣٢'٦٠٥٤۔ مسلم كتاب البر باب مدارة من يتقى فحشة ٢٥٩١.

٤٨٣٠۔ صحيح بخارى كتاب الادب باب ستر المؤمن على نفسه ٦٠٦٩۔ مسلم كتاب الزهد باب النهى عن هتك الانسان ٩٩٠.

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ فَبِئْسَ أَخُوا الْعَشِيْرَةِ)) فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ ؓ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَتٰى عَاهَدْتِنِي فَحَّاشًا إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهِ))۔ وَفِي رِوَايَةٍ اِتِّقَاءَ شَرِّهِ وَفِي رِوَايَةٍ اِتِّقَاءَ فُحْشِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ایک شخص نے آنے کی اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا: تم اس کو اجازت دے دو، لیکن یہ شخص اپنی قوم میں بہت برا ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو آپ نے خندہ پیشانی سے باتیں کی جب وہ چلا گیا تب حضرت عائشہ ؓ نے کہا: یا رسول اللہ! پہلے آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا تھا برا آدمی ہے، پھر آپ نے کشادہ پیشانی اور نہایت تپاک سے باتیں کیں۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہ! تم نے مجھ کو کب بدخلق اور فحش گو پایا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے برے وہ لوگ ہوں گے کہ جن کی برائی سے لوگ ڈر کر ملنا جلنا چھوڑ دیں اور اس سے دور بھاگ جائیں۔ (بخاری و مسلم) وہ آنے والا شخص عیینہ بن حصین تھا اور وہ مؤلفۃ القلوب اور عرب کے سنگ دلوں میں سے تھا اور بہت ہی بدخلق اور دین میں کوتاہی کرنے والا اور اپنی قوم کا سردار تھا اور آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد مرتد ہو گیا اور قیدی بن کر جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ہاتھ لگا تو اس نے تجدید اسلام کیا اور اسلام پر مرا۔

اعلانیہ گناہ اور عیب جوئی کبیرہ گناہ

(٤٨٣١) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ فِي بَابِ الضِّيَافَةِ

(۴۸۳۱) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری ہر ایک امت معاف کر دی جائے گی مگر کھلم کھلا برائی کرنے والے اور بے پرواہی کرنے والے اور ایک دوسرے کی پردہ دری کرنے والے کو نہیں معاف کیا جائے گا کہ آدمی کوئی کام کر کے، پھر صبح کو وہ لوگوں سے بیان کرے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو چھپا رکھا تھا، یعنی یوں کہے کہ میں نے گزشتہ رات ایسا کام کیا تھا اور خدا نے اس کے پردے کو چھپایا تھا پھر صبح اٹھ کر اس پردے کو کھولتا ہے، یعنی اس برے کام کو ظاہر کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی عیب نہیں چھپایا بلکہ لوگوں میں اس کا اظہار کرتا رہا اور غیبت اور چغلی بھی کرتا رہا تو ایسے چغل خوروں کو معاف نہیں ہے

اَلْفَصْلُ الثَّانِي...... دوسری فصل

جھوٹ ترک کرنے اور جھگڑا فساد نہ کرنے کا اجر

(٤٨٣٢) عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ

(۴۸۳۲) حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ ناحق ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے

٤٨٣١۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذي كتاب البر باب ما جاء في البرا ١٩٩٣۔ الضعيفه ١٠٥٦ ۔

٤٨٣٢۔ صحيح۔ سنن الترمذي كتاب البر باب ما جاء في حسن الخلق ٢٠٠٤۔ ابن ماجه كتاب الزهد باب ذكر الذنوب۔ ٤٢٤٦ ۔

فِیْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِیَ لَهٗ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّةِ وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ بُنِیَ لَهٗ فِیْ اَعْلَاهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَكَذَا فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَفِی الْمَصَابِیْحِ قَالَ غَرِیْبٌ

درمیان میں محل بنائے گا اور جس نے جھگڑا فساد چھوڑ دیا حالانکہ وہ حق پر تھا تو اس کے لیے جنت میں بہترین عالی شان محل بنائے گا اور جس نے اپنے اخلاق کو اچھا بنا لیا تو اس کے لیے بلند ترین مقام میں خوبصورت محل بنایا جائے گا۔ (ترمذی و شرح سنہ)

(٤٨٣٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْاَجْوَفَانِ الْفَمُ وَالْفَرْجُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(۴۸۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ کون سی چیز لوگوں کو جنت میں داخل کراتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور تم جانتے ہو کون سی ایسی چیز ہے جو کہ زیادہ تر جہنم میں پہنچانے والی ہے؟ وہ صرف دو ہی چیزیں ہیں پہلا منہ، اور دوسری شرمگاہ، یعنی منہ سے بدزبانی کرنا اور شرم گاہ سے بدکاری۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(٤٨٣٤) وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَعْلَمُ مَبْلَغَهَا یَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا رِضْوَانَهٗ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَاهُ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الشَّرِّ مَا یَعْلَمُ مَبْلَغَهَا یَكْتُبُ اللّٰهُ بِهَا عَلَیْهِ سَخَطَهٗ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَاهُ))۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ

(۴۸۳۴) حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنی زبان سے کوئی ایسی بات کہہ جاتا ہے جو خدا کی خوشنودی کا ذریعہ بن جاتی ہے، لیکن لاعلمی کی وجہ سے اس کی قدر و منزلت کو نہیں جانتا تو اس کلمہ خیر کے بدلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے لیے اپنی خوشنودی لکھ دیتا ہے۔ اور بعض لوگ بلا سمجھے بوجھے کوئی ایسی بری بات منہ سے نکال دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب بن جاتا ہے تو قیامت کے دن اس کی ناخوشی کا عذاب لکھ دیتا ہے۔ (ترمذی، مالک و ابن ماجہ)

لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والا

(٤٨٣٥) وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِیْمٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَیْلٌ لِمَنْ یُحَدِّثُ فَیَكْذِبُ لِیُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَیْلٌ لَهٗ وَیْلٌ لَهٗ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ

(۴۸۳۵) حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے ایسی بات کہتا ہے کہ جن کو سن کر لوگ ہنسیں تو اس کے لیے قیامت کے دن بڑی خرابی ہوگی اور جہنم کی مار ہوگی۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد و دارمی)

توضیح: یعنی لغو اور جھوٹی باتیں جیسی بھانڈ اور میراثی لوگ ہنسانے کے لیے کہتے ہیں۔

٤٨٣٣۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب فی قلة الکلام ٢٣١٩۔ ابن ماجه کتاب الفتن باب کف اللسان فی الفتنة ٣٩٦٩۔ مؤطا امام مالك کتاب الکلام باب ما یؤمر به من التحفظ ٢/ ٩٨٥ح١٩١٤.

٤٨٣٤۔ حسن۔ مسند احمد ٥/ ٣'٥'٧۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی التشدید فی الکذب ٤٩٩٠۔ ترمذی کتاب الزهد باب فیمن تکلم بکلمة یضحك بها الناس ٢٣١٥.

٤٨٣٥۔ اسناده ضعیف جدا۔ شعب الایمان ٤٨٣٢۔ شرح السنة ١٤/ ٣١٩.

(٤٨٣٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ الْعَبْدَ لَیَقُوْلُ الْكَلِمَةَ لَا یَقُوْلُهَا اِلَّا لِیُضْحِكَ بِهِ النَّاسَ یَهْوِیْ بِهَا اَبْعَدَ مِمَّا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَاِنَّهٗ لَیَزِلُّ عَنْ لِسَانِهٖ اَشَدَّ مِمَّا یَزِلُّ عَنْ قَدَمِهٖ))۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

(۴۸۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض لوگ ہنسانے کے لیے ایسی باتیں کرتے ہیں جو فساد کا ذریعہ بن جاتی ہیں اور وہ اس کے انجام سے خبردار ہوتے ہیں تو اس سبب سے وہ شخص گہری جہنم میں ڈالا جائے گا جس کی دوری زمین و آسمان کے برابر ہے اور بعض لوگ اپنی زبان سے ایسی بے تکی باتیں ہانک دیتے ہیں تو جہنم میں پھسل کر گر یں گے۔ (بیہقی)

(٤٨٣٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ صَمَتَ نَجَا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

(۴۸۳۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔ (مسند احمد، ترمذی، دارمی و بیہقی)

توضیح: اللہ تعالیٰ نے تمہیں زبان اس لیے دی ہے کہ ضرورت کے وقت اس سے کام لو اور نیک فائدے کی باتوں میں استعمال کرو۔ نہ اس سے بری باتیں نکالو نہ کسی کو ستاؤ، جو بات زبان سے نکالتے ہو فرشتے اس کو لکھ لیتے ہیں اور قیامت کے روز اس کی باز پرس ہوگی۔ قرآن مجید میں فرمایا: ﴿مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ﴾ ''انسان کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے فرشتے اس کو نوٹ کر لیتے ہیں'' اگر ضرورت سے زیادہ بولو گے تو اس میں تمہاری پکڑ ہوگی۔ حدیث شریف میں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لا تکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ قسوه للقلب وان ابعد الناس من اللہ تعالیٰ القلب القاسی۔)) (ترمذی) ''سوائے ذکر الٰہی کے زیادہ باتیں مت کرو کیونکہ ذکر الٰہی کے سوا زیادہ بولنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور سخت دل والا اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہو جاتا ہے۔''

(٤٨٣٨) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ ((اَمْلِكْ عَلَیْكَ لِسَانَكَ وَلْیَسَعْكَ بَیْتُكَ وَابْكِ عَلٰی خَطِیْئَتِكَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ

(۴۸۳۸) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے یہ عرض کیا کہ نجات کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اپنا گھر اپنے لیے کافی سمجھو اور اپنے گناہوں پر روتے رہو۔ (احمد و ترمذی)

توضیح: یعنی دنیا اور آخرت کی نجات اس میں ہے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرتے رہو، کوئی نازیبا بات زبان سے نہ نکالو۔ بلا ضرورت باہر مت جایا کرو، اپنے گھر میں بیٹھے رہو ''ہیچ آفت نے رسد گوشہ تنہائی'' را اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتے رہو یہی نجات کا باعث ہے۔

(٤٨٣٩) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَفَعَهٗ قَالَ ((اِذَا اَصْبَحَ

(۴۸۳۹) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب

٤٨٣٦۔ مسند احمد ٢/ ١٧٧۔ ترمذی کتاب صفة القیامة ٢٥٠١۔ دارمی کتاب الرقاق باب فی الصمت ٢/ ٢٩٩ ح ٢٧١٦.

٤٨٣٧۔ اسناده صحیح۔ مسند احمد ٥/ ٢٥٩۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی حفظ اللسان ٢٤٠٦۔ الصحیحه ٨٩٠.

٤٨٣٨۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی حفظ اللسان ٢٤٠٧.

٤٨٣٩۔ صحیح۔ مسند احمد ١/ ٢٠١۔ موطا امام مالك کتاب حسن الخلق باب ما جاء فی حسن الخلق ٢/ ٩٠٣ ح ١٧٣٧۔ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَآءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّا نَحْنُ بِكَ اسْتَقَمْتَ اِسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

انسان صبح کو اٹھتا ہے تو تمام اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اے زبان! تو ہمارے معاملہ میں خدا سے ڈرتی رہنا۔ ہم سب تیرے تابع ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی رہی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

(٤٨٤٠) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ

(۴۸۴۰) حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی خوبصورتی میں سے یہ ہے کہ بے کار اور فضول باتوں کو چھوڑ دیا جائے۔ (مالک و احمد)

(٤٨٤١) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

(۴۸۴۱) ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، نیز ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

توضیح: اسلام کے اچھے ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والا ظاہری و باطنی حصے سے پورا پورا داخل ہو گناہوں سے بچتا ہے اور نیکیوں کے کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اپنی زبان کو فضول اور ناز یبا باتوں سے بچاتا رہے اور زبان کو بری باتوں سے بچا کر رکھنے سے گویا اپنے سارے جسم کے ایک ایک اعضا کو ان برائیوں سے محفوظ کر لیا اور سارے جسم کو برائیوں سے بچا لیا بلکہ جہنم سے بچا لیا۔

(٤٨٤٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ رَجُلٌ اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَوَلَا تَدْرِيْ فَلَعَلَّهٗ تَكَلَّمَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ اَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهٗ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۸۴۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی کا انتقال ہو گیا۔ دوسرے صحابی نے اس کو جنت کی خوش خبری دی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتا کہ ممکن ہے اس نے کوئی فضول بات کہی ہو یا بخیلی کی ہو؟ جس کے ذریعہ سے اس کی گرفت ہو سکتی ہے پھر کس طرح تم نے اس کو جنت کی خوش خبری دی؟ (ترمذی)

(٤٨٤٣) وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ وَقَالَ ((هٰذَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ

(۴۸۴۳) حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! کون سی چیز زیادہ ڈرنے کے لائق ہے کہ میں اس سے ہمیشہ ڈرتا رہوں؟ آپ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: یہ زبان یعنی زبان سے بہت زیادہ ڈرتے رہو۔ (ترمذی)

(٤٨٤٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَآءَ بِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۸۴۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹ کی بدبو سے اس کا نگرانی کرنے والا فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (ترمذی)

٤٨٤٠۔ حسن۔ سنن ابن ماجه كتاب الفتن باب كف اللسان فى الفتنة ٣٩٧٦ .

٤٨٤١۔ حسن۔ سنن الترمذى كتاب الزهد باب ١١۔ ٢٣١٨۔ شعب الايمان .

٤٨٤٢۔ حسن۔ سنن الترمذى كتاب الزهد باب ١١۔ ٢٣١٦۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٤٨٤٣۔ صحيح۔ سنن الترمذى كتاب الزهد باب ما جاء فى حفظ اللسان ٢٤١٠ .

٤٨٤٤۔ اسناده ضعيف جدا۔ سنن الترمذى كتاب البر باب ما جاء فى الصدق والكذب ١٩٧٢۔ عبدالرحیم بن ہارون متہم ہے۔

(٤٨٤٥) وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَسَدِ الْحَضْرَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَلَكَ بِهٖ مُصَدِّقٌ وَاَنْتَ بِهٖ كَاذِبٌ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۸۴۵) حضرت سفیان بن اسد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا: سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے جھوٹ بولو حالانکہ وہ اسے سچا سمجھتا ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٨٤٦) وَعَنْ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ.)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

(۴۸۴۶) حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا میں دو رخا ہوگا تو ایسے شخص کے لیے قیامت کے دن آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (دارمی)

(٤٨٤٧) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ وَلَا الْفَاحِشِ الْبَذِيِّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۴۸۴۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامل مومن نہ طعن کرتا ہے، نہ کسی پر لعنت کرتا ہے، نہ بے ہودہ بکتا ہے اور نہ زبان درازی کرتا ہے۔ (ترمذی)

مومن لعنت نہیں کرتا

(٤٨٤٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يَكُوْنَ لَعَّانًا)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۸۴۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کامل مومن نہ لعنت کرتا ہے اور نہ لعنت کرنا اس کی شان کے لائق ہے۔ (ترمذی)

(٤٨٤٩) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِ اللّٰهِ وَلَا بِجَهَنَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَا بِالنَّارِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۴۸۴۹) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کسی پر نہ لعنت کرو اللہ کی بددعا کی، نہ خدا کے غضب کی اور نہ جہنم کی۔ (ترمذی وابوداؤد)

توضیح: یعنی تم کسی کو یہ نہ کہو کہ تم پر خدا کی لعنت ہے یا یہ کہ تم جہنم میں جاؤ گے۔

٤٨٤٥۔ اسنادہ ضعیف۔ ابو داؤد کتاب الادب باب فی المعاریض ٤٩٧١۔ سنن الترمذی کتاب ١۔ ٤٩٧١۔ عبارہ اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں۔

٤٨٤٦۔ حسن۔ سنن ابی داؤد ٤٨٧٣۔ دارمی کتاب الرقاق باب ما قیل فی ذی الوجھین ٢/ ٣١٤ ح ٢٧٦٧۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٤٨٤٧۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی اللعنة ١٩٧٧۔ شعب الایمان ٥١٥٠، ٥١٤٩۔

٤٨٤٨۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی اللعنة (١٩٧٧) ٢٠١٩۔

٤٨٤٩۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی اللعن ٤٩٠٦۔ ترمذی کتاب البر باب ما جاء فی اللعنة ١٩٧٦۔ الصحیحه ٨٩٣۔

(٤٨٥٠) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَى السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ دُوْنَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَى الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ثُمَّ تَاخُذُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَى الَّذِیْ لُعِنَ فَاِنْ كَانَ لِذَالِكَ اَهْلًا وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلَى قَائِلِهَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۸۵۰) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا: بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرتا ہے وہ لعنت آسمان کی طرف اٹھائی جاتی ہے اور آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، پھر وہ لعنت زمین پر اتار دی جاتی ہے، پھر زمین بھی اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے اور جب اسے کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا تو وہ جس پر لعنت کی گئی ہے اس پر جاتی ہے۔ اگر وہ اس کا اہل ہوتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ کہنے والے پر واپس لوٹ کر آ جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٨٥١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيْحُ رِدَائَهُ فَلَعَنَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَلْعَنْهَا فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ وَاِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ

(۴۸۵۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہوا نے ایک شخص کے کپڑے کو کھینچ لیا تو اس نے اس پر لعنت کی۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہوا کو برا مت کہو کیونکہ اسے خدا کی طرف سے چلنے کا حکم ملا ہے اور جو کسی ایسی چیز پر لعنت کرے وہ لعنت جو اس کے لائق نہیں ہے تو وہ واپس اس پر لوٹ جاتی ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

(٤٨٥٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا يُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِیْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۸۵۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ میں سے کوئی کسی کے متعلق کوئی بری بات مجھے نہ سنائے کیونکہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں تمہارے پاس سے اس طرح نکلوں کہ میرا سینہ تمہاری طرف سے صاف ہو کسی قسم کا کینہ کپٹ میرے دل میں نہ ہو۔ (ابوداؤد)

عیب جوئی سمندر کو کڑوا کر دے

(٤٨٥٣) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِیْ قَصِيْرَةً فَقَالَ ((لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ

(۴۸۵۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پست قد ہونے کا اشارہ کیا، یعنی چھوٹا قد آپ کے لیے کافی ہے، یعنی میں نے ان کا یہ عیب بیان کیا۔ یہ سن کر آپ ؐ نے فرمایا: عائشہ! تم نے ایسی بات کہہ دی ہے کہ یہ بات اگر میٹھے دریا میں ڈالی جائے تو یہ اس پر غالب آ جائے۔ دریا کی مٹھاس کو کڑوا بنا دے۔ (ابوداؤد، احمد، ترمذی)

توضیح: یعنی تمہاری غیبت اور برائی سے شیریں سمندر بھی تلخ و ترش ہو جائے گا۔ یعنی بہت سخت گناہ ہے۔

٤٨٥٠۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی اللعن ٤٩٠٥۔ الصحیحہ ١٢٦٩۔

٤٨٥١۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی اللعن ٤٩٠٨۔ ترمذی کتاب البر باب ما جاء فی اللعنۃ۔ ١٩٧٨۔

٤٨٥٢۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب رفع الحدیث ٤٨٦٠۔ ولید بن ابی ہشام مستور اور اس کا استاد زید بن زاید مجہول ہے۔

٤٨٥٣۔ اسنادہ صحیح۔ مسند احمد ٦/ ١٨٩۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ ٤٨٧٥۔ ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ٥١۔ ٢٥٠٢۔

(٤٨٥٤) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا كَانَ الْفَحْشُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهٗ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۸۵۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چیز میں فحش یا سخت کلامی ہو وہ اس چیز کو عیب دار بنا دیتی ہے اور جس چیز میں حیا شرم ہو وہ اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے۔ (ترمذی)

توبہ کرنے والے کو شرمندہ کرنے کی ممانعت

(٤٨٥٥) وَعَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ رضی اللہ عنہ عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهٗ يَعْنِيْ مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ خَالِدًا لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ

(۴۸۵۵) حضرت خالد بن معدان حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان بھائی کو اس کے کیے ہوئے گناہ پر شرم دلائے حالانکہ وہ اس سے توبہ کر چکا تھا تو یہ شرم دلانے والا اپنے مرنے سے پہلے اس گناہ کا ضرور مرتکب ہوگا۔ (ترمذی)

کسی کی مصیبت پر خوش نہ ہوا جائے

(٤٨٥٦) وَعَنْ وَاثِلَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

(۴۸۵۶) حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کو جو کسی دینی یا دنیاوی مصیبت میں گرفتار ہو دیکھ کر خوشی کا اظہار مت کرو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کر جائے اور تجھ کو اس کی مصیبت میں خوشی کرنے کی وجہ سے اسی مصیبت میں گرفتار کر دے۔ (ترمذی)

توضیح: تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے مصیبت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے خوش نہیں ہونا چاہئے بلکہ افسوس کرنا چاہیے۔

کسی کی نقل اتارنا ایک ناپسندیدہ کام ہے

(٤٨٥٧) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا أُحِبُّ أَنِّيْ حَكَيْتُ أَحَدًا وَأَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ

(۴۸۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی کی نقل اتارنے کو پسند نہیں کرتا گو مجھے اس کے بدلے میں بہت سارا مال و دولت ملے۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی کسی کی توہین اور ذلت ثابت کرنے کے لیے اس کے حرکات و سکنات وغیرہ میں نقل اتارنا حرام و ناجائز ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی غیبت میں داخل ہے۔

دعا مانگتے وقت بخل نہیں کرنا چاہیے

(٤٨٥٨) وَعَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى خَلْفَ

(۴۸۵۸) حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی دیہات سے آیا اس نے اپنے اونٹ کو بیٹھایا اور اس کے پاؤں کو رسی سے

٤٨٥٤۔ إسناده صحيح۔ سنن الترمذی كتاب البر باب ما جاء فی الفحش ١٩٧٤۔

٤٨٥٥۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب صفة القيامة باب ٥٣۔ ٢٥٠٥۔ محمد بن حسن الہمدانی ضعیف ہے۔

٤٨٥٦۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب صفة القيامة باب ٥٤۔ ٢٥٠٦۔ مکحول نے سیدنا واثلہ سے نہیں سنا۔

٤٨٥٧۔ صحيح۔ سنن الترمذی كتاب صفة القيامة باب ٥١۔ ٢٥٠٣۔

٤٨٥٨۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب من ليس له غيبة ٤٨٨٥۔ ابو عبداللہ الجشمی مجہول راوی ہے۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا سَلَّمَ اَتٰی رَاحِلَتَهٗ فَاَطْلَقَهَا ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ نَادٰی اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِیْ رَحْمَتِنَا اَحَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَتَقُوْلُوْنَ هُوَ اَضَلُّ اَمْ بَعِیْرُهٗ اَلَمْ تَسْمَعُوْا اِلٰی مَا قَالَ؟)) قَالُوْا بَلٰی۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَذُكِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ كَفٰی بِالْمَرْءِ كَذِبًا بَابُ الْاِعْتِصَامِ فِی الْفَصْلِ الْاَوَّلِ

باندھ کر مسجد میں داخل ہوا، پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر نماز پڑھ کر اٹھا مسجد سے باہر آیا اونٹ کے پاؤں کو کھول کر اس پر سوار ہوا اور یہ کہتا ہوا چل پڑا۔ اللهم ارحمنی و محمدا و لا تشرك فی رحمتنا احدا اے اللہ! تو مجھ پر رحم کر اور محمد ﷺ پر رحم کر اور ہماری رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کر۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا کہتے ہو یہ گنوار زیادہ جاہل اور بے وقوف ہے یا اس کا اونٹ؟ کیا تم نے سنا نہیں کہ اس نے کیا کہا؟ لوگوں نے کہا ہاں، سنا۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی خدا کی بے انتہا رحمتوں کو اس نے دو ہی شخصوں میں خاص کر دیا، اس لیے آپ ناراض ہو گئے۔ دعا کرنے میں تنگی نہیں کرنی چاہیے بلکہ تمام چھوٹے بڑے مرد و عورت سب ہی کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٤٨٥٩) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰی وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ))۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

(۴۸۵۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب فاسق آدمی کی تعریف کی جاتی ہے اس تعریف کرنے والے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور اس ناجائز تعریف سے عرش الٰہی بھی کانپ اٹھتا ہے۔ (بیہقی)

مومن کے بعض اوصاف

(٤٨٦٠) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((یُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَی الْخِلَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِیَانَةَ وَالْكَذِبَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(۴۸۶۰) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن سوائے خیانت اور جھوٹ کے ہر خصلت پر پیدا کیا گیا ہے۔ (احمد)

(٤٨٦١) وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ.

(۴۸۶۱) اور بیہقی نے اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے، یعنی کامل مومن میں جھوٹ و خیانت کی عادت نہیں ہوتی بلکہ وہ سچائی اور امانت پر پیدا کیا گیا ہے۔

(٤٨٦٢) وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَیَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ ((نَعَمْ)) فَقِیْلَ لَهٗ اَیَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِیْلًا قَالَ

(۴۸۶۲) حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا گیا کہ مومن کامل بزدل ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ہوسکتا ہے۔ پھر عرض کیا گیا کہ کیا مومن آدمی بخیل بھی ہوتا ہے۔

٤٨٥٩۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٤٨٨٦۔ الضعيفة ٥٩٥، ١٣٩٩۔ سابق البربری مجہول ہے۔
٤٨٦٠۔ ضعيف۔ مسند احمد ٥/ ٢٥٢۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔
٤٨٦١۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٤٨٠٩۔ اعمش اور ابواسحاق دونوں مدلس ہیں اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔
٤٨٦٢۔ حسن۔ موطا امام مالك كتاب الكلام باب ما جاء فی الصلاة والكذب۔ ٢/ ٩٩٠ ح١٩٢٨۔ شعب الايمان ٤١٧٣ مسند مرسل ہے لیکن شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

((نَعَمْ)) فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ ((لَا))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا

آپؐ نے فرمایا: ہاں، ہوسکتا ہے۔ پھر آپؐ سے پوچھا گیا کہ کیا مومن آدمی جھوٹا بھی ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: مومن جھوٹا نہیں ہوتا۔ (مالک و بیہقی)

شیطان کا وار

(٤٨٦٣) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكِذْبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا اَدْرِيْ مَا اِسْمُهٗ يُحَدِّثُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۸۶۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شیطان کسی انسان کی شکل میں ہوکر ایک جماعت کے پاس آتا ہے اور ان سے جھوٹی حدیثیں بیان کرتا ہے اور جھوٹی باتیں کرتا ہے، پھر جب یہ لوگ مختلف جگہوں پر پھیل جاتے ہیں، پھر ان سے ایک آدمی آتا ہے کہ آج میں نے ایک شخص سے جس کی صورت پہچانتا ہوں نام نہیں جانتا یہ بات سنی ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی شیطان بہروپیا بن کر لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے نکلتا ہے اور ان کے جلسوں مجلسوں میں شریک ہوتا ہے اور جھوٹی جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے۔ بغیر تحقیق کے کسی کی بات نہیں ماننی چاہیے اور نہ اس کا یقین کرنا چاہیے۔

(٤٨٦٤) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا ذَرٍّ فَوَجَدْتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ مُحْتَبِيًا بِكِسَاءٍ اَسْوَدَ وَحْدَهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا هٰذِهِ الْوَحْدَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَلْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِنَ الْوَحْدَةِ وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ .))

(۴۸۶۴) حضرت عمران بن حطان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ان کو مسجد میں کالا کمبل کا گوٹ مارے ہوئے پایا تو میں نے کہا: اے ابوذر! یہ تنہائی، یعنی مسجد میں تنہا کیوں بیٹھے ہو؟ تو یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: تنہائی برے ہم نشین سے بہتر ہے اور نیک ہم نشین تنہائی سے بہتر ہے اور بھلائی حاصل کرنا اور اچھی بات بتا دینا چپ رہنے سے بہتر ہے اور بری تعلیم سے چپ رہنا بہتر ہے۔ (بیہقی)

توضیح: اس تنہائی اور گوشہ نشینی کے بارے غالب کہتے ہیں:

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
بے درودیوار سا اک گھر بنانا چاہیے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو
پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار
اور اگر مر جائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

٤٨٦٣۔ صحيح مسلم الملامة بعد حديث ٧ (١٧)

٤٨٦٤۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٤٩٩٣۔ الضعيفة ١٥٨٣۔ ابوالمعجل غیر معروف اور شریک القاضی مدلس ہیں۔

(٤٨٦٥) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً .))

(۴۸۶۵) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خاموش رہنا اور خاموشی پر جمے رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔(بیہقی)

توضیح: یعنی لغو اور بے ہودہ باتوں سے چپ رہنا بھی عبادت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی کچھ وصیتیں

(٤٨٦٦) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰی اَنْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْصِنِیْ قَالَ ((اُوْصِيْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْيَنُ لِاَمْرِكَ كُلِّهٖ)) قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَكَ فِی السَّمَآءِ وَنُوْرٌ لَكَ فِی الْاَرْضِ)) قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ ((عَلَيْكَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّهٗ مُطْرَدَةٌ لِلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَكَ عَلٰی اَمْرِ دِيْنِكَ)) قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ ((اِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضِّحْكِ فَاِنَّهٗ يُمِيْتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ)) قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ ((قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا)) قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ ((لَا تَخَفْ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ)) قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ ((لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ .))

(۴۸۶۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایک بہت لمبی حدیث بیان کی ہے جو یہاں پر نہیں ہے) پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ درخواست کی آپ مجھے نصیحت و وصیت کیجیے۔آپؐ نے فرمایا: ابوذر! میں تم کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کہ تم ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہو' کیونکہ اس سے تمہارے دین دنیا کے سب کام سدھر جائیں گے اور سنور جائیں گے۔ میں نے کہا: اور زیادہ وصیت کیجیے۔آپؐ نے فرمایا: تم ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور ذکر الٰہی کو اپنے لیے ضروری قرار دو، اس سے آسمانوں میں تمہارا ذکر ہوگا اور زمین میں اس سے تمہارے لیے روشنی ہوگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور زیادہ وصیت کیجیے۔آپؐ نے فرمایا: ابوذر! تم بہت خاموش رہا کرو کیونکہ یہ خاموشی شیطان کو دور کرتی ہے اور دین میں تمہاری مددگار بنتی ہے میں نے عرض کیا اور زیادہ وصیت کیجیے۔آپؐ نے فرمایا: ابوذر زیادہ ہنسنے سے اپنے آپ کو بچاتے رہو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے اور چہرے کی رونق کو دور کر دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا اور زیادہ وصیت کیجیے آپؐ نے فرمایا ابوذر! حق بات کے کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈرو۔ میں نے عرض کیا اور زیادہ وصیت کیجیے۔آپؐ نے فرمایا: جو عیب لوگوں میں پاتے ہو اس کے بیان کرنے سے باز رہو، یعنی پردہ پوشی کرو اور کسی کے عیب کو بیان مت کرو ہو سکتا ہے کہ کوئی عیب تم میں بھی ہو۔(بیہقی)

خاموش اور عمدہ اخلاق کی فضیلت

(٤٨٦٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَا اَبَا ذَرٍّ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی خَصْلَتَيْنِ هُمَا اَخَفُّ عَلَی الظَّهْرِ وَاَثْقَلُ فِی الْمِيْزَانِ)) قَالَ

(۴۸۶۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! میں تمہیں دو ایسی آسان باتیں نہ بتاؤں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہوں، لیکن اعمال ترازو میں بہت وزن اور بھاری ہوں۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

٤٨٦٥۔ صحیح۔ شعب الایمان ٤٩٥٣۔ حاکم ٢/ ٦٨۔ الصحیحه ٩٠٢.

٤٨٦٦۔ اسناده ضعیف۔ شعب الایمان ٩٤٩٢۔ یحییٰ بن سعید السعید البصری متکلم فیہ راوی ہے۔

٤٨٦٧۔ اسناده ضعیف۔ شعب الایمان ٤٩٤١۔ الضعیفه ٢٩٩٩۔ بشار بن حکم منکر الحدیث ہے۔

قُلْتُ بَلٰی قَالَ ((طُوْلُ الصَّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا .))

نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ ضرور بتا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: لمبی خاموشی اور خوش خلقی ہے۔ خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان دونوں خصلتوں میں سے بہتر مخلوق کے لیے اور کوئی نہیں۔ (بیہقی)

(٤٨٦٨) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِاَبِیْ بَكْرٍ وَهُوَ يَلْعَنُ بَعْضَ رَقِيْقِهٖ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَقَالَ ((لَعَّانِيْنَ وَصِدِّيْقِيْنَ كَلَّا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) فَاَعْتَقَ اَبُوْبَكْرٍ يَوْمَئِذٍ بَعْضَ رَقِيْقِهٖ ثُمَّ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَا اَعُوْدُ. رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الْخَمْسَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۴۸۶۸) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے پاس سے ہوا۔ اس وقت حضرت ابوبکر ﷛ اپنے غلاموں پر لعن طعن کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے ان سے یہ فرمایا: تم نے لعنت کرنے والوں اور صدیقین کو ایک جگہ دیکھا ہے۔ یعنی صدیقیت اور لعنیت ضدین ہیں دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں۔ تو تم صدیق ہو پھر یہ لعنت کیسی! یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق ﷛ بہت نادم ہوئے اور کفارہ میں سے اپنے بعض غلاموں کو آزاد کر دیا۔ پھر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: آئندہ پھر ایسی حرکت کبھی نہیں کر دں گا۔ ان پانچوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے۔

(٤٨٦٩) وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ اِنَّ عُمَرَ ﷛ دَخَلَ يَوْمًا عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ نِالصِّدِّيْقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهٗ فَقَالَ عُمَرُ مَهْ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِیَ الْمَوَارِدَ. رَوَاهُ مَالِكٌ

(۴۸۶۹) حضرت اسلم ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر ﷛ ابوبکر ﷛ کے گھر آئے، اس وقت حضرت ابوبکر ﷛ اپنی زبان کو دو انگلیوں سے پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر ﷛ نے کہا کہ اللہ معاف کرے یہ تم کیا کر رہے ہو؟ یعنی ایسا نہ کرو حضرت ابوبکر ﷛ نے کہا: یہی زبان مجھے خطرناک جگہوں میں لے جاتی ہے تو میں اس کو سزا دے رہا ہوں۔ (موطا امام مالک)

جنت کی ضمانت

(٤٨٧٠) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷛ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اِضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَاوَعَدْتُّمْ وَعَدُّوْا اِذَاائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغَضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ .))

(۴۸۷۰) حضرت عبادہ بن صامت ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان چھ باتوں کی ذمہ داری لے لو اور میرے سامنے عہد و اقرار کر لو میں تمہارے لیے جنت کا ذمہ دار بن جاؤں گا۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) جب بولو تو سچ بولو' (۲) جب وعدہ کرو پورا کرو' (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو وقت پر ادا کر دو' (۴) تم ہمیشہ اپنی شرم گاہوں کی نگرانی کرتے رہو' (۵) ہمیشہ اپنی نگاہ نیچی رکھو' (۶) اور اپنے ہاتھ کو اپنے قابو میں رکھو' کسی پر ظلم و زیادتی اور حد سے تجاوز مت کرو۔ (بیہقی واحمد)

٤٨٦٨۔ صحیح۔ شعب الایمان ٥١٥٤۔ ادب المفرد ٣١٩.

٤٨٦٩۔ اسنادہ صحیح۔ موطا امام مالك كتاب الكلام باب ما جاء فيما يخاف من اللسان ٢/ ٩٨٨ ح ١٩٢١.

٤٨٧٠۔ ضعیف۔ مسند احمد ٥/ ٣٢٣۔ شعب الایمان ٥٢٥٦۔ سند میں انقطاع ہے کیونکہ مطلب بن عبداللہ نے سیدنا عبادہ سے نہیں سنا۔

اللہ کے نیک اور برے بندے

(۲-۴۸۷۱) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ رضی اللہ عنہ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُأَوْا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُعِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَاءَ الْعَنَتَ))۔ رَوَاهُمَا اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۲-۴۸۷۱) حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ نیک بندے وہ ہیں جن کو دیکھتے ہی خدا یاد آ جائے اور سب سے بدتر بندے وہ ہیں جو چغلی و غیبت کرتے ہیں اور دوستوں میں پھوٹ و جدائی کراتے پھرتے ہیں اور پاک صاف لوگوں پر برے کاموں کا اہتمام لگاتے ہیں۔ (بیہقی واحمد)

غیبت اور چغلی کی سنگینی

(۴۸۷۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا صَلٰوةَ الظُّهْرِ اَوِالْعَصْرِ وَكَانَ صَائِمَيْنِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الصَّلٰوةَ قَالَ ((اَعِيْدُوْا وُضُوْئَكُمَا وَصَلٰوتَكُمَا وَامْضِيَا فِیْ صَوْمِكُمَا وَاَقْضِيَاهُ يَوْمًا اُخَرَ)) قَالَا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَغْتَبْتُمْ فُلَانًا .))

(۴۸۷۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونوں روزے سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کر کے ان دونوں سے فرمایا: تم دونوں اپنے وضو کو لوٹاؤ اور نماز کو بھی لوٹا لو اور روزہ پورا کر لو لیکن اس کے بعد اس دن کی قضا کر لینا۔ ان دونوں نے کہا: کیوں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تم دونوں نے وضو کرنے کے بعد فلاں آدمی کی غیبت کی ہے اور غیبت کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جب وضو ٹوٹ گیا تو نماز بھی ٹوٹ گئی اور روزہ بھی خراب ہو گیا اس لیے سب کو دوبارہ ادا کرو۔ (بیہقی)

(۵-۴۸۷۴) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَجَابِرٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ الْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِیْ فَيَتُوْبُ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَيَتُوْبُ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُلَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهٗ صَاحِبُهٗ .))

(۵-۴۸۷۴) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت اور چغلی، زنا اور بدکاری سے بھی زیادہ سخت ہے۔ لوگوں نے کہا کہ غیبت زنا سے کس طرح زیادہ سخت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: آدمی زنا کرتا ہے پھر ڈر کر اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ معاف کر دیتا ہے اور غیبت کرنے والا نہ توبہ کرتا ہے اور نہ توبہ کی توفیق ہی ہوتی ہے کہ اس کی بخشش کی جائے کیونکہ وہ اسے گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ اور جب تک جس کی غیبت کی گئی ہے وہ معاف نہ کرے تو اس کی مغفرت نہیں ہوتی۔ (بیہقی)

(۴۸۷۶) وَفِیْ رِوَايَةِ اَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَا يَتُوْبُ وَصَاحِبُ الْغِيْبَةِ لَيْسَ لَهٗ تَوْبَةٌ رَوَى الْبَيْهَقِیُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

(۴۸۷۶) انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زانی کے لیے توبہ ہے جب کہ غیبت کرنے والے کے لیے توبہ نہیں ہے۔

۲-۴۸۷۱۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ۴/ ۲۲۷۔ شعب الایمان ۱۱۱۰۸۔ الضعیفۃ ۱۸۶۱۔ مسند احمد ۶/ ۴۵۹ .
۴۸۷۳۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۶۷۲۹ عباد بن منصور ضعیف اور مثنیٰ بن بکر مجہول ہے۔
۵-۴۸۷۴۔ اسنادہ ضعیف جداً۔ شعب الایمان ۶۷۴۱ عباد بن کثیر متروک اور جریری مختلط راوی ہیں۔
۴۸۷۶۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۶۷۴۲ نامعلوم شخص کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(٤٨٧٧) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ كَفَّارَةِ الْغِيْبَةِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنِ اغْتَبْتَهٗ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ وَقَالَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ ضُعْفٌ

(۴۸۷۷) حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے جس کی غیبت کی ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس کے لیے دعائے مغفرت کرو اور یوں کہو اللھم اغفر لنا ولہ اے اللہ! ہم کو اور اس کو معاف کر دے۔(بیہقی)

توضیح: یعنی غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کے پاس جا کر اس کے حق تلفی کی معافی چاہیے اور اگر مر چکا ہے تو اس کے لیے مغفرت کی دعا مانگتا رہے۔

❁❁❁❁

٤٨٧٧۔ اسنادہ ضعیف۔ الدعوات الکبیر للبیہقی ٢/ ٢٩٤ ح ٥٠٧ الضعیفہ ١٥١٩۔ عنبسۃ بن عبدالرحمٰن القرشی متروک و متہم راوی ہے۔

بَابُ الْوَعْدِ

وعدہ کرنے کا باب

جب کسی سے کسی چیز کا قول واقرار کیا جائے اور یوں کہا جائے ہم ایسا ویسا کریں گے تو اس کو محاورہ میں وعدہ کہا جاتا ہے۔ وعدے کو پورا کرنے کو ایفائے عہد کہتے ہیں۔ وعدہ کا پورا کرنا نہایت ہی ضروری ہے جو لوگ وعدے کو پورا نہیں کرتے وہ سخت مجرم ہیں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا وعدہ لیا تھا جن لوگوں نے اس وعدہ کو پورا کیا وہ فرماں بردار مسلمان کہلاتے ہیں اور جن لوگوں نے اس وعدے کو پورا نہیں کیا وہ نافرمان کافر کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ ''وعدے کو پورا کرو اس لیے کہ اس کی باز پرس ہوگی۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں تین باتیں ہوں گی وہ پکا منافق ہوگا۔ اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان ''جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدے خلافی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔''

اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کرنے والوں کی بڑی تعریف فرمائی ہے؛ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک بہت بڑے نبی گزرے ہیں۔ ان کے متعلق فرماتا ہے: ﴿كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ ''وعدے کے بڑے سچے تھے جو بھی وعدہ کرتے تھے وہ ضرور پورا کرتے تھے۔''

اسی طرح ہمارے پیارے نبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وعدے کے بڑے سچے تھے جو وعدہ کر لیتے تھے اسے پورا ہی کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن ابی حسماء فرماتے ہیں کہ آپ کی نبوت سے پہلے میں نے آپ سے کوئی چیز خریدی تھی، اس میں کچھ میرے ذمہ آپ کا حق رہ گیا تھا۔ میں نے عرض کیا آپ فلاں جگہ تشریف رکھیں میں جاتا ہوں اور ابھی آ کر آپ کا حق ادا کردوں گا۔ میں جا کر بھول گیا اور تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو اسی جگہ میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ آپ وہیں تشریف فرما ہیں۔ مجھے دیکھ کر صرف اتنا فرمایا کہ تین روز سے تمہارے انتظار میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ (ابوداود) آپ کے اس ایفائے عہد کو دشمن بھی تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ قیصر روم نے اپنے دربار میں آپ کے متعلق حضرت ابوسفیان سے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے بہت سی باتیں دریافت کی تھیں، ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی۔ فهل يغدر ''کیا آپ ﷺ عہد شکنی کرتے تھے؟ تو ابوسفیان نے یہ جواب دیا۔ لا وہ عہد شکنی نہیں کرتے۔ قیصر روم نے کہا: وكذالك الرسل لا يغدر ''اللہ کے رسول ﷺ بدعہدی نہیں کیا کرتے۔'' (بخاری) وعدے کو پورا کرنا عین ایمان ہے۔ جو لوگ وعدہ کر کے پورا نہیں کرتے وہ بڑے مجرم اور بے دین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا ايمان لمن لا امانة له و لا دين لمن لا عهد له.)) وعدے کے سلسلہ کی حدیثیں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رسول کریم ﷺ کا وعدہ پورا کرنا

(٤٨٧٨) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ (۴۸۷۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال

اللّٰهِ ﷺ وَجَآءَ اَبَابَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ اَوْكَانَتْ لَهُ قِبْلَهُ عِدَةٌ فَلْيَاتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّعْطِيَنِيْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَحَشٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

پر ملال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گورنر حضرت علاء بن حضری کے یہاں سے جزیہ کا مال آیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کرایا کہ جس شخص کا رسول ﷺ پر قرض ہو یا آپ نے کسی کو کچھ دینے کا وعدہ فرمایا ہو وہ ہمارے پاس آجائے تو ہم قرض بھی ادا کردیں گے اور وعدہ بھی پورا کر دیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے دینے کا وعدہ فرمایا تھا کہ اگر مال آ جائے تو میں تم کو اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا اور اپنے دست مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں لپ بھر کر مجھ کو دیا۔ میں نے اس کو گنا تو پانچ سو نکلے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اب تو مجھ سے دوگنا لے لو، یعنی تینوں لپوں میں ڈیڑھ ہزار درہم دیے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی قرض لے کر مر جائے تو اس کے پیچھے یا اس کے ورثہ جو اس وقت ہوں قرض ادا کردیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک عظیم سعادت

(٤٨٧٩) عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَبْيَضَ قَدْ شَابَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ وَاَمَرَلَنَا بِثَلٰثَةَ عَشَرَ قَلُوْصًا فَذَهَبْنَا نَقْبِضُهَا فَاَتَانَا مَوْتُهُ فَلَمْ يُعْطُوْنَا شَيْئًا فَلَمَّا قَامَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِدَةٌ فَلْيَجِيْءُ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاَخْبَرْتُهُ فَاَمَرَلَنَا بِهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۸۷۹) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کا رنگ گورا تھا حالانکہ آپ بوڑھے ہو چکے تھے۔ ریش مبارک میں کچھ سفید بال آچکے تھے اور حسن بن علی آپ کے زیادہ مشابہ تھے۔ آپ ﷺ نے ہم کو تیرہ اونٹوں کے دینے کا حکم دیا تھا ہم ان اونٹوں کو لینے کے لیے گئے اتنے میں خبر آئی کہ آپ کا انتقال ہوگیا ہے تو ان لوگوں نے ہم کو کچھ نہیں دیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے اور یہ اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو کچھ دینے کا وعدہ کیا ہے تو میں دوں گا۔ میں حاضر ہوا اور اپنے اس واقعہ کو بیان کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وعدے کے اونٹوں کو دینے کا حکم دیا۔ (ترمذی)

(٤٨٨٠) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي الْحَمْسَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهُ اَنْ اٰتِيَهُ بِهَا فِيْ مَكَانِهِ فَنَسِيْتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَاِذَا هُوَ فِيْ مَكَانِهِ قَالَ

(۴۸۸۰) حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبوت سے پہلے میں نے آپ سے کوئی چیز خریدی تھی اس میں کچھ میرے ذمہ آپ کا حق رہ گیا تھا۔ میں نے عرض کیا آپ فلاں جگہ تشریف رکھیں۔ میں جاتا ہوں ابھی آکر آپ کا حق ادا کردوں گا، میں جا کر بھول گیا اور تین دن کے بعد یاد

٤٨٧٨۔ صحیح بخاری کتاب الکفالة باب من تکفل من میت دینا۔ ٢٢٩٦۔ مسلم کتاب الفضائل باب من سئل رسول اللّٰہ شیئا قط فقال لا و کثرة ٢٣١٤.

٤٨٧٩۔ اسنادہ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی العدة ٢٨٢٦.

٤٨٨٠۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فیما الصلاة۔ ٤٩٩٦۔ عبدالکریم بن عبداللہ بن شقیق مجہول راوی ہے۔

((لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَى اَنَاهٰهُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ اَنْتَظِرُكَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

آیا تو اس جگہ میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ آپ وہیں تشریف فرما ہیں۔ مجھے دیکھ کر صرف اتنا آپ نے فرمایا: "میں تین دن سے تمہارے انتظار میں ٹھہرا ہوا ہوں"۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ کس طرح وعدہ کے وفا کرنے والے تھے۔ اسی طرح اپنی امت کو بھی تعلیم دی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے وعدے ہمیشہ پورے کرتے رہو۔ وعدہ وفائی کا طریقہ تمام انبیاء میں پایا جاتا ہے۔

(٤٨٨١) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ اَخَاهُ وَمِنْ نِيَّتِهٖ اَنْ يَّفِيَ لَهٗ فَلَمْ يَفِ وَلَمْ يَجِيْءِ لِلْمِيْعَادِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

(۴۸۸۱) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی کسی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت اس وعدہ کو پورا کرنے کی ہے، لیکن خاص مجبوری کی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کر سکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد وترمذی)

بچوں سے بھی غلط بیانی نہ کی جائے

(٤٨٨٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَعَتْنِيْ اُمِّيْ يَوْمًا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ فِيْ بَيْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالَ اُعْطِيْكَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اَرَدْتِ اَنْ تُعْطِيَهُ)) قَالَتْ اَرَدْتُ اَنْ اُعْطِيَهُ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَمَا اِنَّكِ لَوْلَمْ تُعْطِيْهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۴۸۸۲) حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دن میری ماں نے بلا کر کہا کہ تم یہاں آؤ میں تم کو کچھ دوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے میری ماں سے پوچھا: کس چیز کے دینے کا ارادہ کیا ہے؟ میری ماں نے کہا کھجور دینے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم کچھ نہیں دیتی اور صرف دھوکا دینے کے لیے ایسا کہا ہے تو تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت بچہ تھا اور بچوں کو لالچ دے کر بلایا جاتا ہے۔ (ابوداؤد وبیہقی)

توضیح: اس سے معلوم ہوا کہ دھوکہ دہی کے لیے وعدہ کرنا جھوٹ ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

اللہ تعالیٰ کا حق مقدم ہے

(٤٨٨٣) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ وَعَدَ رَجُلًا فَلَمْ يَاْتِ اَحَدُهُمَا اِلَى وَقْتِ الصَّلٰوةِ وَذَهَبَ الَّذِيْ جَاءَ لِيُصَلِّيَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

(۴۸۸۳) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی سے وعدہ کیا ہو کہ فلاں وقت آؤں گا اور وہ آ گیا اور دوسرا آدمی اس وقت پر نماز پڑھنے چلا گیا، ایسی صورت میں وعدہ پر نہ پہنچ سکا تو اس کا کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرنا مقدم ہے۔ (رزین)

٤٨٨١۔ اسناده ضعيف۔ ابوالنعمان اور ابووقاص دونوں مجہول ہیں۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی العدة ٤٩٩٥۔ ترمذی كتاب الايمان باب ما جاء فی علامة المنافق ٢٦٣٢۔

٤٨٨٢۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی التشديد فی الكذب ٤٩٩١۔ شعب الايمان ٤٨٢٢ مولیٰ عبداللہ مجہول ہے۔

٤٨٨٣۔ سنداً نامعلوم ہے۔

بَابُ الْمِزَاحِ

مذاق اور خوش طبعی کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... فصل اول

بچوں سے آپ ﷺ کی خوش طبعی

(٤٨٨٤) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰی يَقُوْلَ لِاَخٍ لِیْ صَغِيْرٍ)) يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ كَانَ لَهٗ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ بِهٖ فَمَاتَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۸۸۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں سے ملتے جلتے اور ہنسی مذاق اور خوش طبعی کر لیتے تھے حتیٰ کہ چھوٹے بچوں سے بھی کر لیا کرتے تھے۔ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جو بلبل پالے ہوئے تھا۔ وہ اس سے کھیلا کرتا تھا' وہ مر گیا جس سے اس کو صدمہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور میرے بھائی کو اداس دیکھ کر خوش طبعی کے طور پر فرمایا کہ "یا ابا عمیر مافعل النغیر" اے ابو عمیر تمہاری بلبل کا کیا ہوا؟۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: نفسیر "لغر" کی تصغیر ہے یہ ایک چڑیا ہے سرخ چونچ والی۔ کسی نے اس کا ترجمہ لال چڑیا سے کیا ہے اور کسی نے بلبل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو بھی کنیت کے ساتھ پکارا جا سکتا ہے اور خوش طبعی کے طور پر اس کا دل بہلانے کے لیے مذاق کیا جا سکتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

ہنسی مذاق میں بھی سچ بولنے کا اہتمام

(٤٨٨٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا قَالَ ((اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۴۸۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ہم لوگوں سے ہنسی مذاق کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں سچا مذاق کرتا ہوں۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی میں خوش طبعی اور مذاق کے وقت بھی حق اور سچ ہی کہتا ہوں جیسا کہ نیچے والی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

(٤٨٨٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ

(۴۸۸۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ

٤٨٨٤۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب الانبساط الی الناس ٦١٢٩۔ مسلم کتاب الاداب باب استحباب تحنیك المولود۔ ٢١٥٠.

٤٨٨٥۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی المزاح ١٩٩٠.

٤٨٨٦۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب ما جا فی المزاح ٤٨٩٨۔ ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی المزاح ١٩٩١.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((اِنِّیْ حَامِلُكَ عَلٰی بِوَلَدِ النَّاقَةِ)) فَقَالَ مَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلَ اِلَّا النُّوْقُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ

سے سواری کے لیے ایک اونٹ کا سوال کیا تو آپؐ نے مذاق کے طور پر اس سے فرمایا: میں اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اس نے کہا: میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا! آپؐ نے فرمایا: اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہے گو جوان ہو جائے۔ (ترمذی وابوداود)

(٤٨٨٧) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهٗ ((يَاذَا الْاُذُنَيْنِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ

(۴۸۸۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: یاذاالاذنین ''اے دو کان والے۔'' (ابوداود وترمذی)

توضیح: دو کان تو سبھی کے ہوتے ہیں، یہ خوش طبعی کے طور پر آپؐ نے فرمایا تھا اور اس میں اشارہ ان کی ذکاوت اور سمجھداری کی طرف بھی ہے کہ تم خوب سمجھتے اور سنتے ہو۔

(٤٨٨٨) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لِامْرَاَةٍ عَجُوْزٍ ((اِنَّهَا لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ)) فَقَالَتْ وَمَا لَهُنَّ وَكَانَتْ تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهَا ((اَمَا تَقْرَئِيْنَ الْقُرْاٰنَ اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا))۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ

(۴۸۸۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا: بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ اس نے کہا کہ بوڑھی نے کیا قصور کیا اور کیوں نہیں داخل ہوگی؟ یہ بوڑھی عورت قرآن مجید پڑھی ہوئی تھی؟ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تم نے قرآن مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی: ﴿اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم دنیا کی عورتوں کو قیامت کے روز جوان باکرہ بنا دیں گے۔ (رزین وشرح سنہ)

توضیح: یعنی دنیا کی بوڑھی مومنہ صالحہ عورتیں قیامت کے دن کنواری بنا دی جائیں گی اور وہ اس حالت میں جنت میں داخل ہوں گی، تو آپ کا یہ فرمان بالکل سچ ہے کہ کوئی بوڑھی عورت بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہیں جائے گی یہ آپ ﷺ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا تھا۔

ایک دیہاتی سے آپ ﷺ کا محبت بھرا انداز

(٤٨٨٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهٗ زَاهِرَ بْنَ حَرَامٍ وَكَانَ يُهْدِیْ لِلنَّبِیِّ ﷺ مِنَ الْبَادِيَةِ فَيُجَهِّزُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ)) وَكَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُحِبُّهٗ وَكَانَ دَمِيْمًا فَاَتَى النَّبِیُّ ﷺ يَوْمًا وَهُوَ يَبِيْعُ مَتَاعَهٗ فَاحْتَضَنَهٗ مِنْ خَلْفِهٖ وَهُوَ لَا يُبْصِرُهٗ

(۴۸۸۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک زاہر بن حرام نامی دیہات کا باشندہ تھا اور وہ گاؤں سے سبزی و ترکاری وغیرہ لا کر مدینہ کے بازاروں میں بیچا کرتا تھا اور نبی ﷺ کے لیے تحفہ کے طور پر سبزی و ترکاری لا کر دیا کرتا تھا۔ جب یہ اپنے گاؤں جاتا تو آپ ﷺ بھی شہری تحفہ اس کو دیا کرتے تھے اور آپؐ یہ فرمایا کرتے تھے: زاہر بن حرام ہمارے لیے گاؤں کی چیزیں لا لا کر دیتا ہے اور ہم اس کو تحفہ کے طور پر شہری چیزیں دیا کرتے ہیں: آپ ﷺ اس زاہر سے بڑی محبت کرتے تھے اور پیار و شفقت سے پیش

٤٨٨٧۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما جاء فی المزاح ٥٠٠٢۔ ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی المزاح ١٩٩٢۔

٤٨٨٨۔ ضعیف۔ شرح السنة ١٣/ ١٨٣۔ شمائل ترمذی ٢٣٩۔ ارسال، تدلیس اور جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ مبارک بن فضالہ مدلس اور رجل نامعلوم ہے۔

٤٨٨٩۔ صحیح۔ شرح السنة ١٣/ ١٨١ ح ٣٦٠٤ و مسند احمد ٣/ ١٦١۔ شمائل ترمذی ٢٣٨۔

فَقَالَ اَرْسِلْنِیْ مَنْ هٰذَا فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِیَّ ﷺ فَجَعَلَ لَا یَأْلُوْا مَا اَلْزَقَ ظَهْرَهٗ بِصَدْرِ النَّبِیِّ حِیْنَ عَرَفَهٗ وَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ یَشْتَرِیْ الْعَبْدَ)) فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذًا وَاللّٰهِ تَجِدُنِیْ کَاسِدًا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لٰکِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِکَاسِدٍ))۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ

آتے تھے اور یہ زاہر شکل و صورت کے اعتبار سے بدشکل تھا۔ ایک مرتبہ زاہر مدینہ کے بازار میں اپنا سامان بیچ رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ وہاں پہنچ گئے تو مذاق کے طور پر آپ نے اس کو پیچھے سے اس کی بے خبری میں پکڑ لیا، یعنی اس کی کولی بھری اور آنکھیں بند کر دیں۔ جس سے وہ دیکھ نہیں پاتا تھا جیسے کہ آنکھ مچولی کرتے ہیں، تو اس نے کہا کہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو، پھر اس نے اپنی آنکھ کی کن آنکھیوں سے دیکھ لیا اور آپ ﷺ کو پہچان گیا تب اس نے تبرک حاصل کرنے کی غرض سے اپنے آپ کو نبی ﷺ کے سینے مبارک سے چپکا دیا۔ آپ ﷺ نے خوش طبعی طور پر فرمایا: اس غلام کو مجھ سے کون خرید تا ہے؟ زاہر نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھ کو کھوٹا پائیں گے میں بدصورت و بدشکل ہوں مجھے کوئی نہیں لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو بلکہ کھرے ہو اور تمہاری بڑی قدر و عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ (شرح سنہ)

(٤٨٩٠) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ نِ الْاَشْجَعِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِیْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ عَلَیَّ وَقَالَ ((اُدْخُلْ)) فَقُلْتُ اَکُلِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((کُلُّكَ)) فَدَخَلْتُ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِی الْعَاتِکَةِ اِنَّمَا قَالَ اُدْخُلُ کُلِّیْ مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۸۹۰) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپؐ وہاں چمڑے کے چھوٹے سے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا۔ آپؐ نے میرے سلام کا جواب دیا، پھر میں نے خیمے میں آنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے فرمایا: آجاؤ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں کل جسم سمیت آجاؤں۔ آپ نے فرمایا ہاں، ہاں! پورے جسم سمیت آجاؤ۔ (ابوداؤد)

توضیح کل جسم سمیت آجاؤں یہ بطور خوش طبعی کے تھا کیونکہ آدمی جہاں کہیں بھی جائے گا اپنے کل جسم کے ساتھ جائے گا۔

(٤٨٩١) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اسْتَاْذَنَ اَبُوْبَکْرٍ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَالِیًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِیَلْطِمَهَا وَقَالَ لَا اَرٰیكِ تَرْفَعِیْنَ صَوْتَكِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یَحْجُزُهٗ وَخَرَجَ اَبُوْبَکْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ حِیْنَ خَرَجَ اَبُوْبَکْرٍ کَیْفَ رَاَیْتِنِیْ اَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ قَالَتْ فَمَکَثَ اَبُوْبَکْرٍ اَیَّامًا ثُمَّ اسْتَاْذَنَ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا اَدْخِلَانِیْ فِیْ سِلْمِکُمَا کَمَا اَدْخَلْتُمَانِیْ فِیْ حَرْبِکُمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ

(۴۸۹۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گھر میں زور زور سے بول رہی تھیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر میں چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارنے کا ارادہ کیا اور کہا تم نبی ﷺ کے سامنے زور زور سے چلا چلا کر بولتی ہو۔ (حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے سامنے زور زور سے بولنے سے منع فرمایا ہے۔ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (الحجرات) اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ اس سے اونچی آواز سے بات کرو،

٤٨٩٠۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما جاء فی المزاح ٥٠٠٠ .

٤٨٩١۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی ما جاء فی المزاح ٤٩٩٩۔ الصحیحہ ٢٩٠١ .

((قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت (ضائع) ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔'' لہٰذا آئندہ تم ﷺ کے سامنے اور زور سے تم بولنا کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی لڑکی تھیں ان کو اس گستاخی پر مارنے کا ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے روک دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر غصہ کی حالت میں گھر سے باہر نکل گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چلے جانے کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم نے دیکھا نہیں میں نے تم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مارنے سے کس طرح بچایا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بہت دنوں تک غصہ کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے گھر نہیں آئے۔ پھر کئی دنوں کے بعد نبی ﷺ کے گھر آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی، اجازت ملنے کے بعد گھر میں آئے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور نبی ﷺ میں صلح ہو چکی ہے اب ان میں کوئی خفگی نہیں ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں سے کہا کہ آپ دونوں آدمی مجھے اپنی صلح میں شریک کر لو جس طرح لڑائی میں مجھ کو شریک کیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ہم نے اپنی صلح میں آپ کو شریک کر لیا۔ (ابوداؤد)

(٤٨٩٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۴۸۹۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مسلمان بھائی سے جھگڑا مت کرو اور نہ ایسا مذاق کرو جو کہ برا معلوم ہو اور نہ ایسا وعدہ کرو جو کہ پورا نہ کرو۔ (ترمذی)

❀❀❀❀

٤٨٩٢۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب البر والصلة ما جاء فی المراء ١٩٩٥۔ لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔

بَابُ الْمفَاخِرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ

خاندان اور اپنی قومی حمایت پر فخر کرنے کا بیان

مفاخرت کے معنی اترانے، تکبر اور گھمنڈ کرنے کے ہیں اور عصبیت کے معنی سختی، مضبوطی اور قوت پکڑنے کے ہیں۔ یہاں پر مراد اپنے خاندان کی ناجائز حمایت میں تشدد اور سختی کرنے کے ہیں، یعنی اپنے خاندان والوں پر تکبر کرنا اور ناجائز ان کی حمایت کرنا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

حضرت یوسف کی فضیلت

(٤٨٩٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ النَّاسِ اَكْرَمُ فَقَالَ ((اَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاهُمْ)) قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُكَ قَالَ ((فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ بْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ بْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ بْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ)) قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُكَ قَالَ ((فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِیْ)) قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ((فَخِيَارُكُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذْ فَقِهُوْا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۸۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا گیا کہ کون زیادہ بزرگ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ متقی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم انسان کی اصلی شرافت کو پوچھنا چاہتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا: سب سے زیادہ بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور وہ اللہ کے نبی حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور وہ اللہ کے نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ صحابہ نے کہا: ہم اس کے بارے میں نہیں دریافت کر رہے، تو آپؐ نے ان سے فرمایا: تم عربی خاندانوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں، آپؐ نے فرمایا جو جاہلیت کے زمانہ میں تم میں سے سب سے بہتر اور اچھا تھا وہی اب اسلام میں سب سے زیادہ بزرگ اور اچھا ہے جبکہ وہ عقل مند اور سمجھ دار ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: عین خاندانی اعتبار سے سب برابر ہیں۔ سب کے باپ آدم علیہ السلام اور سب کی ماں حوا علیہا السلام ہیں تو اس نسبی حیثیت سے یکساں ہیں، اس حیثیت سے کسی کو کسی پر کوئی فضیلت اور بزرگی نہیں ہے۔ البتہ جو سب سے زیادہ سمجھ دار اور علم والا ہو اور لوگوں کے ساتھ کریمانہ اخلاق سے پیش آتا ہو اور ہر ایک کی ہمدردی کرتا ہو تو وہ سب سے زیادہ بزرگ اور قابل احترام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، تو تمہاری جماعتیں اور قبیلے بنا دیے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ دانا اور باخبر ہے۔

٤٨٩٣۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب لقد کان فی یوسف واخوته ٤٦٨٩۔ مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل یوسف۔ ٢٣٧٨۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے وعظ میں اس آیت کے مفہوم کو اس طرح سے ادا فرمایا ہے:

﴿یا ایھا الناس ان ربکم واحد و ان اباکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی و لا عجمی علی عربی ولا احمر علی اسود ولا اسود علی احمر الا بالتقوی ان اکرمکم عندالله اتقاکم﴾ (بیھقی' ترغیب ترھیب)

''اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے اور تم سب کا ایک ہی باپ ہے' کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر بزرگی ہے اور نہ کسی سرخ کو کالے پر فوقیت ہے اور نہ کسی کالے کو سرخ پر برتری ہے مگر تقویٰ کے ساتھ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معظم ومکرم وہی ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ حسب ونسب کوئی چیز نہیں ہے اور نہ باعث فخر ہے کیونکہ سب کی اصلیت خاک ومٹی ہے۔''

دنیا وآخرت میں انسان کی کوشش اور انسان کا عمل کام آتا ہے ذات پات کچھ کام نہیں دیتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو حسب ونسب کے لحاظ سے کیا اعلیٰ پایہ رکھتے تھے وہ ہاشمی اور قریشی تھے' مُطلبی تھے، سرور عالم کے عمزاد برادر اور داماد عزیز تھے، حسب ونسب کوئی مرتبہ نہیں دیتے بلکہ بے حقیقت محض ٹھہرا دیئے ہیں۔

کن ابن من شئت واکتسب ادباً
یغنیك محموده عن النسب
ان الفتی من یقول ها انا ذا
لیس الفتی من یقول کان ابی

یعنی نسب کے لحاظ سے خواہ تو کسی کا بیٹا ہو مگر ادب سیکھ لے۔ کیونکہ ادب کی خوبی تجھ کو نسب سے بے پرواہ کر دے گی' جوان مرد تو وہی ہے جو للکار کر کہے میں ہوں وہ جواں مرد نہیں ہے جو کہے میرا باپ ایسا تھا، یعنی پدرم سلطان بود۔

دنیائے اسلام کو خوب معلوم ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اعمال خیر سے کیا مرتبہ ہوا اور ابوجہل کا باجود عالی نسب ہونے کے اس کی بدکاری اور شریرالنفسی کی بدولت کیا حشر ہوا۔ قرآن پاک شاہد ہے نجابت وشرافت کچھ کام نہ آئی پہلے ہم آیت ﴿وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا﴾ الخ کو مختصر بیان کر چکے ہیں جس سے ثابت ہو چکا ہے کہ تمام انسان شیخ ہوں یا سید' مغل ہوں یا پٹھان' موچی ہوں یا انصاری' دولت مند ہوں یا مفلس' پیغمبر ہوں یا ولی' غوث ہوں یا قطب، نیک ہوں یا بد سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام ہی کی اولاد ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد شرقاً' غرباً' شمالاً' جنوباً ملک بہ ملک پھیلنے لگی تو ہر ایک خاندان اپنے جد اعلیٰ سے منسوب ہوتا گیا اور یہی اس خاندان کی ذات ہو گئی' چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل مشہور رہے اور ہمارے نبی اکرم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا لقب سید ہے۔ تو آپ کی اولاد سید کہلائی۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد شیخ صدیقی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد شیخ فاروقی کہلائی۔ علی ہذا، لیکن ان امتیازات اور خصوصیات کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان امتیازی القاب کی وجہ سے ایک انسان کو حقیر وذلیل خیال کرے اور باہم تکبر اور تفاخر کرنے لگے' بلکہ یہ باہمی تعارف کے لیے ایک طریقہ مقرر کیا گیا۔

اکرمکم ہے متقی تقویٰ ہے اصل زندگی
حسن عمل پر کر عمل کچھ بھی اگر فہیم ہے
ہے شرف ہی سیرت نیک آدمی
شکل نہیں' نسب نہیں مال نہ زر ندیم ہے

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لعن معادن العرب تسئلونی قالوا نعم.)) "تم مجھ سے عربوں کے خاندان پوچھتے ہو (کہ کون سا خاندان بہتر ہے) انہوں نے کہا ہاں۔ یہاں معادن سے جداعلیٰ مراد ہے جس پر عرب لوگ ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے تھے۔ جیسے الناس معادن کمعادن الذهب والفضة خيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام اذا فقهوا۔ "لوگوں کی بھی کانیں ہوتی ہیں جیسے چاندی اور سونے کی کانیں ہوتی ہیں۔ کسی خاندان کے لوگ عمدہ شریف النفس بہادر ہوتے ہیں اور کسی خاندان کے بخیل۔ مردتو جو خاندان جاہلیت میں بہتر شمار کیے جاتے ہیں اسلام کے زمانہ میں بھی بہتر ہیں۔ بشرطیکہ دین کا علم حاصل کریں اگر بے علم اور جاہل ہوں تو خاندانی شرافت سے کچھ نہیں ہوتا۔ ایک عالم ذلیل خاندان کا اس جاہل سے بہتر ہے جس کا خاندان عالی ہو۔ دراصل شریف ہے تو شاخ بھی شریف ہوگی اگر چہ اللہ کے نزدیک بزرگی، تقویٰ اور پرہیزگاری سے ہے۔ حسب ونسب کوئی نہیں دیکھتا لیکن تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ اگر شرافت خاندان بھی ہو تو سبحان اللہ نور علیٰ نور۔

(٤٨٩٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۴۸۹۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بزرگ بیٹے، بزرگ بیٹے بزرگ بیٹے یعنی یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ (بخاری)

توضیح: یعنی بیٹے باپ دادا پردادا یہ سب کریم اور بزرگ تھے۔

نبی کریم ﷺ کا اپنے دادا پر فخر کرنا

(٤٨٩٥) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِيْ يَوْمِ حُنَيْنٍ كَانَ اَبُوْسُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهٖ يَعْنِيْ بَغْلَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ ((اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ)) قَالَ فَمَا رُؤِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۸۹۵) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگِ حنین میں حضرت ابوسفیان بن حارث رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ جب مشرکوں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا تب آپ ﷺ خچر سے اتر کر یہ کہنے لگے انا النبی لاكذب انا ابن عبدالمطلب میں سچا نبی ہوں۔ جھوٹا نہیں، میں عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ راوی نے کہا اس دن آپ سے زیادہ کوئی بہادر نہیں دیکھا گیا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: میدانِ جنگ میں مشرکین کے سامنے فخر ظاہر کرنا مستحب ہے اور غیر موقع پر فخر وتکبر ظاہر کرنا جائز نہیں۔

(٤٨٩٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۸۹۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص نے آکر یہ کہا یا خیر البریہ اے مخلوق میں سب سے بہتر! آپ نے فرمایا: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ (مسلم)

توضیح: اس میں کوئی شک نہیں ہے آپ سید الانبیاء، خاتم الرسل، افضل خلق، خیر البریہ ہیں، لیکن تواضع اور خاکساری کی بنا پر یہ فرمایا: یہ منصب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا کہ وہ اپنے زمانہ میں سب مخلوق سے بہتر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شر البریہ اور خیر البریہ کی یہ نشانی بتائی ہے۔

٤٨٩٤۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول الله لقد كان في يوسف۔ ٣٣٩٠.

٤٨٩٥۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من قال خذها وانا ابن فلان۔ ٣٠٤٢۔ مسلم كتاب الجهاد باب في غزوه حنين ١٧٧٦.

٤٨٩٦۔ صحیح مسلم كتاب الفضائل باب من فضائل ابراهيم الخليل ٢٣٦٩.

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ﴾

''جولوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین، وہ دوزخ کی آگ میں جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔ بے شک جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشہ والی جنتیں ہیں جن کے نیچے بہترین نہریں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہے گا اور یہ اس سے راضی رہیں گے۔ یہ ہے اسکے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔''

معلوم ہوا کہ کافر و مشرک بدترین خلائق ہیں اور مومنین کاملین بہترین مخلوق ہیں تو انبیاء بدرجہ اولیٰ بہترین خلائق او خیر البریہ ہیں، لیکن بعض بعض خصوصیات کے اعتبار سے بعض بعض سے افضل بھی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ سے مراد نبی ﷺ ہی تو ہیں۔

(٤٨٩٧) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى بْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۸۹۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میری تعریف میری حد سے زیادہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے مرتبہ سے زیادہ ان کی تعریف کر کے خدا بنا دیا۔ میں خدا کا غلام ہوں اور بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ مجھے عبداللہ ورسولہ کہا کرو۔ (بخاری و مسلم)

کوئی کسی پر فخر نہ کرے

(٤٨٩٨) وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارِ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَلَا يَبْغِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۸۹۸) حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے پاس یہ وحی بھیجی ہے کہ تم آپس میں تواضع، انکساری اور خاکساری سے پیش آیا کرو۔ کوئی کسی پر نہ فخر و گھمنڈ کرے نہ ظلم و زیادتی کرے۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

تکبر آمیز فخر کی ممانعت

(٤٨٩٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَائِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ جَهَنَّمَ اَوْلَيَكُوْنَنَّ اَهْوَنَ

(۴۸۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ اپنے مرے ہوئے باپ داداؤں پر فخر کرتے ہیں انہیں اس سے باز آ جانا چاہیے، کیونکہ وہ جل بھن کر جہنم کے کوئلے ہو گئے ہیں تو اب

٤٨٩٧۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ واذکر فی الکتاب مریم ٣٤٤٥۔ مسلم کتاب الحدود باب رجم الثیب فی الزنی ١٦٩١۔

٤٨٩٨۔ صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعیمها واهلها باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا ٢٨٦٥۔

٤٨٩٩۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی التفاخر بالاحساب ٥١١٦۔ ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل الشام والیمن۔ ٣٩٥٦۔ ٣٩٥٥۔

عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِءُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ اَوْفَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ

ان پر فخر کون سی بات ہے! اگر یہ فخر دشمنی سے یا غرور سے کریں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کیڑے سے بھی بہت ہی زیادہ ذلیل ٹھہریں گے جو ناک سے پلیدی کو الٹ پلٹ کرتا ہے، یعنی اس کیڑے سے جو اپنی ناک سے پاخانہ کی گولی بناتا ہے اور پھر اس کو لڑھکاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا کے ساتھ فخر کو دور کر دیا ہے۔ آدمی تو دو ہی قسم کے ہیں۔ مومن پرہیز گار، یا بد بخت بدکار۔ ورنہ انسانیت کے لحاظ سے سبھی برابر ہیں سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں اور مٹی میں نخوت وشیخی نہیں ہے تو تمام لوگوں میں بھی نخوت وغرور اور شیخی نہیں ہونی چاہیے۔ (ترمذی وابوداؤد)

نبی کریم ﷺ کا اپنی تعریف سے بھی منع فرما دینا

(٤٩٠٠) وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ انْطَلَقْتُ فِيْ وَفْدِبَنِيْ عَامِرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا اَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ ((السَّيِّدُ اللّٰهُ)) فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ ((قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۹۰۰) حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بنو عامر کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو ہم نے آپ کو سیدنا کہا، یعنی آپ ہمارے سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے سردار مت کہو! اللہ تعالیٰ ہم سب کا سردار ہے۔ ہم نے کہا: پھر آپ ہم سب سے بڑے اور سب سے افضل اور بہتر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس قسم کی باتیں کہہ سکتے ہو تم شیطان کو میری بے جا تعریف کر کے نہ بھڑکاؤ، ورنہ شیطان تمہارا وکیل ہو جائے گا اور اس طرح تم کو گمراہ کرے گا۔ (ابوداؤد)

توضیح: آپ یقیناً سید اور سردار ہیں، لیکن تواضع کی بنا پر آپ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(٤٩٠١) وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(۴۹۰۱) حضرت حسن رحمہ اللہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

توضیح: حسب باپ دادا کی شرافت کو کہتے ہیں' حدیث کا مطلب یہ ہے مال دار آدمی گو اس کے باپ دادا شریف نہ ہوں شریف گنا جاتا ہے، اس کی عزت آؤ بھگت کی جاتی ہے اور مفلس ومحتاج آدمی گو اس کے باپ دادا کتنے ہی اعلیٰ درجہ کے شریف ہوں مگر محتاجی کی وجہ سے نہ کوئی اس کی عزت کرتا ہے نہ شریف ہی سمجھتا ہے۔

لغات الحدیث میں لکھا ہے کہ علامہ طیبی کہتے ہیں کہ حسب آدمی کے فضائل اور اس کے باپ دادا کے فضائل اور کرم اور تمام وجوہ خیر اور شرف کا جمع کرنا ہے تو آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں لوگوں کے رسم ورواج کے مطابق دو لفظوں کے معنی بیان فرمائے۔ لوگوں کے نزدیک جو مال دار اور صاحب ثروت ہو وہی صاحب حسب گنا جاتا ہے اور اس کی عزت کرتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک کریم اور شریف آدمی وہی ہے جو پرہیز گار ہو جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾

٤٩٠٠۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٤/ ٢٥۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی كراهية التمارح ٤٨٠٦۔

٤٩٠١۔ صحيح۔ سنن الترمذی كتاب تفسير باب ومن سورة الحجرات ٣٢٧١۔ ابن ماجه كتاب الزهد باب الورع والتقوىٰ ٤٢٩١۔ شواہد موجود ہیں۔

مؤلف کہتا ہے: جو اہل اللہ ہیں وہ اب بھی کسی دنیا دار کی اس کی دولت کے سبب تکریم نہیں کرتے اور عالم درویش اور سید کی بے انتہا تعظیم کرتے ہیں۔ حسب المرء دینه و کرمه آدمی کی حسب اس کی دین داری ہے اور کرم آدمی کے اخلاق و عادات ہیں۔ حسب الرجل نقاء ثوبه۔ آدمی کا حسب دنیا داروں کے نزدیک یہ ہے کہ اس کے دونوں کپڑے پاجامہ اور صاف ستھرے ہوں کیونکہ یہ دلیل ہے اس کے غنا اور تونگری کی۔ ہمارے زمانے میں بھی تعظیم و تکریم لباس ہی پر رہ گئی ہے۔ تنکح المرأة لما لها یا لحسنها عورت سے اس کے حسن و خوبی اور جمال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ و حسبها اور اس کی مالداری کی وجہ سے۔ بعضوں نے کہا کہ حسب سے مراد یہاں اخلاق ہے۔۔۔۔۔۔۔ شاید میرے مالک کی رحمت گناہوں کے شمار پر آئے' جتنے ہی گناہ اتنے ہی رحمتیں۔

مجرموں کو دیکھ کر آغوش رحمت میں امیر
بے گناہوں کو قیامت میں پشیمانی ہوئی

(٤٩٠٢) وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَنْ تَعَزّٰى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَعِضُّوْهُ بِهَنِّ اَبِيْهِ وَلَا تَكْنُوْا))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(۴۹۰۲) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص اپنی نسبت جاہلیت کی نسبت سے کرے، یعنی خاندانی اور نسلی عزت پر فخر اور تکبر کرے تو اس کے ذکر (شرم گاہ) کو کٹواؤ یعنی جو اپنے باپ دادا پر فخر کرے جو جاہلیت میں گزر چکے ہیں تو اس سے کہو کہ وہ اپنے باپ دادا کی شرمگاہ کو کاٹے اور اس کو صاف طور پر کہو اشارے اور کنایہ سے مت کہو۔ (شرح سنہ)

(٤٩٠٣) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عُقْبَةَ رضی اللہ عنہ وَكَانَ مَوْلًى مِنْ اَهْلِ فَارِسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقُلْتُ خُذْهَا مِنِّيْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ فَالْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ ((هَلَّا قُلْتَ خُذْهَا مِنِّيْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِيُّ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۰۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عقبہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو عقبہ سے نقل کرتے ہیں اور وہ آزاد کردہ غلام اور فارس کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ احد میں حاضر تھا۔ میں نے ایک مشرک کو تلوار یا نیزہ مارا اور اس سے میں نے کہا: اس مار کو میری طرف سے قبول کر میں فارس کا رہنے والا ہوں اور بہادر غلام ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا: یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ مار میرے طرف سے لے اور میں انصاری غلام ہوں۔ (ابوداؤد) یعنی تم اپنی نسبت انصار کی طرف کرتے کیونکہ انصار کے غلام انصار ہی کے حکم میں ہیں۔ فارس کے لوگ مجوسی اور آگ پرست ہیں تم اپنی بہادری انصار کی طرف کرتے تو اچھا تھا۔

اپنی قوم، برادری کی بے جا حمایت کی مذمت

(٤٩٠٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ نَصَرَ قَوْمَهٗ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ الَّذِيْ رَدٰى فَهُوَ يَنْزِعُ بِذَنَبِهٖ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۰۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے قوم کی ناحق حمایت کرے وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کنوئیں میں گر پڑا ہو اور لوگ اس کی دم پکڑ کر کھینچ رہے ہوں۔ (ابوداؤد)

٤٩٠٢۔ شرح السنة ١٣/ ١٢٠ ح ٣٥٤١۔ مسند احمد ٥/ ١٣٦۔ ادب المفرد ٩٣٦ .

٤٩٠٣۔ اسناده ضعيف سنن ابى داؤد كتاب الادب باب حى العصبية ٥١٢٣ ۔ محمد بن اسحاق مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں۔

٤٩٠٤۔ اسناده صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى العصبية ٥١١٨ .

توضیح: یعنی جس طرح کنوئیں میں گرا ہوا اونٹ ہلاک ہوگا اسی طرح سے اپنی قوم کی ناحق حمایت کرنے والا گناہوں کے کنوئیں میں ہلاک ہوگیا۔

عصبیت کیا ہے؟

(٤٩٠٥) وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ ؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ ((اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۰۵) حضرت واثلہ بن اسقع ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ عصبیت کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ظلم پر تم اپنی قوم کی حمایت اور مدد کرو۔ (ابوداؤد)

(٤٩٠٦) وَعَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ ؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيْرَتِهٖ مَالَمْ يَأْثَمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۰۶) حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ میں یہ سنایا: تم میں سے سب سے اچھا وہ شخص ہے جو اپنی قوم کی طرف سے ظلم کی مدافعت کرے، یعنی ظلم کو دور کرے جب وہ اس میں کسی گناہ کا مرتکب نہ ہو۔ (ابوداؤد)

(٤٩٠٧) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۰۷) حضرت جبیر بن مطعم ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں ہے جو لوگوں کو عصبیت کی طرف بلائے۔ ہاں، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی حمایت میں لڑائی کرے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت پر مر جائے۔ (ابوداؤد)

(٤٩٠٨) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((حُبُّكَ الشَّيْءِ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۰۸) حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی چیز کی ناحق محبت تم کو اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٤٩٠٩) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ كَثِيْرِ نِالشَّامِيِّ ؓ مِنْ اَهْلِ فِلَسْطِيْنَ عَنِ امْرَاَةٍ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهَا فُسَيْلَةُ اِنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ

(۴۹۰۹) حضرت عبادہ بن کثیر شامی ؓ جو فلسطین والوں میں سے تھے اپنی قوم کی ایک عورت سے جس کو فسیلہ کہا جاتا تھا بیان کرتے ہیں کہ فسیلہ نے کہا میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا؟ یا رسول اللہ! آدمی کا اپنی قوم کو عزیز و محبوب رکھنا کیا عصبیت

٤٩٠٥۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی العصبية ٥١١٩۔ ابن ماجه ٣٩٤٩۔ سلمہ دمشقی مستور ہے۔

٤٩٠٦۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی العصبية ٥١٢٠۔ ایوب بن سوید ضعیف راوی ہے نیز سعید نے سیدنا سراقہ سے نہیں سنا۔

٤٩٠٧۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی العصبية ٥١٢١۔ ابن ابی لبیبہ ضعیف ہے اور عبداللہ بن ابی سلیمان نے سیدنا جبیر سے نہیں سنا۔

٤٩٠٨۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی الهوی ٥١٣٠۔ الضعيفه ١٨٦٨ ابوبکر بن ابی مریم ضعیف ہے۔

٤٩٠٩۔ ضعيف۔ مسند احمد ٤/ ١٠٧۔ سنن ابن ماجه كتاب الفتن باب العصبية ٣٩٤٩۔ عباد بن کثیر متروک ہے۔

اَنْ یُّحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ قَالَ ((لَا وَلٰكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يَّنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ عَلَى الظُّلْمِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ

میں داخل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن عصبیت یہ ہے کہ کوئی ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرے۔ (احمد وابن ماجہ)

(٤٩١٠) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَنْسَابُكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰى اَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُوْ اٰدَمَ طَفُّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلَؤُوْهُ لَيْسَ لِاَحَدٍ عَلٰى اَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِدِيْنٍ وَتَقْوٰى كَفٰى بِالرَّجُلِ اَنْ يَّكُوْنَ بَذِيًّا فَاحِشًا بَخِيْلًا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۴۹۱۰) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا نسب ایسا نہیں ہے کہ اس نسب کی وجہ سے کسی کو برا بھلا کہو اور گالی دو (یعنی اس نسب کی وجہ سے اپنے آپ کو شریف سمجھو اور دوسرے کو ذلیل، تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو، برابر برابر کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر دین اور پرہیز گاری کی وجہ سے۔ آدمی کے لیے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ زبان دراز، فحش گو اور بخیل ہو۔ (احمد وبیہقی)

❁❁❁❁

٤٩١٠۔ صحیح۔ مسند احمد ٤/ ١٤٥۔ شعب الایمان ٥١٤٦۔ الصحیحہ ١٠٣٨ .

بَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ

نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

عربی زبان میں قرابت والوں کے حق ادا کرنے کو صلہ رحمی (ناطہ رشتہ جوڑنا) کہتے ہیں۔ قرابت والوں کے حقوق ادا نہ کرنے کو قطع رحمی (رشتہ توڑنا) کہتے ہیں۔ کیونکہ رحم مادری تعلقات کی جڑ ہے' کسی امر میں انسانوں کا اشتراک ہی ان کے باہمی تعلقات اور حقوق محبت و اعانت کی اصلی گرہ ہے۔ یہ اشتراک کہیں ہم عمری' کہیں ہمدردی' کہیں ہمسائیگی' کہیں ہم مذاقی' کہیں ہم وطنی' کہیں ہم قومی کی مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتا ہے۔ اس اشتراک عقد محبت کو استوار اور مضبوط رکھنے کے لیے جانبین پر حقوق کی نگہداشت اور فرائض محبت کی ادائیگی واجب ہے، لیکن ان تمام اشتراکوں سے بڑھ کر وہ اشتراک ہے جس کا سبب رحم مادر ہے، یہ ہم رحمی خالق فطرت کی باندھی ہوئی گرہ ہے وہ متفرق انسانی ہستیوں کی قوت سے باہر ہوتا ہے، اس لیے اس کے حقوق کی نگہداشت بھی انسانوں کو سب سے زیادہ ضروری ہے اس فطری گرہ کے توڑنے والوں کو فاسق اور ضلالت (گمراہی) کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ. الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ﴾ (البقرہ) ''اس سے وہ انہی کو گمراہ کرتا ہے جو حکم نہیں مانتے' جو خدا سے مضبوط عہد کر کے بھی توڑتے ہیں اور خدا نے جس کو جوڑنے کا حکم دیا ہے اس کو کاٹتے رہتے ہیں۔''

حقوق العباد میں حقوق قرابت کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ قرآن مجید کی کم از کم بارہ آیتوں میں اس کی صریح تاکید ہے اور اس کو انسان کا احسان نہیں بلکہ اس کا فرض اور حق بتاتا ہے۔

(۱) .... ﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ﴾

(روم) ''تم قرابت دار کا حق دے دو۔''

(۲) .... ﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ﴾

(بنی اسرائیل) ''تم قرابت داری کے حق کو ادا کرو۔''

دوسری جگہ یہ تصریح فرمائی ہے کہ مال و دولت کی محبت، ذاتی ضرورت اور خواہش کے باوجود صرف خدا کی مرضی کے لیے خود تکلیف اٹھا کر اپنے قرابت والوں کی اور حاجت روائی اصلی نیکی ہے۔

(۳) .... ﴿وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى﴾ (البقرہ)

''اصلی نیکی یہ ہے کہ باوجود ضرورت کے اس کی محبت میں اہل قرابت کو دے دو۔''

والدین کے بعد قرابت والے ہی سب سے پہلے ہماری مالی امداد کے مستحق ہیں۔ ﴿قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرہ) فائدہ کی جو چیز بھی تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے ہے، ماں باپ کے درجہ بدرجہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک خدائے تعالیٰ کے ان خاص احکام میں سے ہیں جن انسان سے عہد لیا گیا۔ ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِى الْقُرْبٰى﴾ (البقرہ) ''اور بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا کہ خدا ہی کو پوجنا، ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا۔''

سورہ نحل میں اہل قرابت کی امداد کو عدل اور احسان کے بعد تیسرا حکم بتایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ انصاف اور حسن سلوک اور قرابت دار کو دینے کا حکم دیتا ہے۔ایک مسلمان دولت مند کے بہترین مستحق والدین کے بعد اس کے اقربا ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ﴾ (البقرہ)

کہہ دیجئے اے پیغمبر! کہ فائدہ کی جو چیز تم خرچ کرو تو وہ اپنے ماں باپ' قرابت دار' یتیموں اور غریبوں کو دو۔''

اگر کسی قرابت دار سے کوئی قصور ہو جائے تو اہلِ دولت کو زیب نہیں کہ وہ اس کی سزا میں اپنی امداد اس سے روک لیں۔فرمایا:

﴿وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ﴾ (النور)

''اور جو لوگ تم میں زیادہ کشائش والے ہیں وہ قرابت مندوں اور محتاجوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھائیں، خدا کی خالص عبادت، توحید اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کے بعد تیسری چیز اہل قرابت کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔''

فرمایا:

﴿وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِى الْقُرْبٰى﴾ (النسآء)

''اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں کے ساتھ نیکی کرو۔''

قرابت کو اسلام میں وہ اہمیت حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ان تمام محنتوں' زخموں' تکلیفوں اور مصیبتوں کا جو تبلیغ اور دعوت حق میں آپ کو پیش آئیں اور آپ ﷺ نے اس احسان والے کا جو ہدایت اور اصلاح کے ذریعہ ہم پر فرمایا: بدل' معاوضہ اور مزدوری امت سے یہ طلب فرماتے ہیں کہ میرے رشتہ داروں اور قرابت داروں کا حق ادا کرو اور ان سے لطف و محبت سے پیش آؤ، فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى﴾ (الشوریٰ)

اے ہمارے نبی!'' آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ پر بجز اس کے کوئی مزدوری نہیں مانگتا صرف ناطے رشتے میں محبت اور پیار کرو۔''

قرابت والوں کی محبت کی تاکید و اہمیت حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے ان لفظوں میں فرمائی ہے جن کا ترجمہ نیچے آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

سب سے زیادہ حسن سلوک کا حق دار کون؟

(٤٩١١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ ((اُمُّكَ)) قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ((اُمُّكَ)) قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ((اُمُّكَ)) قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ((اَبُوْكَ))

(۴۹۱۱) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! میری نیکیوں کا کون شخص زیادہ حق والا ہے؟ یعنی کس کے ساتھ میں زیادہ سے زیادہ بھلائی اور حسن سلوک کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں ہے۔ پھر اس نے یہی سوال کیا، آپ ﷺ نے یہی جواب دیا کہ

٤٩١١۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب البر والصلة ٥٩٧١۔ مسلم کتاب البر والصلة باب بر الوالدین ٢٥٤٨ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ ((اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

تیری ماں۔ ماں تیرے احسان کی زیادہ حق دار ہے۔ پھر اس نے یہی سوال کیا، آپ ﷺ نے یہی جواب دیا کہ تیری بھلائیوں کی زیادہ مستحق تیری ماں ہے۔ چوتھی دفعہ اس نے عرض کیا کہ ماں کے بعد کون حق دار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا باپ ہے۔ پھر درجہ بدرجہ تمہارے قربت والے تمہاری نیکیوں کے مستحق ہیں۔ (بخاری و مسلم)

ماں باپ کی خدمت نہ کرنے والے کے لیے نبی کریم ﷺ کی بد دعا

(٤٩١٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ)) قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْكِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۹۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو۔ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو۔ یعنی وہ ذلیل و خوار ہوا۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہے جو اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ داخل ہو۔ (مسلم)

ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تو؟

(٤٩١٣) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فِیْ عَهْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَرَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ ((نَعَمْ صِلِیْهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۴۹۱۳) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میری ماں شرک کی حالت میں میرے پاس مدینہ منورہ ملنے کے لیے آئیں۔ اس وقت جبکہ مسلمانوں اور کافروں سے حدیبیہ میں صلح ہو چکی تھی تو میں نے آپ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! ماں میرے پاس آئی ہوئی ہے اور وہ اسلام سے بے زار ہیں تو کیا میں اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کر سکتی ہوں؟ یعنی صلہ رحمی کر سکتی ہوں آپؐ نے فرمایا: ہاں، تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر ماں باپ کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرنا چاہیے اسی طرح دیگر خویش واقارب۔

(٤٩١٤) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((اِنَّ اٰلَ اَبِیْ فُلَانٍ لَیْسُوْا لِیْ بِاَوْلِیَآءَ اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۴۹۱۴) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ فلاں شخص کی اولاد میری دوست نہیں ہیں بلکہ میرا دوست و حمایتی خدا ہے اور خدا کے نیک بندے مومن ہیں، لیکن میں اپنے عزیزوں کی تراوٹ کو تر کروں گا، یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ دنیاوی صلہ رحمی و حسن سلوک سے پیش آؤں گا اور حق قرابت ادا کرتا رہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

٤٩١٢۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب رغم انف من ادرك ابویه ٢٥٥١۔

٤٩١٣۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب الهدیة للمشارکین ٢٦٢٠۔ مسلم کتاب الزکاة باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین ١٠٠٣۔

٤٩١٤۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب قبل الرحم ببلالها ٥٩٩٠۔ مسلم کتاب الایمان باب موالاة المومنین ٢١٥۔

توضیح: آپ نے فرمایا:لکن لھم رحم ابلھا ببلا لھا لیکن ان کے ساتھ میرا رشتہ و ناطہ ہے میں اس کو تر چیزوں سے گیلا کرتا رہوں گا (جوڑتا رہوں گا) عرب لوگ گیلا کرنے سے جوڑنا اور سوکھانے سے توڑنا مراد لیتے ہیں فرمایا:بلوا ارحا مکم و لو بالسلام ناطہ جوڑے رہو اگرچہ سلام ہی سے جوڑو،یعنی اگر دوسری باتیں صلہ رحم کی نہ ہوسکیں (مثلاً کھانا پلانا' تحفہ' ہدیہ سلوک وغیرہ) تو سلام علیک تو نہ چھوڑو۔

(٤٩١٥) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَادَ الْبَنَاتِ وَمَنْعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّوَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۱۵) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے تم پر تمہاری ماؤں کی نافرمانی کو حرام کر دیا ہے اور لڑکیوں کا زندہ درگور کرنا بھی حرام کر دیا ہے اور منع اور ھات کو بھی حرام کیا ہے۔گداگری کو بھی حرام کیا ہے اور قیل قال،زیادہ سوال کرنے اور مال کے ضائع کرنے کو برا سمجھا ہے۔(بخاری ومسلم)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی اور ان کو ستانے سے منع فرمایا اور غیروں کا حق روکنے سے اور جس کا حق دار نہ ہو اس کے مانگنے سے پرایا مال مار لینے کی فکر کرنے سے اور دوسروں کا مال سمیٹنے سے،یعنی جو خود تو کسی کے ساتھ سلوک نہ کرے اور دوسرں سے سلوک کا طالب ہو۔

توضیح: ماں کا بڑا احسان ہے،نو مہینے تک پیٹ میں رکھا' بہت تکلیفیں برداشت کیں اور پیدا ہونے کے بعد پالا پوسا' پیار کیا تو ماں کی خدمت گزاری فرض ہے اور نافرمانی نقلاً عقلاً حرام ہے۔کفر و شرک کے زمانہ میں عار و شرم کے خوف سے لڑکیوں کو زندہ گور کر دیا کرتے تھے،یہ بھی سنگ دلی ہے اس کو بھی اللہ نے حرام کر دیا ہے۔قرآن مجید میں بھی اس کا بیان آیا ہے اور منع کو بھی حرام کیا ہے یعنی بخل کو، یعنی جس کا حق ادا کرنا واجب ہے اس کے حق کو روک لینا نہ دینا۔حق تلفی کرنا بھی حرام ہے اور ھات،یعنی لاؤ جس کا لینا حرام ہو اس کا لینے کا مطالبہ کرنا اور ناحق لینا جیسے سود،رشوت وغیرہ اس کو بھی حرام کیا گیا ہے۔قیل قال سے مراد گپ شپ،لایعنی اور فضول باتیں ہیں،اس کو اللہ تعالیٰ نے برا جانا ہے کہ بلا سمجھے بوجھے ایسا ویسا کہا گیا،اس میں وقت ضائع کرنا اور ہے اور فائدہ کچھ نہیں۔اور زیادہ بحث و کرید کرنا، بے ضرورت علماء سے سوال کر' تنگ کرنا ان سے بحث و مباحثہ کرنا اور جس چیز کی ضرورت نہ ہو خواہ مخواہ اس کے پیچھے پڑنا یا جاسوسی کرنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے اور زیادہ سوال کرنے اور گداگری کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

ماں باپ کو گالی دینا

(٤٩١٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ ((نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۱۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماں باپ کو گالی دینا بڑا گناہ ہے۔لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا کوئی انسان اپنے ماں باپ کو گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں،کوئی کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ دوسرا بھی اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو گویا اس نے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔(بخاری ومسلم)

٤٩١٥۔ صحيح بخاري كتاب الاستقراض باب ما ينهى عن اضاعة المال ٢٤٠٨۔ مسلم كتاب الاقضية باب النهى عن كثيرة المسائل من غير حاجة ٥٩٣.

٤٩١٦۔ صحيح بخاري كتاب الادب باب لا يسب الرجل والديه ٥٩٧٣۔ مسلم كتاب الايمان باب بيان الكبائر واكبرها ٩٠.

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

توضیح: گالی کا جواب گالی ہی سے دیا جاتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

گر ما درخویش دوست داری دشنام مدہ بمادر من

فوت شدہ باپ کے دوست احباب سے حسن سلوک کی ترغیب

(٤٩١٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُوَلِّيَ .)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۹۱۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی نیکی باپ کے انتقال ہو جانے کے بعد باپ کے دوستوں اور ملنے جلنے والوں کے ساتھ بھلائی اور احسان کیا جائے گویا اس نے اپنے باپ کے ساتھ بھلائی واحسان کیا۔ (مسلم)

توضیح: یعنی باپ کی عدم موجودگی میں باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی سب سے بڑی نیکی ہے۔

صلہ رحمی کی برکت

(٤٩١٨) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ وَيُنْسَاَلَهُ فِيْ اَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں کشادگی ہو اور لمبی عمر ہو تو اس کو اپنے خویش واقارب کیساتھ صلہ رحمی کرنا چاہیے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی صلہ رحمی کی برکت سے اس کی روزی میں فراخی اور عمر میں درازی ہو جائے گی۔

(٤٩١٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَيِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِبِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا اور مخلوق کے رشتہ کو بھی تو جب اس سے فارغ ہوا تو اس رشتہ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی کمر پکڑ لی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہے، کیوں کھڑے ہو؟ اس نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی شخص میرے رشتہ کو نہ کاٹے میں اس رشتہ کے کاٹنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس بات سے خوش نہیں ہے کہ جو تجھے جوڑے رکھے اور تیرے حق حقوق کو ادا کرتا رہے تو میں بھی اس سے ملتا جلتا رہوں گا، اس کے ساتھ احسان کروں گا، اس کے حق کو ادا کرتا رہوں گا اور جو تجھے نہ دے دے اور کاٹ کر پھینک دے اور تیرے حق حقوق کو نہ ادا کرے تو میں بھی اس سے کٹ جاؤں گا، اس کے ساتھ احسان نہیں کروں گا۔ اس نے کہا اے رب! میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا اب آئندہ ایسا ہی ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

(٤٩٢٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

(۴۹۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم (رشتہ) لفظ رحمٰن سے مشتق ہے یعنی دونوں کا مادہ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ

٤٩١٧۔ صحیح مسلم كتاب البر والصلة باب فضل صلة اصدقاء الاب ٢٥٥٢ .

٤٩١٨۔ صحیح بخاری كتاب الادب باب من يبسط له من الرزق فضيلة الرحم ٥٩٨٦۔ ملم كتاب البر والصلة باب ٢٥٥٧ .

٤٩١٩۔ صحیح بخاری كتاب التفسير باب تقطعو ارحامكم ٤٨٣٠۔ مسلم كتاب البر والصلة باب صلة لرحم و تحريم قطعيتها۔ ٢٥٥٤ .

٤٩٢٠۔ صحیح بخاری كتاب الادب باب من وصل وصله الله ٥٩٨٨ .

مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

نے فرمایا: کہ اے رشتہ جو تجھ سے ملے گا میں بھی اس سے جڑ جاؤں گا اور جو تجھ سے کٹا میں بھی اس سے کٹ جاؤں گا۔ (بخاری)

توضیح: یعنی جو صلہ رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے شامل حال ہوگی اور جو صلہ رحمی نہیں کرے گا رحمت خداوندی اس سے برگشتہ ہوگی۔

(٤٩٢١) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۲۱) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم (رشتہ) عرش الٰہی میں لٹکا ہوا ہے اور یہ دعا کے طور پر کہتا ہے کہ خدایا جو مجھ سے ملے تو اللہ اس سے ملے اور جو مجھے کاٹے اللہ تعالیٰ اس سے کاٹے (بخاری ومسلم)

(٤٩٢٢) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۲۲) حضرت جبیر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رشتہ ناطہ کاٹنے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

(٤٩٢٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷠ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِیْ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۴۹۲۳) حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدلہ اتارنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ کوئی اس کے حق کو نہیں ادا کرتا اور نہیں ملتا جلتا تو وہ اس سے ملتا جلتا ہے اور اس کے حق حقوق کو ادا کرتا ہے۔ (بخاری)

(٤٩٢٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷜ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ ((لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذَالِكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۹۲۴) حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! میرا فلاں شخص سے قرابت داری ہے میں ان سے ملتا جلتا ہوں اور ان کے حق حقوق کو بھی ادا کرتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے برائی سے پیش آتے ہیں' نہ حقوق ادا کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہوں وہ میرے ساتھ بدخلقی اور برائی سے پیش آتے ہیں۔ میں بردباری اور حلم سے درگزر کرتا ہوں وہ میرے ساتھ نادانی و جہالت سے پیش آتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر سچ مچ تو ایسا ہی ہے جیسا کہہ رہا ہے تو گویا تو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے جب تک تم ایسا ہی کرتے رہو گے تو ہمیشہ اللہ کی رحمت تمہارے شامل حال رہے گی اور خدا کی مدد تمہاری دست گیری کرتی رہے گی۔ (مسلم)

٤٩٢١۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب من وصل وصله الله ٥٩٨٨.

٤٩٢٢۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب اثم القاطع ٥٩٨٤۔ مسلم کتاب البر والصلة باب صلة الرحم و تحریم قطیعتها ٢٥٥٥.

٤٩٢٣۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب لیس الواصل بالمکافی ٥٩٩١.

٤٩٢٤۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب صلة الرحم وتحریم قطعیتها ٢٨٨٥.

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

گناہوں کے اثرات بد

(٤٩٢٥) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

(۴۹۲۵) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں پھیر سکتی ہے تقدیر کو مگر دعا' اور نہیں بڑھا سکتی عمر کو مگر نیکی اور آدمی گناہ کرنے کی وجہ سے روزی سے محروم ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

توضیح: تقدیر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مبرم جو کسی حالت میں پھر نہیں سکتی وہ خدا کا محکم اور اٹل فیصلہ ہے اور دوسرے تقدیر معلق ہے وہ اس بات پر موقوف ہے کہ اگر بندہ مثلاً دعا کرے گا تو اس کی دعا کی برکت سے آفت ٹل جائے گی یا دعا کرے گا تو بیماری جاتی رہے گی، یعنی دعا تقدیر معلق کو پھیر سکتی ہے۔ اسی طرح سے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے سے عمر بڑھ سکتی ہے اور گناہ کرنے سے روزی سے محروم ہو جاتا ہے، خواہ دنیا کی روزی ہو یا آخرت کی روزی ہو۔

ماں کے ساتھ حسن سلوک کی برکت

(٤٩٢٦) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهِ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ نِمْتُ فَرَاَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ بَدَلَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ

(۴۹۲۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے قرآن مجید کے پڑھنے کی آواز سنی تو میں نے دریافت کیا یہ کون شخص قرآن مجید پڑھ رہا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا حارثہ بن نعمان ہیں۔ یہ حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت احسان اور نیکی کرتے تھے جس کی برکت سے جنت میں گئے اور قرآن مجید پڑھنے کا مرتبہ حاصل کیا۔

(٤٩٢٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۹۲۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رب کی خوشنودگی باپ کے خوشنودگی میں ہے اور رب کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی باپ اگر راضی ہے تو خدا بھی راضی ہے اور باپ ناراض ہے تو خدا بھی ناراض ہے۔ اور باپ کی رضامندی لڑکے کی اطاعت اور فرمانبرداری پر موقوف ہے۔ یعنی فرماں برداری سے باپ خوش ہوگا تو خدا بھی خوش ہوگا اور نافرمانی سے باپ ناراض ہوگا تو خدا بھی ناراض ہوگا۔

٤٩٢٥۔ حسن۔ سنن ابن ماجه المقدمة باب في القدر ٩٠، ٤٠٢٢۔ الصحيحه ١٥٤ .

٤٩٢٦۔ اسناده صحيح۔ شرح السنة ١٣/ ٧ ح ٣٤١٨، شعب الايمان ٧٨٥١۔ حاكم ٣/ ٢٠٨۔ الصحيحه ٩١٣ .

٤٩٢٧۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذي كتاب البر والصلة باب ما جاء من الفضل في رضى الوالدين ١٨٩٩ .

(٤٩٢٨) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ فَقَالَ اَنَّ لِیْ اِمْرَاَةً وَاِنَّ اُمِّیْ تَاْمُرُنِیْ بِطَلَاقِهَا فَقَالَ لَهٗ اَبُوالدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَی الْبَابِ اَوْ ضَيِّعْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(۴۹۲۸) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا کہ میری ماں مجھے حکم دے رہی ہے کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو (تو ماں کے کہنے سے طلاق دوں یا نہیں) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ باپ جنت کا بہترین دروازہ ہے یعنی جنت میں داخل ہونے کا بہترین ذریعہ ہے تم اگر چاہو تو اس دروازے کی حفاظت کرو اور اگر چاہو تو اسے ضائع کر دو۔ (ترمذی' ابن ماجہ) یعنی ماں باپ کی فرمانبرداری جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اگر ماں باپ اپنے لڑکے سے کہیں کہ تو اپنی بیوی کو چھوڑ دے تو چھوڑ دینا چاہیے تاکہ وہ خوش ہو جائیں اور اس کو جنت میں جانے کا موقع مل جائے۔ ہاں اگر دین کی عداوت کی وجہ سے حکم دے رہے ہیں تو حکم نہیں ماننا چاہیے۔ جیسا کہ نص سے ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت لازم نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(٤٩٢٩) وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَبَرُّ قَالَ ((اُمَّكَ)) قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ((اُمَّكَ)) قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ((اُمَّكَ)) قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ((اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۲۹) حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں کس کے ساتھ بھلائی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ بھلائی کرو۔ پھر میں نے دوبارہ یہی سوال کیا کہ کس کے ساتھ بھلائی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی ماں کے ساتھ بھلائی کرو۔ پھر سہ بارہ میں نے پوچھا میں کس کے ساتھ بھلائی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یہی فرمایا۔ پھر میں نے پوچھا کس کے ساتھ بھلائی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ پھر قریب سے قریب تر عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ۔ (ترمذی و ابوداؤد)

صلہ رحمی نہ کرنے پر وعید

(٤٩٣٠) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ اِسْمِیْ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهٗ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۳۰) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اللہ اور رحمن ہوں۔ میں نے رحم (رشتہ) کو پیدا کیا ہے اور اپنے نام رحمن سے رحم بنایا ہے۔ تو جو رشتہ کو ملائے گا میں اس سے ملوں گا اور جو اس کو کاٹے گا میں اس سے کٹ جاؤں گا۔ (ابوداؤد)

(٤٩٣١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((لَا تَنْزِلُ

(۴۹۳۱) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تبارک و تعالیٰ اس قوم پر

٤٩٢٨۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین ١٩٠٠۔ ابن ماجه کتاب الطلاق باب الرجل یامر ابوه بطلاق امراته ٢٠٨٩ .

٤٩٢٩۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین۔ ٥١٣٩۔ ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی بر الوالدین ١٨٩٧ .

٤٩٣٠۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الزکاة باب فی صلة الرحم ١٦٩٤۔ ترمذی ١٩٠٧ .

٤٩٣١۔ اسناده ضعیف جداً۔ شرح السنة ١٣/ ٢٨ح ٣٤٣٩ و ادب المفرد ٦٣۔ سلیمان بن زید المحاربی سخت قسم کا ضعیف راوی ہے۔

الرَّحْمَةُ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ قَاطِعُ رَحْمٍ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

رحمت نازل نہیں فرماتا جس قوم میں رشتوں کو کاٹنے والا ہو۔ (بیہقی)

(٤٩٣٢) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَحْرٰى اَنْ يُّعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يُدَّخَرُ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۳۲) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی گناہ ایسا نہیں ہے کہ گناہ کرنے والے پر اللہ دنیا ہی میں جلد ہی سزا دے باوجود یہ کہ اس کے لیے آخرت میں ذخیرہ جمع کیا جاتا ہے، مگر ظلم اور رشتہ کاٹنے کا گناہ اتنا زبردست ہے کہ دنیا ہی میں اس کو جلدی سزا دی جاتی ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

توضیح: یعنی ظلم اور رشتہ کے کاٹنے کا عذاب دنیا میں بھی جلدی ملتا ہے اور آخرت میں تو ہے ہی۔ اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کا عذاب دنیا میں جلدی نہیں ملتا البتہ آخرت میں ضرور ملے گا۔

(٤٩٣٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ))۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

(۴۹۳۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیادہ احسان جتانے والا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور شراب پینے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (نسائی ودارمی)

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب

(٤٩٣٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَأَةٌ فِي الْاَثَرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۴۹۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے نسبوں کو سیکھو اور یاد کرلو کہ کون تمہارا رشتہ دار ہے؟ تاکہ اس کے ذریعہ سے تم صلہ رحمی کرسکو' کیونکہ خویش واقارب کے ساتھ صلہ رحمی آپس میں محبت کا ذریعہ ہے اور روزی میں برکت کا وسیلہ ہے اور درازی عمر کا باعث ہے۔ (ترمذی)

(٤٩٣٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِّيْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ ((هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ؟)) قَالَ لَا قَالَ ((وَهَلْ لَّكَ مِنْ خَالَةٍ؟)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَبَرَّهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۹۳۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے سامنے آکر یہ بیان کیا کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے تو کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تیری خالہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: تم اپنی خالہ کے ساتھ بھلائی کرو تو اس بھلائی کی وجہ سے تیری توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ (ترمذی)

٤٩٣٢۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی النھی عن البغی ٤٩٠٢۔ ترمذی کتاب صفة القیامة باب ٥٧ ٢٥١١.

٤٩٣٣۔ صحیح۔ سنن النسائی کتاب الزکاة باب المنان ما اعطی ٥٦٧٥۔ دارمی کتاب الاشربة باب فی مومن الخمر ٢/ ١١٢ ح ٢٠٩٩۔ الصحیح ٦٧٣.

٤٩٣٤۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی تعلیم النسب ١٩٧٩.

٤٩٣٥۔ اسنادہ صحیح۔ سنن الترمذی ١٩٠٤۔ حاکم ٥/ ١٠٠.

فوت شدہ والدین کے ساتھ نیکی

(٤٩٣٦) وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ نِالسَّاعِدِیِّ ؓ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذْجَآءَہٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّھُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِہِمَا قَالَ ((نَعَمْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَہُمَا وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِ ھِمَا وَصِلَۃَ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصِلُ اِلَّا بِھِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا))۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ

(۴۹۳۶) حضرت ابواسید ساعدیہ ؓ بیان کرتے ہیں ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ بنوسلمہ کے ایک شخص نے آ کر کہا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ کے مرنے کے بعد کیا کوئی ایسی نیکی ہے جو ماں باپ کے ساتھ ان کے حق میں کر سکوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، دعا کرنا اور ان کے حق میں استغفار کرنا اور ان کے عہد وعدہ اور ان کے قول اقرار کو پورا کرنا اور ان کی وصیت پر چلنا اور ماں باپ کے دوستوں اور ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان اور نیکی کرنا اور ان کا احترام اور عزت کرنا (یہ سب نیکیاں ایسی ہیں کہ گویا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا ہے)۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

(٤٩٣٧) وَعَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ ؓ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَۃِ اِذْ اَقْبَلَتْ اِمْرَاَۃٌ حَتّٰی دَنَتْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَبَسَطَ لَھَا رِدَآئَہٗ فَجَلَسَتْ عَلَیْہِ فَقُلْتُ مَنْ ھِیَ فَقَالُوْا ھِیَ اُمُّہُ الَّتِیْ اَرْضَعَتْہُ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۳۷) حضرت ابوطفیل ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مقام جعرانہ میں آپ ﷺ کو گوشت تقسیم کرتے ہوئے دیکھا کہ اچانک ایک عورت آ گئی اور رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو گئی۔ آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون عورت ہے؟ ان لوگو نے کہا یہ آپ ﷺ کی رضائی ماں ہیں، یعنی حضرت حلیمہ ؓ جنہوں نے آپ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

غار والوں کا قصہ

(٤٩٣٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((بَیْنَمَا ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ یَتَمَاشَوْنَ اَخَذَھُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِھِمْ صَخْرَۃٌ مِنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْھِمْ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْھَا لِلّٰہِ صَالِحَۃً فَادْعُوْا اللّٰہَ بِھَا لَعَلَّہٗ یُفَرِّجُھَا فَقَالَ اَحَدُھُمْ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ لِیْ

(۴۹۳۸) حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے زمانہ میں تین آدمی سفر میں جا رہے تھے۔ ادھر بارش ہونے لگی تو ان تینوں نے بارش سے بچنے کے لیے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ اختیار کی اتفاقاً اوپر سے ایک بہت بڑی چٹان پہاڑ کی چوٹی سے گری جس سے غار کا منہ بند ہو گیا تو ان لوگوں نے آپس میں کہا اس بڑی مصیبت سے نجات پانے اور بچنے کا سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں کہ تم نیک اور خالص عملوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نیک عملوں کی برکت

٤٩٣٦۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین ٥١٤٢۔ ابن ماجہ کتاب الادب باب صل من کان ابوك یصل ٣٦٦٤۔ اسید کا والد علی مولیٰ بنی ساعدہ مجہول الحال ہے۔

٤٩٣٧۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین ٥١٤٤۔ عمارہ بن ثوبان اور جعفر بن یحییٰ دونوں مستور ہیں۔

٤٩٣٨۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب حدیث الغار ٣٤٦٥۔ مسلم کتاب الذکر والدعاء باب قصہ اصحاب الغار

وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيَ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَاِنَّهُ قَدْ نَاٰى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذَالِكَ دَابِيْ وَدَابُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَآءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ السَّمَآءَ قَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ فَطَلَبْتُ اِلَيْهَا نَفْسَهَا فَاَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَاللّٰهِ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْاٰخِرَةُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ اِسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اُرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاۤءَنِيْ فَقَالَ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ وَاَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ اِذْهَبْ اِلٰى ذَالِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَقَالَ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَاْبِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَا اَهْزَاُبِكَ فَخُذْ ذَالِكَ الْبَقَرَوَرَاعِيَهَا فَاَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذَالِكَ اِبْتِغَاۤءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مَا بَقِيَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کی وجہ سے اس مصیبت سے چھٹکارا دلا دے۔

تو ان میں سے ایک نے کہا خدایا۔ میرا گزر صرف بکریوں پر تھا۔ بکریاں چراتا تھا اور انہیں کے دودھ سے تمام گھر والوں کی پرورش کرتا تھا چونکہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جب میں بکریاں چرا کر شام کو واپس آتا تو سب سے پہلے دودھ نکال کر ماں باپ کو پلاتا اور گھر والے کو دودھ نہیں پلاتا تھا بلکہ پہلے ان کو پلاتا پھر بال بچوں کو پلاتا تھا۔ اتفاق سے ایک روز مجھے درختوں کے پتے لینے کے لیے دور جانا پڑا اور میں اتنی دیر میں واپس آیا کہ والدین سو چکے تھے۔ میں نے حسب دستور دودھ دوہا اور والدین کے حصہ کا دودھ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ دونوں سو چکے تھے، ادب کی وجہ سے جگانا مناسب نہ سمجھا اور بغیر ان کے پلاتے کسی گھر والے کو بھی پلانا مناسب نہیں سمجھتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ دودھ کا کٹورہ لیے ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا کہ جب ان کی آنکھ خود بخود کھلے گی تو دودھ پیش خدمت کروں گا، اسی انتظار میں صبح ہو گئی اور میرے بچے بھوک سے بلبلا رہے تھے مگر ان کی میں نے کچھ پرواہ نہیں کی جب یہ صبح کو بیدار ہوئے تو دود پیا۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے تیری رضا اور خوشنودی کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو اتنی ہٹا دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ چنانچہ اس اخلاصِ عمل کی برکت کی وجہ سے فوراً وہ چٹان صرف اتنی ہٹی کہ وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ اس لیے دوسرے کی باری آئی اور اس نے کہا کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے اپنے چچا کی لڑکی سے بہت محبت تھی اور میں اس سے اپنی خواہش پوری کرنا چاہتا تھا مگر وہ انکار کرتی رہی اور میرے قبضہ میں نہیں آئی، یہاں تک کہ ایک سال قحط سالی کے زمانہ میں معاشی حالت خراب ہو گئی، بہت مجبور ہو کر وہ میرے پاس آئی اور قرض کی درخواست کی میں نے اس کو ایک سو دینار اس شرط پر دیے کہ وہ اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے اور میری مراد پوری کر دے وہ اس شرط پر رضا مند ہو گئی۔ میں نے محنت کر کے سو اشرفیاں جمع کر لیں اور اس کو دے دیں جب میں ہر طرح اس پر قابو پا چکا اور اس برے کام کے لیے آمادہ ہو گیا تو اس نے کہا اتق اللہ خدا سے ڈر جا اور ناحق اس مہر کو مت توڑ یہ تیرے لیے حلال نہیں۔ میں اس سے ہٹ گیا حالانکہ مجھے اس سے بہت محبت تھی اور ان اشرفیوں کو بھی بلا معاوضہ چھوڑ دیا۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے محض تیری

رضا مندی کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو ہم سے ہٹا دے۔ جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ چٹان کچھ اور ہٹ گئی مگر نکلنے کا راستہ نہ ہو سکا اس لیے تیسرے کی باری آئی۔ اور اس نے کہا کہ خدایا ایک فرق یعنی سولہ رطل (آٹھ سیر غلہ) کے بدلے میں ایک شخص نے مزدوری کرائی جب وہ کام سے فارغ ہو گیا تو اس نے کہا کہ میری مزدوری دے دو تو میں نے اس کی مزدوری اس کے سامنے پیش کی مگر وہ چھوڑ کر چلا گیا میں نے اس کی مزدوری کو زراعت میں لگا دیا اس سے بہت ترقی ہوئی ایک زمانہ کے بعد وہ مزدور آیا اور اپنی مزدوری طلب کی اور کہا خدا سے ڈر مجھ پر ظلم نہ کر۔ میں نے کہا: یہ سب کچھ اونٹ' گائے' بیل' بکریاں' غلام وغیرہ سب تیرے ہیں لے جا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا جب اس کو یقین آ گیا تو وہ سب کچھ لے کر چلا گیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا مندی کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو ہٹا دے، چنانچہ وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ سب باہر نکل گئے۔ (بخاری ومسلم)

(٤٩٣٩) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ جَاهِمَةَ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ ((هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان

(۴۹۳۹) حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر یہ کہا کہ یا رسول اللہ! میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ماں کو چمٹ جا کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔ (احمد' نسائی وبیہقی)

(٤٩٤٠) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ تَحْتِيْ اِمْرَاَةٌ اُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَقَالَ لِيْ طَلِّقْهَا فَاَبَيْتُ فَاَتٰى عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهٗ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((طَلِّقْهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۴۹۴۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے اپنی بیوی سے بڑی محبت تھی میں اس سے محبت سے پیش آتا تھا، میرے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو ناپسند کرتے تھے مجھ سے کہا کہ تم اپنی بیوی کو چھوڑ دو۔ میں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ماجرا بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم اس کو طلاق دے دو (باپ کا کہا مان لو)۔ (ترمذی وابوداؤد)

(٤٩٤١) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا قَالَ ((هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

(۴۹۴۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ ایک شخص نے صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ یا رسول اللہ! ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ دونوں تیری جنت اور جہنم ہیں۔ (ابن ماجہ)

توضیح: یعنی اگر ماں باپ کی خدمت کر کے ان کو خوش رکھو گے تو وہ تمہارے جنت میں جانے کا سبب ہوں گے اور اگر نافرمانی کر کے ناخوش کرو گے تو تمہارے لیے جہنم میں داخل ہونے کا باعث بنیں گے۔

٤٩٣٩۔ اسناده حسن۔ سنن النسائی کتاب الجهاد باب الرخصة فی المختلف لمن له والدة ٣١٠٦۔ احمد ٣/ ٤٢٩۔ وشعب الایمان ٧٨٣٣.

٤٩٤٠۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب ما جاء فی الرجل یسأله ابوه ان یطلق ٥١٣٨۔ ترمذی کتاب الادب باب فی بر الوالدین ١١٨٩.

٤٩٤١۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابن ماجه کتاب الادب باب بر الوالدین ٣٦٦٢۔ علی بن یزید الھانی ضعیف راوی ہے۔

والدین کی وفات کے بعد ان کے لیے دعا کرنا

(٤٩٤٢) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهٗ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلا يَزَالُ يَدْعُوْا لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا .))

(۴۹۴۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب کسی کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی مر گیا ہو اور وہ شخص ماں باپ کا نافرمان ہو پھر وہ نافرمان لڑکا ماں باپ کے مرنے کے بعد ماں باپ کے حق میں دعا و استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعائے مغفرت قبول فرما کر ان کو نیک لوگوں میں لکھ دیتا ہے۔

(٤٩٤٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِيًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا)) قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ ((وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ .))

(۴۹۴۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت اس حال میں اٹھتا ہے کہ اس کے والدین اس پر اللہ کے لیے راضی ہوں تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اگر ایک ہے تو ایک دروازہ اللہ تعالیٰ کھولتا ہے۔ اور جو ماں باپ کا نافرمان ہو کر اٹھتا ہے تو اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں اور اگر ایک ہے تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ ایک شخص نے کہا اگرچہ ماں باپ ظلم کریں تب بھی ان کی فرماں برداری کی جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ وہ ظلم کریں۔ اگرچہ وہ ظلم کریں، اگرچہ وہ ظلم کریں۔ (بیہقی)

توضیح: یعنی تین بار فرمانے کا یہ مطلب ہوا کہ آپؐ نے اس الفاظ کو تاکیداً یا مبالغہ کے طریقہ پر کہا ہے اور ظلم سے مراد امور دنیوی میں ہو نہ کہ دین میں سے ہو۔

(٤٩٤٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً)) قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ ((نَعَمْ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ .))

(۴۹۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لڑکا ماں باپ کی طرف شفقتِ رحمت اور پیار کی نظر سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہر ہر نظر کے بدلے میں ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے لوگوں نے کہا اگرچہ وہ دن بھر میں سو مرتبہ دیکھے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، اللہ بہت بڑا اور بہت پاکیزہ ہے۔ (بیہقی)

(٤٩٤٥) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهَا مَا شَآءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهٗ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاتِ قَبْلَ الْمَمَاتِ .))

(۴۹۴۵) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ چاہے تو سب گناہ کو معاف کر سکتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کے گناہ کو نہیں معاف فرمائے گا، بلکہ دنیا ہی میں اس کے مرنے سے پہلے جلدی سزا دے گا۔ (بیہقی)

٤٩٤٢۔ اسنادہ موضوع۔ شعب الایمان ٧٩٠٢۔ یحییٰ بن عقبہ بن ابی مالک کذاب ہے۔
٤٩٤٣۔ اسنادہ ضعیف جداً۔ شعب الایمان ٧٩١٦ ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ الرخی متہم بالکذب ہے۔
٤٩٤٤۔ اسنادہ موضوع۔ شعب الایمان ٧٨٥٩ نہشل بن سعید کذاب ہے۔
٤٩٤٥۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٧٨٩٠ بکار بن عبدالعزیز بن ابی بکرہ ضعیف راوی ہے۔

(٤٩٤٦) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ كَحَقِّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الْخَمْسَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۴۹۴۶) حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہی ہے جیسے کہ باپ کا حق بیٹے پر ہے۔ ان پانچوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے۔

❁❁❁❁

٤٩٤٦۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۷۹۲۹ ولید بن مسلم مدلس ہے اور محمد بن السائب لین الحدیث ہے۔

بَابُ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ عَلَى الْخَلْقِ

اللہ کی مخلوق پر مہربانی کرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٤٩٤٧) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۴۷) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

بچوں سے پیار کرنا

(٤٩٤٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اَتُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۴۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا لوگوں کو دیکھا کہ اپنے بچوں کو پیار اور بوسہ لیتے ہیں تو اس دیہاتی نے کہا تم اپنے بچوں کا محبت میں آ کر بوسہ لیتے ہو ہم تو اپنے بچوں کا بوسہ نہیں لیتے۔ اس کی اس بات کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تیرے لیے مالک ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت اور شفقت نکال لی ہے۔ (تو اس کو لوٹا دوں) (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ نہایت سنگ دلی کی دلیل ہے کہ یہ چھوٹوں پر خصوصاً اپنے بچوں پر شفقت نہیں کرتا اور دوسروں پر کیا کرے گا۔

بیٹیاں جہنم کے لیے آڑ

(٤٩٤٩) وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ جَاءَتْنِيْ اِمْرَاَةٌ وَمَعَهَا اِبْنَتَانِ لَهَا تُسَائِلُنِيْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ اِبْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ ((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۴۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں' اس نے مجھ سے کچھ سوال کیا اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہیں تھا۔ میں نے اسی ایک کھجور کو اسے دے دیا' اس نے اس کھجور کو دو ٹکڑے کر کے دونوں لڑکیوں کے درمیان میں تقسیم کر دیا اور خود کچھ بھی اس میں سے نہیں کھایا اس کے بعد وہ باہر چلی گئی' نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ بیان کیا آپ ؐ نے سن کر یہ فرمایا: جو شخص ان لڑکیوں کے پرورش میں مبتلا کیا جائے اور وہ ان

٤٩٤٧۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ کل ادعوا اللہ.٧٣٧٦۔ مسلم کتاب الفضائل باب رحمته ٢٣١٩ .

٤٩٤٨۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة الولد ٥٨٨٩۔ مسلم کتاب الفضائل باب رحمته ٢٣١٧ .

٤٩٤٩۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة الولد ٥٩٩٥۔ مسلم کتاب البر باب فضل الاحسان الی البنات ٢٦٢٩ .

کے ساتھ احسان وسلوک کرتا ہے تو یہ لڑکیاں اس کے لیے آگ جہنم سے پردہ ہو جائیں گی یعنی آڑ اور روک بن جائیں گی اور وہ اس کی وجہ سے جہنم میں نہیں جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

(٤٩٥٠) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَاجَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۹۵۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دولڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغہ ہو گئیں اور ان کی شادی بیاہ ہونے کے بعد اپنے خاوندوں کے پاس چلیں گئی تو وہ اور میں قیامت کے دن جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے اور آپ ﷺ اپنی ایک انگلی میں ملا کر سمجھایا۔ (مسلم)

بیوہ اور مسکین کی خدمت کرنے والے کا اعزاز

(٤٩٥١) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((السَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رانڈ' بیوہ اور مسکین کی خدمت کرنے والا ان کے ساتھ حسن وسلوک کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو ہمیشہ مسجد میں نماز پڑھنے والا ہو سستی کرنے والا نہ ہو اور ہمیشہ روزہ رکھنے والے کی طرح ہے جو کبھی افطار نہ کرے۔ (بخاری ومسلم)

یتیم کی کفالت کرنے والے کے لیے خوش خبری

(٤٩٥٢) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ وَلِغَيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۴۹۵۲) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم بچے کی پرورش کرنے والا، خواہ یتیم اس کا ہو یا دوسرے کا ہو جنت میں اس طرح سے ساتھ ساتھ ہوں گے اور آپؐ نے سمجھانے کے لیے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی اٹھا کر دونوں میں کشادگی رکھ کر دکھایا۔ (بخاری)

مومنین کی مثال

(٤٩٥٣) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتُعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عَضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰى))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۵۳) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم محبت رکھنے والے اور مہربانی کرنے والوں کو ایک جسم کی طرح پاؤ گے' اگر جسم کے ایک عضو کو درد و تکلیف ہو تو جسم کے سارے اعضا اس تکلیف اور دکھ میں اور بیداری و بے چینی اور بخار میں شریک ہو جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

(٤٩٥٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

(۴۹۵۴) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٤٩٥٠۔ صحیح مسلم کتاب البر باب فضل الاحسان الی البنات ٢٦٣١ .
٤٩٥١۔ صحیح بخاری کتاب الاب باب الساعی علی عکین ٦٠٠٧' مسلم کتاب الزھد باب الاحسان الی الاملة ٢٩٨٢ .
٤٩٥٢۔ صحیح بخاری کتاب الطلاق باب اللعان ٥٣٠٤ .
٤٩٥٣۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة الناس ٦٠١١۔ مسلم کتاب البر باب تراحم المؤمنین ٢٥٨٦ .
٤٩٥٤۔ صحیح مسلم کتاب البر باب تراحم المؤمنین ٢٥٨٦ .

((اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

نے فرمایا: سارے مومن ایک آدمی کی طرح ہیں کہ اگر آنکھ دکھتی ہے تو سارا جسم دکھتا ہے اور اگر سر درد کرتا ہے تو سارا جسم درد کرتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی انسانی ہمدردی میں یہی شان ہونی چاہیے کہ اگر ایک کو کوئی تکلیف پہنچے تو دوسرے بھی اس کی اس تکلیف و درد میں شریک ہوں علامہ شیرازی رحمہ اللہ نے اپنے اشعار میں ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

''بنی آدم اعضائے یک دیگرند۔ کہ در آفرینش ز یک جوہرند۔ چو عضوے بدرد آورد روزگار۔ دگر عضوہا را نماند قرار''

(٤٩٥٥) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۵۵) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سارے مومن ایک مکان کی طرح ہیں کہ ایک حصہ دوسرے حصہ سے ملا جلا ہوتا ہے اور اس کو مضبوط رکھتا ہے۔ یہ فرما کر آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے بتایا کہ اسی طرح سے سارے مسلمان مل جل کر رہیں۔ (بخاری ومسلم)

سفارش کا اجر وثواب

(٤٩٥٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْصَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۵۶) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب کوئی سائل یا حاجت مند آجاتا تو آپؐ لوگوں سے فرماتے کہ تم اس کی سفارش کرو ثواب پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنے نبی کی زبان سے فیصلہ کر دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: سفارش کرانے کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ فرمایا۔ ''وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً''

ظالم اور مظلوم کی مدد

(٤٩٥٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ ((تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذَالِكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۵۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں مظلوم بھائی کی تو مدد کرتا ہوں ظالم کی کیسے مدد کروں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظالم کو اس کے ظلم کرنے سے روکو تمہارا ظلم سے روکنا ہی اس کی مدد ہے۔ (بخاری ومسلم)

مسلمان آپس میں بھائی ہیں

(٤٩٥٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَلْمُسْلِمُ اَخُ الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ

(۴۹۵۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ظالم کے

٤٩٥٥۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب تعاون المؤمنین ٦٠٢٦۔ مسلم کتاب البر باب تراحم المؤمنین ٢٥٨٥ .
٤٩٥٦۔ صحیح بخاری کتاب التوحید باب فی المشیئة ٧٤٧٦۔ مسلم کتاب البر باب استحباب الشفاعة ٢٦٢٧ .
٤٩٥٧۔ صحیح بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبه ٦٩٥٢۔ مسلم کتاب البر باب نصر الاخ ٢٥٨٤ .
٤٩٥٨۔ صحیح بخاری کتاب المظالم باب لا یظلم المسلم المسلم ٢٤٤٢۔ مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم۔ ٢٥٨٠ .

وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

سپرد کرتا ہے کہ دوسرا اس پر ظلم کرے۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں مدد کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں مدد کرے گا اور جو مسلمان بھائی کے رنج و غم مصیبت کو دور کر دے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے قیامت کے دن اس کی سختیوں اور مصیبتوں کو دور کر دے گا اور جو مسلمان بھائی کے عیبوں کو چھپائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کو چھپائے گا۔ (بخاری و مسلم)

مسلمان آپس میں کیسے رہیں؟

(٤٩٥٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمُسْلِمُ اَخُ الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۹۵۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کی مدد کو چھوڑے بلکہ اس کی مدد کرے اور نہ رسوا اور ذلیل کرے، نہ حقیر جانے تقویٰ اس جگہ ہے، یعنی دل میں ہے انسان کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے' مسلمان کا خون مال' عزت' آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

جنتیوں اور جہنمیوں کے اوصاف

(٤٩٦٠) وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلٰثَةٌ ذُوْسُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْعِيَالٍ وَاَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ اَلضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَازَبْرَلَهٗ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعٌ لَا يَبْغُوْنَ اَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى لَهٗ طَمَعٌ وَاِنْ دَقَّ اِلَّاخَانَهٗ وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ اِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ وَالْكِذْبَ وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۹۶۰) عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت والے تین قسم کے لوگ ہیں: ایک تو حاکم جو انصاف کرنے والا اور احسان کرنے والا' لوگوں پر صدقہ خیرات کرنے والا اور بھلائیوں کی توفیق دیا گیا ہو۔ دوسرا وہ شخص جو چھوٹوں اور بڑوں پر مہربان ہو اور نرم دل ہو اپنے رشتہ داروں اور ہر مسلمانوں کے لیے خیر خواہ ہو۔ اور تیسرا وہ جو پاک دامن ہو' حرام چیزوں سے بچنے والا ہو' سوال کرنے سے پرہیز کرنے والا ہو' اپنے بال بچوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنے والا ہو۔ دوزخی پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ کمزور عقل والا جس نے بے عقلی کی وجہ سے ناشائستہ افعال کیے ہوں اور جانوروں کی طرح حلال و حرام کی تمیز نہ رکھتا ہو اور یہ وہی لوگ ہوں گے جو تمہارے غلام اور خادم ہیں نہ ان کے بیوی بچے ہیں اور نہ ان کو اس کی پرواہ ہے اور نہ مال ہی رکھتے ہیں اور وہ اپنی بدکاریوں کی وجہ سے بیوی بچوں سے بے پرواہ ہیں اور حرام کاریوں میں خوش ہیں ان کو حلال اور حرام سے مطلب نہیں ہے صرف پیٹ بھرنے کے لیے مل جائے تو وہی ان کے لیے کافی ہے۔ دوسرے وہ جو خیانت کرنے والے کہ ان کی طمع اور لالچ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے، ہر معمولی سے معمولی چیز میں خیانت کرنے والے ہوں اور ان کی یہ خیانت اور بددیانتی

٤٩٥٩۔ صحيح مسلم كتاب البر باب تحريم ظلم المسلم ٢٥٦٤ .

٤٩٦٠۔ صحيح مسلم كتاب الجنة باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا ٢٥٦٥ .

سب لوگوں پر ظاہر ہو چکی ہے۔ اور تیسرا فریبی اور دھوکے باز جو صبح و شام تک لوگوں کو دھوکا ہی دیتا رہتا ہو اور تمہارے بال بچوں اور مال میں فریب اور دھوکا سے کام لیتا ہو اور آپ نے بخیل، جھوٹ اور بد خلق، بے ہودہ گو کو بھی دوزخی بیان کیا ہے؟ یعنی یہ سب دوزخی ہیں۔ (مسلم)

اہل ایمان کے اوصاف

(٤٩٦١) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۴۹۶۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(٤٩٦٢) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ)) قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((اَلَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۴۹۶۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا' خدا کی قسم وہ ایمان دار نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم وہ ایمان والا نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کی گیا وہ کون ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہے کہ اس کے پڑوسی اس کی ایذاؤں اور بدکاریوں سے محفوظ نہیں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(٤٩٦٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا یَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۹۶۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جنت میں نہیں داخل ہو سکتا جس کا پڑوسی اس کی برائیوں اور بدکاریوں سے محفوظ نہ ہو۔ (مسلم)

(٤٩٦٤) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا زَالَ جِبْرَئِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُوَرِّثُهٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۴۹۶۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ پڑوسی کے حق ادا کرنے کے لیے وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ اس کو وارث بھی بنا دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

مومن کی عزت نفس کا خیال

(٤٩٦٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا كُنْتُمْ ثَلٰثَةً فَلَا یَتَنَاجٰی اِثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا

(۴۹۶۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی آپس میں بات چیت اور کانا پھوسی نہ کریں یہاں تک کہ تیسرا بھی اس کے ساتھ ہو، یعنی آپس میں سب مل کر

٤٩٦١۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیه ١٣۔ مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ٤٥۔

٤٩٦٢۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب اثم من لایامن جاره ٦٠١٦۔

٤٩٦٣۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان تحریم ایذاء الجار ٤٥۔

٤٩٦٤۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب الوصاة بالحجار ٦٠١٤' ٦٠١٥۔ مسلم کتاب البر باب الوصیة بالجار ٢٦٢٥۔

٤٩٦٥۔ صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب اذا کانوا اکثر من ثلاثة ٦٢٩٠۔ مسلم کتاب السلام باب تحریم مناجاة الاثنین۔ ٢١٨٤۔

بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنْ ذٰلِكَ يَحْزُنَهٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کے بات کرو۔ بغیر تیسرے کے حاضری کے اگر بات کرو گے اس کو رنج و غم میں ڈالے گا کہ خدا جانے میرے خلاف کیا بات چیت کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

دین تو خیر خواہی کا نام ہے

(٤٩٦٦) وَعَنْ تَمِيْمِ نِالدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلٰثًا)) قُلْنَا لِمَنْ قَالَ ((لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۴۹۶۶) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی ہے اور اسی لفظ کو آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا: ہم نے عرض کیا کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لیے کہ اس پر ایمان لاؤ اور اس کے حکموں کو بجالاؤ اور اللہ کی کتاب کے لیے تو اس کی عزت و تعظیم کرو یہی اس کی خیر خواہی ہے اور رسول کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی نبوت کو مانو اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو اور مسلمان حاکموں کی بھی فرماں برداری کرو بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہوں اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کو دین و دنیا کی بھلائیوں کی دعوت دو اور کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ (مسلم)

(٤٩٦٧) وَعَنْ جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۴۹۶۷) حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی نماز پڑھنے پر زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر۔ (بخاری و مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

رحمت و شفقت بدبختوں سے چھین لی جاتی ہے

(٤٩٦٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ الْمُصَدَّقَ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

(۴۹۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نہیں نکالی جاتی ہے رحمت و شفقت اور مہربانی مگر بدبختوں کے دل سے، یعنی بد بخت بے نصیب لوگوں کے دلوں سے رحمت و شفقت نکال لی جاتی ہے۔ (احمد و ترمذی)

(٤٩٦٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

(۴۹۶۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم کرنے والے بندوں پر خدائے رحمان بھی رحم کرتا ہے لہٰذا تم زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (ابوداؤد و ترمذی)

٤٩٦٦۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب بيان ان الدين النصيحة ٥٥ .

٤٩٦٧۔ صحيح بخارى كتاب الشروط باب ما يجوز من الشروط ٢٧١٥۔ مسلم كتاب الايمان باب بيان ان الدين النصحية ٥٦ .

٤٩٦٨۔ حسن۔ مسند احمد ٢/ ٤٤٢۔ سنن الترمذى كتاب البر باب ما جاء فى رحمة المسلمين ١٩٢٣ .

٤٩٦٩۔ صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى الرحمة ٤٩٤١۔ ترمذى كتاب البر باب ما جاء فى رحمة المسلمين ١٩٢٤ .

چھوٹوں پر شفقت اور بزرگوں کی عزت کا حکم

(٤٩٧٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۴۹۷۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور شفقت نہیں کرتا اور نہ ہمارے بڑوں کی عزت کرتا ہے اور نہ لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دیتا ہے اور نہ برائیوں سے روکتا ہے۔ (ترمذی)

(٤٩٧١) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا مِنْ اَجْلِ سِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ مَنْ يُّكْرِمُهٗ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۴۹۷۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے عزت اور تکریم کی تو اللہ تعالیٰ اس جوان کے بڑھاپے کے وقت بھی ایسے شخص کو مقرر کر دے گا جو کہ اس کے بڑھاپے کی وجہ سے اس کی عزت کرے گا۔ (ترمذی)

(٤٩٧٢) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰهِ اِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَيْرَ الْغَالِيْ فِيْهِ وَلَا الْجَافِيْ عَنْهُ وَاِكْرَامَ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۴۹۷۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا اور قرآن مجید پڑھنے والے حافظ یا مفسر یا مطلق قرآن خواں کی عزت کرنا بشرطیکہ وہ قرآن کے الفاظ و معانی میں زیادتی اور تحریف کرنے والا نہ ہو اور منصف مسلمان بادشاہ کی عزت کرنا من جملہ اللہ تعالیٰ کی عزت و تعظیم ہے، یعنی گویا اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ (ابوداوٗد و بیہقی)

یتیم سے نیکی کا اجر و ثواب

(٤٩٧٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُحْسَنُ اِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُسَآءُ اِلَيْهِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

(۴۹۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے گھروں میں سب سے بہتر وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیکی اور بھلائی کی جائے۔ مسلمان کے گھروں میں سب سے بدتر وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔ (ابن ماجہ)

(٤٩٧٤) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيْمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ اِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ يَمُرُّ عَلَيْهَا يَدُهٗ حَسَنَاتٌ وَمَنْ اَحْسَنَ اِلٰى يَتِيْمَةٍ اَوْ يَتِيْمٍ عِنْدَهٗ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۴۹۷۴) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کسی یتیم کے بچے کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے تو جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے بدلے میں اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جو یتیم بچی یا بچے کے ساتھ حسنِ سلوک کرے گا تو میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی جلی ہیں اور آپ نے دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ (ترمذی)

٤٩٧٠۔ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی رحمة الصبیان ١٩٢١۔ لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہے۔

٤٩٧١۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی اجلال الکبیر ٢٠٢٢۔ یزید بن بیان اور خالد بن محمد المصری دونوں ضعیف ہیں۔

٤٩٧٢۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلهم ٤٨٤٣۔ شعب الایمان ١٠٩٨٦۔

٤٩٧٣۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابن ماجه کتاب الاب باب حق الیتیم ٣٦٧٩۔ یحییٰ بن ابی سلیمان ضعیف ہے۔

٤٩٧٤۔ اسناده ضعیف۔ مسند احمد ٥/ ٢٥٦۔ شرح السنة ١٣/ ٤٤ح ٣٤٥٦۔ علی بن یزید متروک اور عبید اللہ بن زحر ضعیف راوی ہے۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یتیم بچے یا بچی پر نہایت شفقت اور مہربانی سے یا باعتبار ادب و تعلیم یا خلوص محبت کی بنا پر ہاتھ سر پر پھیرتا ہے تو وہ گویا نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے گا، لیکن حضور اکرم ﷺ کا درجہ نبوت کی شان کی وجہ سے بڑھا ہوا رہے گا۔

(٤٩٧٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اٰوٰى يَتِيْمًا اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَوْجَبَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ وَمَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتّٰى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَتَيْنِ حَتّٰى لَوْ قَالُوْا وَوَاحِدَةً لَقَالَ ((وَاحِدَةً وَمَنْ اَذْهَبَ اللّٰهُ بِكَرِيْمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا كَرِيْمَتَاهُ قَالَ ((عَيْنَاهُ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ .

(۴۹۷۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے کھانے پینے میں کسی یتیم کو ملا لے اور شریک کرے تو اللہ تعالیٰ یقینی طور پر اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔ مگر یہ کہ وہ ایسے گناہ کر بیٹھے جس کی بخشش نہ ہو، جیسے شرک۔ اور جس نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اچھا ادب سکھایا اور ان پر رحم اور شفقت کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے نیاز کر دیا یعنی وہ سیانی ہوگئی اور شادی وغیرہ ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بھی جنت واجب کر دیتا ہے۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اگر کسی نے دو لڑکیوں کی پرورش کی تو اس کو کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو بھی جنت ملے گی۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر ایک لڑکی کی پرورش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے بھی وہی ہے اور جس کی دو پیاری چیزوں کو خدا نے چھین لیا ہو تو اس کے لیے بھی جنت ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ دو پیاری چیزیں کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دونوں آنکھیں، یعنی جس کی دونوں آنکھیں کھو گئیں اور اس پر صبر کیا تو اس کو جنت ملے گی۔ (شرح سنہ)

والدین کا اولاد کی اچھی ترغیب کرنا

(٤٩٧٦) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَنَاصِحٌ الرَّاوِيْ لَيْسَ عِنْدَ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ بِالْقَوِيِّ

(۴۹۷۶) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنی اولاد کو ایک اچھی بات بتا دینا اور سکھا دینا پونے تین سیر اناج کی خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

(٤٩٧٧) وَعَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا عِنْدِيْ حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ

(۴۹۷۷) حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باپ کا اپنی اولاد کو اچھے ادب کے سکھانے سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ (ترمذی وبیہقی)

توضیح: یعنی باپ کا بہترین دیا ہوا عطیہ اولاد کے حق میں اچھا ادب ہے۔

٤٩٧٥۔ اسناده ضعيف۔ شرح السنة ١٣/ ٤٤ ح ٣٤٥٧۔ حسین بن قیس الرجبی متروک راوی ہے۔

٤٩٧٦۔ ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب البر باب ما جاء فی ادب الولد۔ ١٩٥١۔ ناصح ضعیف ہے۔

٤٩٧٧۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب البر باب ما جاء فی ادب الولد ١٩٥٢۔ موسیٰ ابوایوب مستور ہے۔

(٤٩٧٨) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ نِالْاَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَنَا وامْرَاَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) وَاَوْمَأَ يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ اِلَى الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ امْرَاَةٌ اٰمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا اَوْمَا تُوْا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۹۷۸) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور کالے گال والی عورت قیامت کے دن جنت میں اس طرح ہوں گے۔ حدیث کے راوی نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی کی طرح بتایا کہ جس طرح یہ دونوں نگلیاں قریب قریب ہیں اسی طرح آپ اور کالے گال والی عورت قریب قریب ہوگی اور کالے گال والی عورت سے مراد وہ عورت ہے جس کا خاوند مرگیا ہو اور اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہیں کیا اور اپنی جوانی یوں ہی یتیم بچوں کی پرورش میں ختم کردی۔ کھانے پینے اور دیگر صدموں کے اٹھانے کی وجہ سے اس کی خوبصورتی جاتی رہی اور چہرہ بہت سارے غموں کی وجہ سے کالا ہوگیا۔ (ابوداؤد)

(٤٩٧٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ كَانَتْ لَهٗ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهٗ عَلَيْهَا يَعْنِى الذُّكُوْرَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۹۷۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی لڑکی کو نہ زندہ درگور کیا اور نہ اس کو ذلیل وخوار کیا اور نہ لڑکوں کو اس لڑکی پر ترجیح دی، یعنی لوگوں کی طرح اس لڑکی کو پالا پوسا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ (ابوداؤد)

غیبت کا وبال

(٤٩٨٠) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنِ اغْتِيْبَ عِنْدَهٗ اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ فَنَصَرَهٗ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَاِنْ لَّمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهٖ اَدْرَكَهُ اللّٰهُ بِهٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ))۔ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(۴۹۸۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے سامنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی جارہی ہو اور یہ اس کی مدد پر قادر ہو اور اس کی مدد کی اور اس کی طرف سے دفاع کیا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور اگر باوجود قدرت کے نہیں مدد کی تو دنیا و آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی گرفت کرے گا۔ (شرح سنہ)

(٤٩٨١) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ اَخِيْهِ بِالْمَغِيْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۴۹۸۱) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کے گوشت کھانے سے یعنی غیبت کرنے سے روکا اور مدافعت کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جہنم سے آزاد کردے۔ (بیہقی)

(٤٩٨٢) وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ

(۴۹۸۲) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی آبرو

٤٩٧٨۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى فضل من عال يتيما ٥١٩٤۔ النہاس بن قہم ضعیف ہے۔
٤٩٧٩۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى فضل من عال يتيما ٥١٤٦۔ ابومعاویہ مدلس اور ابن جریر غیر معروف راوی ہے۔
٤٩٨٠۔ اسناده ضعيف جداً۔ شرح السنة ١٣/ ١٠٧ ح ٣٥٣٠۔ ابان بن عیاش کذاب راوی ہے۔
٤٩٨١۔ حسن۔ مسند احمد ٦/ ٤٦١۔ شعب الايمان ٧٦٤٣۔ و شرح السنة ١٣/ ١٠٧ ح ٣٥٢٩.
٤٩٨٢۔ اسناده ضعيف۔ شرح السنة ١٣/ ١٠٦ ح ٣٥٢٨ لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہے۔

اَخِيْهِ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

ریزی سے کسی کورو کے یعنی غیبت وغیرہ سے بچائے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ قیامت کے دن اس کو جہنم سے ہٹائے گا اور دور رکھے گا۔ آپ ﷺ نے اس کی تائید میں اس آیت کریمہ تلاوت فرمائی ﴿و کان حقا علینا نصر المسلمین﴾ ''کہ ہم پر مسلمانوں کی مدد واجب ہے۔'' (شرح سنہ)

(٤٩٨٣) وَعَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَا مِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ يَّخْذُلُ امْرَءً مُّسْلِمًا فِيْ مَوْضِعٍ يُّنْتَهَكُ فِيْهِ حُرْمَتُهٗ وَيُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَوْطِنٍ يُّحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهٗ وَمَا مِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ يَّنْصُرُ مُسْلِمًا فِيْ مَوْضِعٍ يُّنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ وَيُنْتَهَكُ فِيْهِ مِنْ حُرْمَتِهٖ اِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مَوْطِنٍ يُّحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهٗ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۹۸۳) حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی اس جگہ مدد نہ کرے جہاں اس کی بے عزتی اور آبروریزی کی جارہی ہو اللہ تعالیٰ اس کی بھی مدد کو چھوڑ دے گا اور اس کی مدد نہیں کرے گا جہاں وہ مدد کو پسند کرتا ہے اور جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے ایسے موقع پر مدد کرے جہاں اس کی بے حرمتی کی جاتی ہو یا آبروریزی کی جاتی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس موقع پر مدد کرے گا جہاں وہ اس کی مدد کو پسند کرتا ہو یعنی دنیا اور آخرت میں۔ (ابوداؤد)

مسلمان بھائی کے عیب کی پردہ پوشی

(٤٩٨٤) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ رَاٰى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ اَحْيٰى مَوْؤُدَةً))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ

(۴۹۸۴) حضرت عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کے عیب کو دیکھا اور اس کی اس نے پردہ پوشی کی تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جس نے زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو بچایا ہے۔ (احمد و ترمذی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی نے عیب کو چھپایا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے بڑے بڑے عیبوں پر پردہ ڈال دے گا۔

(٤٩٨٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَحَدَكُمْ مِرْاٰةُ اَخِيْهِ فَاِنْ رَاٰى بِهٖ اَذًى فَلْيُمِطْ عَنْهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ وَلِاَبِيْ دَاوُدَ ((الْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ عَنْهُ

(۴۹۸۵) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مسلمان بھائی کے حق میں آئینہ ہو، یعنی آئینہ کی طرح ہو۔ اگر اس میں کوئی عیب دیکھو تو اس سے دور کر دو اور اس کے سامنے اس کے عیب کو ظاہر کر دو تاکہ اس پر متنبہ ہو کر وہ خود ہی اس عیب کو چھوڑ دے جس طرح آئینہ چہرے کے داغ وغیرہ کو ظاہر کر دیتا ہے وہ اپنے چہرے سے داغ وغیرہ

٤٩٨٣۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب من رد عن مسلم غيبة ٤٨٨٤۔ اسماعیل بن بشیر اور یحییٰ بن سلیم بن زید دونوں مجہول ہیں۔

٤٩٨٤۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ٤/ ١٤٧۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی الستر علی المسلم ٤٨٩١۔ ترمذی ١٩٣٠۔ (بعد حديث) ابوالہیثم مولیٰ عقبہ غیر معروف راوی ہے۔

٤٩٨٥۔ سنن الترمذی كتاب البر باب ما جاء فی شفقة المسلم ١٩٢٩۔ سنده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی النصحية ٤٩٨ سنده حسن۔ ترمذی والی سند میں یحییٰ بن عبید اللہ متروک راوی ہے۔

ضَيْعَتَهُ وَيَحُوْطُهُ مِنْ وَّرَآئِهٖ .)) کو دور کر دیتا ہے۔(ترمذی وابوداؤد) اور ابوداؤد کی روایت میں اس طرح ہے کہ مومن مومن کے حق میں آئینہ ہے اور مسلمان مسلمان کے حق میں بھائی ہے، وہ اس سے اس چیز کو دور کر دیتا ہے جس میں اس کی ہلاکت چھپی ہوئی ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے حق کی حفاظت کرتا ہے۔

(٤٩٨٦) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَمٰى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا يَحْمِيْ لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَمٰى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيْدُ بِهٖ شَيْنَهُ حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۹۸۶) حضرت معاذ بن انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو منافق کی برائیوں سے بچائے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرنے کے لیے ایک فرشتے کو بھیجے گا جو اس کو قیامت کے دن جہنم کی سے بچادے گا۔ جو شخص کسی مسلمان پر ایسی تہمت لگائے جس کی وجہ سے اس کی بے عزتی ہو اور برائی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر روک لے گا یہاں تک کہ اس عیب سے نکل جائے جو اس نے کہا ہے۔(ابوداؤد)

توضیح: یعنی تہمت لگانے والے کو اس پل پر روکے گا جب یہ شخص یعنی جس پر تہمت لگائی ہے اس راستے سے گزرے گا تو اگر اس نے اس سے معافی چاہی اور اس نے معاف کر دیا تو وہ اس پل سے گزر جائے گا اور اگر اس نے معافی نہیں مانگی تو وہ سزا کے طور پر وہاں کھڑا رہے گا۔

بہتر ساتھی اور اچھا پڑوسی کون؟

(٤٩٨٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

(۴۹۸۷) حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ ساتھی سب سے اچھا ہے جو اپنے ساتھی کے لیے خیر خواہ ہو اور پڑوسیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ پڑوسی سب سے اچھا ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں خیر خواہ ہو۔ (ترمذی ودارمی)

ہمسائے کی گواہی کی اہمیت

(٤٩٨٨) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ اَوْ اِذَا اَسَاْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَاْتَ فَقَدْ اَسَاْتَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

(۴۹۸۸) حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷛ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر یہ کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ کیسے معلوم ہو گا کہ میں نے اچھا کام کیا ہے یا برا کام کیا ہے؟ یعنی میری بھلائی و برائی کیسے معلوم ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ وہ تجھے کہتے ہیں کہ تم نے اچھا کام کیا ہے۔ تو یقیناً تم نے اچھا ہی کیا ہے۔ اور جب تم اپنے پڑوسیوں سے یہ سنو کہ تم نے برا کام کیا ہے تو یقیناً تم نے برا کیا ہے۔(ابن ماجہ)

٤٩٨٦۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من رد عن مسلم غیبة ٤٨٨٣۔ اسماعیل بن یحییٰ المغافری مجہول راوی ہے۔
٤٩٨٧۔ اسنادہ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی حق الجوار ١٩٤٤۔ دارمی کتاب السیر باب فی حسن الصحابة۔ ٢/ ٢١٥ ح ٢٤٤٢۔
٤٩٨٨۔ اسنادہ صحیح۔ مسند احمد ١/ ٤٠٢۔ حاکم ٤/ ١٦٧۔ سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الثناء الحسن ٤٢٢٣۔

توضیح: کیونکہ پڑوسی ہر وقت کا ساتھ رہنے سہنے والا ہے، ہمیشہ برائی بھلائی کو دیکھتا رہتا ہے تو اگر سارے پڑوسی اچھا کہیں تو اچھے ہوگے اور برا کہیں تو برے ہوگے۔ مگر شرط یہ ہے کہ پڑوسی مومن، ہمدرد اور منصف ہو۔

(٤٩٨٩) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَنْزِلُوْا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۴۹۸۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو ان کے مرتبہ پر اتارو۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی جو جس مرتبہ کے لائق ہے اس کو اسی مرتبہ پر رکھو۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

صحابہ کرام کی رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

(٤٩٩٠) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ قُرَادٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم تَوَضَّأَ یَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ یَتَمَسَّحُوْنَ بِوُضُوْئِهٖ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا یَحْمِلُکُمْ عَلٰی هٰذَا؟)) قَالُوْا حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَوْ یُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلْیَصْدُقْ حَدِیْثَهٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْیُؤَدِّ اَمَانَتَهٗ اِذَا ائْتُمِنَ وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ.))

(۴۹۹۰) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر رہے تھے اور صحابہ کرام آپؐ کے وضو کے پانی کو لے کر تبرک کے طور پر اپنے جسموں پر ملنے لگے' ان کی یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ کس چیز نے تم کو اس طرح کرنے پر آمادہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو یہ بات خوش لگے کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے یا اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کریں تو اس کو چاہیے کہ جب وہ بولے تو سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو جوں کا توں ادا کردے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ احسان کرے۔ (بیہقی)

اہل ایمان کے اوصاف

(٤٩٩١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ ((لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِهٖ))۔ رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

(۴۹۹۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا: وہ کامل مومن نہیں ہے کہ وہ خود پیٹ بھر کر کھانا کھائے اس حال میں کہ اس کے بغل کا پڑوسی بھوکا رہے۔ (بیہقی)

توضیح: یعنی وہ جانتا ہے کہ میرا پڑوسی بھوکا ہے تو ہمدردی میں اس کو بھی کھلانا چاہیے۔

(٤٩٩٢) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَةِ صَلَاتِهَا

(۴۹۹۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر کہا یا رسول اللہ! فلاں عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بہت نماز پڑھتی ہے'

٤٩٨٩۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلهم ٤٨٤٢۔ حبیب بن ابی ثابت اور سفیان ثوری دونوں مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

٤٩٩٠۔ حسن۔ شعب الایمان ١٥٣٣٠۔ الصحیحه ٢٩٩٨۔

٤٩٩١۔ حسن۔ شعب الایمان ٣٣٨٩۔ ادب المفرد للبخاری ١١٢۔ حاکم ٤/ ١٦٧ و الصحیحة ١٤٩۔

٤٩٩٢۔ مسند احمد ٢/ ٤٤٠۔ شعب الایمان ٥٩٤٦۔

وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَيْرَ اَنَّهَا تُؤْذِيْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ ((هِيَ فِي النَّارِ)) قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ قِلَّةُ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِيْ بِلِسَانِهَا جِيْرَانَهَا قَالَ ((هِيَ فِي الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

بہت نفلی روزے رکھتی ہے، بہت صدقہ وخیرات کرتی ہے، لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو ستاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! فلاں عورت کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کم نفلی روزہ رکھتی ہے، کم صدقہ وخیرات کرتی ہے، بہت کم نفلی نماز پڑتی ہے، وہ چند پنیر کے ٹکڑوں کا صدقہ وخیرات کرتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو زبان سے ستاتی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنت میں ہے، یعنی وہ جنتی ہے۔ (احمد وبیہقی)

اچھا کون برا کون؟

(٤٩٩٣) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ عَلٰى نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ)) قَالَ فَسَكَتُوْا فَقَالَ ذَالِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ ((خَيْرُكُمْ مَنْ يُرْجٰى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَا يُرْجٰى خَيْرُهُ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

(۴۹۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی بیٹھی ہوئی جماعت کے سامنے یہ فرمایا: کیا میں سب سے اچھے آدمیوں کو برے آدمیوں کے درمیان سے علیحدہ کر کے نہ بتاؤں کہ فلاں برا ہے اور اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ لوگ چپ رہے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بعد میں ایک شخص نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! ہمیں بتا دیجیے کہ کون اچھا ہے کون برا ہے؟ آپ نے فرمایا: سب سے اچھا وہ ہے جس کی بھلائی سے لوگ امیدوار ہوں اور اس کی برائیوں سے بے خوف ہوں اور سب سے برا وہ ہے کہ جس سے بھلائی کی امید نہ کی جائے اور نہ اس کی شر سے محفوظ رہا جائے۔ (ترمذی وبیہقی)

توضیح: یعنی سب سے اچھا وہ ہے جو سب کے ساتھ احسان کرتا ہے کسی کے ساتھ برائی نہیں کرتا اور سب سے برا وہ ہے جو سب سے برائی کرتا ہے۔

(٤٩٩٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَسَمَ بَيْنَكُمْ اَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ اَرْزَاقَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ فَمَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ الدِّيْنَ فَقَدْ اَحَبَّهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰى يُسْلِمَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ وَلَا يُؤْمِنُ حَتّٰى يَاْمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ))

(۴۹۹۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہاری روزیوں کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیا ہے اسی طرح سے تمہارے اخلاق وعادات کو بھی تمہارے درمیان تقسیم کر دیا ہے، یعنی دنیا میں کسی کو امیر، کسی کو فقیر کسی کو بادشاہ اور کسی کو گدا بنایا ہے۔ اسی طرح سے کسی کو اچھا اور برا بھی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اچھے کو بھی دیتا ہے اور اپنے دشمنوں کو بھی دیتا ہے اور دین صرف اپنے دوستوں کو دیتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دین دیا اور اسے دین دار بنا دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ خدائے تعالیٰ کی قسم! جس کے

٤٩٩٣۔ ضعیف۔ مسند احمد ١/ ٣٨٧۔ شعب الایمان ٥٥٢٤۔ صباح بن محمد ضعیف ہے۔

٤٩٩٤۔ اسنادہ صحیح۔ شعب الایمان ١١٢٦٨۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ٧٦۔ ٢٢٦٣۔

قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کا دل اور اس کی زبان مسلمان ہو جائے اور کوئی آدمی مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کے پڑوسی اس کی برائیوں سے محفوظ ہو جائیں (بیہقی)

(٤٩٩٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَلْمُؤْمِنُ مَاْلَفٌ وَلَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَا یَاْلَفُ وَلَا یُؤْلَفُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان

(۴۹۹۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مومن میں میل و محبت اور الفت کا جذبہ ہے اور جس میں میل و محبت اور الفت کا مادہ نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ (احمد و بیہقی)

(٤٩٩٦) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ قَضٰی لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ حَاجَةً یُرِیْدُ اَنْ یَّسُرَّهٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ .))

(۴۹۹۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری امت میں سے کسی کی دینی یا دنیوی حاجت پوری کر کے اس کے دل کو خوش کر دیا ہے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کر دیا اس نے خدا کو بھی خوش کر دیا۔ جس نے خدا کو خوش کر دیا اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

(٤٩٩٧) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ اَغَاثَ مَلْهُوْفًا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثَلٰثًا وَسَبْعِیْنَ مَغْفِرَةً وَاحِدَةٌ فِیْهَا صَلَاحُ اَمْرِهٖ کُلِّهٖ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ لَهٗ دَرَجَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ .))

(۴۹۹۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مظلوم کی مدد کی تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تہتر بخششیں لکھتا ہے۔ اس میں سے ایک بخشش سے اس کے سارے کام درست ہو جائیں گے اور بہتر بخششوں سے قیامت کے روز اس کے درجے بلند ہوں گے۔ (بیہقی)

(٤٩٩٨۔٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِهٖ))۔ رَوَی الْبَیْهَقِیُّ الْاَحَادِیْثَ الثَّلٰثَةَ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان .

(۴۹۹۸۔۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور سب مخلوق سے بہتر وہ ہے جو اپنے کنبہ کے ساتھ بھلائی کرے۔ (بیہقی)

(٥٠٠٠) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَوَّلُ خَصْمَیْنِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ جَارَانِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(۵۰۰۰) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندوں کے معاملات میں قیامت کے دن دو پڑوسیوں کا معاملہ پیش ہوگا جو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے ہوں۔ (احمد)

توضیح: یعنی حقوق العباد میں سے سب سے پہلے پڑوسیوں کے خونی اور لڑائی جھگڑے کا مقدمہ پیش ہوگا۔

(٥٠٠١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا شَکٰی

(۵۰۰۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول

٤٩٩٥۔ صحیح۔ مسند احمد ٢/ ٤٠٠ شعب الایمان ٨١١٩.

٤٩٩٦۔ اسنادہ ضعیف جدا۔ شعب الایمان ٧٦٥٣۔ الضعیفہ ٦٨٢٧ زہرم متہم راوی ہے۔

٤٩٩٧۔ اسنادہ موضوع۔ شعب الایمان ٧٦٧٠۔ الضعیفہ ٦٢١۔ زیاد بن ابی حسان متہم ہے۔

٤٩٩٨، ٩۔ اسنادہ ضعیف جداً۔ شعب الایمان ٧٤٤٦۔ یوسف بن عطیہ الصغا متروک راوی ہے۔

٥٠٠٠۔ مسند احمد ١٥١۔ المعجم الکبیر للطبرانی ١٧/ ٣٠٣ ح ٨٣٦.

٥٠٠١۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٢/ ٢٦٣۔ 'رجل' نامعلوم ہے۔

اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهِ قَالَ ((امْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ .)) رَوَاهُ اَحْمَدُ

اللہ ﷺ سے اپنے سخت دلی کی۔ شکایت کی' آپؐ نے اس کا علاج یہ بتایا کہ تم یتیم کے سر پر اپنے شفقت کا ہاتھ پھیرو، مسکینوں، بھوکوں کو کھانا کھلا دیا کرو اس سے تمہاری سنگ دلی دور ہو جائے گی۔ (احمد)

(۵۰۰۲) وَعَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَةٌ اِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

(۵۰۰۲) حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو بہترین صدقہ نہ بتاؤں؟ وہ یہ ہے کہ اپنی اس لڑکی کے ساتھ حسن سلوک کرو جو تمہارے پاس لوٹا دی گئی ہو یا تو اس کا خاوند ہی مر گیا ہو یا خاوند نے طلاق دے دی ہو اور تمہارے سوا اس کے لیے کوئی کمانے والا نہ ہو تو ایسی لڑکی کو کھلانا پلانا بہترین صدقہ ہے۔ (ابن ماجہ)

❀❀❀❀

۵۰۰۲۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابن ماجه کتاب الاب باب البر الوالد والاحسان الی البنات ۳٦٦۷۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ موسیٰ کے والد علی اور سراقہ رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔

بَابُ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کی محبت کے بیان میں

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں محبت کرنا کہ اس میں نہ ریا و نمود ہو نہ خواہش نفاق کا دخل ہو، نہ اس کے سوا اور کسی کی محبت کی آمیزش ہو اور اگر دوسرے سے محبت رکھے تو وہ بھی اللہ کی رضامندی کے غرض سے ہو، یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے دوستی اور اللہ ہی کے واسطے دشمنی ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے متعلق متعدد آیتیں آئی ہوئی ہیں جن کی تائید مندرجہ ذیل والی حدیثیں کرتی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٥٠٠٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۵۰۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ روز ازل میں سب روحوں کا لشکر ایک ہی جگہ جمع تھا وہاں جس جس شخص سے تعارف اور جان پہچان اور میل محبت پیدا ہوگئی تو دنیا میں آنے کے بعد ان سے الفت اور میل محبت ہوگی اور جن سے وہاں جان پہچان نہیں ہوئی اور نہ میل محبت رہی تو دنیا میں آنے کے بعد ان سے اجنبیت رہے گی اور نہ اس سے میل و محبت رہے گی۔ (بخاری)

(٥٠٠٤) وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

(۵۰۰۴) اور اس روایت کو مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں

(٥٠٠٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيْلَ فَقَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَيُحِبُّهٗ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَآءِ فَيَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِي الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيْلَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهٗ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ

(۵۰۰۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے اپنی محبت ظاہر کرنا چاہتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر یہ فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں، پھر وہ آسمانوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے تم سب اس سے محبت رکھو تو سارے آسمان والے اس مقبول بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اس کی قبولیت زمین میں اتار دی جاتی ہے اور زمین والے بھی محبت کرنے والے ہو جاتے ہیں جب

٥٠٠٣۔ صحيح بخاری كتاب الانبياء باب الارواح جنود مجندة ٣٣٣٦.

٥٠٠٤۔ صحيح مسلم كتاب البر باب الارواح جنود مجنده ٢٦٣٨.

٥٠٠٥۔ صحيح مسلم كتاب البر باب اذا احب الله عبدا۔ ٢٦٣٧.

السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَيَبْغِضُوْنَهٗ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَآءُ فِيْ الْاَرْضِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اللہ تعالیٰ کسی بندے سے اس کی نافرمانی کی وجہ سے بغض کا ارادہ کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر یہ فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے اس کی نافرمانی کی وجہ سے بغض رکھتا ہوں تو تم بھی اس سے بغض رکھو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اس بغض رکھنے لگتے ہیں۔ پھر وہ آسمانوں میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے بغض رکھتا ہے تم لوگ بھی اس سے بغض رکھو، پھر تمام آسمان والے اس سے بغض رکھنے لگتے ہیں، پھر اس کے لیے وہ بغض زمین میں اتار دیا جاتا ہے تو سارے زمین والے بغض رکھتے ہیں۔ (مسلم)

عرش الٰہی کا سایہ پانے والے

(۵۰۰۶) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ الْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۰۰۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو دنیا میں میری خوشنودی کے لیے آپس میں محبت رکھتے تھے' میں آج اپنے سائے میں جگہ دوں گا کہ میرے سائے کے علاوہ کسی چیز کا سایہ نہیں ہے۔ (اور یہ عرش الٰہی کا سایہ ہوگا) (مسلم)

اللہ کے لیے محبت کرنے کا اجر وثواب

(۵۰۰۷) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَهٗ فِیْ قَرْيَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ اُرِيْدُ اَخًا لِیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَّكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۰۰۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی اپنے مسلمان بھائی سے جو دوسری بستی میں تھا ملاقات کے لیے چلا' اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ کو بٹھا دیا۔ جب وہ چلتے چلتے وہاں پہنچ گیا تو فرشتہ نے جو انسانی شکل میں تھا کہا تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا میں فلاں بستی میں اپنے بھائی سے ملنے کے لیے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا کیا اس پر تمہارا کوئی حق ہے، یعنی قرض وغیرہ جس کو تم لینے کے لیے جا رہے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ میں تو اس سے صرف اللہ کے واسطے محبت رکھتا ہوں اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جا رہا ہوں تو فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس راستہ میں تمہارے ہی انتظار کے لیے بٹھا دیا ہے کہ جب فلاں شخص تمہارے پاس سے گزرے تو اس کو یہ خوش خبری سنا دینا کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے ویسا ہی محبت رکھتا ہے جیسا کہ تو نے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے رکھتا ہے۔ (مسلم)

(۵۰۰۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ

(۵۰۰۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ فلاں شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے، لیکن اس کی

۵۰۰۶۔ صحیح مسلم کتاب البر باب فی فضل الحب فی اللہ ۲۵٦۷ .

۵۰۰۷۔ صحیح مسلم کتاب البر باب فی فضل الحب فی اللہ ۲۵٦۷ .

۵۰۰۸۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب علامۃ الحب فی اللہ ٦۱٦۹ ۔ مسلم کتاب البر المرء مع من احب ۲٦٤۰ .

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ملاقات ان لوگوں سے ابھی تک نہیں ہوئی ہے؟ تو آپ ؐ نے فرمایا: وہ شخص انھیں لوگوں کے ساتھ ہے جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

احب الصالحین ولست منهم
لعل الله یرزقنی صلاحا

توضیح: یعنی اگر علماء وصلحا اور صحابہ کرام اور دیگر بزرگان ملت سے اللہ کے واسطے محبت رکھتا ہے اور ان لوگوں سے ملاقات نہیں ہوئی، جیسے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی ہے اور صحابہ کرام وتابعین، تبع تابعین وعلماء صلحا وعظام سے ملاقات نہیں ہوئی ہے تو قیامت کے روز ان کا حشر انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا اور اگر کافروں اور برے لوگوں کے ساتھ محبت رکھتا ہے ان کے طور طریق کو پسند کرتا ہے جیسے فرعون، ہامان، نمرود، ابوجہل، ابولہب وغیرہ تو قیامت کے روز انہیں لوگوں کے ساتھ حشر ونشر ہوگا کیونکہ محبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اسی لیے نیک لوگوں کے ساتھ محبت رکھنا نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اللہ ورسول سے محبت کا حامل؟

(٥٠٠٩) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ ((وَيْلَكَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا)) قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اِنِّي اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ ((اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ)) قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَيْتُ الْمُسْلِمِيْنَ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(٥٠٠٩) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے یہ بڑی افسوس کی بات ہے کہ ایسا سوال کرتا ہے، قیامت تو ضرور آئے گی، لیکن تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا میں نے کوئی تیاری نہیں کی ہے مگر صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے انہیں کے ساتھ ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس بات سے میں نے دیکھا کہ سب مسلمان بہت خوش ہو گئے کہ مسلمان ہونے کے بعد بھی انہیں اس سے زیادہ خوشی نہیں ہوتی تھی۔ (بخاری ومسلم)

اچھی اور بری صحبت کی مثال

(٥٠١٠) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ يُحْذِيَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا اَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(٥٠١٠) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک اور برے ہم نشین اور ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے اگر تم کستوری، عطر اور دیگر خوشبو بیچنے والے کے پاس اٹھو بیٹھو گے اور اس کے پاس رہو گے تو وہ تم کو تحفہ میں خوشبو دے دے گا، یا تم اس سے خرید لو گے یا اس کی خوشبو سے تمہارا دماغ معطر رہے گا۔ اور اگر کسی لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھو گے تو اس بھٹی کی چنگاری سے یا تو تمہارے کپڑے جل جائیں گے یا اس کے دھوئیں وغیرہ سے تم پریشان ہو جاؤ گے۔ (بخاری ومسلم)

٥٠٠٩۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب ما جاء فی قول الرجل ویلك ٦١٦٧۔ مسلم کتاب البر باب المرء مع من احب ٢٦٣٩۔

٥٠١٠۔ صحیح بخاری کتاب الذبائح باب المسك ٥٥٣٤۔ مسلم کتاب البر استحباب مجالسة الصالحین ٢٦٣٨۔

توضیح: خاکسار راقم الحروف مترجم نے اسلامی تعلیم کے تیرے حصہ میں ''اچھی صحبت'' کے عنوان کے ماتحت مندرجہ بالا حدیث لکھنے کے بعد یہ لکھا ہے۔

پس اگر تم شریف نیک اچھے آدمی بننا چاہتے ہو تو نیکوں کی صحبت میں رہو' نیک لوگ تمہیں مشک اور عطر والے کی طرح اچھی اچھی باتیں بتائیں گے' یا تم ان سے اچھی عادتیں سیکھو گے یا کم از کم اچھی باتیں ہی سنو گے۔ اگر برے لوگوں کے ساتھ رہو گے تو بھٹی والے کی طرح تمہاری عادت خراب کر دیں گے یا تم ان سے بری عادتیں سیکھو گے اور ہمیشہ کے لیے خراب ہو جاؤ گے یا کم از کم بری باتیں اور گالیاں تو ضرور ہی سیکھو گے اور سنو گے۔ اگر تم چوروں' جواریوں' کبوتر بازوں' سنیما بازوں' شرابیوں' کبابیوں اور جھوٹے لوگوں کے پاس اٹھو بیٹھو گے تو چوری' جوئے بازی' کبوتر بازی' سنیما بازی' شراب و کباب' کھانے پینے اور جھوٹ بولنے کی عادت سیکھو گے، پھر زندگی بھر کے لیے خراب ہو جاؤ گے' نہ تم دین کے رہو گے اور نہ دنیا ہی کے۔ دونوں جہاں میں برباد ہو جاؤ گے۔ طرفہ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وان كنت فى قوم فصاحب خيارهم
ولا تصحب الاردى فتر دى مع الردى

فارسی شاعر نے کہا ہے:

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالح کند
اچھے لوگوں کی صحبت تمہیں نیک بنا دے گی
اور برے لوگوں کی صحبت تمہیں برا بنا دے گی

علامہ شیرازی رحمہ اللہ نے گلستاں میں لکھا ہے کہ مجھے ایک دوست کے ہاتھ خوشبودار مٹی مل گئی' میں نے اس مٹی سے کہا تو تو مشک و عنبر ہے۔ اس نے کہا نہیں میں تو حقیر مٹی ہوں، لیکن کچھ دن مجھے پھولوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے' اس لیے ان کی خوشبو مجھ میں سرایت کر گئی ہے۔ اشعار ملاحظہ ہو۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو ہستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم
و لیکن مدتے باگل نشینم
جمال ہم نشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اسی طرح اگر نیکوں کے ساتھ رہو گے تو تم میں بھی نیک عادت کی خوشبو میں بس جائے گی جو عطر اور مشک سے بہتر ہیں، کیونکہ خوشبو کی مہک تھوڑی دیر تک رہتی ہے اور علم و ادب کی خوشبو تمام دنیا کو معطر بنا دیتی ہے اور دیر تک رہتی ہے اور اگر بروں کے ساتھ رہو گے تو ان کی بری عادتوں کی بدبو میں بسو گے اور ان کی بدبو تمہاری اولاد کو بھی خراب کر دے گی۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا شریروں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے

خراب ہو گیا اور کافروں کے ساتھ ڈوب گیا۔ نبوت کے خاندان سے اس کا نام کٹ گیا۔

پسر نوح بابداں بنشست
خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاف کہف رزوے چند
پئے نیکاں گرفت مردم شد

حضرت نوح علیہ علیہ السلام کا بیٹا بروں کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے نبیوں کے خاندان سے الگ ہو گیا اور اصحاب کہف کا کتا چند روز نیکوں کے ساتھ رہنے سے اپنے جیسے آدمی کے مرتبہ کو پہنچ گیا۔ کہاں جاتا ہے کہ یہ کتا بھی نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا اور حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں جائے گا۔

آج ہزاروں امیروں کے بچوں کو دیکھتے ہو کہ بروں کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے جوتیاں چٹکاتے پھرتے ہیں۔ کوڑی کوڑی اور ٹکڑے ٹکڑے کے محتاج ہیں، چپراسی اور چوکیدار کے بھی لائق نہیں ہیں۔ غریبوں کے بچے عالموں اور نیکوں کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے راجہ بنے ہوئے ہیں۔ سچ ہے۔

وقتے افتادہ فتنہ در شام
ہر کس کہ از گوشئہ فرافتند
اوستازاد گاں دانش مند
بوزیرے پادشا رفتند
پسران وزیر ناقص عقل
بگدائے بروستا رفتند

''جس وقت ملک شام میں فساد پھیلا تو جس کو جہاں جگہ ملی وہاں چھپ گیا۔ دیہاتیوں کے عقلمند بچے وزیری پر پہنچے اور روز یروں کے بدچلن لڑکے دیہاتوں میں بھیک مانگنے کو گئے۔''

بالکل ایسا ہی انقلاب ہمارے ملک ہندوستان میں بھی ۱۸۵۷ء میں رونما ہوا۔ جس کے عبرناک نتائج آج تک ہمارے سامنے ہیں۔ اگر تم بھی نیکوں کے ساتھ رہ کر اچھی عادتیں سیکھ لو گے تو تم بھی ایک روز وزیروں جیسے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچ جاؤ گے اور اگر بروں کے ساتھ اٹھو بیٹھو گے تو نہ گھر کے رہو گے نہ گھاٹ کے اور نہ دین کے نہ دنیا کے اور اگر نیکوں کے ساتھ رہنے کا موقع نہ ملے تو اچھی اچھی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہو یہ کتابیں تمہیں اچھی باتیں سکھائیں گی انہیں کو تم اپنا بہترین ہم نشین سمجھو۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

نعم الانیس اذا خلوت کتاب
تلهوا به ان خانك احباب
لا مفشیا سرًا اذا سقود عنه
وتفاذ منه حکمة وصواب

''جبکہ تم تنہائی میں ہو گے تو کتاب تمہاری بہترین ساتھی ہوگی، اور اگر دوست تم سے ملنا جلنا چھوڑ دیں تو یہ تمہیں بہلائے گی، اگر کوئی راز کی بات سپرد کرو گے تو یہ فاش نہ کرے گی، اور اس سے تمہیں حکمت و دانائی کی باتیں معلوم ہوں گی۔''

عہد عباسیہ کا مشہور شاعر عتبی کہتا ہے:

اعز مکان فی الدنی سرج سالج
وخیر جلیس فی الزمان کتاب

''دنیا میں معزز جگہ گھوڑے کی زین ہے، اور بہترین ہم نشین اس زمانے میں کتاب ہے۔''

احمد بن عمران کہتے ہیں کہ میں احمد بن شجاع کی مجلس میں موجود تھا انہوں نے اپنے خادم کو بھیجا کہ جا کر ابن الاعرابی کو بلا لاؤ۔ خادم نے لوٹ کر بیان کیا کہ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ میرے پاس کچھ عرب آئے ہوئے ہیں ان سے چھٹی پا کر آؤں گا حالانکہ میں نے خود دیکھا کہ اکیلے بیٹھے ہیں اور کتابوں کا انبار سامنے لگا ہوا ہے' کبھی اس کتاب کو دیکھتے ہیں اور کبھی اس کتاب کو اٹھا لیتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ابن الاعرابی آ گئے۔ ابن شجاع نے کہا سبحان اللہ! آپ نے ہمیں اپنی صحبت سے محروم رکھا اور کہلا بھیجا کہ عرب آئے ہیں حالانکہ نوکر کہتا ہے کہ آپ کے پاس کتابوں کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ اس پر ابن الاعرابی نے یہ شعر پڑھے تھے۔

لنا جلسآء ماتمل حدیثھم
البآء ما مونون غیباً و مشھدًا
یفیدون من علمھم علم ما مضی
وعقلاً و تادیباً ورایاً مسددًا
لا فتنه تخشی ولا سوء عشرة
ولا یتقی منھم لساناً ولا یدا
فان قلت اموات فما انت کاذب
وان قلت احیاء فلست مقتدًا

''ہمارے ہم نشین ایسے ہیں کہ ان کی گفتگو ہمیں اکتاتی نہیں، یہ لوگ دانشمند ہیں اور ہر حال میں بے ضرر ہیں، ہمارے دامن علم وعقل کی دولتوں سے بھرے رہتے ہیں، خود ان سے کسی فتنے اور بدمزگی کا اندیشہ نہیں، ان کی زبان اور ہاتھ سے کوئی خطرہ نہیں، اگر کہو کہ وہ مردہ ہیں تو بھی ٹھیک ہے اور اگر کہو زندہ ہیں تو بھی غلط نہیں۔''

سفر نامہ شبلی میں ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ مسٹر آرنلڈ جو علامہ شبلی رحمہ اللہ اور علامہ اقبال رحمہ اللہ کے استاذ ہیں مسٹر موصوف علی گڑھ میں پروفیسر تھے۔ ان کے وطن تشریف لے جانے کے موقع پر شبلی رحمہ اللہ بھی ساتھ ہو گئے۔ بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے جب جہاز عدن پہنچ کر آگے روانہ ہوا تو دس مئی کو جہاز کا انجن ٹوٹ گیا۔ جہاز کے ملازمین سب گھبرا گئے۔ گھبرائے ہوئے تدبیریں کرتے تھے۔ انجن بالکل بے کار ہو چکا تھا جہاز سست رفتار ہو گیا۔ شبلی فرماتے ہیں کہ میں عین اسی حالت میں مسٹر موصوف کے پاس دوڑا ہوا گیا۔ دیکھا کہ وہ نہایت اطمینان سے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے۔ بولے کہ ہاں انجن ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے کہا ایسی حالت میں یہ کتاب دیکھنے کا موقع ہے' کہاں کہ جہاز اگر برباد ہی ہوتا ہے تو یہ تھوڑا وقت اور بھی قدر کے قابل ہے۔ (سفر نامہ علامہ شبلی ص:۱۶)

اہلی اپنے بیٹے کو وصیت کرتا ہے۔ یابنی اذا وقفتم فی الاسواق فلا تقفوا الا علی من تبع السلاح اویبیع الکتب (الفخری) اے بیٹے! جب تم بازار میں کہیں ٹھہرو تو صرف انہیں دکانوں پر ٹھہرو جہاں ہتھیار بکتا ہو یا کتابیں فروخت ہوتی ہوں۔ قرآن مجید وحدیث شریف، فقہ، تفسیر' اخلاق وتصوف اور دینیات کی کتابوں کا مطالبہ کرتے رہو اور مخرب اخلاق کی کتابوں کو مت

دیکھو۔ ان سے تمہارے اخلاق بگڑ جائیں گے۔ جیسے فحش ناولوں اور تصویروں والے رسالے اور گانے کی کتابیں بہت سے لوگ انہیں کتابوں کی وجہ سے خراب ہو گئے کیونکہ بری کتاب کا اثر برے آدمی کی صحبت سے زیادہ برا ہوتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

اللہ تعالیٰ کی محبت کن کے لیے؟

(۵۰۱۱) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مُحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ)) رَوَاهُ مَالِكٌ وَفِیْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ .))

(۵۰۱۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے یہ سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ آپس میں میری خوشنودی کے لیے محبت رکھتے ہیں تو میری محبت ان کے لیے واجب ہو جاتی ہے اور جو لوگ صرف میری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو ان کے لیے بھی میری محبت لازم ہو جاتی ہے۔ جو لوگ میری رضا جوئی کے لیے ملاقات اور زیارت کرتے ہیں تو ان کی بھی میری محبت ضروری ہو جاتی ہے اور جو لوگ میری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے مال وغیرہ خرچ کرتے ہیں ان کے لیے بھی میری محبت واجب ہو جاتی ہے۔ (مالک) اور ترمذی کی روایت میں اس طرح سے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ میری بزرگی اور جلال و عظمت کے لحاظ سے آپس میں محبت کرتے ہیں تو ان کے لیے قیامت میں ایسے نور کی اصل ہوں گے ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔

(۳-۵۰۱۲) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَاهُمْ بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَآءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخْبِرُنَا مَنْ ((قَالَ هُمْ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ

(۳-۵۰۱۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ ایسے بندے ہیں کہ نبی اور شہید تو نہیں ہیں، لیکن قیامت کے دن اتنے بڑے مرتبہ اور درجہ پر ہوں گے کہ ان کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء بھی رشک کرنے لگیں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہمیں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی روح یعنی قرآن مجید کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں، نہ ان میں اس کے علاوہ آپس میں کوئی رشتہ داری ہے اور نہ لین دین کا معاملہ ہے، ان کو محبت صرف اسی لیے ہے کہ اللہ کا کلام پڑھا ہوا ہے۔ حافظ ہے، عالم ہے، قرآن و حدیث کا جاننے والا ہے۔ خدا کی قسم! ان کے چہرے نورانی ہوں گے گویا وہ نور ہی نور ہے۔ قیامت کے روز جبکہ لوگ خوف زدہ

۵۰۱۱۔ اسنادہ صحیح۔ موطا امام مالک کتاب الشعر باب ما جاء فی المتحابین فی اللہ ۲/ ۳۵۳ ح ۱۸۴۳۔ ترمذی کتاب الزھد باب ما جاء فی الحب فی اللہ ۲۳۹۰۔

۳-۵۰۱۲۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب البیوع والاجارات باب فی الرھن ۳۵۲۷، حسن۔ شرح السنۃ ۱۳/ ۵۰ ح ۴۳۶۴۔ مصابیح السنۃ ۳۸۹۷۔ شعب الایمان ۸۹۹۸۔

يَحْزَنُوْنَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اَبِیْ مَالِكٌ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ مَعَ زَوَائِدَ وَكَذَا فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

ہوں گے تو ان کو خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے جبکہ لوگ غم کے سمندر میں ڈوبے ہوں گے، پھر اس کی تائید میں آپ ﷺ نے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ ''خبردار ہو جاؤ اللہ کے دوستوں پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔'' (ابوداؤد، شرح سنہ و بیہقی)

ایمان کی سب سے مضبوط شاخ

(٥٠١٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِیْ ذَرٍّ ((يَا اَبَا ذَرٍّ اَیُّ عُرَى الْاِيْمَانِ اَوْثَقُ)) قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمَ قَالَ ((الْمُوَالَاةُ فِی اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۵۰۱۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوذر! ایمان کی کون سی شاخ زیادہ کڑی اور مضبوط ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس کو تو اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آپس میں میل جول رکھنا اور دوستی کرنا اور اللہ ہی کے واسطے بغض رکھنا' یہ ایمان کی سب سے زیادہ مضبوط کڑی ہے۔ (بیہقی)

(٥٠١٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((اِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ اَخَاهُ اَوْزَارَهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّاتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۵۰۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھائی اپنے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کے لیے جاتا ہے یا اس سے ملنے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ تیری زندگی بڑی اچھی زندگی ہے اور تیرا چلنا بہت مبارک اور اچھا ہے۔ تو نے اس بیمار پرسی اور ملاقات کی وجہ سے جنت میں اپنی جگہ بنالی ہے۔ (ترمذی)

اظہار محبت کی ترغیب

(٥٠١٦) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يْكَرِبَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهٗ يُحِبُّهٗ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ

(۵۰۱۶) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی کسی سے محبت رکھے تو اسے چاہیے کہ اسے بتا دے تاکہ وہ سن کر خوش ہو جائے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

(٥٠١٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِیِّ ﷺ وَعِنْدَهٗ نَاسٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ عِنْدَهٗ اِنِّیْ لَاُحِبُّ هٰذَا لِلّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَعْلَمْتَهٗ))

(۵۰۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص کا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوا اس وقت آپؐ کے پاس بہت سے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ مجھے اس سے اللہ کے واسطے

٥٠١٤۔ حسن۔ شعب الایمان ٩٥١٣۔ الصحیحہ ٩٩٨۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٥٠١٥۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی زیارۃ الاخوان ٢٠٠٨۔ ابن ماجہ ١٤٤٣۔ الصحیحہ ٢٦٣٢۔

٥٠١٦۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب اخبار الرجل بمحبتہ ایاہ ٥١٢٤۔ ترمذی کتاب الزہد باب ما جاء فی اعلام الحب ٢٣٩٢۔

٥٠١٧۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الزہد باب ما جاء فی ان المرء مع من احب ٢٣٨٦۔ شعب الایمان ٩٠١١۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

قَالَ لَا قَالَ ((قُمْ اِلَيْهِ فَاَعْلِمْهُ)) فَقَامَ اِلَيْهِ فَاَعْلَمَهُ فَقَالَ اُحِبُّكَ الَّذِىْ اَحْبَبْتَنِىْ لَهُ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَسَاَلَهُ النَّبِىُّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ ((اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا احْتَسَبْتَ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَفِىْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِىُّ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَلَهُ مَا اكْتَسَبَ

محبت ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تم نے اس کو بتادیا ہے۔ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم کھڑے ہو کر اس کو بتادو۔ وہ کھڑا ہو کر اس کے پاس گیا اور بتایا تو اس نے کہا: "احبك الذى احببتنى" "جس خدا کے واسطے تم مجھ سے محبت کرتا ہے وہ خدا تجھ سے محبت رکھے۔" جب وہ لوٹ کر واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا اس نے آپ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "انت مع من احببت ولك ما احتسبت" "تو قیامت کے دن اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے اور تجھے تیری نیت کا ثواب ملے گا۔" (بیہقی وترمذی)

(٥٠١٨) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِىٌّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِىُّ

(۵۰۱۸) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نیک اور ایمان دار آدمیوں کے ساتھ رہا کرو۔ کافروں اور فاسقوں کے ساتھ مت اٹھا بیٹھا کرو اور صرف مومن پرہیزگار ہی تمہارا کھانا کھایا کرے۔ (ترمذی، ابوداؤد و دارمی) یعنی مومنوں کے ساتھ رہو اور انہیں کے ساتھ اٹھو بیٹھو اور پرہیزگاروں کو کھانا کھلاؤ تاکہ ان کے بدن میں قوت وطاقت ہو جس کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ خدا کی عبادت کرسکیں بخلاف غیر کے۔ اس وجہ سے اگر تم غیر کو کھانا کھلاؤ گے تو یقیناً وہ گناہ زیادہ کریں گے۔

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے

(٥٠١٩) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ النَّوَوِىُّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

(۵۰۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین اور اس کے طور وطریقہ پر چلتا ہے تو اس کو دیکھ لینا چاہیے کہ کس سے محبت کرتا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد و بیہقی)

توضیح: یعنی اس کو سچے اور نیک آدمی سے محبت رکھنی چاہیے۔

(٥٠٢٠) وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اٰخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْئَلْهُ عَنِ اسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَاِنَّهٗ اَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ

(۵۰۲۰) حضرت یزید بن نعامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی کسی کو اپنا بھائی بنائے تو اسے چاہیے کہ اس کے باپ کا نام اور اس کا نام پوچھ لے اور یہ بھی پوچھ لے کہ کس خاندان سے ہو؟ کیونکہ یہ سب معلومات اس کی محبت اور اخوت کو زیادہ مضبوط بنانے والی ہیں۔ (ترمذی)

٥٠١٨۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من یؤمر ان یجالس ٤٨٣٢۔ ترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی صحبة المؤمن ٢٣٩٠۔

٥٠١٩۔ حسن۔ مسند احمد ٢/ ٣٠٣۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما یؤمر ان یجالس ٤٨٣٣۔ ترمذی کتاب الزهد باب ٤٥۔ ٢٣٧٨۔

٥٠٢٠۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی الحب فی الله ٢٣٩٢۔ ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

اللہ کے لیے دوستی اور دشمنی

(٥٠٢١) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی)) قَالَ قَائِلٌ الصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَقَالَ قَائِلٌ الْجِھَادُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی الْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ))۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ الْفَصْلَ الْاَخِیْرَ

(۵۰۲۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کے پاس تشریف لا کر یہ فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کون سا کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ کسی نے کہا نماز اور زکوٰۃ ہے اور کسی نے کہا کہ جہاد ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب کاموں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب کام اللہ ہی کے لیے دوستی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی ہے۔ (احمد و ابوداؤد)

(٥٠٢٢) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰہِ اِلَّا اَکْرَمَ رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ))۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ

(۵۰۲۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کسی بندے سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت واحترام کرتا ہے۔ (احمد)

(٥٠٢٣) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ یَزِیْدَ رضی اللہ عنہا اَنَّھَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ((اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ)) قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ))۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ

(۵۰۲۳) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں سب سے اچھے لوگوں کا نہ بتاؤں کہ تم میں سے سب سے اچھا کون شخص ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں، یارسول اللہ! ضرور بتا دیجئے تو آپ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ (ابن ماجہ)

(٥٠٢٤) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((لَوْ اَنَّ عَبْدَیْنِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاحِدٌ فِی الْمَشْرِقِ وَاٰخِرُ فِی الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَقُوْلُ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتَ تُحِبُّہٗ فِیَّ۔))

(۵۰۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دو آدمیوں کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کے واسطے دنیا میں محبت و دوستی ہو گئی اور ان میں سے ایک مشرق میں رہتا ہے دوسرا مغرب میں اور ان کی آپس میں جسمانی ملاقات نہیں ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ایک جگہ جمع کر کے فرمائے گا کہ یہ وہی شخص ہیں کہ دنیا میں میری رضامندی کی وجہ سے اس سے محبت رکھتا تھا۔ (بیہقی)

٥٠٢١۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٥/ ١٤٦۔ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب مجانبۃ اھل الاھواء ٤٥٩٩۔ یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔

٥٠٢٢۔ حسن۔ مسند احمد ٥/ ٢٥٩.

٥٠٢٣۔ ضعیف۔ سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب من لا یؤبہ لہ ٤١١٩۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے شہر بن حوشب کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، لیکن جمہور کے نزدیک شہر حسن الحدیث راوی ہیں۔ واللہ اعلم۔

٥٠٢٤۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٩٠٢٢۔ اعمش مدلس ہیں اور حکم بن نافع الرقی ضعیف ہیں۔

(٥٠٢٥) وَعَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مِلَاكِ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ تُصِیْبُ بِهٖ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ عَلَیْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّكْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَاَحِبَّ فِی اللّٰهِ وَاَبْغِضْ فِی اللّٰهِ یَا اَبَارَزِیْنٍ هَلْ شَعَرْتَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ زَائِرًا اَخَاهُ شَیَّعَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّهٗ وَصَلَ فِیْكَ فَصِلْهُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُعْمِلَ جَسَدَكَ فِیْ ذَالِكَ فَافْعَلْ .))

(٥٠٢٥) حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس سے تم دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل کرلو۔ وہ یہ ہے کہ تم ذکر الٰہی کی مجلسوں میں بیٹھا اٹھا کرو اور جہاں وعظ ونصیحت ہو وہاں آتے جاتے رہو اور تنہائی میں تم ذکر الٰہی کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت دیتے رہو اور اللہ ہی کے واسطے دوستی و دشمنی رکھو۔ اے ابورزین! کیا تم جانتے ہو کہ جب کوئی اپنے بھائی سے ملاقات کے لیے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے پیچھے پیچھے ستر ہزار فرشتے چلتے ہیں جو اس کے لیے دعائے استغفار کرتے رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اے خدایا! تیری رضامندی حاصل کرنے کے لیے فلاں بندے سے ملنے کے لیے جارہا ہے تو تو اس پر رحمت نازل فرما اور تو اس سے پیار ومحبت کر۔ ابورزین اگر تم سے ہو سکے تو اپنے بدن کو اپنے بھائی کی خدمت میں لگاؤ، یعنی اپنے مسلمان بھائی کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے واسطے خدمت کرو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے واسطے ملاقات کرتے رہو۔ (بیہقی)

(٥٠٢٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَعُمُدًا مِنْ یَاقُوْتٍ عَلَیْهَا غُرَفٌ مِنْ زَبَرْجَدٍ لَهَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ تُضِیْءُ كَمَا یُضِیْءُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّیُّ)) فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ یَسْكُنُهَا قَالَ ((الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِی اللّٰهِ وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰهِ))۔ رَوَى الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ الْاَحَادِیْثَ الثَّلٰثَةَ

(٥٠٢٦) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ! جنت میں یاقوتوں کے ستون ہیں جن کے اوپر زبرجد کے گنبد اور بالا خانے ہیں اور ان بالا خانوں میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ان بالا خانوں اور ان کے دروازوں سے روشنی ستاروں کی طرح چمکتی ہوئی ظاہر ہوتی ہے۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ! ان بالا خانوں میں کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے آپس میں محبت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے آپس میں اٹھنے بیٹھنے والے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آپس میں ملاقات کرنے والے ہوں گے۔ (بیہقی)

توضیح: ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

❁❁❁❁

٥٠٢٥۔ اسناده ضعیف۔ شعب الایمان ٩٠٢٤۔ عثمان بن عطاء بن ابی مسلم الخراسانی ضعیف راوی ہے۔

٥٠٢٦۔ اسناده ضعیف۔ شعب الایمان ٩٠٠٢۔ محمد بن حمید ضعیف ہے۔

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ التَّهَاجُرِ وَالتَّقَاطُعِ وَاِتِّبَاعِ الْعَوْرَاتِ

بائیکاٹ، ترک موالات اور عیب جوئی کے پیچھے پڑنے کا باب

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

تین دن سے زیادہ ترک تعلق کی ممانعت

(٥٠٢٧) عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِیْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۵۰۲۷) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض ہو کر بات چیت چھوڑ دے کہ راستے میں کہیں ملاقات ہو جائے تو ایک ادھر منہ پھیرے دوسرا ادھر منہ پھیر لے اور اس سے کترا جائے اور ان دونوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو سب سے پہلے سلام کرے۔ (بخاری ومسلم)

حسد، کینہ، غیبت وغیرہ کی مذمت

(٥٠٢٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا وَفِیْ رِوَايَةٍ وَلَا تَنَافَسُوْا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۵۰۲۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔ اور نہ کسی کے ٹوہ میں لگے رہو اور نہ کسی کی جاسوسی کرو اور نہ بھاؤ پر بھاؤ بڑھاؤ جبکہ تمہاری لینے کی نیت نہ ہو اور نہ حسد وبغض رکھو اور نہ کینہ کپٹ رکھو اور نہ غیبت وچغلی کرو۔ بلکہ سب بھائی بن کر رہو اور نہ دنیوی حرص رکھو۔ (بخاری ومسلم)

(٥٠٢٩) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَآءُ فَيُقَالُ

(۵۰۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور سوائے مشرکین کے سب کی بخشش کر دی جاتی ہے مگر اس کی بخشش نہیں ہوتی جو اپنے مسلمان بھائی سے کینہ کپٹ عداوت دشمنی رکھے ہوئے ہو۔ تو اس

٥٠٢٧۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب الهجرة ٦٠٧٧۔ مسلم كتاب البر باب تحريم الهجرة ٢٥٦٠.

٥٠٢٨۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا ٦٠٦٦۔ مسلم كتاب البر باب تحريم بم الظن ٢٥٦٣.

٥٠٢٩۔ صحيح مسلم كتاب البر باب النهی عن الشحناء ٢٥٦٥.

اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو اتنی مہلت دے دو کہ صلح کر کے آپس میں میل ملاپ کر لیں۔ (مسلم)

(۵۰۳۰) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِىْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَآءُ فَيُقَالُ اُتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۰۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہفتہ بھر میں سب لوگوں کے اعمال دو دن میں دو مرتبہ دربار خداوندی میں پیش کیے جاتے ہیں، یعنی پیر اور جمعرات کے دن ہر مومن بندے کی بخشش کر دی جاتی ہے سوائے اس بندے کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت و کینہ کپٹ ہو تو ان کے لیے کہا جاتا ہے کہ ان کو بخشش سے چھوڑے رکھو یہاں تک کہ وہ آپس میں صلح کر لیں اور اپنی حرکات ناشائستہ سے باز آ جائیں۔ (مسلم)

صلح کی ترغیب

(۵۰۳۱) وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ اَبِىْ مُعَيْطٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِىْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِىْ خَيْرًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ اَسْمَعْهُ تَعْنِى النَّبِىَّ ﷺ يُرَخِّصُ فِىْ شَىْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبٌ اِلَّا فِىْ ثَلٰثٍ اَلْحَرْبُ وَالْاِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَهٗ وَحَدِيْثُ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا)) وَذُكِرَ حَدِيْثُ جَابِرٍ اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ فِىْ بَابِ الْوَسْوَسَةِ.

(۵۰۳۱) حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ میں نے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نیک نیتی سے لوگوں کے درمیان صلح کرا دے اور دونوں آدمیوں کے درمیان میں میل ملاپ کر دے اور ان دونوں کو اچھی اچھی باتوں کی تلقین کر دے تو وہ جھوٹا نہیں ہے اور نہ جھوٹ کا گناہ اس پر ہوگا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں اتنا زیادہ ہے کہ تین جگہ نیک نیتی سے خلاف واقعہ بیان کر دینے میں جھوٹ نہیں ہے۔ لڑائی کے موقع پر۔ لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں۔ خاوند کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند سے بات چیت کرنے میں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ......دوسری فصل

(۵۰۳۲) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ اِلَّا فِىْ ثَلٰثٍ كَذِبُ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَهٗ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِى الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ

(۵۰۳۲) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ بولنا حلال نہیں ہے مگر ان تین جگہوں میں کہ بیوی اگر ناراض ہو تو اس کو خوش کرنے کے لیے کوئی خلاف واقعہ بات کہہ دے۔ اور لڑائی میں بھی پینترا بازی کے طور پر دروغ گوئی درست ہے اور لوگوں کے درمیان میل ملاپ، صلح کرانے میں بھی۔ (احمد و ترمذی)

۵۰۳۰۔ صحیح مسلم کتاب البر باب النهی عن الفحشاء ۲۵٦۵ .

۵۰۳۱۔ صحیح بخاری کتاب الصلح باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس ۲٦۹۲۔ مسلم کتاب البر باب تحریم الکذب ۲٦۰۵ .

۵۰۳۲۔ حسن۔ مسند احمد ٦/ ٤٦١ ۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی اصلاح ذات البین ۱۹۳۹ .

(۵۰۳۳) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَكُوْنُ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلٰثَةٍ فَاِذَا لَقِيَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَالِكَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِاِثْمِهٖ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۵۰۳۳) حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ لائق نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے اور اس سے بات چیت چھوڑے رکھے۔ جب ملاقات ہو تو تین بار اس کو سلام کرے اس پر بھی اگر وہ جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والے پر گناہ ہے۔ (ابوداؤد)

(۵۰۳٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ ان رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ

(۵۰۳۴) حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے بات چیت چھوڑے رکھے۔ جو تین دن سے زیادہ بات چیت چھوڑے رکھے اور اسی دوران میں مر جائے تو جہنم میں داخل ہوگا۔ (احمد وابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے تین دن سے زیادہ بات چیت نہ چھوڑے۔

(۵۰۳۵) وَعَنْ اَبِی الْخِرَاشِ السُّلَمِیِّ ﷛ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۵۰۳۵) حضرت ابوالخراش السلمی ﷛ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی سے سال بھر بات چیت چھوڑے رکھے اس کا گناہ اس کے قتل کے برابر ہے، یعنی جتنا گناہ مسلمان کے خون ریزی میں ہے اتنا ہی گناہ سال بھر بات چیت چھوڑ دینے میں بھی ہے۔ (ابوداؤد)

(۵۰۳٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلٰثٌ فَلْيَلْقَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِی الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَآءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهِجْرَةِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۵۰۳٦) حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مومن کے لیے یہ لائق نہیں ہے کہ اپنے مومن بھائی سے تین دن سے زیادہ بات چیت چھوڑے رکھے۔ اگر تین دن گزر گئے تو اسے چاہیے کہ اس سے سلام و ملاقات کرے اور اگر آپس میں علیک سلیک ہوگئی تو جواب میں دونوں برابر ہیں اور اگر جواب نہیں دیا تو سلام کا جواب نہ دینے والا گنہگار رہے گا اور سلام کرنے والا گناہ سے دور ہو جائے گا۔ (ابوداؤد)

(۵۰۳۷) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ)) قَالَ قُلْنَا بَلٰی قَالَ ((اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ

(۵۰۳۷) حضرت ابودرداء ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتلاؤں جس کا ثواب روزہ، نماز اور زکوۃ سے بھی زیادہ ہو؟ لوگوں نے کہا ہاں! آپ ؐ نے فرمایا: دو آدمیوں کے درمیان میں صلح کرا دینا اور ان میں میل محبت کرا دینا اور آپس کی نااتفاقی اور پھوٹ،

۵۰۳۳۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الدب باب ۴۹۱۳۔

۵۰۳۴۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فیمن ۴۹۱۴۔

۵۰۳۵۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد ۴۹۱۵۔ الصحیحہ ۹۲۸

۵۰۳۶۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد ۴۹۱۲۔ ہلال بن ابی ہلال المدنی مستور ہے۔

۵۰۳۷۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب اصلاح ذات الیمین ۴۹۱۹۔ ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ ۲۵۰۹۔

الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

مونڈنے والا ہے، یعنی نااتفاقی اور پھوٹ سے دین کٹ جاتا ہے جس طرح استرہ سے بال کٹ جاتے ہیں۔ (ترمذی وابوداؤد)

حسد اور بغض کی سنگینی

(٥٠٣٨) وَعَنِ الزُّبَيْرِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَآءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

(۵۰۳۸) حضرت زبیر ؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں پہلی امتوں کی بیماری سرایت کر گئی ہے، وہ بیماری حسد اور بغض ہے، جو تمہارے دین کو مونڈنے والا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمہارے بالوں کو مونڈتا ہے بلکہ تمہارے دین کو مونڈتا ہے۔ اس بغض اور حسد سے دین و دنیا دونوں میں خرابی ہے۔ (ترمذی واحمد)

(٥٠٣٩) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

(۵۰۳۹) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حسد کرنے سے نیکی جل جاتی ہے جس طرح آگ سے لکڑی جل جاتی ہے۔

(٥٠٤٠) وَعَنْهُ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِيَّاكُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۰۴۰) حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اتفاقی سے بچتے رہو کیونکہ نااتفاقی دنیا کو اور دین کو برباد کرنے والی ہے۔ یعنی اختلاف و نااتفاقی سے دین و دنیا برباد ہو جاتی ہے۔ (ترمذی)

(٥٠٤١) وَعَنْ أَبِيْ صِرْمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۵۰۴۱) حضرت ابوصرمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بلاوجہ کسی مسلمان کو نقصان پہنچائے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو نقصان پہنچائے گا اور جو کسی انسان کو مشقت میں ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو مشقت میں ڈالے گا۔ (ترمذی وابن ماجہ)

(٥٠٤٢) وَعَنْ أَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكَرَ بِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۵۰۴۲) حضرت ابوبکر صدیق ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص پر لعنت ہے جو کسی مسلمان کا نقصان کرے یا مکر و فریب میں ڈالے۔ (ترمذی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو مکر و فریب دے کر نقصان پہنچائے تو ایسے شخص پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

٥٠٣٨۔ حسن۔ مسند احمد ١/ ١٦٧۔ سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب ٥٦۔ ٢٥١٠۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٥٠٣٩۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الحسد ٤٩٠٣۔ ابراہیم بن ابی اسید کا دادا مجہول ہے۔

٥٠٤٠۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب ٥٦۔ ٢٥٠٨۔

٥٠٤٠۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی الخيانة ١٩٤٠۔ ابن ماجه کتاب الاحکام باب من بنی فی حقه ٢٣٤٠۔ شاہد حسن ہے۔

٥٠٤٢۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی الخيانة ١٩٤١۔ ابوسلمہ الکندی مجہول ہے۔

(٥٠٤٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَامَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهِ لَا تُؤْذُوْا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهُ مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۰۴۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر بلند آواز سے یہ فرمایا: اے مسلمانو! جو زبان سے اسلام لے آیا ہو یعنی ظاہری مسلمان ہو گئے ہوں اور ایمان دل تک نہیں پہنچا' یعنی باطنی طور پر ایمان دار نہیں ہو' تم آگاہ ہو جاؤ کسی مسلمان کو مت ستاؤ اور نہ شرم دلاؤ اور نہ ان کے عیبوں کے پیچھے پڑو' کیونکہ جو مسلمان بھائی کسی مسلمان کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسکے پیچھے پڑ جاتا ہے' جس کے عیب کے پیچھے خدا پڑ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دے گا اگر چہ وہ اپنے گھر کے اندر بھی چھپا ہوا ہو۔ (ترمذی)

(٥٠٤٤) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ مِنْ اَرْبَى الرِّبٰو الْاِسْتِطَالَةَ فِيْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۵۰۴۴) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا سود یہ ہے کہ مسلمان کی ناحق آبرو ریزی اور زبان درازی کی جائے۔ (ابوداؤد و بیہقی)

توضیح: یعنی اس کی عیب اور چغلی کی جائے اور اس کو حقیر خیال کیا جائے تو سود لینے والے سے بھی زیادہ گناہ ہے۔

(٥٠٤٥) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَمَّا عَرَجَ بِيْ رَبِّيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۵۰۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں معراج میں گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر چڑھایا تو میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے تانبے کے ناخن تھے ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کا گوشت کھاتے رہے اور ان کی بے عزتی کرتے رہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی لوگوں کی غیبتیں کرتے رہے غیبت کرنا گویا اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھانا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾

٥٠٤٣۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی كتاب البر باب ما جاء فی تعظيم المؤمن ٢٠٣٢.

٥٠٤٤۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی الغيبة ٤٨٧٦۔ شعب الايمان باب فی تحريم اعراض الناس ٦٧١٠.

٥٠٤٥۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی الغيبة ٤٨٧٨.

''مسلمان آدمی کسی آدمی پر نہ مذاق اڑائے کیونکہ جن پر ہنستے ہیں ممکن ہے وہ خدا کے نزدیک ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر ہنسی ہیں وہ ان سے بہتر ہوں آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے الٹے نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد بدتہذیبی ہی کا نام برا ہے اور جو کوئی حرکات سے باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں۔ مسلمانو! لوگوں کی نسبت بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک گناہ میں داخل ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو۔ اور تم میں سے ایک کو ایک کے پیٹھ پیچھے برا نہ کہے۔ بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارہ کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو تم کو گھن آئے۔ تقویٰ اختیار کرو بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

(٥٠٤٦) وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ اُكْلَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَكْسُوْهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ لَهُ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۵۰۴۶) حضرت مستورد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی مسلمان بھائی کی غیبت کر کے اس کے گوشت کا ایک لقمہ کھائے، یعنی اس کی غیبت اور برائی کر کے اس کا گوشت کھایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی کے مانند آگ جہنم کا لقمہ کھلائے گا اور جو کسی مسلمان بھائی کی غیبت کر کے کپڑا پہنے یعنی اس کی غیبت کر کے اپنے پہننے کے لیے کپڑا حاصل کرے تو اس کے بدلے میں قیامت کے دن اس کو آگ جہنم کا کپڑا پہنائے گا۔ اور جو کھڑا ہو کر لوگوں کے سامنے اپنی تعریف کرے یا کسی کی برائی بیان کرنے کے لیے کھڑا ہو اور یہ کھڑا ہونا دکھانے اور سنانے کے لیے تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کے سامنے اس کو دکھانے اور سنانے کے لیے کھڑا کرے گا۔ (ابوداؤد)

(٥٠٤٧) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ

(۵۰۴۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا گمان رکھنا اچھی عبادت سے ہے۔ (احمد وابوداؤد)

توضیح: یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا یہی بہترین عبادت ہے یا یہ کہ اچھی عبادت کے ساتھ ساتھ اچھا گمان بھی ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ایسی عبادت ضرور قبول کرے گا یا یہ کہ حسن ظن اسی وقت مفید ہو سکتا ہے جبکہ حسن عبادت ہو اور اگر اطاعت الٰہی اور عبادت تو کچھ بھی نہیں ہے تو صرف حسن ظن ہی سے نجات پانا بہت مشکل ہے۔

(٥٠٤٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اِعْتَلَّ بَعِيْرٌ لِصَفِيَّةَ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِزَيْنَبَ ((اَعْطِيْهَا بَعِيْرًا)) فَقَالَتْ اَنَا اُعْطِيْ تِلْكَ الْيَهُوْدِيَّةَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

(۵۰۴۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زائد سواری تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم یہ زائد سواری حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دے دو۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے غصہ میں آ کر کہا کہ میں بھلا

٥٠٤٦۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ ٤٨٨١۔ شواہد کے ساتھ قوی ہے دیکھئے: الصحیحہ ٩٣٤۔

٥٠٤٧۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٢/ ٤٠٧۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی حسن الظن ٤٩٩٣۔ سمیر بن نہار مجہول راوی ہے۔

٥٠٤٨۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب ترک السلام علی اہل الاھواء ٤٦٠٢۔ سمیہ مجہول ہے۔

فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ وَبَعْضَ صَفَرٍ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔ وَذُكِرَ حَدِيْثُ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ مَنْ حَمٰى مُؤْمِنًا فِيْ بَابِ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ۔

اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں گی، یعنی میں اس یہودیہ کو ہرگز اونٹ نہیں دوں گی۔ یہ سن کر آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو گئے اور سزا کے طور پر ذی الحجہ محرم اور صفر کے مہینہ تک بات چیت نہیں کی۔ (ابوداؤد)

توضیح: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہیں اور یہ قبیلہ بنونضیر میں سے تھیں، یہ قبیلہ والے یہودی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا اس واسطے آپ کی بیوی ہو گئیں آپ کو ان سے خاص محبت تھی اور اکثر جگہ ان کی دل جوئی فرمایا کرتے تھے جبکہ ان کا اونٹ بیمار ہو گیا تھا اور سواری کے قابل نہ رہا تو ان کی ہمدردی میں آپ نے زینب رضی اللہ عنہا سے کہا تھا جس کا انہوں نے یہ جواب دیا آخر آپ ناراض ہو گئے پورے تین ماہ تک بائیکاٹ رکھا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(٥٠٤٩) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((رَأَى عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ سَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيْسٰى اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِيْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۰۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تم نے چوری کی ہے۔ اس نے کہا بخدا ہرگز نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں خدا پر ایمان لایا اور اپنے نفس کو جھوٹا سمجھا۔ (مسلم)

توضیح: یعنی اس کے قسم کھانے کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا۔

(٥٠٥٠) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا وَكَادَ الْحَسَدُ أَنْ يَّغْلِبَ الْقَدَرَ.))

(۵۰۵۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محتاجی کفر تک پہنچا دینے والی ہے اور حسد تقدیر پر غالب آنے کے قریب ہے، یعنی آدمی تنگ دست ہونے کی وجہ سے بعض مرتبہ کفر کر بیٹھتا ہے اور حسد بھی تقدیر میں سے ہے۔

(٥٠٥١) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنِ اعْتَذَرَ إِلٰى أَخِيْهِ فَلَمْ يَعْذِرْهُ أَوْلَمْ يَقْبَلْ عُذْرَهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيْئَةِ صَاحِبِ مَكْسٍ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ الْمَكَّاسُ الْعَشَّارُ

(۵۰۵۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف عذر کی معذرت کرے اس نے نہ اس کو معذور جانا اور نہ اس کے عار کو قبول کیا تو اس کو چنگی لینے والے کے برابر گناہ ہوگا۔ (بیہقی)

توضیح: یعنی ظلماً چنگی وصول کرنے والا بہت سخت گناہ گار ہے، اسی طرح جب کہ عذر صحیح ہو اور اس کے عذر کو نہ قبول کرے تو عذر معقول نہ قبول کرنے والا بھی بہت بڑا گناہ گار ہے۔

٥٠٤٩۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ ٢٣٦٨۔

٥٠٥٠ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٦٦١٢۔ یزید الرقاشی ضعیف ہے۔

٥٠٥١۔ ضعیف۔ شعب الایمان ٨٣٣٨۔ ابراہیم بن اعین العجلی ضعیف ہے۔

بَابُ الْحَذْرِ وَالتَّانِیْ فِی الْاُمُوْرِ

کاموں میں ہوشیار رہنا اور احتیاط کرنی چاہیے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... فصل اول

(٥٠٥٢) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۵۰۵۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سوراخ سے مومن دوبارڈ نگ نہیں کھاتا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی جس سوراخ سے مسلمان کو سانپ بچھو وغیرہ نے ایک مرتبہ کاٹ لیا ہے تو دوبارہ اس سوراخ میں وہ ہاتھ نہیں ڈالے گا بلکہ ہوشیار رہے گا کہ اگر میں نے اس سوراخ میں ہاتھ ڈالا تو پہلے کی طرح پھر کوئی سانپ یا بچھو ڈس لے گا تو اب وہ ہوشیار اور چوکنا ہو جاتا ہے یا یہ کہ جب کسی نے اس کو ایک مرتبہ دھوکا دے دیا ہے تو دوبارہ اس کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اسی طرح وہ دین کے بارے میں بھی کبھی دھوکا نہیں کھائے گا۔

دو خوبیاں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں

(٥٠٥٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا شَجَّ عَبْدَ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْكَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۰۵۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدالقیس کے سردار سے فرمایا: تم میں دو خوبیاں ہیں جو خدائے تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہیں۔ ایک تو بردباری اور دوسرا سوچ سمجھ کر کام کرنا اور جلد بازی نہ کرنا۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

(٥٠٥٤) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ نِالسَّاعِدِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَلْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّیْطَانِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ اَهْلِ الْحَدِیْثِ فِیْ عَبْدِ الْمُهَیْمِنِ بْنِ عَبَّاسٍ الرَّاوِیْ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ.

(۵۰۵۴) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اطمینان سے کام کرنا اور جلد بازی سے بچنا یہ خدا کی جانب سے ہے اور جلد بازی کرنا شیطان کی جانب سے ہے، یعنی ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے بلا سوچے سمجھے جلدی کرنے میں برکت نہیں ہے۔ (ترمذی)

٥٠٥٢۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب لا یلدغ المومن من حجر مرتین ٦١٣٣۔ مسلم کتاب الزهد باب لا یلدغ المومن من حجر مرتین ٢٩٩٨ .

٥٠٥٣۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان بالله تعالیٰ ١٧ .

٥٠٥٤۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی التانی والعجلة ٢٠١٢۔ عبدالمہیمن بن عباس ضعیف ہے۔

(٥٠٥٥) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَاحَلِیْمَ اِلَّا ذُوْعَثْرَةٍ وَلَا حَکِیْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

(٥٠٥٥) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں کامل برد بار ہوتا مگر لغزش اور ٹھوکر کھانے کے بعد۔ یعنی ٹھوکر کھانے کے بعد آدمی برد بار ہو جاتا ہے۔ اور نہیں حکیم ہوتا مگر تجربہ کار یعنی تجربہ کار حکیم کامل ہے۔ (ترمذی، احمد)

(٥٠٥٦) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْصِنِیْ فَقَالَ ((خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِیْرِ فَاِنْ رَاَیْتَ فِیْ عَاقِبَتِهٖ خَیْرًا فَامْضِهٖ وَاِنْ خِفْتَ غَیًّا فَامْسِكْ))۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(٥٠٥٦) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: تم اپنے کام کو سوچ سمجھ کر کیا کرو اگر اس کا انجام اچھا نکل آئے تو کر ڈالو ورنہ مت کرو۔ (شرح سنہ)

نیکی کا کام کر گزرو

(٥٠٥٧) وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ الْاَعْمَشُ اَعْلَمُهٗ اِلَّا عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((التُّؤَدَةُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ خَیْرٌ اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَةِ .)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(٥٠٥٧) حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تاخیر اور دیر ہر چیز میں بہتر ہے مگر آخرت کے کاموں میں تاخیر اور ڈھیل بہتر نہیں ہے بلکہ جلدی کر لینی چاہیے۔ (ابوداؤد)

(٥٠٥٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(٥٠٥٨) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میانہ روی اور ترک عجلت نبوت کے چوبیسویں حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (ترمذی)

(٥٠٥٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَنَّ الْهَدْیَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(٥٠٥٩) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھی عادت اور میانہ روی نبوت کے پچیسویں حصے میں سے ایک حصہ ہے۔ (ابوداؤد)

راز کی بات چھپانی چاہیے

(٥٠٦٠) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ

(٥٠٦٠) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٥٠٥٥۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٢/ ٦٩۔ سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی التجارب ٢٠٣٣۔ دراج عن ابی الہیثم ضعیف ہے۔

٥٠٥٦۔ اسنادہ ضعیف جداً۔ شرح السنة ١٣/ ١٧٨ ح ٣٦٠٠۔ ابان بن ابی عیاش متروک ہے۔

٥٠٥٧۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرفق ٤٨١٠۔

٥٠٥٨۔ اسنادہ حسن۔ سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی الثانی والعجلة ٢٠١٠۔

٥٠٥٩۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الوقار ٤٧٧٦۔

٥٠٦٠۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی نقل الحدیث ٤٨٦٨۔ ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء ان المجالس بالامانة ١٩٥٩۔

النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِیَ اَمَانَةٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ

نے فرمایا: جب کوئی شخص کوئی خاص بات کہہ کر ادھر ادھر دیکھنے لگے تو وہ بات اس کی امانت ہے بغیر اس کی اجازت کے کسی سے نہیں کہنا چاہیے ورنہ خیانت ہو جائے گی۔ (ترمذی وابوداؤد)

(٥٠٦١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِاَبِی الْهَیْثَمِ بْنِ التَّیْهَانَ ((هَلْ لَّكَ خَادِمٌ)) قَالَ لَا فَقَالَ ((فَاِذَا اَتَانَا سَبْیٌ فَاْتِنَا)) فَاُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِرَاسَیْنِ فَاَتَاهُ اَبُو الْهَیْثَمِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِخْتَرْ مِنْهُمَا)) فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِخْتَرْلِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمِنٌ خُذْ هٰذَا فَاِنِّیْ رَاَیْتُهٗ یُصَلِّیْ وَاسْتَوْصِ بِهٖ مَعْرُوْفًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(٥٠٦١) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ ابوالہیثم صحابی سے فرمایا: کیا تمہارے یہاں کوئی خادم ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو ﷺ نے فرمایا جب ہمارے پاس غلام و خادم آ جائیں تو تم ہمارے پاس آنا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے پاس دو خادم آ گئے' تو ابوالہیثم آپ کے پاس آئے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لو۔ انہوں نے کہا یا نبی اللہ! آپ ہی میرے لیے پسند کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا: تم نے مجھ سے اس سلسلے میں مشورہ لیا ہے اور جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امانت دار ہوتا ہے۔ میں نے اس خادم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تو تم اس کو لے لو' میں تمہیں اس کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ (ترمذی)

(٥٠٦٢) وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ اِلَّا ثَلٰثَةَ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَذُكِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ سَعِیْدٍ اِنَّ اَعْظَمَ الْاَمَانَةِ فِیْ بَابِ الْمُبَاشِرَةِ فِی اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ.

(٥٠٦٢) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجلسیں امانت والی ہوتی ہیں، یعنی یہ کہ کسی مجلس میں لوگ آپس میں کوئی رائے اور مشورہ کریں اور ان لوگوں کو یہ رائے ہوتی ہے کہ سوائے اہل مجلس کے اور لوگوں کو خبر نہ ہو تو وہ سب امانت کی باتیں ہوں گی ان کو دوسری جگہ کرنا خیانت ہے مگر تین مجلسیں ایسی ہیں جہاں بات دوسری جگہ کہہ دینا ضروری ہے۔ ایک وہ مجلس جہاں بیٹھ کر ناحق خون ریزی کا مشورہ کیا جائے، یعنی بغیر شرعی وجہ کہ کسی کو ناحق قتل کرنے کے لیے مشورہ کیا جائے تو اس مجلس کی یہ بات دوسرے کو پہنچا دینا ضروری ہے تا کہ وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں۔ یا وہ مجلس جہاں حرام کاری اور زنا کاری کا مشورہ کیا جائے یا ناحق کسی کا مال چھیننے کا مشورہ کیا جائے تو اس مجلس کی باتیں دوسرے جگہ پہنچا دی جائیں۔ (ابوداؤد) اور ذکر کی گئی حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی جس کا شروع یہ ہے۔ ان اعظم الا مانة باب المباشرة کی پہلی فصل میں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(٥٠٦٣) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ

(٥٠٦٣) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٥٠٦١۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی معیشة اصحابة رسول الله ﷺ ٢٣٦٩ .

٥٠٦٢۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی نقل الحدیث ٤٨٦٩۔ ابن اخی جابر مجہول ہے۔

٥٠٦٣۔ موضوع۔ شعب الایمان ٤٦٣٢۔ الفضل بن عیسیٰ الرقاشی منکر الحدیث ہے۔

قَالَ ((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ قُمْ فَقَامَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اُقْعُدْ فَقَعَدَ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ وَلَا اَفْضَلُ مِنْكَ وَلَا اَحْسَنُ مِنْكَ بِكَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِیْ وَبِكَ اُعْرَفُ وَبِكَ اُعَاتِبُ وَبِكَ الثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ))۔ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ۔

فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو اس سے امتحان کے طور پر فرمایا: کھڑی ہو جا تو کھڑی ہو گئی، پھر اس سے فرمایا: تو بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنا منہ میری طرف کر لے، یعنی میرے سامنے آ۔ اس نے اپنا منہ سامنے کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو بیٹھ جا۔ چنانچہ وہ بیٹھ گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس عقل سے فرمایا تجھ سے بہتر اور تجھ سے افضل اور تجھ سے زیادہ خوبصورت کوئی مخلوق نہیں پیدا کی ہے اب آئندہ تیری ہی وجہ سے لوگوں کو پکڑوں گا، یعنی بے عقل اور نادانی کی بات کرنے کی وجہ سے ان کو پکڑوں گا اور تیری ہی وجہ سے لوگوں کو دوں گا کہ یعنی جو عقل سے کام لے میری اطاعت اور بندگی کرے تو میں ان کو ثواب دوں گا۔ اور تیری ہی وجہ سے میں پہچانا جاؤں گا کہ عقل والے ہی مجھے صحیح طور پر پہچانیں گے اور تیری ہی وجہ سے ناراض ہوں گا اور تیری ہی وجہ سے ثواب دوں گا اور تیری ہی وجہ سے لوگوں کو عذاب دے دوں گا جبکہ وہ نافرمانی کریں گے۔ بعض علماء نے اس حدیث کے بارے میں کلام کیا اور بعض نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ (بیہقی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقل مجسم پیدا کی گئی ہے جیسا کہ موت بصورت دنبہ پیدا کی گئی ہے۔

(٥٠٦٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتّٰى ذَكَرَ سِهَامَ الْخَيْرِ كُلَّهَا وَمَا يُجْزٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِهٖ))

(۵۰۶۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی نمازی بھی ہو جاتا ہے اور روزہ رکھنے والا، زکوٰۃ دینے والا، حج کرنے والا عمرہ کرنے والا بھی ہو جاتا ہے۔ غرض وہ سب بھلائیوں کا ادا کرنے والا اور ہر ایک چھوٹی بڑی نیکی کا ادا کرنے والا ہو جاتا ہے، لیکن قیامت کے دن اس کے عقل کے مطابق اس کو بدلہ دیا جائے گا کہ اس کام کو سمجھ کر کیا یا بے سمجھے کیا۔ (بیہقی)

(٥٠٦٥) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا اَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ.))

(۵۰۶۵) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر کوئی عقل تدبیر کی طرح نہیں ہے، یعنی سوچ سمجھ اور انجام کو دیکھ بھال کر کرنا سب سے عقل مندی ہے اور حرام چیزوں سے بچنا سب سے زیادہ پرہیزگاری ہے اور حسن خلق سے بڑھ کر کوئی حسب ونسب نہیں ہے۔

(٥٠٦٦) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ وَالتَّوَدُّدُ اِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّوَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ الْاَحَادِيْثَ الْاَرْبَعَةَ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۰۶۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ خرچہ میں میانہ روی کرنا زندگانی کا آدھا سرمایہ ہے اور لوگوں سے میل محبت رکھنا آدھی عقل ہے اور جو بات نامعلوم ہو اس کو اچھی طرح سے دریافت کرنا آدھا علم ہے۔ ان چاروں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔

٥٠٦٤۔ اسناده ضعيف جداً۔ شعب الايمان ٤٦٣٧۔ منصور بن سفیر ضعیف وباطل ہے۔
٥٠٦٥۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٤٦٤٦۔ ابراہیم بن یحییٰ الغسانی ضعیف ہے۔
٥٠٦٦۔ موضوع۔ شعب الايمان ٦٥٦٨۔ حفص بن عمر اور مخیس بن تمیم دونوں مجہول ہیں امام ابوحاتم فرماتے ہیں "هذا حديث باطل" (علل الحديث ٢/ ٢٨٤)

بَابُ الرِّفْقِ وَالْحَيَآءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ

نرمی‘ حیا اور حسن اخلاق کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

نرمی کی فضیلت

(۵۰۶۷) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ((عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ .))

(۵۰۶۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ رفیق ہے، یعنی نرم دل اور مہربان ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور جو کچھ مہربانی اور نرمی کرنے پر دیتا ہے وہ سختی کرنے پر نہیں دیتا۔ (مسلم) اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم نرمی کو اپنے اوپر لازم پکڑ لو اور لوگوں کے ساتھ نرمی کیا کرو اور اپنے آپ کو سختی کرنے سے اور بے شرمی کرنے سے بچاتی رہو کیونکہ جس میں نرمی ہوتی ہے وہ خوبصورت بن جاتا ہے۔ جس میں سختی آجاتی ہے وہ بدصورت بن جاتا ہے اور جس سے نرمی چھین لی جاتی ہے وہ بہت ہی بدشکل ہو بدصورت ہو جاتا ہے۔

(۵۰۶۸) وَعَنْ جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ يُّحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۰۶۸) حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم ہوتا ہے وہ سب بھلائیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

شرم و حیا ایمان سے ہے

(۵۰۶۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۵۰۶۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک انصاری صحابی کے پاس سے ہوا جو اپنے بھائی کو شرم کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا کہ تم زیادہ شرم مت کیا کرو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ایسی نصیحت چھوڑ دو کیونکہ شرم ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ (بخاری و مسلم)

۵۰۶۷۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی فاحشا ولا متفحشا ۶۰۳۰۔ مسلم کتاب البر باب فضل الرفق ۲۵۹۳.

۵۰۶۸۔ صحیح مسلم کتاب البر باب فضل الرفق۔ ۲۵۹۲.

۵۰۶۹۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب الحیاء من الایمان ۲۴۔ مسلم کتاب الایمان باب بیان عدد شعب الایمان۔ ۳۶.

(٥٠٧٠) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(٥٠٧٠) حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرم بھلائی ہی بھلائی ہے اور ہر قسم کی شرم خیر ہی خیر ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: کیونکہ شرم حرکات ناشائستہ سے رک جانے کا نام ہے، یعنی ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کا نام شرم ہے اور یہی نیکی اور بھلائی ہے۔

(٥٠٧١) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(٥٠٧١) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے زمانے کے نبیوں میں سے جو اچھی بات پائی گئی ہے اس میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ شرم کرنا چاہیے' جب تم سے شرم اٹھ جائے اور جاتی رہے تو جو کچھ چاہو کرتے رہو۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے" بے حیا باش وہر چہ خواہی کن"۔ (بخاری)

نیکی اور برائی

(٥٠٧٢) وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ ؓ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ ((اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(٥٠٧٢) حضرت نواس بن سمعان ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں دریافت کیا کہ نیکی کیا ہے اور گناہ کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: نیکی خوش خلقی کا نام ہے اور گناہ شک وشبہ کا نام ہے جس چیز کا تمہارے دل میں شک وشبہ اور تردد ہو اور تو اس چیز کو اچھا نہ سمجھے کہ لوگ اس پر واقف ہو وہی گناہ ہے۔ (مسلم)

(٥٠٧٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(٥٠٧٣) حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک محبوب تر وہ ہے جس کے سب سے زیادہ عمدہ اخلاق ہوں۔ (بخاری)

(٥٠٧٤) وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(٥٠٧٤) حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے سب سے زیادہ اچھا وہ ہے جس کے چال چلن اور عادات واخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (بخاری ومسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

(٥٠٧٥) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

(٥٠٧٥) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٥٠٧٠۔ صحیح بخاری، کتاب الادب باب الحیاء ٦١١٧۔ مسلم کتاب الایمان باب بیان عدد شعب الایمان ٣٧.

٥٠٧١۔ صحیح بخاری کتاب الادب باب، اذا لم تستحی ٦١٢٠.

٥٠٧٢۔ صحیح مسلم کتاب البر باب تفسیر البر والاثم ٢٥٥٣.

٥٠٧٣۔ صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابة باب مناقب عبداللہ بن مسعود ٣٧٥٩.

٥٠٧٤۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفة النبی ٣٥٥٩۔ مسلم کتاب الفضائل باب کثرة حیاته ٢٣٢١.

((مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ حُرِمَ مِنَ الرِّفْقِ حُرِمَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

جس کو نرمی کرنے کا حصہ دیا گیا تو اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا حصہ دیا گیا ہے اور جو نرمی کے حصے سے محروم رکھا گیا تو دنیا اور آخرت کی بھلائی کے حصے سے محروم ہو گیا۔ (شرح السنہ)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موقع محل پر نرمی کر جانا بہترین خصلت و عادت ہے۔

(٥٠٧٦) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ وَالْإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

(۵۰۷۶) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرم ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے، یعنی شرم سے ایمان حاصل ہوتا ہے اور ایمان جنت میں پہنچا دیتا ہے۔ اور بے شرمی، بدگوئی اور بے حیائی برے کاموں میں سے ہے۔ برائی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ (احمد و ترمذی)

(٥٠٧٧) وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْإِنْسَانُ قَالَ ((الْخُلُقُ الْحَسَنُ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ

(۵۰۷۷) مزینہ قبیلے کے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ جو چیز انسان کو دی گئی ہے اس میں سے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نیک عادت ہے۔ (بیہقی)

(٥٠٧٨) وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ

(۵۰۷۸) اور شرح سنہ میں یہ حدیث اسامہ بن شریک سے مروی ہے۔

(٥٠٧٩) وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ))۔ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ فِي سُنَنِهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْأُصُوْلِ فِيْهِ عَنْ حَارِثَةَ وَكَذَا فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْأُصُوْلِ فِيْهِ عَنْ حَارِثَةَ وَكَذَا فِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ وَلَفْظُهُ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ الْجَعْظَرِيُّ يُقَالُ الْجَعْظَرِيُّ الْفَظُّ الْغَلِيْظُ.

(۵۰۷۹) حضرت حارثہ بن وہب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں بدخلق و بدخصلت اور بدگو نہیں داخل ہو سکتے، یعنی اس صفت کے لوگ جنتی نہیں ہوں گے۔ (بیہقی و ابوداود) اس حدیث میں جواظ اور جعظری کا لفظ ہے جس کا معنی بعض نے ایک ہی کیا ہے اور بعض نے جواظ کے معنی متکبر اور جعظری کے معنی بدخلق کے بتائے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن میں یہ دونوں صفتیں پائی جائیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

٥٠٧٥۔ حسن۔ مسند احمد ٦/ ١٥٩۔ شرح السنة ١٣/ ٧٤ ح ٣٤٩١.
٥٠٧٦۔ حسن۔ مسند احمد ٢/ ٥٠١۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی الحیاء ٢٠٠٩ .
٥٠٧٧۔ اسنادہ صحیح۔ شعب الایمان ٧٩٩٢ .
٥٠٧٨۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی حسن الخلق ٣٨٥٥۔ شرح السنة ١٢/ ١٣٨، ١٣٩ ح ٣٢٢٦.
٥٠٧٩۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی حسن الخلق ٤٨٠١ .

(٥٠٨٠) وَفِیْ نُسُخِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ عِکْرِمَةَ بْنِ وَهْبٍ وَلَفْظُهٗ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الَّذِیْ جَمَعَ وَمَنَعَ وَالْجَعْظَرِیُّ الْغَلِیْظُ الْفَظُّ.

(۵۰۸۰) اور مصابیح کے نسخوں میں سیّدنا عکرمہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے ہے اور اس کے الفاظ ہیں راوی نے کہا اور جواظ وہ ہے کہ جمع کرے مال اور نہ دے اور جعظری سخت گو، سخت خو ہے۔

اعمال میں حسن اخلاق کا وزن سب سے زیادہ ہوگا

(٥٠٨١) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ اَلْفَصْلَ الْاَوَّلَ

(۵۰۸۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن عملوں کے ترازو میں جو چیز سب سے زیادہ بھاری ہو گی وہ نیک عادت اور اچھی خصلت ہوگی اور اللہ تعالیٰ فحش گو اور بے ہودہ گو کو پسند نہیں فرماتا ہے۔ (ترمذی)

عمدہ اخلاق کی فضیلت

(٥٠٨٢) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((یَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّیْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۵۰۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ مومن آدمی اپنی خوش خلقی کی وجہ سے رات بھر عبادت کرنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

(٥٠٨٣) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِتَّقِ اللّٰهَ حَیْثُ مَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ

(۵۰۸۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ اے ابوذر! تم جہاں کہیں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور خدا نخواستہ کسی گناہ کے مرتکب ہو جاؤ تو اس کے بعد ہی کوئی نیکی کا کام کر لو تو تمہاری یہ نیکی تمہارے گناہ کو مٹا دے گی۔ اور تم لوگوں سے خوش خلقی سے ملا کرو۔ (احمد، ترمذی و دارمی)

(٥٠٨٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ یَحْرُمُ عَلَی النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَیْهِ عَلٰی کُلِّ هَیِّنٍ لَیِّنٍ قَرِیْبٍ سَهْلٍ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

(۵۰۸۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے آدمی کا نہ بتاؤں کہ جس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی گئی ہے وہ نرم مزاج و نرم طبیعت والا اور خوش خلق آدمی ہے، یعنی خوش خلق اور نرم مزاج والے جہنم میں داخل نہیں ہوں گے۔ (احمد و ترمذی)

٥٠٨٠۔ صحیح۔ سنن داؤد کتاب الادب باب فی حسن الخلق ٤٧٩٩ .

٥٠٨١۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی حسن الخلق ٤٧٩٩۔ ترمذی کتاب البر باب ما جاء فی حسن الخلق۔ ٢٠٠٢ .

٥٠٨٢۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی حسن الخلق ٤٧٩٨ .

٥٠٨٣۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ٥/ ١٥٣۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی معاشرۃ الناس ١٩٨٧۔ دارمی کتاب الرقاق باب فی حسن الخلق ٢/ ٤١٥ ح ٢٧٩١ .

٥٠٨٤۔ حسن۔ مسند احمد ١/ ٤١٥۔ سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ٤٥۔ ٢٤٨٨ .

(٥٠٨٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِیْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِیْمٌ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ

(٥٠٨٥) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک اور سیدھا سادھا بھولا بھالا آدمی نہایت شریف اور بزرگ ہوتا ہے اور فاسق و فاجر نہایت بخیل اور بدخلق ہوتا ہے۔ (احمد، ترمذی و ابوداوٗد)

(٥٠٨٦) وَعَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَیِّنُوْنَ لَیِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاَنِفِ اِنْ قِیْدَ انْقَادَ وَاِنْ اُنِیْخَ عَلٰی صَخْرَةٍ اسْتَنَاخَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مُرْسَلًا

(٥٠٨٦) حضرت مکحول رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان والے نہایت حلیم و بردبار اور نرم مزاج کے ہوتے ہیں جہاں چاہو لے جاؤ، جیسے وہ اونٹ کے ناک میں نکیل پڑی ہوئی ہو کہ اگر اس کو کھینچا جائے تو کھنچا چلا جائے اور اگر اس کو پتھر پر بیٹھا دیا جائے تو پتھر پر بیٹھ جائے' کوئی گھمنڈ اور تکبر نہیں کرتا۔ (ترمذی)

(٥٠٨٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اَلْمُسْلِمُ الَّذِیْ یُخَالِطُ النَّاسَ وَیَصْبِرُ عَلٰی اَذَاهُمْ اَفْضَلُ مِنَ الَّذِیْ لَا یُخَالِطُهُمْ وَلَا یَصْبِرُ عَلٰی اَذَاهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(٥٠٨٧) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے وہ اس سے اچھا ہے جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں اور نہ ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

(٥٠٨٨) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَظَمَ غَیْظًا وَهُوَ یَقْدِرُ عَلٰی اَنْ یُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُخَیِّرَهٗ فِیْ اَیِّ الْحُوْرِ شَآءَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

(٥٠٨٨) حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے غصے کو ضبط کرے اور دبا لے حالانکہ وہ غصے کے اتارنے پر قادر تھا تو قیامت کے دن سب لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ اس کو بلائے گا اور اس کو اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔ (ترمذی و ابوداوٗد)

(٥٠٨٩) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَبِیْ دَاوُدَ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ ((مَلَا اللّٰهُ قَلْبَهٗ اَمْنًا وَاِیْمَانًا.)) وَذُكِرَ حَدِیْثُ سُوَیْدٍ مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ فِیْ كِتَابِ اللِّبَاسِ.

(٥٠٨٩) اور ابوداوٗد کی ایک روایت میں سوید بن وہب سے وہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کے بیٹوں میں سے ایک شخص سے وہ اپنے والد سے بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن اور ایمان سے لبریز کر دے گا اور سوید سے مروی ہے حدیث کے یہ الفاظ جو شخص خوبصورت لباس پہننا چھوڑ دے کا ذکر کتاب اللباس میں کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن و ایمان سے بھر دے گا۔

٥٠٨٥۔ حسن۔ مسند احمد ٢/ ٣٩٤۔ ابی داؤد کتاب الادب باب فی حسن العشرۃ ٤٧٩٠۔ ترمذی کتاب البر باب ما جاء فی البخیل ١٩٢٤.

٥٠٨٦۔ حسن۔ کتاب الزهد لابن المبارك۔ الصحیحة ٩٣٦.

٥٠٨٧۔ اسناده صحیح۔ سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب ٥٦۔ ٢٥٠٧۔ ابن ماجه کتاب الفتن باب صبر علی البلاء۔ ٤٠٣٢.

٥٠٨٨۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی کظم غیظا ٤٧٧٧۔ ترمذی کتاب البر باب کظم الغیظ ٢٠٢١.

٥٠٨٩۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من کظم غیظا ٤٧٧٨۔ محمد بن عجلان مدلس اور سوید بن وہب کا استاد نامعلوم ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

(٥٠٩٠) عَنْ زَیْدِ بْنِ طَلْحَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ لِكُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ)). رَوَاهُ الْمَالِكُ مُرْسَلًا

(۵۰۹۰) حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دین او ہر مذہب کے لیے ایک بہترین عادت اور خصلت ہے اور اسلام کی سب سے بہترین عادت شرم وحیا ہے۔ (موطا امام مالک)

(٢-٥٠٩١) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

(۲-۵۰۹۱) اس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

ایمان اور حیا لازم وملزوم

(٥٠٩٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْحَیَاءَ وَالْاِیْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ.))

(۵۰۹۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرم اور ایمان دونوں ملے جلے ساتھی ہیں اور ایک کا دوسرے سے خاص تعلق ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو اٹھا لیا جائے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔ (بیہقی)

(٥٠٩٤) وَفِیْ رِوَایَةِ بْنِ عَبَّاسٍ ((فَاِذَا اُسْلِبَ اَحَدُهُمَا تَبِعَهُ الْاٰخَرُ)). رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

(۵۰۹۴) اور دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اگر ان دونوں میں سے ایک کو چھین لیا جائے تو دوسرا بھی نکل جاتا ہے، یعنی ان میں سے ایمان نکل گیا تو شرم نکل گئی اور اگر ایمان باقی ہے تو شرم بھی باقی ہے۔ گویا ایمان اور شرم لازم وملزوم ہوئے۔ (بیہقی)

توضیح: لفظ قرناء قرین کی جمع ہے جس کے معنی اکٹھا ہونے کے ہیں۔

اچھے اخلاق کی وصیت

(٥٠٩٥) وَعَنْ مُعَاذٍ ﷺ قَالَ كَانَ اٰخِرُ مَا وَصَّانِیْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ وَضَعْتُ رِجْلِیْ فِی الْغَرْزِ اَنْ قَالَ ((یَا مُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ)). رَوَاهُ مَالِكٌ

(۵۰۹۵) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں ملک یمن کا گورنر بنایا گیا اور میں آپ ﷺ سے رخصت ہونے لگا۔ جب میں نے اپنی سواری کے رکاب میں پاؤں رکھا اور بالکل چلنے کے لیے تیار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ مجھے آخری نصیحت ووصیت فرمائی کہ اے معاذ! تو جہاں کہیں بھی رہے تم تو لوگوں سے اچھے اخلاق سے ملتے جلتے رہنا۔ (موطا امام مالک)

٥٠٩٠۔ حسن۔ موطا امام مالك كتاب حسن الخلق باب ما جاء فی الحیاء ٢/ ٩٠٥ ح ١٧٤٣۔ سند مرسل ہے متصل سند اور وضاحت کے لیے دیکھئے: الصحیحه ٩٤٠.

٢-٥٠٩١۔ حسن۔ سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب الحیاء ٤١٨٢۔ شعب الایمان ٧٧١٦.

٥٠٩٣۔ صحیح۔ شعب الایمان ٧٧٢٧۔ حاكم ١/ ٢٢.

٥٠٩٤۔ موضوع۔ شعب الایمان ٧٧٢٦۔ محمد بن یونس الکریمی کذاب ہے۔

٥٠٩٥۔ ضعیف۔ موطا امام مالك كتاب حسن الخلق باب ما جاء فی حسن الخلق ٢/ ٩٠٢ ح ١٧٣٥ (بدون سند)

(٥٠٩٦) وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ))۔ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا

(٥٠٩٦) حضرت امام مالکؒ نے بیان کیا ہے کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حسن واخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ (موطا امام مالک)

(٥٠٩٧) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ .

(٥٠٩٧) اور اس حدیث کو احمد نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔

(٥٠٩٨) وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ رحمہ اللہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا نَظَرَ فِي الْمِرْاٰةِ قَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ حَسَّنَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَزَانَ مِنِّيْ مَاشَانَ مِنْ غَيْرِيْ .)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا

(٥٠٩٨) حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب آئینہ میں اپنے چہرہ انور دیکھتے تو اس کے شکریہ میں یہ دعا پڑھتے: ((الحمدللہ الذی حسن خلقی و خلقی وزان منی ماشان من غیری .)) سب اللہ کی تعریف ہے جس نے میری اچھی صورت بنائی ہے اور اچھی سیرت بھی بنائی ہے اور مجھے ان چیزوں سے مزین فرمایا ہے جو میرے علاوہ دوسرے لوگوں میں باعث عیب ہے، یعنی میری شکل وصورت بھی اچھی ہے اور میرے ہاتھ پاؤں بھی صحیح سالم ہیں' کسی میں کوئی عیب نہیں ہے ورنہ بعض لوگوں میں یہ عیب ہے کہ کوئی نابینا ہے' کوئی لنگڑا ہے' کوئی لولہ ہے وغیرہ ان عیبوں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک وصاف بنایا ہے۔ (بیہقی)

(٥٠٩٩) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(٥٠٩٩) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئینہ دیکھنے کے وقت یہ کہا کرتے تھے: ((اللھم حسنت خلقی فاحسن خلقی .)) ''خدایا جب آپ نے میری اچھی صورت بنائی ہے تو میری اچھی سیرت بھی بنادے۔'' (احمد)

(٥١٠٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ)) قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(٥١٠٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم میں سب سے اچھے آدمی کا نہ بتاؤ؟ لوگوں نے کہا ہاں، یارسول اللہ ضرور بتلائیے۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کی لمبی عمر ہو اور سب سے اچھا اخلاق ہو۔ (احمد)

(٥١٠١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ

(٥١٠١) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہی ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ (ابوداؤد و ترمذی)

٥٠٩٦۔ اسناده حسن۔ مسند احمد ٢/ ٣٨١۔ موطا امام مالك كتاب حسن الخلق باب ما جاء في حسن الخلق ٢/ ٩٠٤ ح ١٧٤٢ .

٥٠٩٧۔ صحيح۔ مسند احمد ٢/ ٣٨١ .

٥٠٩٨۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٤٤٥٩۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٥٠٩٩۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٦/ ٦٨ .

٥١٠٠۔ حسن۔ مسند احمد ٢/ ٤٠٣ر۔ الصحيحه ١٢٩٨ .

٥١٠١۔ اسناده حسن۔ سنن ابى داؤد كتاب السنة باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه ٤٦٨٢۔ دارمى كتاب الرقاق باب في حسن الخلق۔ ٢/ ٣٢٣ ح ٢٧٩٥ .

(۵۱۰۲) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَابَكْرٍ وَالنَّبِیُّ ﷺ جَالِسٌ يَتَعَجَّبُ وَيَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَكْثَرَ رَدَّ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ فَغَضِبَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَامَ فَلَحِقَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَشْتِمُنِیْ وَاَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ ((كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَرُدُّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَيْهِ وَقَعَ الشَّيْطٰنُ)) ثُمَّ قَالَ ((يَا اَبَابَكْرٍ ثَلٰثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَيُغْضِیْ عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا اَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهٗ وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ يُدِيْدُ بِهَا صِلَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا كَثْرَةً وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ يُرِيْدُ بِهَا كَثْرَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا قِلَّةً))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(۵۱۰۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ کے سامنے ایک شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا رہا اور برا بھلا کہتا رہا۔ آپ اسے سنتے رہے اور تعجب بھی کرتے رہے اور مسکراتے بھی رہے۔ جب وہ شخص برا بھلا کہنے میں حد سے زیادہ بڑھ گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا۔ اس پر آپ ﷺ ناراض ہو کر کھڑے ہو گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے پیچھے چلے اور گھر پہنچ گئے تو ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ! فلاں شخص مجھے آپ کے سامنے گالی دیتا رہا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے جب حد سے زیادہ بڑھتا گیا تو اس کی بعض باتوں کا جواب دیا اس پر آپ خفا اور غضب ناک ہو گئے اور اٹھ کر چلے آئے۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے قصور تو گالی دینے والے کا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک وہ گالیاں دیتا رہا اور تم چپ ہو کر سنتے رہے تو تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا کہ تمہاری طرف سے اس کا جواب دیتا رہا، جب تم نے خود ہی جواب دے دیا تو وہ فرشتہ چلا گیا اور شیطان درمیان میں آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! یہ تین باتیں بالکل حق ہیں ایک تو یہ ہے کہ جس پر ظلم کیا جائے تو وہ مظلوم خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے چپ کر رہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی اس کی زبردست مدد فرماتا ہے اور اس کی عزت بڑھاتا ہے۔ دوسرا یہ جو اپنی سخاوت کا دروازہ کھول دیتا ہے اس کے ذریعہ سے صلہ رحمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہت کچھ عطا کرتا ہے۔ اور تیسرا یہ کہ جس نے بھیک مانگنے کا دروازہ کھولا اور گداگری کا پیشہ اختیار کیا اور اس کے ذریعہ سے اپنی دولت کو بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو گھٹا دیتا ہے۔ (احمد)

(۵۱۰۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِاَهْلِ بَيْتٍ رِفْقًا اِلَّا نَفَعَهُمْ وَلَا يَحْرِمُهُمْ اِيَّاهُ اِلَّا ضَرَّهُمْ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۵۱۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھرانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نرمی پسند فرماتا ہے تو اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے اور جس گھرانے والے کو اللہ تعالیٰ نرمی سے محروم رکھتا ہے تو اس کو نقصان پہنچاتا ہے۔ (بیہقی)

توضیح: یعنی نرمی کرنے والوں کے لیے فائدہ ہے اور سختی کرنے والوں کے لیے نقصان ہے۔

❁❁❁❁

۵۱۰۲۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ۲/ ۴۳۶۔

۵۱۰۳۔ حسن۔ شعب الایمان ۶۵۵۷۔ الصحیحہ ۹۴۲۔

بَابُ الْغَضَبِ وَالْكِبْرِ

غصہ اور تکبر کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

غصے پر قابو رکھنے کی نصیحت

(٥١٠٤) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَوْصِنِیْ قَالَ ((لَا تَغْضَبْ)) فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ ((لَا تَغْضَبْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(۵۱۰۴) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ! مجھے کچھ وصیت کیجئے (اس کو غصہ بہت آتا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا تو غصہ نہ کیا کر۔ اس نے پھر یہی سوال کیا آپ نے اس کو یہی جواب دیا۔ پھر اس نے یہی سوال کیا آپ نے اس کو وہی جواب دیا کہ غصہ مت کیا کرو۔ (بخاری)

(٥١٠٥) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۵۱۰۵) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ پہلوان نہیں ہے جو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ کامل پہلوان تو وہی ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر مالک رہے۔ (بخاری ومسلم)

علامہ شیرازی ؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

نہ مرد است آں بنز دیک خرد مند
کہ باپیل دمان پیکار جوید
بلے مرد آں کس است از روئے تحقیق
کہ چوں خشم آیدش باطل نہ گوید

''عقل مندوں کے نزدیک وہ بہادر پہلوان نہیں ہے جو مست ہاتھی سے جنگ ولڑائی کرے بلکہ حقیقت میں وہ بہادر اور پہلوان ہے جو غصہ کے وقت نہ بدزبانی کرے اور نہ خلاف واقعہ کوئی بات کہے۔ اپنے کو خلاف تہذیب کاموں سے بچائے رکھے۔''

غصہ کا پی جانا اور دبانا بڑی بہادری کا کام ہے۔ اور خدا سے ڈرنے والوں کی مخصوص نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

٥١٠٤ـ صحيح بخاری كتاب الادب باب الحذر من الغضب ٦٠١٦.

٥١٠٥ـ صحيح بخاری كتاب الادب باب فی الحذر من الغضب ٦١١٤ـ مسلم كتاب البر باب فضل من يملك نفسه ٢٦٠٩.

﴿وَ سَارِعُوْۤا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ، الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

(آل عمران پ ٤ ع ١٤)

''اور (مسلمانوں) اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ (اتنا بڑا ہے) جیسے زمین وآسمان (کا پھیلاؤ تجی سجائی) ان پرہیزگاروں کے لیے تیار ہے جو خوش حالی اور تنگ دستی (دونوں حالتوں) میں (خدا کے نام) خرچ کرتے او غصے کو روکتے اور (لوگوں کے قصوروں) سے درگزر کرتے ہیں اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔''

جنتی اور جہنمی کون؟

(٥١٠٦) وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ((كُلُّ جَوَّاظٍ زَنِيْمٍ مُسْتَكْبِرٍ))

(٥١٠٦) حضرت حارثہ بن وہب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں جنتی آدمی کی خبر نہ دوں؟ وہ یہ ہے جو ضعیف اور کمزور ہو۔ بوجہ اس کی غربت وسادگی کے ہر شخص اس کو حقیر ذلیل سمجھتا ہو اور اس پر ظلم وزیادتی کرتے ہوں وہ ہر ایک کی ظلم وزیادتی کو برداشت کرتا رہا اور ان کی اذیتوں پر صبر بھی کرتا رہا اور ان کی حقارت وذلت کو بھی برداشت کرتا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص لاڈلے اور پیارے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ پر قسم کھالے تو اللہ ان کی قسم کو پوری کرتا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں جہنمیوں کی خبر نہ دوں؟ وہ جو باطل باتوں پر جھگڑا کرنے والے، بد مزاج، بخیل اور لوگوں سے تکبر کرنے والے ہوں، جس میں ایسی عادتیں وخصلتیں پائی جائیں گی وہ جہنمی ہیں۔ (بخاری ومسلم)

(٥١٠٧) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(٥١٠٧) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر تکبر وگھمنڈ ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

(٥١٠٨) وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ

(٥١٠٨) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں ایک ذرہ برابر تکبر اور گھمنڈ وشرک ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اور جوتا اچھا تو کیا یہ بھی تکبر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں اللہ تعالیٰ جمیل وخوبصورت ہے اور صفائی ستھرائی کو پسند کرتا ہے۔

٥١٠٦۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب عتل بعد ذلك زنیم ٤٩١٨۔ مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون ٢٨٥٣.

٥١٠٧۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر ٩١.

٥١٠٨۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانه ٩١.

النَّاسِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو پھینک دے، یعنی ناحق کو حق سمجھے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے۔ (مسلم)

تین بد بخت جن سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا

(٥١٠٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلٰثَةٌ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ "وَفِیْ رِوَایَةٍ" وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۱۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان تین آدمیوں سے غصہ کی وجہ سے نہ بات کرے گا نہ انہیں ان کے گناہوں سے پاک صاف کرے گا اور نہ انہیں نظر رحمت سے دیکھے گا اور ان کے لیے سخت عذاب اور دکھ کی مار ہے۔ ایک تو وہ ہے کہ بڑھاپے میں بھی زنا کرتا ہے، دوسرا بادشاہ ہو کر بھی جھوٹ بولتا ہے اور تیسرا محتاج ہوتے ہوئے بھی تکبر گھمنڈ کرتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے تین شخص جو بوڑھا ہو کر زنا کرے، بادشاہ ہو کر جھوٹ بولے اور مفلس ہو کر فخر و تکبر کرے تو جہنم کی سخت سزا انہیں اللہ تعالیٰ دے گا۔

اللہ تعالیٰ کی صفات

(٥١١٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی الْكِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظْمَةُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا اَدْخَلْتُهُ النَّارَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَذَفْتُهُ فِی النَّارِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۱۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بڑائی میری مخصوص چادر ہے، یعنی خاص صفت ہے جس میں کوئی مخلوق شریک نہیں ہے۔ بزرگی مخصوص میرا تہبند ہے۔ جو کوئی ان دونوں سے ایک کو مجھ سے چھیننا چاہے تو میں اس کو جہنم میں داخل کر دوں گا۔ (مسلم)

توضیح: یعنی بڑائی و عظمت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کسی مخلوق کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ بھی بڑا بنے اور خدا کے سامنے اپنی شیخی جتائے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کا بڑا نافرمان ہے اور دوزخ میں جانے کے لائق ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

تکبر کرنے والوں کا انجام

(٥١١١) عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَذْهَبُ بِنَفْسِهٖ حَتّٰی یُكْتَبَ فِی الْجَبَّارِیْنَ فَیُصِیْبُهٗ مَا اَصَابَهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۱۱۱) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان ہمیشہ اپنے آپ کو بڑا، بزرگ اور برتر سمجھتا ہے اور اپنی بڑائی کی وجہ سے لوگوں سے کھنچا تنا رہتا ہے تو وہ سرکشوں، ظالموں اور تکبر کرنے والوں کے رجسٹروں میں نام لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جو سزا ان کو دی جائے گی وہی سزا ان کو بھی دی جائے گی۔ (ترمذی)

٥١٠٩۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار ١٠٧۔

٥١١٠۔ صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الکبر ٢٦٢٠۔

٥١١١۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی الکبر ٢٠٠٠۔

(۵۱۱۲) وَعَنْ عَمْرِوْ بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۱۱۲) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ وہ دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن متکبروں کو میدان محشر میں چیونٹیوں کی طرح انسانی شکل میں لایا جائے گا، ہر طرف سے ان پر ذلت چھار ہی ہوگی اور دوزخ کے جیل خانہ بولس میں گھسیٹ کر لایا جائے گا، اس وقت اس میں جہنم کی بہت بڑی آگ بھڑکتی ہوئی ہوگی اور وہ آگ اس پر غالب ہوگی ان متکبروں کو جہنمیوں کا پیپ دلہو اور دھووَن پلایا جائے گا جو بہت ہی زیادہ بدبودار ہوگا۔ (ترمذی)

غصہ کا علاج

(۵۱۱۳) وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطٰنِ وَاِنَّ الشَّيْطٰنَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا تُطْفَءُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّاْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۵۱۱۳) حضرت عطیہ بن عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ شیطان کی جانب سے پیدا ہوتا ہے اور شیطان آگ سے بنایا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے' جب تمہیں غصہ آئے تو پانی سے وضو کر لیا کرو' تمہارے غصے کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ (ابوداوُد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غصہ دفع کرنے کے لیے سرد پانی پیے اور پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور وضو کرے۔

(۵۱۱۴) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

(۵۱۱۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں غصہ آجائے اور اس وقت تم کھڑے ہو تو بیٹھ جایا کرو' اگر بیٹھنے سے غصہ جاتا رہے تو فبہا ورنہ چت لیٹ جاوَ۔ (احمد و ترمذی)

(۵۱۱۵) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيْرَ الْمُتَعَالَ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْاَعْلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهٰى وَلَهَا نَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلٰى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتٰى وَطَغٰى

(۵۱۱۵) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ بندہ سب سے برا بندہ ہے جس نے اپنے کو سب سے اچھا سمجھا اور لوگوں پر تکبر و گھمنڈ کیا اور اللہ تعالیٰ کی بڑی شخصیت کو بھلا بیٹھا اور اس کی بلند بزرگی کی کوئی قدر نہ کی۔ وہ بندہ بھی بہت خراب ہے جس نے جبر و قہر کیا اور لوگوں پر ظلم و ستم کیا اور اللہ تعالیٰ کے جبر و قہر کو بھول گیا جو سب سے زیادہ زبردست ہے اور غالب تر عزت والا ہے۔

۵۱۱۲۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب ۴۷۔ ۲۴۹۲۔

۵۱۱۳۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما یقال عند الغضب ۴۷۸۴۔ عروہ بن محمد اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں۔

۵۱۱۴۔ ضعیف۔ مسند احمد ۵/ ۱۵۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما یقال عند الغضب ۴۷۸۲۔ الضعیفہ ۶۶۶۴ ارسال و انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۵۱۱۵۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب ۱۷ ۲۴۴۸۔ زید الخثعمی مجہول اور ہاشم بن سعید الکوفی ضعیف راوی ہے۔

وَنَسِيَ الْمُبْتَدَأَ وَالْمُنْتَهٰى وَبِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ. عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُوْدُهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهُ بِئْسَ الْعَبْدُ. عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان وَقَالَا لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ اَيْضًا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

وہ بندہ سب سے برا ہے جو دین کے کاموں کو بھول گیا اور دنیا کے کاموں میں فضول مصروف و مشغول ہوگیا اور قبروں میں مرنے اور سڑنے کو بھول گیا، یعنی نہ موت کا سامان اور نہ مرنے کے بعد کے عالم کا خیال۔ وہ بندہ برا بندہ ہے جس نے لوگوں میں فساد برپا کیا اور حد سے بڑھ چڑھ گیا اور اپنی ابتدائی حالت کو بھول گیا کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا اور کیسا کمزور و عاجز تھا اور اپنے انجام کو بھی بھلا دیا کہ مرنے کے بعد مٹی میں جانا ہے اور مجھ کو کیڑے مکوڑے کھائیں گے، یعنی جو اپنے ابتداء و انتہا کو بھول گیا ہو وہ خراب بندہ ہے۔ وہ بندہ برا بندہ ہے جو دنیا کو دین سے حاصل کرتا ہے، یعنی دین کا کام کر کے دنیا طلب کرتا ہے وہ بندہ برا بندہ ہے جس نے دین کو شبہات میں پڑ کر خراب کر دیا، یعنی شک و شبہ والی چیزوں پر عمل کر کے دین کو برباد کر دیا۔ وہ بندہ برا بندہ ہے کہ طمع و حرص اس کو دنیا داروں کے پاس کھینچ لائی ہے، یعنی دنیا کی حرص اس کو در بدر پھراتی رہتی ہے اور دین حق سے برگشتہ کر دیتی ہے۔ وہ بندہ برا بندہ ہے جس کو دنیا کی رغبت ذلیل و رسوا کرتی ہے۔ (ترمذی و بیہقی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

اپنے غصے پر قابو پانے والے

(۵۱۱۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ۔ يَكْظِمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

(۵۱۱۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی چیز کا گھونٹ نہیں پیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہو غصہ کے گھونٹ کے پینے سے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے پی گیا ہو۔ (احمد)

توضیح: یعنی غصہ کو پی لینا اور اس کو دبا دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب گھونٹ سے بہتر ہے۔

(۵۱۱۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْاِسَائَةِ فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ قَرِيْبٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا

(۵۱۱۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ادفع بالتی ھی احسن، یعنی اچھے طریقہ سے اس کو ہٹا دو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ غصہ کے وقت میں صبر کر جاؤ اور بدسلوکی کے وقت میں درگزر کر جاؤ اور معاف کر دو جب لوگ ایسا کرنے لگیں گے تو اللہ ان کو بچائے گا اور ان کا دشمن ان کے سامنے ہو جائے گا اور دلی دوست بن جائے گا۔ (بخاری)

توضیح: سورہ حم سجدہ میں پوری آیت یہ ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ

۵۱۱۶۔ حسن۔ مسند احمد ۲/ ۱۲۸۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۵۱۱۷۔ امام بخاری نے تعلیقاً قبل حدیث ۴۸۱۶ ذکر کیا ہے۔

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴾ (حم سجدہ ع ۵)

''برائی اور بھلائی برابر نہیں اگر کوئی برائی کرے تو اس کا جواب بھلائی سے دو' پھر تیرے اور جس کے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے گہرا دوست ہو اور یہ بات انہیں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ بات اس کو ملتی ہے جس کی بڑی قیمت ہے اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی چونکا لگ جائے تو اللہ کی پناہ ڈھونڈ' بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔''

(۵۱۱۸) وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِیْمٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ كَمَا یُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ.))

(۵۱۱۸) حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد اور دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ یعنی ایلوا اگر شہد میں گر جائے تو شہد کڑوا ہو جاتا ہے' کھانے کے لائق نہیں رہتا اس طرح غصہ ایمان کو بھی کڑوا کر دیتا ہے۔ (بیہقی)

(۵۱۱۹) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَآاَیُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ نَفْسِهٖ صَغِیْرٌ وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَفِیْ نَفْسِهٖ كَبِیْرٌ حَتّٰی لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ.))

(۵۱۱۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! تم آپس میں تواضع اور نرمی کیا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اور خاکساری اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ کو بلند کر دیتا ہے' وہ اپنے کو حقیر سمجھتا ہے، لیکن لوگوں کی آنکھوں میں تواضع کی وجہ سے بہت بڑا سمجھا جاتا ہے۔ اور جو اپنی بڑائی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دیتا ہے اور لوگوں کی آنکھوں میں وہ ذلیل ہو جاتا ہے گو وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ وہ متکبر سب لوگوں کے نزدیک کتے اور سور سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

(۵۱۲۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ مُوْسَی ابْنُ عِمْرَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا رَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ اِذَا قَدَرَ غَفَرَ.))

(۵۱۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دریافت کیا کہ تیرے نزدیک سب بندوں میں سے کون سا زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو بندہ غصہ اتارنے پر قادر ہو جائے اور پھر اس کو معاف کر دے وہ میرا بڑا پیارا بندہ ہے۔ (بیہقی)

(۵۱۲۱) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ خَزَنَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

(۵۱۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی زبان بند رکھی اور کسی کی برائی و غیبت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور جس نے اپنا غصہ روک لیا تو قیامت کے

۵۱۱۸۔ ضعیف۔ شعب الایمان ۸۲۹۴ مخیس بن تمیم مجہول ہے۔

۵۱۱۹۔ موضوع۔ شعب الایمان ۸۱۴۰۔ الضعیفہ ۱۲۹۵۔ محمد بن یونس الکریمی اور سعید بن سلام العطار دونوں کذاب راوی ہیں۔

۵۱۲۰۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۸۳۲۷ دراج عن ابی الہیثم ضعیف ہے۔

۵۱۲۱۔ اسنادہ ضعیف جداً۔ شعب الایمان ۸۳۱۱۔ ابو عمر مجہول اور الربیع بن سلیم ضعیف ہے۔

وَمَنِ اعْتَذَرَ اِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهٗ .))

دن اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو روک لے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے عذر و معذرت کرے اور توبہ و استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے عذر اور معذرت کو قبول فرمالیتا ہے۔(بیہقی)

(۵۱۲۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((ثَلٰثٌ مُنْجِيَاتٌ وَثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضٰى وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَا وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِيَ اَشَدُّ هُنَّ)) رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الْخَمْسَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

(۵۱۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ جو چیزیں نجات دینے والی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ظاہر اور پوشیدگی میں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔ دوسرا یہ کہ خوشی اور ناخوشی دونوں حالتوں میں حق بات کہہ دینا۔ اور تیسرا یہ کہ امیری اور غریبی دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرنا۔ اور ہلاک کرنے والی تین باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ خواہشات نفس کی پیروی کی جائے۔ دوسرا یہ کہ حرص، لالچ اور بخل کا غلام بن جائے یعنی ہر کام میں حرص کرے اور بخل کرے حق والوں کا حق نہ دے اور تکبر کرے۔ اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھے کہ میں سب سے بڑا ہوں۔ اور یہ تیسری چیز سب سے زیادہ سخت ہے، یعنی سب چیزیں انسان کو ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔ ان سب حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

❁❁❁❁

۵۱۲۲۔ حسن۔ شعب الایمان ۷۲۵۲۔ الصحیحہ ۱۸۰۲ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

بَابُ الظُّلْمِ

ظلم وستم کا بیان

بے موقع اور بے محل کسی چیز کے رکھنے اور استعمال کرنے کو ظلم کہا جاتا ہے۔ جیسے کسی کو مارنا' پیٹنا' گالی دینا اور حق تلفی کرنا وغیرہ۔ ظلم جس کے نتائج دنیا و آخرت میں برے ہیں قرآن حدیث میں بڑی برائی آئی ہے۔ یہ ظلم وسرکشی ہر طرح ناجائز اور حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور برائی کا بدلہ ویسے ہی اس پر بھی ہے مگر جو معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور ہاں کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اس کے بعد بدلہ لے تو یہ لوگ معذور ہیں۔ ان پر کوئی الزام نہیں الزام تو ان ہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق اور ناروا ملک میں لوگوں پر زیادتی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو دردناک عذاب ہونا ہے۔

قرآن مجید میں اسی ظلم کو بغی اور عدوان سے بھی تعبیر کیا ہے جس کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ﴾

''کہہ دے کہ میرے رب نے بے حیائی کے کاموں کو جو کھلے ہوں یا چھپے اور گناہ اور سرکشی کو حق کے علاوہ حرام ٹھہرایا ہے۔''

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ﴾

''اور خدا بے حیائی اور ناپسندیدہ کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔''

ان دونوں آیتوں میں سرکشی سے مراد حد سے آگے بڑھ کر دوسرے کے حقوق پر دست درازی اور ظلم ہے جس کی روک تھام اگر نہ کی جائے تو وہ پوری قوم اور ملک کے امن وامان کو برباد کر ڈالے اس کی روک تھام کا پہلا قدم یہ ہے کہ جس پر ظلم کیا جائے اس کا یہ حق مانا جائے کہ وہ ظالم سے اپنا بدلہ لے سکے تاکہ لوگ انجام کو سوچ کر ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے بچیں۔ گو کسی کو تکلیف پہنچانا اچھا نہیں مگر ظالم کو اس کے ظلم کے بقدر تکلیف پہنچانے کی اجازت اس لیے دی گئی تاکہ یہ برائی آگے نہ بڑھنے پائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ٥ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾

''اور جن پر ظلم ہو تو وہ بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا عوض اسی طرح کی برائی ہے۔''

یعنی جیسی برائی کوئی کرے گا ویسی ہی برائی اس کے ساتھ کی جائے' لیکن اگر کوئی مظلوم کے بدلہ لینے کے باوجود ظالم کو معاف کر دے تو مظلوم اپنا انصاف خدا کے ہاں پائے گا اور ظالم خدا کی محبت سے محروم رہے گا۔

﴿فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ﴾

''پھر جو کوئی معاف کر دے اور سنوارے تو اس کی مزدوری اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے بے شک اللہ ظالم لوگوں سے پیار نہیں کرتا۔''

لیکن اگر کوئی معاف نہ کرے اور بدلہ ہی لے تو اس کو ملامت نہیں کی جا سکتی۔

﴿وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ﴾

''اور جو کوئی اپنے ظلم کیے جانے کے بعد بدلہ لے تو اس پر کوئی ملامت کی راہ نہیں۔''

ملامت اس پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرنے میں پہلی کرے اور ملک میں ناحق فساد پیدا کرے۔

﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

''عذاب راہ ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق دھوم مچاتے ہیں ان کے لیے دکھ والی سزا ہے۔''

اگر کوئی کسی کو ظلم سے مار ڈالے تو اس کے ولی کو طلب قصاص کی منصفانہ اجازت دی گئی:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا﴾

''اور جو ظلم سے مارا گیا تو اس کے وارث کو ہم نے زور دیا ہے تو وہ خون کرنے میں زیادتی نہ کرے بلاشبہ اس کو مدد دی جائے گی۔''

مقصود یہ ہے کہ ظالم قاتل کے خلاف مظلوم مقتول کی مدد کی جائے تا کہ دنیا میں عدل قائم ہو، لیکن مقتول کے وارثوں کو بھی چاہیے کہ انتقام کے جوش میں حد سے آگے بڑھ کر قاتل کے ساتھ اس کے، عزیزوں اور بزرگوں اور دوستوں کے خون سے ہاتھ نہ رنگے ورنہ یہ سلسلہ جاہلیت کی طرح اسلام میں بھی ختم نہ ہوگا۔ مظلوم کو اس کی بھی اجازت ہے کہ وہ ظالم کی ظالمانہ کارروائیوں کو علانیہ بیان کرے۔ اس کے دو فائدے ہیں ایک تو اس سے اپنی بدنامی کے ڈر سے ظلم کرنے میں ہچکچائیں گے دوسرا یہ کہ اس طرح لوگوں کو مظلوم کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا﴾

''اور اللہ تعالیٰ کو بری بات کا پکارنا پسند نہیں آتا مگر جس پر ظلم ہوا ہو اور وہ سنتا جانتا ہے۔''

اگر ظالم اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو مسلمان کو اجازت ملی ہے کہ سب مل کر ان سے لڑیں اور ان کو خدا کے قانون کے آگے سرنگوں کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ﴾ (الحجرات)

''اگر ان میں سے ایک دوسرے پر چڑھ آئیں تو سب لڑو اس پر چڑھائی کرنے والے سے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر پھر آئیں۔''

یہ تو مسلمانوں کی بات تھی لیکن اگر فریق مخالف ہو تو بھی اس پر زیادتی نہ کی جائے اور اگر کوئی مسلمان اس کے حکم کے خلاف کرے تو دوسرے مسلمان کو اس کا ساتھ نہیں دینا چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (المائدہ)

''اور کسی قوم کی دشمنی اس لیے کہ وہ تم کو مسجد حرام سے روکتی تھی اس جرم پر تم کو آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کر بیٹھو بلکہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور تعدی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک وہ سخت سزا دینے والا ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مظالم کے روکنے کا سب سے بڑا حربہ جس کا نام آج کل عدم تعاون اور نان کوآپریشن ہے اسلام نے اس سے بہت پہلے پیش کیا ہے، صاف اور صریح حکم دیا ہے کہ گناہ، ظلم اور تعدی کے کاموں میں ظالموں کا ساتھ نہ دیا جائے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(٥١٢٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۵۱۲۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی ظالموں کو قیامت کے دن نہ نور ملے گا بلکہ ان کے ظلم کی وجہ سے اندھیرے پر اندھیرا ہوگا۔ ان اندھیروں میں ادھر ادھر ٹاپتے پھریں گے اور مومنوں کو ان کے ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے نور ہی نور ملے گا جیسا کہ خدا نے فرمایا: ﴿نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ﴾ یعنی ان کا نور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا۔

(٥١٢٤) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ اللّٰهَ لَیُمْلِیْ الظَّالِمَ حَتّٰی اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ یُفْلِتْهُ)) ثُمَّ قَرَاَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ اَلْاٰیَةُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۵۱۲۴) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل دیتا ہے اور اس کی عمر لمبی کر دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں۔ پھر آپؐ نے اس کی تائید میں قرآن مجید میں یہ آیات پڑھیں۔ ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ﴾ (بخاری و مسلم) اسی طرح سے تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظالم بستی والوں کو پکڑ لیتا ہے تو نہیں چھوڑتا' یقیناً اللہ کی پکڑ سخت ہے۔"

(٥١٢٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ ((لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِیْنَ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ)) ثُمَّ قَنَّعَ رَاْسَهٗ وَاَسْرَعَ السَّیْرَ حَتّٰی اجْتَازَ الْوَادِیَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۵۱۲۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حجر مقام سے گزرے تو فرمایا: تم ان ظالموں کی بستی میں مت داخل ہو مگر روتے ہوئے اس خوف سے کہ تم پر وہی عذاب آ جائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر آپ نے اپنے آپ کو کپڑے سے ڈھانک لیا اور رفتار کو تیز کر دیا یہاں تک کہ اس میدان سے نکل گئے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ۹ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کی فوج لے کر غزوۂ تبوک کے لیے ملک شام کی طرف تشریف لے گئے تو وادی حجر میں قوم ثمود کی ویران بستیوں کے پاس فروکش ہوتے تھے۔ لوگوں نے ان کے کنوؤں کے پانی سے آٹا گوندھا اور ہانڈیاں چڑھائی اور دیگر ضروریات میں صرف کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے کر ہانڈیاں الٹوا دیں اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلوا دیا اور وہاں سے مع جمعیت کوچ کر کے اس کنوئیں کے پاس پناہ گزیں ہوئے جس کا پانی حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیا کرتی تھی اور لوگوں کو منع فرمایا کہ جس قوم پر عذاب نازل ہو چکا ہے اس کے پاس مت جاؤ۔ مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم کو بھی ویسا ہی عذاب نہ پہنچے۔ (احمد)

ابن عمرؓ کی روایت ہے جب حضور والا مقام حجر میں تھے تو ارشاد فرمایا تم ان لوگوں کے پاس مت جاؤ جن پر عذاب ہو چکا ہے اندیشہ ہے کہ تم کو بھی وہی نہ پہنچے جو ان کو پہنچا تھا۔ (بخاری)

٥١٢٣۔ صحیح بخاری کتاب المظالم باب الظلم ظلمات ٢٤٤٧۔ مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم ٢٥٧٩۔

٥١٢٤۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب وکذلك اخذ ربك ٤٦٨٦۔ مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم۔ ٢٥٨٣۔

٥١٢٥۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب نزول النبی الحجر ٤٤١٩۔ مسلم کتاب الزهد باب لا تدخلوا مساکین الذین ظلموا ٢٩٨٠۔

ظالم کا عبرت ناک انجام

(٥١٢٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَیْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّاٰتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

(۵۱۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کی بے عزتی کی یا آبروزی کی ہو یا ظلم کیا ہو یا اس کا حق اس پر باقی ہو تو اسے آج دنیا میں مانگ لینی چاہیے' اس سے پہلے کہ جہاں روپیہ پیسہ نہ ہوگا۔ البتہ اگر عمل ہوگا تو وہ اس کے ظلم کے بدلے لیا جائے گا اور اگر نیک عمل نہیں ہوگا تو مظلوم کے گناہ بقدر اس کے ظلم کے اس پر لاد دیے جائیں گے۔ (بخاری)

(٥١٢٧) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ)) قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَادِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ ((اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّاْتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَيَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰی مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۱۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم میں وہی مفلس کہلاتا ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو اور نہ ساز و سامان۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں حقیقی مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ، یعنی ان کا ثواب لے کر آئے گا اور اس نے کسی کو گالی بھی دی' تہمت بھی لگائی، ناحق دوسرے کا مال بھی کھایا اور خوں ریزی بھی کی۔ ان کا گناہ لے کر آئے گا تو اس کی نیکیوں میں سے بقدر اس کے ظلم کے کوئی نیکی مظلوم کو دے دی جائے گی' پھر دوسرے مظلوم کو نیکی دلائی جائیں گی اسی طرح سب مظلوموں کو اس کی نیکیاں دلا دی جائیں گی اگر پورا حق ادا ہونے سے پہلے سب نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ اس ظالم پر ڈال دیے جائیں گے۔ پھر اس ظالم کو دوزخ کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ (مسلم)

(٥١٢٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰی يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَآءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَآءِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ جَابِرٍ اِتَّقُوْا الظُّلْمَ فِیْ بَابِ الْاِنْفَاقِ.

(۵۱۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن حق داروں کے حقوق ادا کیے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے دلایا جائے گا۔ (مسلم)

توضیح: یعنی ہر حق والے کو اس کا حق دلایا جائے گا یہاں تک کہ اگر دنیا میں کسی سینگ والی بکری نے بے سینگ والی بکری کو مارا ہے تو مظلوم بکری کا حق بھی دلایا جائے گا تو جب جانوروں کا حق دلایا جائے گا تو انسانوں کا حق بدرجہ اولی دلایا جائے گا۔

٥١٢٦۔ صحیح بخاری کتاب العظالم باب من كانت له مظلمة ٢٤٤٩ .

٥١٢٧۔ صحيح مسلم كتاب البر باب تحريم الظلم ٢٥٨١ .

(٥١٢٨) صحيح مسلم كتاب البر باب تحريم الظلم ٢٥٨٢ .

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ……دوسری فصل

ظلم کا بدلہ نیکی سے

(۵۱۲۹) عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((تَکُوْنُوْا اِمَّعَةً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰکِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَآؤُا فَلَا تَظْلِمُوْا.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۱۲۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم امعہ نہ بنو کہ کہو کہ اگر لوگ نیکی کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ نیکی کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے، لیکن تم اپنے نفسوں کو نیکی اور بھلائی کرنے پر مطیع فرمانبردار بنالو کہ اگر چہ لوگ ظلم کریں تب بھی تم ان کے ساتھ بھلائی کرو۔ (ترمذی)

توضیح: امعة کے معنی بے سوچے سمجھے ہاں میں ہاں ملانے کے اور بھیڑ بکریوں کی طرح چلنے چلانے کے ہیں اس پر نہ ذاتی کوئی عقل ہو نہ دوراندیشی ہو اس لیے کہا جاتا ہے اغد عالماً او متعلماً ولم تکن امعة قرآن حدیث کا عالم بن یا طالب علم یہ نہیں کہ عاقل نہ بن۔ اندھا دھند دوسرے کی رائے پر عمل کرے۔ ابن اثیر نے کہا ہے عقلا کی کوئی رائے ہی نہیں ہوتی وہ تو اپنے دین میں دوسرے کی رائے کا تابع ہوتا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا ہے عقلا نہ عالم ہے نہ طالب علم اِلَّا الَّذِیْ نہ اَلَّا لَّذِیْ خدا محفوظ رکھے لا یکونن احدکم امعة قیل و ما الامعة قال الذی یقول لنا مع الناس کوئی تم میں سے امعہ نہ بنے لوگوں نے عرض کیا امعہ کیا ہے؟ فرمایا میں لوگوں کے ساتھ ہوں جو ہمارے خاندان والوں یا قوم والوں یا زمانہ والوں یا ہمارے مولویوں اور مشائخ و رہبروں کا طریق ہے بس اس پر میں چلوں گا، جیسے مشرک کہا کرتے تھے ہم تو اپنے باپ دادا کے طریق پر چلیں گے اس کو لاکھ دلیلیں بتاؤ مگر وہ غور ہی نہیں کرتا تقلید نہیں چھوڑتا۔ یہ بیوقوں کا شیوہ ہے اور سارا قرآن اسی تقلید کی مذمت سے بھرا ہوا ہے۔

حضرت عائشہ کی حضرت معاویہ کو نصیحت

(۵۱۳۰) وَعَنْ مُعَاوِیَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ کَتَبَ اِلٰی عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ان اکْتُبِیْ اِلَیَّ کِتَابًا تُوْصِیْنِیْ فِیْهِ وَلَا تُکْثِرِیْ فَکَتَبَتْ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَمَّا بَعْدَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنِ الْتَمَسَ رضی اللہ عنہ بِسَخَطِ النَّاسِ کَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَی النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَکَلَهُ اللّٰهُ اِلَی النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۱۳۰) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس خط لکھا کہ آپ رضی اللہ عنہا میرے لیے ایک وصیت نامہ لکھ کر بھیج دیں اور وہ مختصر جامع معنی ہو طول طویل نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لکھا کہ تمہارے اوپر سلام ہو اس کے بعد میں یہ بیان کرتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو اللہ کی خوشنودی تلاش کرتا ہے لوگوں کی ناراضگی میں، یعنی ایک کام میں لیکن اس کام سے لوگ ناخوش ہیں تو وہ لوگوں کی ناخوشی کی پرواہ نہیں کرتا، اللہ کی خوشنودی ہی کا کام کرتا ہے تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے اور لوگوں کی اذیت اور تکلیفوں سے اس کو بچالیتا ہے یا یہ کہ لوگوں کو بھی اس سے ناخوش کر دیتا ہے اور لوگ بھی بعد میں اس سے راضی ہو جاتے ہیں اور جو لوگوں کی خوشنودی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے، یعنی لوگوں کی خوشی کے کام کرتا ہے، لیکن خدا اس کام سے ناخوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے نہ اس کی مدد کرتا ہے اور نہ لوگوں کو اس کے ظلم سے بچاتا ہے، تو وہی کام کرنا چاہیے جس سے خدا

۵۱۲۹۔ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب البر باب ما جاء فی الاحسان والعفو ۲۰۰۷۔ ابوہشام رفاعی ضعیف ہے۔

۵۱۳۰۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الزھد باب ۶۴۔ ۲۴۱۴.

خوش ہو اگر خدا ناراض ہے تو سبھی لوگ ناراض ہو جائیں گے اور اگر خدا خوش ہو تو سبھی لوگ خوش ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

سب سے بڑا ظلم؟

(۵۱۳۱) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ۔ شَقَّ ذَالِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّنَالَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((لَيْسَ ذَاكَ اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا قَوْلَ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۵۱۳۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ نازل﴾ ہوئی، یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم نہیں ملایا تو یہی لوگ امن والے اور ہدایت والے ہیں۔ تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت گراں اور دشوار معلوم ہوا اور آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو؟ آپؐ نے فرمایا: یہاں ظلم سے مراد شرک ہے، یعنی ایمان لانے کے بعد شرک نہ کیا ہو۔ کیا تم نے لقمان کی نصیحت جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی۔ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ''اے میرے پیارے بیٹے! تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا کیونکہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا بہت بڑا ظلم ہے'' ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ آپؐ نے فرمایا: یہ بات ایسی نہیں جس طرح تم نے خیال کیا ہے بلکہ اس سے مراد شرک ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۵۱۳۲) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَذْهَبَ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْيَا غَيْرِهٖ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

(۵۱۳۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے بدتر بندہ وہ ہوگا جس نے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا بنانے میں برباد کر ڈالی۔ (ابن ماجہ) یعنی ظلم کر کے دوسرے کی دنیا بنائی اور اپنی آخرت برباد کی۔

اعمال کی تین اقسام

(۵۱۳۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلٰثَةٌ دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ الْاِشْرَاكَ بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ

(۵۱۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے تین قسم کے اعمال ہوں گے۔ ایک وہ اعمال جس کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا وہ اعمال نامہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے، یعنی اس کے اعمال نامہ میں لکھا ہوگا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیے جانے کو اللہ نہیں بخشے گا۔ دوسرا وہ اعمال نامہ ہوگا جس میں انسانوں کے آپس کے حقوق اور مظالم لکھے ہوئے ہیں۔ اس اعمال نامہ

۵۱۳۱۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قوله تعالیٰ لا تشرك بالله ان الشرك ۴۷۷۶۔ مسلم کتاب الایمان باب صدق الایمان واخلاصه ۱۲۴۔

۵۱۳۲۔ سنن ابن ماجه کتاب الفتن باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما ۳۹۶۶۔ الضعيفه ۱۹۱۵۔ عبدالحکیم السدوسی مجہول الحال ہے۔

۵۱۳۳۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ۶/ ۲۴۰۔ شعب الایمان ۷۴۷۳۔ صدقہ بن موسیٰ ضعیف راوی ہے۔

وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ .)) کو اللہ بے کار نہیں چھوڑے گا بلکہ مظلوموں کے لیے ظالموں سے ضرور بدلہ لے گا۔ تیسرا وہ ہے جس کی اللہ پرواہ نہیں کرے گا۔ چاہے بخش دے چاہے بدلہ دے، اور وہ ہوگا جس میں لوگوں کے ظلم ہوں گے، یعنی گناہ اس میں حق اللہ بھی شامل ہوگا اور حق العباد بھی۔ چاہے معاف کردے، یعنی حق والے کے حق کو دلا کر خوش کرا دے اور چاہے تو معاف کردے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے حق کو معاف کرسکتا ہے، لیکن بندہ جب تک اپنا حق معاف نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا حق معاف نہیں کرے گا۔ (بیہقی)

مظلوم کی آہ سے بچو

(٥١٣٤) وَعَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا يَسْاَلُ اللّٰهُ حَقَّهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهُ .))

(۵۱۳۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مظلوموں کی بددعا سے ہمیشہ بچتے رہو، تم کسی پر ظلم نہ کرو کیونکہ وہ اللہ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ جل شانہ حق والوں کے حق کو روکتا نہیں ہے' بلکہ دیتا ہے۔ (بیہقی)

ظالم کی معاونت دائرہ اسلام سے خارج کرتی ہے

(٥١٣٥) وَعَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ ﷺ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ .))

(۵۱۳۵) حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جو ظالم کے ساتھ چل پھر کر اسے طاقت پہنچائے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔ (بیہقی)

(٥١٣٦) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اِنَّ الظَّالِمَ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهُ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ بَلٰى وَاللّٰهِ حَتَّى الْحُبَارٰى لِتَمُوْتُ فِىْ وَكْرِهَا هَزْلًا لِظُلْمِ الظَّالِمِ۔ رَوَى الْبَيْهَقِىُّ الْاَحَادِيْثَ الْاَرْبَعَةَ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

(۵۱۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! حباری پرندہ اپنے گھونسلے میں ظالم کے ظلم کے سبب لاغر ہو کر مر جاتا ہے۔ (بیہقی)

❁❁❁❁

٥١٣٤۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٧٤٦٤۔ صالح بن حسان متروک ہے۔

٥١٣٥۔ اسناده ضعيف جدا۔ شعب الايمان ٧٦٧٥۔ الضعيفه ٧٥٨ .

٥١٣٦۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٧٤٧٩۔ عمر بن جابر الحنفی مجہول الحال ہے اور اسماعیل بن حکیم "فيه بنظر" ہے۔

بَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ

امر بالمعروف کا بیان

یعنی بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا مکارم اخلاق میں سے ہے۔ اور دنیا میں اسی سے امن امان رہتا ہے تو لوگوں کو برے کام سے روکا جائے اور اچھے کام کے کرنے کا حکم دیا جائے۔ قرآن مجید میں اس کے بارے میں بہت سی آیتیں ہیں جن کا ہم نے اسلامی خطبات جلد اول کے اکیسویں خطبے میں بیان کیا ہے اس میں سے چند مفید باتیں چن کر کے لکھتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (سورہ آل عمران)

''یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتی رہے اور نیک کاموں کا حکم کرتی رہے اور بری باتوں سے منع کرتی رہے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

یعنی کچھ لوگ ایسے کام کے لیے مستعد اور آمادہ رہیں جو کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت سناتے رہیں اور نیکیوں کا حکم دیتے رہیں اور بری باتوں سے روکتے رہیں تا کہ دنیا میں امن و امان رہے اور فتنہ و فساد نہ پیدا ہو۔ خدا کی نافرمانی سے عذاب آتا ہے اور فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے اور نیکی و اطاعت سے امن و امان رہتا ہے کام دراصل ہر سمجھ دار کے لیے ضروری ہے عقلی اور نقلی حیثیت سے اس کی بڑی اہمیت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾

(سورۂ آل عمران)

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ تم نیک باتوں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔''

یعنی تم تمام امتوں میں سب سے اچھے ہو، اس لیے کہ تم میں یہ تین خوبیاں پائی جاتی ہیں (۱) تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔ (۲) اور تم لوگوں کو بری باتوں سے روکتے ہو۔ (۳) نیکیوں کا حکم دیتے ہو۔ اسی مطلب کو کسی شاعر نے کیا ہی خوب ادا کیا ہے ؎

کر امر بھلی بات کا مت ہو جاہل
لوگوں کو برے کاموں سے روک اے غافل
اللہ کا حکم وامر بالعرف
پڑھ وانہ عن المنکر اگر ہے عاقل

اور جن میں یہ تین خوبیاں پائی جائیں گی وہ کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتے بلکہ ہمیشہ فائدہ میں رہیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا

بِالصَّبْرِ o﴾ (سورۂ عصر)

''نماز عصر کی قسم! بے شک سراسر انسان نقصان ہی نقصان میں ہے' سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔''

یعنی حق پر قائم رہنے کی ایک دوسرے کو نصیحت کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے کبھی خسارے میں نہیں رہیں گے بلکہ ایسے لوگوں کے لیے دنیا و آخرت میں بڑے بڑے درجے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (حم سجدة)

''اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو خدائے تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو خدا کے بندوں کو خدا کی طرف بلائے اور خود بھی نیکی کرے اور اسلام قبول کرے اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہوگی یہ ہے جس نے اپنے آپ کو نفع پہنچایا اور خلق اللہ کو بھی اپنی ذات سے نفع پہنچایا یہ ان میں سے نہیں ہے جو منہ کے بڑے لباڑے ہوتے ہیں کہتے ہیں مگر خود نہیں کرتے۔ یہ تو خود بھی کرتا ہے اور دوسروں سے بھی کہتا ہے۔

یہ آیت عام ہے۔ آپ ﷺ سب سے اولیٰ طور پر اس کے مصداق ہیں اور آپ کے قائم مقام جتنے بھی اعلان حق کرنے والے ہیں حتیٰ کہ مؤذن جو حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہہ کر لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتا ہے اور خود بھی نیک عمل کرتا ہے' یہ سب اس آیت کریمہ میں داخل ہیں اس کی مزید تفصیل اسلامی خطبات کے جلد اول میں ملاحظہ فرمایئے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

برائی کو ہاتھ سے مٹا دینا

(۵۱۳۷) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذَالِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۱۳۷) حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تم میں سے شریعت کے خلاف کوئی کام دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس کے خلاف شرع کام کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے اور اگر اسے ہاتھ سے مٹانے کی طاقت نہیں ہے تو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے کہنے کی بھی ہمت نہیں ہے تو اس برے کام کو اپنے دل میں برا جانے اور یہ تیسرا درجہ ایمان کا سب سے زیادہ کمزور ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی شریعت کے خلاف اس کے سامنے کوئی کام ہو رہا ہو تو ایمان کا پہلا درجہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے اس کو مٹا دے۔ جیسے کوئی باجا بجا رہا ہو تو اس کو توڑ دے یا شراب کی بوتل رکھی ہوئی ہو تو اسے بھی انڈیل دے، اسی طرح سے اور بھی کام ہیں اور اگر ہاتھ سے مٹانے کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے منع کرے، وعظ و نصیحت سنائے اور حق بات کو کہنے میں کسی سے خوف نہ کرے یہ ایمان کا دوسرا درجہ ہے۔ اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی ہمت نہیں ہے تو کم از کم اپنے دل میں اسے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے نیچا درجہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسب استطاعت ہر شخص کے ذمہ امر بالمعروف ضروری ہے۔

۵۱۳۷۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النهی عن المنکر ۴۹ .

برائی سے روکنے میں ہی عافیت ہے

(٥١٣٨) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا مِثْلُ قَوْمٍ اِسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ اَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ اَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِيْ فِيْ اَسْفَلِهَا يَمُرُّ بِالْمَآءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا فَتَاَذَّوْابِهٖ فَاَخَذَ فَاسًا جَعَلَ يَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ فَاَتَوْهُ فَقَالُوْا مَالَكَ قَالَ تَاَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَا بُدَّلِيْ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَهُمْ وَاِنْ تَرَكُوْهُ اَهْلَكُوْهُ وَاَهْلَكُوْا اَنْفُسَهُمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۵۱۳۸) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی باندھی ہوئی حدوں میں قائم رہے (آگے نہ بڑھے) اور جو ان میں گھس گیا (گناہ میں پڑ گیا)۔ دونوں کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے کشتی (جہاز) میں قرعہ ڈال کر جگہ بانٹ لی، کسی نے اوپر کا درجہ لیا، کسی نے نیچے کا حصہ، تو جو لوگ نیچے کے درجے میں رہے وہ پانی کے لیے اوپر کے درجے والوں پر سے گزرے تو ان کو تکلیف پہنچنے لگی، پھر نیچے والے کہنے لگے اگر ہم نیچے ہی اپنے درجے میں ایک سوراخ کر لیں تو بار بار آنے سے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے بسولہ لے کر کشتی کے نیچے میں سوراخ کرنا شروع کر دیا۔ اگر اوپر والے ان کو منع نہ کریں بلکہ سوراخ کرنے دیں تو سب ڈوب کر تباہ ہو جائیں گے اور اگر ان کو روکیں تو خود بھی بچیں گے اور دوسرے بھی بچ جائیں گے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی اگر نافرمانوں کو نافرمانی سے روکا جائے تو سب بچ جائیں گے ورنہ سب آفت میں مبتلا ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾ "اس عذاب اور فتنے سے تم ڈرتے بچتے رہو جو تم میں سے صرف گنہگار اور ظالم ہی پر نہیں پڑے گا بلکہ دوسروں لوگوں پر بھی آ پڑے گا۔" جیسے گرانی، قحط سالی، طاعون، ہیضہ اور وبائی بیماری وغیرہ اور اگر اس ماتقدم کے طور پر احتیاطی تدبیریں اختیار کرو گے تو بچ جاؤ گے۔

خود عمل نہ کرنے والے کا عبرت ناک انجام

(٥١٣٩) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يُجَآءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطِحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فُلَانُ مَا شَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۵۱۳۹) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور دوزخ میں ڈالا جائے گا، اس کی انتڑیاں دوزخ میں جاتے ہی اس کے پیٹ سے باہر نکل پڑیں گے تو وہ اپنی انتڑیوں کو لے کر پھرے گا جس طرح گدھا چکی کو پاتا ہے۔ سب دوزخی اس کے پاس اکٹھا ہو جائیں گے اور لعنت و ملامت کے طور پر کہیں گے کہ اے فلاں شخص کیا بات ہے کیا تو ہمیں دنیا میں بھلائی کرنے کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا۔ وہ کہے گا میں تم کو بھلائی کا حکم دیتا تھا اور خود بھلائی نہیں کرتا تھا اور تم کو برائی سے روکتا تھا اور میں خود اس برائی کو کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

٥١٣٨۔ صحيح بخاری كتاب الشهادات باب القرعة في المشكلات ٢٦٨٦ .

٥١٣٩۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق باب صفة النار ٣٢٦٧۔ مسلم كتاب الزهد باب عقوبة من يامر بالمعروف ولا يفعله ٢٩٨٩ .

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا جس طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے اسی طرح سے اس پر عمل کرنا بھی فرض ہے، یعنی خود نیکی کرے اور برائی سے بچتا رہے ورنہ اس آیت کریمہ کا مصداق ہوگا:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾

''کیا تم لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلائیوں سے بھلا بیٹھے ہو۔''

اور تم قرآن مجید پڑھتے بھی ہو یعنی لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو تو خود اس کے عامل بن جاؤ یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ دوسروں کو کہے اور خود عمل نہ کرے۔ اس آیت میں خود عمل نہ کرنے کی وجہ سے ان کی مذمت کی گئی ہے۔

اچھی بات کہنا تو خود ہی اچھا ہے بلکہ واجب وفرض ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کرنا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

﴿وَ مَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ﴾

''یعنی میں ایسا نہیں ہوں کہ تم کو روکوں اور خود کروں میرا ارادہ تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح کا ہے، میری توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے، میرا بھروسا اللہ تعالیٰ پر ہے اور میری رغبت اور رجوع بھی اس کی طرف ہے۔''

اگر دونوں کو چھوڑ دے، یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرے اور خود بھی عمل نہ کرے تو دوہرا گناہ ہوگا اور اگر ایک کرے ایک نہ کرے تو اکہرا گناہ ہوگا۔ (طبرانی)

اور طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مثل الذی یعلم الناس الخیر وینسی نفسه کمثل السراج یضی للناس و یحرق نفسه .)) جو عالم لوگوں کو بھلائی سکھائے اور خود عمل نہ کرے تو اس کی مثال اس چراغ جیسی ہے جو لوگوں کو تو روشنی دے رہا ہو مگر اپنے آپ کو جلا رہا ہے۔ کسی ہندی شاعر نے اسی حدیث کی تائید میں کیا ہی خوب کہا ہے۔

پنڈت بھئے مشالچی باتیں کرے بنائے
اوروں کو بھیجے چاندنی اور آپ اندھرے جائے

علامہ نووی نے شرح اربعین میں یہ لکھا ہے:

مواعظ الواعظ لن تقبلاً
حتی یعیها قلبه اولا
یا قوم من اظلم من واعظ
خالف ماقد قاله فی الملا
اظهر بین الخلق احسانه
وخالف الرحمن بما خلا

کسی واعظ کے وعظ کو ہرگز قبول نہ کرو یہاں تک کہ سب سے پہلے اس کا دل یاد کر کے قبول کرے۔ لوگو! وہ واعظ اور ناصح سب سے زیادہ ظالم ہے کہ جو کچھ اس نے مجمع عام میں کہا تھا اس کے خلاف کیا لوگوں کے سامنے اپنی نیکی ظاہر کرتا ہے اور تنہائی میں خدائے رحمٰن کی مخالفت کرتا ہے۔

فارسی شاعر نے کیا خواب کہا ہے۔

واعظ آں کہ این جلوہ گرمحراب و منبر می کنند
چوں بخدمت می روند آں کار دیگر می کنند

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی فرضیت

(٥١٤٠) عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْلَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۱۴۰) حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ ضرور بالضرور نیکیوں کا حکم کرتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو۔ عنقریب ہے اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے عذاب بھیجے گا تم پر، پھر دعا کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ (ترمذی)

(٥١٤١) وَعَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيْئَةُ فِي الْاَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۵۱۴۱) حضرت عرس ابن عمیرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب زمین میں کوئی گناہ کیا جائے تو اس گناہ کے کرنے کے وقت میں جو کوئی حاضر تھا اور وہاں موجود تھا اس گناہ کو برا سمجھتا تھا تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو وہاں سے غائب تھا، یعنی وہاں موجود ہی نہ تھا تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو وہاں سے غائب تھا، لیکن اس گناہ سے وہ خوش تھا یہ اس شخص کی طرح ہوا جو موجود تھا۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی غائب اور حاضر دل کے اعتبار سے ہے۔ اگر دل سے اس کو برا سمجھتا رہا تو غیر حاضر تھا اور اگر دل میں اچھا سمجھتا رہا تو غیر حاضر بھی حاضر تھا۔

(٥١٤٢) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ ؓ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَقْرَؤُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا هْتَدَيْتُمْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوْمُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ يُوْشِكُ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ

(۵۱۴۲) حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اس آیت کو پڑھتے ہو: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ ''اے ایمان والو! اپنے نفسوں کو لازم پکڑو جب تم ہدایت پر رہو گے تو کوئی گمراہ تم کو نقصان نہیں پہنچائے گا'' اس کے باوجود بھی آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ اے لوگو! جب تم میں سے کوئی خلاف شرع کام دیکھے اور اس کو نہ مٹائے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب نازل فرمائے گا۔ (ابن ماجہ وترمذی) اور ابوداؤد کی

٥١٤٠۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الامر بالمعروف ٢١٦٩۔

٥١٤١۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب الامر والنهی ٤٣٤٥۔

٥١٤٢۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب الامر والنهی ٤٣٣٨۔ ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی نزول العذاب ٢١٦٨۔ ابن ماجه کتاب الفتن باب الامر بالمعروف ٤٠٠٥۔

اَبِیْ دَاوٗدَ ((اِذَارَاَوُالظَّالِمَ فَلَمْ یَاْخُذُوْا عَلٰی یَدَیْهِ اَوْشَكَ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ "وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ" مَا مِنْ قَوْمٍ یَعْمَلُ فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّغَیِّرُوْا ثُمَّ لَا یُغَیِّرُوْنَ اِلَّا یُوْشِكُ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ مَا مِنْ قَوْمٍ یَعْمَلُ فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ هُمْ اَكْثَرُ مِمَّنْ یَّعْمَلُهٗ.

ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ جب تم ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھو تو اس کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے روکو اور اگر اس کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے نہیں روکا تو اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے گا۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ جس قوم میں گناہ کا کام ہو رہا ہو اور لوگ اس کے مٹانے پر قادر بھی ہوں اور پھر اس کو نہ مٹائیں اور نہ روکیں تو سب پر اللہ تعالیٰ عذاب بھیجے گا۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ جس قوم میں گناہ کا کام کیا جا رہا ہو حالانکہ وہ لوگ زیادہ ہیں کرنے والوں کے اعتبار سے۔

(۵۱۴۳) وَعَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ ((مَا مِنْ رَجُلٍ یَكُوْنُ فِیْ قَوْمٍ یَعْمَلُ فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّغَیِّرُوْا عَلَیْهِ وَلَا یُغَیِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتُوْا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ

(۵۱۴۳) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو شخص کسی ایسی قوم میں ہو جہاں کہ ان میں رہ کر گناہ کا کام کرے اور وہ لوگ اس کے مٹانے پر قادر ہوں اور اس کو نہ مٹائیں تو ان کے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کوئی عذاب ان پر بھیجے گا۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

توضیح: یعنی یہ عذاب امر بالمعروف کے چھوڑ دینے پر اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے۔

(۵۱۴۴) وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَااهْتَدَیْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((بَلْ اِئْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰی اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَ هَوًی مُتَّبَعًا وَدُنْیَا مُؤْثَرَةً وَاِعْجَابَ كُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ وَرَاَیْتُ اَمْرًا لَابُدَّلَكَ مِنْهُ فَعَلَیْكَ نَفْسَكَ وَدَعْ اَمْرَا الْعَوَامِّ فَاِنَّ وَرَائَكُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ)) قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْهُمْ قَالَ ((اَجْرُ خَمْسِیْنَ

(۵۱۴۴) حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس آیت کریمہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ ﴿عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ﴾ تم اپنے نفسوں کو لازم پکڑے رہو جب تم صحیح راستے پر رہو گے تو کوئی بے راہ والا تم کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔" تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اچھا کام کرتا ہے اور دوسرے سے کچھ مطلب نہ رکھے تو آپ نے فرمایا: بلکہ تم اچھی باتوں کی حکم کرتے رہو اور بری باتوں سے روکتے رہو یہاں تک کہ جب دیکھو تم کو بخل کی فرمانبرداری کی جا رہی ہو اور ہر رائے والا اپنی رائے کو پسند کر رہا ہو اور تم ایسی باتوں کو بھی دیکھو کو بغیر دیکھے کوئی چارہ نہ ہو اور تم اس کے مٹانے پر بھی قادر نہ ہو، یعنی تمہارے سامنے خلاف شرع کام ہو رہا ہو اور تم اسے دیکھ بھی رہے ہو مگر نہ اس کو مٹا سکتے ہو نہ اس کو منع کر سکتے ہو تو ایسی صورت میں اپنے نفس کو لازم پکڑے رہو اور کوئی کام خلاف شرع مت کرو اور عوام کے معاملے کو چھوڑ دو

۵۱۴۳۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب الامر والنهی ۴۳۳۹۔ ابن ماجه کتاب الفتن باب الامر بالمعروف ۴۰۰۹۔
۵۱۴۴۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة المائدة ۳۰۵۸۔ ابن ماجه کتاب الفتن باب قوله تعالٰی یا ایها الذین امنوا علیکم انفسکم ۴۰۱۴۔ عمرو بن جاریہ اللخمی مجہول ہے۔

مِنْكُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

اور ان کے پیچھے مت پڑو، کیونکہ آیندہ ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم کو صبر کرنا ہی پڑے گا اور اس میں جو شخص صبر کرے گا تو گویا اپنے ہاتھ میں انگارہ لے گا، یعنی صبر کرنا بہت مشکل ہو جائے گا اور جو ایسے زمانے میں نیکی کا کام کرتا رہا تو اس کو پچاس نیک آدمیوں کے نیک کام کرنے کا ثواب ملے گا، یعنی جتنا ثواب پچاس آدمیوں کو ملے گا اتنا ثواب ایک آدمی کو ملے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ پچاس آدمیوں کے ثواب ان ہی لوگوں میں سے ہوگا جو اس زمانے میں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے پچاس آدمیوں کا ثواب، یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ملے گا۔ یعنی پچاس صحابیوں کے ثواب کے برابر اس کو ملے گا۔ (ترمذی وابن ماجہ)

(٥١٤٥) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَطِيْبًا بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا يَكُوْنُ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهٗ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ وَكَانَ فِيْمَا قَالَ ((اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ وَذَكَرَ اَنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاۤءً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهٖ فِي الدُّنْيَا وَلَا غَدْرَ اَكْبَرُ مِنْ غَدْرِ اَمِيْرِ الْعَامَّةِ يُغْرَزُ لِوَاۤءُهٗ عِنْدَ اِسْتِهٖ قَالَ وَلَا يَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِنْكُمْ هَيْبَةُ النَّاسِ اَنْ يَّقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنْ رَاٰى مُنْكَرًا اَنْ يُّغَيِّرَهٗ)) فَبَكٰى اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ قَدْ رَاَيْنَاهُ فَمَنَعَتْنَا هَيْبَةُ النَّاسِ اَنْ نَتَكَلَّمَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ ((اَلَا اِنَّ بَنِيْ اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰى طَبَقَاتٍ شَتّٰى فَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيٰى مُؤْمِنًا وَيَمُوْتُ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ كَافِرًا وَيَحْيٰى كَافِرًا وَيَمُوْتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيٰى مُؤْمِنًا وَيَمُوْتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ يُوْلَدُ كَافِرًا وَيَحْيٰى كَافِرًا وَيَمُوْتُ مُؤْمِنًا قَالَ وَذَكَرَ الْغَضَبَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ سَرِيْعَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ فَاِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ بَطِيْءَ الْغَضَبِ بَطِيْءَ الْفَيْءِ فَاِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ بَطِيْءَ الْغَضَبِ

(٥١٤٥) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عصر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا: قیامت تک کی جتنی باتیں ہونے والی تھیں سبھی کو اس وعظ میں بیان فرما دیا کہ ان باتوں کو یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وعظ میں یہ فرمایا کہ دنیا لذیذ اور خوش ذائقہ اور شیریں اور سرسبز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تم کو دنیا میں اپنا خلیفہ بنائے گا پھر تم کو دیکھے گا کہ تم کیسا کام کرتے ہو، یعنی اچھا کام کرتے ہو یا برا۔ خبردار ہو تم دنیا اور خصوصاً عورتوں سے ہمیشہ چوکنے اور ڈرتے رہو اور اس سے بچتے رہو (کیونکہ یہی دونوں چیزیں تباہ کن ہیں)۔ اور اس وعظ میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو لوگوں کے قول و قرار، عہد و پیمان کو توڑے گا اور عہد شکنی کرے گا تو قیامت کے دن اس کی عہد شکنی کے مطابق غداری اور بے وفائی کا جھنڈا ہوگا جو اس کے سرین پر گاڑا جائے گا۔ امام وقت سے بغاوت کرنا سب سے بڑی غداری ہے اور اس کی غداری کا بھی جھنڈا بڑا پہنچا ہوگا جو اس کے سرین پر گڑا ہوا ہوگا (تمام میدان محشر والے دیکھ کر پہچان جائیں گے کہ دنیا میں یہ بے وفا تھا جس سے اس کی بہت زیادہ رسوائی و ذلت ہوگی)۔ اور اسی وعظ میں آپ نے یہ بھی فرمایا جب تمہیں کوئی حق بات معلوم ہو تو اس سے ضرور کہہ دو، لوگوں کے ڈر اور خوف سے حق بات کہنے سے نہ رکو اور جب کوئی خلاف شرع کام دیکھو تو اسے مٹا دیا کرو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کر کے رونے لگے کہ ہم نے بہت سا کام دیکھا کہ لوگوں کے خوف و ہیبت سے نہ مٹا سکے اور پھر نہ ہم منع کر سکے اور پھر انہوں نے فرمایا کہ آپ نے اس وعظ میں یہ بھی فرمایا: انسانوں کو مختلف درجوں اور مختلف طبقوں میں پیدا کیا گیا ہے، بعض ان میں سے ایسے ہیں جو ایمان ہی پر پیدا کیے گئے ہیں اور ایمان ہی پر زندہ رہیں گے اور ایمان کی حالت پر مریں گے۔ یعنی ابتدائے آفرینش سے لے کر موت تک توحید اور ایمان ہی پر باقی رہیں گے۔

٥١٤٥۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء ما اخبر النبی اصحابه ٢١٩١۔ علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

بَطِیْءَ الْفَیْءِ فَاِحْدَاھُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُکُمْ مَنْ یَکُوْنُ بَطِیْءَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ وَشِرَارُکُمْ مَنْ یَکُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ بَطِیْءَ الْفَیْءِ قَالَ اِتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّہٗ جَمْرَۃٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ اَلَا تَرَوْنَ اِلَی انْتِفَاخِ اَوْدَاجِہٖ وَحُمْرَۃِ عَیْنَیْہِ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَیْءٍ مِنْ ذَالِكَ فَلْیَضْطَجِعْ وَلْیَتَلَبَّدْ بِالْاَرْضِ قَالَ وَذَکَرَ الدَّیْنَ فَقَالَ مِنْکُمْ مَنْ یَکُوْنُ حَسَنَ الْقَضَاءِ وَاِذَا کَانَ لَہٗ اَفْحَشَ فِی الطَّلَبِ فَاِحْدَاھُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْھُمْ مَنْ یَکُوْنُ سَیِّءَ الْقَضَاءِ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَجْمَلَ فِی الطَّلَبِ فَاِحْدَاھُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُکُمْ مَنْ اِذَا کَانَ عَلَیْہِ الدَّیْنُ اَحْسَنَ الْقَضَاءَ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَجْمَلَ فِی الطَّلَبِ وَشِرَارُکُمْ مَنْ اِذَا کَانَ عَلَیْہِ الدَّیْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَفْحَشَ فِی الطَّلَبِ حَتّٰی اِذَا کَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رُؤُسِ النَّخْلِ وَاَطْرَافِ الْحِیْطَانِ فَقَالَ اَمَا اِنَّہٗ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا فِیْمَا مَضٰی مِنْھَا اِلَّا کَمَا بَقِیَ مِنْ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْمَا مَضٰی مِنْہُ))۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو کافر پیدا ہوئے اور کفر ہی کی حالت پر زندہ رہے اور کفر ہی پر مرے۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جو مومن پیدا ہوئے اور ایمان کے ساتھ زندگی گزاری اور کفر پر مرے۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جو کافر پیدا ہوئے اور کفر ہی پر زندہ رہے اور مومن ہو کر مرے۔ اور اس وعظ میں آپ نے غصے کے بارے میں بھی فرمایا: بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہیں جلدی غصہ آ جاتا ہے اور جلد ہی اتر جاتا ہے تو یہ بات اچھی ہے، یعنی جلدی سے اتر جانا اور دوسری بات خراب ہے، یعنی جلدی سے غصہ آنا۔ ایک دوسرے کے مقابلہ میں ہے یعنی جلدی اتر جانا اچھا ہے اور جلدی غصہ آ جانا ٹھیک نہیں ہے۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ جنہیں دیر میں غصہ آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے تو ایک دوسرے کے مقابلے میں ہے، یعنی دیر میں آنا اچھا ہے اور دیر میں جانا برا ہے اور تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کو دیر میں غصہ آئے اور جلدی چلا جائے اور سب سے برا وہ ہے جس کو جلدی غصہ آئے اور دیر میں جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم غصے سے بچتے رہو اور یہ غصہ انسان کے دل پر ایک چنگاری ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ غصے کے وقت میں اس کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں تو جس کو غصہ آئے اس کو زمین پر لیٹ جانا چاہیے اور زمین سے چپک جانا چاہیے تاکہ غصہ جاتا رہے۔ اس وعظ میں آپ نے یہ بھی فرمایا: بعض ایسے لوگ ہیں جو ادا کرنے میں اچھے ہیں۔ اور مطالبہ کرنے میں بھی اچھے ہیں۔ یعنی باہمی لین دین اور معاملہ کرنے میں اچھے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ادا کرنے میں تو اچھے ہیں اور مطالبہ کرنے میں برے ہیں کہ ان میں ایک بات اچھی ہے اور دوسری بات بری ہے۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ ادا کرنے میں برے ہیں اور طلب کرنے میں اچھے ہیں ان میں بھی ایک بات اچھی ہے دوسری بات خراب ہے۔ تو تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو قرض کو ادا کرنے میں اچھا ہے اور مطالبہ کرنے میں بھی نرمی برتتا ہے۔ سب سے برا تم میں وہ ہے جو قرض کے ادا کرنے میں ٹال مٹول کرتا ہے اور ادا کرنے میں برا ہے اور مطالبہ کرنے میں بھی سخت کلامی سے مطالبہ کرتا ہے۔ آپ کا یہ وعظ بہت دیر تک جاری رہا یہاں تک کہ ہم دیکھنے لگے کہ کتنا سورج باقی رہا تو دیکھا کہ سورج کھجوروں کی شاخوں اور دیواروں کے کناروں تک پہنچ چکا تھا، یعنی غروب ہونے کے قریب ہو گیا تھا آپؐ نے وعظ میں فرمایا کہ دنیا زیادہ گزر چکی ہے اور تھوڑا سا زمانہ باقی رہ گیا ہے جتنا کہ آج ادھر کا آفتاب جو غروب ہونے کے قریب آ گیا ہے چند منٹ باقی رہ گئے ہیں۔ اسی طرح سے دنیا کا زیادہ سا حصہ ختم ہو چکا ہے اب تھوڑا ہی سا حصہ باقی رہ گیا ہے۔ (ترمذی)

(٥١٤٦) وَعَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

(۵۱۴۶) حضرت ابوالبختری ایک صحابی سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہرگز نہیں ہلاک ہوں گے یہاں تک کہ زیادہ

٥١٤٦۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب الامر والنھی ٤٣٤٧۔

((لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتّٰى يَعْذُرُوْا مِنْ أَنْفُسِهِمْ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

سے زیادہ گناہ کرنے لگیں گے۔ (اور کوئی منع کرنے والا نہیں ہوگا)۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی کثرت معاصی ہلاکت کا سبب ہے اس حدیث میں یعذ روا۔ اعذار سے ہے جس کے معنی بہت گناہ کرنے کے ہیں۔ قاموس نے یہ لکھا ہے اعذر رفلان ای کثر ذنوبہ جس کی گناہ اور عیب زیادہ ہوں اس کے لیے اعذر بولا جاتا ہے۔ اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے اعذار میں سلب ماخذ ہے یعنی عذر کا ازالہ کہ کوئی عذر نہ ہو عیب ہی عیب ہوں اور گناہ ہی گناہ ہوں جیسا کہ ایک حدیث آپ ﷺ نے فرمایا: ((لقدر اعذر الله الى من بلغ من العمر ستين سنة .)) اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے عذر کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا جس کو ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا دیا۔ (اس عمر میں بھی اگر وہ گناہوں سے باز نہیں آیا اور تائب نہ ہوا تو اب اس کو عذر کا کوئی محل نہیں رہا) تو اس حدیث کا یہ مطلب ہوا تو لوگ اس وقت تک تباہ نہیں ہوں گے جب تک اللہ تعالیٰ کے لیے عذاب اتارے کا عذر قائم نہ کریں گے، یعنی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے جب تک عذاب کے مستحق نہیں ہوں گے اس وقت تک ہلاک نہیں ہوں گے۔

برائی سے روکنے کی طاقت ہونے کے باوجود نہ روکنا

(٥١٤٧) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيِّ نِالْكِنْدِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْلًى لَنَا أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى أَنْ يُنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْا فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

(۵۱۴۷) حضرت عدی بن عدی کندی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک آزاد کردہ غلام نے بیان کیا اس نے میرے دادا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہ کرنے کی وجہ سے عام لوگوں پر عذاب نہیں بھیجتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے سامنے خلاف شرع کاموں کو کرتے ہوئے دیکھ لیں اور اس کے مٹانے پر قادر ہونے کے باوجود نہ مٹائیں۔ جب ایسا کرنے لگیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ عام و خواص کو گرفتار کرلے گا۔ (شرح سنہ)

برائی سے نہ روکنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا

(٥١٤٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْا إِسْرَآئِيْلَ فِيْ الْمَعَاصِيْ نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَ اٰكِلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسٰى بْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ)) قَالَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ ((لَا

(۵۱۴۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑ گئے تو ان کے علمائے کرام نے ان کو روکا، وہ باز نہیں آئے تو وہ بھی ان کی مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے لگے اور ان کی محفلوں میں شریک ہونے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے بھی لگے اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعض دلوں کو بعض پر مار دیا، یعنی جو لوگ گناہ نہیں کرتے تھے ان نافرمانوں سے ملنے جلنے کی وجہ سے ان کے دل بھی سیاہ ہو گئے اللہ تعالیٰ نے تو حضرت داوٗد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت فرمائی۔ ان کی نافرمانیوں اور حکم نہ ماننے

٥١٤٧۔ ضعيف۔ شرح السنة ١٤/ ٣٤٦ ح ٤١٥٥۔ مولیٰ لنا' مجہول ہے۔

٥١٤٨۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الملاحم الامر والنهى ٤٣٣٧۔ ترمذى كتاب تفسير القرآن باب ومن سورة المائدة ٣٠٤٧۔ ابوعبیدہ نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا پس سند منقطع ہے۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تَاطِرُوْهُمْ اَطْرًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ ((كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدَيِ الظَّالِمِ وَلَتَاْطِرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا اَوْلَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ .))

کی وجہ سے راوی نے بیان کیا کہ اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے تو اٹھ بیٹھے اور فرمایا: خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اس وقت تک عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے یہاں تک کہ ظالموں اور گنہگاروں کو ان کے گناہ سے نہ روکو۔ (ترمذی وابوداؤد) اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ خدا کی قسم! تم ضرور بالضرور نیکیوں کا حکم کرتے رہو اور ضرور بالضرور گناہوں سے روکتے رہو اور ظالموں کے ہاتھوں کو پکڑ کر حق بات پر رکھ دو یعنی انہیں ظلم سے چھڑا کر حق پر آمادہ کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بھی ان کے دلوں کی طرح بنا دے گا۔ پھر وہ تم پر لعنت برسائے گا جیسا کہ ان پر لعنت کی۔

توضیح: قرآن مجید میں بنی اسرائیل پر لعنت بھیجنے کا سبب یہی بتایا ہے کہ انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ. كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾

''بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے روکتے نہ تھے جس کو بھی یہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا۔''

یعنی ارشاد ہے کہ بنو اسرائیل کے وہ کافر ملعون ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ان ہی کے زمانے میں ملعون قرار پا چکے تھے اور مخلوق خدا پر ظالم تھے۔ تورات، انجیل، زبور اور قرآن سب کتابیں ان پر لعنت برساتی ہیں۔ یہ اپنے زمانے میں بھی ایک دوسرے کو برے کاموں پر دیکھتے تھے، لیکن بیٹھے رہتے تھے۔ حرام کاریاں اور گناہ کھلے عام ہوتے تھے اور کوئی کسی کو روکتا نہ تھا ان کا بدترین فعل جس کی بنا پر خداوند قدوس کا دردناک عذاب نازل ہوا۔

اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت

(٥١٤٩) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ ((خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ

(۵۱۴۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کی رات میں بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا۔ یہ آپ کی امت کے خطیب، واعظ اور لیکچرار لوگ ہیں جو لوگوں کو اچھی باتیں بتاتے تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے اور خود ہی اپنے نفسوں کو بھولے ہوئے تھے۔ (شرح سنہ وبیہقی) اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ آپ کی امت

٥١٤٩۔ حسن۔ شرح السنة ١٤/ ٣٥٣ ح ٤١٥٩۔ شعب الایمان ١٧٧٣ .

مَالا يَفْعَلُوْنَ وَيَقْرَؤُنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَلَا يَعْمَلُوْنَ.))

کے وہ خطیب لوگ ہیں جو کہتے تھے کرتے نہیں تھے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے تھے عمل نہیں کرتے تھے۔

(٥١٥٠) وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُنْزِلَتِ الْمَائِدَةُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَلَحْمًا وَاُمِرُوْا اَنْ لَّا يَخُوْنُوْا وَلَا يَدَّخِرُوْا لِغَدٍ فَخَانُوْا وَادَّخَرُوْا وَرَفَعُوْا لِغَدٍ فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(٥١٥٠) حضرت عمار بن یاسر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر آسمان سے دستر خوان اتارا گیا جس میں روٹی اور گوشت تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ اس میں سے خیانت نہ کریں گے اور نہ آئندہ کے لیے ذخیرہ بنا کر رکھیں، لیکن انہوں نے خیانت بھی کی اور آئندہ کے لیے ذخیرہ بھی بنا کر رکھا تو اس کی سزا میں ان کی صورتیں مسخ کر دی گئیں، یعنی بندر اور سور بن گئے۔ (ترمذی)

توضیح: قرآن مجید میں ہے:

﴿اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ. قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ. قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (سورہ مائدہ پ ٧)

''وہ وقت قابل یاد ہے جب کہ حواریوں نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ کے رب ایسا کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرمادے؟ آپ نے فرمایا: خدا سے ڈرو اگر تم ایمان دارہ۔ وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جائے اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جائے کہ آپ نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمائیے کہ وہ ہمارے لیے، یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد میں ہیں سب کے لیے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور آپ کی طرف سے ایک نشانی ہو جائے اور آپ ہم کو عطا فرما دیجیے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں، پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا جہاں والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا۔''

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے یہ فرمائش کی تھی کیونکہ وہ غریب و محتاج تھے اور روزی کے کمانے میں زیادہ وقت صرف ہو جاتا تھا تو آسمان سے کھانا آ جایا کرے اور عبادت کرنے کا زیادہ موقع ملے گا اور نہایت دل جمعی سے عبادت الٰہی میں لگے رہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا ان لوگوں نے ناشکری اور خیانت بھی کی اور جو وعدہ کیا۔ اس کے خلاف بھی کیا اس لیے وعدہ الٰہی کے مطابق سخت سزا میں مبتلا ہو گئے۔ (العیاذ باللہ)

٥١٥٠۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ المائدۃ ٣٠٦١۔ سعید بن ابی عروبہ اور قتادہ دونوں مدلس ہیں اور سماع ثابت نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

(٥١٥١) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّهُ تُصِيْبُ اُمَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مِنْ سُلْطَانِهِمْ شَدَائِدُ لاَ يَنْجُوْ مِنْهُ اِلَّا رَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَجَاهَدَ عَلَيْهِ بِلِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَقَلْبِهٖ فَذَالِكَ الَّذِیْ سَبَقَتْ لَهُ السَّوَابِقُ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَصَدَّقَ بِهٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِيْنَ اللّٰهِ فَسَكَتَ عَلَيْهِ فَاِنْ رَاٰى مَنْ يَّعْمَلُ الْخَيْرَ اَحَبَّهُ عَلَيْهِ وَاِنْ رَاٰى مَنْ يَّعْمَلُ بِبَاطِلٍ اَبْغَضَهُ عَلَيْهِ فَذَالِكَ يَنْجُوْ عَلٰى اِبْطَانِهٖ كُلِّهٖ .))

(۵۱۵۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں میری امت پر ایسے بادشاہ مسلط ہو جائیں گے جن کے ہاتھوں سے سخت مصیبتیں پڑیں گی۔ اس مصیبت سے وہی نجات پا سکے گا جو اللہ کے دین کو پہچانتا ہوگا اور دین الٰہی پر جمع ہوا ہوگا۔ وہ اپنی زبان اور اپنے ہاتھ اور دل سے اعلان حق کے لیے جہاد کرے گا، یعنی اپنی زبان سے نصیحت کرے گا اور اگر طاقت ہوگی تو طاقت سے کام لے گا ورنہ دل میں اس چیز کو برا سمجھے گا۔ یہ وہی شخص ہوگا جس کی نیکیاں اور بھلائیاں پہلے سے ہی مقدر ہو چکی ہوں گی کہ یہ شخص برا کام کرے گا یا بھلا کام کرے گا۔ وہ شخص بھی نجات پا جائے گا جو دین کو پہچانتا ہوگا اور دل سے اس کی تصدیق بھی کرتا ہوگا وہ دل وزبان سے جہاد کرے گا اور وہ شخص بھی بچا رہے گا جو اللہ کے دین سے واقف رہا اور خاموش بھی رہا، یعنی جو کسی برے کام کو کرتا دیکھتا زبان سے نہیں روکتا اور نہ ہاتھ سے مٹاتا بلکہ چپ کا رہتا۔ جو کمزور ایمان والا ہے وہ شخص اپنی محبت اور برے کام کو برا سمجھنے کی وجہ سے اور پوشیدہ رکھنے کی وجہ سے نجات کا مستحق ہوگا۔ (بیہقی)

توضیح: یہ تینوں درجے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتے ہیں: ﴿فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ﴾ کہ بعض ان میں سے ظالم وگنہگار ہیں اور بعض میانہ رو ہیں اور بعض بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے ہیں" یہ تینوں گو درجات کے اعتبار سے مختلف ہیں، لیکن اولئك المقربون میں داخل ہوں گے۔

(٥١٥٢) وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى جِبْرِئِيْلَ عليه السلام اَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِیَّ سَاعَةً قَطُّ .))

(۵۱۵۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ فلاں شہر کو جو ایسا ویسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! اس کے باشندوں میں تیرا فلاں بندہ ایسا ہے جس نے ایک منٹ بھی نافرمانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اس شہر کو اس باشندوں سمیت الٹ پلٹ کر کے ختم کرو، خواہ کوئی بھی ان میں ہو۔ اس عابد کا چہرہ کبھی نافرمانیوں کی وجہ سے متغیر نہیں ہوا، یعنی وہاں کے گناہوں کی وجہ سے کبھی ناراض نہیں ہوا۔ (بیہقی)

(٥١٥٣) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۵۱۵۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٥١٥١۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٧٥٨٧۔ سہل بن عمران ضعیف ہے۔
٥١٥٢۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٧٥٩٥۔ عبید بن اسحاق العطار ضعیف ہے۔
٥١٥٣۔ اسنادہ حسن۔ شعب الایمان ٧٥٧٥۔ الصحیحہ ٩٢٩ .

اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَسْاَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَالَكَ اِذَا رَاَيْتَ الْمُنْكَرَ فَلَمْ تُنْكِرْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيُلَقّٰى حُجَّتَهٗ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ خِفْتُ النَّاسَ وَرَجَوْتُكَ.)) رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان

نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے پوچھے گا کہ تجھے اس وقت کیا ہوگیا تھا جب تو نے شریعت کے خلاف کام کرتے ہوئے دیکھا اور تم نے اسے منع نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کے دل میں اپنی دلیل ڈال دے گا تو وہ بندہ کہے گا اے میرے رب! میں لوگوں سے ڈر گیا تھا اور تیری بخششوں کا امیدوار تھا۔ ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

(٥١٥٤) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ الْمَعْرُوْفَ وَالْمُنْكَرَ خَلِيْقَتَانِ يُنْصَبَانِ لِلنَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَمَّا الْمَعْرُوْفُ فَيُبَشِّرُ اَصْحَابَهٗ وَيُوْعِدُهُمُ الْخَيْرَ وَاَمَّا الْمُنْكَرُ فَيَقُوْلُ اِلَيْكُمْ اِلَيْكُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهٗ اِلَّا لُزُوْمًا)). رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان

(۵۱۵۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ قیامت کے دن بھلائی اور برائی کا مجسمہ بنا کر لوگوں کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو بھلائی اچھی بھلائی کرنے والوں کو خوش خبری دے دے گی اور بھلائی اور نیکی کرنے والوں سے انجام بالخیر کا وعدہ دے گی کہ آج ان سب کا انجام اچھا ہوگا۔ اور برائی لوگوں سے کہے گی دور ہو دور رہو۔ میرے پاس نہ آؤ، مگر لوگ اس کو چمٹ جائیں گے جیسے دنیا میں لوگ اس سے چمٹتے رہتے تھے۔ (احمد و بیہقی)

توضیح: اللہ تبارک و تعالیٰ نے نیکی اور بدی کے سلسلہ میں فرمایا ہے:

﴿وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا. اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا. مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (سورۂ بنی اسرائیل پ ۱۵)

''ہم نے ہر انسان کو برائی و بھلائی کو اس کے گلے لگا دیا ہے اور بروز قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامہ اعمال نکالیں گے جسے وہ اپنے روبرو کھلا ہوا پالے گا۔ لے خود ہی اپنی کتاب آپ ہی پڑھ لے آج تو آپ ہی اپنا خود حساب لینے کو کافی ہے۔ جو راہ راست حاصل کر لے وہ خود اپنے ہی بھلے بھلائی کے لیے راہ یافتہ ہوتا ہے اور جو بھٹک جائے اس کا بوجھ بار اس ہی کے اوپر ہے کوئی بوجھ والا کسی کا بوجھ اپنے اوپر نہ لادے گا ہماری عادت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب کرنے لگیں۔''

❁❁❁❁

٥١٥٤۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٤/ ٣٩١۔ شعب الایمان ١١٨٠۔ قتادہ اور حسن بصری دونوں مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

کِتَابُ الرِّقَاقِ

دل کو نرم کرنے والی باتوں کا مفصل بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

صحت اور فراغت دو عظیم نعمتیں

(٥١٥٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۱۵۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سے لوگ فریب اور دھوکہ کھا جاتے ہیں' ان میں نقصان اٹھاتے ہیں ان کی قدر نہیں کرتے' بلکہ ان کو برباد کر ڈالتے ہیں۔ ان میں سے ایک صحت اور تندرستی ہے' دوسری فراغت اور بے فکری اور فرصت ہے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی جب اللہ تعالیٰ تندرستی کی نعمت عطا فرمائے اور بے فکری بھی دے تو اس کو غنیمت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ سمجھنا چاہیے اور ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ دین یا دنیا کا کوئی نہ کوئی کام کرتے رہنا چاہیے تندرستی ہزار نعمت ہے اور بہت بڑی دولت ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: النعمة اذا فقدت عرفت یعنی نعمت بعد چھن جانے کے بعد اس کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ تندرستی کی حالت میں تندرستی کی قدر معلوم نہیں ہوتی بیماری کی حالت میں معلوم ہوتی ہے تو کھوئی ہوئی تندرستی کو حاصل کرنے کے لیے دوا دارو وغیرہ سے بڑی کوشش کرنی پڑتی ہے اور فارغ البالی اور بے فکری بالفاظ دیگر آزادی سب سے بڑی نعمت ہے۔ بے فکری کی نعمت تو بڑے بڑے امیروں اور سرمایہ داروں کو بھی حاصل نہیں ہے۔ بلکہ غریبوں سے زیادہ وہ حصول زر و جاہ کے لیے بڑے فکرمند ہوتے ہیں۔ انہیں چین و سکون اور دلی اطمینان نہیں ہوتا ہے۔ تو ایسی دولت کو کیا کرنا جس سے سکون نہ ہو اور ایسی محبت سے کیا نتیجہ کہ کوئی اچھا کام نہ کیا نہ دین کا نہ دنیا کا اس نے اپنی عزیز عمر کو ضائع کر دیا۔ یہ وقت ہمیشہ صحت اور تندرستی کے ساتھ نہیں ملا کرتا۔ اور نہ ایسی نوعمری ہی فارغ البالی کے ساتھ ملتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے وقت ضائع نہ کرو۔ وقت کو نعمت سمجھو۔ گویا وقت کو ضائع کرنا زندگی کو ضائع کرنا ہے۔

دنیا اور آخرت کی مثال

(٥١٥٦) وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَايَجْعَلُ اَحَدُكُمْ

(۵۱۵۶) حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دریا میں اپنی انگلی ڈال دے پھر دیکھے کہ کتنا پانی اس کی انگلی کے ساتھ آیا

٥١٥٥۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما جاء فی الرقاق ٦٤١٢۔

٥١٥٦۔ صحیح مسلم کتاب الجنة باب فضاء الدنیا ٢٨٥٨۔

اِصْبَعَهٗ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ بِمَ یَرْجِعُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ . ہے۔(مسلم)

یعنی دریا اور سمندر سے انگلی میں زیادہ سے زیادہ ایک آدھ قطرہ پانی لگے گا' تو مطلب یہ ہوا کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں نہایت حقیر و ذلیل ہے جو پانی کے قطرہ سے بھی کم ہے اور آخرت دنیا کے اعتبار سے ایک سمندر اور دریا کے غیر متناہی پانی کے مثل ہے۔یعنی دنیا آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے تو باقی کو فانی سے کیا نسبت۔دنیا کی ہر ایک نعمت سریع الزوال ہے اور آخرت کا عیش و آرام ہمیشہ ہے۔تو فانی کو باقی اور ہمیشگی پر ترجیح نہیں دینا چاہیے۔

توضیح: اب واضح طور سے معلوم ہو گیا کہ دنیا کی نعمتوں کو پا کر مغرور ہونا سخت نادانی ہے اور بڑا خوش نصیب وہ ہے کہ جو دنیا کی نعمتوں کو پا کر اچھائیوں اور خدا کی مرضی کے مطابق اور دین برحق پر خرچ کرتا ہے تو وہ شخص دنیا اور آخرت دونوں جگہ بڑا ہی بھلائیوں والا اور جنت میں بہت اونچا مقام پانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت؟

(۵۱۵۷) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ فَقَالَ ((اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ)) فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهٗ لَنَا هٰذَا بِشَيْءٍ قَالَ ((فَوَ اللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۵۱۵۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکری کے مرے ہوئے بچے کے پاس سے گزرے جس کے چھوٹے چھوٹے کان تھے اور وہ بھی کٹے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس مرے ہوئے بکری کے بچے کو ایک درہم میں کون لینا پسند کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی کسی حالت میں بھی اس کو لینا پسند نہیں کرے گا اور لے کے کوئی کیا کرے گا جبکہ وہ مرا ہوا ہے نہ کھانے کے قابل ہے اس کو تو کوئی مفت بھی نہیں لے گا۔اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بکری کے مرے ہوئے بچے یعنی مردہ لاش سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے۔(مسلم)

۵۱۵۷۔ صحیح مسلم کتاب الزهد باب ۲۹۵۷ .

توضیح: پرہیز گار اور سمجھدار اس دنیا کو سڑی گلی اور مردہ لاش جان کر اسے کسی طرح لینا پسند نہیں کرتے بلکہ اس کی طرف دیکھتے بھی نہیں ہیں۔امام غزالی رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں ایک عبرتناک اور سبق آموز حکایت کیمیائے سعادت ص ۵۱ میں لکھی ہے جسے ہم لکھ رہے ہیں۔

حکایت

ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی کی' شاہزادے نے جس رات کو اپنی دلہن کے پاس جانا چاہا بہت سی شراب پی لی۔جب مست ہوا تو دلہن کی تلاش میں نکلا اور خلوت خانہ میں جانے کا قصد کیا راہ بھول گیا۔گھر سے باہر نکل آیا اور چلا یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچا ایک گھر دیکھا اور اس میں چراغ نظر آیا سمجھا کہ دلہن کا گھر میں نے پالیا' جب اندر گیا تو کچھ لوگوں کو سوتے دیکھا تب پکارا۔مگر کسی نے جواب نہ دیا۔سمجھا کہ سب سوتے ہیں ایک شخص کو دیکھا کہ نئی چادر منہ پر تانے ہے۔شاہزادے نے اپنے دل میں کہا کہ یہی میری دلہن ہے۔اس کے پہلو میں لیٹا اور اس پر سے چادر اتار لی تو اس کے دماغ میں خوشبو پہنچی۔کہا بے شک یہی دلہن ہے کہ خوشبو ملے ہوئے ہے۔چنانچہ اس کے ساتھ جماع کرنے لگا اور اپنی زبان اس کے منہ میں دے دی اس کو نمی پہنچی تو سمجھا کہ میری خاطر مدارات کرتی ہے اور گلاب چھڑکتی ہے۔جب صبح ہوئی تو شاہزادہ ہوش میں آیا تو اس حجرے کو آتش پرستوں کا مقبرہ پایا جو لوگ اس کی دانست میں سوئے تھے وہ حقیقت میں مردے تھے جس کی نئی چادر تھی اور جسے اپنی دلہن سمجھا تھا وہ ایک ڈراونی صورت بڑھیا تھی، یہ دو چار دن پہلے میں مری تھی۔وہ خوشبو کافور وغیرہ کی تھی وہ رطوبت جو شاہزادہ نے اپنے تئیں دیکھا تو تمام بدن نجاست سے بھرا ہے اور اس کے لعاب دہن سے منہ کا مزا کڑوا ہے۔چاہا کہ اس کی

ندامت اور رسوائی اور آلودگی کے مارے مرجائے۔ اور ڈرا کہ ایسا نہ کہ میرا باپ یعنی بادشاہ اور اس کی فوج وسپاہ اس حالت سراپا نجاست میں مجھے دیکھ پائے وہ اسی سوچ میں تھا کہ اس کا باپ یعنی بادشاہ مع افسران ولشکر اس کی تلاش میں آ پہنچا۔ اسے ان خرابیوں کی حالت میں دیکھا شاہزادہ نہایت ہی نادم ہوا اور اس کا جی چاہا کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو اس میں سما جاتا تا کہ اس ذلت ورسوائی سے نجات مل جاتی۔

اے عزیز! فردائے قیامت میں دنیا اور دنیا کی تمام لذتوں اور خواہشوں کو بھی اسی طرح سے دیکھیں گے' دنیوی خواہشوں کے ساتھ ملے رہنے سے ان کے دل میں جو اثر رہا ہوگا وہ بھی اس نجاست اور تلخی کا سا ہوگا جو اس شاہزادہ کے بدن اور دہن میں رہی تھی۔ دنیادار اس سے بھی زیادہ وہاں پر رسوا ہوں گے اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مکاشفہ میں دنیا کو بڑھیا عورت کی صورت میں دیکھا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے کتنے خاوند کیے؟

بولی: ''اس کثرت سے کہ گنتی میں نہیں آ سکتے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پھر یہ سوال کیا کہ ''مر گئے یا طلاق دے دی۔''

اس نے کہا..... تمام کو مار ڈالا۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''تعجب ہے ان احمقوں پر جو دیکھتے ہیں کہ دوسروں کے ساتھ تو نے کیا سلوک کیا اور پھر بھی تیری رغبت کرتے ہیں' عبرت نہیں پکڑتے۔ "اللّٰهم اعصمنا من سحرها" (کیمیائے سعادت)

امام بیہقی اور امام غزالی نے یہ حدیث بیان کی ہے:

((ان رسول الله ﷺ وقف علی مزبلة فقال تلموا الی الدنیا واخذ خرقا قد بلیت علی تلك المزبلة و عظاما قد نخرت فقال هذه الدنیا وهذه اشاله الی ان زینة الدنیا ستخلق مثل تلك الخرق وان الاجسام التی تربی بها ستصیر عظاما بالیة .)) (احیاء العلوم)

''یعنی رسول اللہ ﷺ ایک قبر پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے فرمایا: آؤ تم دنیا دیکھو۔ آپ ﷺ نے اس قبر پر سے گلا سڑا کپڑا اور بوسیدہ اور گلی ہوئی ہڈی لے کر فرمایا کہ یہ دنیا ہے۔ دنیا کی زینت اس کپڑے کی طرح ہے اور جسم کی ہڈی اس سڑی ہوئی ہڈی کی طرح ہے یعنی مرنے کے بعد جسم بھی سڑ جائے گا اور ہڈی بھی گل جائے گی اور کپڑا بھی پرانا ہو کر چھتڑا ہو جائے گا۔''

دنیا کی کسی چیز کے لیے بقا و دوام نہیں ہے۔ اس حدیث کی اس قدر تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ کو دنیا و مافیہا دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا کہ بہت بہتر۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ مطہرہ کے ایک جنگل میں تشریف لائے وہاں ایک جگہ کھوپڑیاں اور پاخانہ اور ہڈیاں و چھتڑے پڑے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! یہ کھوپڑیاں ایسے ہی چاہت کیا کرتی تھیں جیسے تم کرتے ہو اور ایسے ہی عمل کیا کرتی تھیں جیسے تم کرتے ہو۔ آج یہ ایسی ہو گئیں کہ ان پر چمڑا بھی باقی نہیں اب چند دن میں راکھ ہو جائیں گی اور پاخانہ جو دیکھتے ہو یہ ان کی غذا تھی نہ معلوم کہاں کہاں سے کما کر کھایا تھا آج ایسا ہو گیا کہ تم کو اس سے نفرت ہے اور چیتھڑے ان کی پوشاک کے ہیں کہ ہوا سے مارے مارے اڑتے ہیں اور یہ نلبان ان کے چوپایوں کے ہیں جن پر چڑھ چڑھ کر شہر بشہر پھرا کرتے تھے۔ پس جب یہ انجام ناپائیدار دنیا کا ہے تو یہ مقام عبرت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب تک خوب رو نہ لیتے تب تک وہاں سے نہ ٹلے۔

گزر ناگاہ جب میرا ہوا شہر خموشاں سے

عجب نقشہ نظر آیا وہاں شاہان عالم کا

کہیں آئینہ زانوئے سکندر کا شکستہ تھا
کہیں ٹوٹا پڑا تھا کاسہ سرخاک جس کا

(۵۱۵۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۱۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی مومن کے لیے جو جنت میں عیش و آرام ملے گا اس کے اعتبار سے دنیا میں وہ آرام و عیش نہیں ہے جیسے قید خانہ میں آرام نہیں ہے۔ اس لحاظ سے دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جو کفر کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا وہاں کی تکلیفیں جھیلے گا تو وہاں کے لحاظ سے دنیا اس کے لیے جنت ہے۔ اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ مومن احکام شرعیہ کی پابندی کی وجہ سے اور اپنے نفس کو دنیا کے لذائذ اور عیش و عشرت کے چھوڑنے کی وجہ سے گویا اس کے حق میں دنیا جیل خانہ ہے اور کافر بے دھڑک بے روک ٹوک نفس پروری کرتا ہے اور نہ حلال و حرام میں فرق ہی کرتا ہے شتر بے مہار کی طرح جو چاہتا ہے کھاتا ہے اس لیے اس کے حق میں دنیا جنت ہی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا اس کے حق میں سجن ہے اور کافر کے لیے دنیا بہشت ہے اور آخرت میں اس کے لیے قید ہی ہے، اور مومن کے لیے اعلیٰ علیین ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

﴿كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَا أَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ ۝ إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ ۝ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّآ إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ كَلَّآ إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝﴾

''یقیناً بدکاروں کا نامہ اعمال سجین میں ہے تجھے کون بتائے کہ سجین کیا ہے؟ یہ تو کتاب میں لکھا جا چکا ہے۔ اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے جو جزا و سزا کے دن کو جھٹلاتے رہے۔ اسے صرف وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے زیادہ نکل جانے والا اور گنہگار ہوتا ہے۔ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے یہ پہلے لوگوں کا افسانہ ہے۔ کیوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے یہی نہیں بلکہ یہ لوگ اس دن دیدار باری تعالیٰ سے محروم رہیں گے پھر لوگ بالیقین جہنم میں جھونکے جائیں گے۔ پھر کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلاتے رہے۔ یقیناً نیکوکاروں کا نامہ اعمال علیین میں ہے۔ تجھے کون بتائے کہ علیین کیا ہے وہ تو کتاب میں لکھا جا چکا ہے اس کے پاس مقرب فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے۔ مسہریوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ تو ان کے چہروں سے ہی نعمت کی تر و تازگی پہچان لے گا۔ یہ لوگ خالص شراب پلائے جائیں گے جس پر مشک کی مہر ہوگی۔ رغبت کرنے والوں کو اس کی رغبت کرنی چاہیے۔ اس کی آمیزش تسنیم ہوگی۔ یعنی وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔''

۵۱۵۸۔ صحیح مسلم کتاب الزهد ۲۹۵۶.

نیکی رائیگاں نہیں جاتی

(۵۱۵۹) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ اللّٰهَ لَایَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً یُعْطٰی بِهَا فِی الدُّنْیَا وَیُجْزٰی بِهَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَاعَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَةِ لَمْ یَکُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ یُجْزٰی بِهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۱۵۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی مومن کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا ہے' دنیا میں بھی اس کو اس نیکی کے بدلے میں دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی دیا جائے گا اور کافر کو بھی جو اللہ کے لیے نیک کام کیا ہے اس کی نیکی کا بدلہ دیا جاتا ہے جیسے اس کو کھلاتا پلاتا ہے۔ مال و دولت میں ترقی عطا کرتا ہے لیکن آخرت میں اس کو کچھ نیکی کا بدلہ نہیں دیا جائے گا۔ (مسلم)

توضیح: کیونکہ ایمان دار تھا نہیں اور کافر کو اس کی نیکی کے بدلے میں جو کچھ مل جاتا ہے وہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ﴾

''جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی کچھ دے دیں گے۔ ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

یعنی اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے ایک کو دوسرے کے ہاتھ روزی پہنچا رہا ہے ایک بھی نہیں جسے اللہ تعالیٰ بھول جائے، نیک و بد ہر ایک اس کے ہاں کا وظیفہ خوار ہیں جیسے فرمایا: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا الخ﴾ ''زمین پر چلنے پھرنے والے تمام جانداروں کی روزیوں کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے۔'' وہ ہر ایک کے رہنے سہنے کی جگہ کو بخوبی جانتا ہے اور سب کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہوا بھی ہے، وہ جس کے لیے چاہتا ہے کشادہ روزی مقرر کرتا ہے وہ طاقتور اور غالب ہے جسے کوئی چیز مغلوب نہیں کر سکتی۔ پھر فرماتا ہے ''جو آخرت کے اعمال کی طرف توجہ کرتا ہے ہم خود اس کی مدد کرتے ہیں اسے قوت و طاقت دیتے ہیں، اس کی نیکیاں بڑھاتے رہتے ہیں۔ کسی نیکی کو دس گنا کر دیتے ہیں، کسی کو سات سو گنا۔ کسی کو اس سے بھی زیادہ۔''

الغرض آخرت کی چاہت جس دل میں ہوتی ہے اس شخص کو نیک اعمال کی توفیق خدا کی طرف سے عطا فرمائی جاتی ہے اور جس کی تمام کوشش دنیا حاصل کرنے کی ہوتی ہے، آخرت کی طرف اس کی توجہ نہیں ہوتی تو وہ دونوں جہان سے محروم رہتا ہے دنیا کا ملنا خدا کے ارادے پر موقوف ہے۔ ممکن ہے وہ ہزاروں کوششیں کرے اور دنیا سے بھی محروم رہ جائے، بدنیتی کے باعث عقبیٰ تو برباد ہی کر چکا تھا دنیا بھی نہ ملی تو دونوں جہاں سے گیا گزرا ہوا اور اگر تھوڑی سی دنیا بھی گئی تو کیا؟

چنانچہ دوسری آیت میں اس مضمون کو مقید بیان کیا گیا ہے فرمایا:

﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ یَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْکُوْرًا ۝ کُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّکَ وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ کَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَکْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَکْبَرُ تَفْضِیْلًا ۝﴾ (سورہ بنی اسرائیل)

۵۱۵۹۔ صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین باب جزاء المؤمن ۲۸۰۸.

''جو شخص دنیا کا طلب گار ہوگا ایسوں میں سے ہم جسے چاہیں اور جتنا چاہیں دے دیں گے پھر اس کے لیے جہنم تجویز کریں گے جس میں بدحال اور راندہ درگاہ ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو آخرت کی طلب کرے گا اور اس کے لیے جو کوشش کرنی چاہیے کرے گا اور ہوگا بھی وہ باایمان تو ناممکن ہے کہ ایسوں کی کوشش کی قدر دانی نہ کی جائے۔ دنیاوی بخششیں وعطا تو عام ہے اس سے ان کی سب امداد ہم کرتے ہیں اور تیرے رب کی یہ دنیوی عطا کسی پر بند نہیں۔ خود دیکھ لو کہ ہم نے ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دے رکھی ہے۔ یقین مان لو کہ درجوں کے اعتبار سے بھی اور فضیلت کی حیثیت سے بھی آخرت بہت بڑی ہے۔''

جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿من يعمل سوء يجز به﴾ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کون نجات پائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے گا کیا تو غمگین نہیں ہوتا' کیا تو رنج نہیں اٹھاتا کیا تو بیمار نہیں ہوتا کیا تم کو بلائیں نہیں پہنچتیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! تو فرمایا: یہ اس چیز کے بدلے اور سزائیں دیے جاتے ہو۔

(٥١٦٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلَ حُجِبَتْ.

(۵۱۶۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم شہوتوں اور لذتوں سے ڈھانپ دی گئی ہے اور جنت تکلیفوں اور مشقتوں سے ڈھانپ دی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی خواہشات نفسانی سے جہنم تک رسائی ہوتی ہے اور خدا ترسی اور خدا پرستی سے جنت تک رسائی ہوتی ہے۔

کسی کی ظاہری حالت پر نہ جاؤ

(٥١٦١) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَ انْتَكَسَ وَ اِذَا شِيْكَ فَلَا انْتُقِشَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ اِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَ اِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۱۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روپیہ پیسہ اور درہم و دینار اور چادر کا بندہ ہلاک و برباد ہو' اس لیے کہ جب یہ چیزیں اس کو دے دی جاتی ہیں تو خوش ہو جاتا ہے اور جب نہیں دی جاتیں تو ناخوش ہوتا ہے۔ تو گویا درہم و دینار کا بندہ خدا کا بندہ نہیں ہے۔ خدا کرے یہ شخص برباد ذلیل ہو، جب کوئی مصیبت پڑ جائے تو اس سے نہ ہٹے اور جب کوئی اس کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے نہ نکلے، البتہ اس بندہ کے لیے خوشی اور مبارک ہو جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے اس کے سر کے بال میدان جنگ میں رہنے سہنے کی وجہ سے پراگندہ ہو گئے اس کے قدم بھی گرد آلود ہیں جہاد میں جہاں کہیں جس کام پر لگا دیا جاتا ہے وہ خوشی بخوشی وہاں چلا جاتا ہے اور اس کام کو بطریق احسن انجام دیتا ہے، اگر اس کو لشکر کی نگہبانی اور چوکیداری پر مقرر کر دیا جاتا ہے تو پوری نگرانی سے ذمہ داری کرتا ہے اور اگر لشکر کے پیچھے رہنے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہاں پر رہتا ہے اور ڈیوٹی پوری طرح ادا کرتا ہے لیکن اس کے غریب ہونے اور خستہ حالت ہونے کی وجہ سے اگر کسی کے پاس آنے کی اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت نہیں ملتی ہے اور اگر وہ کسی کے لیے سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی۔ (بخاری)

٥١٦٠۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حجبت النار ٦٤٨٧۔ مسلم کتاب الجنة ٢٨٢٣.

٥١٦١۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الحراسة ٢٨٨٧.

دنیا کی خوش حالی سے نبی کریم ﷺ کا خوف کھانا

(٥١٦٢) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِّنْ بَعْدِیْ مَا یُفْتَحُ عَلَیْکُمْ مِّنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَیَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ یُنْزَلُ عَلَیْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَآءَ وَقَالَ اَیْنَ السَّائِلُ وَکَاَنَّهٗ حَمِدَهٗ فَقَالَ ((اِنَّهٗ لَایَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا یُنْبِتُ الرَّبِیْعُ مَا یَقْتُلُ حَبَطًا اَوْیُلِمُّ اِلَّا اٰکِلَةَ الْخَضِرِ اَکَلَتْ حَتّٰی امْتَدَّتْ خَاصِرَ تَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَیْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَاَکَلَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِحَقِّهٖ وَوَضَعَهٗ فِیْ حَقِّهٖ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِغَیْرِ حَقِّهٖ کَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ وَیَکُوْنُ شَهِیْدًا عَلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۵۱۶۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے انتقال کے بعد جن چیزوں سے ڈرتا ہوں ان میں سے دنیا کی تروتازگی اور خوش حالی اور زینت بھی ہے جو اسلامی فتوحات کے بعد ان کو حاصل ہوں گی۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ بہت سے ملک فتح ہوں گے' غنیمت کا مال ہاتھ آئے گا اور ہماری حالت بہتر سے بہتر ہو جائے گی ہم فارغ البال ہو کر زیادہ سے زیادہ عبادت الٰہی میں کوشش کریں گے تو کیا یہ چیزیں برائی لائیں گی اور برائی کا ذریعہ بن جائیں گی؟ یہ سن کر آپؐ خاموش ہو گئے ہم نے سمجھا کہ آپ پر وحی اترنے لگی ہے جب وحی اتر چکی تو آپؐ نے اپنے چہرے مبارک سے پسینہ صاف کیا اور فرمایا کہ وہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ گویا آپ نے سائل کے سوال کو اچھا سمجھا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بھلائی بھلائی ہی ہے اور بھلائی برائی کو نہیں لایا کرتی ہے اور نہ برائی کا ذریعہ ہی بن سکتی ہے لیکن غلط استعمال کرنے کی وجہ سے برائی لا سکتی ہے اس کی مثال یوں سمجھو کہ بہار کے موسم میں سبزہ اگتا ہے تو ہر جگہ ہریالی ہی ہریالی نظر آتی ہے تو اس سبزہ میں فی نفسہ کوئی برائی نہیں ہے لیکن جب کوئی بھوکا جانور اس سبزہ کو حد سے زیادہ کھا لے تو بدہضمی ہو جائے گی اور بدہضمی کی وجہ سے مر جائے گا یا مرنے کے قریب ہو جائے گا۔ البتہ جس جانور نے سبزے کے چند لقموں کے کھانے پر اکتفا کیا۔ شکم سیر ہو گیا اس کے دونوں پہلو تن گئے۔ کوکھیں بھی پر ہو گئیں۔ تو اس نے چرنا چھوڑ دیا۔ اور دھوپ میں بیٹھ گیا جیسا کہ جانوروں کی عادت ہوتی ہے کہ پیٹ بھرنے کے بعد دھوپ میں لیٹ جاتے ہیں تو دھوپ کی گرمی سے پیٹ نرم ہو گیا اور کھایا پیا سب ہضم ہو گیا تو کھڑا ہو کر اس نے ملین (پائخانہ) کیا اور پیشاب بھی کیا پھر دوبارہ اس نے اس سبزے کو چرنا شروع کیا تو پہلے کی طرح پھر کیا تو جب اعتدالی رفتار سے کھاتا پیتا رہے گا۔ تندرست بھی رہے گا۔ اور اگر اس نے زیادہ کھا لیا تو بدہضمی سے مر ہی جائے گا۔ بس یہی حال اس مال کا ہے جو سرسبز اور خوش ذائقہ اور شیریں ہے جس نے جائز طریقہ سے لیا اور صحیح راستے میں اس کو خرچ کیا تو یہ مال بہترین مددگار ہے اور جس نے ناحق اور ناجائز طریقے سے لیا تو اس کی حرص و لالچ کبھی بھی بند نہیں ہو سکتی وہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا جو کھاتا جائے اور آسودہ نہ ہو اور یہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔

(٥١٦٣) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَوَ اللّٰهِ لَا الْفَقْرُ اَخْشٰی

(۵۱۶۳) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہارے افلاس اور محتاجگی سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے

٥١٦٢۔ صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب الصدقة علی الیتامی ١٤٦٥۔ مسلم کتاب الزکاۃ باب تخوف ما یخرج من زهرة الدنیا ١٠٥٢.

٥١٦٣۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب ١٢۔ ٤٠١٥۔ مسلم کتاب الزهد ٢٩٦١.

عَلَيْكُمْ وَ لٰكِنْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَا فَسُوْهَا كَمَا تَنَا فَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ڈرتا ہوں کہ میرے بعد دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے گی جیسے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی۔ یعنی ملک و دولت کے مالک ہو جاؤ گے اور روزی میں بہت کشادگی ہو جائے گی تو تم اسی میں رغبت کرنے لگو گے اور اس کی لذتوں میں پھنس جاؤ گے جس طرح سے پہلے لوگ رغبت کرنے لگے اور جس طرح پہلے لوگوں کو دنیا نے ہلاک کیا اسی طرح تم بھی ہلاک کر دیے جاؤ گے۔ (بخاری و مسلم) کسی نے سچ کہا۔ (سچ ہے پیٹ پھولا خدا بھولا)۔

رسول کریم ﷺ کی اپنے اہل کے لیے دعا

(٥١٦٤) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا "وَفِىْ رِوَايَةٍ" كَفَافًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۱۶۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے یہ دعا کی تھی: ((اللّٰھم اجعل رزق ال محمد قوتا.)) ''یا اللہ محمد ﷺ کی آل کو بقدر ضرورت روزی دے۔'' یعنی بقدر کفاف جس سے زندگی محفوظ رہے۔ بہت مال داری اور روزی کی کثرت آپ نے اپنی اولاد کے لیے پسند نہ رکھی کیونکہ ایسی حالت میں اکثر خدا سے غفلت ہو جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث میں امت محمدیہ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ روزی کی طلب میں زیادہ مشقت نہ اٹھایں اور قوت و کفاف کی مقدار پر اکتفا کریں اور حد اعتدال سے تجاوز نہ کریں۔

(٥١٦٥) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۱۶۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے فلاح حاصل کر لی جس نے اسلام کو قبول کر لیا اور مسلمان ہو گیا اور بقدر ضرورت روزی دیا گیا۔ اور جو کچھ خدا نے اسے دیا اس پر قناعت کیا۔ (مسلم)

انسان کا حقیقی مال کون سا ہوتا ہے؟

(٥١٦٦) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِىْ مَالِىْ وَاِنَّ مَالَهٗ مِنْ مَالِهٖ ثَلٰثٌ مَّا اَكَلَ فَاَفْنٰى اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰى اَوْ اَعْطٰى فَاقْتَنٰى وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۱۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ کہتا ہے یہ میرا مال ہے یہ میرا مال ہے یعنی اپنے مال پر گھمنڈ و فخر کرتا ہے اور تحقیق کہ اس کا مال تین قسم کا ہے ایک تو وہ جو کھا چکا اور فنا کر ڈالا یا پہنا اور پرانا کر کے پھاڑ ڈالا یا اس نے خدا کے راستہ میں دیا اور آخرت کے لیے ذخیرہ بنا لیا۔ ان تینوں کے علاوہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔ (مسلم)

٥١٦٤۔ صحيح بخارى كتاب الرقاق باب كيف كان يعش النبىؐ ٦٤٦٠۔ مسلم كتاب الزهد ١٠٥٥.

٥١٦٥۔ صحيح مسلم كتاب الزكاة باب فى الكفاف ١٠٥٤.

٥١٦٦۔ صحيح مسلم كتاب الزهد ٢٩٥٩.

مرنے کے بعد عمل ساتھ جاتا ہے

(٥١٦٧) وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلٰثَةٌ فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَ يَبْقٰى عَمَلُهٗ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۱۶۷) حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس میت کے ساتھ تین چیزیں پیچھے پیچھے جاتی ہیں ان میں سے دو چیزیں واپس آ جاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ باقی رہتی ہے اس کے ساتھ اس کے اہل وعیال اور خویش واقارب جاتے ہیں اور مال یعنی نوکر چاکر بھی ساتھ جاتے ہیں اور اس کی زندگی کا کیا ہوا عمل بھی ساتھ جاتا ہے تو بھائی بند اور نوکر چاکر تو واپس آ جاتے ہیں اس کا عمل اس کے ساتھ رہتا ہے۔(بخاری ومسلم) (اگر اس کا اچھا عمل ہے تو خیر ورنہ شر)

مال وہی ہے جو فی سبیل اللہ خرچ کردیا

(٥١٦٨) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَامِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهٖ قَالَ ((فَاِنَّ مَالَهٗ مَاقَدَّمَ وَ مَالُ وَارِثِهٖ مَااَخَّرَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۱۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ایسا ہے جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال کو زیادہ محبوب جانے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہر شخص اپنے ہی مال کو اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب سمجھتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیا ہے اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ کر جائے گا۔(بخاری ومسلم)

(٥١٦٩) وَعَنْ مُطَرِّفٍ ؓ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقْرَأُ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ ((يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِيْ مَالِيْ قَالَ وَهَلْ لَّكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْلَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ اَوْتَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۱۶۹) حضرت مطرف ؓ اپنے والد سے نقل کرکے بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ سورہ الھکم التکاثر پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کہتا ہے کہ میرا مال ہے حالانکہ اس کا مال وہی ہے جو کھا چکا اور فنا کر چکا یا پہن لیا اور پرانا کر دیا یا صدقہ وخیرات کرکے آگے بھیج دیا۔(مسلم)

توضیح: یعنی اس وقت آپ ﷺ یہ سورہ پڑھ رہے تھے:

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ○ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ○ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ○ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ○ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ○﴾ (سورہ تکاثر پ ۳)

''زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کردیا یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے۔ نہیں نہیں تم معلوم کرلو گے، اور ابھی ابھی تمہیں علم ہو جائے گا۔ یوں نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لیتے۔ بے شک تم جہنم دیکھ لوگے اور تم اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لوگے پھر اس دن تم سے ضروری بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔''

٥١٦٧۔ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب سكرات الموت ٦٥١٤۔ مسلم كتاب الزهد ٢٩٦٠.

٥١٦٨۔ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب ما قدم من ماله ٦٤٤٢.

٥١٦٩۔ صحيح مسلم كتاب الزهد ٢٩٥٨.

(٥١٧٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرْضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۵۱۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تونگری زیادہ مال اور ساز و سامان پر موقوف نہیں ہے کیونکہ تونگری دل کی بے نیازی سے ہے۔ (بخاری و مسلم)

یعنی زیادہ سامان اور مال و دولت کے ہونے سے آدمی نہ غنی ہوتا ہے نہ تونگر ہی۔ البتہ غریب اور محتاج ہوتے ہوئے وہ دوسروں کے متاع اور مال و دولت سے بے نیاز ہے اور قناعت پر اکتفا کرتا ہے لالچ وحرص دنیا طلبی زیادہ نہیں رکھتا وہی غنی ہے اور دنیاوی غنی بھی جیسا کہ شاعر نے کہا ہے: ''ہر آں ناں کہ غنی اند محتاج تر اند'' اور اس کا برعکس یہی ہوگا کہ قناعت کے اعتبار سے ''ہر کہ محتاج تر ند تونگر انند۔''

توضیح: علامہ شیرازی رحمہ اللہ نے کیا ہی دوٹوک فیصلہ کیا ہے کہ ''تونگری بدل است نہ بمال و بندگی بعقل است نہ بسال'' البتہ دنیا داروں کے نزدیک تو مال دار اسی کو کہیں گے جس کے پاس روپیہ پیسہ مال و دولت اور ساز و سامان زیادہ ہو لیکن اہل علم اور عقل مندوں کے نزدیک تو وہی زیادہ تونگر اور غنی ہے جس کا دل غنی ہو۔

حضرت علی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

رضينا قسمة الجبار فينا
لنا علم وللجهال مال
فان المال يفنى عن قريب
وان العلم يبقى لا يزال

''ہمارے لیے خدائے جبار و قہار نے جو فیصلہ کیا ہے اس پر ہم دل و جان سے راضی ہیں۔ کیونکہ ہمارے حصہ میں علم آیا اور جاہلوں کے حصہ میں مال آیا۔ کیونکہ علم ہمیشہ باقی رہنے والی دولت ہے اور رہا مال و دولت تو یہ بہت جلد ختم ہونے والی دولت ہے تو ہم فانی پر باقی کو ترجیح دیتے ہیں۔''

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتیں

(٥١٧١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ يَّاْخُذُ عَنِّیْ هٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ)) قُلْتُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ ((اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَ وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ

(۵۱۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھ سے ان باتوں کو سیکھ کر خود بھی عمل کرے اور ایسے کو بتا دے جو ان باتوں پر عمل کر سکے؟ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے سکھا دیجیے میں ان شاء اللہ عمل کروں گا اور ایسے کو سکھا دوں گا جو اس پر عمل کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ان پانچ باتوں کو شمار کیا۔ (۱) حرام سے بچو، سب سے زیادہ عابد بن جاؤ گے۔ (۲) راضی بالقضاء وقدر رہو گے' تو سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے۔ (۳) اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ بھلائی کرو'

٥١٧٠ـ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب الغنى غنى النفس ٦٤٤٦ـ مسلم كتاب الزكاة باب ليس الغنى كثرة العرض ١٠٥١ .

٥١٧١ـ مسند احمد ٢/ ٣١٠ـ الصحيحه ٩٣٠ـ سنن الترمذی كتاب الزهد باب من الغنى المحارم ٢٣٠٥ .

لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

تو کامل مومن بنو گے۔ (۴) اور جو اپنے لیے چاہو وہی لوگوں کے لیے چاہو تو کامل مسلمان بن جاؤ گے۔ (۵) اور زیادہ مت ہنسو' اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مار دیتا ہے۔ (احمد۔ ترمذی)

عبادت کے لیے فراغت دل کی آسودگی

(٥١٧٢) وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَ اَسُدَّ فَقْرَكَ وَ اِنْ لَّاتَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۱۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا یعنی اپنے دل کو دنیاوی کاموں سے فارغ کر کے اور خالی کر کے میرے طرف متوجہ ہو جا اور نہایت ہی اطمینان قلب سے میری عبادت کر تو میں تیرے دل کو بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کے سوراخوں کو بند کر دوں گا یعنی تیری محتاجی دور کر دوں گا اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں تیرے ہاتھ کو دنیاوی شغل سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کے سوراخوں کو بھی نہیں بند کروں گا (تو ہمیشہ دنیاوی مشاغل میں منہمک رہے گا اور حیران و پریشان رہے گا نہ تیری محتاجی دور ہو گی اور نہ حرص ہی دور ہو گی)۔ (احمد' ابن ماجہ)

(٥١٧٣) وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعِبَادَةٍ وَاجْتِهَادٍ وَ ذُكِرَ اٰخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تَعْدِلْ بِالرِّعَةِ يَعْنِي الْوَرَعَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۱۷۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا ایک عابد مشقت اٹھانے والا اور دوسرا عابد پرہیز گار۔ یعنی ان دونوں میں سے کون سب سے افضل ہے' عابد مجتہد یا عابد متقی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تقویٰ اور پرہیز گاری کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ (ترمذی) یعنی جو عابد تقویٰ والا ہو گا وہ اس عابد سے بہتر ہے جو غیر تقویٰ والا ہو۔ تقویٰ میں سب بھلائیاں آ گئیں کہ حرام چیزوں اور مشکوک چیزوں سے بچنے والا ہو اور عبادت بغیر تقویٰ کے قابل قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے باعزت شخص متقی ہے۔

پانچ باتوں کو غنیمت سمجھو

(٥١٧٤) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْاَوْدِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ وَّهُوَ يَعِظُهُ ((اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَ صِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا.

(۵۱۷۴) حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے یہ فرما رہے تھے کہ ان پانچ نعمتوں کو پانچ آفتوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے (۳) غنا یعنی بے نیازی کو محتاجی سے پہلے (۴) اور فارغ البالی کو مشغولیت سے پہلے (۵) اور زندگی کو موت سے پہلے۔ (ترمذی)

٥١٧٢۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ٢/ ٣٥٨۔ سنن الترمذی کتاب ٢٤٦٦۔ ابن ماجہ کتاب الزھد باب الھم بالدنیا ٤١٠٧.

٥١٧٣۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب ٦٠۔ ٢٥١٩۔ محمد بن عبدالرحمٰن مجہول ہے۔

٥١٧٤۔ شرح السنة ١٤/ ٢٢٤ ح ٤٠٢١ کتاب الزھد لابن المبارک ٢.

توضیح: مولانا حالی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مفہوم کو اپنی ''مسدس'' میں اس طرح سے ادا فرمایا ہے۔

جتائی انہیں وقت کی قدر و قیمت
دلائی انہیں کام کی حرص و رغبت
کہا چھوڑ دیں گے سب آخر رفاقت
ہوں فرزند وزن اس میں یا مال و دولت
نہ چھوڑے گا پر ساتھ ہرگز تمہارا
بھلائی میں جو وقت تم نے گزارا
غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے
فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے
اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت
جو کرنا ہے کر کہ تھوڑی ہے مہلت

(٥١٧٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا یَنْتَظِرُ اَحَدُکُمْ اِلَّا غِنِیً مُّطْغِیًا اَوْ فَقْرًا مُّنْسِیًا اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا اَوْهَرَمًا مُّفْنِدًا اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا اَوِ الدَّجَّالَ فَالدَّجَّالُ شَرٌّ غَائِبٌ یُّنْتَظَرُ اَوِ السَّاعَةُ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰی وَ اَمَرُّ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ النَّسَائِیُّ.

(٥١٧٥) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نہیں انتظار کرتے ہو مگر تونگری اور سرمایہ داری کا' جو تم کو گناہ میں ڈالنے والی ہے۔ یا ایسی محتاجی جو آخرت سے بھلا دینے والی ہے۔ یا ایسی بیماری جو تمہیں تباہی میں ڈالنے والی ہے یا ایسی موت جو اچانک قتل کرنے والی ہے یا دجال کے فتنہ کا اور دجال کا فتنہ ابھی غائب ہے جس کا انتظار ہے۔ یا قیامت کا اور قیامت بھی عنقریب آنے والی ہے اور یہ سب سے زیادہ سخت اور تلخ ہے۔ (ترمذی۔ نسائی)

توضیح: اس کا بھی مطلب وہی ہے جن کا بیان پانچ نعمتوں کا پانچ آفتوں سے پہلے میں آ چکا ہے یعنی فرصت اور فراغت کو غنیمت سمجھ لینا چاہیے ورنہ کبھی نہ کبھی ان آفتوں کا شکار ہونا پڑے گا اور بہت افسوس کرنا پڑے گا مگر وقت نکل جانے کے بعد افسوس کرنے سے کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے۔

کہ اب پچھتاوے کیا ہوت ہے
جب چڑیا چگ گئی کھیت

اور کسی نے کہا ہے:

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا دور دورہ دکھاتا نہیں

٥١٧٥۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی المبادرة بالعمل ٢٣٠٦۔ محرز بن ہارون متروک ہے۔

دنیا میں کھو جانا عقلمندی نہیں

(٥١٧٦) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۱۷۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سن لو دنیا ملعون ہے۔ یعنی خدا کی رحمت سے دور ہے۔ اور جو دنیا میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جائے گا وہ خدا کی رحمت سے دور ہو جائے گا اور دنیا کی ہر چیز ملعون ہے اور رحمت خداوندی سے دور کرنے والی ہے مگر ذکر الٰہی اور جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھے۔ ان دونوں چیزوں میں ہر قسم کی بھلائی آ گئی۔ اور وہ عالم جو شریعت کا جاننے والا ہو یا علم کا سیکھنے والا یعنی علم شرعی کے پڑھانے والے یہ سب رحمت خداوندی کے مستحق ہیں۔ (ترمذی ابن ماجہ)

(٥١٧٧) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شُرْبَةً)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۱۷۷) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کی عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کسی کافر کو دنیا میں سے ایک گھونٹ پانی نہیں پلاتا (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) یعنی دنیا کی عزت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔

(٥١٧٨) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتَتَّخِذُوْا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِيْ الدُّنْيَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۱۷۸) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ضیعہ کو نہ پکڑو ورنہ تم دنیا میں پھنس جاؤ گے۔ (ترمذی) یعنی دنیا کے کے پیشوں اور ساز و سامان (جیسے زمین باغ زراعت) میں ایسے مشغول نہ ہو کہ (اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاؤ) اور شب و روز دنیا ہی سے رغبت رہے (حالانکہ حلال پیشہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں اسی لیے زراعت، صنعت، تجارت وغیرہ دنیا کے تمام دھندوں کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ مگر اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ سمجھے بلکہ اس کو آخرت سے صلاح اور فلاح کا ذریعہ کرے جیسے کہتے ہیں "الدنیا مزرعة الاخرة" مومن ہر وقت اور ہر کام میں آخرت کی بہبودی کا خیال مقدم رکھتا ہے اور جس دنیا سے آخرت برباد ہو اس کو ٹھکرا دیتا ہے۔

(٥١٧٩) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۱۷۹) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کا نقصان کیا۔ اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا کا نقصان کیا۔ تو تم باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی چیز پر ترجیح دو۔ (احمد، بیہقی)

توضیح: یعنی جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو

٥١٧٦۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الزھد باب ١٤۔ ٢٣٢٢۔ ابن ماجه کتاب الزھد باب مثل الدنیا ٤١١٢.

٥١٧٧۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الزھد باب ما جاء فی ھوان الدنیا ٢٠٢٠۔ ابن ماجه کتاب الزھد باب مثل الدنیا۔ الصحیحه ٩٠٤٣.

٥١٧٨۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی کتاب الزھد باب ٣۔ ٢٣٢٨۔ الصحیحه ١٢.

٥١٧٩۔ حسن۔ مسند احمد ٢/ ٤١٢۔ شعب الایمان ١٠٣٣٧۔ الصحیحه ٣٢٨٧.

نقصان پہنچایا۔ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے تو تم باقی کو فانی پر ترجیح دو۔ یعنی آخرت کو لیکن عام طور پر لوگ فانی یعنی دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا○ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى○ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى○ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى○﴾

''لیکن تم تو دنیا کا خیال سامنے رکھتے ہو اور آخرت بہت بہتر اور بہت باقی رہنے والی ہے یہ باتیں پہلی کتابوں میں اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کی کتابوں میں بھی ہے۔''

اسی لیے اللہ والوں نے دنیا کو لات مار کر طلاق دے دی ہے اسی کے سلسلے میں کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

ان لله عبادا فطنا
طلقوا الدنيا و خافوا الفتنا
نظروا فيها فلما علموا
انها ليست لحى وطنا
جعلوها لجة واتخذوا
صالح الاعمال فيها سفنا

''اللہ تعالیٰ کے سمجھدار بندوں نے دنیا کو چھوڑ دیا اور فتنہ سے اندیشہ کیا۔ اور دنیا میں نظر غور سے دیکھا تو انہوں نے خوب جان لیا کہ دنیا کسی زندہ آدمی کے لیے وطن نہیں ہے بلکہ دنیا کو ایک گہرا سمندر سمجھا اور نیک عملوں کو کشتی بنایا۔''

(٥١٨٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٥١٨٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دینار اور درہم کے غلام پر لعنت اور پھٹکار ہے۔ (ترمذی) یعنی جو روپیہ پیسہ کے کمانے میں ہمیشہ مشغول رہتا ہے پیسے کی محبت میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہے نہ اسے خدا اور رسول ﷺ سے محبت ہے اور نہ خوف آخرت ہے تو وہ دنیا دار روپیہ پیسہ کا غلام ہے خدا کا غلام نہیں ہے تو ایسا شخص خدا کی رحمت سے دور رہے گا۔

دنیا کی بحث اور مال و دولت کی لالچ

(٥١٨١) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَاذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَلَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

(٥١٨١) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے والد مالک سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیے جن کو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے (تو وہ بہت سی بکریوں کو چیر پھاڑ کر اور کھا پی کر بہت نقصان پہنچائے گا۔) لیکن وہ اتنا نقصان نہیں پہنچائیں گے جتنا کہ انسان کو انسان کی حرص اور دنیا کی محبت اور مال کی لالچ دنیا کے منصب وجاہ و دولت پر دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔ (ترمذی، داری)

٥١٨٠۔ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ٤٢۔ ٢٣٧٥۔ یونس بن عبید اور حسن بصری دونوں مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے بخاری کی حدیث ٦٤٣٥ اس سے مختلف ہے۔

٥١٨١۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ٣٤۔ ٢٣٧٦۔ دارمی کتاب الرقاق باب ما ذئبان جائعان ٢/ ٣٠٤ ح ٢٧٣٣.

توضیح: دنیاوی حرص اور مال و دولت کی چاہت دین اور ایمان کو بھیڑیوں سے بھی زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ بھیڑیا بکری کو خراب کرتا ہے مگر مال کی حرص ولالچ ڈاکہ ڈال کر ایمان کو خراب کر دیتی ہے۔

اس حدیث میں عن ابیہ غلط ہے کیونکہ کعب کے والد مالک ہیں اور مالک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے۔ جامع ترمذی میں عن ابن کعب بن مالک عن ابیہ ہے اور یہ درست ہے۔(ز)

غیر ضروری تعمیر پر کوئی ثواب نہیں

(٥١٨٢) وَعَنْ خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا اَنْفَقَ مُؤْمِنٌ مِنْ نَفَقَةٍ اِلَّا اُجِرَ فِيْهَا اِلَّا نَفَقَتَهُ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ .

(۵۱۸۲) حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن بندہ جو اپنی زندگی میں خرچ کرتا ہے تو اس سے اس کو ضرور ثواب دیا جاتا ہے اور جو مٹی زمین اور بلاضرورت مکان وغیرہ کے بنانے میں خرچ کرتا ہے اسے اس کو ثواب نہیں ملتا ہے۔(ترمذی' ابن ماجہ) یعنی اپنے رہنے سہنے کے لیے مکان اور معیشت کے لیے زمین اور بیوی بچوں کے کھلانے پلانے سب میں ثواب ملے گا اور جو اپنی ضرورت کے علاوہ ہوگا اس کا ثواب نہیں ملے گا۔

(٥١٨٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلنَّفَقَةُ كُلُّهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

(۵۱۸۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں سب خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے مگر ضرورت سے زیادہ مکان بنانے میں خرچ کرے گا اس کے خرچ کرنے میں کوئی بھلائی نہیں۔(ترمذی) کیونکہ وہ اسراف میں داخل ہے۔

ضرورت سے زائد رہائشی حصہ تعمیر کرنے پر رسول کریم ﷺ کی ناراضگی

(٥١٨٤) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا وَّنَحْنُ مَعَهُ فَرَاٰى قُبَّةً مُشْرِفَةً فَقَالَ ((مَا هٰذِهٖ)) قَالَ اَصْحَابُهُ هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَكَتَ وَ حَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى لَمَّاجَآءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذَالِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكٰى ذَالِكَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ

(۵۱۸۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لے چلے' ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلے' تو ایک محلّہ میں بہت اونچی اور قبہ دار یعنی گنبد والی عمارت دیکھی۔ یعنی کئی منزل کی عمارت تھی اور اوپر گنبد بنا ہوا تھا۔ تو آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا: یہ کس کی عمارت ہے یا مکان؟ تو ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ فلاں انصاری کا مکان ہے یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور دل ہی دل میں اس کی نفرت کو پوشیدہ رکھا جب وہ گنبد بنانے والے انصاری صحابی آپ کے دربار میں حاضر ہوئے تو سلام کیا تو آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اس نے کئی دفعہ ایسا کیا اور آپ اعراض کرتے ہی رہے یہاں تک کہ وہ سمجھ گیا

٥١٨٢۔ صحيح۔ سنن الترمذی كتاب صفة القيامة باب ٤٠۔ ٢٤٨٣۔ ابن ماجه كتاب الزهد باب فی البناء والخراب ٤١٦٣۔ الصحيحه۔ ٢٨٣١ .

٥١٨٣۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب صفة القيامة باب ٤٠۔ ٢٤٨٢۔ زافر ضعیف ہے۔

٥١٨٤۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی اتخاذ الفرف ٥٢٣٨۔ الصحيحه ٢٨٣٠ .

فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰی قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰی سَوَّاهَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ ((مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوْا)) شَكٰی اِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ ((اَمَا اِنَّ كُلَّ بِنَآءٍ وَبَالٌ عَلٰی صَاحِبِهٖ اِلَّا مَالَا يَعْنِیْ اِلَّا مَالَا بُدَّ مِنْهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

کہ آپ کو میری طرف سے نفرت ہے۔ تو اس نے اپنے ساتھیوں سے اس کی وجہ پوچھی تو اس کے دوستوں نے کہا ہمیں کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہے مگر ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ آپ کا گزر تمہارے قبہ دار مکان سے ہوا تھا تو اسے دیکھ کر آپ نے یہ پوچھا کہ یہ قبہ دار مکان کس کا ہے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ فلاں انصاری کا ہے تو شاید تمہاری اتنی اونچی عمارت اور قبہ دار مکان بنانے سے آپ ناراض ہو گئے ہوں۔ یہ سن کر وہ انصاری اپنے قبہ دار مکان کے پاس واپس آیا اور اسے گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ پھر اس کے بعد آپ ایک روز ادھر تشریف لے گئے تو نہ اس مکان کو دیکھا اور نہ ہی گنبد کو دیکھا تو آپ نے دریافت کیا کہ اس قبہ دار مکان کا کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا اس نے ہم لوگوں سے یہ پوچھا تھا کہ آپؐ نے مجھ سے اعراض کیوں کیا تو ہم نے اسے بتایا تو اس نے اس گنبد والے مکان کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا یہ سن کر آپ نے فرمایا جو مکان ضرورت سے زیادہ بنایا جائے وہ وبال ہے اور باعث عذاب ہے۔ مگر اپنے رہنے سہنے کے لیے ضرورت کے مطابق کوئی مکان بنا لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں (ابوداؤد) اسی ضرورت کے ماتحت مسجدیں اور اسلامی مدرسے اور مسافر خانے بھی ہیں۔

دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب

(٥١٨٥) وَعَنْ اَبِیْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ ؓ قَالَ عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمِيْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَ ابْنُ مَاجَهَ وَ فِیْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ اَبِیْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَدٍ بِالدَّالِ بَدَلَ التَّاءِ وَهُوَ تَصْحِيْفٌ.

(٥١٨٥) حضرت ابو ہاشم بن عتبہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ وصیت فرمائی ہے کہ تمہیں دنیا کے تمام مالوں میں سے صرف اتنا رکھ لینا کافی ہے کہ خدمت کے لیے کوئی غلام ہو اللہ کے راستہ میں جانے کے لیے کوئی سواری ہو۔ (احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

یعنی ایک غلام اور ایک سواری رکھ سکتے ہو۔

(٥١٨٦) وَعَنْ عُثْمَانَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((لَيْسَ لِابْنِ اٰدَمَ حَقٌّ فِیْ سِوٰی هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهٗ وَثَوْبٌ يُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتَهٗ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَآءِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٥١٨٦) حضرت عثمان ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے لیے صرف ان تین چیزوں کا رکھنا جائز ہے اور ان کے علاوہ درست نہیں ہے (۱) رہنے سہنے کے لیے ایک مکان (۲) شرمگاہ چھپانے کے لیے کپڑا (۳) کھانے پینے کے لیے روٹی اور پانی۔ (ترمذی)

(٥١٨٧) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُهٗ اَحَبَّنِیَ ((اللّٰهُ وَاَحَبَّنِیَ النَّاسُ قَالَ اِزْهَدْ فِی الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا عِنْدَ

(٥١٨٧) حضرت سہل بن سعد ؓ نے بیان کیا ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے کوئی کام بتا دیجیے کہ جب میں اسے کرنے لگوں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت رکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ازهد فی الدنیا تم

٥١٨٥۔ حسن۔ مسند احمد ٥/ ٢٩٠۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ١٩۔ ٢٣٢٧۔ ابن ماجه کتاب الزهد باب الزهد فی الدنیا ٤١٠٣۔ نسائی کتاب الزینة باب اتخاذ الخادم ٥٣٧٤.

٥١٨٦۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ٣٠۔ ٢٣٤١۔ الضعیفه ١٠٦٣.

النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

دنیا سے بے رغبتی اور بے توجہی اختیار کرلو اور کسی سے کوئی طمع اور خواہش نہ رکھو تو سب تم سے محبت کرنے لگیں۔(ترمذی' ابن ماجہ)

توضیح: یعنی زہد ایک ایسا کام ہے جس کے کرنے کی وجہ سے خدا بھی محبت رکھتا ہے اور لوگ بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ زھد کے معنی دنیا سے بے رغبتی اور نفرت کرنے کے ہیں۔کہا جاتا ہے:((افضل الناس مومن مزهد.))''سب سے افضل لوگوں میں سے وہ مومن ہے جس کے پاس دنیا کا مال ومتاع کم ہو یا جو دنیا کو حقیر اور بے حقیقت سمجھے۔''اس میں رغبت نہ کرے۔((ليس عليه حساب ولا على مومن مزهد.))اس سے حساب نہ ہوگا اور نہ اس مومن سے جس کے پاس دنیا کا سامان کم ہو۔

امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ زہد کیا ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ زہد یہ ہے کہ حلال رزق ملے تو خدا کا شکر نہ بھولے۔ ہر دم اس کا شکر ادا کرتا رہے۔فرائض اور نوافل ادا کرتا رہے۔زکوٰۃ اور صدقہ دیتا رہے اور حرام کا مال چھوڑ دینے پر صبر کرتا رہے۔گو دوسرے لوگوں کو دیکھے کہ وہ حرام مال کما کما کر مال دار ہو گئے ہیں مگر ایسی مالداری پر لعنت کرے اور اپنی محتاجی پر صابر رہے۔بعض بزرگوں نے فرمایا درویش وہ ہے کہ اپنی درویشی لوگوں سے چھپائے رکھے۔لوگ یہ جانیں کہ یہ دنیادار ہے کوئی اس سے اعتقاد نہ رکھے۔معانی الاخبار میں ہے کہ زہد یہ ہے کہ جو اپنا مالک چاہے وہی خود بھی چاہے اور جو مالک ناپسند کرے اس کو خود بھی ناپسند کرے۔اور حلال مال کو اپنے موقع پر خرچ کر ڈالے، جوڑ کر نہ رکھے اور حرام کی طرف خیال نہ کرے۔

زہد کا اعلیٰ درجہ ورع کا ادنیٰ درجہ ہے۔اور ورع کا اعلیٰ درجہ رضا کا ادنیٰ درجہ ہے تو رضا کا مرتبہ انتہائی مرتبہ ہوا۔یعنی بندہ اپنے مالک کی محبت میں ایسا غرق ہو جائے کہ اس کے ہر فعل سے راضی اور خوش ہو۔مطلق ملال اور ناراضی نہ آئے۔بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ زہد تین باتوں کو چھوڑ دینے سے حاصل ہوتا ہے ایک تو زیب وزینت۔دوسرے خواہش۔تیسرے دنیا۔زھد کی ''ز'' اشارہ ہے زینت کا۔اور''ھ'' اشارہ ہے خواہش کا۔اور''د'' اشارہ ہے دنیا کا۔

(٥١٨٨) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَامَ عَلٰى حَصِيْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِيْ جَسَدِهٖ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَبْسُطَ لَكَ وَنَعْمَلَ فَقَالَ ((مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَااَنَا وَالدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَكَهَا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

(٥١٨٨) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سو گئے اور چٹائی کے بنائی کے نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر پیوست ہو گئے۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ!اگر آپ ہمیں حکم دیتے تو اس پر ہم نرم بستر بچھا دیتے اور آرام دہ چیز رکھ دیتے۔یعنی تکیہ وغیرہ۔یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:مجھے دنیا سے کیا غرض میری اور دنیا کی مثال ایک مسافر کی طرح ہے جو کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کے لیے اتر پڑا ہو۔پھر وہاں سے چل پڑا اور سایہ دار درخت کو اسی جگہ چھوڑ گیا۔(احمد' ترمذی' ابن ماجہ)یعنی میری دنیا مسافر خانہ ہے۔سفر کی حالت میں ضرورت سے زیادہ سامان کے لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

٥١٨٧۔ صحيح۔ سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب فى الزهد فى الدنيا ٤١٠٢۔ الصحيحه ٩٤٤۔ سند ضعیف ہے لیکن کثیر طرق کی بنا پر صحیح ہے۔

٥١٨٨۔ صحيح۔ مسند احمد ١/ ٣٩١۔ سنن الترمذى كتاب الزهد باب ٤٤۔ ٢٣٧٧۔ ابن ماجه كتاب الزهد باب مثل الدنيا ٤١٠٩.

رسول کریم ﷺ کے محبوب مومن کے اوصاف

(۵۱۸۹) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اَغْبَطُ اَوْلِیَآئِیْ عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِنَ الصَّلٰوةِ اَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَاَطَاعَهٗ فِی السِّرِّ وَ کَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَایُشَارُ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ وَکَانَ رِزْقُهٗ کَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰی ذَالِكَ ثُمَّ نَقَدَ بِیَدِهٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِیَّتُهٗ قَلَّتْ بَوَاكِیْهِ قَلَّ تُرَاثُهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۱۸۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ماننے والے دوستوں میں سے میرے نزدیک سب سے بہتر اور اچھا قابل رشک وہ مومن ہے جو نہایت ہلکا پھلکا ہو۔ یعنی دنیاوی ساز و سامان اور مال و دولت نہ رکھتا ہو۔ نماز کا نصیبہ والا ہو یعنی بہت زیادہ نماز پڑھنے والا ہو اور اپنے رب کی بہت اچھی عبادت کرنے والا ہو اور پوشیدگی و تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ہو اور لوگوں میں چھپا ہوا گمنام ہو کہ اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جاتا ہو۔ یعنی معروف مشہور لوگوں میں نہ ہو اور نہ زیادہ لوگ اس کے جاننے پہچاننے والے ہوں اور برابر سرابر اس کو روزی مل رہی ہو اسی پر صبر و قناعت سے گزر بسر کرتا رہا ہو۔ نہ لوگوں کا محتاج ہی ہوا اور نہ اندوختہ ہی ہو۔ پھر آپ ﷺ نے دست مبارک سے ایک چٹکی بجائی اور فرمایا کہ اس کی موت اس کو جلدی لے چلی نہ اس پر کوئی رونے والا ہے اور نہ کوئی وارث ہے جو اس کے مال کا وارث ہو کیونکہ اس کے پاس مال ہی نہیں ہے جو اس کا وارث ہو۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

زہد نبوی

(۵۱۹۰) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّیْ لِیَجْعَلَ لِیْ بَطْحَآءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَایَا رَبِّ وَ لٰكِنْ اَشْبَعُ یَوْمًا وَ اَجُوْعُ یَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْكَ وَ ذَكَرْتُكَ وَ اِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَشَكَرْتُكَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِیُّ.

(۵۱۹۰) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے یہ بات پیش فرمائی کہ مکہ مکرمہ کے سنگ ریزوں کو میرے لیے سونا بنا دے۔ میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میں یہ نہیں چاہتا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھا نا کھا لوں اور دوسرے دن بھوکا رہوں۔ جب میں بھوکا رہوں گا تو بھوک کی حالت میں تیری طرف گڑگڑاؤں گا اور عاجزی و زاری کروں گا اور تجھے خوب یاد کروں گا اور جب میں آسودہ رہوں گا تو تیری تعریف اور شکر گزاری کروں گا۔ (احمد، ترمذی)

(۵۱۹۱) وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِیْ سِرْبِهٖ مُعَافًی فِیْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ یَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِیْزَتْ لَهُ الدُّنْیَا بِحَذَافِیْرِهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

(۵۱۹۱) حضرت عبداللہ بن محصن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کو اس حال میں بیدار ہو کہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو اور جسم کے اعتبار سے تندرست ہو۔ یعنی بے خوف اور خیر و عافیت اور صحت اور تندرستی کی حالت میں صبح کو اٹھا اور صرف ایک ہی دن کے کھانے کا سامان اس کے پاس ہو تو گویا اس کے لیے دنیا کی ساری نعمتیں جمع کر دی گئی ہیں اور ساری

۵۱۸۹۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ۵ / ۲۵۲۔ سنن الترمذى كتاب الزهد باب ما جاء فى الكفاف ۲۳۴۷۔ ابن ماجه كتاب الزهد باب من لا يؤبه له ۴۱۱۷۔ ایوب بن سلیمان اور اس کا والد دونوں ضعیف ہے۔

۵۱۹۰۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ۵ / ۲۵۴۔ سنن الترمذى كتاب الزهد باب ما جاء فى الكفاف ۲۳۴۷۔ علی بن یزید اور عبید بن زحر دونوں ضعیف راوی ہیں۔

۵۱۹۱۔ حسن۔ الصحيحه ۲۳۱۸۔ سنن الترمذى كتاب الزهد باب ۳۴۔ ۲۳۴۶.

دولت اس کے لیے اس کے سامنے سمیٹ دی گئی ہے۔ (ترمذی) یعنی امن اور تندرستی اور ایک دن کی خوراک اس کے لیے دنیا بھر کی دولت سے بہتر ہے۔

پیٹ سے زیادہ برا برتن کوئی نہیں

(٥١٩٢) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَامَلَا اٰدَمِيٌّ وِعَآءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَامُحَالَةَ فَثُلُثٌ طَعَامٌ وَ ثُلُثٌ شَرَابٌ وَثُلُثٌ لِنَفْسِهٖ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۱۹۲) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ آدمی کے لیے بھرے ہوئے پیٹ سے زیادہ برا برتن کوئی نہیں ہے۔ یعنی پیٹ بھی ایک برتن ہی کی طرح ہے اور اس کو خوب کھانے پینے سے بھر لیا جائے تو اس سے بھی برا اور کوئی نہیں۔ آدمی کے لیے چند لقمے کافی ہیں جن سے وہ اپنی پیٹھ سیدھی رکھ سکے اور اگر ضروری ہی ہے تو پیٹ کے تین حصے کر لے۔ ایک حصہ میں کھانا اور دوسرے حصے میں پانی اور تیسرے حصہ میں سانس لینے کے لئے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

(٥١٩٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَتَجَشَّأُ فَقَالَ ((اَقْصِرْ مِنْ جُشَآءِكَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَطْوَلُهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا)) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ.

(۵۱۹۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ڈکار لیتے سنا تو فرمایا تم اپنی ڈکاروں کو کم کرو۔ اور جو کوئی دنیا میں زیادہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہوگا تو وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہو گا۔ (شرح السنہ' ترمذی)

(٥١٩٤) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَ فِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۱۹۴) حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امت کے لیے فتنہ تھا اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ترمذی) اللہ تبارک تعالیٰ نے سچ فرمایا: ﴿انما اموالکم و اولاد کم فتنة﴾ یعنی مال میں بھی آزمائش ہے اور اولاد میں بھی آزمائش ہے' اور ان دونوں آزمائشوں میں پورا اترنا بہت مشکل ہے لہٰذا غنی اور صاحب اولاد کو بہت زیادہ احتیاط کرنا چاہیے۔

وہ بدنصیب مالدار جس کے پاس آخرت میں کچھ نہ ہوگا

(٥١٩٥) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُجَآءُ بِابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَ اَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَا صَنَعْتَ فَيَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُهٗ

(۵۱۹۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کو قیامت کے دن اس طرح لایا جائے گا گویا وہ بکری کا بچہ ہے یعنی بہت کمزور اور ضعیف۔ اور خدا کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ میں نے تجھے زندگی دی تھی اور مال و دولت بھی دیا تھا اور تجھ پر

٥١٩٢۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی کراهية کثر الاکل ٢٣٨٠۔ ابن ماجه کتاب الاطعمة باب الاقتصاد فی الاکل ٣٣٤٩.

٥١٩٣۔ حسن۔ شرح السنة ١٤/ ٢٥٠۔ ترمذی کتاب صفة القيامة ٣٧۔ ٣٤٧٨۔ ابن ماجه ٣٣٥١.

٥١٩٤۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ماجاء ان فتنة هذه الامة المال ٢٣٣٦.

٥١٩٥۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب ٦۔ ٢٤٢٧۔ اسماعیل بن مسلم ضعیف ہے۔

وَثَمَّرْتُهٗ وَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَرِنِيْ مَا قَدَّمْتَ فَيَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ وَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهٖ اِلَى النَّارِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ضَعَّفَهٗ.

بہت بڑا احسان وانعام بھی کیا تھا اور تیری ہدایت کے لیے رسولوں کو بھیجا اور کتابیں نازل کیں، اب بتا تو کیا کام کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا اے میرے رب! میں نے خوب مال جمع کیا اور اس کو تجارت وغیرہ میں لگا کر خوب نفع کمایا اور فائدہ اٹھایا اور دنیا میں سب چھوڑ آیا۔ آپ مجھے دوبارہ دنیا میں واپس کر دیجئے تاکہ سارا مال لے آؤں۔ اللہ فرمائے گا جو تو نے آخرت کے لیے بھیجا ہے وہ دکھا۔ تب وہ ایسا بندہ ہوگا جس نے آخرت کے لیے کچھ نہیں بھیجا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کو پکڑ لو اور جہنم میں ڈال دو۔ (ترمذی)

نعمتوں میں سب سے پہلے صحت وتندرستی اور ٹھنڈے پانی کا سوال ہوگا

(۵۱۹۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَوَّلَ مَا يُسْاَلُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ النَّعِيْمِ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ جِسْمَكَ وَ نُرَوِّكَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۱۹۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے نعمتوں میں سے اس نعمت کا سوال کیا جائیگا کہ کیا میں نے تجھے صحت وتندرستی نہیں دی تھی اور کیا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلا کر تجھے سیراب نہیں کیا تھا؟ (ترمذی)

توضیح: یعنی تندرستی اور ٹھنڈا پانی کا حساب سب سے پہلے ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ﴾ پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔'' یعنی صحت، امن ورزق وغیرہ تمام نعمتوں کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کا شکر کہاں تک ادا کیا۔ ابن ابی حاتم کی ایک غریب حدیث میں ہے کہ ٹھیک دوپہر کو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر سے چلے، دیکھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی مسجد میں آ رہے ہیں پوچھا کہ اس وقت کیسے نکلے ہو؟

کہا حضور ﷺ! جس چیز نے آپ ﷺ کو نکالا ہے اسی نے مجھے بھی نکالا ہے اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بھی آ گئے۔ ان سے بھی حضور ﷺ نے یہی فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر حضور ﷺ نے ان دونوں بزرگوں سے باتیں کرنی شروع کیں۔ پھر فرمایا اگر ہمت ہو تو اس باغ تک لے چلو۔ کھانا پینا مل ہی جائے گا۔ اور سایہ دار جگہ بھی۔ ہم نے کہا بہت اچھا۔

پس آپ ﷺ ہمیں لے کر ابو الہیثم انصاری رضی اللہ عنہ کے باغ کے دروازے پر آئے آپ نے سلام کہا اور اجازت چاہی۔ ام ہیثم انصاریہ رضی اللہ عنہا دروازے کے پیچھے ہی کھڑی سن رہی تھیں لیکن اونچی آواز سے جواب نہیں دیا اس لالچ سے کہ خدا کے رسول ﷺ اور زیادہ سلامتی کی دعا کریں اور کئی مرتبہ آپ ﷺ کا سلام سنیں۔ جب کئی مرتبہ حضور ﷺ سلام کر چکے اور کوئی جواب نہ ملا تو آپ ﷺ روانہ ہوئے تو اب حضرت ابو الہیثم رضی اللہ عنہ کی والدہ صاحبہ دوڑیں اور کہا حضور ﷺ میں آپ ﷺ کی آواز سن رہی تھی لیکن میرا ارادہ تھا کہ خدا کرے آپ ﷺ کئی کئی مرتبہ سلام کریں اس لیے میں نے اپنی آواز آپ ﷺ کو نہ سنائی۔ آپ ﷺ آئیے تشریف لے چلیے آپ ﷺ نے ان کے اس فعل کو اچھی نظروں سے دیکھا پھر فرمایا کہ خود ابو الہیثم کہاں ہیں؟

والدہ صاحبہ نے فرمایا حضور ﷺ وہ بھی ہیں قریب ہی پانی لینے گئے ہیں۔ آپ ﷺ تشریف لائیے ان شاء اللہ آتے ہی ہوں گے۔ حضور ﷺ باغ میں رونق افروز ہوئے، بی بی صاحبہ نے ایک سایہ دار درخت کے تلے کچھ بچھا دیا جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔

۵۱۹۶۔ اسناده صحيح۔ سنن الترمذی كتاب تفسير القرآن باب ومن سورة التكاثر ۳۳۵۸.

اتنے میں ابو الہیثم رضی اللہ عنہ بھی آ گئے بے حد خوش ہوئے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکھ نصیب ہوا اور جلدی جلدی ایک کھجور کے درخت پر چڑھ گئے اور اچھے اچھے خوشے اتار اتار کر دینے لگے یہاں تک کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔

صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! گدلی اور تر اور بالکل پکی اور جس طرح کی چاہیں تناول فرمائیں۔ جب کھجوریں کھا چکے تو میٹھا پانی لائے جسے پیا' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں خدا کے یہاں پوچھے جاؤ گے۔

ابن جریر کی اسی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ دونوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھوک کے مارے گھر سے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ فرمایا اس خدا کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں بھی اسی وجہ سے اس وقت نکلا ہوں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لے کر چلے اور ایک انصاری کے گھر آئے ان کی بیوی صاحبہ مل گئیں پوچھا کہ تمہارے میاں کہاں گئے ہیں؟ کہا گھر کے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں اتنے میں وہ مشک اٹھائے ہوئے آ ہی گئے۔ بہت زیادہ خوش ہو کر کہنے لگے مجھ جیسا خوش قسمت آج کوئی بھی نہیں جس کے گھر میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔

صحابی رضی اللہ عنہ نے مشک تو لٹکا دی اور خود جا کر کھجوروں کے تازہ تازہ خوشے لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چن کر الگ کر کے لائے ہو تو جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طبیعت کے مطابق اپنی پسند سے چن لیں اور نوش فرمالیں۔ پھر چھری ہاتھ میں تھامی کہ کوئی جانور ذبح کر کے گوشت پکائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو دودھ دینے والے جانور ذبح نہ کرنا چنانچہ اس نے ذبح کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں کھانا تناول فرمایا پھر فرمانے لگے دیکھو بھوکے گھر سے نکلے اور پیٹ بھر کے جا رہے ہیں۔ یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت عسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رات کو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی میں نکلا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا پھر کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور فرمایا لاؤ بھائی کھانے کو دو۔ وہ انگور کے خوشے اٹھا لائے۔ پھر فرمایا ٹھنڈا پانی پلاؤ۔ وہ ٹھنڈا پانی لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمالیا۔ پھر فرمانے لگے قیامت کے دن اس سے باز پرس ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خوشہ اٹھا کر زمین پر دے مارا اور کہنے لگے اس کے بارے میں بھی خدا کے یہاں پرسش ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! صرف تین چیزوں کی پرسش نہیں۔ پردہ پوشی کے لائق کپڑا۔ بھوک روکنے کے قابل لقمہ۔ اور سردی گرمی میں سر چھپانے کے لیے مکان۔ (مسند احمد)

مسند کی ایک حدیث میں ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر سنائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ ہم سے کس نعمت پر سوال ہوگا' کھجوریں کھا رہے ہیں اور پانی پی رہے ہیں، اور تلواریں گردنوں میں لٹک رہی ہیں اور دشمن سر پر کھڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھبراؤ نہیں عنقریب نعمتیں آ جائیں گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نہائے ہوئے معلوم ہوتے تھے ہم نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش وخرم نظر آتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پھر لوگ تونگری کا ذکر کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں خوف خدا ہو اس کے لیے تونگری کوئی بری چیز نہیں اور یاد رکھو متقی شخص کے لیے صحت تونگری سے بھی اچھی ہے اور خوش نفسی بھی خدا کی نعمت ہے۔

ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ نعمتوں کے سوال میں قیامت والے دن سب سے پہلے یہ کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تجھے صحت نہیں دی تھی؟ اور ٹھنڈے پانی سے آسودہ نہیں کیا کرتے تھے؟

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ اس آیت ﴿ثم لتسئلن﴾ الخ کو سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو جو کی روٹی

اور وہ بھی آدھا پیٹ کھا رہے ہیں۔ تو خدا کی طرف سے وحی آئی کہ کیا تم پیر بچانے کے لیے جوتیاں نہیں پہنتے اور کیا تم ٹھنڈا پانی نہیں پیتے؟ یہی قابل پرسش نعمتیں ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ امن اور صحت کے بارے میں سوال ہوگا۔ پیٹ بھر کھانے سے، ٹھنڈا پانی پینے سے، سایہ دار گھروں سے اور میٹھی نیند سونے سے بھی سوال ہوگا۔ شہد پینے سے۔ لذتیں حاصل کرنے سے۔ صبح و شام کے کھانے سے، گھی، پنیر اور میدے کی روٹی وغیرہ سے بھی، غرض ان تمام نعمتوں کے بارے میں خدا کے یہاں سوال ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر فرماتے ہیں کہ بدن کی صحت، کانوں اور آنکھوں کی صحت کے بارے میں بھی سوال ہوگا کہ ان طاقتوں سے کیا کیا کام کیے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ ہر شخص سے اس کے کان اس کی آنکھ اور اس کے دل کے بارے میں بھی پوچھ ہوگی۔

صحیح بخاری شریف وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ دو نعمتوں کے بارے میں لوگ بہت ہی غفلت برتتے ہیں۔ صحت اور فراغت یعنی نہ تو ان کا پورا شکر ادا کرتے ہیں نہ اس کی عظمت کو جانتے ہیں، نہ انہیں خدا کی مرضی کے مطابق صرف کرتے ہیں۔

بزار میں ہے کہ تہبند کے سوا اور سایہ دار دیواروں کے سوا اور روٹی کے ٹکڑے کے سوا ہر چیز کا قیامت کے دن حساب دینا پڑے گا۔

مسند احمد کی مرفوع حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھے گھوڑوں پر اور اونٹوں پر سوار کرایا، عورتیں تیرے نکاح میں دیں، تجھے مہلت دی کہ تو ہنسی خوشی آرام و راحت اور سکون سے زندگی گزارے۔ اور ہر تکلیف و مصیبت سے بے پرواہ ہو کر اطمینان و چین سے رہے۔ اب بتا کہ اس کا شکریہ کہاں ہے؟ (ملخص تفسیر ابن کثیر)

(٥١٩٧) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَ عَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَا ذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۱۹۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن انسان کے دونوں قدم اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں کر سکتے یعنی خدا کے سامنے سے نہیں جا سکتا جب تک کہ یہ پانچ باتیں اس سے پوچھ نہ لی جائیں گی۔ (۱) اس کے عمر کے بارے میں کہ اس نے اپنی عمر کس مصروفیت میں صرف کی ہے اور کس کام میں کھپائی ہے۔ (۲) اور اس کے جوانی کے متعلق کہ جوانی کہاں گنوائی ہے اور کس کام میں ختم کی اور ضائع کی ہے۔ (۳) اس مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا۔ (۴) اور کہاں خرچ کیا۔ (۵) اور علم جو حاصل کیا تھا اس کے موافق کیا عمل کیا۔ یعنی علم پڑھ کر کیا عمل کیا۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

تقویٰ کی فضیلت

(٥١٩٨) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ اِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ

(۵۱۹۸) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! تم نہ سرخ اور گورے والے سے اچھے ہو اور نہ سیاہ اور کالے

٥١٩٧ـ صحيح- سنن الترمذى كتاب صفة القيامة باب فى القيامة ٢٤١٦ .

٥١٩٨ـ اسناده حسن- مسند احمد ٥ / ١٥٨ - اس کے قوی شاہد ہیں۔

تَفْضُلَهُ بِتَقْوَى رَوَاهُ أَحْمَدُ.

سے بہتر ہو۔ مگر یہ کہ ان دونوں سے تقویٰ اور پرہیز گاری میں تم بڑھے چڑھے ہو۔ (احمد) یعنی شکل اور صورت پر فضیلت موقوف نہیں ہے بلکہ نیک عمل اور پرہیز گاری پر بزرگی کا دارومدار ہے جو آدمی نیک عمل والا اور پرہیز گار ہو وہی سب سے اچھا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ﴾ ''سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی بزرگ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔''

(۵۱۹۹) وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَازَهِدَ عَبْدٌ فِي الدُّنْيَا إِلَّا أَنْبَتَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فِي قَلْبِهِ وَأَنْطَقَ بِهَا لِسَانَهُ وَبَصَّرَهُ عَيْبَ الدُّنْيَا وَدَاءَ هَا وَ دَوَاءَ هَا وَأَخْرَجَهُ مِنْهَا سَالِمًا إِلَى دَارِ السَّلَامِ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

(۵۱۹۹) حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے نے دنیا سے زہد اور بے توجہی اختیار کی' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں حکمت اور دانائی کو پیدا کر دیا اور اس کی زبان سے حکمت و دانائی پیدا کر دی اور اس کو دنیا کے عیبوں کو اور اس کی بیماریوں کو اور اس کے علاج کو دکھایا اور دنیا سے صحیح سالم دارالسلام کی طرف لے گیا۔ (بیہقی)

فلاح پانے والوں کے اوصاف

(۵۲۰۰) وَعَنْهُ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ اللّٰهُ قَلْبَهُ لِلْإِيْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيْمًا وَلِسَانَهُ صَادِقًا وَ نَفْسَهُ مُطْمَئِنَّةً وَخَلِيْقَتَهُ مُسْتَقِيْمَةً وَجَعَلَ أُذُنَهُ مُسْتَمِعَةً وَعَيْنَهُ نَاظِرَةً فَأَمَّا الْأُذُنُ فَقِمْعٌ وَأَمَّا الْعَيْنُ فَمُقِرَّةٌ لِمَا يُوْعِي الْقَلْبُ وَقَدْ أَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاعِيًا)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

(۵۲۰۰) حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہی فلاح پائے گا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے خالص کر دیا۔ یعنی خالص ایمان عطا فرمایا اور اس کے دل کو کینہ کپٹ' حسد سے بچا لیا اور اس کی زبان سچی بنائی۔ یعنی سچ بولنے کی توفیق دی اور اس کے نفس کو مطمئن بنایا۔ یعنی ذکر الٰہی کی توفیق دی جس سے اس کے دل کو سکون و اطمینان ہوتا ہے۔ اور اس کی خلقت اور طبیعت کو مستقیم اور سیدھی بنانا، کجروی سے بچایا اور اس کے کانوں کو حق بات کا سننے والا بنایا اور اس کی آنکھوں کو حق بات کا دیکھنے والا بنایا۔ یعنی آنکھ سے جو حق بات دیکھتا ہے وہ دل میں پہنچا دیتا ہے اور دل اس کو یاد رکھتا ہے۔ تو جس کے دل کو یاد رکھنے والا بنایا اس نے فلاح پالی۔ (احمد' بیہقی)

توضیح: قمع، قیف کو کہتے ہیں جس میں تیل یا شربت یا عرق وغیرہ گزر کر دوسری بوتل یا برتن میں چلا جاتا ہے تو کان گویا قیف کی طرح ہے کہ کان سے سنی ہوئی بات دل میں پہنچ جاتی ہے جو حق بات سنی ہے اور دل میں اتر گئی اس پر عمل کیا تو اس کے لیے فلاح اور کامیابی ہے اور اگر اس کو نہ یاد رکھا اور نہ اس پر عمل کیا تو اس کے لیے خرابی ہی خرابی ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: ((ویل لاقماع القول ویل للمصرین .)) یعنی ان لوگوں کے لیے خرابی ہے جو قیف کی طرح ہوتے ہیں جو علم اور حق بات کو سن لیتے ہیں لیکن نہ یاد ہی رکھتے ہیں اور نہ اس پر عمل ہی کرتے ہیں اور ہٹ دھرمی کرنے والوں کے لیے بھی بڑی خرابی ہے جو صغیرہ گناہوں کو معمولی سمجھ کر اڑے رہیں ان کو برابر کیے جاتے ہیں اس سے توبہ نہیں کرتے ویل لاقماع الاذن جو کان کے قیف ہیں کہ حق بات کو سن کر عمل نہیں کرتے ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیتے ہیں نہ اس کو یاد ہی رکھا اور نہ اس پر عمل کیا سننا اور نہ سننا برابر ہے۔ اور آنکھ ان چیزوں کو ثابت رکھتی ہے جن کو دل یاد رکھتا ہے۔ یعنی آنکھ، کان، ناک یہ سب دل کے جاسوس ہیں کہ دل میں طرح طرح کی باتیں پہنچاتے رہتے ہیں۔

۵۱۹۹۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۱۰۵۳۲۔ عمر بن صبح متروک راوی ہے۔

۵۲۰۰۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ۵/ ۱۴۷۔ شعب الایمان ۱۰۸۔ خالد بن معدان اور سیدنا ابوذر کے درمیان انقطاع ہے۔

نافرمان شخص پر دنیا کی نعمتوں کا سبب

(۵۲۰۱) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اِسْتِدْرَاجٌ)) ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا نَسُوْا مَاذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(۵۲۰۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ بندے کو باوجود اس کے گناہ کرنے کے دنیا کی بہترین چیزیں عنایت فرماتا رہتا ہے تو سمجھو کہ خدا کی طرف سے ڈھیل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی تاکید میں اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ﴾ (انعام) پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھول رہے ہیں جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیتے ہیں یہاں تک کہ جب ان چیزوں کو جو ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا تو وہ بالکل حیران ہو کر رہ گئے۔'' (احمد)

توضیح: آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب وہ ہماری تنبیہ کو بھول جاتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے تو ہم پورے رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں تاکہ وہ ڈھیل میں پڑھ جائیں۔ سیاست خداوندی سے خدا کی پناہ' جب وہ دنیاوی تعلقات پر پھولے نہیں سماتے اور اپنے اموال واولاد اور ارزاق میں ہم سے غافل ہو جاتے ہیں تو یکا یک ان پر عذاب آ جاتا ہے یا موت آ جاتی ہے اس نوبت پر وہ ہر خیر سے مایوس ہو جاتے ہیں۔

اصحاب صفہ

(۵۲۰۲) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ دِيْنَارًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَيَّةٌ)) قَالَ ثُمَّ تُوُفِّيَ اٰخَرُفَتَرَكَ دِيْنَارَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَيَّتَانِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۲۰۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا اس نے صرف ایک دینار چھوڑا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک دینار ایک داغ ہے حدیث کے راوی ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر چند دنوں کے بعد دوسرے صحابی اصحاب صفہ میں سے وفات پا گئے اور انہوں نے ترکہ میں دو دینار چھوڑے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں دو داغ ہیں۔ (احمد' بیہقی)

توضیح: اصحاب صفہ، اسوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں لکھا ہے کہ اکثر صحابہ مشاغل دینی کے ساتھ ہر قسم کا کاروبار یعنی زراعت اور تجارت وغیرہ بھی کرتے تھے لیکن ان بزرگوں نے اپنی زندگی صرف عبادت اور آن حضرت ﷺ کی تربیت پذیری پر وقف کر دی تھی ان لوگوں کے بال بچے نہ تھے اور جب شادی کر لیتے تھے تو اس حلقہ سے نکل جاتے یہ لوگ دن کو بارگاہ نبوت میں حاضر رہتے ان اور حدیثیں سنتے۔ رات کو ایک چبوترے میں سوئے رہتے۔ عربی زبان میں چبوترے کو صفہ کہتے ہیں اسی لیے ان بزرگوں کو اہل صفہ یعنی اصحاب صفہ کہا جاتا ہے ان میں سے کسی کے پاس چادر اور تہ بند دونوں چیزیں کبھی ایک ساتھ جمع نہ ہو سکیں' چادر کو گلے سے اس طرح باندھ لیتے تھے کہ رانوں تک لپیٹ لیتے۔

۵۲۰۱۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ۴/ ۱۴۵۔ الصحیحہ ۴۱۳.

۵۲۰۲۔ صحیح۔ مسند احمد ۵/ ۲۵۳۔ شعب الایمان ۶۹۶۳.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انہیں بزرگوں میں سے تھے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے تین اشخاص کو دیکھا کہ ان کے کپڑے ان کی رانوں تک بھی نہیں پہنچتے تھے اسی لیے جب نماز پڑھتے تھے اور رکوع میں جاتے تھے تو کپڑوں کو اپنے ہاتھ سے سمیٹ لیتے تھے تا کہ کشف عورت نہ ہو جائے۔ایک بار مسجد نبوی ﷺ میں ان بزرگوں کا حلقہ تلاوت قائم تھا لیکن ہر ایک شخص دوسرے سے مل کر بیٹھا تھا تا کہ ایک دوسرے کے ذریعہ پردہ پوشی ہو۔

معاش کا طریقہ یہ تھا کہ ان میں ایک ٹولی دن کو جنگل سے لکڑیاں چن لاتی اور درمیان کر اپنے بھائیوں کے لیے کچھ کھانا مہیا کرتی۔ اکثر انصار کھجور کی پھلی ہوئی شاخیں توڑ کر لاتے اور مسجد کی چھت میں لٹکا دیتے' کھجوریں جو ٹپک ٹپک کر گرتیں یہ لوگ اٹھا لیتے' کبھی دو دو دن تک کھانے کو نہیں ملتا تھا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھاتے یہ لوگ آ کر شریک نماز ہوتے لیکن بھوک اور ضعف کی وجہ سے عین نماز کی حالت میں گر پڑتے باہر کے لوگ آتے اور ان کو دیکھ کر دیوانے سمجھتے۔آن حضرت ﷺ کے پاس جب کہیں سے صدقہ آ جاتا تو مسلم ان کے پاس بھیج دیتے اور جب دعوت کا کھانا آتا تو ان کو بلا لیتے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ راتوں کو آن حضرت ﷺ ان کو مہاجرین وانصار پر تقسیم کر دیتے یعنی اپنے مقدور کے موافق ہر ایک شخص ایک ایک دو دو کو اپنے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نہایت فیاض اور دولت مند تھے وہ کبھی کبھی اسی اسی مہمانوں کو اپنے ساتھ لے کر جاتے۔آن حضرت ﷺ کو ان کے ساتھ نہایت انس تھا' ان کے ساتھ مسجد میں بیٹھتے ان کے ساتھ کھانا کھاتے اور لوگوں کو ان کی تعظیم وتکریم پر آمادہ کرتے۔ایک بار اہل صفہ کی ایک جماعت نے بارگاہ نبوی میں شکایت کی کہ کھجوروں نے ہمارے پیٹ کو جلا دیا' رسول اللہ ﷺ نے ان کی شکایت سنی تو ان کی دلدہی کے لیے ایک تقریر کی جس میں فرمایا کہ یہ کیا ہے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ہمارے پیٹوں کو کھجوروں نے جلا دیا کیا تم کو یہ معلوم نہیں کھجور ہی اہل مدینہ کی غذا ہے' یہ لوگ اسی کے ذریعہ سے ہماری مدد کرتے ہیں اور ہم بھی انہیں کے ذریعہ سے تمہاری مدد کرتے ہیں۔خدا کی قسم ایک یا دو مہینہ سے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں دھواں نہیں اٹھا ہے۔صرف پانی اور کھجور پر بسر اوقات ہے۔آپ ﷺ ان لوگوں کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ جب ایک دفعہ آپ ﷺ سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے درخواست کی کہ ہاتھوں میں چکی پیستے پیستے چھالے پڑ گئے ہیں مجھ کو ایک کنیز عنایت ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دوں اور اہل صفہ بھوکوں مریں۔خود قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے ان کا ذکر نہایت غمخواری کے لہجے میں کیا ہے۔

﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الايه) وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (الايه) وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ﴾ (الايه)

''صدقہ اور زکوٰۃ ان فقراء کے لیے ہے جو خدا کی راہ میں روکے گئے ہیں اس لیے کسب معاش نہیں کر سکتے ان لوگوں کے ساتھ صبر کرو جو اپنے خدا کو پکارتے رہتے ہیں۔''

ایک بار ان میں ایک بزرگ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک خاص موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے بہ مصالح بے اعتنائی فرمائی تو یہ عتاب اور یہ آیت نازل ہوئی: ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى﴾ اس نے منہ بنا لیا اور پیٹھ پھیر لی جبکہ اس کے پاس ایک اندھا آیا۔اس کے بعد جب آپ ان کو دیکھتے تو محبت اور عزت کے لہجے میں فرماتے: ((یا من عاتبنی فیه ربی عز و جل.)) اے وہ شخص جس کے بارے میں مجھ پر میرے خدا نے عتاب کیا۔ان بزرگوں کا مشغلہ یہ تھا کہ راتوں کو عموماً عبادت کرتے اور قرآن مجید پڑھتے۔ان کے لیے ایک معلم مقرر تھا جس کے پاس رات کو جا کر پڑھتے اسی بنا پر ان میں اکثر لوگ قاری کہلاتے اور اشاعت اسلام

کے لیے کہیں بھیجنا ہوتا تو یہی لوگ بھیجے جاتے۔

کیۃ کے معنی داغنے کے ہیں یہ اشارہ اس آیت کی طرف جو قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ (التوبہ)

''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہیں خرچ کرتے' انہیں دردناک عذاب کی خبر دی دیجیے جس دن اس کو جہنم کی آگ میں گرم کرکے ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور ان سے یہ کہا جائے گا کہ یہ وہی خزانہ ہے جس کو تم لوگوں نے اپنے لیے جمع کیا تھا اب تم اس خزانہ کے (عذاب کو) چکھو''

اس آیت کی تشریح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص سونے چاندی کی زکوٰۃ نہ دے گا تو قیامت کے روز (جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی) اس کے مال کی تختیاں بنائی جائیں گی اور دوزخ کی آگ میں گرم کرکے اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ پر داغ دیا جائے گا اور پچاس ہزار برس کے دن میں یہی عذاب ہوتا رہے گا یا جہنم میں۔ (ملخص حدیث بخاری)

در فرمایا کہ وہی مال گنجا سانپ بن کر مالک کا پیچھا کرے گا اور یہ مالک اس سے بھاگے گا۔ یہاں تک کہ وہ سانپ اس کو پکڑ کر اس کا ہاتھ چبا جائے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کی باچھیں چیرتا ہوا کہے گا انا کنزک انا کنزک میں تیرا مال وخزانہ ہوں جس کو تو جمع کرتا تھا۔ (نسائی' بخاری)

یہ وعید شدید زکوٰۃ نہ دینے کی صورت میں ہے اور جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جاتی ہے وہ مال پاک وصاف ہو جاتا ہے اور مزکیٰ مال کے رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسی میں سے زکوٰۃ بھی دی جاتی ہے اور وارثوں کو ان کا حق ورثہ بھی دیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ دینے کے بعد وہ مال کنز وعید والا نہیں رہتا بلکہ جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی ہے وہ کنز کہلاتا ہے۔

جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كنت البس ارضاحا من ذهب فقلت يا رسول الله اكنز هو فقال مابلغ ان تو دى زكوٰته فزكى فليس بكنز .))

''یعنی میں سونے کی بالی پہنتی تھی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا یہ کنز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو کنز نہیں ہے ورنہ کنز ہوگا۔'' (مالك' ابو داؤد)

زکوٰۃ کے لیے نصاب شرط ہے۔ چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے۔ اور ایک درہم تقریباً چار آنے کا ہوتا ہے اور دوسو درہم تقریباً باون روپیہ کے ہوتا ہے اور سونے کے نصاب میں بیس دینار کا ہونا شرط ہے اور ایک دینار ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے تو بیس دینار کے ساتھ سات تولے ہوئے تو ساڑھے سات تولے میں زکوٰۃ فرض ہوگی۔

لغت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دینار ایک سکہ ہے جو ہندوستانی حساب سے ڈھائی روپیہ کا ہوتا ہے تو نہ ڈھائی روپیہ میں زکوٰۃ ہے نہ پانچ روپیہ میں۔

اصحاب صفہ میں سے یکے بعد دیگرے دو صحابہ کا انتقال ہوا اور ایک نے ایک دینار چھوڑا اور دوسرے نے دو دینار چھوڑے اس کے لیے آپ ﷺ نے ایک داغ اور دو داغ فرمایا۔ تو بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان پر زکوٰۃ تو فرض تھی ہی نہیں لیکن وہ ناداروں اور غریبوں اور درویشوں، زاہدوں، عابدوں کے ساتھ رہتے سہتے تھے اور اصحاب صفہ کا حال ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں ایک یا دو دینار

چھوڑ کر مر جانا اور اس کو اپنی زندگی میں اپنے ساتھیوں پر نہ خرچ کرنا اور بھوکا پیاسا رہنا باعث افسوس ضرور ہے۔ تو بطور زجر اور توبیخ کے آپ ﷺ نے ایسا فرمایا کیونکہ زہد اور توکل کے آداب کے خلاف ہے۔

دنیاوی مال ومتاع کی وجہ سے صحابہ رسول کی بے قراری

(۵۲۰۳) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى خَالِهِ اَبِىْ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ يَعُوْدُهُ فَبَكٰى اَبُوْهَاشِمٍ فَقَالَ مَايُبْكِيْكَ يَا خَالِ اَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ اَمْ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا قَالَ كَلَّا وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَهِدَ اِلَيْنَا عَهْدًا لَمْ اٰخُذْ بِهٖ قَالَ وَمَا ذَالِكَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاِنِّىْ اُرَانِىْ قَدْ جَمَعْتُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِىُّ وَالنَّسَائِىُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ .

(۵۲۰۳) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ماموں حضرت ابو ہاشم بن عتبہ کے پاس ان کی بیمار پرسی کے لیے گئے تو حضرت ابو ہاشم انکو دیکھ کر رونے لگے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ماموں جان آپ کیوں روتے ہیں اور کس چیز نے آپ کو رولایا۔ بیماری کی پریشانی اور بے چینی نے آپ کو پریشان کر رکھا ہے یا دنیا کی حوس نے آپ کو بے چین بنا رکھا ہے؟ حضرت ابو ہاشم نے کہا ہرگز نہیں ان میں سے کوئی بات نہیں ہے لیکن سب سے زیادہ اضطراب کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو وصیت کی تھی جس پر ہم کار بند نہ ہو سکے اور نہ اس پر عمل کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ دریافت کیا وہ کیا وصیت تھی؟ حضرت ابو ہاشم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تجھ کو مال جمع کرنے میں صرف ایک غلام اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے ایک سواری کافی ہے میرا گمان ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی وصیت سے زیادہ مال جمع کیا۔ (یہی چیز میری بے چینی کا باعث ہے جس سے مجھے رونا آ رہا ہے۔) (احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

(۵۲۰٤) وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قُلْتُ لِاَبِى الدَّرْدَاءِ مَالَكَ لَاتَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ فَقَالَ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَؤُدًا لَايَجُوْزُهَا الْمُثْقِلُوْنَ فَاُحِبُّ اَنْ اَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ .

(۵۲۰۴) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے خاوند ابو درداء سے کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم مال متاع اور کوئی منصب کو رسول اللہ ﷺ سے نہیں مانگتے ہو جس طرح سے فلاں آدمی مانگتا ہے۔ جواب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے یہ سنا ہے کہ تمہارے آگے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اس گھاٹی کو وہ لوگ نہیں پار کر سکتے جو بوجھل ہوں' اس لیے میں اسی کو پسند کرتا ہوں کہ ہلکا پھلکا رہوں تا کہ اس دشوار گزار گھاٹی سے پار ہو سکوں۔ (یہ دشوار گزار گھاٹی دنیاوی مال اور ساز وسامان ہے اور مال و دولت ہے اور منصب اور عہدہ اور دوسرے لوگوں کی ذمہ داری ہے۔) (بیہقی)

توضیح: العقبۃ ایک گھاٹی کا نام ہے جو منیٰ اور مکہ کے درمیان واقع ہے۔ اسی میں جمرہ یعنی ستون ہے جس پر حاجی کنکریاں مارتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ لیلۃ العقبۃ وہ رات جس میں انصار لوگوں نے مکہ میں آ کر آن حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی پہلے سال بارہ آدمی آئے تھے انہوں نے پہاڑ کی گھاٹی میں بیعت کی اس کو بیعة العقبة الاولى کہتے ہیں دوسرے سال ستر آدمی آئے اس کو بیعة العقبة الثانية کہتے ہیں: ((ولقد شهدت ليلة العقبة وما احب بدرا بدلها مين ليلة العقبه .)) کی بیعت میں شریک

۵۲۰۳۔ حسن۔ مسند احمد ۳/ ٤٤٤۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ۱۹۔ ۲۳۲۷۔ نسائی کتاب الزينة باب اتخاذ الخادم والمركب ٥٣٧٤۔ ابن ماجه كتاب الزهد باب الزهد فی الدنيا ٤١٠٣ .

٥٢٠٤۔ اسناده صحيح۔ شعب الايمان ١٠٤٠٨۔ حاكم ٤/ ٥٧٣' ٥٧٤ .

تھا اور بدر کی جنگ میں حاضر ہونا اس کے بدلے میں مجھ کو پسند نہیں ہے (بلکہ لیلۃ العقبہ کی حضوری کو بدر کی حضوری سے میں بہتر جانتا ہوں کیونکہ اسی رات میں گویا اسلام کی جڑ قائم ہوئی۔ اور قرآن مجید میں بھی العقبہ آیا ہے جیسا کہ سورہ بلد میں ہے:

﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ○ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ○ فَكُّ رَقَبَةٍ. اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ○ يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ○ اَوْمِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ○ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ○ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ○﴾

’’سو اس سے نہ ہو سکا کہ گھاٹی میں داخل ہوتا اور تو کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا؟ کسی گردن غلام لونڈی کو آزاد کرنا یا بھوک والے دن کھانا کھلانا کسی رشتہ دار یتیم کو یا خاکسار مسکین کو۔ پھر ان لوگوں میں سے ہو جاتا جو ایمان لاتے اور ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کرنے کی وصیت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیے جانے والے ہیں۔‘‘

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہنم کے ایک پھسلانے والے پہاڑ کا نام ہے۔ کعب بن احبار فرماتے ہیں جہنم میں اس کے ستر درجے ہیں۔ قتادہ فرماتے ہیں یہ کم سخت گھاٹی ہے داخلے کی اس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے داخل ہو جاؤ پھر اس کا داخلہ بتایا کہ تمہیں کس نے بتایا کہ یہ گھاٹی کیا ہے؟ فرمایا غلام اور لونڈی آزاد کرنا۔ رشتہ دار بھوکے کو کھانا کھلانا یا کسی رشتہ دار اور مسکین کو پھر ایمان لا کر عمل صالح کرنا اور صبر کی وصیت و نصیحت کرتے رہنا۔ ممکن ہے حدیث کی گھاٹی سے اسی قسم کی گھاٹیاں مراد ہو۔

(٥٢٠٥) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَمْشِيْ عَلَى الْمَاءِ اِلَّا ابْتَلَّتْ قَدَمَاهُ)) قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((كَذٰلِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوْبِ)) رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۲۰۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی شخص بغیر دونوں قدموں کے تر ہوئے پانی پر چل سکتا ہے یعنی پانی پر چلے اور اس کے پاؤں پانی سے نہ بھیگیں تو کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح سے دنیا والا گناہوں سے نہیں بچ سکتا۔ (بیہقی) یعنی دنیا سے محبت کرنے والا بغیر گناہ کیے نہیں رہ سکتا۔ جس طرح پانی پر چلنے والا بغیر پاؤں کے تر ہوئے نہیں چل سکتا۔

(٥٢٠٦) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ رضی اللہ عنہ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَاَكُوْنَ مِنَ التَّاجِرِيْنَ وَلٰكِنْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ)) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ.

(۵۲۰۶) حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ مجھے مال کے جمع کرنے کی وحی نہیں کی گئی ہے اور نہ مال کے جمع کرنے کا حکم کیا گیا ہے کہ میں دنیا کے تاجروں میں سے ہو جاؤں بلکہ اس بات کی وحی کی گئی کہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور پاکی بیان کرتا رہوں جیسا کہ فرمایا: ﴿فسبح بحمد ربك وكن من السجدين واعبد ربك حتى ياتيك اليقين﴾ ’’تو اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد بیان کرتا رہ اور سجدہ کرنے والوں میں رہ اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہ یہاں تک کہ تیرے پاس یقین آ جائے۔‘‘ یعنی موت (شرح سنہ) یعنی عمر کے آخری حصہ تک تسبیح و تحمید اور ذکر الٰہی کے شغل میں مشغول رہوں تو مجھے سوداگری کرنے کی کہاں فرصت مل سکتی ہے۔

٥٢٠٥۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ١٠٤٥٧ خضر بن ابان الہاشمی ضعیف ہے۔

٥٢٠٦۔ اسنادہ ضعیف۔ شرح السنۃ ١٤/ ٢٣٧ ح ٤٠٣٦۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ٢/ ١٧١۔ اسماعیل بن عیاش مدلس ہے نیز یہ مرسل ہے۔

دنیاوی مال و دولت پر فخر کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

(۵۲۰۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْیًا عَلٰی اَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰی جَارِهٖ لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَوَجْهُهٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا مُكَاثِرًا مُفَاخِرًا مُرَائِیًا لَقِیَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ)) رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ .

(۵۲۰۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دنیا کو حلال طریقہ سے حاصل کرے گداگری اور بھیک مانگنے کی ذلت سے بچنے کے لیے اور اپنے بال بچوں کی پرورش اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نیکی کرنے کی نیت سے حاصل کرے۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا ہوگا اور جو دنیا کو جائز ہی طریقہ سے حاصل کرے مال جمع کرنے اور لوگوں پر اپنا فخر ظاہر کرنے اور دکھانے اور سنانے کی نیت سے حاصل کرے۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس سے ناراض ہو گا۔ (بیہقی)

توضیح: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے۔ عنقریب تم معلوم کر لو گے۔''
ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے پانے کی کوشش نے تمہیں آخرت کی طلب اور نیک کاموں سے بے پرواہ کر دیا تم اسی دنیا کی ادھیڑ بن میں رہے کہ اچانک موت آ گئی اور تم قبروں میں پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اطاعت پروردگار سے تم نے دنیا کی جستجو میں پھنس کر بے رغبتی کر لی اور مرتے دم تک غفلت برتی۔ (ابن ابی حاتم)
حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مال اور اولاد کی زیادتی کی ہوس میں موت کے خیال کو پرے پھینک دیا۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''لو کان لا بن ادم وادمن ذھب'' یعنی اگر ابن آدم کے پاس ایک جنگل بھر کر سونا ہو اسے ہم قرآن کی آیت ہی سمجھتے رہے یہاں تک کہ ﴿الهکم التکاثر﴾ نازل ہوئی۔
مسند احمد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب آیا تو آپ ﷺ اس آیت کو پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا رہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال۔ حالانکہ تیرا مال صرف وہ ہے جسے تو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر پھاڑ دیا یا صدقہ دے کر باقی رکھ لیا۔ صحیح مسلم میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اس کے سوا جو کچھ ہے تو اسے لوگوں کے لیے چھوڑ چھاڑ کر چل دے گا۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں ان میں دو لوٹ آتی ہیں صرف ایک ساتھ رہ جاتی ہے۔ گھر والے، مال، اہل و عیال اور مال تو لوٹ آیا صرف عمل ساتھ رہ گیا۔ سچ ہے پہنچا کے آئے سب لوگ۔ ہمراہ گر گئے تو اعمال ہی گئے۔
مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزیں اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہیں ''لالچ'' اور امنگ۔ حضرت ضحاک نے ایک شخص کے ہاتھ میں ایک درہم دیکھ کر پوچھا کہ یہ درہم کس کا ہے۔ اس نے کہا میرا۔ فرمایا تیرا تو اس وقت ہوگا کہ کسی نیک کام میں تو خرچ کر دے یا بطور شکر خدا کے لیے خرچ کرے۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو بیان کر کے پھر یہ شعر پڑھا۔

انت للمال اذا امسکته
فاذا انفقته فالمال لك

۵۲۰۷۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۱۰۳۷۴، ۱۰۳۷۵۔ حلیة الاولیاء ۸/ ۲۱۵ مکحول نے سیدنا ابو ہریرہ سے نہیں سنا۔

''جب سے تو مال کو لیے بیٹھا ہے تو تو مال کی ملکیت ہے ہاں جب اسے خرچ کر دے گا تو اس وقت مال تیری ملکیت میں ہو جائے گا۔''

ابن بریدہ فرماتے ہیں کہ بنو حارثہ اور بنو حارث انصاری کے قبائل آپس میں فخر وغرور کرنے لگے ایک کہتا ہے کہ دیکھو! ہم میں فلاں شخص ایسا بہادر ایسا دلیر یا اتنا بڑا مالدار ہے دوسرے قبیلے والے اپنے میں ایسوں کو پیش کرتے ہیں۔ جب زندوں کے ساتھ یہ فخر و مباہات کر چکے، تو کہتے کہ آؤ قبرستان میں چلیں وہاں جا کر اپنے اپنے مردوں کی قبروں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے بتلاؤ اس جیسا بھی تم میں کوئی گزرا ہے وہ انہیں اپنے مردوں کے ساتھ الزام دینے لگے۔ اس پر یہ دونوں ابتدائی آیتیں اتریں کہ تم فخر و مباہات کرتے ہوئے قبرستان پہنچ گئے، اور اپنے اپنے مردوں پر بھی فخر وغرور کرنے لگے چاہیے تھا کہ یہاں آ کر عبرت حاصل کرتے اپنا مرنا اور سڑنا گلنا یاد کرتے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنی زیادتی اور اپنی کثرت پر گھمنڈ کرتے تھے یہاں تک کہ ایک ایک ہو کر قبروں میں چلے گئے۔ مطلب یہ کہ بہتات کی چاہت نے غفلت میں ہی رکھا یہاں تک کہ مر گئے اور قبروں میں دفن ہو گئے۔

(٥٢٠٨) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِنَّ هٰذَا الْخَيْرَ خَزَآئِنُ لِتِلْكَ الْخَزَآئِنِ مَفَاتِيْحُ فَطُوْبٰى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ مِغْلَاقًا لِلشَّرِّ وَ وَيْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلشَّرِّ مِغْلَاقًا لِلْخَيْرِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(٥٢٠٨) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق کہ یہ بھلائی کے خزانے ہیں ان خزانوں کے لیے کنجیاں ہیں اس بندے کے لیے باعث مسرت اور خوشی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خیر کے کھولنے اور شر کے بند کرنے کی کنجی دے رکھی ہے۔ اور اس بندے کے لیے ہلاکت اور دوری ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے برائی کے کھولنے اور بھلائی کے بند کرنے کی کنجی بنائی ہے۔ (ابن ماجہ)

توضیح: خیر سے مراد مال کثیر یا خیر کثیر مراد ہے اور دستور کے مطابق اس کی حفاظت کے لیے خزانے ہیں اور ان خزانے کے محفوظ رکھنے کے لیے تالے ہیں اور ان تالوں کو کھولنے کے لیے کنجیاں ہیں۔ یعنی یہ بھلائی اور برائی گویا پوشیدہ خزانے کی طرح ہیں اور ان خزانوں کے کھولنے کے لیے دستور کے مطابق کنجیاں ہیں تو جس کے پاس زیادہ مال ہو یا زیادہ علم ہو اور بھلائی ہو تو جس کو اللہ تعالیٰ مال کے خرچ کرنے اور غریبوں اور محتاجوں کی خدمت کرنے اور علم وعمل کے پڑھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے تو گویا کہ اس کو بھلائی کی کنجی بنایا ہے کہ اس کے ذریعہ سے بندوں کو فائدہ پہنچتا ہے گویا یہ لوگ اس خزانے کے امین اور وکیل ہیں، جہاں جہاں خدا کا حکم ہوتا ہے وہاں وہاں یہ لوگ خرچ کرتے ہیں اور جس کے پاس مال و دولت بھی ہو اور علم بھی ہو تو نہ وہ موقع محل پر خرچ کرتا ہو اور نہ لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہو بلکہ اسے زیادہ سے زیادہ برے کاموں میں لگاتا ہے اور اچھے کاموں سے ہاتھ روکے رہتا ہے تو گویا اس کو اللہ تعالیٰ نے برائی کے کھولنے کی چابی اور بھلائی کے بند کرنے کی چابی دے دی ہے۔ متقی، مالدار اور عالم باعمل یہ مفتاح لخیر مغلاق للشر ہے اور مالدار بخیل کنجوس اور عالم غیر عامل مفتاح للشر مغلاق للخیر ہے۔

(٥٢٠٩) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا لَمْ يُبَارَكْ لِلْعَبْدِ فِيْ مَالِهٖ جَعَلَهُ فِي الْمَآءِ وَالطِّيْنِ.))

(٥٢٠٩) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے کے جس مال میں اللہ تعالیٰ برکت نہیں دینا چاہتا تو اس مال کو پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے۔ یعنی مکان وغیرہ بنانے میں خرچ کرتا ہے۔ (بیہقی)

٥٢٠٨۔ اسنادہ ضعیف جداً سنن ابن ماجہ ٢٣٨۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سخت قسم کا ضعیف راوی ہے۔
٥٢٠٩۔ اسنادہ ضعیف جداً۔ شعب الایمان ١٠٧١٩۔ عبدالاعلیٰ بن ابی المساور متروک ہے۔

جو مال زائد از ضرورت مکان کے بنانے میں خرچ کیا جائے تو اس مال میں برکت نہیں ہوتی اور جو مال اللہ تعالیٰ کی خوشنودگی میں خرچ کیا جاتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے۔

(۵۲۱۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اتَّقُوْا الْحَرَامَ فِی الْبُنْیَانِ فَاِنَّهٗ اَسَاسُ الْخَرَابِ)) رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

(۵۲۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عمارتوں اور مکانوں کے بنانے میں حرام سے بچو کیوں کہ یہ بنانا بگاڑنے کے لیے ہے۔ (بیہقی)

توضیح: یعنی جو مکان آج بنایا جائے گا وہ آئندہ خراب اور ٹوٹ پھوٹ کر گر جائے گا تو ایسی تعمیر سے کیا فائدہ، یا اس سے دین کی تخریب مراد ہے یعنی جو اپنی ضرورت سے زیادہ بنائے گا فخر وتکبر اور گھمنڈ کے لیے تو اس سے دین بگڑ جائے گا۔ اونچے اونچے محلوں کا بنانا جس سے عجب اور تکبر اور گھمنڈ پیدا ہو منع ہے کیونکہ جو چیز زیادہ اونچی ہوتی ہے اس کا نیچا ہونا ضروری ہے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

الا یا ساکن القصر المعلی
ستدفن عن قریب فی التراب
له ملك ینادی کل یوم
یدوا للموت وابنو اللخراب

اور اے اونچے اونچے محلوں کے رہنے والو! بہت جلد زمین میں پاٹ دیے جاؤ گے۔ اور روزانہ فرشتہ پکار پکار کر کہتا ہے۔ مرنے کے لیے بچے جنوں اور اجڑنے کے لیے مکانوں کو بناؤ یہی مضمون ایک حدیث میں بھی آیا ہے جیسا کہ ابونعیم نے حلیۃ میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس یہی وحی بھیجی تھی کہ لد واللموت وابنو الخراب . بچے جنو مرنے کے لیے تعمیر کرو اجڑنے کے لئے۔ یہ روایت طیبی الفراسخ الیٰ منازل البقر والبرازخ میں ہے۔

(۵۲۱۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَلدُّنْیَا دَارُمَنْ لَّادَارَلَهٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ وَلَهَا یُجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

(۵۲۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہیں ہے اور دنیا اس کا مال ہے جس کا آخرت میں مال نہیں ہے اور مال وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں ہے۔ (احمد، بیہقی)

توضیح: یہ ظاہر بات ہے کہ دنیا یقیناً فانی ہے، دنیاوی زندگی بھی چندروزہ ہی ہے۔

کیا ٹھکانہ ہے زندگانی کا
آدمی بلبلہ ہے پانی کا

دنیا کا مکان مرنے کے بعد چھوٹ جاتا ہے دوسرے لوگ آباد ہو جاتے ہیں تو پھر چند دنوں کے بعد اجڑ جاتا ہے، اولاد بھی فوت ہو جاتی ہے، مال و دولت بھی سب لٹ جاتا ہے ایسی حالت میں دنیا میں مکان بنانے سے کیا فائدہ' جو چھوٹ جائے گا یہی حال مال و دولت کا ہے تو بے سمجھے ہی لوگ اور بے وقوف ہی لوگ مال کے جمع کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

۵۲۱۰۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۱۰۷۲۲۔ معاویہ بن یحییٰ ضعیف غیر سند میں انقطاع بھی ہے۔

۵۲۱۱۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٦/ ٤٧١۔ شعب الایمان ١٠٦٣٨۔ ابو اسحاق مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے اور علاوہ ازیں اور بھی علتیں ہیں۔

﴿وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ‌ۨo الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗo يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗo كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِo وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡحُطَمَةُo نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُo الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِo اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌo فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍo﴾

''بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کو جو عیب ٹٹولنے والا' غیبت کرنے والا ہو۔ جو مال کو جمع کرتا ہے اور گنتا جائے سمجھے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا۔ نہیں نہیں یہ تو توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا کچھ ہوگی؟ وہ خدا کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی اور ان پر بڑے بڑے ستونوں میں ہر طرف بند کی ہوئی ہوگی۔''

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زبان سے لوگوں کی عیب گیری کرنے والا اپنے کاموں سے دوسروں کی حقارت کرنے والا خرابی والا شخص ہے جو مال جمع کرتا جاتا ہے اور گن گن کر رکھتا جاتا ہے۔ جیسے اور جگہ ہے ''جمع فاوعی'' حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دن بھر تو مال کمانے کی ہائے وائے میں لگا رہا اور رات کو سڑی گلی لاش کی طرح پڑا رہا اس کا خیال یہ ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ دنیا میں رکھے گا حالانکہ واقعہ یوں نہیں ہے بلکہ یہ بخیل اور لالچی انسان جہنم کے اس طبقے میں گرے گا جو ہر اس چیز کو جو اس میں گرے چور چور کر دیتا ہے۔

سورہ یونس میں بھی دنیاوی چیزوں میں منہمک اور مشغول رہنے کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوۡا بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَاطۡمَاَنُّوۡا بِهَا وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ﴾

''البتہ جو لوگ امید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی اور خوش ہوتے ہیں دنیا کی زندگی پر اور اس پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسوں کا ٹھکانا آگ ہے۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو کماتے تھے۔''

یعنی دنیا میں ایسا دل لگایا کہ آخرت کی اور خدا کے پاس جانے کی کچھ خبر ہی نہ رہی ایسی چند روزہ حیات کو مقصود معبود بنا لیا اور قدرت کی نشانیوں میں کبھی غور و تامل نہ کیا کہ ایسا مضبوط اور حکیمانہ نظام یوں ہی بیکار نہیں بنایا گیا ضرور اس سارے کارخانہ کا کوئی خاص مقصد ہوگا پھر جس نے پہلی مرتبہ ایسی عجیب و غریب مخلوقات پیدا کر دی ہیں اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟

ابن عساکر نے حضرت صدقہ بن یزید رحمہ اللہ سے یہ حکایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے طرابلس میں تین اونچی جگہ قبروں کو دیکھا ایک قبر پر یہ لکھا ہوا تھا:

وکیف یلذ العیش من ہو موقن
بان المنایا بغتۃ ستعاجلہ
وتسلبہ ملکا عظیما ونخوۃ
وتسکنہ البیت الذی ہو اہلہ

''جس کو اس بات کا یقین ہو کہ اچانک موت بہت جلدی اس کو دنیا سے لے جائے گی اور اس کے بڑے ملک اور گھمنڈ غرور اور تکبر کو چھین لے گی۔ اور ایسے گھر میں لے جا کر بسائے گی جہاں کا وہ رہنے والا ہے تو وہ دنیاوی زندگی کا عیش و آرام کیسے پا سکتا ہے۔''

ور دوسری قبر پر یہ لکھا ہوا تھا:

وکیف یلذ العیش من ہو عالم
بان الہ الخلق لابد سائلہ

فیاخذ منه حقا لعباده

ویجزیه بالخیر الذی هو فاعله

''وہ شخص کس طرح زندگی کی لذت پا سکتا ہے جو اس بات کو جانتا ہو کہ ساری مخلوق کا معبود یعنی اللہ تعالیٰ ضرور اس سے سوال کرے گا تو اس سے اس کا بدلہ لے گا جو اللہ کے بندوں پر اس نے ظلم کیا ہے اور اس کی نیکیوں کا بھی بدلہ دے گا جو اس نے کی ہیں۔''

اور تیسری قبر پر یہ لکھا ہوا تھا:

وکیف یلذ العیش من هو صائر

الی جدث تبلی الشباب مناوله

وتذهب حسن الوجه من بعد ضوئه

سریعا ویبلی جسمه ومفاصله

''اور وہ شخص زمین میں کیسے لذت پا سکتا ہے جو ایسی قبر کی طرف جانے والا ہے جس کی منزلیں اس کے جوانی کو پرانا کر دینے والی ہیں اور اس کے چہرے کی خوبصورتی کو اس کی چمک دمک کے بعد لے جانے والی ہیں اور اس کے جسم اور اس کے جوڑوں کو بوسیدہ کرنے والی ہیں۔''

اس قبرستان کے پاس ایک گاؤں تھا وہاں میں چلا گیا وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی میں نے اس سے کہا کہ میں نے قبرستان میں ایک عجیب بات دیکھی ہے اس نے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے ان قبروں کا واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے اس سے بھی زیادہ تعجب خیز اور بات بھی ہے۔ میں نے کہا وہ مجھ سے بیان فرمایئے۔ اس نے کہا کہ یہ تینوں قبر والے تین بھائی تھے ایک بادشاہ کا وزیر اور گورنر تھا، دوسرا بہت بڑا تاجر اور سوداگر تھا جس کی ہوا بندھی ہوئی تھی اور اس کی بڑی عزت ہوتی تھی جو وہ کہتا تھا سب لوگ اس کی بات مان لیتے تھے اور تیسرا بھائی عابد زاہد خلوت نشین تھا جو تنہائی میں اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ عابد زاہد بھائی بیمار پڑا اور مرنے کے قریب ہو گیا تو اس کے دونوں بھائی وزیر اور سوداگر ملنے کے لیے آئے انہوں نے کہا کہ بھائی آپ کو کوئی وصیت کرنی ہو تو کر دو۔ اس عابد زاہد بھائی نے کہا نہ میرے پاس کچھ مال ہے اور نہ دنیا کا کچھ ساز و سامان ہے اور نہ کسی کا قرض مجھ پر ہے تو میں کیا وصیت کروں۔ البتہ میں جب مر جاؤں تو مجھے ایک اونچی جگہ دفن کر دینا اور میری قبر پر یہ شعر لکھ دینا۔

وکیف یلذ العیش من -هو عالم الخ

تم دونوں تین روز تک میری قبر پر آتے جاتے رہنا شاید تم کو کوئی نصیحت اور عبرت حاصل ہو۔ اس کے دونوں بھائیوں نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز اس کا وہ بھائی جو وزیر تھا آیا جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو قبر میں سے ایک دھماکے کی آواز سنی جس سے وہ ڈر گیا اور ڈرتا ہوا گھر واپس آیا اسی رات کو اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اس وزیر بھائی نے صبح کو اٹھ کر اپنے دوست احباب اور خاص خاص لوگوں کو جمع کیا اور سب کے سامنے کہا کہ اب میں تم لوگوں کے ساتھ رہنا سہنا نہیں چاہتا وہ امارت اور وزارت کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گیا اور عبادت و زہد کو لازم کر لیا۔

یہ وزیر بھی چند روز کے بعد بیمار رہا اور مرنے کے قریب ہو گیا تو اس کے پاس سوداگر بھائی آیا اس نے کہا کوئی وصیت کرنی ہے تو کر دو اس نے کہا نہ میرے پاس کچھ مال ہے اور نہ میرے اوپر کسی کا کچھ قرض ہے کہ میں کس چیز کی وصیت کروں ہاں اس بات کی میں وصیت کرتا

ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو میرے بھائی کے بغل میں میری قبر بنانا اور میری قبر پر یہ لکھ دینا۔

وکیف یلذ العیش من ھو موقن الخ

پھر تین روز تک میری قبر پر آتے جاتے رہنا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بھائی نے ویسا ہی کیا جس طرح اس کے بھائی نے کہا تھا۔ جب وہ تیسرے دن قبر کی زیارت کر کے واپس ہونے لگا تو قبر میں سے ایک دھماکے کی آواز سنی جس سے اس کی عقل جاتی رہی وہ حیران و پریشان گھر واپس آیا رات کو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا تم کیسے ہو؟ کہا خیریت سے ہوں؟ اور میری توبہ نے میری ہر بھلائی کو جمع کر دیا۔ پھر پوچھا میرا پہلا بھائی کیسا ہے؟ اس نے جواب دیا وہ نیک لوگوں کے ساتھ بڑے بڑے درجے میں ہے جس نے جیسا کیا ویسا ہی پھل پایا، میرے بھائی تم بھی زندگی کو غنیمت سمجھو اور جو بھی بھلائی کر سکو کر لو یہی کام آئے گی۔ صبح کو اٹھ کر سب کو جمع کیا اپنے سب مال کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور خدا کی عبادت میں لگ گیا اس کا ایک لڑکا تھا جو سوداگری کے کاروبار میں مشغول رہا۔

پھر تیسرا بھائی بھی بیمار پڑا اور مرنے کے قریب ہو گیا تو اس کا لڑکا ملنے آیا اس نے کہا ابا کو وصیت کرنی ہو تو کر دو۔ اس نے کہا میرے پاس مال و دولت تو ہے نہیں کہ جس کی میں وصیت کروں البتہ ایک چیز وصیت کرتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو تم اپنے دونوں چچاؤں کے پاس مجھے دفن کر دینا اور میری قبر پر یہ لکھ دینا۔

وکیف یلذ العیش من ھو صائر الخ

پھر تین دن تک میری قبر پر آتے جاتے رہنا۔ اس کے بیٹے نے ایسا ہی کیا پھر تیسرے دن جب قبر سے واپس ہونے لگا تو قبر میں سے ایک آواز سنی جس سے وہ ڈر گیا اور ڈرتا ہوا گھر آیا رات کو اس نے خواب میں اپنے باپ کو دیکھا باپ نے کہا بیٹے تم بھی بہت جلد ہمارے پاس آنے والے ہو خوب تیاری کر کے آؤ۔ بڑا لمبا سفر ہے بوجھ لاد کر نہ آنا۔ دنیا کے شغل میں نہ رہنا' یہ سب دھوکے میں ہیں جو چیز کام آنیوالی ہے اسے نہیں کرتے اپنی عمر برباد کرتے ہیں۔ مرنے کے بعد بہت افسوس کریں گے۔ مگر......

اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی کھیت

بیٹے تم جلدی کرو، پھر جلدی کرو۔ پھر جلدی کر۔ اس گاؤں کے بزرگ نے کہا کہ میں اس کے باپ کے مرنے کے بعد بیٹے کے پاس آیا۔ بیٹے نے جو خواب میں باپ کو دیکھا تھا اور باپ نے جو کچھ کہا تھا سب بیان کیا اس نے کہا میرے باپ نے سچی بات کہی ہے اور میری موت قریب ہے صرف تین دن باقی ہیں یا تین مہینے کیونکہ اس نے تین بار کہا ہے کہ تم جلدی کرو تو پھر اس بیٹے نے اپنی بیوی اور بچوں کو بلایا اور ان کو نصیحت اور وصیت کی، پھر قبلہ کی طرف منہ کیا اور کلمہ شہادت پڑھتا ہوا رات ہی کو انتقال کر گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ (یہ حکایت فتح الخلاق اور سنن کبریٰ میں بھی لکھی ہوئی ہے) و فی ذالك عبرة لمن یخشی

(۵۲۱۲) وَعَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهِ ((اَلْخَمْرُ جُمَّاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ وَحُبُّ الدُّنْيَارَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ قَالَ وَ سَمِعْتُه يَقُوْلُ اَخِّرُوْا النِّسَآءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ .))

(۵۲۱۲) حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کی رسیاں اور جال ہیں اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کا سر یعنی جڑ ہے۔ حضرت حذیفہ ؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورتوں کو پیچھے رکھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔ (رزین)

۵۲۱۲۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند الشھاب ۶/ ۲۔ الضعیفہ ۲۰۵۹۔ عبداللہ بن مصعب اور اس کا والد دونوں مجہول ہیں۔

(۵۲۱۳) وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْهُ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ.

(۵۲۱۳) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حسنؒ سے مرسل بیان کیا ہے، کہ دنیا سے محبت ہر گناہ کا سرچشمہ ہے۔

توضیح: نشہ آور چیز کا نام شراب ہے اور شراب کا پینا شرعاً و اخلاقاً حرام اور جرم ہے۔ شرابیوں کی بھی سزا مقرر کی گئی ہے پہلے ان کو سمجھایا جائے اگر اس سے باز نہ آئیں تو اسی درے لگائے جائیں تا کہ شراب پینے کا مزہ مل جائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾

''اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت کے چڑھاوے اور پانسے گندے کام ہیں اور شیطانی عمل سے ہیں ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے آپس میں شراب اور جوئے سے دشمنی ڈال دے اور تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے روک دے پس کیا تم باز آتے ہو۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے اسباب بھی بتائے ہیں۔ اول یہ کہ شیطان کا کام ہے دوسرا یہ کہ اس کو پی کر بہت سے ضروری کاموں سے انسان غافل ہو جاتا ہے اس دنیاوی نقصان کے ساتھ ساتھ آخرت کا سب سے بڑا نقصان ہے اور شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مومن شراب پینے لگتا ہے اس وقت اس کا ایمان نکل جاتا ہے۔ (بخاری) اور عورتیں شیطان کے جال ہیں انہیں کے ذریعہ سے مردوں کا شکار کرتا ہے کیونکہ ان میں فطری اور مقناطیسی جاذبیت ہے جس سے بہت آسانی سے شیطان لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا لیتا ہے۔ اسی لیے اس سے حذر اور احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور دنیا کی محبت تو یقیناً تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی بڑی مذمت آئی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان تین باتوں سے یعنی شراب خوری سے اور عورتوں سے میل جول سے اور دنیا کی محبت سے بچتے رہنا چاہیے۔

امت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے اندیشے

(۵۲۱٤) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِيْ الْهَوٰى وَطُوْلُ الْاَمَلِ فَاَمَّا الْهَوٰى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَيُنْسِي الْاٰخِرَةَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا مُرْتَحِلَةٌ ذَاهِبَةٌ وَهٰذِهِ الْاٰخِرَةُ مُرْتَحِلَةٌ قَادِمَةٌ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُوْنَ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّاتَكُوْنُوْا مِنْ بَنِي الدُّنْيَا فَافْعَلُوْا فَاِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِيْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَاَنْتُمْ غَدًا فِيْ دَارِ الْاٰخِرَةِ وَلَا عَمَلَ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۲۱۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امت پر ان دو چیزوں سے زیادہ خوف ہے۔ ایک خواہش نفسانی اور دوسری درازی عمر کی آرزو، آخرت بھلا دیتی ہے یہ دنیا کوچ کر جانے والی ہے اور آخرت آگے آنے والی ہے اور ان دونوں یعنی دنیا و آخرت میں ہر ایک کے بیٹے ہیں یعنی ہر ایک کے تابع اور محکوم اور رغبت کرنے والے ہیں اگر تم سے یہ ہو سکے کہ اگر تم دنیا کے بیٹے نہ بنو تو ایسا کرو۔ کیوں کہ آگ عمل کرنے کا موقع ہے یعنی دنیا میں نیک کام کر لو آج کوئی حساب نہیں ہے لیکن کل تم آخرت کے گھر میں جانے والے ہو جہاں عمل نہیں ہے اور حساب ہی حساب ہے۔ (بیہقی)

۵۲۱۳۔ موضوع۔ شعب الایمان ۱۰۵۰۱۔ الضعیفه ۱۲۲٦ .

۵۲۱٤۔ اسناده ضعیف۔ شعب الایمان ۱۰٦۱٦۔ علی بن ابی علی اللہبی ضعیف راوی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ اپنے اعمال کا حساب کر لیا کرو۔ کیونکہ ایک روایت میں ہے: ((حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا)) ''خود اپنے آپ کا حساب کرو قبل اس کے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔''

دنیا عمل کا گھر ہے

(۵۲۱۵) وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَاتَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَاحِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَ لَا عَمَلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ بَابٍ .

(۵۲۱۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا کوچ کر رہی ہے اور پیٹھ پھیرے ہوئے ہے اور آخرت آتی جا رہی ہے اور وہ سامنے کھڑی ہے اور ہر ایک کے ان میں سے بیٹے ہیں تو تم آخرت کے بیٹوں میں سے ہو اور دنیا کے بیٹوں میں سے مت بنو۔ کیونکہ آج دنیا میں عمل کر لینے کا موقع ہے اور حساب فہمی نہیں ہے اور کل یعنی قیامت میں حساب فہمی ہے اور عمل کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ (بخاری فی ترجمته الباب)

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن حدیث مرفوع کے موافق ہے جیسا کہ اوپر کی حدیث سے معلوم ہوا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا اور اہل دنیا کوچ کرنے والے ہیں اور آخرت دمبدم سامنے چلی آتی ہے جیسے ایک کشتی میں بیٹھنے والا اپنے مقصد کی طرف رواں دواں ہے اسی طرح اہل دنیا آخرت کی طرف دوڑے بھاگے چلے جاتے ہیں اور کشتی میں بیٹھنے والا انسان نہیں جانتا کہ دنیا فنا ہو رہی ہے یا باقی ہے۔ اور یہی مضمون حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔

(۵۲۱۶) وَعَنْ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَطَبَ يَوْمًا فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ ((اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَاْكُلُ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ اَلَا وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ اَجَلٌ صَادِقٌ وَيَقْضِيْ فِيْهَا مَلِكٌ قَادِرٌ اَلَا وَاِنَّ الْخَيْرَ كُلَّهٗ بِحَذَافِيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ اَلَا وَاِنَّ الشَّرَّكُلَّهٗ بِحَذَافِيْرِهٖ فِي النَّارِ اَلَا فَاعْمَلُوْا وَ اَنْتُمْ مِنَ اللّٰهِ عَلٰى حَذَرٍ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مَعْرُوْضُوْنَ عَلٰى اَعْمَالِكُمْ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ)) رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ .

(۵۲۱۶) حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا تو اس خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار تحقیق کہ دنیا ایک عارضی پونجی ہے جو بہت جلد ختم ہونے والی ہے' اس کے لیے دوام اور ہمیشگی نہیں ہے۔ دنیا کے مال اور متاع سے ہر ایک نیک اور برا آدمی کھاتا پیتا ہے۔ اور آخرت ایک لمبی مدت کا نام ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ رہنے والی ہے وہ فنا ہونے والی نہیں ہے۔ شہنشاہ اعظم قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ اس آخرت میں ہر چیز کا فیصلہ کرے گا۔ ہوشیار ہو جاؤ، جنت میں ہر قسم کی بھلائیاں اور ہر قسم کے عیش و آرام کی چیزیں ہیں اور ہوشیار ہو جاؤ۔ جہنم میں لے جانے والی ہر قسم کی برائیاں ہیں تو تم نیک عمل کرتے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے جاؤ اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تم اپنے اعمال کے سامنے پیش کیے جاؤ گے تو جو ایک ذرے کے برابر بھلائی کرتا ہے تو دیکھ لے گا اور اس کے بدلے کو پا لے گا اور جو ذرے کے برابر برا عمل کرے گا وہ اس کو بھی دیکھ لے گا اور اس کی سزا کو بھی پا لے گا۔

(اس حدیث کو امام شافعی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تم اللہ رب العزت کے سامنے پیش کیے جاؤ گے اور اپنے نامہ اعمال کی جزا و سزا پاؤ گے جس طرح امیر لشکر پر لوگوں کے اعمال اور اس کے افعال پیش کیے جاتے ہیں۔

۵۲۱۵۔ امام بخاری نے تعلیقاً (قبل حدیث ۶۴۱۷) ذکر کیا ہے۔

۵۲۱۶۔ اسناده موضوع۔ کتاب الام للشافعی ۱ / ۲۰۲۔ ابراہیم بن محمد بن ابی یحیٰ متروک و متہم ہے۔

دنیا کی بے ثباتی

(۵۲۱۷) وَعَنْ شَدَّادٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ الدُّنْيَا عَرَضٌ حَاضِرٌ يَاْكُلُ مِنْهَا الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ وَعْدٌ صَادِقٌ يَحْكُمُ فِيْهَا مَلِكٌ عَادِلٌ قَادِرٌ يُحِقُّ فِيْهَا الْحَقَّ وَيُبْطِلُ الْبَاطِلَ كُوْنُوا مِنْ اَبْنَآءِ الْاٰخِرَةِ وَلَاتَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَآءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ كُلَّ اُمٍّ يَتْبَعُهَا وَلَدُهَا .))

(۵۲۱۷) حضرت شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا ایک عارضی چیز ہے اس کے لیے بقا و دوام نہیں ہے اور اس کے فائدے کی چیزیں سامنے موجود ہیں جس میں سے نیک، اور برے کھاتے پیتے ہیں۔ اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں حقیقی بادشاہ قادر مطلق فیصلہ کرے گا حق کو حق ثابت کرے گا اور باطل کو باطل کرے، گا تم آخرت کے بیٹوں میں سے بن جاؤ۔ دنیا کے بیٹوں میں سے مت بنو' کیونکہ ہر بیٹا ماں کے تابع ہوتا ہے۔ (ابونعیم)

(۵۲۱۸) وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَاطَلَعَتِ الشَّمْسُ اِلَّا وَبِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ الْخَلَآئِقَ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ يَا اَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا اِلٰى رَبِّكُمْ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى)) رَوَاهُمَا اَبُوْ نُعَيْمٍ فِى الْحِلْيَةِ .

(۵۲۱۸) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب روزانہ آفتاب نکلتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ہوتے ہیں جو پکار پکار کر سب مخلوق کو سنا دیتے ہیں مگر جن و انسان نہیں سن پاتے۔ وہ دونوں فرشتے یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ اے لوگو! تم اپنے رب کی طرف آؤ اور اس بات کو جان لو کہ جو کم ہو اور کافی ہو جائے وہ بہتر ہے اس مال سے جو زیادہ ہو اور وہ لہو و لعب اور کھیل تماشوں میں ڈال دے اور خدا کی عبادت سے روک دے۔ (ابونعیم)

(۵۲۱۹) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهٖ قَالَ اِذَامَاتَ الْمَيِّتُ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مَاقَدَّمَ وَقَالَ بَنُوْ اٰدَمَ مَاخَلَّفَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

(۵۲۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مر جاتا ہے تو فرشتے اس سے پوچھتے ہیں کہ آخرت کے لیے کیا بھیجا ہے؟ اور زندہ لوگ یہ کہتے ہیں اس نے اپنے پیچھے کیا چھوڑا ہے۔ (بیہقی)

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت

(۵۲۲۰) وَعَنْ مَالِكٍ رحمہ اللہ اَنَّ لُقْمَانَ علیہ السلام قَالَ لِابْنِهٖ يَا بُنَىَّ اِنَّ النَّاسَ قَدْتَطَاوَلَ عَلَيْهِمْ مَايُوْعَدُوْنَ وَهُمْ اِلَى الْاٰخِرَةِ سِرَاعًا يَذْهَبُوْنَ وَاِنَّكَ قَدِ اسْتَدْبَرْتَ الدُّنْيَا مُنْذُ كُنْتَ وَاسْتَقْبَلْتَ الْاٰخِرَةَ وَ اِنَّ دَارًا تَسِيْرُ اِلَيْهَا اَقْرَبُ اِلَيْكَ مِنْ دَارٍ تَخْرُجُ مِنْهَا۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ .

(۵۲۲۰) حضرت امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے بیٹے! جس چیز کا لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا اور عذاب قبر وغیرہ کا اس پر بڑی مدت گزری چکی ہے یعنی روز اول سے اب تک اسی وعدے کی یاد دہانی کی جا رہی ہے۔ حالانکہ وہ لوگ آخرت کی طرف بہت تیزی سے چلے جا رہے ہیں (اور دنیا سے خالی ہاتھ جا رہے ہیں)

۵۲۱۷۔ اسنادہ ضعیف۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۱/ ۲۶۴، ۲۶۵، ابو مہدی .

۵۲۱۸۔ صحیح۔ مسند احمد ۵/ ۱۹۷۔ حلیۃ الاولیاء ۱/ ۲۲۶۔ الصحیحہ ۴۴۳ .

۵۲۱۹۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۱۰۴۷۵۔ اعمش مدلس اور عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی ضعیف ہے۔

۵۲۲۰۔ سند نامعلوم ہے۔

اے میرے بیٹے! جب سے تو پیدا ہوا ہے اسی وقت سے تو دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑتا جا رہا ہے اور تو آخرت کی طرف جلدی جلدی جا رہا ہے اور ایسے گھر کی طرف زیادہ قریب ہوتا جا رہا ہے جس گھر کی طرف تو جانے والا ہے۔ (رزین)

لوگوں سے قیامت کے وعدے کو دور بتایا گیا ہے حالانکہ ہر دم اور ہر ساعت اسی کی طرف دوڑتے اور بھاگتے چلے جاتے ہیں۔

سب سے اچھا کون؟

(٥٢٢١) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ ((كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ)) نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ قَالَ ((هُوَ النَّقِيُّ التَّقِيُّ لَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۲۲۱) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے اچھا کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر مخموم القلب اور صدوق اللسان۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم صدوق اللسان تو جانتے ہیں لیکن مخموم القلب سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مخموم القلب سے مراد یہ ہے کہ جس کا دل پاک صاف اور متقی و پرہیزگار ہو اور نہ اس پر گناہوں کا بوجھ ہو اور نہ کینہ و کپٹ ہو اور نہ دشمنی و عداوت ہو۔

''مخموم'' خم سے مشتق ہے جس کے معنی جھاڑنے اور صاف کرنے کے ہیں یعنی کپڑے کو گرد و غبار سے صاف کر لیا جائے اور کنوئیں میں سے مٹی کیچڑ کو نکال لیا جائے۔ اس سے مراد صاف دل والا ہے جس کے دل میں کسی مسلمان بھائی کی طرف سے نہ دشمنی ہو نہ کینہ کپٹ ہو اور نہ برے خیالات ہوں وہی متقی و پرہیزگار صاف ستھرا ہے جس میں نہ کوئی گناہ ہے اور نہ ظلم عناد ہے۔ صدوق اللسان سے ظاہر ہے سچی زبان والا جو جھوٹ نہ بولے۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

رسول کریم ﷺ کی نصیحت

(٥٢٢٢) وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ الدُّنْيَا حِفْظُ اَمَانَةٍ وَ صِدْقُ حَدِيْثٍ وَ حُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۲۲۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ چار چیزیں جب تجھ میں پائی جائیں گی تو تم دنیا کے چھوٹ جانے کا کوئی غم اور رنج نہ کرنا (۱) امانت کی حفاظت کرنا۔ (۲) سچی بات کہنا (۳) اچھے اخلاق والا ہونا۔ (۴) کھانے پینے میں عفت اور پاک دامنی اور احتیاط رکھنا۔ یہ باتیں گو چار ہوتی ہیں جس کی قیمت دنیا میں تو نہیں مل سکتی ہے آخرت میں ملے گی۔

(٥٢٢٣) وَعَنْ مَالِكٍ رحمه الله قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهُ قِيْلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِيْمِ مَا بَلَغَ بِكَ مَانَرٰى يَعْنِيْ اَلْفَضْلَ قَالَ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَاَدَآءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكُ مَالَا يَعْنِيْنِيْ۔ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا.

(۵۲۲۳) حضرت امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت لقمان علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا کہ آپ جس فضل و کمال پر پہنچے ہوئے ہیں جس کو ہم دیکھ رہے ہیں تو کس چیز نے آپ کو اس بڑے مرتبہ پر پہنچایا ہے؟ تو انہوں نے یہ بتایا کہ زبان کی سچائی نے۔ یعنی سچ بولنے سے اور امانت کے ادا کرنے سے اور فضول باتوں کے بچنے سے۔ (موطا)

٥٢٢١۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الورع والتقوی ٤٢١٦۔ الصحیحہ ٩٤٨.

٥٢٢٢۔ صحیح۔ مسند احمد ٢/ ١٧٧۔ شعب الایمان ٤٨٠١۔ الصحیحہ ٧٣٣.

٥٢٢٣۔ ضعیف۔ موطا امام مالک کتاب الکلام باب ما جاء فی الصدق والکذب ٢/ ٩٩٠ ح ١٩٢٦۔ سند نامعلوم ہے۔

روزِ قیامت اعمال کلام کریں گے

(۵۲۲۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَجِیْءُ الْاَعْمَالُ فَتَجِیْءُ الصَّلٰوةُ فَتَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصَّلٰوةُ فَيَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ فَتَجِیْءُ الصَّدَقَةُ فَتَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصَّدَقَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِیْءُ الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنَا الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِیْءُ الْاَعْمَالُ عَلٰى ذَالِكَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ ثُمَّ يَجِیْءُ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنْتَ السَّلَامُ وَاَنَا الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ بِكَ الْيَوْمَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِیْ)) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِیْ كِتَابِهٖ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ.

(۵۲۲۴) حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے اعمال قیامت کے دن ظاہر ہو کر آئیں گے پس نماز آئے گی اور کہے گی اے پروردگار میں نماز ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو بھلائی پر ہے تو بہت اچھی ہے۔ پھر صدقہ آئے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار میں صدقہ ہوں۔ تو رب العالمین فرمائے گا تو بھلائی پر ہے۔ یعنی نیک عمل ہے۔ پھر روزہ آئے گا اور کہے گا کہ اے میرے پروردگار! میں روزہ ہوں تو اللہ رب العزت کہے گا تو بھلائی پر ہے۔ پھر اسی طرح سب اعمال آئیں گے اور سب سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر اسلام آئے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار! تو سلام ہے یعنی سب عیبوں سے پاک ہے اور میں اسلام ہوں۔ یعنی تیری فرمانبرداری کا مجموعہ ہوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو بھلائی پر ہے یعنی تو سب سے اچھا ہے آج کے دن اپنے بندوں کے ساتھ تیرے ہی ذریعے لین دین کروں گا۔ تو راوی نے اس حدیث کی تائید میں یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ یعنی جو طلب کرے سوائے اسلام کے اور کسی دین کو وہ دین اس سے نہ قبول کیا جائے گا اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہے۔

بندوں کے نیک اعمال قیامت کے دن باری تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوں گے تاکہ ان کے عاملوں کے لیے دلیل ہوں اور ان کی شفاعت کریں یہاں تک کہ خود اسلام بھی حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ آج کے دن جزاء وسزا کا دارومدار تجھی پر ہوگا۔ جس کا اسلام درست ہے اس کے اعمال قبول ہیں اور جس کا اسلام درست نہیں اس کے اعمال سب مردود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ ''سب دینوں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہی ہے۔'' اسلام کے معنی امن وسلامتی کے ہیں کیونکہ اسلام۔ سلم سے مشتق ہے جس کے معنی صلح سلامتی اور امن کے ہیں یعنی اسلام قبول کرنے والا ہمیشہ ہمیش کے لیے امن وسلامتی میں داخل ہو گیا اور ایمان لانے والا دوسروں کو بھی اسی صلح اور امن کی طرف دعوت دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لفظ اسلام ایک ایسا لفظ ہے جس کے اندر ہر قسم کی خوبیاں پائی جاتی ہیں گویا یہ ایک سایہ دار اور پھل دار درخت ہے جس کے امن کے سائے تلے تمام دنیا نہایت امن وعافیت کی زندگی بسر کر رہی ہے یہی اسلام صراط مستقیم ہے انسانی نجات اور فلاح و بہبودی کا اگر کوئی سچا مذہب ضامن ہے تو یہی اسلام ہی ہے۔ اخلاق حسنہ اور راست بازی کے لحاظ سے اگر کوئی اکمل ترین مذہب ہے تو اسلام ہی ہے۔ تہذیب وسیاست مدنیہ اور تدبیر منزل وغیرہ کی حقیقی برکات اگر کسی میں ہیں تو وہ صرف اسلام ہی میں ہیں۔ نظافت وطہارت اور پاکیزگی صرف مذہب اسلام ہی میں ہے دوسرے مذاہب اسلامی محاسن کا مقابلہ نہیں کر سکتے' کامل توحید اور خداشناسی صرف اسی میں ہے۔

غرض اسلام تمام محاسن کا مجموعہ ہے اس لیے یہ مذہب خالق کائنات کو سب سے زیادہ پیارا ہے اور سب پر برگزیدہ ہے۔ اسی لیے

۵۲۲۴۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ۲/ ۳۶۲ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ حسن نے سیدنا ابوہریرہ ؓ سے نہیں سنا۔

قرآن مجید میں فرمایا: ﴿اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ ''تم خدا کی اطاعت فرمانبرداری میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔'' یہی مذہب توحید الٰہی اور محاسن اخلاق کی طرف دعوت دیتا ہے اور یہی مذہب خدا کے تمام نبیوں اور رسولوں کا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تک سارے نبی اور رسول خدا کی اطاعت کی طرف بلاتے رہے اور امن وسلامتی وصلح کی طرف دعوت دیتے رہے۔

(۵۲۲۵) وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ طَيْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا عَائِشَةُ حَوِّلِيْهِ فَاِنِّيْ اِذَا رَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا .))

(۵۲۲۵) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس میں پرندوں کی تصویریں تھیں اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تم اس کو بدل دو' یا ہٹا دو جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو مجھے دنیا یاد آ جاتی ہے۔

(۵۲۲۶) وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عِظْنِيْ وَاَوْجِزْ فَقَالَ ((اِذَا قُمْتَ فِيْ صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلٰوةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْذِرُمِنْهُ غَدًا وَاَجْمِعِ الْاِيَاسَ مِمَّا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ .))

(۵۲۲۶) حضرت ابو ایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر یہ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی نصیحت کیجیے اور مختصر فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو نماز میں کھڑا ہو تو اس جیسی نماز پڑھو جو خدا کے سوا سب کو چھوڑ دینے والی ہو اور کوئی ایسی بات زبان سے نکالو جس کو کر لینے سے قیامت میں تمہیں عذر کرنے پڑیں اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو چیز ہے اس سے ناامید ہو جانے کا پختہ ارادہ کر لو۔

توضیح: صل صلوٰۃ مودع ایسی نماز پڑھ جیسے تو دنیا کو رخصت کر رہا ہے۔ خیال کر کہ میری آخری نماز ہے یعنی خوب دل لگا کر خضوع اور خشوع کے ساتھ پڑھ۔ ودع کے معنی، رخصت کر دینے اور دنیا کے چھوڑ دینے کے ہیں۔ جیسے ایک حدیث میں آیا ہے کہ موعظۃ مودع رخصت کرنے کی سی نصیحت، وہ کوئی بات نہیں چھوڑتا سب کہہ دیتا ہے رسول اللہ ﷺ کے آخری حج کو حجۃ الوداع اسی لیے کہتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کو رخصت کیا تو مطلب یہ ہوا کہ تم رخصتی نماز پڑھو کہ یہ گویا میری آخری نماز ہے۔ جب خیال کرو گے تو نہایت اخلاص اور حضور قلب سے پڑھو گے اور کوئی ایسی بات نہ کہو جس سے قیامت کے دن شرمندگی اٹھانی پڑے اور لوگوں کے مال و دولت سے مایوس ہو جاؤ اور کسی سے کوئی امید نہ رکھو اور اپنے نفس کو بے نیاز رکھو۔

اہل تقویٰ کو نبی کریم ﷺ کی قربت میسر آئے گی

(۵۲۲۷) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْصِيْهِ وَ مُعَاذٌ رَاكِبٌ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ ((يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَّا تَلْقَانِيْ بَعْدَعَا مِيْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَقَبْرِيْ))

(۵۲۲۷) حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو ملک یمن کی طرف روانہ فرمانے کا ارادہ کیا اور وہ جانے لگے اور سواری پر سوار ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کے سواری کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے وصیت اور نصیحت فرمائی جب ان نصیحتوں اور وصیتوں سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! ممکن ہے اس سال کے بعد تم مجھ سے نہ مل سکو گے اور شاید تم میری اس مسجد اور میری قبر کے سامنے

۵۲۲۵۔ صحیح۔ مسند احمد ۶/ ۲۴۱.

۵۲۲۶۔ حسن۔ مسند احمد ۵/ ۴۱۲۔ ابن ماجہ ۴۱۷۱.

۵۲۲۷۔ اسنادہ صحیح۔ مسند احمد ۵/ ۲۳۵.

فَبَکٰی مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ ((اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ کَانُوْا وَ حَیْثُ کَانُوْا)) رَوَی الْاَحَادِیْثَ الْاَرْبَعَةَ اَحْمَدُ.

سے گزر و گے یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رونے لگے اور رسول اللہ ﷺ کے اس جدائی کے صدمہ سے بہت روئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے منہ پھیر کر مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ قریب پرہیز گار ہی لوگ ہوں گے خواہ کہیں کا رہنے والا اور کسی قوم میں سے ہو۔ (احمد)

مطلب یہ ہے کہ تم اپنے کام پر جاؤ اور تقویٰ اور پرہیز گاری کو لازم پکڑے رہو، تو قیامت کے دن ملاقات ہوگی اور تم میرے قریب رہو گے۔

(۵۲۲۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ)) فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِتِلْكَ مِنْ عِلْمٍ یُعْرَفُ بِهٖ قَالَ ((نَعَمْ اَلتَّجَافِیْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ.))

(۵۲۲۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ﴿فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ ''جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے'' اس کی شرح میں آپ نے فرمایا: جب اسلام کی روشنی سینہ میں داخل ہو جاتی ہے تو سینہ کشادہ ہو جاتا ہے، آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! اس کی کوئی نشانی ہے جس سے پہچانا جائے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں وہ یہ ہے کہ دھوکے کے گھر سے دور رہنا یعنی دنیا سے کنارہ کش ہونا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف یعنی آخرت کی طرف رجوع اور مرنے سے پہلے موت کی تیاری کرنا۔ (بیہقی)

(۳۰۔ ۵۲۲۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَ اَبِیْ خَلَّادٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا رَاَیْتُمُ الْعَبْدَ یُعْطٰی زُهْدًا فِی الدُّنْیَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوْا مِنْهُ فَاِنَّهٗ یُلَقَّی الْحِکْمَةَ)) رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

(۳۰۔۵۲۲۹) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو خلاد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی عابد زاہد بندے کو دیکھو وہ دنیا سے بے رغبتی اور نفرت رکھتا ہے اور اس کو کم گوئی کی توفیق دی گئی ہے یعنی زیادہ خاموش رہتا ہے تو اس کے قریب رہو اور اس کے پاس اٹھتے بیٹھتے رہو، کیونکہ اس کو حکمت اور دانائی کی بات سکھائی گئی ہے۔ (بیہقی)

❁❁❁❁

۵۲۲۸۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۱۰۵۵۲۔ عدی بن الفضل متروک ہے۔

۳۰۔ ۵۲۲۹۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٤٩٨٥۔ الضعیفه ۱۹۲۳۔ ابن لہیعہ مختلط راوی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَآءِ وَمَا كَانَ مِنْ عَيْشِ النَّبِيِّ ﷺ

سچے فقیروں کی فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کی معاشرت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

(۵۲۳۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۲۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سے ایسے ہیں جو بے انتہا پریشان حال ہیں جن کے بدن میلے کچیلے اور غبار آلود ہیں ایسی حالت میں جب وہ دوسروں کے دروازے پر جاتے ہیں تو بوجہ ان کا خستہ حالی کہ ان کو دھکے دے کر نکال دیا جاتا ہے لیکن خدا کے نزدیک وہ بہت پیارے اور لاڈلے ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کا لحاظ کر کے ان کی قسموں کو سچا کر دکھاتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی وہ لوگ سچے مومن ہوتے ہیں اور عابد وزاہد بھی ہوتے ہیں' لیکن غربت اور افلاس کی وجہ سے نہ ان کے کپڑے سفید ہوتے ہیں اور نہ سر میں کنگھی وغیرہ کیے ہوئے ہوتے ہیں' پراگندہ بال ہیں اور غبار آلود ہیں لوگ ان کو ذلیل سمجھ کر اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے نہیں دیتے اور نہ کسی سے جان پہچان ہے اگر اتفاقاً ان کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں تو دھکا دے کر نکال دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ بہت محبوب اور پیارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کا بہت خیال رکھتا ہے کہ اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ اس کام کو ضرور کرے گا اللہ تعالیٰ ان کی رعایت کر کے ان کی قسم پوری کر دیتا ہے قرآن مجید میں بھی ان کی بڑی حمایت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ٥ وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّیَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنْۢ بَیْنِنَا اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِیْنَ٥﴾

''اور ان لوگوں کو نہ نکالیے جو صبح اور شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں ورنہ آپ نامناسب کام کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے اور اسی طریقے سے ہم نے ایک کو دوسروں کے ذریعے سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تا کہ یہ لوگ کہا کریں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسوں کو خوب جانتا ہے۔''

یعنی جو لوگ صبح وشام خدا کی رضا جوئی کے لیے خدا کا ذکر کرتے رہتے ہیں تو ایسے لوگوں کو آپ اپنے پاس سے نہ ہٹائیے بلکہ اپنے مخصوص ہم نشینوں میں سے کر لیجیے۔ ان کا حساب آپ کے ذمہ نہیں ہے اور نہ آپ کا حساب ان کے ذمہ ہے اگر آپ ایسے لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیں گے تو ظالموں میں سے شمار ہوں گے۔ یہ آیت حضرت خباب اور حضرت صہیب اور حضرت بلال اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کی

۵۲۳۱.. صحیح مسلم کتاب البر باب فضل الضعفاء ۲۶۲۲.

حمایت میں نازل ہوئی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھتے بیٹھتے تھے۔ لیکن دنیاوی اعتبار سے بہت غریب اور نادار تھے پھٹے پرانے کپڑے پہنے رہتے تھے۔ پراگندہ سر اور پراگندہ حال تھے۔ مشرکین ان کو بہت برا سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا کہ جب ہم آپ کی مجلس میں آیا کریں تو ان مسلمانوں کو اپنے مجلس سے ہٹا دیا کیجیے کیونکہ ہم صاف ستھرے لوگ ہیں اور یہ میلے کچیلے لوگ ہیں ہمارا ان سے جوڑ توڑ نہیں ہو سکتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ایسے موحدین مخلصین بندوں کو نہ حقیر سمجھو اور نہ اپنی مجلس سے ہٹاؤ۔ رسولوں کی تابعداری کرنے والے عموماً غریب اور ضعیف ہی لوگ ہوتے ہیں۔ یہ حکم سب کے لیے اور ہمیشہ کے لیے ہے کہ اگر کوئی غریب و درویش مومن موحد مخلص آ جائے تو اس کی محتاجی کی وجہ سے دروازے سے نہیں دھکا دینا چاہیے ورنہ اندیشہ ہے کہ ایسے دھکا دینے والے حوادثات دہر کے شکار ہو جائیں تو ان کی بھی یہی درگت ہو سکتی ہے کیونکہ برائی کا بدلہ برائی ہے اور نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔

کسی غریب مسکین سے خود کو بہتر نہ سمجھا جائے

(٥٢٣٢) وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(٥٢٣٢) حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد نے اپنی نسبت یہ خیال کیا کہ ان کو ان کے نیچے درجہ والوں پر فضیلت حاصل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم غریبوں کمزوروں پر نہ اپنی بڑائی جتاؤ نہ ان کو حقیر جانو کیونکہ انہیں کمزوروں کی وجہ سے خدا کے دشمنوں پر تمہاری مدد کی جاتی ہے اور انہیں کی بدولت تم کو روزیاں دی جاتی ہیں۔ (بخاری)

توضیح: حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہت بڑے سخی اور بہادر تھے اسلامی کاموں میں بہت مدد کرتے تھے اسی وجہ سے اپنے کو بہ نسبت غریب مسلمانوں کے اچھا سمجھتے تھے تو ان کی اس غلط فہمی کو توڑنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ان ناداروں کی وجہ سے دشمنوں پر تمہاری فتح ہوتی ہے اور انہیں کی دعاؤں سے روزیاں ملتی ہیں۔

غریب مسکین مال داروں سے پہلے جنت میں جائیں گے

(٥٢٣٣) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنَ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَبِهِمْ اِلَی النَّارِ وَ قُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٢٣٣) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے (معراج والی رات یا اور کوئی دن دیکھا کہ میں) جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں تو میں نے دیکھا کہ جنت میں جانے والے زیادہ تر غریب اور مسکین ہیں۔ اور سرمایہ داروں اور دولت مندوں کو محشر میں روک لیا گیا ہے ان کی حساب فہمی ہو رہی ہے کہ یہ مال کہاں پر خرچ کیا اور کہاں سے کمایا اور دوزخیوں کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ اور دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہو کر دیکھا تو زیادہ تر عورتیں جاری ہیں کیونکہ اکثریت خاوندوں کی نافرمانی اور ناشکری کرتی ہیں۔ (بخاری)

(٥٢٣٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(٥٢٣٤) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٥٢٣٢۔ صحيح مسلم كتاب الجهاد باب من استعان بالضعفاء والصالحين ٢٨٩٦.
٥٢٣٣۔ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار ٦٥٤٧۔ مسلم كتاب الذكر باب اكثر اهل الجنة ٢٧٣٦.
٥٢٣٤۔ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار ٦٥٤٦۔ مسلم كتاب الذكر باب اكثر اهل الجنة ٢٧٣٧.

اللّٰهِ ﷺ ((اَطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

فرمایا: میں نے بہشت میں تو دیکھا کہ اکثر اس میں رہنے والے فقراء ہیں اور میں نے دوزخ میں دیکھا کہ اکثر اس میں رہنے والی عورتیں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(۵۲۳۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِیْنَ یَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِیَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَی الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۲۳۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غریب مہاجرین قیامت کے دن مالدار مہاجرین سے جنت میں چالیس سال پہلے داخل ہوں گے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی نادار اور غریب مہاجرین مالدار مہاجرین سے چالیس سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے اور سرمایہ دار و مالدار لوگ، حساب و کتاب میں پیچھے رہیں گے۔ اس حدیث میں چالیس سال ہے اور دوسری حدیث میں پانچ سو برس ہے تو بظاہر ان دونوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ تو محدثین کرام نے ان دونوں روایتوں میں اس طرح سے تطبیق دی ہے کہ اس حدیث میں فقرائے مہاجرین چالیس سال پہلے اغنیائے مہاجرین سے جنت میں جائیں گے اور جہاں پر یہ ہے کہ فقراء مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جائیں گے تو وہاں غیر مہاجرین مراد ہیں۔ یعنی فقرائے غیر مہاجرین اغنیائے غیر مہاجرین سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ لہٰذا دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں رہا۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس سے تحدید مراد نہیں ہے بلکہ قلت و کثرت مراد ہے یعنی تنگ دست لوگ پہلے داخل ہوں گے اور مال دار لوگ پیچھے داخل ہوں گے خواہ چالیس برس پہلے ہو یا پانچ سو برس پہلے ہو۔ یا اشخاص اور مراتب کے لحاظ سے یہ تفاوت ہے کہ بعض تنگ دست اور حریص آخرت چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوگا اور مال دار حریص دنیا پانچ سو بعد پیچھے داخل ہوگا۔

لوگوں کی ظاہری حالت پر کوئی گمان نہ کیا جائے

(۵۲۳۶) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٍ ((مَا رَاْیُكَ فِیْ هٰذَا)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ یُّنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ یُّشَفَّعَ قَالَ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا رَاْیُكَ فِیْ هٰذَا)) فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ هٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا یُنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا یُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا یُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هٰذَا خَیْرٌ مِنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۵۲۳۶) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے ایک شخص سے دریافت کیا جو آپ ﷺ کے پاس پہلے سے بیٹھا ہوا تھا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ یعنی یہ اچھا ہے یا برا تو اس نے کہا کہ یہ شخص سب لوگوں سے زیادہ شریف ہے۔ خدا کی قسم! یہ اس کے لائق ہے کہ اگر یہ کسی کے یہاں نکاح کرنے کا پیغام دے تو بوجہ اس کی شرافت اور سرمایہ داری کے تو اس کا نکاح کر دیا جائے گا اور اگر یہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔ راوی نے کہا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرے صحابی کا گزر آپ ﷺ کے پاس سے ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اسی شخص سے پوچھا اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ شخص مسلمانوں میں سب سے زیادہ

۵۲۳۵۔ صحیح مسلم کتاب الزهد والرقاق ۲۹۷۹.

۵۲۳۶۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب فضل الفقراء ٦٤٤٧.

تنگ دست اور محتاج ہے یہ اس کے لائق ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیغام دے تو اس کی غریبی اور محتاجی کی وجہ سے نکاح نہیں کیا جائے گا اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہیں سنی جائے گی یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص اس جیسے روئے زمین بھر کے انسانوں سے بہتر ہے۔

مولائے کائنات کا فقر وفاقہ

(٥٢٣٧) وَعَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۲۳۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ محمد ﷺ کے گھرانے والے جو کی روٹی سے دو دن بھی لگا تار آسودہ نہیں ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ (بخاری مسلم)

توضیح: یعنی لگا تار رسول اللہ ﷺ کے گھرانے والے دو دن جو کی روٹی کھا کر آسودہ نہیں ہوئے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ یعنی ساری زندگی آپ ﷺ کی فاقہ کشی میں گزری اور آپ ﷺ کے گھرانے والوں کو بھی حالانکہ آپ ﷺ سب نبیوں کے سردار تھے اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے تو سونے چاندی کے پہاڑ ہو جاتے اور بہت ہی عیش و آرام سے زندگی گزارتے' لیکن آپ ﷺ نے زہد کو اختیار فرمایا اور قوت لا یموت پر قناعت فرمایا: "لکم فی رسول الله اسوة حسنة۔"

(٥٢٣٨) وَعَنْ سَعِيْدِ نِالْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ مَرَّبِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۲۳۸) حضرت سعید مقبری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے، جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی تو ان لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کھانے کے لیے بلایا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی سے، بھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ (بخاری)۔

توضیح: اور اب لوگوں کی یہ حالت ہے کہ خوب آسودہ ہو رہے ہیں اور گوشت اور روٹی خوب مزے سے کھا رہے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ سید الرسل خاتم الانبیاء ہوتے ہوئے اور امام الزاہدین ہوتے ہوئے زندگی کے آخری لمحات تک زہد ہی کو شعار اور د ثار بنا رکھا تھا اور اسی پر آپ ﷺ کا انتقال پر ملال بھی ہوا۔

تاریخ میں اور حدیث کی کتابوں میں بے شمار ایسے واقعات ہیں جن سے آپ کی معاشرت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ہم سیرۃ النبی جلد دوم سے چند حدیثیں مع ترجمہ لکھتے ہیں تاکہ آپ حضرات کے لیے اسوہ حسنہ ثابت ہوں۔

صحیح بخاری باب الجہاد میں روایت ہے کہ وفات کے وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں تین صاع جو پر گروی تھی، جن کپڑوں میں آپ ﷺ نے وفات پائی ان میں اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے' یہ وہ زمانہ ہے کہ جب تمام عرب حدود شام سے لے کر عدن تک فتح ہو چکا ہے اور مدینہ کی سرزمین میں زر و سیم کا سیلاب آ چکا ہے اس میں شبہ نہیں کہ آپ کی مہمات فرائض میں رہبانیت کا قلع قمع کرنا بھی تھا جس کی نسبت خدا نے نصاریٰ کو ملامت کی تھی کہ "رهبانية ابتدعوها" اس بنا پر آپ ﷺ نے کبھی کبھی اچھے کھانے اور اچھے کپڑے بھی استعمال کیے ہیں لیکن اصلی میلان طبع زخارف دنیوی سے اجتناب تھا (فرمایا کرتے فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا اور کسی چیز کے رکھنے کا

٥٢٣٧ـ صحيح بخاري كتاب الاطعمة باب ما كلن النبي و اصحابه ياكلون ٥٤١٦ـ مسلم كتاب الزهد ٢٩٧٠.

٥٢٣٨ـ صحيح بخاري كرتاب الاطعمة باب ما كان النبي واصحابه ياكلون ٥٤١٤.

حق نہیں، رہنے کے لیے گھر، ستر پوشی کے لیے ایک کپڑا اور شکم سیری کے لیے روکھی سوکھی روٹی اور پانی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ولا بطوی لہ ثوب کبھی آپ کا کوئی کپڑا تہ کر کے نہیں رکھا گیا یعنی صرف ایک جوڑا کپڑا ہوتا تھا دوسرا نہیں ہوتا تھا جو تہہ کر رکھا جا سکتا۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھر کی مرمت کر رہے تھے اتفاقاً آپ کسی طرف سے آ گئے۔ پوچھا کیا شغل ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ دیوار کی مرمت کر رہا ہوں ارشاد ہوا کہ اتنی مہلت کہاں۔ گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا اور رات کو اکثر آپ اور سارا گھر بھوکا سو رہتا تھا "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبیت اللیالی المتتابعة طاویاھو واھله لا یجدون عشیئا" آپ اور آپ کے اہل و عیال متصل کئی کئی رات بھوکے رہ جاتے تھے کیونکہ رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا۔

آپ کے گھر میں پیہم دو دو مہینے تک آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک موقع پر جب یہ واقعہ بیان کیا تو حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آخر گزر اس چیز پر تھا؟ بولیں کہ پانی اور کھجور پر، البتہ ہمسائے کبھی کبھی بکری کا دودھ بھیج دیتے تھے تو پی لیتے تھے۔ (بخاری) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر چپاتی کی صورت نہیں دیکھی۔ (بخاری) میدہ جس کو عرب میں حواری اور نقی کہتے ہیں کبھی آپ کی نظر سے نہیں گزرا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ جو اس واقعہ کے راوی ہیں ان سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھلنیاں نہ تھیں؟ بولے نہیں۔ لوگوں نے پھر پوچھا کہ آخر کس چیز سے آٹا چھانتے تھے۔ بولے منہ سے پھونک کر بھوسی اڑا دیتے تھے جو رہ جاتا اسی کو گوندھ کر پکا لیتے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تمام عمر یعنی مدینہ کے قیام سے وفات تک آپ نے کبھی دو وقت سیر ہو کر روٹی نہیں کھائی۔ (شمائل)

فدک اور خیبر وغیرہ کے ذکر میں محدثین اور ارباب سیر لکھتے ہیں کہ آپ ان کی آمدنی سے سال بھر کا خرچ لے لیا کرتے تھے۔ یہ واقعہ بظاہر روایات مذکورہ بالا کے مخالف معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت دونوں صحیح ہیں، بے شبہ آپ بقدر نفقہ آمدنی میں سے لے لیتے، باقی فقراء اور اہل حاجت کو دے دیتے تھے لیکن آپ اپنے لیے جو رکھ لیتے تھے، وہ بھی اہل حاجت کے لیے نذر ہو جاتا تھا۔ احادیث میں آپ کی فاقہ کشی اور تنگ دستی کے واقعات نہایت کثرت سے موجود ہیں چند روایتیں اس موقع پر درج کرتے ہیں ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہ سخت بھوکا ہوں۔ آپ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے ہاں کہلا بھیجا کہ کچھ کھانے کو بھیج دو۔ جواب آیا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے دوسرے گھر کہلا بھیجا وہاں سے بھی یہی جواب آیا۔ مختصر یہ کہ آٹھ نو گھروں میں سے کہیں پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ (بخاری ص ٤٣٥ مسلم ص ٢)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ نے شکم مبارک کو کس کر باندھا ہے جب سبب پوچھا گیا تو حاضرین میں ایک صاحب نے کہا کہ بھوک کی وجہ سے (مسلم ص۱۹۳) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹیں بدلتے ہیں۔ (مسلم ص۱۹۳)

ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھایا کہ پتھر بندھے تھے آپ نے شکم کھولا تو ایک کے بجائے دو دو پتھر تھے۔ (مسلم ص۱۹۳) اکثر بھوک کی وجہ سے آواز اس قدر کمزور ہو جاتی تھی کہ صحابہ آپ کی حالت سمجھ جاتے تھے ایک دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر میں آئے اور بیوی سے کہا کہ کچھ کھانے کو ہے میں نے ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بہت کمزور ہو گئی ہے۔ (مسلم ص۱۹۱)

ایک دن بھوک میں ٹھیک دوپہر کے وقت گھر سے نکلے راستہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ملے یہ دونوں صاحب بھی بھوک سے بیتاب تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو لے کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر آئے ان کا معمول تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

دودھ مہیا رکھتے تھے آج آپ ﷺ کے آنے میں دیر ہوئی تو انہوں نے بچوں کو کھلا دیا۔ آن حضرت ﷺ ان کے گھر پہنچے تو وہ نخلستان میں چلے گئے تھے، ان کی بیوی کو خبر ہوئی تو باہر نکل آئیں اور عرض کی "حضور ﷺ کا آنا مبارک ہو" آپؐ نے پوچھا۔ حضرت ابو یوب انصاری رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ نخلستان پاس ہی تھا وہ آواز سن کر دوڑے آئے اور مرحبا کہہ کر عرض کی یہ حضور ﷺ کے آنے کا وقت نہیں آپ نے حالت بیان کی وہ نخلستان میں جا کر کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ لائے اور کہا میں گوشت تیار کراتا ہوں۔ ایک بکری ذبح کی۔ آدھے کا سالن، آدھے کا کباب تیار کرائے۔ کھانا سامنے لا کر رکھا تو آن حضرت ﷺ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھجوادو۔ کئی دن سے اس کو کھانا نصیب نہیں ہوا۔ پھر خود صحابہ کرام کے ساتھ مل کر کھانا نوش فرمایا: متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا کہ خدا نے جو کہا ہے کہ قیامت میں نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہی چیزیں ہیں۔ (ترغیب ترھیب، مسلم)

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آن حضرت ﷺ صبح کو ازواج مطہرات کے پاس تشریف لاتے اور پوچھتے کہ آج کچھ اور کھانے کو ہے؟ عرض کرتیں نہیں آپ فرماتے اچھا میں نے روزہ رکھ لیا۔ (مسند احمد بن حنبل)

(٥٢٣٩) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ مَشٰى اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعًا لَّهٗ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِاَهْلِهٖ وَلَقَدْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ((مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ وَاِنَّ عِنْدَهٗ لَتِسْعُ نِسْوَةٍ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٥٢٣٩) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور چربی لے کر حاضر خدمت ہوئے اس وقت آپ کی غربت کا یہ حال تھا کہ روپیہ پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک یہودی کے ہاں مدینہ میں اپنی زرہ گروی رکھ دی تھی۔ اور اس سے گھر والوں کے لیے ادھار جو خریدا تھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شام کو کھانے کے لیے نہ ایک صاع گیہوں اور نہ ایک دانہ جو کا تھا یعنی کسی قسم کے کھانے کا کوئی غلہ نہیں تھا حالانکہ اس وقت آپ کے گھر میں نو عورتیں تھیں۔ (بخاری)

(٥٢٤٠) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى اُمَّتِكَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَقَالَ ((اَوَ فِيْ هٰذَا اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٢٤٠) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا آپ کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس پر کوئی بچھونا نہیں بچھا ہوا تھا چٹائی کی بناوٹ کا اثر آپ ﷺ کے جسم مبارک میں پڑ گیا تھا۔ یعنی بستر نہ ہونے کی وجہ سے اس کا نشان آپ ﷺ کے جسم مبارک میں پڑ گیا تھا اور سرہانے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہوا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر وسعت اور فراخی کر دے۔ فارس اور روم والوں پر بڑی کشائش کر دی گئی ہے اور حالانکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو نہیں پوجتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے عمر! تم اسی خیال میں ہو ان کے لیے صرف دنیا ہی دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت ہے۔ (بخاری)

٥٢٣٩۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب شراء النبیؐ بالنسیئة ٢٠٦٩.

٥٢٤٠۔ صحیح بخاری کتاب المظالم باب الغرفة والعلیة المشرفة ٢٤٦٨۔ مسلم کتاب الطلاق باب الایلاء واعتزال النساء ١٤٧٩.

اصحاب صفہ کی تنگ دستی

(٥٢٤١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ سَبْعِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَامِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَیْهِ رِدَآءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَاِمَّا کِسَآءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَیْنِ وَمِنْهَا مَایَبْلُغُ الْکَعْبَیْنِ فَیَجْمَعُهٗ بِیَدِهٖ کَرَاهِیَةَ اَنْ تُرٰی عَوْرَتُهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۲۴۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان میں سے کسی ایک کے پاس چادر نہ تھی صرف ایک لنگی تھی یعنی تہ بند یا کمبل۔ یعنی دونوں چیزیں کسی ایک کے پاس نہیں تھے اس تہ بند یا کمبل کو اپنی گردنوں میں گانتی کی طرح باندھ لیتے تھے ان میں سے بعض تہ بند آدھی پنڈلیوں تک اور بعض ٹخنوں تک ہوتا یعنی اتنا اونچا ہوتا تھا کہ وہ لوگ اپنے تہ بند کو نماز میں ہاتھ سے تھام لیتے تا کہ ستر نہ کھلنے پائے۔ (بخاری)

اپنے سے کم تر کو دیکھنا چاہیے

(٥٢٤٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا نَظَرَ اَحَدُکُمْ اِلٰی مَنْ فُضِّلَ عَلَیْهِ فِی الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَ فِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ ((اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْکُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَکُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ.))

(۵۲۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی کسی ایسے شخص کو دیکھے جو اس سے زیادہ سرمایہ دار ہو اور بہت ہی زیادہ خوبصورت ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے سے نیچے کی طرف دیکھے۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ جو اپنے سے نیچے کی طرف دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری نہیں کرے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

فقیروں مسکینوں کے لیے خوش خبری

(٥٢٤٣) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((یَدْخُلُ الْفُقَرَآءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِیَآءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ نِصْفِ یَوْمٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۵۲۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غریب اور محتاج لوگ جنت میں مالداروں سے پانچ سو برس پہلے داخل ہوں گے جو قیامت کا آدھا دن ہے۔ (ترمذی)

توضیح: قیامت کا دن دنیا کے دنوں کے لحاظ سے ایک ہزار برس کا دن ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾ یعنی وہ دن تیرے رب کے نزدیک ہزار برس کا ہوگا جو تم شمار کرتے ہو اور دوسری آیت میں ہے: ﴿فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ کہ اس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی یعنی لوگ اس دن بہت پریشان ہوں گے اور کسی کے لیے ہزار برس کی مقدار اور کسی کے لیے پچاس ہزار برس کی مقدار کا ہوگا اور مومنین موحدین کے لیے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے نماز کا وقت ہوتا ہے۔ اور کافروں اور نافرمانوں کے لیے حساب و کتاب وغیرہ کی وجہ سے لمبا اور کٹھن دن ہوگا۔

٥٢٤١۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب نوم الرجل فی المسجد ٤٤٢۔

٥٢٤٢۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب لینظر الی من هو اسفل منه ٦٤٩٠۔ مسلم کتاب الزهد والرقائق ٢٩٦٣۔

٥٢٤٣۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء ان فقراء والمهاجرین یدخلون الجنة ٢٣٥٣۔ ٢٣٥٥۔

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے
دن عیش کے گھڑیوں میں گزر جاتے ہیں کیسے

تو کافروں کے لیے یہ دن مصیبت کا ہوگا اور مومنوں کے لیے آسان ہوگا۔

اس حدیث میں ہے کہ غربا اور فقراء بہشت میں غنیوں اور مالداروں سے پانچ سو برس پہلے داخل ہوں گے۔ اور پہلی فصل کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ چالیس سال پہلے تو وہاں بتایا جا چکا ہے کہ وہ فقرائے مہاجرین کے لیے ہے اور اس حدیث میں فقراء اور اغنیاء غیر مہاجرین کے لیے ہے اس لیے اس میں کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔

قرآن مجید کے اس لفظ سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت کا دن ہزار سال کا ہوگا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ پانچ سو سال پہلے جنت میں محتاج وفقراء داخل ہوں گے جو قیامت کا آدھا دن ہوگا تو قرآن وحدیث کے ملانے سے ظاہر ہوا کہ ہزار کا آدھا پانچ سو ہے تو حدیث اپنی جگہ صحیح درست ہے۔

(٥٢٤٤) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((اِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَائِهِمْ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّی الْمِسْكِيْنَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ يَا عَائِشَةُ اَحِبِّی الْمَسَاكِيْنَ وَقَرِّبِيْهِمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۲۴۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللهم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین۔ ”اے اللہ تعالیٰ مسکین ہی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکین ہی کی حالت میں مار اور مسکینوں کی جماعت کے ساتھ مجھے اٹھا۔“ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ یہ مسکین لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ عائشہ تم مسکینوں کو اپنے دروازے سے کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دینا اگر کچھ نہ ہو تو کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر اسے واپس کرو۔ اور اے عائشہ! تم مسکینوں سے محبت رکھنا اور ان کو اپنے قریب اٹھانا بٹھانا تو اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے روز اپنے قریب رکھے گا۔ (ترمذی)

(٥٢٤٥) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ اِلٰی قَوْلِهٖ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ.

(۵۲۴۵) اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ”مسکینوں کی جماعت میں اٹھا“ تک ذکر کیا ہے۔

(٥٢٤٦) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَائِكُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ اَوْ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(۵۲۴۶) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میری خوشنودی کے لیے کمزوروں اور ضعیفوں کو تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ۔ کیونکہ تمہیں انہیں ضعیفوں اور مسکینوں کی برکت سے روزی دی جاتی ہے اور انہیں مسکینوں کی دعاؤں سے دشمنوں پر فتح ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

٥٢٤٤۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء ان فقراء والمهاجرین ٢٣٥٢۔ شعب الایمان ١٠٥٠٧۔ الصحیحه ٣٠٨.

٥٢٤٥۔ حسن۔ سنن ابن ماجه کتاب الزهد باب مجالسة الفقراء ٤١٢٦.

٥٢٤٦۔ صحیح۔ الصحیحه ٧٧٩۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب الانتصار برذل الخیل ٢٥٩٤.

(٥٢٤٧) وَعَنْ أُمَيَّةَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَسِيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ- رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۵۲۴۷) حضرت امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فقراء اور مہاجرین کی دعاؤں سے دشمنوں پر فتح حاصل کرتے تھے۔ (شرح السنہ)

(٥٢٤٨) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتَغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنِعْمَةٍ فَإِنَّكَ لَاتَدْرِيْ مَاهُوَ لَاقٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ إِنَّ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ قَاتِلًا لَا يَمُوْتُ يَعْنِي النَّارَ)) رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۵۲۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کسی فاسق اور فاجر کی نعمت اور دولت پر رشک نہ کرو اور نہ اس کی آرزو کرو کیونکہ تم نہیں جانتے ہو کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے۔ اے عبداللہ، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کے لیے ایک ایسا قاتل اور مہلک ہے جو اسے مرنے ہرگز نہیں دے گا۔ یعنی وہ جہنم کی آگ ہے۔ (شرح سنہ)

یعنی: جب یہ دولت مند، نعمت پرور وہ مر کر جہنم رسید ہوگا تو جہنم اس کو نہ کبھی فنا کرے گی اور نہ مارے گی بلکہ ہمیشہ اس کو زندہ رکھ کر ستاتی رہے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہنم میں ﴿لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى﴾ ''نہ تو وہ اس میں مرے گا اور وہ اس میں آرام کی زندگی یہی بسر کرے گا۔''

دنیا مومن کے لیے قید خانہ

(٥٢٤٩) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهٗ وَإِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ)) رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۵۲۴۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دنیا مومن کے لیے جیل خانہ اور خشک سالی ہے۔ جو دنیا کو چھوڑ جاتا ہے تو وہ قید خانہ اور قحط کو چھوڑ دیتا ہے۔ یعنی اس سے نجات پا جاتا ہے۔ (شرح السنہ)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں......

(٥٢٥٠) وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِيْ سَقِيْمَهُ الْمَآءَ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۵۲۵۰) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح سے تم میں کوئی اپنے بیمار کو نقصان دہ پانی سے بچاتا ہے۔ (احمد ترمذی)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو دنیا اتنی زیادہ نہیں دیتا ہے جس سے وہ خدائے تعالیٰ کو بھول جائے کیونکہ دنیا کا مال و دولت، وبال ہے تو ایسے وبال سے اور نقصان دہ چیز سے اپنے محبوب بندے کو پرہیز میں رکھتا ہے جس طرح سے بیمار آدمی کو نقصان پہنچانے والی چیز سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔

٥٢٤٧۔ اسناده ضعيف۔ شرح السنة ١٤/ ٢٦٤ ح ٤٠٦٢۔ ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔
٥٢٤٨۔ اسناده ضعيف۔ شرح السنة ١٤/ ٢٩٤، ٢٩٥ ح ٤١٠٣ عبداللہ بن ابی مریم مجہول الحال اور جہم بن اوس غیر معروف راوی ہے۔
٥٢٤٩۔ اسناده ضعيف۔ شرح السنة ١٤/ ٢٩٧ ح ٤١٠٦۔ عبداللہ بن جنادہ المعافری مجہول راوی ہے۔
٥٢٥٠۔ اسناده صحيح۔ سنن الترمذی کتاب الطب باب ما جاء فی الحمية ٢٠٣٦.

موت اور قلت مال مومن کے لیے بہتر ہوتی ہیں

(٥٢٥١) وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اِثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ اٰدَمَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ وَقِلَّةُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(۵۲۵۱) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان دو چیزوں کو اچھا نہیں سمجھتا ہے، حالانکہ وہ دونوں چیزیں اس کے حق میں اچھی ہیں۔ ایک تو موت کو پسند نہیں کرتا حالانکہ مومن کے حق میں فتنہ وفساد کے لحاظ سے موت بہتر ہے اور دوسرا وہ غریبی اور مال کی کمی مرغوب نہیں جانتا حالانکہ مال کی کمی اور غریبی اس کے حق میں بہتر ہے۔ اس لیے کہ جتنا ہی مال کم ہوگا اتنا ہی قیامت میں حساب کم ہوگا اور جتنا زیادہ مال ہوگا اتنا ہی سخت حساب ہوگا۔ (احمد)

(٥٢٥٢) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضي الله عنه قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّيْ اُحِبُّكَ قَالَ ((اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ)) فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ ((اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا لَلْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلٰى مَنْ يُحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰى مُنْتَهَاهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۲۵۲) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے آپ سے محبت ہے آپ نے اس سے فرمایا دیکھ کیا کہتا ہے۔ اس نے پھر وہی کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے آپ ﷺ سے محبت ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: سوچ سمجھ کر کہہ۔ اسی طرح سے تین مرتبہ سوال و جواب کیا آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تجھے مجھ سے سچ مچ محبت ہے اور حقیقت میں تو مجھ سے سچی محبت کرتا ہے تو تم میری طرح زہد اور فقیری اور محتاجی کا سامان تیار کرلو اور یہ بہت مشکل ہے، ہزاروں مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤ گے میری محبت تمہاری محتاجی اور فاقہ کشی کا سبب بنے گی تو کبھی بھوکے رہو گے کبھی پیاسے رہو گے تو محتاجی اور فقیری وغریبی میرے چاہنے والوں کے پاس بہت تیزی سے جاتی ہے جس طرح سے پانی کا سیلاب اپنے منتہیٰ کی طرف دوڑتا ہوا جاتا ہے۔ (ترمذی)

دعوت دین میں نبی کریم ﷺ کی مشکلات

(٥٢٥٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ وَ مَالِيْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَاْكُلُهُ ذُوْكَبِدٍ اِلَّاشَيْءٌ يُوَارِيْهِ اِبِطُ بِلَالٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَ مَعْنَى الْحَدِيْثِ حِيْنَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ هَارِبًا مِنْ مَكَّةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ اِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُ تَحْتَ اِبِطِهِ.

(۵۲۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بارے میں جتنا میں ڈرایا دھمکایا گیا ہوں اتنا کوئی شخص نہیں ڈرایا دھمکایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے بارے میں مجھے جتنی تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں اتنی کسی کو نہیں پہنچائی گئی اور مجھ پر ایک پورا مہینہ ایسا گزرا ہے جس میں نہ میرے کھانے کے لیے کچھ تھا اور نہ بلال کے لئے۔ کہ کوئی جگر والا کھا پیتا مگر تھوڑا سا کھانا جو بلال کی بغل چھپائے ہوئے تھی یعنی معمولی سی چیز جو بلال اپنے پاس لیے ہوئے تھے۔ (ترمذی) امام ترمذی اس حدیث کا یہ مطلب بیان فرماتے ہیں کہ مشرکین کے ستانے کی وجہ سے آپ مکہ سے باہر تشریف

٥٢٥١۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ٥/ ٤٢٧.

٥٢٥٢۔ حسن۔ الصحيحه ٢٨٢٧، ٢٨٢٨۔ سنن الترمذى كتاب الزهد باب ما جاء فى فضل الفقر ٢٣٥٠.

٥٢٥٣۔ اسناده صحيح۔ سنن الترمذى كتاب صفة القيامة ٢٤٧٢.

لے گئے تھے۔ تبلیغ اور وعظ و نصیحت کرنے کے لیے اور آپؐ کے ساتھ حضرت بلال بھی تھے کہ حضرت بلال کے پاس کھانے کی صرف اتنی چیز تھی جو وہ اپنی بغل میں اٹھائے ہوئے ادھر ادھر لے چلتے تھے۔

توضیح: یہ واقعہ ہجرت کا نہیں ہے۔ بلکہ مکہ والوں نے توحید کی تبلیغ کے سلسلے میں جو آپ کو بہت تنگ کیا تو آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر مختلف گاؤں اور قبائل میں جا جا کر وعظ سناتے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال بھی رہتے تھے اور یہ کھانے پینے کا سامان جیسے ستو' کھجور اور معمولی چیز بغل کے نیچے چھپائے رکھتے تھے۔ اور یہ دونوں حضرات تھوڑا تھوڑا اس میں سے لے کر کھا لیتے تھے تو ایک ماہ تک یہی کیفیت رہی۔

اور صاحب لمعات نے اس واقعہ کو طائف کا واقعہ بتایا ہے۔ رحمۃ للعالمین کے مصنف نے یہ لکھا کہ ابو طالب اور حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد آپ کی زیادہ تبلیغی سرگرمیاں مکہ مکرمہ میں رہیں۔ آپ کا وعظ ہمیشہ ہوتا ہی رہتا تھا لیکن مکہ سے باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوتا تھا ان دونوں کے انتقال کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے نکلے اور بیرون جات کو وعظ کے لیے تشریف لے گئے۔ نبی ﷺ کے ساتھ اس سفر میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے مکہ اور طائف کے درمیان جتنے قبیلے تھے سب کو وعظ سناتے اور توحید کی منادی کرتے ہوئے نبی ﷺ پاپیادہ طائف پہنچے طائف میں بنو ثقیف آباد تھے سرسبز ملک اور سرد پہاڑ پر رہنے کی وجہ سے ان کے غرور کی کوئی حد نہ تھی۔ وہاں کے سردار عبدیالیل' مسعود، حبیب یہ تینوں وہاں کے سردار تھے۔

نبی کریم ﷺ پہلے ان ہی سے ملے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ان میں سے ایک بولا میں کعبہ کے سامنے داڑھی منڈوا دوں، اگر تجھے اللہ نے رسول بنایا ہو۔ دوسرا بولا ''کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی بھی رسول بنانے کو نہیں ملا' جسے سوار ہونے کی سواری بھی میسر نہیں' اس نے رسول بنانا تھا تو کسی حاکم یا سردار کو بنایا ہوتا۔''

تیسرا بولا کہ میں تجھ سے کبھی بات ہی نہیں کرنے کا۔ کیونکہ اگر تو خدا کا رسول ہے جیسا کہ تو کہتا ہے تب تو یہ بہت خطرناک بات ہے کہ میں تیرے کلام کو رد کروں اور اگر تو خدا پر جھوٹ بولتا ہے تو مجھے شایان شان نہیں کہ تجھ سے بات کروں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات اپنے ہی پاس رکھو ایسا نہ ہو کہ یہ خیالات دوسرے لوگوں کے ٹھوکر کھانے کا سبب بن جائیں۔ نبی کریم ﷺ نے وعظ کہنا شروع کر دیا ان سرداروں نے اپنے غلاموں اور شہر کے لڑکوں کو سکھلا دیا تو ان لوگوں نے وعظ کے وقت نبی اکرم ﷺ پر اتنے پتھر پھینکے کہ حضور اقدس ﷺ لہو میں تربتر ہو گئے' خون بہہ بہہ کر جوتے میں جم گیا اور وضو کے لیے جوتا نکالنا مشکل ہو گیا۔

ایک دفعہ بدمعاشوں اور اوباشوں نے نبی کریم ﷺ کو اس قدر گالیاں دیں تالیاں بجائیں چیخیں لگائیں کہ خدا کے رسول ﷺ ایک مکان کے احاطہ میں جانے پر مجبور ہوئے یہ جگہ عتبہ و شیبہ فرزندان ربیعہ کی تھی انہوں نے دور سے اس حالت کو دیکھا اور نبی کریم ﷺ پر ترس کھا کر اپنے غلام عداس سے کہا کہ ایک پلیٹ میں انگور رکھ کر اس شخص کو دے آؤ۔ غلام نے انگور نبی ﷺ کے سامنے لا کر رکھ دیئے۔ نبی ﷺ نے انگور کی طرف ہاتھ بڑھا اور زبان سے فرمایا ''بسم اللہ'' اور پھر انگور کھانے شروع کیے۔

عداس نے حیرت سے نبی ﷺ کی طرف دیکھا اور پھر کہا یہ ایسا کلام ہے کہ یہاں کے باشندے نہیں بولا کرتے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے۔

عداس نے جواب دیا۔ میں عیسائی ہوں اور مقام نینویٰ کا باشندہ ہوں۔

نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم مرد صالح حضرت یونسؑ بن متی کے شہر کے باشندے ہو۔

عداس نے کہا۔ آپ کو کیا خبر کہ حضرت یونس بن متی کون تھے اور کیسے تھے؟

نبی ﷺ نے فرمایا: وہ میرا بھائی ہے وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔

عداس یہ سنتے ہی جھک پڑا اور اس نے نبی کریم ﷺ کے سر، ہاتھ قدم چوم لئے۔

عتبہ و شیبہ نے دور سے غلام کو ایسا کرتے دیکھا اور آپس میں کہنے لگے لو غلام تو ہاتھوں سے نکل گیا۔ جب عداس اپنے آقا کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کمبخت تجھے کیا ہو گیا تھا کہ اس کے ہاتھ، پاؤں، سر چومنے لگ گیا تھا۔

عداس نے کہا ''حضور عالی! آج اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی بھی نہیں۔ اس نے مجھے ایسی بات بتائی جو صرف نبی ہی بتلا سکتا ہے۔

انہوں نے عداس کو ڈانٹ دیا کہ خبردار! کہیں اپنا دین نہ چھوڑ بیٹھنا۔ تیرا دین تو اس کے دین سے بہتر ہے۔ (طبری)

اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ کرتے ہوئے خدا کے رسول ﷺ کے اتنی چوٹیں لگیں کہ حضور ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنی پیٹھ پر اٹھایا۔ آبادی سے باہر لے گئے پانی کے چھینٹے دینے سے ہوش آیا۔

اس سفر میں اتنی تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد اور ایک شخص تک کے مسلمان نہ ہونے کے رنج و غم اور صدمہ کے وقت بھی نبی ﷺ کا دل خدا کی عظمت اور محبت سے بھرپور تھا اس وقت جو دعا حضور ﷺ نے مانگی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

((اللّٰهم اليك اشكو ضعف قوتي وقلة حيلتي وهوا في على الناس يا ارحم الرحمين۔ انت رب المسضعفين وانت ربي الى من تكلني الى بعيد يجهمني او الى عدو ملكه امري۔ ان لم يكن على غضب فلا ابالي ولكن عافيتك هي اوسع لي اعوذبنوروجهك الذي اشرقت له الظلمت وصلح عليه امر الدنيا والاخرة من ان ينزل بي غضبك اويحل على سخطك لك العتبى حتى ترضى ولا حول ولا قوة الابك.))

''الٰہی اپنی کمزوری بے سروسامانی اور لوگوں کی تحقیر کی بابت تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں' تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ درماندہ عاجزوں کا مالک تو ہی ہے اور میرا مالک بھی تو ہی ہے مجھے کس کے سپرد کیا جاتا ہے کیا بے گانہ شریروں کے یا اس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے لیکن جب مجھ پر تیرا غضب نہیں تو اس کی مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ کیونکہ تیری عافیت میرے لیے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے نور سے پناہ چاہتا ہوں جس سے سب تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور دنیا و دین کے کام اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر اترے یا تیری ناراضامندی مجھ پر وارد ہو۔ مجھے تیری ہی رضا مندی اور خوشنودی درکار ہے اور نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے طائف سے واپس ہوتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ میں ان لوگوں کی تباہی کے لیے کیوں بددعا کروں اگر یہ لوگ خدائے تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے تو کیا ہوا۔ امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور ایک خدا پر ایمان لانے والی ہوں گی۔ (صحیح مسلم)

نبی کریم ﷺ کی فاقہ کشی

(٥٢٥٤) وَعَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُوْعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ

(۵۲۵۴) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بھوک کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی یعنی کئی روز سے فاقہ کشی کی وجہ سے سخت بھوک لگی

٥٢٥٤۔ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی معشية اصحاب النبیؐ ٢٣٧١.

حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَطْنِهٖ عَنْ حَجَرَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

جس کا اظہار آپ ﷺ کے سامنے کیا اور اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ بھوک کی وجہ سے ہم نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا تاکہ اس کے سہارے سے اٹھ بیٹھ سکیں۔ اور عرب کے لوگ شدت بھوک کے وقت پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے ہم نے تو ایک ہی پتھر باندھ رکھا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے شکم مبارک سے کپڑا اٹھا کر دکھایا تو اوپر تلے آپ ﷺ کے شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے جس سے ہم نے یہ سمجھا کہ ہم سے زیادہ آپ ﷺ بھوکے ہیں۔ (ترمذی)

توضیح: اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ ہمیشہ دعائیں کیا کرتے تھے کہ یا اللہ ایک روز کھانا دے تاکہ میں تیرا شکر ادا کروں اور ایک روز بھوکا رہوں تاکہ تجھ سے رزق طلب کروں یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے شکم مبارک پر دو پتھر بندھے رہتے تھے تاکہ امت کو عبرت حاصل ہو۔

(٥٢٥٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّهٗ اَصَابَهُمْ جُوْعٌ فَاَعْطَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَمْرَةً تَمْرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۲۵۵) حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام ؓ یا اہل صفہ کو بھوک نے بے چین کر رکھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک کھجور عطا فرمائی۔ (ترمذی)

(٥٢٥٦) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ؓ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَدُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاَسِفَ عَلٰى مَافَاتَهٗ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَبْشِرُ وَاَيَا مَعْشَرَ صَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ بَابٍ بَعْدَ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ.

(۵۲۵۶) حضرت عمرو بن شعیب ؓ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دو باتیں جس شخص میں پائی جائیں گی تو اللہ تعالیٰ اس کو شکر گزار اور صبر کرنے والا لکھتا ہے۔ ایک تو یہ جو اپنے دین کے بارے میں اپنے سے اونچے شخص کو دیکھتا ہے تو اس کی پیروی کرنے لگتا ہے اور دوسرا یہ کہ جو دنیا کے لحاظ سے آپ سے نیچے کو دیکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اس لیے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے نیچے شخص پر فضیلت دی ہے تو اس کو اللہ شاکر اور صابر لکھ لیتا ہے اور جو اپنے دین میں اپنے سے نیچے کو دیکھتا ہے تو اس کے دیکھی دیکھا وہ بھی ایسا ہی ہو جاتا ہے اور دنیا کے لحاظ سے اپنے سے اونچے شخص کو دیکھتا ہے تو اس شخص کی طرح نصیحت و وعظ نہ سننے کی وجہ سے افسوس کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ شاکر و صابر نہیں لکھتا۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

فقراء مہاجرین کے لیے بشارتِ نبوی

(٥٢٥٧) عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ قَالَ

(۵۲۵۷) حضرت ابو عبدالرحمٰن حبلی ؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ

٥٢٥٥۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب ٣٤۔ ٢٤٧٤.

٥٢٥٦۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب ٥٨۔ ٢٥١٢۔ مثنیٰ بن الصباح ضعیف ہے۔

٥٢٥٧۔ صحیح مسلم کتاب الزهد والرقاق ٢٩٧٩.

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ قَالَ اَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اَلَكَ امْرَاَةٌ تَاوِيْ اِلَيْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اَلَكَ مَسْكِنٌ تَسْكُنُهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنْتَ مِنَ الْاَغْنِيَآءِ قَالَ فَاِنَّ لِيْ خَادِمًا قَالَ فَاَنْتَ مِنَ الْمُلُوْكِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَجَآءَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَا عِنْدَهٗ فَقَالُوْا يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَنَا وَاللّٰهِ مَانَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ لَانَفَقَةٍ وَلَا دَابَّةٍ وَلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَهُمْ مَاشِئْتُمْ اِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ اِلَيْنَا فَاَعْطَيْنَاكُمْ مَايَسَّرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا اَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ وَاِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِيَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَى الْجَنَّةِ بِاَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا)) قَالُوْا فَاِنَّا نَصْبِرُ لَانَسْاَلُ شَيْئًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا ان سے کسی نے یہ پوچھا کہ کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ یعنی ہم فقرائے مہاجرین میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کیا تیرے پاس بیوی ہے جس کے پاس تو ٹھکانا لیتا ہے؟ اس نے کہا ہاں بیوی ہے۔ پھر کہا کیا تیرے پاس کوئی مکان ہے جس میں تو رہتا سہتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ تو حضرت عبداللہ نے کہا تو تم غنی لوگوں میں سے ہو فقیروں میں سے نہیں ہو اس نے کہا میرے پاس ایک خدمت گزار خادم بھی ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو تم بادشاہوں میں سے ہو۔ پھر کہا حضرت عبدالرحمٰن نے کہ تین شخص حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آئے میں اس وقت ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تو ان تینوں نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا جن کی کنیت ابو محمد تھی کہ اے ابو محمد! ہم کسی چیز پر قادر نہیں ہیں نہ خرچ برچ ہے نہ سواری ہے اور نہ کوئی ساز و سامان ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم کیا چاہتے ہو یعنی کیا مانگتے ہو؟ اگر تم چاہو تو اس وقت واپس چلے جاؤ۔ ہمارے پاس اس وقت دینے کے لیے نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی چیز مہیا کر دے گا پھر تم آنا جو کچھ میسر ہو گا۔ دے دوں گا اور اگر تم چاہو تو میں بادشاہ کے سامنے تمہارا معاملہ پیش کر دوں وہ جو چاہے گا۔ تمہیں دے دے گا اور اگر چاہو تو صبر کرو۔ اور رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ فقراء مہاجرین بہشت میں مالداروں سے چالیس سال پہلے داخل ہوں گے۔ تو ان لوگوں نے کہا تو ہم سب صبر کریں گے اور کسی سے کچھ نہیں مانگیں گے۔ (مسلم)

(۵۲۵۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ قُعُوْدٌ اِذْ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَعَدَ اِلَيْهِمْ فَقُمْتُ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لِيُبَشَّرْ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوْهَهُمْ فَاِنَّهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَغْنِيَآءِ بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا)) قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَلْوَانَهُمْ اسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ اَوْ مِنْهُمْ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(۵۲۵۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور فقرائے مہاجرین کی ایک جماعت حلقہ باندھے بیٹھی ہوئی تھی اتنے میں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے میں بھی ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا فقرائے مہاجرین کو چاہیے کہ خوش ہو جائیں اس بات کی وجہ سے کہ قیامت کے روز ان کے چہرے مسرت سے چمکتے ہوں گے کیونکہ یہ لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی اس بشارت کو سن کر میں نے دیکھا کہ فقرائے مہاجرین کا رنگ چمک اٹھا یعنی خوشی کے مارے ان کے چہرے چمکنے دمکنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی حدیث نے بیان کیا کہ اس وقت مجھے اس بات کی آرزو ہو گئی کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوتا یا ان میں سے ہوتا۔ (دارمی)

۵۲۵۸۔ صحیح۔ الصحیحہ ۸/ ۲۲۰۔ سنن الدارمی کتاب الرقاق باب فی دخول الفرقاء الجنۃ قبل الاغنیاء ۲/ ۳۳۹ ح ۲۸۴۷.

رسول کریم ﷺ کی سات ہدایات

(۵۲۵۹) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَرَنِیْ خَلِیْلِیْ بِسَبْعٍ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ الْمَسَاکِیْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ هُوَ دُوْنِیْ وَلَا اَنْظُرَ اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقِیْ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصِلَ الرَّحِمَ وَاِنْ اَدْبَرَتْ وَاَمَرَنِیْ اَنْ لَّا اَسْاَلَ اَحَدًا شَیْئًا وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا وَاَمَرَنِیْ اَنْ لَّا اَخَافَ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اُکْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهُنَّ مِنْ کَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(۵۲۵۹) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے جانی دوست رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان سات باتوں کے کرنے کا حکم دیا۔ (۱) مجھے حکم دیا کہ مسکینوں کے ساتھ محبت کرو اور ان سے قریب رہو۔ (۲) اور اس بات کا حکم دیا کہ اپنے سے نیچے درجے والوں کو دیکھو اور اپنے سے اونچے درجے والوں کو نہ دیکھو۔ (۳) اور مجھے اس بات کا حکم دیا کہ اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کروں اگرچہ وہ لوگ میرے ساتھ بائی کاٹ کریں۔ (۴) اور اس بات کا حکم دیا کہ میں کبھی کسی شخص سے کوئی چیز نہ مانگوں۔ (۵) اور یہ بھی حکم دیا کہ میں حق اور سچ بات کہوں اگرچہ لوگوں کو تلخ اور کڑوی معلوم۔ (۶) اور اس بات کا حکم دیا کہ میں اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت، سے نہ ڈروں اور نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں کسی سے ڈروں۔ (۷) اور مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کو کثرت سے کہتا رہوں یہ سب باتیں اس خزانے کی ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے ہے۔ (احمد)

رسول کریم ﷺ کی پسند

(۵۲۶۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعْجِبُهٗ مِنَ الدُّنْیَا ثَلٰثَةٌ الطَّعَامُ وَالنِّسَآءُ وَالطِّیْبُ فَاَصَابَ اِثْنَیْنِ وَلَمْ یُصِبْ وَاحِدًا اَصَابَ، النِّسَآءَ وَالطِّیْبَ وَلَمْ یُصِبِ الطَّعَامَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(۵۲۶۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دنیا کی چیزوں میں سے یہ تین چیزیں بہت مرغوب اور پسندیدہ تھیں۔ (۱) کھانا (۲) عورتیں (۳) خوشبو۔ تو دو چیزیں آپ ﷺ کو حاصل ہوئیں اور ایک چیز کما حقہ نہیں ہوئی۔ خدا نے عورتیں بھی عنایت فرمائیں اور خوشبو بھی۔ لیکن کبھی آسودگی کے ساتھ کھانا نہیں ملا۔ (احمد)

(۵۲۶۱) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((حُبِّبَ اِلَیَّ الطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَزَادَ ابْنُ الْجَوْزِیْ بَعْدَ قَوْلِهٖ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا.

(۵۲۶۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے خوشبو اور عورتیں پسندیدہ ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (احمد۔ نسائی)

دنیاوی عیش و آرام سے بچنے کی نصیحت

(۵۲۶۲) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ بِهٖ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ ((اِیَّاكَ

(۵۲۶۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو ملک یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو یہ نصیحت فرمائی کہ معاذ! تم

۵۲۵۹۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ۵/ ۱۵۹.

۵۲۶۰۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٦/ ۷۲ رجل مجہول ہے۔

۵۲۶۱۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ۳/ ۱۹۹۔ سنن النسائی کتاب النساء باب حب النساء ۳۳۹۱.

۵۲۶۲۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ۵/ ۲۴۳۔ الصحیحہ ۳۵۳.

وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَاللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ.

دنیوی عیش و آرام اور آرائش اور زیبائش سے بچتے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے عیش پسند نہیں ہوا کرتے۔ (احمد)

(٥٢٦٣) وَعَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ رَضِيَ مِنَ اللّٰهِ بِالْيَسِيْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِالْقَلِيْلِ مِنَ الْعَمَلِ.))

(۵۲۶۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تھوڑی دی ہوئی روزی سے راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل سے راضی ہو جائے گا۔ (بیہقی)

(٥٢٦٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ جَاعَ اَوْ اِحْتَاجَ فَكَتَمَهُ النَّاسَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّرْزُقَهُ رِزْقَ سَنَةٍ مِنْ حَلَالٍ)) رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۲۶۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھوکا ہو یا محتاج ہو جائے اور اس نے اپنی بھوک اور محتاجگی کو لوگوں سے چھپایا کسی کے سامنے ظاہر نہیں کیا اور کسی سے سوال نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ اس کو حلال طریقے سے ایک سال کی روزی عطا فرمائے۔ ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

(٥٢٦٥) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِيْرَا الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعِيَالِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۲۶۵) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے اس مومن بندے سے محبت رکھتا ہے جو فقیر اور حاجت مند ہو عفیف پاک دامن اور پارسا ہو اور عیال دار بال بچوں والا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

(٥٢٦٦) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ﷺ قَالَ اِسْتَسْقٰى يَوْمًا عُمَرُ فَجِيْءَ بِمَآءٍ قَدْ شِيْبَ بِعَسْلٍ فَقَالَ اِنَّهُ لَطَيِّبٌ لٰكِنِّىْ اَسْمَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نَعٰى عَلٰى قَوْمٍ شَهَوَاتِهِمْ فَقَالَ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَاَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا فَلَمْ يَشْرِبْهُ. رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

(۵۲۶۶) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پینے کے لیے پانی طلب کیا۔ جو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اس میں شہد ملا ہوا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ شہد کا شربت بہت لذیذ اور خوش ذائقہ ہے۔ لیکن میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ بات سنی ہے کہ اس نے ایک ایسی قوم پر عیب لگایا ہے جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے تھے جیسا کہ خدائے پاک نے قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے: ﴿اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا و استمتعتم بھا﴾ تم دنیاوی زندگی میں مزے اڑا چکے اور فائدہ اٹھا چکے تو میں اس بات سے خوف کھاتا ہوں کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں ہمیں دیا جا رہا ہے۔ یہ فرما کر شہد کے شربت کو نہیں پیا بلکہ واپس کر دیا۔ (رزین)

٥٢٦٣۔ اسناده ضعیف۔ شعب الایمان ٤٥٨٥۔ الضعیفه ١٩٢٥۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٥٢٦٤۔ اسناده ضعیف جداً۔ شعب الایمان ١٠٠٥٤۔ ابوعبدالرحمٰن السلمی کذاب ہے۔

٥٢٦٥۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابن ماجه کتاب الزهد باب فضل الفقراء ٤١٢١۔ موسیٰ بن عبیدۃ ضعیف ہے اور قاسم بن مہران کا سیدنا عمران سے سماع ثابت نہیں۔

٥٢٦٦۔ سندنا معلوم ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا دھیان ہر وقت آخرت کی چیزوں پر ہوتا ہے اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے۔

(٥٢٦٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ-حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(٥٢٦٧) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی کھجور کھا کر پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا۔ یعنی فتح خیبر کے بعد ہم بہت زیادہ آسودہ حال ہو گئے۔ (بخاری)

❀❀❀❀

٥٢٦٧۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر ٤٢٤٣.

بَابُ الْاَمَلِ وَالْحِرْصِ

آرزواور حرص کا بیان

ناجائز آرزو اور حرص وطمع ولالچ نہایت ہی بری چیزیں ہیں جس سے خانگی زندگی ناگوار ہو جاتی ہے۔ عربی میں اس کو شح بھی کہتے ہیں اس سے حسد جیسی مہلک بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ زیادہ تر مال کی محبت میں پیدا ہوتی ہے مثلاً خاوند کو اپنے مال سے زیادہ محبت ہوتی ہے، وہ اہل وعیال پر اپنی حیثیت کے مطابق نہیں خرچ کرتا یا بیوی خاوند کو اس کی مرضی کے مطابق دوسرا نکاح کرنے پر راضی نہیں ہوتی معاشرے میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض حریص ہو جاتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ اور طبیعتوں (نفوس) میں حرص دھری ہے اور اگر تم احسان کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی ساری خبر ہے۔"

میاں بیوی دونوں حرص چھوڑ کر احسان اور تقویٰ کو اپنا شعار بنالیں تو ان کے سب کام سدھرے رہیں گے اور جب سب کام ٹھیک ٹھاک سرزد ہونے لگیں گے تو کامیابی ہی کامیابی ہے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ: ﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ "اور جو اپنے جی کو لالچ سے بچایا گیا وہی کامیاب ہے" اور یہ شح اور آرزو وحرص وطمع کچھ زوجین ہی میں منحصر نہیں ہیں بلکہ تقریباً ہر انسان میں پائی جاتی ہیں اور ہر چیز میں بعض مرتبہ انسان اپنی حیثیت اور مرتبہ سے زیادہ عزت وغیرہ حاصل کرنے کی آرزو کرتا ہے جیسے زیادہ لمبی عمر کا خواہش مند ہونا اور زیادہ مال ودولت سمیٹنا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس طرح اصلاح فرمائی ہے: ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ اور اس کی ہوس نہ کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ہے مردوں کے لیے ان کی کمائی ہے اور عورتوں کے لیے ان کی اور اللہ تعالیٰ سے مانگو اس کے فضل میں حصہ...... بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ خدا نے کسی چیز میں کسی کو بڑائی بخشی ہے تو کوئی دوسرا اس کی ہوس اس خیال سے نہ کرے کہ اس کو یہ کیسے اور کیوں مل گئی کاش خود اسے ملتی بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے اس کے مطلق فیض وکرم میں سے اپنا حصہ طلب کرنے کے لیے ہاتھ پھیلانا چاہیے اگر اس کی مصلحت کا اقتضاء ہو تو وہ عنایت کرے گا۔ اس تعلیم پر عمل کرنے سے طبیعت میں قناعت پیدا ہوگی' ساتھ ہی دوسرے پر حسد کرنے کا جذبہ جاتا رہے گا اسی لیے فرمایا: ﴿وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ. لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ﴾ اور بے شک ہم نے تجھ کو دیں سات آیتیں اور قرآن جس کا درجہ بڑا ہے تو اپنی آنکھیں ان چیزوں پر مت پسار اور جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو فائدہ اٹھانے کو دی ہیں۔" یعنی جس کو قرآن جیسی دولت ملی اس کی نظر میں دنیاوی دولت کیا چیز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ امل یعنی آرزوئے باطل، باطل ہے اور آرزوئے مباح، مباح ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر یہ فرمایا ہے: ﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ﴾ آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ کھا پی لیں اور دنیاوی چیزوں سے فائدہ اٹھالیں ان کو ان کی باطل آرزوں نے غافل بنا دیا ہے۔" تو اس بات میں حرص اور آرزوئے باطل کی مذمت بیان کی گئی ہے جسے آپ مندرجہ ذیل حدیثوں میں پڑھئے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

موت انسان کو گھیرے ہوئے ہے

(٥٢٦٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ ﷺ خَطًّا مُّرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِی الْوَسْطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلٰی هٰذَا الَّذِیْ فِی الْوَسْطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِیْ فِی الْوَسْطِ فَقَالَ ((هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِیْطٌ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِیْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا وَ اِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۲۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چوکور لکیریں کھینچیں ایک لکیر درمیان میں اور ایک لکیر باہر اور بہت سی چھوٹی چھوٹی لکیریں درمیان والی لکیر کے ساتھ کھنچیں تو درمیان والی لمبی لکیر کے بارے میں فرمایا کہ یہ انسان ہے اور چاروں طرف سے جو لکیریں گھری ہوئی ہیں یہ اس کی موت ہے اور جو لکیر احاطہ سے باہر نکلی ہوئی ہے یہ اس کی آرزو ہے اور درمیان والی لکیر کیساتھ جو بہت سی چھوٹی چھوٹی لکیریں ہیں وہ اس کے عوارض یعنی بیماریاں اور مصیبتیں ہیں کہ اگر ایک مصیبت سے چھٹکارا ملا اور اس سے نجات ہوئی تو فوراً دوسری مصیبت نے اس کو آ دبوچا اور اگر اس سے نجات ملی تو تیسری پریشانی نے آ پکڑا۔ (بخاری)

توضیح: اس مربع لکیر کی فرضی یہ شکل سمجھ لیجیے کہ ایک لکیر کے چاروں طرف لکیریں گھری ہوئی ہیں یہ موت ہے اور درمیان والی لمبی لکیر انسان ہے اور اس انسان کے دونوں جانب جو بہت سی لکیریں ہیں وہ اس کی بیماریاں ہیں اور جو لکیر سے باہر ایک چھوٹی سی لکیر ہے وہ اس کی آرزو ہے انسان مہد سے لحد۔ یعنی مرگ تک بہت سی مصیبتوں میں گھرا رہتا ہے اگر خدا خدا کرتے کسی ایک مصیبت سے چھٹکارا مل جاتا ہے تو تھوڑی ہی دیر کے بعد ویسے ہی اس سے کم یا زیادہ دوسری مصیبت یا بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے سینکڑوں دوا دارو اور مختلف تدبیروں سے اگر اس سے نجات حاصل ہوگئی تو اس سے بھی آرام کا سانس بھی نہ لینے پایا کہ اور کوئی ناگہانی آفت میں پھنس جاتا ہے اسی طرح سے مختلف آفات اور مصائب میں پھنستے پھنساتے آخر میں موت آ ہی جاتی ہے اور اس کی من مانی آرزو دنیا میں پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کی آرزو موت سے بھی آگے بڑھی ہوئی ہے انسان کو چاہیے کہ قوت لایموت پر قناعت کرے اور اس قسم کی ہزاروں حرص وطمع اور بے کار آرزوؤں سے کنارہ کش اور الگ تھلگ رہے۔

(٥٢٦٩) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ ﷺ خُطُوْطًا فَقَالَ ((هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْجَآءَهُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۲۶۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ یہ آرزو ہے اور یہ اس کی موت ہے وہ اسی طرح سے آرزو میں رہتا ہے یہاں تک کہ قریب والی لکیر اس کے پاس آ جاتی ہے وہی موت ہے۔ (بخاری)

بوڑھا لالچی

(٥٢٧٠) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اِثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۲۷۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: انسان بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزیں اس کے بڑھاپے میں بھی جوان رہتی ہیں ایک مال کی حرص کہ اس کے جمع کرنے میں بے انتہا لالچ بڑھتا ہے

٥٢٦٨۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب فی الامل وطوله ٦٤١٧.

٥٢٦٩۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب من بلغ فی الامل وطوله ٦٤١٨.

٥٢٧٠۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب من بلغ ستین سنة فقد اعذر الله الیه ٦٤٢١۔ مسلم کتاب الزکاة باب کراهة الحرص علی الدنیا ١٠٤٧.

اور دوسرا لمبی عمر کی خواہش پر کہ بہت دنوں تک زندہ رہوں گا ابھی میں نہیں مروں گا۔ (بخاری و مسلم)

(٥٢٧١) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لَا یَزَالُ قَلْبُ الْكَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اِثْنَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۵۲۷۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں میں جوان رہتا ہے ایک دنیا کی محبت میں اور لمبی آرزو میں۔ (بخاری و مسلم) یعنی بڑھاپے میں بھی یہ دونوں چیزیں گویا جوان ہی رہتی ہیں۔

ساٹھ برس والے کے لیے کوئی بہانہ نہیں

(٥٢٧٢) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰى امْرِءٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰى بَلَّغَهٗ سِتِّیْنَ سَنَةً)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۲۷۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر کو پہنچا دیا ہے تو اس کے عذر اور حیلے بہانے کا کوئی موقعہ بھی نہیں دیتا۔ (بخاری)

توضیح: لغات الحدیث میں اس حدیث کے ترجمہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے عذر کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا جس کو ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا دیا (اس عمر میں بھی اگر وہ گناہوں سے باز نہ آیا اور تائب نہ ہوا تو اب اس کو عذر کا کوئی محل نہیں رہا)۔

انسان کا پیٹ مٹی ہی بھرے گا

(٥٢٧٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

(۵۲۷۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر انسان کو مال و دولت اور سونے چاندی کے دو جنگل اور میدان مل جائیں تو تیسرا تلاش کرے گا اور اگر تیسرا مل جائے تو چوتھا مگر اس کی حرص آرزو بند نہیں ہوگی اور سوائے مٹی کے کوئی چیز اس کے پیٹ کو نہیں بھر سکے گی۔ یعنی مرنے کے بعد اس کی آرزو ختم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے اور خدا اسی کو توبہ کی توفیق دیتا ہے جو اس کی طرف متوجہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

(٥٢٧٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِیْ فَقَالَ ((كُنْ فِی الدُّنْیَا كَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِیْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۲۷۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کے بعض حصے یعنی کندھے کو پکڑ کر فرمایا کہ تم دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کوئی مسافر یا راستہ چلتا ہوا راہ گیر ہو۔ اور تم اپنے آپ کو مردہ لوگوں میں شمار رکھو۔ (بخاری)۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

(٥٢٧٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّبِنَا

(۵۲۷۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا

٥٢٧١۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب من بلغ ستین سنة فقد اعذر الله الیه فی العمر ٦٤٢٠۔ مسلم کتاب الزکاة باب کراهة الحرص علی الدنیا ١٠٤٦.

٥٢٧٢۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب من بلغ ستین سنة فقد اعذر الله الیه فی العمر ٦٤١٩.

٥٢٧٣۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما یتقی من فتنة المال ٦٤٣٦۔ مسلم کتاب الزکاة باب لو ان لابن آدم وادیین لا بتقی ثالثا ١٠٤٩.

٥٢٧٤۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب قول النبیؐ کن فی الدنیا کانك غریب ٦٤١٦.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا وَاُمِّیْ نُطَیِّنُ شَیْئًا فَقَالَ مَاهٰذَا یَا عَبْدَ اللّٰهِ قُلْتُ شَیْءٌ نُصْلِحُهٗ قَالَ ((اَلْاَمْرُ اَسْرَعُ مِنْ ذَالِكَ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

گزر ہمارے پاس سے ہوا اور میں اور میری ماں دونوں اپنے مکان کی چھت کی مرمت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا کہ عبداللہ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا میں اس کی درستگی اور اصلاح کر رہا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: موت اس سے زیادہ پہلے آ جانے والی ہے۔ یعنی گھر کے اور دوسری چیز کے گرنے پڑنے اور خراب ہونے سے پہلے ہی موت کے آ جانے کا امکان ہے۔ (ترمذی احمد) مطلب یہ ہے کہ موت کا آنا یقینی ہے تو ان جھگڑوں میں کیوں پڑے ہو کوئی ایسا کام کرو جو موت کے بعد کام آئے۔

(٥٢٧٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُهْرِيْقُ الْمَآءَ فَيَتَيَمَّمُ بِالتُّرَابِ فَاَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ((اِنَّ الْمَآءَ مِنْكَ قَرِيْبٌ يَقُوْلُ مَايُدْرِيْنِیْ لَعَلِّیْ لَا اَبْلُغُهٗ)) رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ الْجَوْزِیْ فِیْ كِتَابِ الْوَفَاءِ.

(٥٢٧٦) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیشاب کرتے تھے تو مٹی سے فراغت کے بعد تیمم کر لیتے تھے میں عرض کرتا یا رسول اللہ! پانی تو قریب ہی ہے وہاں پہنچ کر وضو کر لیجیے گا آپ ﷺ فرماتے تمہیں کیا خبر ممکن ہے میں اس قریب پانی تک نہ پہنچ سکوں قبل اس کے کہ موت آ جائے تو طہارت کی حالت میں مرنا اچھا ہے۔ (شرح سنہ)

حرص و ہوس کی دنیا سے دور ہو جائیے

(٥٢٧٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((هٰذَا ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهٗ وَوَضَعَ يَدَهٗ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَ فَقَالَ وَثَمَّ اَمَلُهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(٥٢٧٧) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنی سر کی گدی پر رکھ کر اوپر اٹھا دیا پھر فرمایا یہی انسان کی آرزو ہے یعنی موت قریب ہے اور انسانی آرزو بہت اوپر ہے۔ (ترمذی)

توضیح: بظاہر یہ انسان ہے۔ کا اشارہ جسم کی طرف ہے اور یہ موت کا اشارہ سر کی طرف ہے اور سر سے اونچا ہاتھ بلند کر کے فرمانے کا اشارہ آرزوؤں کی طرف ہے۔ یعنی انسان اور اس کی موت تو بہت قریب ہے لیکن اس کی من مانی آرزو موت سے بھی آگے بڑھی ہوئی ہے۔ لہٰذا دنیا میں اس کی آرزو تو پوری نہیں ہوگی۔

(٥٢٧٨) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ غَرَزَ عُوْدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاٰخَرَ اِلٰی جَنْبِهٖ وَاٰخَرَ اَبْعَدَ فَقَالَ ((اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا)) قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ((هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا الْاَجَلُ اُرَاهُ قَالَ وَهٰذَا الْاَمَلُ فَيَتَعَاطَی الْاَمَلَ فَلَحِقَهُ الْاَجَلُ)) دُوْنَ الْاَمَلِ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(٥٢٧٨) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لکڑی لے کر اپنے سامنے گاڑ دی اور دوسری لکڑی اس کے قریب پہلو میں گاڑ دی اور تیسری لکڑی ذرا دور گاڑ دی پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اس کو تو اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اس پہلی لکڑی کو انسان سمجھو اور اس دوسری لکڑی کو موت سمجھو اور یہ تیسری لکڑی دور والی انسانی آرزو ہے تو انسان ان ہی باطل آرزوؤں میں گرفتار رہتا ہے اور موت ان سب کو نیست و نابود کر دیتی ہے اور فنا کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ (شرح سنہ)

٥٢٧٥۔ صحیح۔ مسند احمد ٢/ ١٦١۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی قصر الامل ٢٣٣٥۔
٥٢٧٦۔ اسنادہ ضعیف۔ احمد ١/ ٢٨٨۔ شرح السنة ١٤/ ٢٣٢ ح ٤٠٣١۔ ابن لہیعہ مدلس ومختلط راوی ہے۔
٥٢٧٧۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی قصر الامل ٢٣٣٤۔
٥٢٧٨۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ٣/ ١٨۔ شرح السنة ١٤/ ٢٨٥ ح ٤٠٩١۔

(۵۲۷۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((عُمْرُ اُمَّتِیْ مِنْ سِتِّیْنَ سَنَةً اِلٰی سَبْعِیْنَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

(۵۲۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی عمر زیادہ سے زیادہ ساٹھ ستر برس تک رہے گی۔ (ترمذی)

اس مختصر عمر میں دنیا کو آخرت پر ترجیح دے کر کیا کرنا ہے کسی نے سچ کہا ہے۔

جب فنا ٹھہری یہ دنیا تو سو برس، کیا ایک دن

(۵۲۸۰) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَابَیْنَ سِتِّیْنَ اِلَی السَّبْعِیْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ یَجُوْزُ ذَالِكَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَذُکِرَ حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ فِیْ بَابِ عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ.

(۵۲۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ اور ستر کے درمیان میں ہے اور بہت کم ایسے ہوں گے جو اس سے آگے بڑھ جائیں گے (ترمذی' ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

(۵۲۸۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْیَقِیْنُ وَالزُّهْدُ وَ اَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ)) رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

(۵۲۸۱) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ وہ اپنے باپ وہ اپنے دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کی پہلی نیکی یقین اور زہد ہے اور پہلا فساد بخل اور باطل آرزو ہے۔ (بیہقی)

(۵۲۸۲) وَعَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ رحمہ اللہ قَالَ لَیْسَ الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا بِلَبْسِ الْغَلِیْظِ وَالْخَشِنِ وَاَکْلِ الْجَشِبِ اِنَّمَا الزُّهْدُ فِی الدُّنْیَا قِصَرُ الْاَمَلِ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

(۵۲۸۲) حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں دنیا میں زہد اس کا نام نہیں ہے کہ موٹے اور کھردرے کپڑے پہن لو اور بے مزہ کھانا کھالو بلکہ سچا زہد یہ ہے کہ آرزوؤں کو دنیا میں کم کرو۔ (شرح سنہ)

(۵۲۸۳) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ الْحُسَیْنِ رحمہ اللہ قَالَ سَمِعْتُ مَالِکًا وَسُئِلَ اَیُّ شَیْءٍ اَلزُّهْدِ فِی الدُّنْیَا قَالَ طِیْبُ الْکَسْبِ وَ قِصَرُ الْاَمَلِ۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

(۵۲۸۳) حضرت زید بن حسین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے سنا کہ ان سے دنیاوی زہد کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ زہد کس کو کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا حلال کمائی اور آرزوؤں کو کم کرنا ہے۔ (بیہقی)

۵۲۷۹۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی فنا اعمار ۲۳۳۱ .

۵۲۸۰۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء النبیؐ ۳۵۵۔ ابن ماجه کتاب الزهد باب الامل والاجل ۴۲۳۶ .

۵۲۸۱۔ حسن۔ شعب الایمان ۱۰۸۴۴۔ کتاب الزهد لامام احمد ص ۱۰ ح ۵۱۔ الصحیحه ۳۴۲۷ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۵۲۸۲۔ اسناده ضعیف۔ شرح السنة ۱۴/ ۲۸۶۔ سند نامعلوم ہے۔

۵۲۸۳۔ اسناده موضوع۔ شعب الایمان ۱۰۷۷۹۔ زید بن حسین کذاب ہے۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْمَالِ وَالْعُمْرِ لِلطَّاعَةِ

اللہ کی فرماں برداری کے لیے مال اور عمر سے محبت رکھنے کا بیان

یوں تو ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی دی ہوئی ہے اور اسی کی ہے مال اسی کا دیا ہوا ہے اور عمر و زندگانی اس کی بخشش کی ہوئی ہے تو اس مال کو اسی کی اطاعت اور فرماں برداری میں خرچ کرنا چاہیے اور عمر اس کی عبادت میں میں کھپانا چاہیے تو اس اعتبار سے ان دونوں چیزوں سے محبت رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مال خرچ کیا جائے اور اللہ کے راستے میں عمر خرچ کی جائے بھی عبادت میں داخل ہے کیونکہ جان و مال کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ اور سودا کیا ہے کہ ان کو جنت دوں گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ـ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے میں کون ہے؟ تم لوگ اس پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے' حمد کرنے والے' رکوع کرنے والے' نیک باتوں کی تعلیم دینے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کے حدود کا خیال رکھنے والے ایسے مومنین کو آپ خوش خبری سنا دیجیے۔''

اس آیت کریمہ میں بھی اسی معاملہ کا بیان ہے۔ اس لیے ان دونوں سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودگی حاصل کرنے کے لیے محبت رکھنا مستحب ہے۔ اور اسی کی تائید میں حدیثیں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے

(٥٢٨٤) عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ))

(۵۲۸۴) حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے متقی بے نیاز اور گوشہ نشین بندے سے محبت رکھتا ہے۔ (مسلم)

٥٢٨٤۔ صحیح مسلم کتاب ٢٩٦٥۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِيْ اثْنَيْنِ فِيْ بَابِ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ.

توضیح: متقی فرماں بردار بندے کو کہتے ہیں جو ناجائز چیزوں سے بچتا ہو۔یعنی فضول خرچی کرنے اور کھیل تماشہ کرنے اور دیگر لایعنی حرکتوں سے بچتا ہے اور شک وشبہات سے بھی بچتا ہے اور خدا کی خوشنودگی کے لیے کام کرتا ہے۔اور دل کا غنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے کاموں میں اپنا مال خرچ کرتا ہے اور گوشہ نشین ہے کوئی شہرت حاصل کرنے کے لیے نہیں کرتا' تو ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

اچھا کون؟ برا کون؟

(٥٢٨٤) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ ((مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ)) قَالَ فَاَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ ((مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَسَآءَ عَمَلُهٗ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارَمِيُّ.

(۵۲۸۴) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ یا رسول اللہ سب سے زیادہ اچھا کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کی لمبی عمر ہو اور اچھا کام کرتا ہو۔ پھر اس نے کہا سب سے زیادہ برا کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی لمبی عمر ہو اور برا کام کرتا ہو۔ (احمد۔ دارمی)

یعنی لمبی عمر میں جب اچھا کام کیا تو بہت سی نیکیاں اس کے پاس جمع ہو گئیں جو کم عمر والے کے پاس نہیں ہے۔اس لحاظ سے سب سے اچھا ہے اور جب لمبی عمر میں گناہ ہی گناہ کیا ہے اور برائی ہی برائی کی ہے تو بہت سے گناہ اس کے پاس جمع ہو گئے جو کہ کم عمر والے میں نہیں ہے۔اس لحاظ سے کم عمر والے سے برا ہے۔

(٥٢٨٦) وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اٰخٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ اَحَدُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتَ الْاٰخَرُ بَعْدَهٗ بِجُمُعَةٍ اَوْنَحْوِهَا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا قُلْتُمْ)) قَالُوْا دَعَوْنَا اللّٰهَ اَنْ يَّغْفِرَلَهٗ وَيَرْحَمَهٗ وَيُلْحِقَهٗ بِصَاحِبِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((فَاَيْنَ صَلٰوتُهٗ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ وَعَمَلُهٗ بَعْدَ عَمَلِهٖ اَوْ قَالَ صِيَامِهٖ بَعْدَ صِيَامِهٖ لَمَا بَيْنَهُمَا اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(۵۲۸۶) حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان میں بھائی چارگی کا رشتہ جوڑ دیا تھا۔یعنی دونوں آدمی آپس میں اجنبی تھے لیکن بھائی بھائی بنا دیا تھا جس کو رشتہ مواخات کہا جاتا ہے تو ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو گیا اور اس کی شہادت کے بعد دوسرا اپنے بستر پر مر گیا تو لوگوں نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی' رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس دوسرے بھائی کے بارے میں تم نے کیا کہا؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے یہ دعا مانگی ہے کہ اے اللہ اس کو بخش دے اور اس پر رحم کر' اور اس کے شہید بھائی سے ملا دے۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کا شہید بھائی

٥٢٨٤۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الزھد باب ما جاء فی طول العمر ٢٣٣٠۔ دارمی کتاب الرقاق باب ای المومنین خیر ٢/ ٣٩٨ ح ٢٧٤٢.

٥٢٨٦۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی النور تری عند قبر الشهید ٢٥٢٤۔ نسائی کتاب الجنائز باب الدعاء ١٩٨٧.

ایک ہفتہ پہلے شہید ہوا ہے اور یہ دوسرا بھائی ایک ہفتہ کے بعد مرا ہے تو اس کی نماز اور اس کا روزہ اور دیگر نیک عملوں کا ثواب کہاں گیا جو ایک ہفتہ زیادہ زندہ رہا؟ ان دونوں کے درمیان میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ دوری ہے۔ (ابوداؤد' نسائی)

یعنی جس کی ایک ہفتہ زیادہ عمر ہوئی ہے اس کا زیادہ درجہ ہے اور جس کی ایک ہفتہ کم عمر ہوئی ہے اس کا کم ہے۔

(۵۲۸۷) وَعَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِيِّ ؓ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((ثَلٰثٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ فَاَمَّا الَّذِیْ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ فَاِنَّهٗ مَانَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ وَاَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُكُمْ فَاحْفَظُوْهُ فَقَالَ اِنَّمَا الدُّنْيَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَتَّقِیْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَيَصِلُ رَحِمَهٗ وَيَعْمَلُ لِلّٰهِ فِيْهِ بِحَقِّهٖ فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا تَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَاَجْرُهُمَا سَوَآءٌ وَ عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَتَخَبَّطُ فِیْ مَالِهٖ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَايَتَّقِیْ فِيْهِ رَبَّهٗ وَلَا يَصِلُ فِيْهِ رَحِمَهٗ وَلَا يَعْمَلُ فِيْهِ بِحَقٍّ فَهٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِيْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهٗ وَوِزْرُهُمَا سَوَآءٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ .

(۵۲۸۷) حضرت ابوکبشہ انماری ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں ان تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں یہ سب سچی ہیں اور ایک حدیث بھی تم سے بیان کرتا ہوں تم اس کو یاد کرلو۔ جن تین باتوں پر قسم کھا کے تم کو بتاتا ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ بندہ جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے اور صدقہ وخیرات کرتا ہے تو اس کا مال کم نہیں ہوگا بلکہ زیادہ ہی ہوتا جائے گا۔ دوسرا یہ ہے کہ جس بندے پر ظلم کیا گیا ہو اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اس کی عزت کو بڑھا دیتا ہے اور تیسرا یہ کہ جو بندہ بھیک مانگنے کے دروازے کو کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے اوپر فقیری اور محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ جتنا ہی بھیک مانگے گا اتنا ہی محتاج اور فقیر ہوتا جائے گا۔ اور جو ایک حدیث میں سنانا چاہتا ہوں جس کو یاد کرنے کی تم کو وصیت کی وہ یہ ہے کہ دنیا چار آدمیوں کے لیے ہے۔ ایک تو اس بندے کے لیے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا بھی ہے کہ کہیں ناجائز کاموں میں نہ خرچ ہو جائے اور جو کچھ اس نے علم سیکھا ہے اس کے مطابق عمل کرتا ہے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور رشتہ جوڑتا ہے اور اللہ کے واسطے ان کے حق کو ادا کرتا ہے تو اس بندے کا درجہ بہت بڑا ہے۔ اور دوسرا وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم تو دیا ہے لیکن مال نہیں دیا یہ شخص سچی نیت رکھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس اگر مال ہوتا تو فلاں فلاں نیک کام کرتا تو یہ علم اور نیک نیتی کی وجہ سے پہلے کے برابر ہے یعنی دونوں کا ثواب یکساں ہے اور دونوں کا ایک ہی درجہ ہے۔ اور تیسرا وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے علم نہیں دیا ہے تو یہ اپنی لاعلمی کی وجہ سے ادھر ادھر ناجائز کاموں میں مال خرچ کر دیتا ہے اور خدا سے ڈرتا بھی نہیں اور نہ اپنے رشتہ ہی کو جوڑتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے مال میں سے نکالتا ہے اور نہ بندوں کا حق دیتا ہے تو یہ بندہ نہایت ہی بدترین مرتبہ کا ہے۔ اور چوتھا وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ مال دیا ہے اور نہ علم ہی دیا ہے وہ یہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو فلاں شخص کی طرح میں بھی برے کاموں میں خرچ کرتا تو اس بندہ کی جیسی نیت ہے اسی کے مطابق اس کو گناہ ہوگا یہ گناہ کے اعتبار سے تیسرے شخص کی طرح ہے یعنی تیسرا اور چوتھا دونوں گناہوں میں برابر ہیں۔ (ترمذی)

۵۲۸۷۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب ما جاء فی مثل الدنیا مثل اربعة نفر ۲۳۲۵ .

(٥٢٨٨) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَیْرًا اِسْتَعْمَلَهٗ)) فَقِیْلَ وَکَیْفَ یَسْتَعْمِلُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((یُوَفِّقُهٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۵۲۸۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو بھلے اور نیک کام میں لگا دیتا ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ اس کو کیسے لگا دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے مرنے سے پہلے اس کو نیک عملوں کی توفیق دے دیتا ہے۔ (ترمذی)

عقل مند کون اور بے وقوف کون؟

(٥٢٨٩) وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۵۲۸۹) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہی سمجھ دار اور عقل مند ہے جو اپنے نفس کو اللہ کے رضا جوئی کے کاموں میں مائل کر دیتا ہے۔ یعنی عبادت الٰہی میں ہمیشہ لگا رہتا ہے اور وہ شخص نہایت ہی احمق بے وقوف نادان اور عاجز ہے جو اپنے نفس کی ناجائز خواہشوں کی پیروی کرتا ہے۔ یعنی نفس کی غلامی کرتا ہے خدا کی غلامی نہیں کرتا اس پر بھی اللہ تعالیٰ سے بخششوں کی تمنا رکھتا ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

توضیح: یعنی باوجود نافرمانی اور سرکشی کے اور بغیر عمل صالح کے اللہ تعالیٰ کے بخششوں کی خواہش رکھتا ہے۔ اس کی یہ خواہش صحیح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان تو یقیناً ہے اور اس کے ساتھ نیک گمان بھی رکھنا چاہیے لیکن حسن ظن اس کے عمل پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ﴾ میرے بندوں کو آگاہ کر دو کہ میں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا بھی ہوں اور میرے عذاب بھی بڑے دردناک عذاب ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کے لیے رحمٰن وغفار ہے اور نافرمانوں کے لیے شدید العقاب بھی ہے گنہ گار بندوں کے لیے یہی بشارت ہے کہ توبہ واستغفار کے ساتھ ساتھ انابت الی اللہ کو بھی اختیار کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے:

قرآنی آیت ﴿قل یا عبادی الذین﴾ (سورہ زمر)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میری جانب سے کہہ دیجئے کہ اے میرے وہ بندے جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔ تم سب اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو۔ اور اس کی حکم برداری کے لیے چلے جاؤ اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی جانب سے نازل کی گئی ہے اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔"

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت کشادہ ہے اور اسی کی رحمت کی امید بھی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کے عذابوں سے اور اس کی پکڑ سے بھی ہمیشہ چوکنا رہنا چاہیے اسی لیے کہا جاتا ہے "الایمان بین الخوف والرجاء" یعنی ایمان ڈر اور امید کے درمیان حائل ہے نہ

٥٢٨٨۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب القدر باب ما جاء ان اللہ کتب کتاباً لاھل الجنة ٢١٤٢.

٥٢٨٩۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب ٢٥۔ ٢٤٥٩۔ ابن ماجه کتاب الزهد باب ذکر التوبة ٤٢٦٠۔ ابوبکر بن ابی مریم ضعیف راوی ہے۔

خدا کی رحمت سے مایوس ہونا چاہیے اور نہ اس کے عذابوں سے نڈر رہنا چاہیے۔ بغیر ایمان اور عمل صالح کے اس کی رحمت کی امید رکھنا دھوکا ہے اور اس کی رحمتوں سے ناامید ہونا کفران نعمت ہوگا۔ اس لیے علماء نے کہا ہے کہ خدا کی رحمت کا امیدوار رہنا اور اس کے گناہوں پر نڈر رہنا شیطانی دھوکا ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ بغیر عمل صالح کے جنت کی امید رکھنا گناہوں میں سے ایک گناہ ہے اور بغیر تعلق محبت رسول اللہ ﷺ کے شفاعت کی امید رکھنا ایک قسم کا دھوکا ہے اور بغیر فرماں برداری کے اس کی رحمت کا سہارا لینا حماقت و جہالت ہے۔

اسی قسم کے بہت سے علمائے کرام اور اولیاء عظام کے ارشادات بہت بسط کے ساتھ پائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ یعنی نیک بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت قریب ہے۔ تو جو نیک ہی نہیں ہوگا تو اللہ کی رحمت اس سے دور ہوگی اور اللہ کے نیک بندے ہی رحمت خداوندی کے امیدوار ہیں اور وہی اس کے مستحق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ﴾ تحقیق جو لوگ ایمان لے آئے، جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔

حدیث شریف میں یہ فرمایا ہے: ((الكيس من دان نفسه الى اخره .)) ''ہشیار اور سمجھ دار وہی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں اپنے نفس کو ذلیل کر رکھا ہے۔'' اور بعض لوگوں نے دان نفسہ کا یہ ترجمہ کیا کہ دنیا ہی میں اس نے اپنے اعمال و احوال و اقوال کا محاسبہ کر لیا ہے اگر اچھے اعمال ہیں تو اللہ کی تعریف اور اگر برے اعمال ہیں تو توبہ سے تدارک کر لیا ہے۔ اس محاسبہ کا مطلب یہ ہے کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے اپنے نیک اور برے عملوں کا حساب کر لے کہ مثلاً آج سو نیکی ہے اور ایک ایک ہزار گناہ تو نو سو گناہ زیادہ ہیں تو اس کو وہ اپنے بہی کھاتے اور روزنامچہ میں لکھ لے اور یقین کرے کہ آئندہ زیادہ نیکی کرنے کی کوشش کروں گا اور گناہ کرنے کی کم۔ دوسرے دن پھر اس نے اپنے عملوں کا حساب کیا تو دوسرے دن مثلاً دو سو نیکی کی ہے اور آٹھ سو گناہ کیے ہیں اسی طرح روزانہ آمد و خرچ کا نیک و بد عمل کا حساب کرتا رہے اور نیکیوں کی طرف زیادہ دلچسپی لیتا رہے اور گناہوں کی طرف کم۔ اسی طرح روانہ کرتے کرتے نیکیاں بڑھ جائیں گی اور گناہ گھٹ جائیں گے جیسا کہ دنیا میں سوداگر لوگ اپنی تجارت و سوداگری کے نفع و نقصان کا روزانہ حساب کرتے رہتے ہیں تو آخرت کے سوداگروں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ اور ہر نفس کو دیکھنا اور سوچنا چاہیے جیسا کہ آئندہ کے لیے اس نے آگے کیا بھیجا ہے یعنی دنیا ہی میں اسے اپنی نیکی و بدی کا حساب کر لینا چاہیے تاکہ قیامت کے روز خدا کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ اسی کہا جاتا ہے: ﴿حاسبوا انفسكم قبل ان تحاسبوا﴾ ''یعنی قیامت کے حساب سے پہلے دنیا ہی میں اپنے نفسوں کا حساب کر لیا کرو'' یہی مطلب من دان نفسہ کا ہے اس توضیح کو غور سے پڑھو اور اپنے نفس کا جائزہ لیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

خوش حالی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت

(۵۲۹۰) عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُنَّا فِيْ مَجْلِسٍ فَطَلَعَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى رَاْسِهٖ اَثَرُ مَاءٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرٰكَ

(۵۲۹۰) ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ کے سر پر پانی کا نشان تھا یعنی آپ ﷺ تازہ تازہ غسل کر کے آئے تھے کہ سر مبارک بھیگا ہوا

۵۲۹۰۔ اسناده صحيح۔ مسند احمد ۵/ ۳۷۲۔ ابن ماجه ۲۱۴۱.

طَیِّبَ النَّفْسِ قَالَ ((اَجَلْ)) قَالَ ثُمَّ خَاضَ الْقَوْمُ فِیْ ذِکْرِ الْغِنٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((لَابَاْسَ بِالْغِنٰی لِمَنْ اتَّقَی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَالصِّحَّۃُ .))

تھا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج ہم آپ ﷺ کو خوش دل دیکھ رہے ہیں جو چہرہ مبارک سے ظاہر ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر سب لوگ دنیاوی دولت مندی کے ذکر میں مشغول ہو گئے کہ فلاں ایسا ہے فلاں ویسا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: متقیوں کے لیے مال دار ہونے میں کوئی حرج اور ڈر نہیں ہے، اور صحت و تندرستی متقی کے لیے مالداری اور خوشحالی سے بہتر ہے کیونکہ خوشحالی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے جس کی شکر گزاری سب پر واجب ہے۔

(۵۲۹۱) وَعَنْ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ رحمہ اللہ قَالَ کَانَ الْمَالُ فِیْمَا مَضٰی یُکْرَہُ فَاَمَّا الْیَوْمَ فَھُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ وَ قَالَ لَوْلَا ھٰذِہِ الدَّنَانِیْرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا ھٰؤُلَاءِ الْمُلُوْکُ وَ قَالَ مَنْ کَانَ فِیْ یَدِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ شَیْءٌ فَلْیُصْلِحْہُ فَاِنَّہٗ زَمَانٌ اِنِ احْتَاجَ کَانَ اَوَّلَ مَنْ یَبْذُلُ دِیْنَہٗ وَقَالَ الْحَلَالُ لَایَحْتَمِلُ السَّرَفَ۔ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ .

(۵۲۹۱) حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلے زمانے میں مال برا سمجھا جاتا تھا لیکن اس زمانے میں مومن کے لیے مال ڈھال ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر روپیہ پیسہ ہمارے پاس نہ ہوں تو دنیا دار مال دار اور بادشاہ ہمیں رومال بنا لیں گے یعنی ہم کو ذلیل و رسوا کریں گے کیونکہ مال نہ ہونے کی صورت میں ان کے دروازوں پر آنا جانا ہوگا تو جس طرح سے مندیل یعنی رومال کی کوئی عزت نہیں ہوتی اس میں ہاتھ صاف کیا جاتا ہے اور ناک بھی صاف کی جاتی ہے تو اس اعتبار سے رومال بنسبت اور جسمانی کپڑوں کے خراب ہوتا ہے اسی طرح سے مال نہ ہونے کی وجہ سے مالدار ہمیں ذلیل سمجھیں گے تو جن کے پاس کچھ مال ہو اس کو اس کی اصلاح کرنی چاہیے اور اس کو محفوظ رکھنا چاہیے اور تجارت یا زراعت میں لگا کر اس کے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے اور مال کو ضائع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایسا نازک زمانہ آ گیا ہے کہ اگر محتاج ہو گیا تو سب سے پہلے دین و ایمان کو دنیا کے بدلے میں درمیان ڈالے گا۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مال حلال کو فضول خرچی میں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ فضول خرچی کرنے سے مال ضائع ہو جائے گا اور باعث ذلت ہوگا۔ (شرح سنہ)

ساٹھ سال کے بعد کوئی عذر قبول نہیں

(۵۲۹۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((یُنَادِیْ مُنَادٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَیْنَ اَبْنَاءُ السِّتِّیْنَ وَھُوَ الْعُمْرُ الَّذِیْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَوَلَمْ نُعَمِّرْکُمْ مَّا یَتَذَکَّرُ فِیْہِ مَنْ تَذَکَّرَ وَجَآءَکُمُ النَّذِیْرُ)) رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ .

(۵۲۹۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ ساٹھ برس کی عمر والے کہاں ہیں اور یہ وہ عمر ہے جس کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: ﴿اولم نعمر کم مایتذکر فیہ من تذکر و جاء کم النذیر﴾ یعنی کیا ہم نے تم کو اتنی عمر یعنی ساٹھ سال کی عمر نہیں دی تھی کہ اتنی مدت میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرے حالانکہ تمہارے پاس ڈرانے والا اور آگاہ کرنے والا بھی آیا یعنی قرآن مجید آیا۔ اور رسول اکرم ﷺ آئے اور بڑھاپا بھی آ گیا۔ یہ سب تمہارے لیے قاصد، مبلغ اور ہوشیار کرنے والے تھے اور تمہیں پھر بھی ہوش نہیں آیا۔ (بیہقی)

۵۲۹۱۔ اسنادہ ضعیف۔ شرح السنۃ ۱۴/ ۱۹۱ سند نامعلوم ہے۔
۵۲۹۲۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۱۰۲۵۴۔ ابراہیم بن الفضل المخزومی متروک راوی ہے۔

نیک اعمال والی لمبی عمر

(٥٢٩٣) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِیْ عُذْرَةَ ثَلٰثَةً اَتَوُا النَّبِیَّ ﷺ فَاَسْلَمُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّكْفِيْنِيْهِمْ قَالَ طَلْحَةُ اَنَا فَكَانُوْا عِنْدَهٗ فَبَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ اَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيْهِ الْاٰخَرُ فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ قَالَ طَلْحَةُ فَرَاَيْتُ هٰٓؤُلَآءِ الثَّلٰثَةَ فِی الْجَنَّةِ وَرَاَيْتُ الْمَيِّتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ اَمَامَهُمْ وَالَّذِیْ اسْتُشْهِدَ اٰخِرًا يَلِيْهِ وَاَوَّلُهُمْ يَلِيْهِ فَدَخَلَنِیْ مِنْ ذَالِكَ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ ذَالِكَ فَقَالَ ((وَمَا اَنْكَرْتَ مِنْ ذَالِكَ لَيْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ مُّؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِی الْاِسْلَامِ لِتَسْبِيْحِهٖ وَتَكْبِيْرِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ .))

(۵۲۹۳) حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنی عذرہ قبیلے کے تین آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ کیا کوئی ہے جوان نومسلموں کی خبر گیری کر کے میری کفایت کرے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کی نگرانی کروں گا۔ اور آپ کی جانب سے ان کی کفایت بھی کروں گا۔ چنانچہ وہ تینوں آدمی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہنے سہنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں جہاد کے لیے بھیجا کہ ان تینوں میں سے ایک شخص اس لشکر میں چلا گیا اور وہاں جا کر شہید ہو گیا پھر کچھ دنوں کے بعد دوسرا لشکر بھیجا تو اس میں سے دوسرا آدمی بھی گیا اور شہید ہو گیا پھر کچھ دنوں کے بعد تیسرا آدمی بیمار پڑا اور اپنے بستر پر مر گیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ان تینوں کو جنت میں دیکھا لیکن جو اپنے بستر پر مرا تھا وہ جنت میں سب سے آگے آگے ہے اور دوسرا جو شہید ہوا تھا وہ اس کے پیچھے۔ شبہ ہو گیا کہ پہلا شہید سب سے پیچھے کیوں ہے اور دوسرا شہید دوسرے نمبر پر پیچھے ہے اور بستر پر مرنے والا سب سے آگے ہے اور اس کا بڑا مرتبہ ہے۔ میں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے کس چیز کا انکار کیا اور کیوں شبہ پیدا ہوا ان تینوں میں سب سے بہتر وہی شخص ہے جس کی عمر زیادہ ہوئی ہے اور زیادہ اس لیے کہ اس نے تسبیح، تحلیل، تکبیر وغیرہ پڑھی ہے تو اس اصول کے مطابق تیسرے کا زیادہ مرتبہ ہونا چاہیے۔ (احمد)

(٥٢٩٤) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَمِيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ عَبْدًا لَوْخَرَّ عَلٰى وَجْهِهٖ مِنْ يَّوْمِ وُلِدَ اِلٰى اَنْ يَّمُوْتَ هَرِمًا فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ لَحَقَّرَهٗ فِیْ ذَالِكَ الْيَوْمِ وَلَوَدَّ اَنَّهٗ رُدَّ اِلَى الدُّنْيَا كَيْمَا يَزْدَادَ مِنَ الْاَجْرِ وَالثَّوَابِ)) رَوَاهُمَا اَحْمَدُ.

(۵۲۹۴) حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا: اگر کوئی بندہ پیدائش کے دن سے بوڑھا ہو کر مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی میں لگا رہے تو قیامت کے دن اتنی عبادت اور اطاعت کو نہایت حقیر اور معمولی سمجھ کر آرزو کرے گا کہ اس کو دنیا میں پھر لوٹا دیا جائے تا کہ بہت زیادہ عملوں کو جمع کر کے زیادہ ثواب حاصل کرے۔ (احمد)

❁❁❁❁

٥٢٩٣۔ حسن۔ مسند احمد ١/ ١٦٣ الصحيحه ٦٥٤.

٥٢٩٤۔ صحيح۔ مسند احمد ١/ ١٦٣۔ الصحيحه ٦٥٤.

بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ

توکل اور صبر کا بیان

توکل کے یہ معنی ہیں کہ انسان کوششوں کے نتائج اور واقعات کے فیصلہ کو خدا سپرد کر دے، اسباب وعلل کے پردے اس کے سامنے سے اٹھ جائیں اور براہ راست ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں نظر آئے۔ بظاہر اسباب وعلل گو ناموافق ہوں مگر یہ غیر متزلزل یقین پیدا ہو کہ یہ ناموافق حالات ہمارے کام میں ذرہ بھر موثر نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اصلی قوت وقدرت عالم اسباب سے ماوراء ہستی کے ہاتھ میں ہے۔ انسان کا استقلال وعزم، جرأت وبیباکی یہ تمام باتیں ایک اصل کے پرتو ہیں اسی کی بدولت مشکل سے مشکل اوقات میں بھی زمام صبر اس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتی اور پرخطر سے پرخطر راستوں میں بھی بے چینی وضعف ہمت اس کے قلب میں راہ نہیں پاتا اور شدید سے شدید حالات میں بھی اس کے دل پر مایوسی کا بادل نہیں چھاتا۔

توکل مسلمانوں کی کامیابی کا اہم راز ہے حکم ہوتا ہے کہ جب لڑائی یا کوئی اور مشکل کام پیش آئے تو سب سے پہلے اس کے متعلق مشورہ کرلو اور اس عزم کے بعد کام کو پوری مستعدی اور تندہی کے ساتھ کرنا شروع کر دو اور خدا پر توکل اور بھروسہ رکھو۔ وہ تمہارے کام کا حسب خواہ نتیجہ پیدا کرے گا اگر نتیجہ نہ نکلے تو اس میں خدا کی حکمت ومصلحت اور مشیت سمجھو اور اس سے مایوس وبودے نہ بنو اور جب نتیجہ خاطر خواہ نکلے تو یہ غرور نہ ہو کہ یہ تمہاری تدابیر اور جدوجہد کا نتیجہ اور اثر ہے بلکہ یہ سمجھو کہ خدائے تعالیٰ کا تم پر فضل وکرم ہوا اور اسی نے تم کو کامیاب اور بامراد کیا۔

سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے]

قرآنی آیت ﴿وشاورهم فى الامر﴾

''اور کام یا لڑائی میں ان سے مشورہ لے لو پھر جب پکا ارادہ کرلو تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو بیشک اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہو تو کوئی تم پر غالب نہ آسکے گا۔ اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے اور اللہ تعالیٰ ہی پر چاہیے کہ ایمان والے بھروسہ رکھیں۔''

ان آیات نے توکل کی پوری اہمیت وحقیقت ظاہر کر دی کہ توکل بے دست وپائی اور ترک عمل کا نام نہیں بلکہ اس کا نام ہے کہ پورے عزم وارادہ اور مستعدی سے کام کو انجام دینے کے ساتھ اثر اور نتیجہ کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑ دیا جائے اور یہ سمجھا جائے کہ خدا مددگار ہے تو کوئی ہم کو ناکام نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ ہی نہ چاہے تو کسی کی کوشش اور مدد کارآمد نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے کام میں خدا پر بھروسہ رکھے۔

کفار مکہ سے مسلسل لڑائیوں کے بعد یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر اب بھی یہ لوگ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور مصالحت کرلو اور یہ خیال نہ کرو کہ بدعہد کہیں دھوکا نہ دیں، خدا پر بھروسہ رکھو تو ان کے فریب کا داؤ کامیاب نہ ہوگا۔ ﴿وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی الله انه هو السميع العليم وان يريدوآ ان يخدعوك فان حسبك الله هو الذى ايدك بنصره

وبالمومنین﴾ (انفال) ''اور اگر وہ صلح کے لیے جھکیں تو تو بھی جھک اور خدا پر بھروسہ رکھ بے شک وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ تجھے دھوکا دینا چاہیں تو کچھ پرواہ نہیں کہ تو مجھے کافی ہے اسی نے تجھ کو اپنی اور مسلمانوں کی نصرت سے تیری تائید کی۔''

اسلام کی تبلیغ اور دعوت کی مشکلوں میں بھی خدا ہی کے اعتماد اور بھرسہ پر کام کرنے کی ہدایت ہے کہ وہ ایسی طاقت ہے جس کو زوال نہیں اور وہ ایسی ہستی ہے جس کو فنا نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وما ارسلنك الامبشرا ونذيرا قل ما اسئلكم عليه من اجر الا من شاء ان يتخذ الى ربه سبيلا وتوكل على الحى الذى لايموت﴾ میں نے تو اے رسول تجھے خوشخبری سنانے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ کہہ دے کہ میں تم سے اس کے سوا اپنے کام کی مزدوری نہیں مانگتا۔ جو چاہے اپنے پروردگار کا راستہ قبول کرے اور اس زندہ اور قائم و باقی رہنے والے پر بھروسہ کرے کہ جس کو موت نہیں ہے۔''

جس طرح ہمارے رسول ﷺ کو اور عام مسلمانوں کو ہر قسم کی مصیبتوں مخالفتوں اور مشکلوں میں خدا پر توکل اور اعتماد رکھنے کی ہدایت بار بار ہوئی۔ آپ ﷺ سے پہلے پیغمبروں کو بھی اس قسم کے موقعوں پر اس کی تعلیم دی گئی ہے اور خود الوالعزم رسولوں کی زبانوں سے عملاً اس تعلیم کا اعلان ہوتا رہا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام جب تن تنہا سالہا سال تک کافروں کے نرغہ میں پھنسے رہے تو انہوں نے پوری بلند آہنگی کے ساتھ اپنے دشمنوں کے درمیان یہ اعلان فرمایا

قرآنی آیت: ﴿واتل عليهم نبا نوح﴾

اے پیغمبر ﷺ! ان کو نوح علیہ السلام کا حال سنا جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو! اگر میرا رہنا اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ میرا نصیحت کرنا تم پر شاق گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر میں نے بھروسہ کر لیا۔ تم اپنی تدبیر کو اور اپنے شریکوں کو خوب مضبوط کر لو پھر تم پر تمہاری تدبیر چھپی نہ رہے پھر اس کو مجھ پر پورا کر لو اور مجھ کو مہلت نہ دو۔

غور کیجیے کہ حضرت نوح علیہ السلام دشمنوں کے ہر قسم کے مکر و فریب سازش اور لڑائی جھگڑے کے مقابلہ میں استقلال اور عزیمت کے ساتھ خدا پر توکل اور اعتماد کا اظہار کس پیغمبرانہ شان سے فرما رہے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم جب اپنے دیوتاؤں کے قہر اور غضب سے ڈراتی ہے تو وہ جواب میں فرماتے ہیں

قرآنی آیت: ﴿انى اشهد الله واشهدوا﴾ (سورہ ھود)

''میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ ان سے بیزار ہوں جن کو تم خدا کے سوا شریک ٹھہراتے ہو۔ پھر تم سب مل کر میرے ساتھ داؤ کر لو۔ پھر مجھے مہلت نہ دو میں نے اللہ تعالیٰ پر جو میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے' بھروسہ کر لیا ہے۔''

س آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صبر اور صبر کرنے والوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ صبر کے لغوی معنی روکنے اور سہارے کے ہیں۔ یعنی اپنے نفس کو اضطراب اور گھبراہٹ سے روکنا اور اس کو اپنی جگہ پر ثابت قدم رکھنا اور یہی صبر کی معنوی حقیقت بھی ہے۔ یعنی اس کے معنی بے اختیاری کی حالت میں خاموش رہ جانے اور انتقام نہ لے سکنے کی صورت میں مجبور ہو جانے کے نہیں بلکہ پامردی، دل کی مضبوطی، اخلاقی جرأت اور ثابت قدمی کے ہیں۔ قرآن مجید میں صبر کے متعلق بہت سی آیتیں ہیں یہاں چند آیتیں لکھی جاتی ہیں۔ ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا﴾ (دھر) اپنے پروردگار کے فیصلے پر ثابت قدمی سے منتظر رہو اور ان میں سے کسی گنہگار یا کافر کا کہا نہ مانو۔ ﴿فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (ھود) ثابت قدم رہ کر وقت کے منتظر رہیے بے شبہ آخر کامیابی پرہیزگاروں ہی کی ہے: ﴿وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ﴾ (یونس) اور ثابت قدم رہ کر وقت کے منتظر رہیے یہاں تک کہ خدا فیصلہ کر

دے وہ فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے: ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ﴾ (قلم) اپنے رب کے فیصلے کا ثابت قدمی کے ساتھ انتظار کرو اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جاؤ ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ﴾ (احقاف) آپ بھی اسی طرح پامردی کیجیے جس طرح پختہ ارادے والے پیغمبروں نے کی ہے اور ان (مخالفوں) کے لیے جلدی نہ کیجیے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام نبیوں کو صبر کی تلقین کی گئی ہے اور وہ اسی صبر سے اپنے مقصد تبلیغ میں کامیاب ہوئے کیونکہ دل کو بڑھانے والی، ہمت افزائی کرنے والی، خوش آئند انجام دکھانے والی اور طبیعت کو ڈھارس دینے والی چیز صبر ہے۔ جس دل میں صبر پنہاں نہیں وہ صحیح معنوں میں انسان نہیں ہے۔ آسمان ترقی پر پہنچانے والی چیز یہی صبر ہے تو صبر کرنے والوں کے لیے بڑے بڑے درجات ہیں۔

بنی اسرائیل غلام اور محکوم تھے لیکن صبر اور استقلال ہی کی وجہ سے حاکم ہوئے۔ قرآن مجید میں ان کے صبر کے متعلق فرمایا۔

قرآنی آیت: ﴿واورثنا القوم الذين﴾ (سورہ اعراف)

''اور ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس زمین کی وراثت بخشی جس میں ہم نے برکت نازل کی ہے۔ اور تیرے پروردگار کی اچھی بات بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر و ثبات کے سبب سے پوری ہوئی اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کے کاموں اور تعمیروں کو برباد کر دیا۔''

اس سے ظاہر ہوا کہ بنی اسرائیل جیسی کمزور قوم فرعون جیسی طاقت کے سامنے اس لیے سربلند ہوئی کہ اس نے صبر اور ثابت قدمی سے کام لیا اور اسی کے نتیجے کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کو شام کی بابرکت زمین کی حکومت عطا فرمائی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآنی آیت: ﴿وجعلنا منهم﴾ (سورہ الم سجدہ)

''اور بنی اسرائیل کے لوگوں میں سے ہم نے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے راہ دکھاتے تھے جب کہ انہوں نے صبر کیا اور ہمارے حکموں پر وہ یقین رکھتے تھے۔''

آیت بالا میں بنی اسرائیل کی پیشوائی کے دو اسباب بیان کیے ہیں۔ ایک احکام الٰہی پر یقین اور دوسرے ان احکام کی بجا آوری میں صبر اور ثبات قدمی۔ یہی دو باتیں دنیا کی ہر قوم کی ترقی کا سنگ بنیاد ہیں پہلے اپنے اصول کے صحیح ہونے کا بشدت یقین اور پھر ان اصولوں کی تعمیل میں ہر قسم کی تکلیفوں اور مصیبتوں کو خوشی خوشی جھیل لینا' صبر کرنے والوں ہی کا کام ہے۔ ہر ایک اس پر پورا نہیں اتر سکتا۔

دنیا میں غم و مسرت اور رنج و راحت جوڑا جوڑا ہے ان دونوں موقعوں پر انسان کو ضبط نفس اور اپنے آپ پر قابو پانے کی ضرورت ہے۔ یعنی نفس پر اتنا قابو ہو کہ مسرت اور خوشی کے نشہ میں اس میں فخر اور غرور پیدا نہ ہو۔ اور غم و تکلیف میں وہ مایوس اور بددل نہ ہو۔ دل کے ان دونوں عیبوں کا علاج صبر و ثبات اور ضبط نفس ہے انسانی فطرت کے رازدار کا کہنا ہے۔

قرآنی آیت: ﴿ولئن اذا قنا الانسان منا رحمة﴾

اور اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے کسی مہربانی کا مزہ چکھائیں پھر اس سے اس کو کھینچ لیں تو وہ ناامید ہو جاتا ہے اور ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر کوئی مصیبت دینے کے بعد اس کو نعمت کا مزہ چکھائیں تو کہتا ہے کہ برائیاں دور ہو گئیں بے شک وہ شاداں اور نازاں ہے۔ لیکن وہ جنہوں نے صبر یعنی نفس پر قابو رکھا اور اچھے کام کیے یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے معافی اور بڑا انعام ہے ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ صبر کرنے والوں کو ان کی مزدوری بے حساب ملے گی۔ ﴿أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا﴾ ان کو جنت کا بالا خانہ ملے گا صبر کے بدلے میں ﴿فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً

﴿وَسُرُوْرًا وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا﴾ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس دن کی برائی سے بچالیا اور ان کو تروتازگی وشادمانی سے ملایا ہے اور ان کے صبر کرنے یعنی احکام الٰہی پر ٹھہرے رہنے کے سبب باغ اور ریشمی لباس بدلہ میں دیا۔''

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ ''صبر یعنی محنت اٹھانے اور دعاء مانگنے سے قوت پکڑو۔'' دنیا میں وہ کون سا درخت ہے جسے ہوا نہ لگی ہو۔ وہ کون سا انسان ہے جو ہمیشہ خوش وخرم ہی رہا ہو مصیبت وتکلیف، دکھ و درد انسان کے لیے ہے اس کی حالت کبھی یکساں نہیں رہتی آج کچھ ہے تو کل کچھ ہے تھوڑی مصیبت پر آپے سے باہر ہو جانا صبر کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دینا انسانیت کے خلاف ہے۔

توکل اور صبر کی فضیلت قرآن مجید کی بعض آیتوں سے معلوم ہوگئی اب ان دونوں کی فضیلت اور اہمیت حدیثوں میں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

بلاحساب جنت میں کون جائیں گے؟

(۵۲۹۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِىْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَايَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۲۹۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ وہ لوگ ہیں جو منتر جنتر نہیں کرتے اور نہ شگون بدلیتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی اللہ تعالیٰ کے ایسے پیارے محبوب بندے ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں چلے جائیں گے ان میں یہ تین خوبیاں ہیں (ایک) منتر جنتر نہیں کرتے۔ یعنی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو) لیکن جو قرآن وحدیث کے موافق ہو وہ بالاتفاق جائز ہے۔ جیسے اسماء الٰہی اور صفات الٰہی اور قرآن وحدیث کی دعائیں جو اس میں لکھی ہوئی ہیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک صحابی نے سورہ فاتحہ پڑھ کر منتر کر دیا تھا اور اس کی فیس بھی لے لی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من اخذ برقية باطل فقد اخذت برقية حق.)) ''لوگ تو جھوٹا منتر کر کے روپیہ لاتے ہیں تو نے سوسچا منتر کر کے لیا ہے۔''

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا دم مجھ کو سناؤ انہوں نے سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس میں کوئی قباحت نہیں۔ پہلے آپ ﷺ اس لیے منع کرتے تھے کہ کہیں اس میں کلمہ شرک نہ ہو۔ اور جو منتر ایسی زبان میں ہو کہ جس کا مطلب سمجھ میں نہ آئے وہ بھی منع ہے اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔ کیونکہ شاید اس میں شرک کا مضمون ہو۔ اب یہ جو حدیث ہے کہ: لا رقية الا من عين او حمة یعنی دم دو ہی باتوں کے لیے ہوتا ہے نظر لگنے میں یا سانپ بچھو کے ڈنک میں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آفتوں میں دم جائز نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان دو آفتوں میں دم بہت مفید ہوتا ہے اور آن حضرت ﷺ نے اپنے کئی اصحاب کو دم کرنے کا حکم دیا اور کئی آدمیوں کی نسبت سنا کہ وہ دم کرتے ہیں تو منع نہیں فرمایا رہی یہ حدیث کہ بہشت میں بے حساب جانے والے وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کرتے ہیں نہ داغ دیتے ہیں اور صرف اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہیں تو اس منتر کی ممانعت نہیں ثابت ہوئی۔ بلکہ اس حدیث میں خاص الخاص بندوں کا ذکر ہے یعنی اولیاء اللہ کا جن کا پورا بھروسہ اپنے پروردگار پر رہتا ہے وہ دوا، علاج، منتر، جھاڑ پھونک کچھ نہیں سمجھتے بلکہ تکلیف

۵۲۹۵۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ومن يتوكل على الله فهو حسبه ٦٤٧٢۔ مسلم کتاب الایمان باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة ٢١٨.

اور مصیبت کو بھی رضا محبوب خیال کر کے اس پر خوش رہتے ہیں یہ درجہ عام مسلمانوں کا نہیں ہے نہ ہم ایسے لوگوں کا اور عوام کا دوا، علاج، منتر، جھاڑ پھونک کرنا سب درست ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کریں آپ نے دریافت کیا کہ بال بچوں کو کس پر چھوڑا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس قربانی اور ایثار کو مناسب سمجھا ان کا مالی تعاون قبول فرمایا۔ برخلاف اس کے ایک دوسرا شخص کبوتر کے انڈے کے برابر سونا لایا اور کہنے لگا بس میرے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی سونا اسے لوٹا دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ تیرا یہ درجہ نہیں ہے کہ سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دے بلکہ کچھ مال بال بچوں کے لیے بھی رکھ۔ کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے۔ غرض یہ ہے کہ شریعت کے احکام اور امر مختلف حالات میں مختلف ہوتے ہیں۔

جن کا اعتماد کلی صرف اللہ تعالیٰ ہی پر ہوتا ہے وہ اگر دوا، دارو، علاج و معالجہ اور دم جھاڑ نہ کریں تو ان کے لیے یہی افضل ہے۔ جیسے کہ اس حدیث سے ان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے یہ لوگ اپنی دعاؤں میں یہی کہتے ہیں: ((اللهم لا خیر الا خیرك ولا طیر الا طیرك ولا اله غیرك .)) (احمد، طبرانی) ''اے اللہ! نہیں ہے بھلائی مگر تیری ہی بھلائی ہے اور کوئی شگون نہیں ہے مگر تیرے ہی حکم سے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

اور دوسرے یہ بھی کہتے ہیں: ((اللهم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یذهب بالسیات الا انت ولا حول ولا قوة الا بالله .)) (ابن سنی، نزل) ''اے اللہ! تیرے سوا نہ کوئی بھلائی لا سکتا ہے اور نہ برائی دور کر سکتا ہے اور تیری توفیق سے ہی گناہوں سے پھرنے اور نیکی کرنے کی قوت ہے۔'' (ابن سنی۔ نزل)

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسہ کرنا یہی متوکلین کا طریقہ ہے نہ یہ کہ شگون بد اور جھاڑ پھونک پر اعتماد اور بھروسہ کرنا' یہ جاہلیت کا طریقہ ہے اس سے ہمیں بچنا چاہیے۔

(۵۲۹۶) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمًا فَقَالَ ((عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ یَمُرُّ النَّبِیُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِیُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِیُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَ النَّبِیُّ وَلَیْسَ مَعَهُ اَحَدٌ فَرَاَیْتُ سَوَادًا كَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ یَّكُوْنَ اُمَّتِیْ فَقِیْلَ هٰذَا مُوْسٰی فِیْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِیْلَ لِیَ انْظُرْ فَرَاَیْتُ سَوَادًا كَثِیْرًا سَدَّا لْاُفُقَ فَقِیْلَ لِیَ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَاَیْتُ سَوَادًا كَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ هٰؤُلَآءِ اُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَآءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ هُمُ

(۵۲۹۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر تشریف لا کر فرمایا: کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ ہے کہ پہلی امتیں میرے سامنے پیش کی گئیں تو میں نے دیکھا کہ نبی آ گئے آئے، ہیں اور ان کے ساتھ ایک ہی آدمی ہے۔ یعنی ان نبی پر ایمان لانے والا ایک آدمی تھا جو اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور نبی کو کہ وہ تشریف لے جا رہے ہیں اور ان کے ساتھ دو آدمی تھے۔ یعنی بظاہر دو ہی آدمی ان پر ایمان لانے تھے اور نبی کو دیکھا وہ تشریف لے جا رہے ہیں اور ان کے ساتھ ایک جماعت تھی اور نبی تشریف لائے اور ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ یعنی ان پر کوئی ایمان نہیں لایا۔ پھر میں نے بہت بڑی جماعت کو جاتے ہوئے دیکھا کہ آسمان کے کناروں میں بھری ہوئی تھی تو میں نے یہ خیال کیا کہ یہ میری امت ہوگی

۵۲۹۶۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب من لم یرق ۲۷۵۲۔ مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة ۲۲۰

الَّذِيْنَ لَايَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تو خواب ہی میں مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جماعت کے ساتھ جا رہے ہیں۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ آپ اپنے سامنے دیکھو۔ تو میں نے دیکھا کہ بہت بڑی جماعت ہے جو زیادتی کی وجہ سے آسمان کے کنارے تک بھری ہوئی تھی تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ اپنے داہنی طرف دیکھئے پھر مجھ سے کہا گیا کہ آپ اپنے بائیں طرف دیکھئے تو میں نے دائیں بائیں دیکھا تو بہت بڑی جماعت نظر آئی جو آسمان کے کناروں تک زیادہ ہونے کی وجہ سے بھری ہوئی تھی تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے اور یہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار ہیں جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور وہ لوگ ہوں گے جو نہ تو شگون بد لیتے ہیں اور نہ جنتر و منتر کراتے و کرتے ہیں اور نہ اپنے جسموں پر داغ لگاتے ہیں، ہمیشہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے یہ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی اللھم اجعلہ منھم اے اللہ! تو اس کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ پھر دوسرے صاحب نے کھڑے ہو کر یہی درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ اس درجے میں تم سے آگے بڑھ گئے۔ (بخاری و مسلم) چونکہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اس صفت کے ساتھ متصف تھے اس لیے آپ نے ان کی دلجوئی کے واسطے دعا فرمائی۔ اور دوسرے صاحب میں یہ صفت نہیں تھی اس لیے صراحتہ ان کے لیے دعا نہیں کی۔ (واللہ اعلم)

مومن کے ہر کام میں بھلائی ہے

(٥٢٩٧) وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَالِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِمُؤْمِنٍ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٢٩٧) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی عجیب شان ہے کہ اس کے ہر کام میں نیکی و بھلائی ہے اور یہ شان صرف مومن کامل کے ساتھ مخصوص ہے کہ اگر اس کو خوشی کی بات حاصل ہوتی ہے اس پر وہ شکر خداوندی بجالاتا ہے تو اس کے لیے نیکی اور بھلائی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اس پر کوئی مصیبت پڑ جاتی ہے جس پر وہ صبر کرتا ہے تو یہ صبر بھی اس کے لیے نیکی ہے۔ غرض خوشی کے کاموں میں شکر بجا آوری اور مصیبت میں صبر کرنے سے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ (مسلم)

بہتر مومن کون ہے؟

(٥٢٩٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ

(٥٢٩٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوی یعنی کامل مومن بہتر ہے اور زیادہ پیارا ہے اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے اور ہر ایک میں بھلائی ہے۔ تم ان باتوں پر حرص کرو تو

٥٢٩٧۔ صحیح مسلم کتاب الزهد باب المومن امره كله خير ٢٩٩٩۔

٥٢٩٨۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب فى الامر بالقوة وترك العجز ٢٦٦٤۔

عَلٰی مَایَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَاشَآءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تمھیں نفع پہنچائے اور ہر کار خیر پر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور عاجز مت بنو اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچ جائے یا نقصان ہو جائے تو یوں مت کہو کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا نہ ہوتا بلکہ یوں کہو کہ جو کچھ اللہ نے چاہا اور جو کچھ میرے مقدر میں لکھ رکھا تھا ویسا ہی ہوا اور ویسا ہی کیا کیونکہ ''اگر مگر'' شیطان کے عملی دروازے کو کھول دیتا ہے۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

توکل کیسا ہونا چاہیے؟

(۵۲۹۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۲۹۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر ایسا بھروسہ رکھو جیسا کہ بھروسہ رکھنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو روزی پہنچائے گا جس طرح پرندوں کو روزی پہنچاتا ہے کہ صبح کو اپنے گھونسلہ سے بھوکے پیٹ اٹھتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ اپنے گھونسلہ میں واپس آتے ہیں۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی روزی رساں اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ ہی اس کا ذمہ دار ہے۔ جیسے کہ فرمایا: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ زمین پر جتنے بھی چلنے پھرنے والے جانور ہیں سب کا روز رساں اللہ تعالیٰ ہے۔''

اس حدیث سے یہ مقصد نہیں ہے کہ جدوجہد اور کسب معاش کی تدبیر نہ کی جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا پر اعتماد اور توکل رکھ کر کوشش میں لگا رہے روزی کے تنگ ہونے سے تنگ دل نہ ہو اور نہ مایوس ہوں۔ ﴿لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ ایک روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی آدمی اونٹ پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اونٹ کو یوں ہی چھوڑ کر خدا پر توکل کروں یا اس کو باندھ دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو باندھ کر خدا پر بھروسہ رکھو۔ (ترمذی) اسی حدیث کا ترجمہ مولانا روم نے یوں کیا ہے۔

گفت پیغمبر بآواز بلند
برتوکل زانوے شتر بہ بند

توکل کی تعلیم مسلمانوں کو اس لیے دی گئی کہ وہ بے جا پریشان نہ ہوں اور انہیں اضطراب لاحق نہ ہو کیونکہ بندے کی زندگی میں ایسے بہت سے مقامات آتے ہیں جہاں وہ مجبور ہوتا ہے لہٰذا مجبوری کی حالت میں وہ بے چین نہ ہو بلکہ خدا کی طرف اپنے معاملہ کو سپرد کردے۔ یا بہت سے ایسے خطرات زندگی میں ٹوٹ پڑتے ہیں جن سے احتیاط کرنے اور بچنے پر بھی بندہ بچ نہیں پاتا تو ایسے خطرات میں پڑ کر بیکار اپنی جان نہیں گھلانا چاہیے بلکہ مرضی الٰہی پر راضی رہ کر خدا ہی کو پناہ وکیل اور دستگیر جاننا چاہیے مصیبت کے ماروں کو سکون دینے والا غم کے ماروں کو راحت بخشنے والا فریادوں کی فریاد سننے والا وہی ہے وہی پروردگار ہے جس پر ہمارا توکل ہے۔

۵۲۹۹۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الزھد باب فی التوکل علی اللہ ۲۳۴۴۔ ابن ماجہ کتاب الزھد باب التوکل والیقین ۴۱۶۴۔

موت سے قبل رزق مل کر رہے گا

(٥٣٠٠) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّاقَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَ يُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَاِنَّ الرُّوْحَ الْاَمِيْنَ "وَفِيْ رِوَايَةٍ" وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ اَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا اَلَافَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَآءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَايُدْرَكُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ)) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ.

(٥٣٠٠) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! جو چیز تم کو جنت سے قریب کرنے والی اور جہنم سے دور کرنے والی ہے اس کا میں نے تمہیں حکم دے دیا ہے اور جو چیز تم کو جہنم سے قریب کرنے والی اور جنت سے دور کرنے والی ہے اس سے میں نے تمہیں منع کر دیا ہے روح الامین حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک ہرگز نہیں مر سکتا یہاں تک کہ وہ اپنی روزی پوری کر لیتا ہے۔ تم ہوشیار رہو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو اور روزی کے حاصل کرنے میں میانہ روی اختیار کرو روزی کی تاخیر تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرنے پائے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے روزی حاصل کرو۔ کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اطاعت الٰہی سے مل سکتی ہے۔ (شرح السنۃ، بیہقی)

توضیح: روزی کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہی ہے یوں روزی حاصل کرنے کے لیے گناہ کا ارتکاب کرنا فضول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ﴿وماخلقت الجن والانس الالیعبدون ما اریدمنهم من رزق وما ارید ان یطعمون ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين﴾ ''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے میں ان سے نہ روزی طلب کرتا ہوں اور نہ ان سے کھانا چاہتا ہوں۔'' یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ ہی روزی پہنچانے والا اور زبردست طاقت والا ہے اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وامر اهلك بالصلوة واصطبر عليها لانسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبة للتقرى﴾ اور حکم کر اپنے اہل کو نماز کا اور صبر کر اس کے ادا کرنے پر نہیں مانگتے ہیں ہم تجھ سے روزی بلکہ تجھ کو روزی دیتے ہیں اور بہترین انجام متقیوں کے لیے ہیں۔

ترک دنیا کا مفہوم

(٥٣٠١) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّعَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَلزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَا اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَاتَكُوْنَ بِمَا فِيْ يَدَيْكَ اَوْثَقَ بِمَا فِيْ يَدَيِ اللّٰهِ وَاَنْ تَكُوْنَ فِيْ ثَوَابِ الْمُصِيْبَةِ اِذَا اَنْتَ اُصِبْتَ بِهَا

(٥٣٠١) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ترک دنیا حلال کو حرام بنانے اور مال کو ضائع کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ سچا زہد اور ترک دنیا یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے (یعنی مال و دولت وغیرہ) اس میں بھروسہ نہ کرو۔ بلکہ اس پر بھروسہ کرو جو خدا کے ہاتھ میں ہے اور ترک دنیا یہ ہے کہ جب تم پر کوئی مصیبت آ پڑے تو تم اس مصیبت میں

٥٣٠٠۔ اسناده ضعيف۔ شرح السنة ١٤/ ٣٠٣، ٣٠٤ ح ٤١١١۔ شعب الايمان ١٠٣٧٦۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ عبدالملک نے سیدنا ابن مسعودؓ سے نہیں سنا نیز زبید کی ابن مسعودؓ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

٥٣٠١۔ اسناده ضعيف جداً۔ سنن الترمذى كتاب الزهد باب ما جاء فى الزهاد فى الدنيا ٢٣٤٠۔ ابن ماجه كتاب الزهد باب فى الدنيا ٤١٠٠

اَرْغَبَ فِيهَا لَوْ اَنَّهَا اُبْقِيَتْ لَكَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَعَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ الرَّاوِيْ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ.

ثواب کے طالب ہو اور خواہش رکھو کہ یہ مصیبت باقی رہے ختم نہ ہوتا کہ اس کا ثواب تم کو ہمیشہ ملتا رہے اور کبھی فنا نہ ہو۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

انسان کی تقدیر لکھی جا چکی ہے

(۵۳۰۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ ((يَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۵۳۰۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک دن بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے! تم اللہ تعالیٰ کے حقوق کی نگرانی اور حفاظت کرتے رہو تو وہ تمہاری حفاظت کرتا رہے گا اور جب تم اللہ تعالیٰ کی نگرانی کرو گے تو اس کو اپنے سامنے پاؤ گے اور جب تم مانگو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو اور جب تم مدد چاہو تو اللہ ہی سے مدد چاہو اور اس بات پر یقین رکھو کہ اگر سب لوگ مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہیں تو تمہیں کچھ نفع پہنچا نہیں سکیں گے مگر وہی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقدیر میں لکھ رکھا ہے۔ اور اگر سب مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے مگر وہی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقدیر میں لکھ رکھا ہے' قلم الٰہی اٹھ چکا ہے اور تقدیر کا لکھا ہوا پرچہ خشک ہو چکا ہے یعنی ازل میں خدا کا اٹل فیصلہ نفع و نقصان کا ہو چکا ہے۔ (احمد' ترمذی)

مشیت الٰہی پر ہمیشہ راضی رہا جائے

(۵۳۰۳) وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْكُهُ اِسْتِخَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شِقَاوَةِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۳۰۳) حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: انسان کی نیک بختی میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کیے ہوئے فیصلہ پر خوش رہے۔ اور اس کی بدبختی میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ اور طلب خیر چھوڑ دے۔ اور انسان کی بدبختی سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کیے ہوئے فیصلہ سے ناخوش رہے۔ (احمد و ترمذی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے چاہیے کہ انسان ہمیشہ بھلائیاں طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ بہترین اور پسندیدہ راہ پر چلاتا ہے اور برائیوں اور خلاف شرع چیزوں سے باز آ جائے۔ اور استخارہ یہ ہے کہ تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی طلب کرے اسی لیے حدیث میں ہے: "الخير بيدك والشر ليس اليك" یعنی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تیری طرف برائی منسوب نہیں ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے: ((ماخاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد.)) یعنی وہ شخص ناامید نہیں ہوا جس نے استخارہ کیا اور نہ نادم ہوا وہ جس نے مشورہ کیا اور نہیں محتاج ہوا وہ جس نے میانہ روی اختیار کی۔

۵۳۰۲۔ صحیح مسند احمد ۱/ ۲۹۳۔ سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب ۵۹۔ ۲۵۱۶۔

۵۳۰۳۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ۱/ ۶۸۔ سنن الترمذی کتاب القدر باب ما جاء فی الرضى بالقضاء ۲۱۵۱۔ محمد بن ابی حمید ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

رسول کریم ﷺ پر جب ایک دیہاتی نے تلوار سونت لی

(٥٣٠٤) عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ غَزَامَعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاةِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهٗ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ ((اِنَّ هٰذَا اِخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا)) قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقُلْتُ اَللّٰهُ ثَلٰثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(٥٣٠٤) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کے غزوے میں شریک تھے جب آپ ﷺ واپس تشریف لانے لگے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ واپس ہونے لگے دوپہر کے وقت ایک جنگل میں پہنچے جہاں ببول کے بہت درخت تھے تو صحابہ کرام قیلولہ یعنی دوپہر کو آرام کرنے کے لیے وہاں ٹھہرے تو رسول اللہ ﷺ بھی اسی غرض سے وہاں اتر پڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سایہ کی تلاش میں ادھر ادھر درختوں کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لیے تتر بتر ہو کر پھیل گئے۔ رسول اللہ ﷺ بھی ایک بڑے ببول کے درخت کے نیچے ٹھہر گئے اور اپنی تلوار اس درخت پر لٹکا دی۔ ہم لوگ سو گئے تو ناگہاں ہم نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو پکار رہے ہیں ہم لوگ وہاں آ پہنچے تو یہ دیکھا کہ ایک دیہاتی آدمی آپ کے سامنے بیٹھا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس دیہاتی آدمی نے میری تلوار کھینچ کر مجھ پر حملہ کرنا ہی چاہتا تھا اور میں بھی سو گیا تھا کہ فوراً بیدار ہو گیا اور اس کے ہاتھ میں میری تلوار ہے۔ وہ مجھ سے کہنے لگا کہ اب تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ! اسی طرح سے تین دفعہ کہا اور میں نے بھی یہی جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ہی بچائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس گستاخ دیہاتی کو کوئی سزا نہیں دی اور وہیں بیٹھا رہا۔ (بخاری و مسلم)

(٥٣٠٥) وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرِ الْاِسْمَاعِيْلِيْ فِيْ صَحِيْحِهٖ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اَللّٰهُ فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّيْفَ فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ فَقَالَ كُنْ خَيْرَ اٰخِذٍ. فَقَالَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اُعَاهِدُكَ عَلٰى اَنْ لَّا اُقَاتِلَكَ وَلَا اَكُوْنَ مَعَ قَوْمٍ يُقَاتِلُوْنَكَ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَاَتٰى اَصْحَابَهٗ فَقَالَ جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ۔ هٰكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَفِي الرِّيَاضِ.

(٥٣٠٥) اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ اس گنوار نے آپ ﷺ سے کہا کہ تم کو مجھ سے کون بچائے گا؟ تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ یہ کہتے ہی وہ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑی تو آپ ﷺ نے وہ تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب تو بتا کہ تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا آپ ﷺ بہترین پکڑنے والے بنو۔ یعنی معاف کر دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ کی شہادت دیتا ہے۔ یعنی تو مسلمان ہوتا ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن میں اس کا معاہدہ کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کو قتل نہیں کروں گا اور نہ آپ ﷺ سے لڑائی کروں گا اور نہ میں ان لوگوں کے ساتھ دوں گا جو آپ

٥٣٠٤۔ صحیح بخاری کتاب الجھاد باب من علق شیفه بالشجر فی السفر ٢٩١٠۔ مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا باب صلاۃ الخوف ٨٤٣.

٥٣٠٥۔ صحیح۔ دلائل النبوۃ للبیھقی ٣/ ٣٧٥، ٣٧٦ ریاض الصالحین ٧٨.

سے جنگ کریں گے۔ آپؐ نے اسے چھوڑ دیا وہ دیہاتی اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس سے آ رہا ہوں جو دنیا میں سب سے اچھا ہے۔ اور کتاب الحمیدی اور ریاض الصالحین میں اسی طرح سے لکھا ہوا ہے۔

توضیح: نجد۔ نون کے زبر اور جیم کے جزم کے ساتھ ہے بلند زمین کو کہتے ہیں اور یہ سرزمین عراق میں ایک گاؤں کا نام ہے۔

تقویٰ کا فائدہ

(٥٣٠٦) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰیَةً لَوْ اَخَذَ النَّاسُ بِهَا لَكَفَتْهُمْ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

(٥٣٠٦) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اس آیت پر عامل ہو جائیں تو ان کے لیے کافی ہے اور وہ آیت یہ ہے: ﴿ومن یتق الله یجعل له مخرجا و یرزقه من حیث لا یحتسب﴾ یعنی جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چھٹکارے کی کوئی صورت نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ (احمد، ابن ماجہ، دارمی)

توضیح: یہ سورہ طلاق کی آیت ہے پوری آیت یہ ہے:

﴿ومن یتق الله یجعل﴾ (سورہ طلاق)

''یعنی اور جو کوئی اللہ سے ڈرے اور تو اس کے لیے مشکل سے نکلنے کا راستہ کر دے اور اس کو وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کو گمان تک نہ ہو گا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے گا وہ اس کو بس کافی ہے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کو پہنچ کر رہتا ہے اس نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔''

(٥٣٠٧) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَقْرَاَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوْا الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

(٥٣٠٧) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت پڑھائی: ﴿انی انا الرزاق ذوالقوة المتین﴾ ''بس میں ہی روزی دینے والا ہوں اور نہایت مضبوط طاقت والا ہوں۔'' (ابو داوٗد، ترمذی)

توضیح: انی انا الرزاق شاذ قرأت ہے مشہور و معروف نہیں ہے مشہور قرأت یہ ہے: ﴿ان الله هو الرزاق ذوالقوة المتین﴾

دین کے طالب علموں پر خرچ کرنے کی فضیلت

(٥٣٠٨) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَخَوَانِ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ فَكَانَ اَحَدُهُمَا یَاْتِی النَّبِیَّ ﷺ وَالْاٰخَرُ یَحْتَرِفُ فَشَكَی الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ

(٥٣٠٨) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے، ایک بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جایا کرتا اور حاضر رہتا تھا اور دوسرا بھائی محنت و مشقت کر کے کچھ کمائی کرتا تھا تو کمائی کرنے

٥٣٠٦۔ اسناده ضعیف۔ مسند احمد ٥/ ١٧٨۔ سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب الورع والتقوى ٤٢٢٠۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ ابو سہیل کی سیدنا ابوذر سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

٥٣٠٧۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد كتاب الحروف والقراء ات باب ١۔ ٣٩٩٣۔ ترمذی كتاب القراء ات باب ومن سورة الذاریات ٢٩٤٠۔

٥٣٠٨۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی كتاب الزهد باب فی التوكل علی الله ٢٣٤٥۔

((لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

والے بھائی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے بھائی کی شکایت کی کہ وہ کچھ کاروبار نہیں کرتا۔ آپ ﷺ کے پاس آ کے بیٹھ جاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ممکن ہے اسی کی برکت سے تجھے روزی دی جا رہی ہو۔ (ترمذی)۔

یعنی کمانے ہی پر روزی کا دارومدار نہیں ہے بلکہ اصلی روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے تو محنت و مشقت اور کاروبار کرتا ہے اور تیرا بھائی نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر دعا کرتا ہے تو اسی کی دعاؤں کی برکت سے تجھے کام مل جاتا ہے۔ اس میں زیادہ تمہارا کوئی کمال نہیں ہے۔

توکل کے ثمرات

(۵۳۰۹) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةٌ فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ الشُّعَبَ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۳۰۹) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کا دل ہر جنگل میں ایک شاخ ہے یعنی ہر طرح کی فکر اس کے دل میں پیدا ہوتی رہتی ہے جس نے اپنے دل کو ساری شاخوں کی طرف لگائے رکھا۔ یعنی ہر قسم کے فکروں میں مشغول رہا تو اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا خواہ کسی جنگل و بیابان میں ہلاک کر دے اور جس نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کی کفایت کر دیتا اور درست کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

یعنی ایک خدا کی فکر رکھو تمام کاموں کی فکر کرنے سے کچھ ہوتا نہیں جیسے کہ کہا جاتا ہے من طلب الكل فات الكل اور یوں بھی کہتے ہیں "بك بگیر محکم بگیر"

(۵۳۱۰) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَوْ اَنَّ عَبِيْدِيْ اَطَاعُوْنِيْ لَاَسْقَيْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّيْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَيْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ اُسْمِعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(۵۳۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا پروردگار یہ کہتا ہے کہ اگر میرے بندے میرا کہا مانا کریں تو میں ان پر رات کو بارش برسا دیا کروں گا اور دن کو سورج نکالتا رہوں گا' ان کو بادل کی گرج کی آواز تک نہ سناؤں گا۔ (احمد)

یعنی اگر کما حقہ اللہ تعالیٰ کی بندگی و اطاعت کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ نہایت خوش حالی سے ان کی زندگی سدھارے رکھے گا خوب بارش ہوگی۔ پیداوار میں برکت ہوگی' رات کو آرام سے سوئیں گے بارش ہونے نہ ہونے کا کچھ پتہ ہی نہیں ہوگا نہ گرج کی آواز سنی اور نہ خوف و دہشت پیدا ہوا' ہر قسم کے عیش و عشرت کے دروازے کھل جائیں گے۔

(۵۳۱۱) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى اَهْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰى مَابِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ اِلَى الْبَرِّيَّةِ فَلَمَّا رَاَتِ امْرَاَتُهٗ قَامَتْ اِلَى الرَّحٰى فَوَضَعَتْهَا

(۵۳۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نہایت غریب اور محتاج اور عیال دار تھا جب گھر آ کر بال بچوں کی بھوک اور حاجت کو دیکھتا تھا تو گھر میں اس سے نہیں رہا جاتا تھا تو جنگل کی طرف چلا جاتا۔ اسی طرح

۵۳۰۹۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب التوكل واليقين ٤١٦٦۔ صالح بن رزین مجہول راوی ہے۔ نیز امام ذہبی نے حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔

۵۳۱۰۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ۲/ ۳۵۹۔ صدقہ بن موسیٰ الدقیقی ضعیف ہے۔

۵۳۱۱۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ۲/ ۵۱۳۔ المعجم الاوسط ۵۵۸٤۔

وَإِلَى التَّنُّوْرِ فَسَجَّرَتْهُ ثُمَّ قَالَتْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرَتْ فَإِذَا الْجَفْنَةُ قَدِامْتَلَاتْ قَالَ وَذَهَبَتْ إِلَى التَّنُّوْرِ فَوَجَدَتْهُ مُمْتَلِئًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ أَصَبْتُمْ بَعْدِيْ شَيْئًا قَالَتْ امْرَاتُهُ نَعَمْ مِنْ رَبِّنَا وَقَامَ إِلَى الرُّحٰى فَذَكَرَ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((أَمَا إِنَّهُ لَوْلَمْ يَرْفَعْهَا لَمْ تَزَلْ تَدُوْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ.

سے وہ کرتا رہا۔ اور کہیں سے کھانے پینے کا کوئی بندوبست نہیں کر پاتا۔ وہ جنگل کی تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور دعائیں کرتا۔ ایک مرتبہ وہ گھر آیا اور بال بچوں کی بھوک و پیاس کو دیکھا تو پھر جنگل چلا گیا تو اس کی بیوی نے اس کو دیکھا کہ وہ شرم کی وجہ سے چلے گئے تو اس کی بیوی اٹھی اور چکی کے پاس پہنچی تو اس کو صاف کیا۔ صاف کر کے چولہے کے پاس آ گئی اور تنور کو گرم کیا پھر وہ دعا کرنے لگی خدایا میں نے چکی کو تو صاف کر دیا ہے اور چولہا اور تنور بھی جلا دیا۔ اب تو روزی بھیج! تو اس نے دیکھا کہ چکی خود بخود چلنے لگی۔ حالانکہ ظاہری طور پر کوئی چیز پینے کو نہیں تھی تو اس نے چکی کے گراؤنڈ میں آٹا بھرا ہوا لیا پھر آٹا لے کر تنور کے پاس آئی تو تنور میں روٹیاں بھری ہوئی دیکھیں اسی حالت میں اس کا خاوند بھی آ گیا اس نے چکی کو چلتے ہوئے دیکھا اور گرم چولہا بھی دیکھا تو اس نے، پوچھا میرے چلے جانے کے بعد تجھے کچھ ملا ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں، خدا کی جانب سے مل گیا ہے۔ خوشی میں بھاگا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یارسول اللہ! آج ایسا ماجرا پیش آیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس چکی کو صاف تو نہیں کر دیا اس نے کہا کہ میں نے، اس کو صاف کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے اس کو نہ اٹھایا ہوتا تو وہ چکی قیامت تک برابر چلتی رہتی۔ (احمد)

(۵۳۱۲) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ أَجَلُهُ)) رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

(۵۳۱۲) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزی بندے کو تلاش کرتی رہتی ہے جس طرح موت اس کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ (ابونعیم فی الحلیہ) یعنی رزق اور موت دونوں یقینی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ﴾ یعنی اللہ ایسا ہے کہ پیدا کیا تم کو پھر رزق دیا تم کو پھر تم کو مارے گا پھر تم کو زندہ کرے گا۔

(۵۳۱۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۳۱۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کسی نبی کی حکایت نقل کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو زدوکوب کر کے خون آلود کر دیا تھا اور وہ نبی خون کو اپنے چہرے سے پونچھتے جاتے اور یہ دعا کرتے جاتے۔ "اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون" خدایا میری قوم کو معاف کر دے کیونکہ یہ انجان لوگ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

❀❀❀❀

۵۳۱۲۔ حسن۔ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۶/ ۸۶۔ الصحیحہ ۹۵۲۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

۵۳۱۳۔ صحیح بخاری کتاب الاحادیث الانبیاء باب ۵۴۔ ۳۴۷۷۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ احد ۱۷۹۲۔

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

دکھاوے اور سنانے کا بیان

یعنی عبادت الٰہی کو لوگوں کے دکھانے اور سنانے کی نیت سے کرنا جس کو ریا و نمود کہا جاتا ہے۔ یہ ریا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اور نیک کاموں میں پسندیدہ نہیں ہے بلکہ بہت معیوب اور گناہ کے اعتبار سے شرک کے برابر ہے۔ ہر عبادت بلکہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کیا جائے۔ لوگوں کے دکھانے اور سنانے کے لیے ہرگز نہ ہو۔ ہر عبادت کا دار و مدار اسی اخلاص ہی پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذَالِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ یعنی اور انہیں صرف اسی کا حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں اس کے لیے دین کو خالص رکھیں ایک طرف ہو کر اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کریں یہی سیدھا دین ہے۔ (سورہ بینہ) اور دوسری جگہ فرمایا: ﴿فَاعْبُدُو اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنِ﴾ یعنی اللہ کی عبادت و اطاعت، دل سے اور خلوص اعتقاد سے کرو۔

قرآن مجید اور احادیث میں ریا و نمود کی بڑی مذمت آئی ہے اور اخلاص کی بڑی تاکید آئی ہے اس سلسلے میں خاکسار عبدالسلام بستوی سلفی مترجم نے ایک خاص رسالہ لکھا ہے جس کا اخلاص نامہ نام ہو جس میں بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے جو قابل مطالعہ و قابل عمل ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

اخلاص کی اہمیت

(٥٣١٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ لَايَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۳۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نہ تو تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے اور نہ تمہارے مالوں کو لیکن وہ تمہارے دلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی اللہ تعالیٰ کو نہ خوبصورتی اور نہ بدصورتی پسند ہے بلکہ دل کے خلوص اور نیک اعمال پسند ہیں اگر دل میں اخلاص اور اچھے اعمال ہیں تو وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا ہے اور اگر بہت خوبصورت، بہت مال دار ہو۔ لیکن نہ اخلاص ہو اور نہ نیک اعمال تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت برا ہے۔

(٥٣١٥) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ

(۵۳۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں سب شریکوں سے بہت بے نیاز ہوں جب

٥٣١٤۔ صحيح مسلم كتاب البر والصلة باب تحريم ظلم المسلم وخذله ٢٥٦٤ .

٥٣١٥۔ صحيح مسلم كتاب الزهد باب والرقائق باب من اشرك في عمله غير الله ٢٩٨٥ .

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِي غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ هُوَ لِلَّذِيْ عَمِلَهٗ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کوئی ایسا کام کرتا ہے جس میں وہ میرے غیر کو بھی شریک کر لیتا ہے تو میں اس کو اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس شخص اور اس کے کام سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ (مسلم)

ریا کار کے لیے ذلت و رسوائی

(٥٣١٦) وَعَنْ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۳۱۶) حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شہرت اور سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیبوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر کے سنا دے گا اور جو دکھانے کے لیے کوئی کام کرے گا قیامت کے دن اس کو اللہ تعالیٰ دکھا دے گا اور اس کو اس کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا یعنی قیامت کے دن اس کی ذلت و رسوائی ہوگی اور سب کے سامنے اس کی مکاری و عیاری ظاہر ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

نیک نیتی سے کیے گئے کام کی تعریف کرنا

(٥٣١٧) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ ((تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۳۱۷) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص نیک کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں تو وہ کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا نیک نیتی سے عمل کرنا اور لوگوں کا اس کی تعریف کرنا یہ مومن کے حق میں جلدی خوش خبری ہے اور نیک فال بھی ہے۔ (مسلم) یعنی اس کی نیت جب اچھی ہے اور اس پر لوگ تعریف کر رہے ہیں تو یہ اچھی بات ہے اس میں ریا و نمود کا دخل نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

اللہ تعالیٰ مشرکین سے بےزار ہیں

(٥٣١٨) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ فُضَالَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِيَوْمٍ لَارَيْبَ فِيْهِ نَادٰى مُنَادٍ مَنْ كَانَ اَشْرَكَ فِيْ عَمَلٍ عَمِلَهٗ لِلّٰهِ اَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ.

(۵۳۱۸) حضرت ابو سعید بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جمع کرے گا۔ اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والا زور زور سے اعلان کرے گا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے کام میں دوسرے کو شریک کیا ہے تو غیر اللہ سے اپنا بدلہ مانگے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سب شریکوں سے جو حصہ لینے والے ہیں، بے نیاز ہے۔ (احمد)

٥٣١٦۔ صحيح بخاری كتاب الرقاق باب الريا والسمعة ٦٤٩٩۔ مسلم كتاب الزهد والرقائق باب تحريم الرياء ٢٩٨٧.

٥٣١٧۔ صحيح مسلم كتاب البر والصلة باب اذا اثنى على الصالح فهى بشرى والا تفسره ٢٦٤٢.

٥٣١٨۔ حسن۔ مسند احمد ٣/ ٤٦٦۔ سنن الترمذی كتاب صفة القيامة باب ٣٠۔ ٣١٥٤۔ ابن ماجه ٤٢٠٣.

(۵۳۱۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَحَقَّرَهٗ وَصَغَّرَهٗ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۳۱۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے یہ سنا ہے کہ جس نے سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لیے کام کیا ہے تو قیامت کے روز تمام مخلوق کے سامنے اس کو سنائے گا اور مشہور کر دے گا (یہ شخص ریا کار تھا اور شہرت حاصل کرنے کے لیے کام کیا تھا) وہاں اللہ تعالیٰ اس کو خوب ذلیل و رسوا کرے گا۔ (بیہقی)

دنیا کے طلب گار کی حالت

(۵۳۲۰) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الْاٰخِرَةِ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهٗ طَلَبَ الدُّنْيَا جَعَلَ اللّٰهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَشَتَّتَ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَلَا يَاْتِيْهِ مِنْهَا اِلَّا مَاكُتِبَ لَهٗ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۳۲۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس کی نیت طلب آخرت کے لیے ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں بے نیازی پیدا کر دے گا اور اس کی پراگندہ حالت کو درست کر دے گا اور دنیا اس کے پاس آئے گی اس حال میں کہ وہ ذلیل ہوگی اور جس کی نیت دنیا طلبی ہی کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی، اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور اس کے سب کام کو بگاڑ کر دے گا۔ اور دنیا میں سے اس کو اتنا ہی ملے گا جتنا اس کی تقدیر میں ہے۔ (ترمذی)

(۵۳۲۱) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

(۵۳۲۱) اور اس حدیث کو احمد اور دارمی نے ابان سے اس نے زید بن ثابت سے بیان کیا ہے۔

ریا کاری اور اظہار میں فرق

(۵۳۲۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَيْنَ اَنَا فِيْ بَيْتِيْ فِيْ مُصَلَّايَ اِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِيَ الْحَالُ الَّتِيْ رَاٰنِيْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ لَكَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۳۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے گھر میں جائے نماز پر تھا کہ اچانک ایک آدمی میرے گھر میں آ گیا۔ اس نے میری اس حالت کو دیکھ لیا جس حالت میں اس نے مجھ دیکھا۔ یعنی میں نماز اور ذکر الٰہی میں مشغول تھا میری نیت کسی کو دکھانے سنانے کو نہیں تھی لیکن اس نے مجھے گھر میں اس حالت میں دیکھا کیا یہ ریاء تو نہیں ہوا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! خدا تیرے حال پر رحم کرے۔ تجھے دوگنا ملے گا ایک تیرے اخلاص کا، اور ایک تیرے اظہار کا۔ (ترمذی) کیونکہ تیری دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی تمہاری طرح اخلاص کے ساتھ عبادت کریں گے۔

۵۳۱۹۔ صحیح۔ مسند احمد ۲/ ۱۶۲۔ شعب الایمان ۶۸۲۲.

۵۳۲۰۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب ۳۰۔ ۲٤٦٥.

۵۳۲۱۔ صحیح۔ مسند احمد ۵/ ۱۸۳۔ سنن الدارمی المقدمة باب الاقتداء بالعلماء ۱/ ۷۵ ح ۲۳۵.

۵۳۲۲۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الزھد باب عمل السر ۲۳۸٤۔ ابن ماجه ٤۲۲٦۔ حبیب بن ابی ثابت مدلس ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

دین فروش

(۵۳۲۳) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَخْرُجُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّيَابِ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِئُوْنَ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۳۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں لوگ دنیا کو دین کے ذریعے سے حاصل کریں گے یعنی دین کا کام کر کے دنیا طلب کریں گے لوگوں کو دکھانے کے لیے بھیڑ بکری کی کھال کا لباس پہنیں گے نرمی کی وجہ سے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی۔ یعنی شیریں زبان ہوں گے اور ان کے دل بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔ یعنی درندہ سیرت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم میری وجہ سے دھوکے میں پڑتے ہو اور میرے اوپر تم جرأت کرتے ہو میں اپنی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ ان لوگوں پر ایسا فتنہ بھیجوں گا جو بردبار کو حیران و پریشان کر دے گا۔ (ترمذی)

(۵۳۲۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ لَقَدْ خَلَقْتُ خَلْقًا اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ اَمَرُّ مِنَ الصَّبِرِ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاُتِيْحَنَّهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانَ فَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۳۲۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا البتہ میں نے ایک مخلوق پیدا کی ہے جس کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہے اور ان کے دل ایلوا سے بھی زیادہ تلخ ہیں، پس میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ میں ضرور بالضرور ان پر فتنہ اتاروں گا جو عقل مندوں کو ان میں حیران و پریشان چھوڑ دے گا۔ پس میرے ساتھ فریب کھاتے ہیں یا مجھ پر دلیری کرتے ہیں۔ (ترمذی)۔

(۵۳۲۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَاِنْ صَاحِبُهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوْهُ وَاِنْ اُشِيْرَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوْهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۳۲۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کے لیے تیزی ہوتی ہے یعنی حرص و نشاط اور زیادتی و انہماک ہونے پر انسان کوشاں رہتا ہے اور ہر تیزی کے لیے یعنی نشاط و زیادتی کے ساتھ سستی ہے۔ یعنی ہر تیز چیز سست ہو جاتی ہے اور ہر کمال زوال پذیر ہوتا ہے۔ پس اگر عمل کرنے والا میانہ روی سے کام لے اور افراط و تفریط سے بچا رہے تو امید ہے کہ وہ بہت سی پریشانیوں اور مصیبتوں سے بچ جائے گا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا اور اگر وہ مشار الیہ ہو گیا یعنی لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ اس کے آتے جاتے لوگ اس کی طرف اشارہ کریں کہ مثلاً یہ آدمی بڑا متقی و پرہیزگار ہے اور اس کا کام بھی عموماً شہرت طلبی ہی کے لیے ہوتا ہے تو اسے کچھ نہ شمار کرو۔ یعنی عابدوں، زاہدوں میں سے مت سمجھو۔ (ترمذی)

(۵۳۲۶) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يُشَارَ اِلَيْهِ

(۵۳۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے لیے یہی برائی دین و دنیا کے اعتبار سے کافی ہے کہ انگلیوں سے

۵۳۲۳۔ اسنادہ ضعیف جداً۔ سنن الترمذی کتاب الزھد باب ۵۹۔ ۲۴۰۴۔ یحییٰ بن عبیداللہ متروک اور اس کا باپ مجہول ہے۔

۵۳۲۴۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الزھد باب ۵۹۔ ۲۴۰۵۔ حمزہ بن ابی محمد ضعیف ہے۔

۵۳۲۵۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ۲۱۔ ۲۴۵۳۔

۵۳۲۶۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ۶۹۷۸۔ کلثوم بن ابی سدرہ ضعیف ہے۔

بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ)) رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

اس کی طرف اشارہ کیا جائے۔ یعنی شہرت طلبی کے لیے اس نے کام کیا اور وہ مشہور ہو گیا۔ مگر وہ شخص جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ بچائے رکھے۔ (بیہقی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشہور ومعروف شخص ہر انسان کے لیے انگشت نمائی کا باعث ہوتا ہے لیکن جو خدا کا مقرب ہو جیسے صدیق، شہداء، صالحین ایسے خاص لوگوں کے لیے خود خدا نے فرمایا ہے: وَاجعلنا للمتقین اماما اور ہم نے متقیوں کو پیشوا بنایا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو دنیا میں مالدار ہوا لیکن اپنی مالداری کی بنا پر فسق وفجور میں نہ پڑا اور اتباع سنت کا عامل ہوا وہ خدا کا محبوب ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

شہرت پسند کے لیے کچھ بھی نہیں

(۵۳۲۷) عَنْ اَبِیْ تَمِیْمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَاَصْحَابَهُ وَجُنْدُبٌ یُوْصِیْهِمْ فَقَالُوْا اَهَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَیْئًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ)) قَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَایُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا یَاْکُلَ اِلَّاطَیِّبًا فَلْیَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا یُحُوْلَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجَنَّةِ مِلْأُ کَفٍّ مِنْ دَمٍ اِهْرَاقَهٗ فَلْیَفْعَلْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۳۲۷) حضرت ابوتمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں صفوان اور ان کے دوستوں کے پاس حاضر تھا اور جندب رضی اللہ عنہ لوگوں کو اس وقت نصیحت اور وصیت کر رہے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو شخص سنانے کے لیے کوئی کام کرے یعنی کوئی نیک کام شہرت حاصل کرنے کے لیے کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رسوا کر کے مشہور کر دے گا اور قصوں کو سنا دے گا۔ اور جو کسی کو مشقت میں ڈالے اور بلاوجہ تکلیف پہنچائے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو بھی مشقت میں ڈال دے گا۔ لوگوں نے کہا کچھ اور ہمیں وصیت کیجیے تو انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جو انسان کو خراب اور گندہ کرتی ہے وہ اس کا پیٹ ہی تو ہے یعنی غذا پیٹ میں پہنچتی ہے خواہ حلال ہو یا حرام، اور سب سے پہلے مرنے کے بعد گندگی کی وجہ سے خراب ہوتا ہے اور سڑتا ہے تو جس سے ہو سکے تو سوائے حلال پاکیزہ غذا کے کچھ نہ کھائے یعنی حلال ہی غذا اسے کھانی چاہیے۔ اور جس سے ہو سکے اور اس بات پر طاقت رکھ سکے کہ اس کے اور جنت کے درمیان میں ایک چلو خون حرام گرانا حائل نہ ہو تو ویسے ہی کرے یعنی کسی شخص کو ظلماً نہ مارے پیٹے اور گالی گلوچ نہ کہے۔ (بخاری)

(۵۳۲۸) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ خَرَجَ یَوْمًا اِلٰی مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ یَبْکِیْ فَقَالَ مَایُبْکِیْكَ قَالَ یُبْکِیْنِیْ شَیْءٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ

(۵۳۲۸) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں تشریف لے گئے کہ وہاں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے ہیں تو انہوں نے پوچھا کہ تمہیں یہاں کونسی چیز رلا رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے وہ چیز رلا رہی ہے جو میں نے

۵۳۲۷۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب من شاق شق الله علیه ۷۱۵۲.

۵۳۲۸۔ اسناده ضعیف۔ شعب الایمان ۶۸۱۲۔ سنن ابن ماجه کتاب الفتن باب من ترجی له السلامة من الفتن ۳۹۸۹۔
عیسیٰ بن عبدالرحمٰن متروک راوی ہے۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَآءِ شِرْكٌ وَمَنْ عَادَى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِيَآءَ الَّذِيْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ يَتَفَقَّدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْا لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُقَرَّبُوْا قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَآءَ مُظْلِمَةٍ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا تھا کہ تھوڑا سا ریا ونمود بھی شرک ہے اور یہ وہ ہے کہ خدا کے دوستوں سے دشمنی رکھے اور ان کو ایذا و تکلیف پہنچائے تو گویا اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنگ کی' اللہ تعالیٰ نیکو کاروں اور متقی و پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے اور ان کو پسندیدہ نظر سے دیکھتا ہے اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں میں چھپے چھپائے رہتے ہیں۔ مشہور نہیں ہوتے جب وہ غیر حاضر ہو جاتے ہیں تو انہیں کوئی نہیں تلاش کرتا اور اگر وہ موجود و حاضر ہوتے ہیں تو انہیں کوئی نہیں پوچھتا اور نہ کوئی ان کی مہمان نوازی کرتا ہے اور نہ اپنے قریب ہی بلاتا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کے دل ہدایت کے چراغ ہوتے ہیں۔ ہر تیرہ و تاریک زمانے میں پیدا ہوتے ہیں۔ (ابن ماجہ' بیہقی)

(۵۳۲۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰى فِي الْعَلَانِيَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰى فِي السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذَا عَبْدِيْ حَقًّا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۳۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب لوگوں کے سامنے علانیہ طور پر نماز پڑھتا ہے اور اچھی طرح پڑھتا ہے جو پوشیدگی و تنہائی میں نماز پڑھتا ہے تو وہ بھی اچھی طرح ہی پڑھتا ہے۔ یعنی خلوت و جلوت میں اچھی طرح نماز ادا کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا بندہ سچا ہے۔ (ابن ماجہ)

دوستی دشمنی صرف اللہ کے لیے

(۵۳۳۰) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَقْوَامٌ اِخْوَانُ الْعَلَانِيَةِ اَعْدَآءُ السَّرِيْرَةِ)) فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ ((ذٰلِكَ بِرَغْبَةِ بَعْضِهِمْ اِلٰى بَعْضٍ وَرَهْبَةِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ.))

(۵۳۳۰) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہری طور پر دوست ہوں گے اور باطن میں دشمن۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! یہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح سے کہ ان میں سے بعض بعض سے لالچ اور خواہش رکھیں گے اور بعض بعض سے خوف زدہ ہوں گے۔ ان کی محبت اور دشمنی اللہ کے واسطے نہیں ہوتی بلکہ دنیاوی غرض فاسد سے ہوگی کہ اگر ان کی دنیاوی خواہش پوری ہوگئی تو دوستی ظاہر کریں گے اور اگر نہیں پوری ہوئی تو دشمنی ظاہر کریں گے۔ (احمد)

ریاکاری شرک ہے

(۵۳۳۱) وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ صَلّٰى

(۵۳۳۱) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جس نے لوگوں کے دکھانے کے لیے

۵۳۲۹۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب التوقی علی العمل ۴۲۰۰۔ بقیہ بن ولید مدلس راوی ہیں اور روایت عن سے ہے۔

۵۳۳۰۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ۵/ ۲۳۵۔ ابوبکر بن ابی مریم ضعیف ہے۔

۵۳۳۱۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ۴/ ۱۲۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو شہر بن حوشب کی وجہ سے ضعیف کہا ہے لیکن جمہور کے نزدیک شہر حسن الحدیث راوی ہے۔ واللہ اعلم۔

يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ)) رَوَاهُمَا اَحْمَدُ.

نماز پڑھی ہے اس نے شرک کیا۔ جس نے دکھانے کے لیے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھانے کے لیے صدقہ و خیرات کیا اس نے بھی شرک کیا۔ (احمد)

(٥٣٣٢) وَعَنْهُ ﷺ اَنَّهُ بَكٰى فَقِيْلَ لَهُ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ شَیْءٌ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فَذَكَرْتُهُ فَاَبْكَانِىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِىْ الشِّرْكَ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُشْرِكُ اُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ ((نَعَمْ اَمَا اَنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا حَجَرًا وَلَا وَثَنًا وَلٰكِنْ يُرَآئُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ اَنْ يُّصْبِحَ اَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهُ شَهْوَةٌ مِنْ شَهْوَاتِهٖ فَيَتْرُكُ صَوْمَهُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

(۵۳۳۲) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رو رہے تھے تو ان سے کہا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر شرک کا اور پوشیدہ شہوت کو بڑا خوف ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ کے بعد آپ کی امت مشرک ہو جائے گی اور شرک کرنے لگے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں لیکن وہ سورج، چاند، درخت، پتھر کی تو پوجا نہیں کرے گی لیکن نیک عملوں کو لوگوں کے دکھانے کے لیے کرے گی۔ تو یہی شرک ہے اور پوشیدہ خواہش یہ ہے کہ صبح کو روزے کی نیت سے اٹھے گی اور پھر کوئی خواہش پیش آ جائے گی تو خواہش کو پورا کرنے کے لیے روزہ چھوڑ دے گی۔ (احمد، بیہقی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اسلام کے ارکان کو صرف لوگوں کو دکھاوے کے لیے کرے تو یہ بھی شرک ہے کیونکہ جو کام کیا ہے وہ خدا کے لیے نہیں کیا۔

ریاکاری دجال سے بھی زیادہ بڑا فتنہ

(٥٣٣٣) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِىِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِىْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ؟)) فَقُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((اَلشِّرْكُ الْخَفِىُّ اَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّىْ فَيَزِيْدُ صَلٰوتَهُ لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۳۳۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ باہر سے تشریف لائے اس وقت ہم لوگ مسیح الدجال کا ذکر کر رہے تھے آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ خبردار ہو! کیا میں تمہیں دجال سے زیادہ خوف کی چیز نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ ضرور فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پوشیدہ شرک یہ ہے کہ آدمی کھڑا ہو کر نماز پڑھنا شروع کرتا ہے جب کسی کو آتا ہوا دیکھتا ہے تو زیادہ لمبی نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہے یعنی دوسرے کو دکھانے کے لیے زیادہ بھی پڑھتا اور لمبی بھی کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(٥٣٣٤) وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ ﷺ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ

(۵۳۳۴) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرک اصغر سے تمہارے اوپر مجھے بہت زیادہ خوف رہتا ہے لوگوں نے

٥٣٣٢۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ٥/ ١٢٣۔ شعب الايمان ٦٨٣٠ عبدالواحد بن زید البصری متروک راوی ہے۔
٥٣٣٣۔ اسناده حسن۔ ابن ماجه كتاب الزهد باب الرياء والسمعة ٤٢٠٤.
٥٣٣٤۔ حسن۔ مسند احمد ٥/ ٤٢٨' شعب الايمان ٦٨٣١.

الْاَصْغَرُ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ؟ قَالَ ((الرِّيَاءُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔ ((يَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ يُجَازِيْ الْعِبَادَ بِاَعْمَالِهِمْ اِذْهَبُوْا اِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاءُوْنَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً وَخَيْرًا۔))

کہا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریا'' یعنی دکھانے سنانے کے لیے بات یا کام کرنا۔ (احمد، بیہقی)

اور بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا جب کہ بندوں کے عملوں کا بدلہ دے رہا ہوگا تو کہے گا کہ اے فرشتو! تم اس ریا کار کو لے جاؤ جو دنیا میں لوگوں کو دکھانے کے لیے عبادت کرتا تھا تم دیکھ آؤ کہ وہ بھلائی و برائی کا کچھ بدلہ پاتا ہے یا نہیں۔؟

(٥٣٣٥) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ اَنَّ رَجُلًا عَمِلَ عَمَلًا فِيْ صَخْرَةٍ لَابَابَ لَهَا وَلَاكُوَّةَ خَرَجَ عَمَلُهُ اِلَى النَّاسِ كَائِنًا مَا كَانَ۔))

(٥٣٣٥) حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پتھر کی ایک چٹان کے درمیان میں کوئی کام کرے، جس کے دروازہ نہ ہو اور نہ نکلنے کا راستہ ہو اور نہ روشن دان ہو کہ اس کے عمل کی خبر لوگوں کو ہو جائے تو وہ عمل لوگوں کو ضرور معلوم ہو جائے گا خواہ وہ کام کسی قسم کا ہو۔ یعنی کتنی ہی تنہائی میں یہ کام کرے گا مگر وہ لوگوں پر ظاہر ہو کر رہے گا اگر خیر ہے تو خیر اور شر ہے تو شر۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا "والله مخرج ماكنتم تكتمون" یعنی جو چیز تم چھپائے رکھے ہو اس کو اللہ تعالیٰ برسرعام لانے والا ہے اس کو ظاہر کر دیتا ہے۔ (بیہقی)

(٥٣٣٦) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَتْ لَهُ سَرِيْرَةٌ صَالِحَةٌ اَوْ سَيِّئَةٌ اَظْهَرَ اللّٰهُ مِنْهَا رِدَاءً يُعْرَفُ بِهِ۔))

(٥٣٣٦) حضرت عثمان بن عفان ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی اچھی یا بری بات چھپی ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ اس چھپی ہوئی عادت کو لوگوں کے سامنے ایک علامت کے طور پر ظاہر کر دے گا جس کو لوگ پہچان جائیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی نیکی و بدی چھپی ہوئی نہیں رہتی۔ (بیہقی)

(٥٣٣٧) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ كُلَّ مُنَافِقٍ يَتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَيَعْمَلُ بِالْجَوْرِ)) رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

(٥٣٣٧) حضرت عمر بن خطاب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی امت پر منافقوں کی برائی سے بہت ڈرتا ہوں کہ وہ حکمت کی تو بات کرتا ہے اور ظلم کی باتوں پر عمل کرتا ہے یعنی زبان کے لحاظ سے، شیریں ہے اور کام کے لحاظ سے تلخ ہے۔ (بیہقی)

(٥٣٣٨) وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ لَسْتُ كُلَّ كَلَامِ الْحَكِيْمِ اَتَقَبَّلُ وَلٰكِنِّيْ اَتَقَبَّلُ هَمَّهُ وَهَوَاهُ فَاِنْ كَانَ هَمُّهُ وَهَوَاهُ فِيْ طَاعَتِيْ جَعَلْتُ صَمْتَهُ حَمْدًا لِيْ وَوَقَارًا وَاِنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

(٥٣٣٨) حضرت مہاجر بن حبیب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں حکیم کے ہر کلام کو نہیں قبول کرتا، لیکن اس کی ہمت ونیت کو قبول کرتا ہوں۔ اگر اس کی ہمت ونیت میری عبادت و طاعت میں ہے تو میں اس کی خاموشی کو اپنی تعریف اور اپنا وقار عزت سمجھتا ہوں اگر چہ وہ نہ بولے۔ (دارمی)

٥٣٣٥۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٦٩٤٠۔ دراج عن ابی الہیثم ضعیف ہے۔

٥٣٣٦۔ اسنادہ ضعیف جداً۔ شعب الایمان ٦٩٤٢ حفص بن سلیمان متروک ہے۔

٥٣٣٧۔ شعب الایمان ١٧٧٧ سند نا معلوم ہے۔

٥٣٣٨۔ اسنادہ ضعیف۔ دارمی المقدمة باب العمل بالعلم و حسن ١/ ٧٩ صدقہ بن عبداللہ بن مہاجر مجہول ہے۔

بَابُ الْبُكَآءِ وَالْخَوْفِ

رونے اور ڈرنے کا بیان

عذاب الٰہی کے خوف سے رونا عبادت ہے: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ﴾ (سورہ رحمٰن) ''اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے دو جنتیں ہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ جو شخص قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر اپنے دل میں رکھتا ہے اور اپنے تئیں نفس کی خواہش سے بچتا ہے اور سرکشی نہیں کرتا بلکہ زندگانی دنیا کے پیچھے پڑ کر آخرت سے غفلت نہیں کرتا۔ بلکہ آخرت کی فکر زیادہ کرتا ہے اور اسے بہتر اور پائیدار سمجھتا ہے فرائض دین بجا لاتا ہے اور محرمات سے رکتا ہے قیامت کے دن اسے دو جنتیں ملیں گی۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ ''جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکتا ہوگا اس کا ہی ٹھکانا جنت ہے۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

(٥٣٣٩) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ اَبُوْ الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْتَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۳۳۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے جن باتوں کو میں جانتا ہوں ان باتوں کو اگر تم جان لیتے تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے۔ (بخاری)

یعنی نافرمانوں کے لیے بڑی بڑی سزائیں ہیں جو مجھے معلوم ہیں اگر تمہیں معلوم ہوتیں تو تمہیں ہنسی نہیں آتی' ہمیشہ روتے رہتے اور خشیت الٰہی سے لرزتے رہتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار لاعلمی

(٥٣٤٠) وَعَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِيَّةِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۳۴۰) حضرت ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نہیں جانتا۔ خدا کی قسم! میں نہیں جانتا باوجود یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ (بخاری)

توضیح: میرے رسول ہونے کے باوجود بھی مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ کس کی مغفرت ہوگی یا کون جنت میں جائے گا؟ یہ اللہ تعالیٰ

٥٣٣٩۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب قول النبیؐ لو تعلمون ما اعلم ٦٤٨٥ .

٥٣٤٠۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت بعد الموت اذا ١٢٤٣ .

کی مہربانی پر موقوف ہے کہ اپنے فضل و کرم سے بخش دے ورنہ یقینی طور پر نہ مجھے اپنے متعلق معلوم ہے نہ تمہارے متعلق۔ یہ ارشاد گرامی ازراہ خشیت الٰہی کے ہے کیونکہ جو خداوند تعالیٰ کا زیادہ مقرب ہوتا ہے وہ خدا سے زیادہ ڈرتا ہے اور خشیت کا مقام ایسا ہی ہوتا ہے کہ خدا کی سزاؤں سے ڈرتا بھی رہے اور خدا کی رحمتوں کا امیدوار بھی رہے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ: ((الا یمان بین الخوف والرجاء ..)) خلاصہ یہ ہے کہ آئندہ کی خبر علم غیب سے متعلق ہے اور علم غیب مجھے حاصل نہیں۔

دو جہنمیوں کا حال

(٥٣٤١) وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عُرِضَتْ عَلَىَّ النَّارُ فَرَاَيْتُ فِيْهَا اِمْرَاَةً مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ تُعَذَّبُ فِىْ هِرَّةٍ لَهَارَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خُشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا وَرَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ الْخُزَاعِىَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِى النَّارِ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۳۴۱) حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میرے سامنے پیش کی گئی تو میں نے اس جہنم میں ایک بنی اسرائیل کی عورت دیکھی جس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا جس کو اس نے باندھ کر رکھا اور نہ کھانا ہی کھلاتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی یہاں تک کہ وہ بھوکی پیاسی مرگئی۔ اور اسی جہنم میں میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں اپنی انتڑی گھسیٹ رہا تھا اور یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر سانڈ چھوڑنے کا طریقہ ایجاد کیا تھا۔ (مسلم)

یاجوج ماجوج کا فتنہ

(٥٣٤٢) وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ ﷝ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ)) وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِىْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ ((نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۳۴۲) حضرت زینب بنت جحش ﷝ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز خوف زدہ اور پریشان حال ان کے پاس تشریف لائے اور لا الٰہ الا اللہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ عرب کے لوگوں کے لیے بڑی تباہی ہے اس فتنے اور جنگ و جدال کی وجہ سے جو قریب ہی آ گیا ہے اور یاجوج ماجوج کی دیوار میں سے ایک انگلی کے حلقے کے برابر سوراخ ہو گیا ہے (بہت جلد ساری دیوار ٹوٹ جائے گی اور یاجوج ماجوج انسانوں پر ٹوٹ پڑیں گے، اور تباہ و برباد کریں گے) حضرت زینب ﷝ نے کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے اس حال میں کہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب گناہ زیادہ ہونے لگے گا اور فسق و فجور اور زنا و بدکاری کی کثرت ہو جائے گی تو سبھی پر ہلاکت آئے گی۔ (بخاری و مسلم)

اللہ کے عذاب کی کچھ شکلیں

(٥٣٤٣) وَعَنْ اَبِىْ عَامِرٍ اَوْ اَبِىْ مَالِكٍ نِالْاَشْعَرِىِّ ﷛ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

(۵۳۴۳) حضرت ابو عامر اور ابو مالک اشعری ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ہم نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں سے

٥٣٤١ـ صحيح مسلم كتاب الكسوف باب ما عرض على النبىّ فى صلاة الكسوف ٩٠٤.
٥٣٤٢ـ صحيح بخارى كتاب الانبياء باب قصة ياجوج و ماجوج ٣٣٤٦ـ مسلم كتاب الفتن باب اقتراب الفتن وفتح ردم ياجوج وماجوج ١٨٨٠.
٥٣٤٣ـ صحيح بخارى كتاب الاشربة باب ما جاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه ٥٥٩٠.

يَقُوْلُ ((لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِىْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْخَزَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَاْتِيْهِمْ رَجُلٌ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ اٰخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِىْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ الْحِرَ بِالْحَاءِ وَالرَّاءِ الْمُهْمَلَتَيْنِ وَهُوَ تَصْحِيْفٌ وَاِنَّمَا هُوَ بِالْخَاءِ وَالزَّاءِ الْمُعْجَمَتَيْنِ نَصَّ عَلَيْهِ الْحُمَيْدِيُّ وَابْنُ الْاَثِيْرِ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَفِىْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ عَنِ الْبُخَارِيِّ وَكَذَا فِىْ شَرْحِهٖ لِلْخَطَّابِيِّ تَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَةٌ لَهُمْ يَاْتِيْهِمْ لِحَاجَةٍ.

کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو خز وریشم ان شراب اور گانے د باجے کو حلال سمجھیں گے ان میں سے کچھ لوگ اونچے اونچے پہاڑوں کے دامن میں قیام کریں گے اور ہر قسم کے لوگ ان کے پاس آمد و رفت رکھیں گے یہ بڑے خوشحال لوگ ہوں گے ان کے جانور چرنے کے لیے میدانوں میں جائیں گے جب چر کر شام کو واپس آئیں گے تو اس وقت ایک حاجت مند فقیر اپنی حاجت لے کر اس کے پاس آئے گا وہ لوگ اس کو ٹالنے کے بہانے سے یہ کہیں گے کہ کل آنا اس وقت لوٹ جاؤ' چنانچہ وہ امید لے کر واپس چلا جائے گا چونکہ ان لوگوں کی نیت خراب تھی رات ہی کو اللہ تعالیٰ عذاب بھیجے گا اور پہاڑ ان کے اوپر گرا کران کو ہلاک کردے گا اور دوسرے لوگوں کو بندر، سور بنا دے گا جو قیامت تک اسی شکل میں رہیں گے۔ (بخاری)

(٥٣٤٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۵۳۴۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر عذاب بھیجتا ہے تو عذاب سب پر آ جاتا ہے پھر اپنے اعمال کے مطابق دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)
یعنی عذاب کے وقت ان کے اعمال اچھے تھے تو اچھی حالت میں اٹھائے جائیں گے یا برے اعمال تھے تو بری حالت میں اٹھائے جائیں گے۔

(٥٣٤٥) وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَامَاتَ عَلَيْهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۵۳۴۵) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ہر شخص اسی عمل پر اٹھایا جائے گا جس عمل پر وہ فوت ہوا ہے۔ (مسلم)

یعنی اگر وہ ایمان پر مرا ہے تو ایمان کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر کفر کی حالت میں مرا ہے تو وہ کفر کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ...... دوسری فصل

عذاب الٰہی سے لوگوں کی غفلت

(٥٣٤٦) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۵۳۴۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

٥٣٤٤۔ صحيح بخارى كتاب الفتن باب اذا انزل الله يقوم عذاباً ٧١٠٨۔ مسلم كتاب الجنة باب الامر بحسن الظن بالله تعالىٰ عند الموت ٢٨٧٩.

٥٣٤٥۔ صحيح مسلم كتاب الجنة باب الامر بحسن الظن بالله تعالىٰ عند الموت ٢٨٨٨.

٥٣٤٦۔ حسن۔ سنن الترمذى كتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فى فضل الضبار فى سبيل الله ١٦٣٣۔ الصحيحه ٩٥٣۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

اللّٰہِ ﷺ ((مَارَاَیْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرمایا: جہنم کے مثل میں نے نہیں دیکھا کہ اس سے بھاگنے والا سو گیا اور نہ جنت کی طرح دیکھا کہ اس کا طلب کرنے والا بھی سو ہو گیا۔ (ترمذی)

توضیح: معلوم ہوا کہ جہنم سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے لیکن لوگ نہایت خواب غفلت میں سو رہے ہیں اور یہی حال جنت کا ہے کہ حصول جنت کے لیے اچھے سے اچھا کام کرنا چاہیے مگر اس کا بھی خواہش مند سو رہا ہے۔

(٥٣٤٧) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَأِطَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَافِیْهَا مَوْضَعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهُ لَوْتَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَكَیْتُمْ كَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ)) قَالَ اَبُوْذَرٍّ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۵۳۴۷) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سن سکتے۔ آسمان چیختا چلاتا اور شور مچاتا ہے اور خشیت الٰہی کی وجہ سے اس کا ایسا کرنا حق ہے خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ آسمان میں چار انگشت جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں فرشتے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا سر سجدے میں نہ رکھے ہوئے ہوں یعنی سبھی فرشتے سر بسجود ہیں کہ چار انگلی کی جگہ بھی خالی نہیں۔ خدا کی قسم! جو میں جانتا ہوں وہ اگر تم جان لو تو بہت کم ہنسو گے اور زیادہ رؤو گے۔ اور اپنی عورتوں سے بستروں پر ہم بستری نہیں کر سکو گے تم جنگلوں کی طرف نکل کر خدا کے سامنے گریہ وزاری، تواضع وانکساری کرو گے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد یہ کہا کہ کاش میں جنگل میں درخت ہوتا جس کو کاٹ ڈالا جاتا (نہ حساب وکتاب ہوتا اور نہ جنت ودوزخ کا کھٹکا ہوتا۔) (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

جنت کے لیے مطلوبہ تیاری

(٥٣٤٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِیَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۵۳۴۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دشمن کے حملے کا اندیشہ رکھتا ہے اور غارت گری کا خوف رکھتا ہے تو وہ اول شب میں بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اور جو ایسے خطرے کے موقعہ پر اول شب میں نکل جاتا ہے تو اپنی منزل مقصود پر پہنچ کر نجات پا جاتا ہے۔ تم ہوشیار رہو! خدا کا سامان بہت قیمتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا سامان جنت ہے۔ (ترمذی) کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

جوانی میں عدم کے واسطے سامان پیدا کر
مسافر شب سے اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

توضیح: یعنی جنت ایک قیمتی سامان ہے اور بہت گراں ہے۔ بلا مال وجواہر خرچ کیے ہاتھ نہیں آئے گی اور اس کی قیمت

٥٣٤٧۔ صحیح۔ مسند احمد ٥/ ١٧٣۔ سنن الترمذی کتاب الزهد باب فی قول النبیؐ لو تعلمون ما اعلم ٢٣١٢۔ ابن ماجه کتاب الزهد باب الحزن والبکاء ٤١٩٠۔ الصحیحه ١٧٢٢ علامہ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک تلذذ بالنساء اور آخر میں زیادتی مدرج ہے۔
٥٣٤٨۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب صفة القیامة باب ١٨۔ ٢٤٥٠۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے دیکھئے: الصحیحه ٥٩٤.

جان و مال ہے یعنی وقت پر مال بھی خرچ کرو اور وقت پر جان بھی نثار کردو جیسے اللہ تعالیٰ نے ﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے جان و مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔

اللہ کو یاد کرنے کے باوجود کچھ لوگ جہنم میں جائیں گے

(٥٣٤٩) وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ((أَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِي يَوْمًا أَوْخَافَنِي فِي مَقَامٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

(۵۳۴۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ جہنم سے میرے ان بندوں کو نکال لو جنہوں نے مجھے دنیا میں یاد کیا تھا یا مجھ سے ڈرے تھے۔ (ترمذی۔ بیہقی)

(٥٣٥٠) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوْا وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ أَهُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ قَالَ ((لَا يَا ابْنَةَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُمْ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۵۳۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے اس آیت کریمہ کے متعلق دریافت کیا: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوا وقلوبهم وجلة﴾ یعنی وہ لوگ جو کچھ بھی دے دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل کانپتے ولرزتے رہتے ہیں۔ یعنی ڈرتے ڈرتے خرچ کرتے ہیں تو اس سے وہی لوگ امراد ہیں تا جو شراب پیتے رہے چوری کرتے رہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے صدیق کی بیٹی! یہ نہیں مراد ہے بلکہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو روزے بھی رکھتے رہے نماز بھی پڑھتے رہے صدقہ و خیرات بھی دل کھول کر کرتے رہے لیکن اس کے باوجود بھی وہ خدا سے ڈرتے رہے کہ شاید ہماری عبادت قبول ہو رہی ہے یا نہیں؟ یہی وہ لوگ ہیں جو نیک کاموں میں جلدی حصہ لیتے ہیں۔ (ترمذی ابن ماجہ)

موت کی تیاری

(٥٣٥١) وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ ((يَأَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ اذْكُرُوا اللّٰهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(۵۳۵۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب دو تہائی رات چلی جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو کر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! خدائے تعالیٰ کو یاد کرلو! اے لوگو! خدا کو یاد کرلو! زلزلہ آ گیا' اس کے پیچھے آنے والی چیز بھی آ جائے گی۔ یعنی موت۔ (ترمذی)

(٥٣٥٢) وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ

(۵۳۵۲) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز

٥٣٤٩۔ ضعیف۔ حاکم ١/ ٧٠۔ سنن الترمذی کتاب صفة جهنم باب ما جاء ان للنار نفيس ٢٥٩٤۔ علامہ البانی نے اس روایت کو مؤمل بن اسماعیل کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے واضح رہے مؤمل بن اسماعیل جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی ہے۔ واللہ اعلم۔

٥٣٥٠۔ حسن۔ الصحیحه ١٦٢۔ سنن الترمذی کتاب تفسير القرآن ومن سورة المومنون ٣١٧٥۔ ابن ماجه کتاب الزهد باب التوقي على العمل ٤١٩٨.

٥٣٥١۔ حسن۔ الصحیحه ٩٥٤۔ سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب ٢٣۔ ٢٤٥٧.

٥٣٥٢۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب ٣٦۔ ٢٤٦٠۔ عبیداللہ بن ولید الوصافی اور عطیہ العوفی دونوں ضعیف ہیں۔

النَّبِيُّ ﷺ لِصَلٰوةٍ فَرَاَى النَّاسَ كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ ((اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرَى الْمَوْتَ فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ فَاِنَّهُ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّاتَكَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَاَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَاَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ يَمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّبَصَرِهٖ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَلَا اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ)) قَالَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَصَابِعِهٖ ((فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِيْ جَوْفِ بَعْضٍ)) قَالَ ((وَيُقَيِّضُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَسْنَهٗ وَيَخْدِشْنَهٗ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ)) قَالَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

کے لیے باہر تشریف لائے تو لوگوں کو ہنستا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم لذتوں کو توڑنے والی کو زیادہ یاد کرتے تو تم یہ ہنسنا بھول جاتے۔ یعنی تم اگر موت کو زیادہ یاد کرتے جو تمام لذتوں کو خراب کرنے والی ہے روزانہ قبر یہ کہتی ہے کہ میں غربت کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑے مکوڑے کا گھر ہوں، یعنی جو مجھ میں آئے گا وہ تنہا آئے گا اور مٹی میں آ کر سڑ گل جائے گا اور کیڑے مکوڑے اس کو کھا جائیں گے جب مومن بندے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ تیرا آنا مبارک ہو، تیرا آنا مبارک ہو، تو کشادہ و آرام کی جگہ آ گیا ہے تو اپنے گھرانے میں آ گیا ہے۔ تو میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب تھا جو دنیا میں ہماری پشت پر چلتے تھے۔ آج کے روز میں تجھ پر والی و حاکم بنادی گئی ہوں اور تم مجبور ہو کر میرے پاس آ گئے ہو تو میں آج کے دن تمہارے ساتھ نیک سلوک کروں گی اور آرام و آسائش پہنچاؤں گی جو تم خود اپنی نگاہ سے دیکھو گے تو وہ قبر وہاں تک کشادہ ہو جاتی ہے جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے اور جنت کی طرف اس کے لیے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جب فاجر و فاسق و کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ تیرے لیے مرحبا نہ ہو اور نہ تجھے خوشگواری ہو۔ روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ تو بدتر تھا۔ میں آج تجھ پر والی اور حاکم بنادی گئی ہوں جو کچھ میں تیرے ساتھ کروں گی تو دیکھ لے گا۔ وہ قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور مل جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں ہو جاتی ہیں اور ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اس طرح سے یعنی دونوں ہاتھوں کے پنجوں کو ایک دوسرے سے ملایا اور پھر فرمایا کہ اس پر ستر زہریلے اژدھے مسلط کر دیے جاتے ہیں اگر ان میں سے ایک بھی روئے زمین پر پھنکار مار دے تو اس کے زہریلے اثر سے روئے زمین پر قیامت تک کوئی سبزہ نہ پیدا ہوگا اور وہ اژدھے اس کو کاٹتے، ڈستے اور نوچتے رہیں گے یہاں تک کہ اس کو قیامت کے روز پیش کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کا نیک عمل ہوگا ویسا ہی اللہ تعالیٰ اس کو اجر و ثواب سے نوازے گا اور جو بدبخت، بدطینت و بدکردار ہوگا اتنا ہی اس پر سخت عذاب متعین ہوگا۔

جن سورتوں نے نبی کریم ﷺ کو بوڑھا کر دیا

(۵۳۵۳) وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ ((شَیَّبَتْنِیْ سُوْرَةُ هُوْدٍ وَاَخَوَاتُهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

(۵۳۵۳) حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے کہا کہ یا رسول ﷺ اللہ! آپ ﷺ بوڑھے ہو گئے آپ کی ڈاڑھی و سر کے بال سفید ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورہ ہود اور اس کے مثل دوسری سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ ان میں قیامت کی ہولناکیاں بیان کی گئی ہیں۔ (ترمذی)

(۵۳۵٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ شِبْتَ قَالَ ((شَیَّبَتْنِیْ هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلٰتُ وَعَمَّ یَتَسَآءَ لُوْنَ وَاِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ لَا یَلِجُ النَّارَ فِیْ کِتَابِ الْجِهَادِ.

(۵۳۵۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ بوڑھے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سورہ ہود اور سورہ واقعہ اور سورہ مرسلت اور سورہ عم یتساءلون اور سورہ اذا الشمس کورت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے کیونکہ ان سورتوں میں قیامت کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ (ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

گناہ صغیرہ کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے

(۵۳۵۵) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّکُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِیَ اَدَقُّ فِیْ اَعْیُنِکُمْ مِنَ الشَّعْرِ کُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ یَعْنِی الْمُهْلِکَاتِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

(۵۳۵۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگ ایسا کام کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں یعنی تم اس کو معمولی سمجھتے ہو اور ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اس کو مہلکات میں سے شمار کرتے تھے۔ (بخاری) یعنی گناہ صغیرہ کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے چونکہ رفتہ رفتہ گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

(۵۳۵٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((یَا عَائِشَةُ اِیَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

(۵۳۵۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بہت بچتی رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کی تاک میں لگے رہتے ہیں اور اس کو لکھتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ، دارمی، بیہقی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیثیت

(۵۳۵۷) وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ

(۵۳۵۷) حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۵۳۵۳۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الواقعہ ۳۲۹۷۔ شمائل ترمذی ٤١ والصحیحہ ٩٥٥.

۵۳۵٤۔ اسنادہ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الواقعۃ ۳۲۹۷.

۵۳۵۵۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما یتقی من محقرات الذنوب ٦٤٩٢.

۵۳۵٦۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب ذکر الذنوب ٤٢٤٢۔ دارمی کتاب الرقاق باب فی المحقرات ٢/ ٣٠٢ ح ٢٧٢٩.

۵۳۵۷۔ صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب باب ھجرۃ النبیؐ ٣٩١٥.

قَالَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ هَلْ تَدْرِیْ مَا قَالَ اَبِیْ لِاَبِیْكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّ اَبِیْ قَالَ لِاَبِیْكَ یَا اَبَا مُوْسٰی هَلْ یَسُرُّكَ اَنَّ اِسْلَامَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِجْرَتَنَا مَعَهٗ وَجِهَادَنَا مَعَهٗ وَعَمَلَنَا كُلَّهٗ مَعَهٗ بَرَدَلَنَا وَاَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَا بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقَالَ اَبُوْكَ لِاَبِیْ لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَلَّیْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَیْرًا كَثِیْرًا وَاَسْلَمَ عَلٰی اَیْدِیْنَا بَشَرٌ كَثِیْرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُوْا ذَاكَ قَالَ اَبِیْ لٰكِنِّیْ اَنَا وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَلَنَا وَاَنَّ كُلَّ شَیْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰهِ كَانَ خَیْرًا مِنْ اَبِیْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ میرے باپ نے آپ کے باپ سے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے باپ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا تھا کہ اے ابوموسیٰ! کیا یہ بات تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہے، اور تمہارے حق میں باعث مسرت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا اسلام لانا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہمارا ہجرت کرنا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہمارا جہاد کرنا اور ایسی بہت سی نیکیوں کے کام آپ کے ساتھ کرنا جو ہمارے حق میں باعث ثواب ہوں گے اور آپ کے بعد ہم نے جو کام کیا تو اگر ہم برابر سرابر نجات پا گئے یعنی نہ اس کا ثواب ہوگا نہ عذاب تو ہمارے لیے بہت تعجب کی بات ہوگی۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمانے کا مطلب یہ ہوا کہ جو نیک کام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم نے کیا ہے اس کا تو ہمیں یقیناً ثواب ملے گا اور جو کام آپ ﷺ کے انتقال کے بعد کیا ہے جہاد وغیرہ تو اگر برابر سرابر پر ہمارا چھٹکارا ہو جائے کہ نہ تو ثواب ہی ملے اور نہ عذاب۔ تو تمہارے باپ حضرت ابوموسیٰ نے میرے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہیں۔ خدا کی قسم! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد جہاد بھی کیا ہے بہت سی نمازیں پڑھیں ہیں بہت سے روزے رکھے ہیں اور بہت سے نیک کام کیے ہیں اور ہمارے ہاتھوں سے بہت کافر مسلمان بھی ہوئے ہیں تو ان سب نیک کاموں کے ثواب کی امید رکھتے ہیں تو میرے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو نیک کام کیا اس کا اجر و ثواب تو ہم کو ملے گا اور جو آپ کے بعد ہم نے کیا ہے تو برابر و سرابر ہی پر نجات مل گئی تو ہمارے لیے یہی کافی ہے تو ان دونوں بزرگوں میں سے کس کا خیال اچھا ہے؟ تو میں نے کہا کہ آپ کے والد محترم حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی میرے باپ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اچھے تھے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اچھا تھا۔ (بخاری)

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خشیت الٰہی کا غلبہ زیادہ تھا اسی لیے ایسا فرمایا۔

رسول کریم ﷺ کی ۹ نصیحتیں

(۵۳۵۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنِیْ بِتِسْعٍ خَشْیَةِ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَا وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنَاءِ وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ وَاَعْفُوْا عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ وَاَنْ یَكُوْنَ صَمْتِیْ فِكْرًا وَنُطْقِیْ ذِكْرًا وَنَظَرِیْ عِبْرَةً وَاٰمُرُ بِالْعُرْفِ وَقِیْلَ بِالْمَعْرُوْفِ۔ رَوَاهُ رَزِیْنٌ .

(۵۳۵۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے کہ تم ان نو باتوں پر عمل کرنا (۱) خلوت جلوت میں صرف خدا ہی سے ڈرنا۔ (۲) غصے اور خوشی کی حالت میں انصاف کی باتیں کہنا۔ (۳) محتاجی اور امیری کی حالت میں میانہ روی اختیار کرنا۔ (۴) رشتہ ناطہ کا کاٹنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا۔ (۵) اور جو نہ دے اس کو دینا۔ (۶) ظالم کے ظلم کو معاف کرنا۔ (۷) اور خاموشی کی حالت میں غور و فکر کرنا۔ (۸) اور گویائی میں ذکر الٰہی کرنا۔ (۹) میرا دیکھنا باعث عبرت ہو اور میں نیک کاموں کا حکم کرتا رہوں گا۔ (رزین)

۵۳۵۸۔ سند نامعلوم ہے۔

(۵۳۵۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

(۵۳۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مومن بندے کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے مکھی کے سر کے برابر آنسو چہرے گر پڑے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم حرام کر دے گا۔ (ابن ماجہ)

یعنی اخلاص کے ساتھ خدا کے خوف سے آنسو کا ایک قطرہ چہرے پر گر پڑا تو وہ جنتی ہوگا۔ وہ جہنمی ہرگز نہیں ہوگا۔

❁❁❁❁

۵۳۵۹۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابن ماجه كتاب الزهد باب الحزن والبكاء ۴۱۹۷۔ حماد بن ابی حمید ضعیف ہے۔

بَابُ تَغَيُّرِ النَّاسِ

لوگوں کی حالتوں میں تغیر وتبدل کا بیان

دنیا میں روزانہ ردوبدل ہوتا رہتا ہے، کبھی سردی، کبھی گرمی، کبھی آرام، کبھی تکلیف، کبھی برسات، کبھی بہار، کبھی خزان، کبھی امیری، کبھی غریبی، لیکن یہ سب خاص سبب کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ لوگوں کی حالت نہیں بگاڑتا یہاں تک کہ وہ قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے سبب اپنی حالت بگاڑے۔'' رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سب مسلمانوں کی حالت اچھی تھی لیکن آپ ﷺ کے انتقال پر ملال کے بعد لوگوں میں تبدیلی شروع ہوگئی اور قیامت تک جوں جوں نبوت کا زمانہ دور ہوتا چلا جائے گا اتنی ہی لوگوں کی حالتوں میں تبدیلی ہوتی جائے گی یہاں تک کہ سو مسلمانی دعویٰ کرنے والوں میں ایک بھی پکا سچا صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہوگا۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

لوگوں کی پراگندہ حالت

(٥٣٦٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(٥٣٦٠) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان سو اونٹوں کی طرح ہیں جن میں سے ایک اونٹ بھی سواری کے قابل نہیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: نہایہ میں ہے کہ راحلہ زبردست تیز رو اونٹ یا اونٹنی (سانڈنی) کو کہتے ہیں، اس راحلہ کا اطلاق نر اور مادہ دونوں پر ہوتا ہے۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو قرون ثلثہ کے بعد والے ہیں ان میں سو کی تعداد میں ایک آدمی بھی اچھا نہیں نکلتا۔ بعض نے کہا کہ ہر زمانے کے لیے عام ہے کیونکہ قرون ثلثہ میں بھی مسلمانوں کی تعداد بہ نسبت کافروں اور مشرکوں کے سو میں ایک بھی نہ تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ احکام شرع میں سب مسلمان برابر ہیں۔ شریف اور رئیس، امیر اور فقیر کا کوئی امتیاز نہیں جیسے کہ اونٹ سب برابر ہوتے ہیں سو اونٹوں میں سب کے سب لادنے اور بوجھ اٹھانے کے قابل ہوتے ہیں۔

(٥٣٦١) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ

(٥٣٦١) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ پہلے لوگوں کی پیروی اور ان کے نقش قدم پر چلو گے اگر وہ لوگ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں تو تم بھی ان کی پیروی میں گوہ

٥٣٦٠۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب رفع الامانة ٦٤٤٨۔ مسلم کتاب فضائل الصحابة باب قوله ٢٥٤٧.

٥٣٦١۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ٣٤٥٦۔ مسلم کتاب العلم باب اتباع سنن الیهود النصاری ٢٦٦٩.

تَبِعْتُمُوْهُمْ)) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی قَالَ ((فَمَنْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کے سوراخ میں داخل ہو جاؤ۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! پہلے لوگوں سے مراد کیا یہود ونصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ نہیں ہیں تو کون ہیں یعنی ہاں یہود ونصاریٰ ہی ہیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: "ضبت" سوسمار اور گوہ کو کہتے ہیں اور کینہ، کپٹ کو بھی، یہاں ایک جنگلی جانور مراد ہے مطلب یہ ہے کہ اگر پہلی امتوں نے گوہ کے سوراخ میں جو بہت تنگ ہوتا ہے اور تکلیف کا باعث ہوتا ہے داخل ہوئے ہوں تو تم بھی ان کی تقلید میں گوہ کے سوراخ میں داخل ہوگے یعنی ان کے چال چلن اور ان کے طریقہ کار کو اختیار کرو گے۔ گو اس میں تمہیں کتنی ہی تکلیفیں اٹھانی پڑیں مگر تم ضرور ان کی پیروی کرو گے، کھانے میں، پینے میں، اٹھنے میں، بیٹھنے میں، چلنے میں، پھرنے میں، فیشن پرستی میں بھی ان ہی کی تقلید کرو گے۔

(٥٣٦٢) وَعَنْ مِرْدَاسِ نِالْاَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ اَوِالتَّمْرِ لَايُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۵۳۶۲) حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے اچھے لوگ مرتے جائیں گے اور ردی اور خراب لوگ باقی رہیں گے جیسے جو کی بھوسی یا ردی کھجور، اللہ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا یعنی کوئی ان کی عزت نہیں کرے گا (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

امتِ مسلمہ کی خرابی کب ہوگی

(٥٣٦٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا مَشَتْ اُمَّتِي الْمُطَيْطِيَاءَ وَخَدِمَتْهُمْ اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ وَاَبْنَاءُ فَارِسَ وَالرُّوْمِ سَلَّطَ اللّٰهُ شِرَارَهَا عَلٰى خِيَارِهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۳۶۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت متکبرانہ چال چلنے لگے گی اور روم وفارس کے شاہ زادے ان کی خدمت گزاری کرنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ امت کے برے لوگوں کو بھلے لوگوں پر مسلط کر دے گا۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی میری امت آئندہ چل کر بادشاہ ہوگی اور روم وفارس وغیرہ ملکوں کو فتح کرلے گی اور غنیمت میں وہاں کے شہزادوں کو گرفتار کر کے غلام بنائے گی اور خدمت گزاری کے کام لے گی اس سے ان کو گھمنڈ اور تکبر پیدا ہو جائے گا اور اکڑتے ہوئے اور اتراتے ہوئے چلیں گے۔ خاکساری اور تواضع ان سے جاتی رہے تو ایسی حالت میں ظالموں کو اللہ تعالیٰ ان پر مسلط کر دے گا۔ وہ ان لوگوں کو مختلف قسم کی تکلیفوں اور پریشانیوں میں مبتلا کرتے رہیں گے یہ خدائی عذاب اس وقت تک نہیں ٹلے گا جب تک وہ اپنے اعمال اسلامی شریعت کے مطابق نہ کرلیں گے۔

(٥٣٦٤) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوْا اِمَامَكُمْ

(۵۳۶۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک کہ تم اپنے امام کو نہیں مار ڈالو گے اور

٥٣٦٢۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحدیبیة ٤١٥٦.

٥٣٦٣۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ٧٤۔ ٢٢٦١.

٥٣٦٤۔ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر ٢١٧٠۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن غیر معروف راوی ہے۔

وَتَجْتَلِدُوْا بِأَسْيَافِكُمْ وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ .)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

تمہاری تلواریں آپس میں ایک دوسرے کے ہلاک کرنے میں پیش قدمی کریں گی اور تم اپنی تلواروں سے اپنے آپ کو نہ مارڈالو گے یعنی قیامت سے پہلے اپنے امیر اور خلیفہ کو مارڈالو گے اور آپس میں خانہ جنگی کر کے ایک دوسرے کو ہلاک کرو گے اور ظالم اور نافرمان لوگ دنیا کے حاکم اور وارث ہوں گے۔(ترمذی)

یعنی قیامت کے قائم ہونے سے پہلے ظالموں کی بادشاہت اور فاسقوں کی آؤ بھگت ہوگی اور مسلمانوں کی بہت زیادہ ذلت، رسوائی اوران پر غارت گری ہوگی اور آپس کی خانہ جنگیوں سے تباہ وبرباد ہوجائیں گے۔

(٥٣٦٥) وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ اَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ .

(٥٣٦٥) حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ سب سے زیادہ بیوقوف، سب سے زیادہ دنیا میں اچھا اور نیک بخت سمجھا جائے گا۔(ترمذی)

توضیح: "لکع" کمینہ، بدذات، حرامی اور پیارے بچے کو اور بدنصیب شخص کو کہتے ہیں اس حدیث میں جو لکع بن لکع آیا یعنی ایک ایسا آئندہ زمانہ آئے گا کہ سب سے زیادہ بدنصیبوں کو سب سے زیادہ نصیبہ والا سمجھا جائے گا چمار کو عزیز اور عزیز کو چمار اور رذیل کو عزیز اور عزیز کو رذیل سمجھیں گے تو ایسے وقت میں قیامت آئے گی۔

لغات الحدیث میں لکھا ہے: "یاتی علی الناس زمان یکون اسعد الناس فی الدنیا لکع بن لکع" "ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ دنیا میں نصیبے والا وہ ہوگا جو لکع ہو لکع کا بیٹا (اصل میں لکع کہتے تھے غلام کو پھر احمق اور سفلے کو کہنے لگے یا اس کو جس کا نسب صحیح نہ ہو۔ نہ اس کے اخلاق اچھے ہوں یعنی پاجی اور بدقوم ہو اور کبھی لکع چھوٹے بچے کو بھی پیار کے طور پر کہتے ہیں "انه ؑ جاء یطلب الحسن بن علی قال اثم لکع" "آن حضرت ﷺ حضرت حسن بن علی ؓ کو ڈھونڈتے ہوئے آئے تو فرمایا کیا یہاں لکع ہے (یعنی منا ہے) قال لرجل یا لکع یعنی ایک شخص سے کہا ارے لکع (یعنی کم علم، کم عقل) لا یجبنا اللکع والمحبوس ہم اہل بیت رسال علیہم السلام سے وہ شخص محبت نہیں رکھنے کا جو کم ذات سفلہ غلام زادہ ہو (محبوس) وہ ہے جس کے ماں باپ دونوں غلام ولونڈی ہوں۔ دوسری روایت میں ہے جو ولد الحیض یا ولد الزنا ہوگا وہی آن حضرت ﷺ کے اہل بیت سے محبت نہیں رکھے گا انه قال لامة راها بالکعاء اتتشبهین بالحرائر حضرت عمر ؓ نے ایک لونڈی کو دیکھ کر فرمایا اری بدذات تو آزاد عورتوں کی طرح بنتی ہے۔ (منہ پر نقاب ڈال کر بڑے ٹھسے سے چلتی ہے بدذات کمینی عورت کو لکعاء اور لکع کہتے ہیں) اقعدی لکاع حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے ایک لونڈی سے جو مدینہ سے باہر جانا چاہتی تھی کہا اری بدذات بیٹھی رہ۔ ان دخل رجل بیته فرای لکا عا قد تفخذ امراته اگر کوئی شخص اپنے گھر میں گھسے اور دیکھے کہ ایک بدذات مرد اس کی عورت کی رانیں اپنی رانوں میں لپیٹے ہوئے ہے (اس سے صحبت کر رہا ہے) اقیل له ان ایاس بن معاویة رد شهادتی فقال یا ملکعان لم رددت شهادته ایک شخص حضرت امام حسن بصری ؒ کے پاس آیا اوران سے کہنے لگا ایاس بن معاویہ نے میری گواہی منظور نہیں کی تب انہوں نے ایاس سے کہا ارے کم علم کمسن تو نے اس کی گواہی کیوں نامنظور کی۔ (ملکعان) میں میم اور نون دونوں زائد ہیں)

٥٣٦٥۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی اشراط الساعة ٢٢٠٩۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

مال ودولت کی فراوانی کے باوجود عسرت کا وقت بہتر ہوگا

(٥٣٦٦) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ نِ الْقُرَظِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ مَا عَلَيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَكٰى لِلَّذِيْ كَانَ فِيْهِ مِنَ النِّعْمَةِ وَالَّذِيْ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَيْفَ بِكُمْ اِذَا غَدَا اَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَرَاحَ فِيْ حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ اُخْرٰى وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ)) فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ قَالَ ((لَا اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

(٥٣٦٦) حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آ گئے اس وقت ان کے جسم پر ایسی چادر تھی جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ رو پڑے۔ کیونکہ اسلام لانے سے پہلے بہت خوشحال تھے اور روسائے مکہ میں سے تھے جو صبح و شام بہترین لباس زیب تن کر کے نکلا کرتے تھے اور اب پرانی پھٹی چادر جس پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے ہیں پہن کر آئے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا کہ جب صبح ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور شام کو دوسرا جوڑا پہن کر جاؤ گے اور تمہارے سامنے کھانے کی ایک طشتری رکھی جائے گی اور دوسری اٹھائی جائے گی۔ اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردہ لٹکائے ہو گے جس طرح بیت اللہ شریف پر لٹکایا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس اس وقت ہم بنسبت آج کے اچھے ہوں گے ہم صرف عبادت کے لیے فارغ ہو جائیں گے اور ہمیں اپنے کام سے بے فکری ہو جائے گی کیونکہ ہمارے غلام، خادم محنت ومشقت کے کام کر لیں گے آپ نے فرمایا: تم اس وقت اچھے نہیں رہو گے بلکہ آج جس حال میں تم ہو وہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (ترمذی)

توضیح: سیر الصحابہ مہاجرین حصہ اول میں ہے کہ: حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکہ کے ایک نہایت حسین، خوش رو نوجوان تھے ان کے والدین ان سے نہایت شدید محبت رکھتے تھے خصوصاً ان کی والدہ خناس بنت مالک نے مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے لخت جگر کو نہایت ناز ونعم سے پالا تھا۔ چنانچہ وہ عمدہ سے عمدہ پوشاک اور لطیف سے لطیف خوشبو جو اس زمانہ میں میسر آ سکتی تھی استعمال کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کبھی ان کا تذکرہ کرتے تو فرماتے۔

”مکہ میں معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی حسین، خوش پوشاک اور پروردہ ناز ونعمت نہیں ہے۔“ خدائے پاک نے حسن ظاہری، سلامت ذوق اور طبع لطیف کے ساتھ آئینہ دل کو بھی نہایت شفاف بنایا تھا صرف ایک عکس کی دیر تھی کہ توحید کے دلربا خط وخال نے شرک سے متنفر کر دیا اور آستانہ نبوت پر حاضر ہو کر اس کی شیدائیوں میں داخل ہو گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ ﷺ ارقم بن ابی ارقم کے مکان میں پناہ گزیں تھے اور مسلمانوں پر مکہ کی سرزمین تنگ ہو رہی تھی اس بنا پر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے ایک عرصہ تک اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا اور چھپ چھپ کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے لیکن ایک روز اتفاقاً عثمان بن طلحہ نے نماز پڑھتے دیکھ لیا اور ان کی ماں اور خاندان والوں کو خبر کر دی۔ انہوں نے سنا تو محبت نفرت سے بدل گئی اور مجرم توحید کے لیے شرک کی عداوت نے قید تنہائی کا فیصلہ سنایا۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک قید کے مصائب برداشت کرتے رہے،

٥٣٦٦ ۔ حسن۔ الصحیحہ ٢٣٨٤ ۔ سنن الترمذی کتاب صفة القیامة ٢٤٧٦ .

لیکن زندان خانہ کی تلخ زندگی نے بالآخر ترک وطن پر مجبور کر دیا اور متلاشیان امن وسکون کے ساتھ سرزمین حبش کی راہ لی۔ اس ناز پروردہ نوجوان کو اب نہ تو نرم ونازک کپڑوں کی حاجت تھی۔ نہ نشاط افزا عطریات کا شوق اور نہ دنیاوی عیش وتنعم کی فکر تھی صرف جلوہ توحید کے ایک نظارہ نے تمام فانی ساز وسامان سے بے نیاز کر دیا۔

غرض ایک مدت کے بعد حبشہ سے پھر مکہ واپس آئے ہجرت کے مصائب سے رنگ وروپ باقی نہ رہا تھا تو خود ان کی ماں کو اپنے نور نظر کی پریشان حالی پر رحم آ گیا اور مظالم کے اعادہ سے باز آ گئی اس اثناء میں خورشید اسلام کی ضیاء پاش شعاعیں کوہ فاران کی چوٹیوں سے گزر کر وادی یثرب تک پہنچ چکی تھیں اور مدینہ منورہ کے ایک معزز طبقہ نے اسلام قبول کر لیا تھا انہوں نے دربار نبوت میں درخواست بھیجی کہ ہماری تعلیم وتلقین پر کسی کو مامور فرمایا جائے۔ حضرت سرور کائنات ﷺ کی نگاہ جوہر شناس نے اس خدمت کے لیے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور چند زرین نصائح کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر فروکش ہوئے اور گھر گھر پھر کر تعلیم قرآن واشاعت اسلام کی خدمت انجام دینے لگے اس طرح رفتہ رفتہ جب کلمہ گویوں کی جماعت پیدا ہوگئی تو نماز اور تلاوت قرآن کے لیے کبھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مکان پر اور کبھی بنی ظفر کے گھر پر سب کو جمع کیا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ حسب معمول بنی ظفر کے گھر میں چند مسلمانوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ قبیلہ عبد الاشہل کے سردار حضرت سعد بن معاذ نے اپنے رفیق (حضرت) اسید بن حضیر سے کہا ''اس داعی اسلام کو اپنے محلہ سے نکال دو جو یہاں آ کر ہمارے ضعیف الاعتقاد اشخاص کو گمراہ کرتا ہے۔ اگر اسعد (میزبان مصعب رضی اللہ عنہ) سے مجھ کو رشتہ داری کا تعلق نہ ہوتا تو میں تم کو اس کی زحمت نہ دیتا۔''

یہ سن کر حضرت اسید بن حضیر نے نیزہ اٹھایا اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہ واسعد رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر خشم آلود لہجہ میں کہا ''تمہیں یہاں کس نے بلایا ہے کہ ضعیف رائے والوں کو گمراہ کرو۔ اگر تم کو اپنی جانیں عزیز ہیں تو بہتر یہ ہے کہ ابھی یہاں سے چلے جاؤ۔''

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نرمی سے جواب دیا ''بیٹھ کر ہماری باتیں سنو اگر پسند آئے تو قبول کرو ورنہ ہم خود چلے جائیں گے۔ حضرت اسید بن حضیر نیزہ گاڑ کر بیٹھ گئے اور غور سے سننے لگے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کر کے اس خوبی کے ساتھ عقائد ومحاسن اسلام بیان فرمائے کہ تھوڑی ہی دیر میں حضرت اسید کا دل نور ایمان سے چمک اٹھا اور بیتاب ہو کر بولے کیسا اچھا مذہب ہے؟ کیسی بہتر ہدایت ہے اس مذہب میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلے نہا دھو کر، صاف پاک، کپڑے پہنو، پھر صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرو۔ انہوں نے فوراً اس پاکیزہ ہدایت کی تعمیل کی اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے کے بعد کہا ''میرے بعد ایک اور شخص ہے جس کو ایمان پر لانا ہوگا اگر وہ اس دائرہ میں داخل ہو گیا تو تمام قبیلہ عبد الاشہل اس کی پیروی کرے گا میں ابھی اس کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔'' حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ غیظ وغضب کے عوض عشق ومحبت کا سودا خرید کر اپنے قبیلہ میں واپس آئے تو حضرت سعد بن معاذ نے دور ہی سے دیکھ کر فرمایا۔ خدا کی قسم! اس شخص کی حالت میں ضرور کچھ انقلاب ہو گیا اور جب قریب آئے تو پوچھا کہو کیا کر آئے بولے ''خدا کی قسم وہ دونوں ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوئے میں نے ان کو منع کیا تو وہ بولے' کہ ہم وہی کریں گے جو تم پسند کرو گے۔ لیکن مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بنی حارثہ اس وجہ سے اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کو نکلے ہیں کہ وہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے تاکہ اس طرح تمہاری تذلیل ہو۔ چونکہ بنی حارثہ اور عبد الاشہل میں دیرینہ عداوت تھی اس لیے حضرت اسید رضی اللہ عنہ کا افسون کارگر ہو گیا۔ حضرت سعد بن معاذ جوش غضب سے اٹھ کھڑے ہوئے اور تخالف مذہبی کے باوجود اسعد کی مدد

کے ۔لیے دوڑے لیکن جب یہاں پہنچ کر بالکل سکون واطمینان دیکھا تو سمجھ گئے کہ اسید نے ان دونوں سے بالمشافہ گفتگو کرنے کے لیے محض اشتعال دلایا ہے۔

غرض نسبی ترجم فوراً مذہبی تعصب سے بدل گیا اور خشمگیں لہجہ میں بولے۔''ابوامامہ خدا کی قسم! اگر رشتہ داری کا پاس نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ نہایت سختی کے ساتھ پیش آتا۔تمہیں کیونکر ہمارے محلّہ میں علانیہ ایسے عقائد پھیلانے کی ہمت ہوئی جس کو ہم سب ناپسند کرتے ہیں۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بہت ہی نرمی سے جواب دیا کہ پہلے ہماری باتیں سنو۔اگر پسند آئیں تو قبول کرو ورنہ ہم خود تم سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔حضرت سعد نے اس کو منظور کر لیا تو انہوں نے ان کے سامنے بھی اس خوبی سے اسلام کا نقشہ پیش کیا کہ حضرت سعد کا چہرہ نور ایمان سے چمک اٹھا اسی وقت کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور جوش ایمان میں بھرے،ہوئے اپنے قبیلہ والوں کے پاس آئے اور بآواز بلند سوال کیا''اے بنی اشہل! بتاؤ میں تمہارا کون ہوں؟''انہوں نے کہا''تم ہمارے سردار اور ہم سب سے زیادہ عاقل اور عالی نسب ہو۔'بولے خدا کی قسم! تمہارے مردوں اور تمہاری عورتوں سے گفتگو کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک تم خدا اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ اس طرح عبدالاشہل کے تمام قبیلہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اثر سے اسلام کا حلقہ بگوش ہو گیا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے مہمان رہے لیکن جب بنی نجار نے ان پر تشدد شروع کیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مکان پر اٹھ آئے اور یہیں سے اسلام کی روشنی پھیلاتے رہے یہاں تک کہ خطمہ اور وائل اور واقف کے چند مکانات کے سوا عوالی اور مدینہ کے تمام گھر روشن ہو گئے۔

مدینہ منورہ میں جب کلمہ گویوں کی ایک معتد بہ جماعت پیدا ہو گئی تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے دربار نبوت سے اجازت حاصل کر کے،حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں جماعت کے ساتھ نماز جمعہ کی بناڈالی پہلے کھڑے،ہو کر ایک نہایت موثر خطبہ دیا پھر نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھائی اور بعد نماز حاضرین کی ضیافت کے لیے ایک بکری ذبح کی گئی۔اس طرح وہ شعار اسلامی جو عبادت الٰہی کے علاوہ ہفتہ میں ایک دفعہ برادران اسلام کو باہم بغلگیر ہونے کا موقع دیتا ہے خاص کر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تحریک سے قائم کیا گیا۔

عقبہ کی پہلی بیعت میں صرف بارہ انصار شریک تھے لیکن حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ایک ہی سال میں تمام اہل یثرب کو اسلام کا فدائی بنا دیا چنانچہ دوسرے سال تہتر ا کابر داعیان کی پر عظمت جماعت اپنی قوم کی طرف سے تجدید بیعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں مدعو کرنے کے لیے روانہ ہوئی۔ان کے معلم دین حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے انہوں نے مکہ پہنچتے ہی سب سے پہلے آستانہ نبوت پر حاضر ہو کر اپنی حیرت انگیز کامیابی کی مفصل داستان عرض کی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت دلچسپی کے ساتھ تمام واقعات سنے اور ان کی محنت و جانفشانی سے بے حد محظوظ ہوئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی ماں نے بیٹے کے آنے کی خبر سنی تو کہلا بھیجا''اے نافرمان فرزند کیا تو ایسے شہر میں آئے گا جس میں میں موجود ہوں اور تو پہلے مجھ سے ملنے نہ آئے؟انہوں نے جواب دیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی سے ملنے نہیں جاؤں گا۔حضرت مصعب رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملازمت حاصل کر چکے تو اپنی ماں کے پاس آئے۔اس نے کہا''میں سمجھتی ہوں کہ تو اب تک ہمارے،مذہب سے برگشتہ ہے۔''بولے''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین برحق اور اس اسلام کا پیرو ہوں جس کو خدائے تعالیٰ نے خود اپنے لیے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسند کیا ہے۔

ماں نے کہا''کیا تم اس مصیبت کو بھول گئے جو تم کو ایک دفعہ سر زمین حبشہ میں برداشت کرنا پڑی۔اور اب یثرب میں سہنا پڑتی ہے؟ افسوس دونوں دفعہ تم نے غم خواری کا کچھ شکریہ ادا نہ کیا حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ شاید پھر مجھ کو قید کرنے کی فکر میں ہے۔چلا کر بولے کیا

تو جبراً کسی کو اس کے مذہب سے پھیر سکتی ہے اگر تیرا یہی منشاء ہے کہ پھر مجھ کو قید کر دے تو پہلا شخص جو میری طرف بڑھے گا میں اس کو یقیناً قتل کر ڈالوں گا۔ ماں نے یہ تیور دیکھے تو کہا بس تو میرے سامنے سے چلا جا۔'' اور یہ کہہ کر رونے لگی۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ اس کیفیت سے متاثر ہوئے اور کہنے لگے اے میری ماں! میں تجھے خیر خواہی و محبت سے مشورہ دیتا ہوں کہ تو گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول برحق ہیں اس نے کہا چمکتے ہوئے تاروں کی قسم! میں اس مذہب میں داخل ہو کر اپنے آپ کو احمق نہ بناؤں گی، جا میں تجھ سے اور تیری باتوں سے ہاتھ دھوتی ہوں اور اپنے مذہب سے وابستہ رہوں گی۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے مکہ آنے کے بعد ذی الحجہ، محرم اور صفر کے مہینے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں بسر کیے اور پہلی ربیع الاول کو سرور کائنات ﷺ سے بارہ دن پہلے مستقل طور پر ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی راہ لی۔

غزوات

۲ ھ سے حق و باطل میں خون ریز معرکوں کا سلسلہ شروع ہوا' حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ میدان صفاحت کی طرح عرصہ دغا میں بھی نمایاں رہے غزوہ بدر میں جماعت مہاجرین کا سب سے بڑا علم ان کے ہاتھ میں تھا غزوہ احد میں بھی علمبرداری کا تمغائے شرف ان ہی کو ملا۔ اس جنگ میں ایک اتفاقی غلطی نے جب فتح و شکست کا پانسہ پلٹ دیا اور فاتح مسلمان ناگہانی طور پر مغلوب ہو کر منتشر ہو گئے تو اس وقت بھی یہ علم بردار اسلام یکہ و تنہا مشرکین کے نرغہ میں ثابت قدم رہا کیونکہ لوائے توحید کو پیچھے کی طرف جنبش دینا اس فدائی ملت کے لیے سخت عار تھا۔

غرض اسی حالت میں مشرکین کے شہسوار ابن قیمہ نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا جس سے داہنا ہاتھ شہید ہو گیا لیکن بائیں ہاتھ نے فوراً علم کو پکڑ لیا اس وقت ان کی زبان پر یہ آیت جاری تھی: ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل﴾ (آل عمران ع ١٥) ابن قیمہ نے دوسرا وار کیا تو بایاں ہاتھ بھی قلم تھا لیکن اس دفعہ دونوں بازوؤں نے حلقہ کر کے علم کو سینہ سے چمٹا لیا اس نے جھنجھلا کر تلوار پھینک دی اور اس زور سے نیزہ تاک کر مارا کہ اس کی انی ٹوٹ کر سینہ میں رہ گئی اور اسلام کا سچا فدائی اسی آیت کا اعادہ کرتے ہوئے فرش خاک پر دائمی راحت کی نیند سو گیا۔

اہ وہ اسلامی پھریرا سرنگوں ہونے کے لیے نہیں آیا تھا ان کے بھائی ابوالروم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس کو سنبھالا اور آخر وقت تک شجاعانہ مدافعت کرتے رہے لڑائی کے خاتمہ پر آپ ﷺ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش کے قریب کھڑے ہوئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿من المومنين رجال صدقوا ماعاهدوا الله عليه﴾ پھر تلاش کرنے والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے تم کو مکہ میں دیکھا تھا جہاں تمہارے جیسا حسین و خوش پوشاک کوئی نہ تھا لیکن آج دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال الجھے ہوئے ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے۔

پھر ارشاد ہوا بے شک خدا کا رسول ﷺ گواہی دیتا ہے کہ تم لوگ قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں حاضر رہو گے، اس کے بعد غازیان دین کو حکم ہوا کہ کشتگان راہ خدا کی آخری زیارت کر کے سلام بھیجے گا وہ اس کا جواب دیں گے اس زمانے میں غربت و افلاس کے باعث شہیدان ملت کو کفن تک نصیب نہ ہوا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش پر صرف ایک چادر تھی جس سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں برہنہ ہو جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا بالآخر چادر سے چہرہ چھپایا گیا اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈالی گئی اور ان کے بھائی حضرت ابو الروم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سویبط بن سعد کی مدد سے سپرد خاک کیا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نہایت ذہین طباع اور خوش بیان تھے یثرب میں جس سرعت کے ساتھ اسلام پھیلا اس سے ان کے اوصاف کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف جس قدر نازل ہو چکا تھا اس کے حافظ تھے مدینہ منورہ میں نماز جمعہ کی ابتداء ان ہی کی تحریک سے ہوئی اور یہی سب سے پہلے امام مقرر ہوئے اخلاقی پایہ نہایت بلند تھا ظلم کے مکتب نے مزاج میں صرف متانت ہی پیدا نہ کی تھی بلکہ مصائب، برداشت

کرنے کا خوگر بنا دیا تھا خصوصاً ملک حبشہ کی صحرا نوردی نے جفاکشی استقلال واستقامت کے نہایت زرین اسباق دیے تھے اور اچھی طرح سکھا دیا تھا کہ دشمنوں میں رہ کر کس طرح اپنا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول خدا ﷺ نے نو مسلموں کی تعلیم وتربیت اور اشاعت اسلام جیسے اہم خدمات پر ان کو مامور فرمایا تھا مزاج قدرۃ نہایت لطافت پسند تھا اسلام قبول کرنے سے پہلے عمدہ سے عمدہ پوشاک اور بہتر سے بہتر عطریات استعمال فرماتے حضری جوتا جو اس زمانے میں صرف امرا کے لیے مخصوص تھا وہ ان کے روزمرہ کے کام میں آتا۔ غرض ان کے وقت کا اکثر حصہ آرائش وزیبائش اور زلف مشکیں کے سنوارنے میں بسر ہوتا تھا لیکن جب اسلام لائے تو شراب توحید نے کچھ ایسا مست کر دیا کہ تمام تکلفات بھول گئے۔ایک روز دربار نبوت میں اس شان سے حاضر ہوئے کہ جسم پر ستر پوشی کے لیے ایک ایک کھال کا ٹکڑا تھا جس میں جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو سب نے عبرت سے گردنیں جھکا لیں آں حضرت ﷺ نے فرمایا۔ الحمد للہ! اب دنیا اور تمام اہل دنیا کی حالت بدل جانا چاہیے یہ وہ نوجوان ہے جس سے زیادہ مکہ میں کوئی ناز پروردہ نہ تھا لیکن نیکوکاری کی رغبت اور خدا اور سول ﷺ کی محبت نے اس کو تمام چیزوں سے بے نیاز کر دیا ہے یہ ہے اس نوجوان کی مختصر زندگی جس پر اسلام کا رنگ چڑھا تھا۔

آنے والے وقت کے بارے رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی

(٥٣٦٧) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ اَلصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلٰی دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمَرِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

(۵۳۶۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر آئندہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں اپنے دین پر صبر کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جائے گا جس طرح کوئی اپنے ہاتھ میں انگارے لے۔(ترمذی)

یعنی بہت دشوار اور پریشان کن زمانہ ہوگا کہ دین پر عمل کرنا ایسا دشوار ہو جائے گا جیسے ہاتھ میں آگ کا انگار رکھنا اور جو ایسے سخت زمانے میں دین اسلام پر ثابت قدم رہے گا وہ روئے زمین پر بہت بڑا مجاہد ہے۔

(٥٣٦٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كَانَ اُمَرَآئُكُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَآؤُكُمْ سُمَحَآئَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰی بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَ اُمَرَآءُ كُمْ شِرَارَكُمْ اَغْنِيَآءُ كُمْ بُخَلَاءَ كُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰی نِسَآئِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

(۵۳۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے امیر اور خلیفہ، حاکم اور بادشاہ تمہارے اچھے ہوں گے اور تمہارے دولت مند سخی ہوں گے اور تمہارے کام آپس کے مشورے سے طے ہوتے رہیں گے تو اس وقت زمین کا پشت (پیٹھ) تمہارے حق میں اس کے پیٹ سے بہتر ہوگی تمہاری زندگی تمہارے مرنے سے اچھی ہوگی اور جب تمہارے حاکم اور امیر یا بادشاہ شریر اور بدچلن ہو جائیں گے اور تمہارے سرمایہ دار بخیل ہو جائیں گے اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھوں میں ہو جائیں گے یعنی تم اپنی عورتوں کے مشورے پر چلو گے تو اس وقت زمین کا پیٹ تمہارے حق میں بہتر ہوگا اس کی پیٹھ سے یعنی تمہارا مر جانا تمہاری زندگی سے اچھا ہوگا۔(ترمذی)

دنیا کی محبت اور موت سے نفرت

(٥٣٦٩) وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

(۵۳۶۹) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٥٣٦٧۔ حسن۔ الصحيحه ٥٩٧۔ سنن الترمذی كتاب الفتن باب ٧٣ ٢٢٦٠ .

٥٣٦٨۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب الفتن باب ٧٨۔ ٢٢٦٦۔صالح بشر المری ضعیف ہے۔

اللّٰہِ ﷺ ((یُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْکُمْ کَمَا تَدَاعَی الْاٰکِلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا)) فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ ((بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرٌ وَلٰکِنَّکُمْ غُثَاءٌ کَغُثَاءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّکُمُ الْمَهَابَةَ مِنْکُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِکُمُ الْوَهْنَ)) قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ ((حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

آئندہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ گمراہ لوگ ایک دوسرے کو گمراہی کی طرف اس طرح بلائیں گے جس طرح کھانا کھانے والی جماعت کھانے کی طرف بلاتی ہے۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ! کیا اس وقت ہم کم ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ تم زیادہ ہی رہو گے۔ لیکن تم سیلاب کے کوڑے کی طرح ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینے سے تمہارا خوف اور ہیبت نکال لے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ وہن کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت کو برا سمجھنا۔ (ابوداؤد و بیہقی)

توضیح: یعنی تمہارے دشمن تم سے جنگ کرنے کے لیے سب متفق ہو جائیں گے اور جمع ہو جائیں گے جس طرح سے کھانے پر سب جمع ہو جاتے ہیں اور تمہارے خلاف تم سے جنگ کریں گے اور تم مغلوب ہو جاؤ گے۔ پوچھنے والے نے پوچھا کہ کیا اس وقت ہماری تعداد کم اور بہت تھوڑی ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ تمہاری تعداد زیادہ ہو گی۔ اور تم بہت کمزور ہو گے کوڑے کباڑ کی طرح۔ دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں وہم کی بیماری پیدا ہو جائے گی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ وہم کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت کو برا سمجھنا یہی بہت بری بیماری ہے جس کی وجہ سے دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے ان کے سامنے ہتھیار ڈال دو گے ذلیل خوار ہو گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

مصیبت زدہ اقدام

(۵۳۷۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَاظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِیْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَی اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِیْ قَوْمٍ اِلَّاکَثُرَفِیْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ اَلْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَکَمَ قَوْمٌ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَافِیْهِمُ الدَّمُ وَلَاخَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَیْهِمُ الْعَدُوُّ)) رَوَاهُ مَالِكٌ.

(۵۳۷۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس قوم میں مال غنیمت میں خیانت پیدا ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دے گا اور جس قوم میں زنا اور حرام کاری کی کثرت ہو جائے گی تو اس قوم میں زیادہ موت ہو گی۔ یعنی ہیضہ وطاعون وغیرہ کی بیماری سے زیادہ مریں گے اور جو لوگ ناپ وتول میں کمی کریں گے تو ان سے روزی کم کر دی جائے گی اور وہ قوم قحط رسیدہ ہو کر بھوکی مرے گی اور جب حکام ناحق فیصلہ کریں گے تو خونریزی زیادہ ہو گی اور جو قوم قول وقرار کو پورا نہیں کرے گی اس پر دشمن کو مسلط کر دیا جائے گا۔ (مالک)

❁❁❁❁

۵۳۶۹۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب فی تداعی الامم علی الاسلام ۴۲۹۷۔

۵۳۷۰۔ صحیح۔ موطا امام مالک کتاب الجهاد باب ما جاء فی الغلول ۲/ ۴۶۰ ح ۱۰۱۳۔ الصحیحه ۱۰۶-۱۰۷۔

بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِيْرِ

ڈرانے اور ہوشیار کرنے کا بیان

(٥٣٧١) عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارِ الْمُجَاشِعِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهٖ اِلَا اِنَّ رَبِّيْ اَمَرَنِيْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَاجَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهٗ عَبْدًا حَلَالٌ وَاِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَاِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَاَمَرَتْهُمْ اَنْ يُشْرِكُوْبِيْ مَالَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِيَ بِكَ وَاَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَايَغْسِلُهُ الْمَاءَ اَتَقْرَءُهٗ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اُحْرِقَ قُرَيْشًا فَقُلْتَ رَبِّ اِذًا يَثْلَغُوْا رَاسِيْ فَيَدْعُوْهُ خُبْزَةً قَالَ اَسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَاَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهٗ وَقَاتِلْ بِمَنْ طَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(٥٣٧١) حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ تم ہوشیار ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں بتاؤں جن کو تم نہیں جانتے جو آج اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: جو مال میں نے اپنے بندوں کو دیا ہے وہ حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو حق ہی پر پیدا کیا ہے یعنی اسلامی فطرت پر۔ پھر ان کے پاس شیاطین آتے ہیں اور وہ ان کو ان کے دین سے بہکا دیتے ہیں اور جو میں نے ان کے لیے حلال کیا ہے اس کو حرام کرا دیتے ہیں اور وہ شیاطین میرے ساتھ غیروں کو شریک کرنے کا لوگوں کو حکم دیتے ہیں جس کے اوپر میں نے کوئی حجت و دلیل نہیں اتاری ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس نے زمین والوں کی طرف دیکھا تو اکثر لوگوں کو مشرک اور کافر دیکھا تو سب عرب و عجم پر ناراض ہو گیا مگر اہل کتاب میں سے ایک جماعت پر جو حق پرست اور توحید پرست تھی ناراض نہیں ہوا۔ اور اس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اے نبی! ہم نے آپ کو رسول بنا کر لوگوں کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں آپ کو آزماؤں کہ آپ اپنی قوم کی ناشائستہ حرکتوں اور ایذاؤں پر صبر کرتے ہو یا نہیں؟ اور آپ کی قوم کو بھی آزماؤں گا کہ وہ آپ پر ایمان لاتی ہے یا نہیں؟ اور آپ پر ایسی کتاب اتاروں گا جس کو پانی نہیں دھو سکتا یعنی پانی سے اس کتاب کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ وہ دلوں میں محفوظ رہے گی اور اس میں رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ آپ سوتے جاگتے ہر وقت پڑھ سکتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں قریش کو ہلاک کر دوں اور جلا دوں۔ میں نے کہا اے میرے رب! اس وقت قریش میرے سر کو کچل ڈالیں گے اور کچل کر روٹی کی طرح بنا دیں گے یعنی اگر میں تنہا قریش سے جنگ کروں گا تو وہ سب کے سب مجھے کچل کر رکھ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان کو جلا وطن کر دوں گا جس طرح انہوں نے آپ کو جلا وطن کر دیا ہے اور میں ان سے جنگ کروں گا جس طرح انہوں نے تم سے جنگ کیا ہے اور ان کے خلاف خرچ کروں گا جس طرح وہ آپ کے خلاف خرچ کرتے ہیں اور میں ان پر پانچ گنا لشکر ان سے مقابلہ کرنے کے لیے بھیجوں گا وہ آپ کی اطاعت میں آپ کے نافرمانوں سے لڑیں گے۔ (مسلم)

٥٣٧١۔ صحیح مسلم کتاب الجنة باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا ٢٨٦٥ .

(۵۳۷۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْعَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ. فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيِّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا قَالَ ((اَرَاَيْتُكُمْ لَوْاَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ)) قَالُوْا نَعَمْ مَاجَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّاصِدْقًا قَالَ ((فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ)) فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّالَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَنَادٰى يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاٰى الْعَدُوَّفَانْطَلَقَ يَرْبَأُ اَهْلَهٗ فَخَشِيَ اَنْ يَّسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ.

(۵۳۷۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وانذر عشیرتك الاقربین﴾ اے نبی! اپنے رشتہ داروں کو ڈرا دو۔ تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے اپنے ایک ایک رشتہ دار کو آواز دے دے کر بلانا شروع کیا کہ اے بنی فہر اور اے بنی عدی یعنی قریش والو! یہاں آ جاؤ! وہ سب جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے، ان سے یہ فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ صفا کے پیچھے میدان میں تمہارے دشمن تم پر حملہ کرنے کے لیے آنا چاہتے ہیں کیا تم میری یہ بات سچ جانو گے یا نہیں؟ لوگوں نے کہا ہم سچ مانیں گے، کیونکہ کبھی ہم نے آپ کو جھوٹا ہونے کا تجربہ نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ سچ گوئی کا تجربہ کیا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا میں تمہیں آئندہ آنے والے سخت عذاب سے کو آگاہ اور متنبہ کر رہا ہوں۔ یعنی اگر خدا پر نہیں ایمان لاؤ گے تو دردناک عذاب تم پر ٹوٹ پڑے گا اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔ اس پر ابولہب نے کہا کہ خدا تمہیں برباد کرے کیا اسی کام کے لیے تم نے ہم سب کو جمع کیا تھا؟ تو اس کی تردید میں سورۃ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی کہ ابولہب ہلاک و برباد ہو۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ آپ ﷺ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر ہر خاندان والوں کو بلایا کہ اے بنی عبد مناف میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے دشمن کے لشکر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو اور اپنی قوم کو بچانے کے لیے دوڑا ہوا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ہو اور وہیں سے پکارنا شروع کر دیا ہو کہ اس بستی پر دشمن حملہ کرنے کے لیے آ رہا ہے تم اپنے بچاؤ کے سامان کر لو۔ وہ پہاڑ ہی سے چلانا شروع کرتا ہے کہ کہیں دشمن پہلے ہی نہ پہنچ جائے اور چھاپہ ڈال دے۔

توضیح: پوری سورہ اس طرح ہے:

قرآنی آیت: ﴿تبت يدا ابى لهب﴾

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ خود ہلاک ہو گیا نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب بھڑ کنے والی آگ میں جائے گا اور اس کی بی بی بھی (جائیگی) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔''

اس سورۃ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام بطحا میں جا کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے اور اونچی اونچی آواز سے یا صباحاہ یا صباحاہ کہنے لگے قریش سب جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تم سے کہوں کہ صبح یا شام دشمن تم پر چھاپہ مارنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو میں تمہیں خدائی سخت عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہوں۔ تو ابولہب کہنے لگا تجھے ہلاکی ہو کیا اسی لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟ اس پر یہ سورہ اتری۔ (بخاری)

۵۳۷۲۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب وانذر عشیرتك الاقربین ۴۷۷۰۔ مسلم کتاب الایمان باب فی قوله وانذر عشیرتك الاقربین ۲۰۸، ۲۰۷۔

دوسری روایت میں ہے کہ یہ ہاتھ جھاڑتا ہوا یوں کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تبت بددعا ہے اور تب خبر ہے۔ یہ ابولہب آپ ﷺ کا چچا تھا اس کا نام عبدالعزی بن عبدالمطلب تھا اس کی کنیت ابوعتبہ تھی اس کے چہرے کی خوبصورتی اور چمک دمک کی وجہ سے اسے ابولہب (یعنی شعلے والا کہا جاتا تھا) یہ حضور اکرم ﷺ کا بدترین دشمن تھا ہر وقت ایذا دہی، تکلیف رسانی اور نقصان پہنچانے کے درپے رہا کرتا تھا۔

ربیعہ بن عباد دیلی اپنے اسلام لانے کے بعد اپنا جاہلیت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں لوگو! لا اله الا الله کہو تو فلاح پاؤ گے۔ لوگوں کا مجمع آپ ﷺ کے آس پاس لگا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے پیچھے ہی ایک گورے چٹے چمکتے ہوئے چہرے والا اور بھینگی آنکھ والا جس کے سر کے بڑے بالوں کی دو مینڈھیاں تھیں آیا اور کہنے لگا یہ شخص بے دین ہے یہ جھوٹا ہے۔ غرض آپ لوگوں کے مجمع میں جا کر خدا کی توحید کی دعوت دیتے تھے اور یہ شخص پیچھے پیچھے یہ کہتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔ لعنۃ اللہ (مسند احمد)

روایت میں ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ تھا میری جوان عمر تھی اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایک قبیلے کے پاس جاتے اور فرماتے لوگو! میں تمہاری طرف خدا کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں میں تم سے کہتا ہوں کہ ایک اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو مجھے سچا جانو۔ مجھے میرے دشمنوں سے بچاؤ تا کہ میں اس کام کو بجا لاؤں جس کا حکم مجھے دے کہ خدائے تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ آپ جہاں یہ پیغام پہنچا کر فارغ ہوتے کہ آپ کا چچا ابولہب پیچھے سے پہنچتا اور کہتا اے فلاں قبیلے کے لوگ! یہ شخص تو تمہیں لات وعزیٰ سے ہٹانا چاہتا ہے اور بنو مالک بن اقیس کے تمہارے حلیف جنہوں سے تمہیں دور کر رہا ہے اور اپنی نئی لائی ہوئی گمراہی کی طرف تمہیں بھی گھسیٹ رہا ہے۔ خبردار نہ اس کی بات سننا نہ ماننا۔ (احمد وطبرانی)

اللہ تبارک وتعالیٰ اس سورۃ میں فرماتا ہے کہ ابولہب برباد ہوا اس کی کوشش غارت ہوئی اس کے اعمال ہلاک ہوئے بالیقین اس کی بربادی ہو چکی ہے اس کی اولادیں اس کے کام نہ آئیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ نے اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا تو ابولہب کہنے لگا اگر میرے بھتیجے کی باتیں حق ہیں تو میں قیامت کے دن اپنا مال اور اپنی اولاد خدا کو فدیے میں دے کر اس کے عذاب سے چھوٹ جاؤں گا تو اس پر یہ آیت ﴿ما اغنی الخ﴾ اتری پھر فرمایا یہ شعلے مارنے والی آگ میں جو سخت جلانے والی اور بہت تیز ہے داخل ہوگا اور اس کی بیوی بھی جو قریش عورتوں کی سردار تھی اس کی کنیت ام جمیل تھی نام اردیٰ تھا حرب بن امیہ کی لڑکی تھی یہ ابوسفیان کی بہن تھی اور اپنے خاوند کے کفر وفساد اور سرکشی اور دشمنی میں یہ بھی اس کے ساتھ تھی اس لیے قیامت کے دن عذابوں میں بھی اس کے ساتھ ہوگی لکڑیاں اٹھا اٹھا کر لائے گی اور جس آگ میں اس کا خاوند جل رہا ہوگا اسی میں ڈالتی جائے گی اس کے گلے میں آگ کی رسی ہوگی اور جہنم کا ایندھن سمیٹتی رہے گی اور یہ معنی بھی کیے گئے ہیں ﴿حمالة الحطب﴾ سے مراد اس کا غیبت گو ہونا ہے۔ امام ابن جریر اسی کو پسند کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہ جنگل سے خاردار لکڑیاں چن کر لاتی تھی اور حضور اکرم ﷺ کی راہ میں بچھا دیا کرتی تھی یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ یہ عورت رسول اللہ ﷺ کو فقیری کا طعنہ دیا کرتی تھی تو اسے اس کو لکڑیاں چننا یاد دلایا گیا ہے لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے پاس ایک نفیس ہار تھا کہتی تھی کہ میں اسے فروخت کر کے محمد (ﷺ) کی مخالفت میں خرچ کروں گی تو یہاں فرمایا گیا کہ اس کے بدلے اسے کے گلے میں آگ کا طوق ڈالا جائے گا۔ مسد کے معنی کھجور کی رسی کے ہیں۔

حضرت عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جہنم کی زنجیر ہے جس کی ایک ایک کڑی ستر ستر گز کی ہے۔ حضرت ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جہنم

کا طوق ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے حضرت جوہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اونٹ کی کھال کی اور اونٹ کے بالوں کی بنائی جاتی ہے۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یعنی وہ لوہے کا طوق ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ سورہ اتری تو یہ بھینگی عورت ام جمیل بنت حرب اپنے ہاتھ میں نوک دار پتھر لے کر یوں کہتی ہوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔

((مذمما ابینا، ودینه قلینا، وامره عصینا.)) ''ہم مذمم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے منکر ہیں اور اس کے دین کے دشمن ہیں اور اس کے حکم کے نافرمان ہیں۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے ساتھ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے اس حال میں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ آ رہی ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کو دیکھ لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق! بے غم رہو! یہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی پھر آپ نے قرآن پاک کی آیت تلاوت کرنی شروع کر دی تا کہ اس سے بچ جائیں خود قرآن فرماتا ہے: ﴿واذا قرأت القران جعلنا بینك وبین الذین لایومنون باالاخرة حجابا مستورا﴾ یعنی جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور ایمان نہ لانے والوں کے درمیان پوشیدہ پردے ڈال دیتے ہیں یہ ڈائن آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑی ہوگئی گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ہی بالکل ظاہر بیٹھے ہوئے تھے لیکن قدرتی حجابوں نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے یعنی شعروں میں میری مذمت کی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں نہیں رب البیت کی قسم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری کوئی ہجو نہیں کی۔ تو یہ کہتی ہوئی لوٹ گئی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں (ابن ابی حاتم)

ایک مرتبہ یہ اپنی لمبی چادر اوڑھے طواف کر رہی تھی پیر چادر میں الجھ گیا اور پھسل پڑی تو کہنے لگی مذمم غارت ہو ام حکیم بنت عبدالمطلب نے کہا میں تو ایک پاک دامن عورت ہوں اپنی زبان نہیں بگاڑوں گی اور دوستی کرنے والی ہوں پس داغ نہ لگاؤں گی اور ہم سارے ایک ہی دادا کے اولاد ہیں اور قریش ہی تو زیادہ جاننے والے ہیں۔ بزار میں ہے کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر جواب دیا کہ نہ تو آپ شعر گوئی جانتے ہیں نہ کبھی آپ نے شعر کہے اس کے جانے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! کیا اس نے آپ کو دیکھا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتہ آڑ بن کر کھڑا ہوا تھا جب تک وہ واپس نہ چلی گئی۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کے گلے میں جہنم کی آگ کی رسی ہوگی جس سے اسے کھینچ کر جہنم کے اوپر لایا جائے گا پھر ڈھیلی چھوڑ کر جہنم کی تہہ میں پہنچایا جائے گا یہی عذاب اسے ہوتا رہے گا۔ ڈول کی رسی کو عرب مد کہہ دیا کرتے ہیں عربی شعروں میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں لایا گیا ہے۔ ہاں یاد رہے کہ یہ بابرکت سورہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک اعلیٰ دلیل ہے کیونکہ جس طرح ان کی بدبختی کی خبر اس سورہ میں دی گئی تھی اسی طرح واقعہ بھی ہے ان دونوں کو ایمان لانا آخر تک نصیب ہی نہ ہوا نہ تو وہ ظاہر میں مسلمان ہوئے نہ باطن میں۔ پس یہ سورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شان میں روشن دلیل ہے۔

روز آخرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عزیز و اقارب کے کچھ کام نہ آ سکیں گے

(۵۳۷۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قُرَیْشًا فَاجْتَمِعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ ((یَا بَنِیْ كَعْبِ بْنِ

(۵۳۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ ﴿وانذر عشیر تك الاقربین﴾ نازل ہوئی یعنی آپ اپنے رشتے ناطے اور قریبی لوگوں کو ڈراؤ اور ہوشیار کر دو تو اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۵۳۷۳۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قوله وانذر عشیرتك الاقربین ۲۰۴۔ بخاری کتاب الوصایا باب، هل یدخل النساء والولد فی الاقارب ۲۷۶۳.

لُوَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَابَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَا لِهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِشْتَرَوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.))

قریش کے لوگوں کو بلایا لہٰذا سب جمع ہو گئے عام لوگ بھی اور خاص لوگ بھی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا: اے کعب بن لوئی کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو۔ اور اے مرہ بن کعب کے صاحبزادو! تم بھی اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کرا لو۔ اور اے بنی عبد شمس! تم بھی اپنے آپ کو جہنم سے چھٹکارا دلا لو۔ اے بنی عبد مناف! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچا لو۔ اور اے بنی ہاشم تم بھی اپنے آپ کو دوزخ سے چھوڑا لو۔ اے بنی عبدالمطلب تم بھی اپنے نفسوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لو اور اے فاطمہ! تو بھی اپنے آپ کو جہنم کے انگاروں سے بچا لے کیونکہ میں قیامت کے روز تمہارے لیے اللہ ذوالجلال کے عذابوں سے کچھ نہیں مالک ہوں گا اور نہ بچا سکوں گا۔ البتہ دنیا کے رشتے کو جوڑتا رہوں گا اور صلہ رحمی کی تراوٹ سے ترکرتا رہوں گا۔ (مسلم) اور بخاری شریف کی روایت میں اس طرح سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کو آواز دے کر جمع کیا اور ان سے یہی فرمایا کہ تم مجھ پر ایمان لا کر اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچالو کیونکہ بغیر تمہارے ایمان لائے میں تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور اے بنی عبد مناف تم اپنے آپ کو جہنم سے بچالو کیونکہ میں بغیر تمہارے ایمان لائے ہوئے خدائے تعالیٰ کے عذابوں کو تم سے نہیں دور کر سکتا۔ اور اے عباس بن عبدالمطلب! آپ بھی ایمان لے آؤ اس لیے کہ بغیر ایمان لائے میں آپ کو خدائی عذابوں سے نہیں بچا سکتا اور اے پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا آپ بھی خدائے تعالیٰ پر ایمان لے آؤ بغیر ایمان لائے میں آپ سے خدا کا عذاب نہیں دور کر سکتا اور اے لخت جگر فاطمہ! تو بھی ایمان لے آ۔ بغیر ایمان لائے میں خدائی عذاب کو تجھ سے نہیں بچا سکتا۔ البتہ دنیا میں جو مال تجھے درکار ہو وہ مجھ سے لے لے وہ دے سکتا ہوں مگر آخرت میں بغیر ایمان لائے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

امت مسلمہ کا اعزاز

(٥٣٧٤) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُمَّتِيْ هٰذِهِ اُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ لَيْسَ لَهَا عَذَابٌ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(۵۳۷۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری یہ امت، امت مرحومہ ہے یعنی اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خصوصی ہے اس پر ایمان لانے کی وجہ سے آخرت میں عذاب نہیں ہوگا البتہ دنیا کا عذاب فتنے، زلزلے، حرب وضرب، جنگ وجدال کا عذاب پہنچتا رہے گا۔ (ابوداؤد)

٥٣٧٤۔ سنن ابی داؤد کتاب الفتن باب ما یرجی فی القتل ٤٢٧٨.

توضیح: یعنی میں نبی الرحمت ہوں میری رسالت تمام دنیا والوں کے لیے ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے اس لیے میری امت رحم کیے جانے کے لائق ہے بنسبت اور امتوں کے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس امت مرحومہ سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے ان پر آخرت کا عذاب نہیں ہوگا صرف دنیاوی فتنے آئیں گے اور وہی ان کے برے عملوں کا بدلہ ہو جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَنْ يَعْمَلْ مِنْكُمْ سُوْءً يُجْزَ بِهٖ﴾ ''جو تم میں سے برا کام کرے گا تو اس کی برائی کا بدلہ دیا جائے گا۔'' بعض لوگوں نے کہا کہ یہ امت امت اجابت ہے یعنی جس نے آپ کو نبی برحق مان لیا ہے اس سے امت دعوت مراد نہیں ہے کیونکہ کافر لوگ بھی آپ کی امت میں داخل ہیں ان کو اسلام کی طرف بلایا۔

رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی

(٧٦۔ ٥٣٧٥) وَعَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہما عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ بَدَأَ نُبُوَّةً وَرَحْمَةً ثُمَّ يَكُوْنُ خَلَافَةً وَرَحْمَةً ثُمَّ مُلْكًا عَضُوْضًا ثُمَّ كَائِنٌ جَبْرِيَّةً وَعُتُوًّا فَسَادًا فِي الْأَرْضِ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحَرِيْرَ وَالْفُرُوْجَ وَالْخُمُوْرَ يُرْزَقُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ وَيُنْصَرُوْنَ حَتّٰى يَلْقَوْا اللّٰهَ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

(٧٦۔٥٣٧٥) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ امر یعنی دین ظاہر ہوا ہے نبوت اور رحمت کے ساتھ یعنی دین اسلام کا ابتدائی زمانہ وحی اور رحمت کا ہے۔ پھر میرے انتقال کے بعد خلافت راشدہ اور رحمت کا زمانہ رہے گا پھر خلافت راشدہ کے بعد یعنی بادشاہ ہوں گے۔ پھر ان کے بعد ہونے والا ہوگا۔ یعنی ظلم تکبر خونریزی فتنہ وفساد کا زمانہ ہوگا لوگ ریشم کو حلال سمجھیں گے۔ اور زنا و بدکاری اور شراب کو بھی حلال جانیں گے اس کے باوجود بھی ان کو روزی دی جائے گی اور دشمنوں پر ان کی مدد کی جائے گی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مل جائیں گے۔ یعنی مرکر خدائے تبارک وتعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ (بیہقی)

توضیح: یہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ہے جو بالکل سچ ہے۔ دس ہجری تک نبوت اور رحمت اور نورانیت کا زمانہ رہا پھر آپ کی رحلت فرما جانے کے بعد خلافت راشدہ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ رہا جو منہاج نبوت پر تھا۔ پھر بجائے خلافت کے ملوکیت اور بادشاہت آ گئی جس میں بہت کچھ مظالم ہوئے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے: ((تدور رحى الاسلام لخمس اوست اوسبع وثلاثين سنة فان يقم لهم دينهم يقم لهم سبعين سنة وان يهلكوا فسبيل من هلك من الامم .)) اسلام کی چکی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال تک گھومتی رہے گی (یعنی اس زمانے تک اسلام کو خوب ترقی ہوگی مسلمان سب آپس میں ملے جلے رہیں گے) پھر اگر ان کا دین قائم رہے تو ستر برس تک اور قائم رہے گی ورنہ اور امتوں کی طرح تباہ ہو جائیں گے۔''

پینتیس سال تک تمام مسلمان متفق رہے بعد ازاں پھوٹ اور انتشار کا آغاز ہوا۔ اہل مصر نے بغاوت کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کی ابھی چھتیس سال گزر رہے تھے کہ جنگ جمل ہوئی اور ایک ہی سال بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جنگ صفین ہوئی جس میں ہزاروں مسلمان مارے گئے اور جس نے ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اور ستر برس قائم رہنے سے یہ مراد ہے کہ ان لڑائیوں اور خرابیوں کے بعد ایک سلطنت قائم ہوگی جو ستر برس تک رہے گی یعنی بنی امیہ کی سلطنت۔ کیونکہ ان کی سلطنت کے قیام و استحکام سے لے کر اس وقت تک کہ دولت عباسیہ کی طرف بلانے والے خراسان میں پیدا ہوئے ستر ہی برس کے قریب مدت ہے۔ مگر اس میں یہ

٧٦۔ ٥٣٧٥۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٥٦١٦ لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔

اشکال ہوتا ہے کہ بنی امیہ کے زمانہ حکومت میں دین کہا قائم ہوا تھا؟ بلکہ دین کی بربادی ہوئی تھی اس اشکال کو اس طرح دفع کیا ہے کہ آن حضرت ﷺ نے یہ بطور شرط فرمایا کہ اگر سینتیس سال کے بعد امت میں نا اتفاقی نہ ہوئی تو ستر برس دین اور قائم رہے گا اگر تباہ ہوئے تو پچھلی امتوں کی طرح تباہ ہو جائیں گے چونکہ پینتیس سال ہی میں پھوٹ پیدا ہو کر شیرازہ بکھر گیا لہٰذا مسلمان بھی پچھلی قوموں اور امتوں کی طرح تباہ ہو گئے۔ بنی امیہ کا نام ونشان نہ رہا اس کے بعد دولت عباسیہ قائم ہوئی وہ بھی ہلاکو خاں کے ہاتھ برباد ہوئی اس کے بعد دولت عثمانیہ اتراک کی قائم ہوئی یہ اب تک قائم ہے گو اس کی حالت بھی بنسبت سابق کے بعد خراب ہو گئی ہے اور ہر چہار طرف سے کفار نے اس کو تنگ کر دیا ہے۔ اگر ممالک اس کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں رہے نام اللہ۔ اب جو کچھ امید ہے وہ حضرت صاحب الزمان امام مہدی علیہ السلام کے ظہور پر ہے اللہ تعالیٰ ہم کو ان کی اتباع میں کرے اگر ہم فوت ہو جائیں تو ہر ایک مسلمان بھائی کو ہماری وصیت یہ ہے کہ ہمارا اسلام حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچا دے۔ (انوار)

(۵۳۷۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَايُكْفَأُ قَالَ زَيْدُ بْنُ يَحْيَى الرَّاوِيْ يَعْنِي الْاِسْلَامَ كَمَا يُكْفَأُ الْاِنَاءُ يَعْنِي الْخَمْرَ)) قِيْلَ فَكَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ فِيْهَا مَابَيَّنَ قَالَ ((يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اِسْمِهَا فَيَسْتَحِلُّوْنَهَا)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

(۵۳۷۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ سب سے پہلے جو چیز اوندھی اور الٹ دی جائے گی وہ اسلام ہی ہے جس طرح برتن کو اوندھا اور الٹ دیا جاتا ہے۔ یعنی سب سے پہلے خدا کی نافرمانی کر کے اسلام کو یعنی اسلامی احکام کو الٹ دیا جائے گا وہ شراب ہے۔ یعنی شراب کی حرمت کے باوجود لوگ شراب نوشی کرتے رہیں گے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کو ظاہر کر دیا ہے اور سب کو معلوم ہو چکا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس طرح ہو گا کہ شراب کا دوسرا نام رکھ کر حلال سمجھ کر پئیں گے۔ (دارمی)

توضیح: یعنی اسلام میں سب سے پہلے غلط تاویل کر کے شراب کا اور نام رکھ کر شراب پئیں گے تو گویا اسلام کو اوندھا کر دیا اور الٹا کر دیا گیا ہے اسی حکم میں بہت سی ناجائز چیزوں کو جو لوگوں نے جائز سمجھ رکھا ہے داخل ہے۔ جیسے گانا باجہ وغیرہ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

زمانہ نبوت کے بعد کے حالات

(۵۳۷۸) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ

(۵۳۷۸) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا تب تک تم میں نبوت باقی رہے گی یعنی نبوت کا زمانہ باقی رہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس نبوت کے زمانہ کو اٹھا لے گا یعنی نبی رحلت فرما جائیں گے پھر اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ منہاج النبوۃ پر خلافت ہو گی یعنی

۵۳۷۷۔ اسنادہ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الاشربۃ باب ما قیل فی العسکر ۲/ ۱۱۴ ح ۲۱۰۶.
۵۳۷۸۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ۴/ ۲۷۳۔ دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۴۹۱.

تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ نُبُوَّةٍ)) ثُمَّ سَكَتَ قَالَ حَبِيْبٌ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبْتُ اِلَيْهِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اُذَكِّرُهُ اِيَّاهُ وَقُلْتُ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَ الْمُلْكِ الْعَاضِّ وَالْجَبْرِيَّةِ فَسُرَّبِهٖ وَاَعْجَبَهٗ يَعْنِىْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

خلافت راشدہ کا زمانہ آئے گا۔ پھر اس کے بعد دانت کاٹنے والی حکومت ہوگی یعنی ظالم حکومت اور بادشاہت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی رہے گی تب تک دانت کاٹتی رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اس کو بھی اٹھا لے گا پھر اس کے بعد تکبر اور گھمنڈ اور جبروت کی حکومت اور بادشاہت ہوگی یعنی سخت ظالم جابر بادشاہوں گے پھر اس کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اٹھا لے گا پھر اس کے بعد منہاج نبوت پر خلافت ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے اس حدیث کے راوی حبیب بن سالم نے یہ بیان کیا کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ ہوئے تو میں نے اس حدیث کو لکھ کر ان کے پاس بھیج دیا تاکہ میں انہیں یاد دلا دوں اور میں نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ہی وہ خلیفہ اور امیر المومنین ہیں جو ظالم بادشاہوں کے بعد ہوئے ہیں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس سے بہت خوش ہوئے۔ (احمد، بیہقی)

اس حدیث میں بھی سچی پیشین گوئی ہے جو آپ کے اس ارشاد گرامی کے مطابق ہوا۔ نبوت کی دلیلوں میں سے ایک یہ بھی دلیل ہے۔ واللہ اعلم

❁❁❁❁

یادداشت